سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

تاریخ طبری اردو

سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

جلد ہفتم

خلافت جعفر المتوکل علی اللہ تا محمد المہتدی باللہ

۲۳۲ ہجری تا ۲۵۶ ہجری

خلافت المعتمد علی اللہ تا خلافت المقتدر باللہ

۲۵۶ ہجری تا ۳۰۲ ہجری

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ

ترجمہ

عبداللہ العمادی

تسہیل، تشریح و عنوانات

مولانا محمد اصغر مغل

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
کمپوزنگ : محمد زید مغل
طباعت : ۲۰۰۳ء حسان پرنٹنگ پریس، کراچی۔
ضخامت : ۵۲۸ صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 دیب روڈ لسبیلہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ طبری

جلد ہفتم حصہ اول

خلافت عباسیہ کا انحطاط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واقعات خلافت جعفر المتوکل علی اللہ

اسی سال جعفر المتوکل علی اللہ منصب خلافت پر فائز ہوئے۔

ان کا نام جعفر ہے جعفر ابن محمد بن محمد بن ہارون بن محمد بن عبداللہ بن محمد ذی الثفنات ابن علی السجاد بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب ہے۔

سبب خلافت

مجھ سے کئی حضرات نے بیان کیا ہے کہ جب واثق نے وفات پائی تو احمد بن ابی داؤد ایتاخ وصیف' عمر بن فرج ابن الزیات اور احمد بن خالد ابو الوزیر ایوان خلافت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے محمد بن واثق کے لئے بیعت خلافت لینی چاہی محمد اس وقت کمسن سادہ لوح لڑکے تھے' ان کو خلعت خلافت پہنائی گئی تو کم عمری کے باعث جسم پر ٹھیک نہ آئی یہ دیکھ کر وصیف نے کہا' تم لوگ اللہ سے نہیں ڈرتے ایک لڑکے کو خلیفہ بناتے ہو اس کی اقتداء میں تو نماز بھی جائز نہیں اب بحث چھڑی کہ کس کو خلیفہ بنایا جائے بہت سے نام لئے گئے۔

حاضرین مجلس میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں وہاں سے اٹھا تو جعفر المتوکل کے پاس سے گزرا جو ایک قمیض اور شلوار پہنے ترک بچوں کے ساتھ بیٹھے تھے پوچھا کہو کیا خبر ہے میں نے عرض کی ابھی فیصلہ نہیں ہوا ابھی یہ باتیں ہو ہی رہیں تھیں کہ ارکان شوریٰ نے جعفر کو بلوایا' بغا شرابی منتظم مشروبات یا وروغہ آبدار خانہ پیغام طلب لے کے آیا ' واقعہ سنایا اور مجلس میں جعفر کو ساتھ ہی لے آیا جعفر نے ارکان مجلس سے کہا: مجھے خوف ہے کہ واثق زندہ ہونگے چنانچہ (ازالہ اشتباہ کے لئے) ان کو واثق کی لاش دکھائی گئی جو کفن پوش تھی۔

متوکل کی تخت نشینی

وہاں سے واپس آ کر جعفر بیٹھ گئے احمد بن ابی داؤد نے ان کو ملبوس خلافت پہنایا' عمامہ باندھا' دونوں آنکھوں کے درمیان بوسا دیا اور السلام علیک یا امیر المومنین ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کے لفظوں میں آداب بجالائے یہ سب کچھ ہو چکا تو واثق کو غسل دیا گیا' نماز جنازہ پڑھی گئی اور دفن کیے گئے' اس سے فراغت ہوئی تو سب لوگ فوراً دیوان عام میں حاضر ہو گئے' ابھی تک متوکل کے خطاب کی نوبت نہیں آئی تھی۔

مسند نشینی کے وقت متوکل کی عمر

جب جعفر خلیفہ ہوئے تو اس وقت ان کی عمر (۲۶) سال تھی انھوں نے لشکر کو آٹھ مہینے کی تنخواہ عنایت فرمائی (یعنی آٹھ ماہ کی تنخواہ انعام میں دی)

محمد بن عبدالملک الزیات نے بیعت نامہ خلافت لکھا تھا جو اس وقت دیوان رسائل کے وزیر تھے

لقب کا انتخاب

اب پھر اجتماع ہوا تاکہ خلیفہ کے لئے کوئی خطاب انتخاب کیا جائے' ابن زیات نے المنتصر باللہ کی تجویز پیش کی لوگ اسی خطاب میں غور وخوض کرنے لگے، حتیٰ کہ اس کے تسلیم کر لئے جانے میں کسی کو شک نہ رہا،

ایک صبح کو احمد بن ابی داؤد محل خلافت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی: میں نے سوچ سوچ کے ایک ایسا خطاب تجویز کیا ہے جو امید ہے کہ انشاء اللہ مناسب حال وفرخ فال ثابت ہوگی' وہ خطاب المتوکل علی اللہ ہے (یعنی اللہ پر بھروسہ رکھنے والا) خلیفہ نے اسی خطاب کے نفاذ کا حکم دیا اور محمد بن عبدالملک الزیات کو طلب کر کے فرمایا کہ عوام کو اس کی تحریری اطلاع دیدی جائے اس بارے میں جو مراسلہ بھیجا گیا تھا اس کا مضمون یہ تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

> اللہ تمہیں باقی رکھے امیر المومنین نے اللہ انھیں بقائے دراز عطا فرمائے حکم دیا ہے کہ ممبروں پر اور قضاۃ وعمال وکتاب واہل دیوان وغیرہم کی تحریروں میں جن کے ساتھ امیر المومنین کی مراسلت کا معمول ہے امیر المومنین کا نام یوں لیا جائے عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین اب تمہیں اسکی تعمیل کو دیکھنا ہے اور میرے مراسلے کی رسید دینا ہے تمہیں اس کی توفیق ہو انشاء اللہ۔

انعام واکرام

متوکل نے ترکوں کو چار ماہ اور لشکر اور شاکری اور اسی ذیل میں بنی ہاشم وغیرہ کو آٹھ ماہ کی عطاء انعام میں دی ۔مغربیوں کو تین مہینے کی عطا مرحمت کی جس کے لینے سے انھوں نے انکار کر دیا متوکل نے ان کو پیغام بھیجا کہ تم میں جتنے غلام ہیں احمد بن ابی داؤد کے پاس جائیں وہ سب کو بیچ ڈالیں گے، اور جو آزاد ہیں ان کے ساتھ وہی عمل ہوگا جو لشکر کے ساتھ ہوا ہے مغربیوں کو اس پر راضی ہونا پڑا وصیف نے اس کی سفارش کی متوکل کی ناخوشی جاتی رہی، پہلے تین مہینے کا انعام ملا اور پھر ترکوں کے ذیل میں کر دئے گئے (یعنی چار مہینے کا انعام نوازش ہوا)

متوکل کی خاص بیعت تو اسی وقت ہوئی جب واثق نے وفات پائی تھی مگر عام بیعت اسی دن زوال افطاب کے بعد ہوئی

خلافت سے پہلے متوکل کا خواب

سعید صغیر سے روایت ہے کہ متوکل نے خلیفہ ہونے سے پہلے سعید اور اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت سے بیان کیا تھا کہ آسمان سے سلیمانی شکر مجھ پر گر رہی ہے جس (کے ڈلے) پر جعفر المتوکل علی اللہ لکھا ہوا ہے اس خواب

کی ہم، سے تعبیر پوچھی تو ہم نے عرض کیا اے امیر اللہ آپ کو عزت بخشے یہ تو خلافت کی بشارت ہے، واثق کو اس خواب کی خبر ملی تو تو جعفر کو اور ان کے ساتھ سعید کو بھی قید کر دیا اور اسی وجہ سے جعفر کو تنگی میں بھی رکھا

اس سال کے امیر حج محمد بن داؤد تھے

آغاز ۲۳۳

محمد ابن الزیات کی قید اور انجام

اس سال کے واقعات میں ایک اہم بات یہ ہے کہ محمد بن عبدالملک الزیات پر متوکل نے ناراض ہو کر ان کو قید کر دیا اس کے اسباب وانجام کار کا واقعہ یہ ہے کہ

حادثہ وزارت

ابن زیات سے ناخوش ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ واثق نے محمد بن عبدالملک الزیات کو اپنا وزیر بنایا تھا اور تمام امور ان کو سپرد کر دئے تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ سے واثق اپنے بھائی جعفر المتوکل سے ناراض ہوئے اور عمر بن فرج رخجی اور محمد بن علاء خادم کو ان پر نگران مقرر کیا، یہ دونوں جعفر کی نگرانی کرتے اور ہر وقت ان کے حالات لکھتے رہتے تھے۔

واقعات سابقہ

ایک مرتبہ جعفر محمد بن عبدالملک الزیات کے پاس یہ درخواست لیکر گئے کہ بھائی واثق سے جعفر کی سفارش کریں تا کہ واثق پھر جعفر سے خوش ہو جائیں۔

جعفر جب ابن زیادت کے پاس پہنچے تو پہلے کچھ دیر کھڑے رہے، ابن زیات نے ان سے بات تک نہ کی کچھ دیر کے بعد بیٹھنے کا اشارہ کیا، جعفر بیٹھ گئے اور وہ کاغذات دیکھتے رہے، جب فارغ ہوئے تو ترچھی نظر سے جعفر کی جانب رخ کیا اور پوچھا تجھے کیا چیز یہاں لائی ہے؟

جعفر نے جواب دیا: میں اس لئے آیا ہوں کہ تم امیر المومنین سے درخواست کرو کہ مجھ سے خوش رہیں

ابن زیات نے اپنے اردگرد کے لوگوں سے خطاب کر کے کہا کہ اس شخص کو دیکھو خود تو اپنے بھائی کو ناخوش کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرے ذریعہ سے پھر وہ خوش ہو جائیں، جا چلا جا، جب بھی تو نے اپنی حالت درست کر لی وہ بھی تجھ سے خوش ہو جائیں گے۔

اس نامناسب برتاؤ اور بدسلوکی سے رنجیدہ ہو کر جعفر اٹھے اور چلے گئے کہ آداب مجلس میں اس کے ساتھ کوتاہی کی گئی .

دہاں سے نکل کر عمر بن فرج کے پاس آئے کہ عمر سے کہہ کر اپنے چیک پر مہر کرالیں تا کہ معاش میں مدد حاصل ہو سکے۔

عمر بن فرج بھی ملے تو ناکامی کے ساتھ ملے ان کی نشست مسجد میں تھی چیک کو لیا اور مسجد کے صحن میں پھینک دیا ،ابوالوزیر احمد ابن خالد بھی وہاں موجود تھے، یہ دیکھ کر اٹھے، کہ واپس جائیں جعفر بھی انھیں کے ساتھ اٹھے اور کہا

ابوالوزیر تو نے دیکھا عمر بن فرج نے میرے ساتھ کیا کیا؟

ابوالوزیر نے عرض کی: قربان جاؤں، میں اس کا افسر ہوں، پھر بھی بن مانگے اور خوشامد کئے بغیر میرے مدد معاش کے چیک پر وہ مہر نہیں کرتا آپ اپنے وکیل کو میرے پاس بھیجدیں

جعفر نے اپنا وکیل بھیجا تو ابوالوزیر نے بیس ہزار دیئے۔ کہ جب تک اللہ تمہارا سامان کرے، اسے خرچ کرو۔

اس پیشکش کو جعفر نے لے لیا اور مہینہ کے بعد امداد کیلئے قاصد بھیجا اس دفعہ ابوالوزیر نے دس ہزار درہم پیش کئے عمر بن فرج کے پاس سے جعفر اٹھے اور احمد بن ابی داؤد کے ہاں گئے، احمد نے اٹھ کے دروازے تک استقبال کیا ، ہاتھ چومے، گلے لگایا ، اور عرض کی، قربان جاؤں کیسے آئے؟

جعفر نے کہا: میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ امیر المومنین کو مجھ سے راضی کردیں،

ابن ابی داؤد نے عرض کی کہ میں بسر و چشم اس کی عزت حاصل کروں گا

احمد بن ابی داؤد نے واثق سے اس بات کے بارے میں گفتگو کی، واثق نے وعدہ تو کرلیا مگر پھر بھی راضی نہ ہوئے،

گھڑ دوڑ کے دن احمد بن ابی داؤد نے واثق سے پھر سفارش کی کہ مجھ پر معتصم کے بڑے بڑے احسان ہیں، جعفر انہی کا لڑکا ہے میں نے اس کے متعلق گزارش کی تھی اور امیر المومنین نے وعدہ بھی فرمایا تھا، اب میں معتصم کا واسطہ دیتا ہوں کیا امیر المومنین اس سے راضی نہ ہونگے واثق نے اسی وقت خوشنودی ظاہر کی اور جعفر کو خلعت عطا کی واثق کے جانے کے بعد احمد بن ابی داؤد نے جعفر کو اپنا ممنون احسان بنالیا کہ ان کی سفارش سے بھائی (واثق) کی خوشنودی حاصل ہوئی،

جعفر ابی داؤد کے شکر گذار رہے حتیٰ کہ جب حکمراں ہوئے تو اسی حسن سلوک نے ابن ابی داؤد کو بہرہ ور رکھا،

متوکل کی توہین واستخفاف

بیان کیا جاتا ہے کہ جب جعفر محمد بن عبدالملک الزیات کے ہاں سے نکلے تو محمد نے واثق کو لکھا کہ "امیر المؤمنین! جعفر بن معتصم میرے پاس آئے تھے اور درخواست کی تھی کہ ان کی نسبت امیر المومنین کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے میں امیر المومنین سے ان کی سفارش کروں، ان کی سج دھج، ہجڑوں کی سی تھی لمبے لمبے بال گردن سے لٹک رہے تھے"۔

واثق نے جواب میں لکھا کہ "جعفر کو اپنے پاس بلا بھیج ، اور کسی کو حکم دے کہ ان کے بال تراش دے اور پھر کسی اور کو حکم دے کہ انھی بالوں کو اُن کے منہ پر مارے دے اس کے بعد انھیں ان کے گھر واپس بھیج دے"۔

متوکل کی روایت ہے کہ جب ابن زیات کا قاصد میرے پاس آیا تو سیاہ رنگ کی نئی درباری پوشاک (سواد) پہن کے اس کے ہاں گیا، امید یہ تھی کہ میرے بارے میں امیر المومنین کی خوشنودی کی خبر آئی ہوگی، میں پہنچا تو اس کے نے چھوکرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک حجام بلا لائے حجام آیا تو کہا جعفر کے بال تراش کر یکجا کرے، حجام نے تولیا تک نہ اُڑھایا اور نئی پوشاک پر بال تراشے، اور وہی بال میرے منہ پر پھینک مارے، مجھے کبھی اتنا صدمہ نہیں ہوا تھا جتنا اس وقت ہوا کیوں کہ میں تو نئی پوشاک میں خوشخبری سننے آیا تھا اور اس نے مجھے مونڈ ڈالا۔

واثق کی وفات

واثق کی وفات کے بعد محمد بن عبدالملک نے اشارہ کیا کہ واثق کے فرزند کو خلیفہ بنانا چاہئے اس بارے میں گفتگو بھی کی ایوان شوریٰ کے علاوہ جس میں ارکان مشاورت کی نشست تھی ایک دوسرے حجرے میں جعفر بیٹھے ہوئے تھے حتیٰ کہ جعفر کی طلبی ہوئی اور اسی ایوان میں اُن کو خلیفہ منتخب کیا گیا جو ابن زیات کی ہلاکت کا سبب ٹھہرا۔

بغا جو شرابی آبدار خانہ کے نگران تھے جعفر کے پاس قاصد کی حیثیت سے ان کو بلانے گئے تھے وہاں پہنچ کر (جعفر کو ساتھ لیا) راستے میں تسلیمات خلافت بجالائے مجلس شوریٰ کے ارکان نے ان کو خلیفہ منتخب کیا اور بیعت کی۔

ابن زیات کی گرفتاری

خلیفہ ہونے کے بعد متوکل نے ابن زیات کو ڈھیل دے دی، حتیٰ کہ بدھ ے صفر کا دن آگیا متوکل قصد کر چکے تھے کہ ابن زیات کو آزار پہنچائیں اس نے ایتاخ کو حکم دیا کہ ابن زیات کو پکڑ کر سزا دے، ایتاخ نے آدمی بھیجا ابن زیات سمجھ گئے کہ بلوایا ہے، دوپہر کا کھانا کھا کے سوار ہوئے اور سمجھے کہ خلیفہ نے مجھے طلب کیا ہے ایتاخ کے مکان کے سامنے پہنچے تو ابو منصور کے مکان کی طرف مڑنے کو کہا گیا، وہ تو مڑ گئے مگر دل میں خوف جاگزیں ہوگیا تھا جب وہاں پہنچے جہاں ایتاخ مقیم تھے اور وہاں سے مڑنا پڑا تو سمجھ گئے کہ شر مقصود ہے آخر ایک حجرے کے اندر لا گیا اور اُن کی تلوار، کمر بند (بکلوس)، ٹوپی اور قبا لے لی گئی اور انھی کے غلاموں کو سب چیزیں دے دی گئیں کہ لے کے گھر واپس جاؤ، غلام سمجھے کہ ابن زیات ایتاخ کے ہاں نبیذ پینے کے لئے ٹھہرے ہیں اس گمان کی سچائی میں اُنھیں ذرہ برابر شک نہ ہوا تھا،

ایتاخ نے اپنے سر برآوردہ ساتھیوں میں سے دو شخص تیار کر رکھے تھے

(۱) یزید بن عبداللہ حلوانی (۲) ہرثمہ شار بامیان

جب ابن زیات قابو میں آگئے تو اپنے ساتھیوں کی بھاری تعداد کو لیے ہوئے یہ دونوں افراد دوڑتے ہوئے ابن زیات کے گھر پہنچے وہاں غلاموں نے پوچھا: کہاں کا قصد ہے؟ ابو جعفر (ابن زیات) تو سوار ہوگئے،

یہ دونوں گھر پر ٹوٹ پڑے اور سب لوٹ لیا۔

یزید بن عبداللہ حلوانی کا بیان ہے کہ میں ابن زیات کے اس گھر میں پہنچا جہاں ان کا قیام تھا دیکھا برے حالوں میں ہے اور سامان بھی کم ہے چار فرش، اور کچھ شیشے دیکھے جن میں کوئی شربت تھا، وہ گھر بھی دیکھا جس میں ابن زیات کی کنیزیں سوتی تھیں اس خواب گاہ میں کچھ بچھونے اور عمدہ عمدہ بستر ایک پر ایک رکھے ہوئے تھے، لیکن کچھ لونڈیوں کو بستر نصیب نہ تھا وہ خالی زمین پر سوتی تھیں۔

مال و دولت

ایک روایت ہے کہ متوکل نے اسی دن کسی کو ابن زیات کے گھر بھیج کر کل اثاثہ قرق کر لیا، اثاث البیت، سواریاں، لونڈیاں، غلام، جو کچھ تھا سب کا سب ہارونی میں بھجوا دیا گیا راشد مغربی کو بغداد بھیجا کہ وہاں ابن زیات کے مال وزر اور غلاموں کو قرق کر لے، ابوالوزیر کو حکم دیا کہ ابن زیات اور ان کے گھر والوں کی جس قدر جائدادیں جہاں کہیں بھی ہوں لے لی جائیں سامرا میں جو کچھ تھا سب خلیفہ کے لئے خرید لیا گیا اور پھر تمام سامان مسرو سمانہ کے خزانے میں داخل ہوا۔

قید و بند کا فیصلہ

اہلکار عباس بن احمد بن رشید کو جو عجیف کا کاتب (سکریٹری) تھا ابن زیات کے پاس لائے اور کہا کہ عباس کو اپنا وکیل مقرر کر دو تاکہ تمھارا سامان فروخت کر ڈالے اس وکالت کی تکمیل ہو جانے کے کچھ دن بعد تو ابن زیات اپنے قید خانے میں آزاد رہے مگر پھر قید و بند کا حکم ہوا اور بیڑیوں میں جکڑ دیے گئے کھانا بند کر دیا گیا۔

اس زمانے میں وہ کچھ نہ کھاتے تھے سخت پریشانی کی حالت میں رہتے تھے اکثر روتے باتیں کم کرتے، ایک سوچ میں پڑے رہتے تھے کچھ دن اسی طرح گزر گئے پھر بیداری کی سزا دی گئی کہ دن رات جاگتے رہیں، سونے نہ پائیں جگائے رکھتے سوئی چبھاتے کہ نیند نہ آئے، پھر سزا ایک رات اور ایک دن کے لئے ملتوی کر دی گئی ابن زیات سو گئے۔ جب اٹھے تو کچھ میوے اور انگور کی خواہش کی، یہ چیزیں آئیں اور انھوں نے کھائیں، اب پھر دن رات جاگتے رہنے کی سزا ملی۔ پھر لکڑی کے ایک تنور میں ڈالنے کا حکم ہوا، جس میں لوہے کی میخیں لگی تھیں یہ تنور پہلے پہل انھی نے بنوایا تھا اور اسی میں ڈال کر ابن اسباط المصری کو اتنی سزا دی تھی کہ جو کچھ مال اس پر عائد ہوتا تھا سب نکلوا لیا تھا آخر اسی تعزیر میں خود مبتلا ہوئے اور چند روز یہی عذاب اُٹھانا پڑا۔

قید خانہ کی تفصیلات

دندانی کا بیان ہے کہ ابن زیات کی تعزیر پر جو نگران مقرر تھا اس کا قول ہے کہ میں نکلتا تو دروازے پر تالہ لگا دیتا، ابن زیات آسمان کی طرف ہاتھ بڑھاتے اور اتنا پھیلاتے کہ بغل میں ٹہوکے لگتے، تنور کے اندر بیٹھ جاتے جس میں لوہے کہ میخیں لگی تھیں بیچ میں ایک ترچھی لکڑی تھی جسے سزا دی جاتی وہ دم لینے کو گھڑی بھر اس لکڑی پر بیٹھ جاتا، جب نگران آتا اور دروازہ کھلنے کی آہٹ ہوتی تو پہلے کی طرح کھڑا ہو جاتا اور پھر تشدد ہونے لگتا ایک روز نکلتے وقت میں نے چالاکی سے ایسا ظاہر کیا کہ دروازہ مقفل کر دیا ہے حالانکہ میں نے صرف کواڑ بند کیا تھا قفل نہیں لگایا تھا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد جب سمجھ لیا کہ ان کی توجہ ہٹ گئی تو دروازہ کھول دیا، دیکھا تو ابن زیات تنور میں لکڑی پر بیٹھے ہیں۔

میں نے کہا: میں دیکھتا تھا کہ تم یہ کام کرتے ہو

اب میں نکلتا تو اچھی طرح باندھ دیتا کہ بیٹھ سکتے ہی نہ تھے بیچ کی لکڑی بھی کھینچ لی حتیٰ کہ اب وہ ان کے دونوں پاؤں کے بیچ میں آ گئی، اس کے بعد چند روز ہی جئے اور آخر وفات پا گئے۔

وفات ابن زیات

اس بارے میں اختلاف ہے کہ ابن زیات کس طرح مرے،

کہا جاتا ہے کہ ان کو گرا کر شکم پر پچاس کوڑے مارے گئے اور پھر الٹ کر پچاس تازیانے کولھوں پر لگائے، پٹتے پٹتے دم نکل گیا اور مارنے والوں کی خبر بھی نہ ہوئی، مرے ہیں تو گردن ٹیڑھی ہو گئی تھی داڑھی نچ گئی تھی،

مبارک مغربی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ابن زیات نے تمام ایام قید میں صرف ایک روٹی کھائی، البتہ (کبھی کبھی) ایک دو انگور کھا لیتے تھے۔

وقت وفات

مرنے سے پہلے میں نے سنا کہ وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہیں، اے محمد، تو عافیت و آرام سے تھا تو نے راحت و نعمت پر، اچھی سواریوں پر، پاکیزہ محل پر، عمدہ پوشاک پر، قناعت نہ کی اور وزارت کے درپے ہوا، اب اپنے کرتوت کا مزہ چکھ،

بار بار کہتے تھے اور اپنے آپ سے باتیں کرتے تھے،

مرنے سے ایک دن پہلے یہ عتاب و خطاب جاتا رہا، اب صرف کلمۂ شہادت اور ذکر الٰہی کی تکرار تھی،

وفات کے بعد کے حالات

ابن زیات کے مرنے پر ان کے دونوں بیٹوں نے جن کے نام سلیمان اور عبیداللہ تھے اور دونوں قید میں پڑے تھے ابن زیات کی میت طلب کی، یہ لاش ایک لکڑی پر رکھی ہوئی تھی دروازے پر پڑی تھی جسم پر وہی کرتا تھا جسے پہنے ہوئے قید ہوئے تھے بالکل میلا ہو گیا تھا لڑکوں نے دیکھ کے کہا:

الحمد للہ کہ فاسق سے نجات حاصل ہوئی،

ابن زیات کی لاش ان دونوں بیٹوں کو دے دی گئی انھوں نے اسی لکڑی پر اسے غسل دے کر دفن کر دیا، قبر بھی گہری نہیں کھودی، بیان کیا جاتا ہے کہ کتوں نے لاش نکال لی اور گوشت کھا گئے،

ابراہیم بن العباس اہواز کے حاکم تھے ابن زیات سے دوستی تھی لیکن ایک سرکاری معاملہ پیش آنے پر ابن زیات نے ابوالجہم احمد بن یوسف کو ابراہیم پر سزا دینے کے لئے متعین کیا ابوالجہم نے سب کے سامنے ابراہیم کو کھڑا رکھا حتیٰ کہ ہزار ہزار درہم پندرہ لاکھ اور پانچ لاکھ درہم پر اس نے اپنی جان بچائی اب یہ واقعہ پیش آیا تو ابراہیم نے اس کی ہجو کی۔

قید کے بعد ابن زیات کو راشد مغربی کے ساتھ بغداد لے جایا گیا تاکہ وہاں جو مال و متاع ہے سب قرق کر لیں، بغداد میں راشد نے ابن زیات کے غلام روح کو گرفتار کیا جو اس کے گھر کا منتظم تھا ابن زیات کا مال وزراسی کا ہاتھ میں رہتا تھا اور وہی اس سرمائے سے تجارت کیا کرتا تھا راشد نے گھر والوں میں سے چند آدمی گرفتار کر لیے اور ایک خچر کے بوجھ برابر مال پر بھی انھیں کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

بغداد میں ابن زیات کے متعدد کارخانے پائے گئے جن میں طرح طرح کا مال تجارت تھا مثلاً گیہوں، جو، آٹا، اور دوسرے دانے تیل، انجیر،

ایک پورا گھر کپڑوں سے بھرا ہوا تھا

نوے ہزار دینار (۹۰۰۰۰) کا سامان دستیاب ہو کر قرق ہوا۔

بدھ ۷ صفر کو متوکل نے ابن زیات کو قید کیا اور جمعرات ۱۹ ربیع الاول کو ابن زیات نے وفات پائی۔

ابن فرخ کا انجام

اسی سال متوکل عمر بن فرج سے ناراض ہوئے یہ واقعہ ماہ رمضان کا ہے عمر بن فرج۔ اسحاق بن ابراہیم بن

مصعب کے سپرد کیے گئے اور وہیں مقید کیے گئے، حکم نافذ ہوا کہ عمر کی جائداد اور مال ومنال قرق کرلیا جائے نجاح بن سلمہ عمر کے گھر گئے وہاں صرف پندرہ ہزار درہم پائے، مسرور سمانہ نے آ کے عمر کی کنیزیں قرق کرلیں، ت، تیس رطل (پونڈ) وزن کی بیڑیوں میں عمر کو مقید رکھا گیا م بغداد سے عمر کے آزاد کردہ غلام نصر کو بلایا گیا جس نے تیس ہزار دینار پیش کیے اور چودہ ہزار دینار اپنے طرف سے حاضر کیے، اہواز سے عمر کے چالیس ہزار اور عمر کے بھائی محمد بن فرج کو ڈیڑھ لاکھ دینار ملے، گھر سے جو سامان برآمد ہوا اس میں صرف بچھونوں کی تعداد اس قدر تھی کہ سولہ اونٹوں پر لائے گئے،

چالیس ہزار دینار کے جواہر نکلے، پچاس اونٹوں پر اثاثہ وفرش لاد کر لائے گئے اور ایک ہی بار نہیں بار بار لاد کے لائے گئے، عمر پشمینے کا ایک کھلا ہوا کپڑا (فرجیہ) پہنا کر قید کردیا گیا۔ اسی حالت میں سات دن رہے پھر رہائی پائی مگر اپنے محل سے بے دخل کردیے گئے، اہل وعیال پکڑے گئے تفتیش ہوئی ان کی ملکیت میں سولونڈیاں تھیں پھر اس شرط پر رہا کردیا گیا کہ وہ دس ہزار درہم جرمانے میں پیش کریں اور فقط اہواز کی جائیداد انھیں واپس دی جائے پشمے کا جبرا اتار دیا گیا اور زنجیر سے رہائی ملی۔

یہ واقعہ شوال کا ہے،

علی بن الجہم بن بدر نے نجاح بن سلمہ کو برانگیختہ کرنے کے لئے عمر بن فرج کی ہجو کی۔

احتساب کی مہم

اسی سال خلیفہ متوکل کے حکم پر ابراہیم بن جنید نصرانی جو ایوب کا کاتب تھا سمانہ کا بھائی تھا اس قدر لاٹھیوں سے مارا گیا کہ اس نے سرکاری مال میں ستر ہزار دینار کی خیانت کا اعتراف کیا، مبارک مغربی کو اس کے ساتھ بغداد بھیجا گیا جس نے ابراہیم نصرانی کے گھر سے یہ مال برآمد کیا، پھر اس کو واپس لائے اور قید میں ڈال دیا گیا،

ابوالوزیر سے متوکل کی خفگی

اسی سال ماہ ذی الحجہ میں متوکل ابوالوزیر سے ناخوش ہوا اور حکم دیا کہ ابوالوزیر سے محاسبہ کیا جائے۔ تقریباً ساٹھ ہزار دینار ابوالوزیر نے پیش کیے اور درہم کے توڑے اور زیور پیش کیے ابوالوزیر کے پاس مصر کا جو سامان تھا اس میں سے ۲۶ جام قرق ہوئے اور بتیس غلام اور بہت سے فرش قالین لے لیے گئے۔

ابوالوزیر ہی کی خیانت کے طفیل محمد بن عبدالملک کو جو موسیٰ بن عبدالملک کے بھائی تھے اور ہیثم بن خالد نصرانی کو، اور اس کے بھتیجے سعدون بن علی کو قید کرلیا گیا، پھر سعدون سے چالیس ہزار دینار پر اور محمد کے دونوں بھتیجے عبداللہ اور احمد سے تیس ہزار دینار سے کچھ زیادہ پر مصالحت ہوگئی، واصلات اور مصادرہ میں ان سب کی جائدادیں ضبط ہوگئیں۔

عزل ونصب

اسی سال متوکل نے محمد بن فضل جرجرائی کو اپنا کاتب مقرر کیا۔

اسی سال متوکل نے بدھ ۷ ارمضان ک ودیوان خراج (صدر الہامی مال) سے

سے فضل بن مروان کو معزول کردیا اور یحییٰ بن خاقان خراسانی کو قبیلہ ازد کے آزاد کردہ غلام تھے یہ عہدہ دیا، اسی دن دیوان زمام نفقات (فائنانس منسٹری) سے ابوالوزیر کو معزول کرکے ابراہیم بن عباس بن محمد بن صول کو مقرر کیا،

اسی سال متوکل نے اپنے فرزند منتصر کو حرمین، یمن اور طائف کا والی مقرر کیا۔ جمعرات ۱۱ رمضان کو اس کا فرمان نافذ فرمایا۔

اسی سال ٦ جمادی الآخر کو احمد بن ابی داؤد فالج میں مبتلا ہوئے۔

مادر قیصر تھیوڈرا کا انجام

اسی سال میخائیل بن توفیل (قیصر روم) نے اپنی ماں تذورہ (تھیوڈرا) کو سزا دی اور دھوپ میں بٹھایا پھر خانقاہ میں بھیج دیا، لغیط کو قتل کرڈالا جس کے ساتھ تذورہ پر تہمت لگائی گئی تھی تذورہ چھ (٦) برس تک حکمراں رہی۔

اس سال محمد بن داؤد امیر حج تھے

واقعات ۲۳۴ھ

اس سال کے اہم واقعات میں محمد بن بعیث بن حلبس کا فرار بھی شامل ہے جسے قید کر کے آذربائیجان کے علاقے سے لائے تھے اور جیل میں ڈال دیا تھا۔

محمد بن بعیث کا جیل سے فرار

اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سال متوکل بیمار ہوئے ابن بعیث کے ہاں ایک شخص تھا جو ان کی خدمت کیا کرتا تھا اس کا نام خلیفہ تھا اس نے ابن بعیث کو خبر دی کہ متوکل انتقال کر گئے اس نے ابن بعیث کے لئے سواریوں کا انتظام بھی کرلیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ابن بعیث مع خلیفہ کے جس نے یہ افواہ اڑائی تھی اپنے علاقے "مرند" علاقہ آذربائیجان میں بھاگ نکلے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابن بعیث کے دو قلعے تھے ایک کا نام شاہی اور دوسرے کا یکدر تھا، یکدر بحیرہ کے باہر اور شاہی بحیرہ کے وسط میں تھا یہ بحیرہ پچاس فرسنگ کے بقدر سرحد ارمیہ سے استاق واخرقان تک جو محمد بن رؤاد کا علاقہ تھا پھیلا ہوا تھا۔ ابن بعیث کا قلعہ شاہی مضبوط و مستحکم اور استوار تھا جس کے چاروں طرف ٹھہرے ہوئے پانی کی خندق تھی، اطراف مراغہ اُرمیہ تک جو لوگ جاتے یہیں سے سوار ہوتے اس بحیرہ میں نہ مچھلی ہے اور نہ کوئی اور خیر و خوبی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابن بعیث، اسحاق بن ابراہیم نم معصب کی قید میں تھے بغا شرابدار نے سفارش کی تقریباً تیس ضامن لیے گئے جن میں محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی بھی تھے (اس شفاعت نے ابن بعیث کو رہوئی دلائی)

ابن بعیث کی بغاوت

ابن بعیث سامرا آتے جاتے رہتے، وہاں سے مرند بھاگ گئے۔ سامان رسد جمع کیا مرند میں پانی کے چشمے پہلے سے موجود تھے شہر پناہ کے کمزور حصوں کی مرمت کرالی ہر سمت کے فتنہ انگیز قبیلہ ربیعہ وغیرہا کے افراد پہنچ گئے اور تقریباً دو ہزار دوسو کی جمعیت ہوگئی۔

آذربائیجان کے والی (گورنر) محمد بن ہرثمہ تھے انھوں نے ابن بعیث کی گرفتاری میں کوتاہی کی، متوکل نے اس تقصیر کی بناء پر حمدویہ بن علی بن فضل سعدی کو آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور سامرا سے ان کو ڈاک پر وہاں بھیجا۔

حمدویہ نے وہاں پہنچ کر لشکر اور رضا کار (شاکریہ) جمع کیے اور جس نے خدمت قبول کی اس کو ساتھ لے لیا، دس

ہزار کی جمعیت فراہم ہوگئی اب ابن بعیث پر چڑھائی کی اور شہر مرند میں ابن بعیث کو پناہ لینے پر مجبور کر دیا،

محاصرۂ مرند

یہ شہر دو فرسنگ کے دائرے میں ہے اس کے اندر بہت سے باغ ہیں، باہر جہاں تک دور ہے درخت ہی درخت ہیں، البتہ دروازوں کے سامنے جگہ چھوٹی ہوئی ہے حالت محاصرہ میں جو سامان درکار تھا ابن بعیث نے سب فراہم کرلیا پانی کے چشمے اندر ہی موجود تھے۔

محاصرۂ مرند کو مدت دراز گزر گئی تو متوکل نے زیرک ترک کو دو لاکھ سواروں کے ساتھ بھیجا، زیرک کچھ بھی نہ کر سکا، متوکل نے عمر بن سیسل بن کال کو نو ہزار (۹۰۰۰) شاکری سپاہ کے ساتھ روانہ کیا اس سے بھی کچھ کام نہ نکلا،

اب متوکل نے بغا شرابدار کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ بھیجا جس میں ترک، شاکری، اور مغربی سپاہی تھے،

جنگ کے حالات

حمدویہ بن علی اور عمر بن سیسل اور زیرک نے چڑھائی کر کے شہر کے اردگرد تقریباً ایک لاکھ درخت کٹوا دیے ہیں منجنیقیں شہر پر نصب کرادیں، اور شہر کے بالمقابل ایسی عمارتیں بنالیں جن میں کچھ دیر آرام لے سکیں،

اسے اتنی ہی تعداد اور معیار کی منجنیقیں ابن بعیث نے بھی نصب کرادیں جو وحشی دہقانی ساتھ تھے وہ ایسی سنگ باری کرتے تھے کہ کوئی شہر پناہ کے پاس تک نہ پھٹک سکتا تھا۔

اس جنگ میں سلطنت کی طرف سے آٹھ مہینے میں تقریباً سو آدمی (۱۰۰) قتل اور تخمیناً چار سو (۴۰۰) زخمی ہوئے ابن بعیث کی طرف بھی یہی حساب رہا،

حمدویہ، عمر، زیرک روزانہ صبح و شام سرگرم جنگ رہتے، ابن بعیث کی فوج والے شہر کا دروازہ تو بند رکھتے مگر دیوار سے لٹک لٹک کے نیچے اترتے اور تیر کمان سے جنگ کرتے، جب خلافت کی فوجیں حملہ کرتیں تو دیوار کی پناہ میں آجاتے، کبھی کبھی ایک دروازہ بھی کھول دیتے جسے باب الماء (پانی کا دروازہ) کہتے تھے اس دروازے سے تیار جنگجو نکلتے اور لڑ بھڑ کے لوٹ جاتے۔

محاصرین کی محصورین کو امان کی پیش کش

بیان کیا جاتا ہے کہ جب بغا شرابدار مرند کے قریب پہنچا تو عیسیٰ بن شیخ، ابن سلیل شیبانی کو ابن بعیث اور متعلقین کے لئے امان نامے دے کے بھیجا کہ امیر المومنین کے زیر فرمان حاضر ہو جائیں ورنہ جنگ ہوگی اور فتح ہونے پر ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں گے البتہ جو فرماں برداری کی نیت سے حاضر ہوگا اس کو امان ملے گی۔

محمد بن بعیث کا قید ہو جانا

عام طور پر جو لوگ ابن بعیث کے ساتھ تھے وہ قبیلہ ربیعہ کے تھے اور عیسیٰ بن شیخ کے ہم قوم تھے امان پاکر ان میں سے اکثر آدمی رسیوں سے لٹک کے اُتر آئے، ابن بعیث کا بہنوئی ابوالاغر بھی اتر کے حاضر ہو گیا۔

اسی ابوالاغر کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد لوگوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا، حمدویہ اور زیرک کی جماعت اندر آ گئی ابن بعیث اپنے گھر بھاگ نکلے وہ چاہتے تھے کہ کسی دوسرے رخ سے نکل جائیں کہ لشکر کا ایک دستہ راستے میں حائل ہو گیا، ابن بعیث کا ارادہ تھا کہ وہ ایک نہر کی راہ لیں جہاں پن چکی تھی اور وہیں روپوش ہو جائیں، تلوار اس وقت بھی گردن میں

لٹکی ہوئی تھی اس حالت میں پکڑے گئے اور سپاہیوں نے ان کا گھر بھی لوٹ لیا ان کے ساتھیوں کے گھر غارت کیے اور شہریوں کے بھی چند گھر لوٹ لیے گئے اس کے بعد منادی ہوئی کہ جو لوٹے گا، غارت گری کرے گا خلافت اس سے بری الذمہ ہے (یعنی ایسے شخص شرع و قانون کی حفاظت سے خارج سمجھا جائے گا اور اس کی جان اور اس کا مال غیر محفوظ تصور ہوگا۔)

ابن بعیث کی دو بہنیں، تین بیٹیاں، ایک خالہ اور باقی لونڈیاں گرفتار ہوئیں تیرہ داشتائیں حکومت کے قبضے میں آئیں، قابل ذکر گروہوں میں سے تقریباً دو سو آدمی پکڑے گئے اور باقی بھاگ گئے۔

دوسرے دن بغا شرابدار کا لشکر بھی پہنچ گیا اور اب پھر منادی ہوئی کہ خبردار غارت گری نہ ہونے پائے۔

بغا نے یہ فتح اپنے نام سے لکھ بھیجی۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں متوکل سامرا سے نکل کے مدائن گئے۔

اس سال ایتاخ نے امیر حج کی حیثیت سے حج کیا اس کا پس منظر درج ذیل ہے

واقعہ ایتاخ

فقیری سے امیری

بیان کیا جاتا ہے کہ ایتاخ، سلام ابرش کا کھانا پکانے والا اخزری غلام تھا، ۱۹۹ھ میں معتصم نے اس کو خرید لیا۔ ایتاخ میں مردانگی پائی تھی پہلے معتصم نے پھر واثق نے اس کو سربلندی بخشی حتیٰ کہ سلطنت کے بہت سے کام اس کو تفویض کر دیے گئے۔

سامرا کی خانہ داری کا سامان فراہم رکھنے کی خدمت معتصم نے اس کو سپرد کی جس میں اسحاق بن ابراہیم بھی اس کے شریک کار تھے اس کام پر ایک نائب ایتاخ کی جانب سے اور ایک اسحاق کی طرف سے مامور تھا۔

معتصم یا واثق جسے قتل کرنا چاہتے وہ ایتاخ ہی کے ہاں قتل ہوتا اور اسحاق ہی کے ہاتھوں پابہ زنجیر کیا جاتا، انھی مقتولین و محبوسین میں عبدالملک الزیات اور مامون کی اولاد جو سندس سے تھی اور صالح بن عجیف وغیرہم تھے۔

ایتاخ کا مقام

متوکل خلیفہ ہوئے تو ایتاخ اپنے پورے مراتب و مناصب پر فائز تھے لشکر، جماعت مغاربہ، ترک موالی، حجابت، داروغگی دارالخلافت سب انھیں کے ہاتھ میں تھی۔

استحکام خلافت کے بعد ایک مرتبہ متوکل نواح قاطول میں سیر و تفریح کو نکلے، رات میں نبیذ پی اور ایتاخ کے ساتھ بد سلوکی کی، ایتاخ نے ان کو قتل کر ڈالنا چاہا لیکن جب صبح ہوئی اور ماجرائے شب بیان کیا گیا تو متوکل نے معذرت کر لی ایتاخ کو گلے لگالیا۔

تو میرا باپ ہے، تو نے مجھے پالا ہے،

جب متوکل سامرا گئے تو ایتاخ نے بارگاہ خلافت میں ایک شخص کو خفیہ طور پر مامور کیا جس نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ ایتاخ حج کو جانا چاہتا ہے اجازت دی جائے۔

یہ اجازت مل گئی اور اس پر اضافہ یہ ہوا کہ ایتاخ جس جس شہر سے سفر حج کے دوران گزریں ان شہروں کی حکومت بھی انھیں کے ذمے ہے خلعت عطا ہوئی اور رخصت کے وقت تمام سرداران لشکر الوداع کہنے کو نکلے، شاکری، اور سران سپاہ اور غلامان درگاہ بے شمار لوگ ساتھ ہوئے ایتاخ کے اپنے غلام اور خدام اس کے علاوہ تھے۔

جب ایتاخ چلے گئے تو عہدہ حجابت وصیف کو عطا ہوا یہ واقعہ ہفتہ ۱۸ ذی قعدہ کا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قصہ ۲۳۳ھ کا ہے اور متوکل نے وصیف کو ۱۸ ذی الحجہ ۲۳۳ھ کو حجابت دی تھی، اس سال امیر حج محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عیسیٰ تھے۔

۲۳۵ھ کے واقعات

اس سال جو نئے واقعات اور حوادث آئے ان میں ایک واقعہ ایتاخ کا قتل ہے اس کی کیفیت یوں ہے کہ یہ بیان خود ایتاخ کی زبانی روایت ہے:

قتل ایتاخ

ایتاخ جب مکے سے عراق واپس ہوئے تو متوکل نے ان کے پاس سعید ابن صالح حاجب کو خلعت وسوغات دے کے بھیجا اور حکم دیا کہ کوفہ میں یا اور کہیں راستے میں ایتاخ سے ملیں،

متوکل نے پہلے ہی سے اپنے کوتوال بغداد کو ایتاخ کے بارے میں حکم دے رکھا تھا،

ابراہیم بن المدبر بیان ہے کہ میں اسحاق بن ابراہیم کے ساتھ استقبال کے لئے نکلا یہ اس وقت کی بات ہے جب ایتاخ بغداد کے قریب آچکے تھے اور چاہتے تھے کہ رود فرات کا راستہ اختیار کر کے انبار جائیں اور اور وہاں سے سامر آپہنچیں۔

ایتاخ کا استقبال

اسحاق بن ابراہیم نے ایتاخ کو لکھا کہ: اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے انھوں نے فرمایا ہے کہ آپ (یعنی) ایتاخ پہلے بغداد جائیں وہاں بنی ہاشم اور سرداران جمہور آپ کا استقبال کریں گے خزیمہ بن خازم کے محل میں ان کے لئے دربار کریں اور انھیں جائزے دے دیں۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ ہم نکل کے یاسریہ پہنچ چکے تھے اسحاق نے پل کو سپاہیوں اور شاکریوں سے بھر دیا تھا، یاسریہ میں ایک صفہ بچھا تھا جس پر خود بیٹھتے تھے لوگوں کے کہنے سے معلوم ہوا کہ ایتاخ قریب آگئے اسحاق سوار ہو کر استقبال کو چلے جب ایتاخ سے نگاہ روبرو ہوئی تو اسحاق اترنے کے لئے جھکے، ایتاخ نے قسم دی کہ نہ اتریں،

ایتاخ کے ساتھ تین سو خدام اور غلام تھے جنھوں نے سفید قبا پہنی ہوئی تھی اور گردن میں تلوار حمائل تھی،

دونوں ساتھ چلے پل کے پاس پہنچے تو اسحاق آگے بڑھ گئے اور پل عبور کر کے خزیمہ بن خازم کے دروازے پر کھڑے ہو

گئے اور ایتاخ سے کہا:

اللہ امیر کو صلاح وفلاح عطا فرمائے، اندر چلیں،

جب ایتاخ کا کوئی غلام پل پر سے گزرتا تو پل کے نگران اس کو آگے بڑھا دیتے حتیٰ کہ ایتاخ فقط اپنے غلاموں کے ساتھ رہ گئے اور سامنے کچھ لوگ آ گئے،

ایتاخ سے غدر اور اس کی گرفتاری

خزیمہ کا محل ایتاخ کے لئے آراستہ ہو چکا تھا، اسحاق پیچھے رہ گئے اور حکم دیا کہ محل میں ایتاخ کے تین چار غلاموں سے زیادہ نہ جانے پائیں، دروازوں پر پہرے لگا دیئے گئے نہر کے کنارے کے رخ سے حفاظت کا حکم ہوا محل میں جتنی سیڑھیاں تھیں سب توڑ دی گئیں۔

ایتاخ کا اندر آنا تھا کہ پیچھے سے دروازہ بند ہو گیا، دیکھا تو فقط تین غلام ساتھ تھے اس وقت ایتاخ کی زبان سے نکلا: آخر کر گزرے،

ایتاخ اگر بغداد میں نہ پکڑے گئے ہوتے تو گرفتار کرنا ناممکن ہوتا سامرہ پہنچ جاتے اور اپنی فوج سے تمام مخالفوں کو قتل کر ڈالنا چاہتے تو یہ بھی ان کی طاقت میں تھا۔

رات ہونے کو تھی کہ کھانا لایا گیا جسے ایتاخ نے کھالیا،

وہ تین دن اسی طرح گزرے پھر اسحاق خود ایک کشتی سوار ہوئے اور دوسری کشتی ایتاخ کے لئے تیار کر کے سوار ہونے کا پیغام بھیجا اور حکم دیا کہ ایتاخ کی تلوار لے لی جائے، لوگوں نے اسحاق کو کشتی میں سوار کرایا، کچھ مسلح آدمی ساتھ کر دیے اس سفر کے بعد اسحاق اپنے گھر پہنچے، ایتاخ بھی کشتی سے اتار کر اسحاق کے گھر کے ایک گوشے میں لائے گئے یہاں قید ہوئے اور لوہے کی بھاری وزنی زنجیر گردن اور دونوں پاؤں میں ڈال دی گئی،

ایتاخ کے دونوں بیٹے منصور اور مظفر اور دونوں کاتب (سکریٹری) سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد نصرانی بغداد لائے گئے سلیمان تو (ایتاخ کی جانب سے) سرکاری خدمت پر مامور تھے اور قدامی ایتاخ کی ذاتی جائداد سے متعلق تھے بغداد میں دونوں قید ہوئے اور دونوں پر مار پڑی۔ قدامہ مسلمان ہو گئے۔ منصور اور مظفر بھی قید کر لئے گئے

ایتاخ کا اسحاق کی خدمت میں ملتجیانہ درخواست گزار ہونا

اسحاق کے آزاد کردہ غلام ترک کا بیان ہے کہ ایتاخ جس گھر میں قید تھے میں اس کے دروازے پر کھڑا تھا ایتاخ نے مجھے آواز دی: ترک!

میں نے پوچھا: ابو منصور کیا چاہیئے؟

ایتاخ نے کہا: امیر (اسحاق) کو سلام کہنا اور پھر کہنا کہ تجھے معلوم ہے کہ معتصم اور واثق تیرے بارے میں مجھے کیا حکم دیتے تھے اور میں اس کے ضرر سے تجھے حتی الوسع بچاتا تھا اب تیری جانب سے اس کا فائدہ مجھے ملنا چاہیئے، مجھ پر تکلیف وآرام کے بھی وقت گزر چکے ہیں، مجھے تو اچھے کھانے پینے کی پرواہ نہیں، لیکن میرے یہ دونوں لڑکے (منصور ومظفر)

آرام میں پلے ہیں اور تکلیف کو جانتے نہیں، ان کے لئے کچھ شوربا گوشت اور کچھ کھانے کی اشیاء مقرر کردے،
ترک کا بیان ہے کہ میں اسحاق کی نشست گاہ کے دروازے پر جا کھڑا ہوا، اسحاق نے پوچھا!
کیا تو کچھ کہنا چاہتا ہے؟
میں نے عرض کی: ہاں، مجھ سے ایتاخ نے یہ باتیں کی ہیں۔

ایتاخ کی مرگ مصیبتیں

ایتاخ کا راتب ایک روٹی اور ایک پانی کا کوزہ تھا، لڑکوں کے لئے ایک خوان بھیجا جاتا تھا جس میں سات روٹیاں ہوتیں اور بقدر پانچ چلّو کے شوربا، ایتاخ جب تک زندہ رہے یہی راتب قائم رہا، پھر میں نہیں جانتا ان پر کیا گزری،

ایتاخ کی گردن میں اسی (۸۰) رطل (پونڈ) کا وزنی طوق ڈالا گیا تھا اور ایک بھاری بیڑی پاؤں پڑی تھی، بدھ ۵ جمادی الآخر ۲۳۵ھ کو وفات پائی،

اسحاق نے ابوالحسن اسحاق بن ثابت بن ابی عباد بغداد کی ڈاک کے افسر کو اور قاضیان عدالت کو ایتاخ کی لاش دکھائی اور ان کی شہادت ثبت کرائی کہ لاش پر کسی مار پیٹ کے نشان نہیں، نہ اس سے موت واقع ہوئی مگر مجھ سے میرے بعض اساتذہ نے روایت کی کہ ایتاخ پیاس کے مارے مرے، ان کو کھانا کھلایا گیا، پانی مانگا تو پینے نہ دیا، اسی پیاس میں جان چلی گئی،

ایتاخ کے دونوں لڑکے متوکل کی زندگی بھر قید رہے، منتصر خلیفہ بنے تو دونوں کو رہا کر دیا۔ مظفر تو رہا ہونے کے بعد صرف تین ماہ ہی جی سکے البتہ منصور بعد بھی زندہ رہے،

ابن بعیث کی سامرا حاضری

اسی سال بغا شرابدار شوال میں ابن بعیث، ان کے نائب ابوالاغر، ان کے دونوں بھائی صقر اور خالد، جو امن کے وعدہ پر اتر آئے تھے اور ان کے ایک پوتے کو جس کا نام علاہ تھا اور وہ بھی امان کے وعدے پر باہر نکلا تھا ان سب کو لئے حاضر ہوئے قیدیوں میں سے تقریباً ایک سو اسی (۱۸۰) تو صحیح وسالم پہنچے اور باقی پہنچنے سے قبل ہی مر گئے۔

جب یہ لوگ سامرا کے قریب پہنچے تو انھیں اونٹوں پر سوار کیا گیا لوگ ان کو دیکھتے، نظارہ کرتے، متوکل نے ان سب کو قید کرنے کا حکم دیا اور ابن بعیث کو بہت بھاری لوہے کی زنجیر میں مقید کیا گیا۔

ابن بعیث کی جان بچی

علی بن جہم کا بیان ہے کہ لوگ محمد بن بعیث کو متوکل کے پاس لائے تو گردن مارنے کا حکم دیا، ایک چمڑے کے فرش پر ان کو ڈال دیا گیا جلاد حاضر ہوئے اور ابن بعیث کو آخری موقع دیا گیا متوکل نے سختی سے پوچھا:
اے ابن بعیث! تجھے اس کرتوت پر کس نے ابھارا تھا؟
اس نے عرض کی: بدبختی نے، یا امیر المومنین آپ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک پھیلی ہوئی رسی ہیں جسے تھام کر اللہ

تک مخلوق پہنچ سکتی ہے آپ کے بارے میں میرے دو طرح کے گمان ہیں ان میں پہلا گمان وہی ہے جو آپ کے شایان شان ہے اور یہ گمان عفو ہے ،یہ کہہ کر فوراً ایک نظم پڑھی ،

علی کہتے ہیں کہ متوکل نے یہ سن کے میری طرف دیکھا اور فرمایا: باادب ہے ،

میں نے فوراً ابن بعیث سے خطاب کیا کہ تو نے دو شقیں جو پیش کی ہیں ان میں جو بہترین شق ہے اس کا برتاؤ امیر المومنین تیرے ساتھ برتیں گے اور تجھ پر احسان کریں گے

متوکل نے یہ سن کے فرمایا: جا اپنے گھر چلا جا ،

ابن بعیث کی فارسی شاعری

راوی کا بیان ہے کہ جب ابن بعیث متوکل کے حضور لائے گئے تو میں اس وقت حاضر تھا ابن بعیث نے متوکل سے وہی باتیں کیں (جو پہلے بیان ہو چکی ہیں) معتز اس وقت اپنے والد متوکل کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے ابن بعیث کی سفارش کی کہ اسے بخش دیجئے ۔متوکل نے بخش دیا اور خطا معاف کر دی ،

جب ابن بعیث بھاگے تو اس وقت ایک نظم کہی تھی ،

بھاگتے وقت ابن بعیث نے گھر میں اپنے تین لڑکے بعیث ،جعفر ،حلبس اور لونڈیاں چھوڑی تھیں یہ سب بغداد کے قصر الذہب میں قید کر دیے گئے ۔

ابنِ بعیث کا آخری زمانہ

سامرا میں لائے جانے کے ایک ماہ بعد ابن بعیث نے وفات پائی ۔

بغا شرابدار نے ابن بعیث کی وفات کے بعد ابن بعیث کے بہنوئی ابوالاغر کی سفارش کی تو اسے رہائی مل گئی اور اس کے ساتھ ابن بعیث کی خالہ بھی رہا ہوئی مگر قید سے نکلنا تھا کہ شادی مرگ میں گرفتار ہوئی اور اسی دن مر گئی ،باقی سب مقید ہی رہے ،

بیان کیا جاتا ہے کہ ابن بعیث کی گردن میں سو رطل کی وزنی زنجیر ڈال دی گئی ،مرتے دم تک وہ اس کے بوجھ سے اوندھے منہ کے بل پڑے رہتے تھے ۔

ابن بعیث کی گرفتاری کے بعد جتنے لوگ ان کی ضمانت کے باعث قید تھے سب رہا ہو گئے ،بعض ایسے بھی تھے کہ قید ہی میں مر چکے تھے باقی عیال واطفال کو بھی رہائی ملی ۔حلبس وبعیث وجعفر کو جو ابن بعیث کے بیٹے تھے شاکریوں کی اس جماعت میں لے لیا گیا جس کے افسر عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان تھے ان سب کے لئے وظیفہ جاری ہو گئے ،

امتیاز اہل ذمہ

اسی سال متوکل نے حکم دیا کہ نصاریٰ واہل ذمہ سب کے سب شہد رنگ کے طیلسان پہنیں ،زنار باندھیں ،ایسے کجاوؤں پر سوار ہوں جن میں لکڑی کی کاٹھی ہو ،کجاوے کے پیچھے دو گولے بنے ہوں ،جو ٹوپیاں پہنیں ان کا رنگ مسلمانوں کی ٹوپیوں سے جدا ہو ،اور ان میں دو پھندنے ہوں ان کے غلاموں کے کرتوں پر دو دو پیوند لگے ہوں جن کا رنگ کرتوں کے رنگ سے جدا ہو ،سامنے ایک پیوند سینے پر ہو اور ایک پیٹھ پیچھے ،ہر ایک چار انگل کے برابر زرد رنگ کا ہو

، جو عمامہ باندھے اس کا رنگ بھی شہد رنگ کا ہو، جو عورتیں باہر نکلیں وہ شہد رنگ کی شلوار پہنے ہوں، غلام زنار باندھیں، کمر بند (بکلوس) نہ باندھیں۔
یہ بھی حکم ہوا کہ ان کے گرجے اور عبادت خانے جو نئے بنے ہوں گرا دیے جائیں (اور جتنے پرانے گرجے ہیں بدستور قائم رہیں) ان کے گھروں سے عشر لیا جائے، (عشر وہ محصول جس میں آمدنی کا دسواں حصہ لیا جائے) گھر وسیع وفراخ اور کشادہ ہو تو (اسکا کچھ حصہ توڑ کر) مسجد بنا دیں، اور اگر مسجد کے قابل نہ ہو تو کھلی جگہ چھوڑ دیں، گھروں کے دروازوں پر شیطان کی تصویریں لکڑی میں کھدی ہوئی ہوں کہ مسلمانوں کے گھر سے ان کے گھر جدا نظر آئیں۔
یہ بھی ممانعت کر دی گئی کہ دفتروں میں اور سلطنت کے ایسے عہدوں پر جن میں مسلمانوں پر احکام کا اجراء ہوتا ہو ان سے مدد نہ لی جائے، مسلمانوں کے مکتبوں میں غیر مسلموں کی اولاد تعلیم نہ پائے اور نہ کوئی مسلمان ان کو پڑھائے، شعانین کے تہوار میں صلیب نہ نکالیں، راستے کے کنارے چلا کریں، ان کی قبریں زمین کے برابر ہوں تاکہ مسلمانوں کی قبروں کی مشابہت نہ رہے۔

فرمان خلافت

تمام بلاد اسلامیہ میں جتنے عہدیدار تھے سب کو (اس بارے میں) مندرجہ ذیل فرمان لکھ بھیجا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی عزت وقدرت سے اسلام کو سربلند فرمایا اس کو اپنے لئے پسندیدہ ٹھہرایا، ملائکہ کو اس سے عزت دی، اپنے پیغمبروں کو اسی کے لئے مبعوث کیا، اپنے دوستوں کو اس سے تائید بخشی، اس کو تمام مذہبوں پر غالب کیا گیا، ہر طرح کی شہادت سے اس کو بچایا، بہترین خوبیوں سے اس کو نوازا، نہایت پاکیزہ شریعت اس کو دی، بہت ہی معززانہ فرائض اس کے لئے مخصوص کیے، اہل اسلام کو حلال وحرام کی بزرگی دی، شرائع واحکام وحدود وسلوک واضح کیے،

ارشاد ربانی ہے:

اللہ تم کو عدل واحسان اور قرابت دار کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برائی اور سرکشی سے روکتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ شاید تم یاد رکھو،

برے کھانے پینے اور برے نکاح سے بچانے اور پاک رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا:

تم پر مردار، خون،، سور کا گوشت اور جو جانور غیر اللہ کے لئے نامزد ہو اور جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، یہ سب حرام ہے، الی آخر الایۃ،

اپنے دین کی معاندین سے حفاظت اور اپنے برگزیدہ بندوں پر تمام نعمت کے لئے فرمایا:

آج کفار تمھارے دین سے ناامید ہو گئے، اب ان سے مت ڈرو،

آج میں نے تمھارے لئے تمھارے دین کو مکمل کر دیا،

تم پر تمھاری مائیں اور بیٹیاں حرام ہوئیں،

شراب اور قمار اور انصاب اور ازلام، ناپاک شیطانی کام ہیں۔

ان ہدایات سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرکین کے کھانوں میں سے وہ کھانے جو نہایت نجس تھے مشروبات میں سے وہ شرابیں جو دشمنی، بغض پیدا کرنے والی، اللہ کی یاد اور نماز سے باز رکھنے والی تھیں ازدواجی رشتوں میں سے جو بہت ہی برے اور ارباب عقل سلیم کے نزدیک بھی حرام ہونے کے لائق تھے سب حرام کر دئے۔

مسلمانوں کو محاسن اخلاق، فضائل، اور کرامات عطا فرمائیں، اہل ایمان و امانت و فضل و رحمت اور باہمی یقین و صدق بنایا، ان کے دین کو آپس میں کٹ مرنے، پسپا ہونے، بے محل جوش و تکبر و خیانت و غدر سے آپس میں سرکشی کرنے سے، ایک دوسرے پر ظلم سے بچایا، پہلی بات کا حکم دیا اور دوسری سے منع فرمایا، ایک کے لئے وعدہ کیا اور دوسرے پر وعید کی، اس کے لئے بہشت و ثواب، اس کے لئے دوزخ و عذاب۔

اللہ نے مسلمانوں کے لئے جس دین کو پسند فرمایا ہے اس کی بناء پر پاکیزہ شریعت کی بناء پر، پسندیدہ اور پاک احکام کی بناء پر روشن دلیل کی بناء پر، اور اس بناء پر کہ حلال و حرام کو جدا جدا کر کے اللہ نے ان کے دین کو پاک و صاف کر دیا ہے تمام دوسرے ادیان و ملل پر وہی غالب آنے والے ہیں۔

امیر المومنین کی رائے یہ قرار پائی ہے کہ ممالک محروسہ میں جہاں کہیں جتنے اہل ذمہ ہیں سب کے طیلسان شہد رنگ کے ہوں، جن کو طیلسان کی توفیق نہ ہو وہ تقریباً ایک بالشت مربع کا اپنے آگے پیچھے ایک ایک پیوند لگالیں اور اس میں کوئی پس و پیش نہ کریں ٹوپیوں میں پھندنے لگائیں جن کے رنگ ٹوپیوں سے الگ ہوں یہ پھندنیاں اُبھری رہیں، ہر حالت میں محسوس ہوا کریں، کجاووں میں کاٹھی ہو اور اس کی پچھلی طرف پر ابھرے ہوئے گولے لگے ہوں جن کو دیکھنے والے دیکھ سکیں، غلام اور لونڈیاں بجائے کمر بند کے زنار باندھیں، جو اس قانون کی خلاف ورزی کرے اس کو سزا دی جائے۔

امیر المومنین اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے بندے رسول ﷺ پر درود بھیجے، وہ کریم و رحیم ہے۔

بخط ابراہیم بن عباس، بتاریخ شوال ۲۳۵ھ،

علی بن جہم نے اس بارے میں ایک نظم لکھی کہ عسلیات یعنی شہد رنگ کے کپڑوں نے اہل حق و اہل باطل میں امتیاز تو پیدا کر دیا مگر عقلمند آدمی کو اس میں زیادتی نہ کرنے چاہیئے کیونکہ ایک طرح کی سرکاری آمدنی کا زیادہ حصہ اہل باطل ہی سے وابستہ ہے۔

محمود ابن فرج نیشاپوری کا دعوئ نبوت اور فتنہ

اس سال ۲۳۵ھ میں ایک شخص ظاہر ہوا جسے محمود بن فرج نیشاپوری کہتے تھے اس کا گمان تھا کہ میں ذوالقرنین

ہوں۔ اس کا ظہور بابک کی پھانسی دینے کی جگہ ہوا، اس کے ساتھ ستائیس آدمی تھے ان میں سے دو شخص سامرا کے دروازہ عام میں اور دو آدمی بغداد کے مدینۂ منصور کی مسجد میں نمایاں ہوئے۔ وہ اپنے زعم میں کہتے تھے کہ محمود پیغمبر بھی ہے اور ذوالقرنین بھی، محمود اور اس کے ساتھی متوکل کے سامنے لائے گئے تو متوکل نے حکم دیا کہ ان کو خوب مارو، محمود اس مار پیٹ کے بعد مر گیا اور اس کے ساتھی قید ہو گئے، یہ لوگ نیشاپور سے آئے تھے، ساتھ کوئی چیز تھی جسے پڑھتے تھے اہل و عیال بھی ساتھ تھے۔

ان میں ایک بوڑھا تھا جو محمود کے نبی ہونے کی گواہی دیتا تھا کہ اس پر وحی آتی ہے اور یہ وحی جبریل لاتے ہیں،

محمود کو سو (۱۰۰) تازیانے مارے گئے تب بھی اس نے نبوت سے انکار نہ کیا، وہ بوڑھا جو کہ اس کی پیغمبری کی گواہی دیتا تھا چالیس (۴۰) ہی درّے کھانے پایا تھا کہ اس کی پیغمبری سے منکر ہو گیا،

محمود کو وہاں لے گئے جہاں دروازۂ عام تھا یہاں اس نے بھی اپنی تکذیب کی، بوڑھے نے اعلان کیا کہ محمود نے مجھے فریب دیا تھا اور ساتھیوں سے فرمائش کی کہ اسے طمانچے لگائیں سب نے دس دس طمانچے مارے،

ایک مصحف ملا جس میں کچھ باتیں جمع کی تھیں، کہتا تھا کہ یہ میرا قرآن ہے جبریل اسے میرے پاس لاتے ہیں،

اسی سال بدھ ۳ ذی الحجہ کو وہ مر گیا اور جزیرے میں دفن کیا گیا،

ولی عہدوں کی بیعت

اسی سال متوکل نے اپنے تینوں فرزندوں کے لئے بیعت لی!

(۱) محمد، ان کو منتصر کا خطاب دیا،

(۲) ابو عبداللہ، یہ قبیحہ کے بطن سے تھے نام میں اختلاف ہے کوئی محمد کہتا ہے کوئی زبیر، ان کو معتز کا خطاب دیا،

(۳) ابراہیم، ان کو موید کا خطاب دیا،

اس بیعت کے ذریعے سے یہ تینوں (یکے بعد دیگرے) ولی عہد خلافت ہوئے۔

یہ واقعہ ہفتہ ۲۷ ذی الحجہ کا ہے بعض ۲۸ ذی الحجہ کہتے ہیں،

ہر ایک کو دو دو پرچم دیے، ایک سیاہ جو کہ ولی عہدی کا نشان تھا دوسرا سفید جو کہ نشان حکومت تھا، ہر ایک کو اتنے علاقوں کی حکومت دی جو مندرجہ ذیل ہیں۔

منتصر کے علاقے

محمد المنتصر کو یہ علاقے دیے،

(۱) افریقیہ (۲) بلاد مغرب، تمام وکمال عریش مصر سے مغرب تک جہاں خلافت عباسیہ کا دائرہ وسیع تھا (۳) جند قنسرین (۴) عواصم (۵) شام کے سرحدی علاقے (۶) جزیرہ کے سرحدی علاقے (۷) دیار مضر (۸) دیار ربیعہ (۹) موصل (۱۰) ہیت (۱۱) عانات (۱۲) خابور (۱۳) قرقیسا (۱۴) کورہ باجرمی (۱۵) کورۂ تکریت (۱۶) طساسیج سواد (۱۷) کورۂ دجلہ (۱۸) حرمین (۱۹) عک (۲۰) حضر موت (۲۱) یمامہ (۲۲) بحرین (۲۳) سندھ (۲۴) مکران (۲۵) قندابیل (۲۶) فرج بیت الذہب ملتان (۲۷) کورۂ اہواز (۲۸) سامرا کے غلہ خانے (۲۹) ماہ کوفہ (۳۰) ماہ بصرہ (۳۱) ماسبدان (۳۲) مہرجان قذق (۳۳) شہرزور (۳۴) درآباذ (۳۵) صامغان (۳۶) اصبہان (۳۷) قم (۳۸)

قاسان (کاشان) (۳۹) قزوین (۴۰) علاقہ کوہستان اور اس کی متعلق جائدادیں (۴۱) بصرہ کے صدقات عرب،

معتز کے علاقے

معتز کو یہ علاقے دیے،

(۱) کور خراسان و متعلقات خراسان (۲) طبرستان (۳) رے (۴) ارمینیہ (۵) آذربائیجان (۶) کور فارس،

۲۴۰ھ میں تمام ممالک محروسہ میں جس قدر بیت المال تھے ان سب کی خزانہ داری اور درہم ڈھالنے کے کارخانے کا انتظام بھی معتز کو عنایت کیا اور حکم دیا کہ ان کے نام کا سکّہ (درہم) ڈھالا جائے،

موید کے علاقے

موید کو یہ علاقے دیئے:

(۱) جند دمشق (۲) جند حمص (۳) جند اردن (۴) جند فلسطین،

ابو الغصن اعرابی نے اس باب میں ایک نظم کہی جس کا ترجمہ یہ ہے:

بیشک مسلمانوں کے جلیل القدر والی محمد، پھر ابو عبداللہ

پھر ابراہیم ذلت سے دور رہنے والے ہیں اللہ کے خلفاء میں برکت ہو

متوکل نے ان کے متعلق ایک وصیت نامہ بھی لکھوا دیا جو ذیل منقول ہے:

خلافت نامہ

یہ ایک معاہدہ ہے جسے امیر المومنین امام عبداللہ جعفر متوکل علی اللہ نے لکھا ہے، جو کچھ اس معاہدے میں ہے اس کے متعلق اپنی ذات پر اللہ، اپنے حاضرین اہل بیت، اپنی جماعت، اپنے سرداروں، اپنے قاضیوں، اپنے مددگاروں، فقہاء اور دوسرے مسلمانوں کو گواہ بنا دیا ہے۔

محمد المنتصر باللہ اور ابو عبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المویدباللہ فرزندان امیر المومنین کے لئے اپنی ذاتی رائے اور پوری صحت بدنی اور اجتماعی فہم سے ان امور کو اختیار کرنے کے لئے جن کی اسے اطلاع ملی اس (معاہدہ) کے ذریعے سے اپنے رب کی اطاعت اور اپنے رعیت کی سلامتی و استقامت اور اس کی قبول طاعت اور اس کے کلمے کی وسعت اور اس کی باہمی صلاح حاصل کرنے کے لئے یہ معاہدہ کیا گیا ہے اور یہ معاہدہ ذی الحجہ ۲۳۵ھ میں ہوا جس نے المنتصر باللہ بن جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین کی طرف سے امیر المومنین کی حیات میں مسلمانوں کی ولی عہدی اور امیر المومنین کے بعد ان کی خلافت منتقل کر دی ہے اور اسے اللہ سے ڈرنے کی ہدایت کی جاتی ہے جو اس شخص کے لئے پناہ ہے جو اس سے پناہ حاصل کرے اور اس کی نجات ہے جو اس کی طرف پناہ کے لئے آئے اور اس کی عزت ہے جو اسی پر کفایت کرے کیونکہ اللہ کی اطاعت ہی سے نعمت تامہ حاصل ہوتی ہے اور وہی اللہ کی رحمت کو واجب کرتی ہے اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا مہربان ہے۔

امیر المومنین الامام عبداللہ جعفر المتوکل علی اللہ نے المنتصر باللہ امیر المومنین کی خلافت کے بعد اس

کو ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کی طرف منتقل کر دیا پھر ابوعبداللہ المعتز باللہ بن امیر المومنین کی خلافت کو ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کی طرف منتقل کر دیا امیر المومنین عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ نے محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر اس معاہدے کی پاسداری فرض کی ہے جو اس نے فرزندان امیر المومنین ابوعبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ کے لئے کیا اور اس عہد کی جو اس نے ان دونوں کے لئے محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین سے اس کے بعد خلافت کے متعلق اور یہ کہ ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین بعد ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے خلیفہ ہے اور متوکل نے منتصر پر اس معاہدے کا اتمام رفض کیا اور یہ کہ نہ وہ دونوں کو معزول کرے اور نہ کسی ایک کو، اور نہ سوائے ان دونوں کے اور نہ سوائے ان دونوں میں سے کسی ایک کے وہ کسی سے بیعت لے نہ اپنے کسی لڑکے کے لئے اور نہ مخلوق میں سے کسی اور کے لئے، اور نہ ان دونوں میں سے مقدم کو موخر کرے اور نہ موخر کو مقدم کرے اور نہ ان دونوں کے یا دونوں میں سے کسی ایک کے ان اعمال واختیارات میں کچھ کمی کرے جن پر امیر المومنین عبداللہ جعفر الامام المتوکل علی اللہ نے اُن دونوں کو اور اُن دونوں میں سے ہر ایک کو ولی بنا یا ہے جن اعمال پر دونوں کو والی بنایا وہ یہ ہیں: صلاۃ، معاون، قضا، مظالم، خراج، ضیاع، غنیمت، صدقات، اور ان دونوں کے اعمال کے حقوق وغیرہ اور جو ہر ایک کے اختیار میں ہیں (وہ یہ ہیں برید یعنی ڈاک کا انتظام، بیت المال کی خازنی، اور معاون، اور ڈھالنے کا کارخانہ اور وہ تمام اعمال جنھیں امیر المومنین نے دونوں کی جانب منتقل کر دیا یا آئندہ انھیں کریں گے اور نہ ان دونوں میں سے کسی کے علاقے سے کوئی قائد اور لشکر، اور شاکریہ اور آزاد کردہ غلام، اور خدمت کے غلام وغیرہ منتقل کرے اور اس کی جائداد اور جاگیر اور بقیہ اموال اور ذخائر اور ان تمام اشیاء میں سے جو اس کے قبضے میں ہوں یا انھیں اس نے جمع کیا ہو اور اس کا قبضہ ہو خواہ وہ قدیم چار پایوں کی قسم سے ہوں یا جدید، اور خواہ وہ اشیاء قدیم ہوں یا جدید اور تمام وہ اشیاء جو اپنے لئے حاصل کرے یا اس کے لئے حاصل کی جائیں اُن میں کسی طرح کی کمی نہ کرے اور اس کے کسی گورنر، سیکرٹری، قاضی، خادم، وکیل، ساتھی، اس کے تمام متعلقین کو مناظرہ یا محاسبہ (دار وگیر) سے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقے یا تدبیر سے نہ رد کرے اور نہ ناانصافی کرے اور نہ راستے میں حائل ہو۔

امیر المومنین نے ان دونوں کے لئے جس عقد وعہد کو بتاکید مضبوط کر دیا ہے اسے کسی ایسی بات سے فاسد نہ کرے جو اس عقد کو اپنی جہت سے ہٹادے یا اسے اس کے وقت سے موخر کر دے یا اس میں سے کسی امر کو توڑ دے۔

امیر المومنین عبداللہ جعفر المتوکل علی اللہ نے ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر اگر محمد المنتصر کے بعد اسے خلافت پہنچے ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کے لئے انھیں شرائط مثل مقرر کر دیں جو محمد المنتصر باللہ امیر المومنین پر مقرر کی ہیں مع تمام ان امور کے جن کا ذکر کر

دیا گیا ہے اور اس عہد نامے میں بیان کردئے گئے ہیں اور جیسا کہ بیان کر دیا گیا ہے اور واضح کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین پر ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے ساتھ اس عہد خلافت کی پاسداری فرض کر دی ہے جسے امیر المومنین نے کیا ہے اور اس کا مان لینا خوشی سے اسے اپنے لئے نافذ سمجھ کر اس میں حق اللہ کو اپنے اوپر مقدم جان کر اور اس کا جو امیر المومنین حکم دیں، فرض کر دیا ہے نہ اس میں خلاف عہد کرے اور نہ اس عہد کو دور پھینک دے اور نہ تبدیل کرے کیونکہ اللہ نے جس کی بزرگی بہت برتر ہے اور جس کا ذکر عزیز ہے اس شخص کو اپنی کتاب محکم میں عذاب کی خبر دی ہے جو اس کے حکم کی مخالفت کرے اور اس کے راستے سے ہٹ جائے، پھر جو شخص اسے سننے کے بعد بدل دے تو اس کا گناہ صرف انھیں لوگوں پر ہے جو اسے بدل دیں، بیشک اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

اس کے علاوہ ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لئے اور ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کے لئے محمد المنتصر باللہ پر فرض ہے کہ جس حالت میں وہ دونوں اس کے سامنے مقیم ہوں یا دونوں میں سے ایک یا دونوں اس کے پاس سے غائب ہوں، دونوں اکٹھے ہوں یا متفرق، جبکہ ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین اپنی ولایت خراسان میں اور ان اختیارات میں جو اس کے متعلق ہیں اور جو اس کے ساتھ شامل ہیں اس وقت نہ ہو اور ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین اپنی ولایت شام اور اس کے لشکروں میں اس وقت نہیں ہے، مگر محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو خراسان اور اسکی اُن ذمہ داریوں کی طرف روانہ کرے جو اس کے متعلق ہیں اور اس میں شامل ہیں اور اس کی ولایت اور اس کے کل اختیارات اور اس کی تمام افواج اور اس کے اندر کے تمام دیہات اس کے سپرد کرے جیسا کہ امیر المومنین جعفر الامام المتوکل علی اللہ نے ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو والی بنایا، لہذا اس علاقہ کی حکمرانی سے اسے نہ روکے اور نہ خود اس روکے اور نہ کچھ ان شہروں میں سے خراسان اور دیہات سے اور اس کے وہ اختیارات جو اس کے متعلق ہیں جلد اسے وہاں کا اور وہاں کے تمام اعمال کا والی بنا کر روانہ کرے اس طرح کہ وہ تنہا وہاں کا ذمہ دار ہو، اور وہاں کے تمام اعمال اس کے سپرد ہوں، تاکہ وہ اپنے ماتحت دیہات میں سے جہاں چاہے اترے، اور اسے وہاں سے منتقل نہ کرے، اور اس کے ہمراہ ان سب کو روانہ کرے، جنھیں امیر المومنین نے اس کے ساتھ شامل کر دیا اور اس کے آزاد کردہ غلاموں سرداروں اور شاکریہ[1] اور ساتھی اور کاتب و عامل و خادم اور انسانوں میں سے جو اس کے تابع ہوں مع ان کی بیویوں اور بچوں اور عیال و اموال کو اس کے ساتھ کر دے، اور نہ اس سے کسی کو روکے اور نہ اسکے اعمال میں کسی کو شریک کرے اور اس پر کسی کو امین مقرر کرے نہ کاتب کو اور نہ ڈاک کے افسر کو، اور قلیل اخراجات میں اس کا ہاتھ روکے اور نہ کثیر میں۔

محمد المنتصر باللہ، ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کو شام اور اس کے لشکروں کی طرف

جانے میں آزاد رکھے مع اس جماعت کے جو امیر المومنین نے اس کے ساتھ شامل کر دی اور وہ فوج جو وہ اپنے ساتھ شامل کر لے، اپنے آزاد کردہ غلاموں اور فوج کے سرداروں اور خادموں اور لشکروں اور شاکریوں اور ساتھیوں اور عمال وخدام میں سے اور جو اس کے تابع ہیں مع ان کی بیویوں اور بچوں اور اموال کے کہ ان میں سے کسی کو نہ روکے اور اس کی (شام) کی ولایت اور اس کے اعمال (اختیارات) اور اس کے لشکر کل افراد اس کے سپرد کر دے۔

اور اسے ان میں سے کسی سے نہ روکے اور نہ خود اسے روکے اور نہ وہاں کے شہروں میں سے کوئی شہر روکے، جلد اسے اور اس کے لشکروں پر حاکم بنا کر روانہ کر دے، اور اسے وہاں سے منتقل نہ کرے۔

اور یہ کہ ابن (منتصر) پر اس کے (موید) کے لئے ان سرداروں اور آزاد کردہ غلاموں اور غلاموں اور لشکروں اور شاکریہ اور دوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں اور تمام اسباب و وجوہات اسی کے مثل ہے جو محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کے لئے خراسان اور اس کے ذمہ داریوں میں شرط کی گئی ہے جیسا کہ اسے لکھ دیا گیا ہے اور بیان کر دیا گیا اور خلاصہ کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں واضح کر دیا گیا ہے۔

اور ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر اگر اسے خلافت پہنچے تو اور ابراہیم المؤید باللہ شام میں مقیم ہو تو فرض ہے کہ وہ اسے برقرار رکھے، یا وہ اس کے سامنے ہو یا اس کے پاس سے غائب ہو تو اسے اس کی گورنری شام پر روانہ کر دے اور اس کے (شام کے) لشکر اور اس کی ولایت اور اس کے اعمال مکمل طور پر اس کے سپرد کر دے اور اس کو شام سے نہ روکے اور نہ اسے روکے اور نہ اس سے وہاں کے شہروں میں سے کوئی شہر روکے اور اسے جلد از جلد وہاں کا اور وہاں کے اعمال کا ذمہ دار بنا کر روانہ کر دے اس شرط کے مثل جو ابوعبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین پر خراسان اور اس کے اعمال کے بارے میں کی گئی، جیسا کہ لکھ دیا گیا اور بیان کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں مشروط کر دیا گیا۔

امیر المومنین نے کسی شخص کو جس پر یا جس کے لئے یہ شرطیں کی گئیں محمد المنتصر باللہ اور ابوعبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ فرزندان امیر المومنین میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ جو کچھ ہم نے اس عہد نامے میں بتاکید لکھ دیا ہے اور مشروط کر دیا ہے اس میں سے کچھ کم کر دے اور ان سب پر اس کا پورا کرنا واجب ہے، اللہ قبول نہ کرے گا ان سے مگر یہی اور نہ کوئی وسیلہ مگر جس میں اللہ کا عہد ہو اور اللہ کے عہد کی باز پرس ہوگی۔

جعفر الامام المتوکل علی اللہ امیر المومنین نے اللہ رب العلمین اور حاضرین مسلمین کو ان تمام شرائط پر جو اس عہد نامے میں ہیں اپنی جانب سے ان کے محمد المنتصر باللہ اور ابوعبداللہ المعتز باللہ اور ابراہیم المؤید باللہ فرزندان امیر المومنین پر جاری کرنے پر مع تمام ان امور کے جن کا ذکر کر دیا گیا اور اس عہد نامے میں بیان کر دیا گیا، گواہ بنا دیا ہے اور اللہ ہی شہادت کے لئے کافی

ہے اور اسی کی اعانت اس شخص کے لئے جو امیدوار بن کے اس کی اطاعت کرے اور ڈرتے ہوئے اس کے عہد کو پورا کرے اور اللہ ہی اس شخص سے حساب لینے اور اس پر عذاب جاری کرنے کے لئے کافی ہے جو دیدہ ودانستہ اس کی مخالفت کرے یا کوشش کر کے اس سے اعراض کرے۔

خلافت نامے کے نسخے (نقول)

اس عہد نامے کے چار نسخے لکھے گئے تھے جن میں سے ہر ایک نسخے پر امیر المومنین کے سامنے گواہوں کی شہادت لکھی گئی ان میں سے ایک نسخہ امیر المومنین کے خزانے میں اور ایک محمد المنتصر ابن امیر المومنین، ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین، اور ابراہیم المؤید باللہ ابن امیر المومنین کے پاس رہا۔

ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کی ولایت

جعفر الامام المتوکل علی اللہ نے ابو عبداللہ المعتز باللہ ابن امیر المومنین کو اعمال فارس وآذربائیجان وآرمینیہ جو اعمال خراسان اور اس کے دیہات کے متصل ہے وہاں تک اور ان اعمال کا جو ان کے متصل ہیں اور انھیں میں شامل ہیں والی بنا دیا۔ بشرطیکہ اس کے لئے محمد المنتصر باللہ ابن امیر المومنین پر اس معاملے میں وہی فرض عائد ہوتا ہے جو اس نے خود اپنے عہد نامے میں اور اعمال اس کے سپرد کرنے میں اور ان لوگوں کے بارے میں جو اس کے ساتھ شامل ہیں اور تمام وہ لوگ جو اس سے مدد چاہتے ہیں خراسان اور اسے ان دیہات میں جو خراسان میں شامل ہیں اور اس کے متصل ہیں کیا، جیسا کہ ذکر کیا گیا اور اس عہد نامے میں واضح کر دیا گیا۔

اور ابراہیم بن العباس بن محمد بن صول نے ان تینوں فرزندان متوکل، منتصر، اور معتز اور موید کی مدح کی ہے۔

متفرقات

اسی سال پُل کے افسر اسحاق بن ابراہیم کی وفات منگل ۲۴ ذی الحجہ کو ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ ۲۳ کو ہوئی اور اس کا فرزند اس کا قائم مقام بنایا گیا اور اسے پانچ خلعت پہنائے گئے اور تلوار اس کے گلے میں ڈالی گئی اور جب متوکل کو اس کی بیماری کی خبر پہنچی تو خلیفہ نے اپنے فرزند معتز کو بغا الشرابی اور سرداروں اور لشکر کی ایک جماعت کے ہمراہ اس کی عیادت کے لئے بھیجا۔

یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ اسی سال دریائے دجلہ کا پانی متغیر ہو کر تین دن تک زرد رہا۔ اس کی وجہ سے لوگ پریشان ہو گئے پھر نہر کے پانی کے رنگ میں آ گیا اور یہ ذی الحجہ میں ہوا۔

اسی سال یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ؓ کو بعض اطراف سے متوکل کے پاس لایا گیا بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے ایک (بغاوت) کے لئے ایک فوج جمع کی تھی عمر بن فرج نے ان کو اٹھارہ تازیانے مارے اور بغداد کے قید خانے میں قید کر دیا گیا۔

اس سال محمد بن داؤد امیر حج تھے۔

۲۳۶ھ کے واقعات

اس برس کا اہم واقعہ محمد بن مصعب بن زریق برادر اسحاق بن ابراہیم کا فارس میں قتل ہے۔

قتل ابن زریق

مجھ سے متعدد افراد نے محمد بن اسحاق بن ابراہیم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ اس کے والد اسحاق کو اس کے متعلق (یعنی محمد بن اسحاق) کے متعلق یہ خبر پہنچی کہ وہ بڑا پیٹو (بہت کھانے والا) ہے کہ کوئی چیز اس کا پیٹ نہیں بھر سکتی اس نے (یعنی اسحاق نے) کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور زیادہ تیار کرنے کا، پھر اسے بلا بھیجا پھر اس نے کہا کہ میں آج میں تیرا کھانا دیکھنا چاہتا ہوں پھر اس نے کھایا اور بہت کھایا یہاں تک کہ اسحاق کو تعجب ہوا اس گمان کے بعد کہ وہ سیر ہو گیا ہے اور کھانے سے اس کا پیٹ بھر گیا ہے بھنا ہوا گوشت اس کے سامنے لایا گیا اس نے وہ بھی کھا لیا یہاں تک کہ سوائے اس کی ہڈیوں کے کچھ نہ بچا، جب کھا چکا تو اسحاق نے کہا اے میرے فرزند تیرے باپ کا مال تیرے پیٹ کے کھانے کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا (کیونکہ تو سب کھا جائے گا) اس لئے تو امیر المومنین سے مل، کیونکہ اس کا مال تیرے لیے میرے مال سے زیادہ وزنی ہے اسے (امیر المومنین کے) دروازے پر بھیج دیا اور اسے دروازے پر ملازم کرا دیا۔

پھر وہ اپنے باپ کی زندگی بھر بادشاہ کی خدمت میں اور اس کے دروازے پر اپنے باپ کا نائب رہا، یہاں تک کہ اس کا باپ اسحاق وفات پا گیا، المعتز نے اسے فارس کا عہدہ دے دیا، المنتصر نے اسی سال محرم میں یمامہ، بحرین، اور مکّہ کا عہدہ دار بنایا، المتوکل نے اس کے باپ کے تمام اعمال بھی اس کے سپرد کر دیئے، المنتصر نے ولایت مصر بڑھا دی، اور بیان کیا گیا ہے کہ یہ اسلئے ہوا کہ جو کچھ جواہرات اور اشیائے نفیسہ اس قسم کی اس کے باپ کے خزانوں میں تھیں جو ان کے (متوکل وغیرہ کے) نزدیک بڑے مرتبے کی تھیں متوکل اور اس کے ولی عہدوں کے پاس پہنچا دیں تو انھوں نے اسے اور اس کے مرتبے کو بلند کر دیا۔

جب محمد بن ابراہیم کو اس برتاؤ کی خبر پہنچی جو اس کے بھتیجے محمد بن اسحاق کے ساتھ کیا گیا تو وہ حکومت سے ناخوش ہوا۔ اور متوکل کو اس کی جانب سے ایسے معاملات کی خبر پہنچی جنھیں اس نے برا سمجھا۔

بعض لوگوں نے مجھے خبر دی ہے کہ محمد بن ابراہیم کی ناخوشی محض اپنے بھتیجے محمد بن اسحاق کی وجہ سے اور اس کے خراج فارس پر مقرر کئے جانے کے باعث تھی محمد نے اس معاملے میں اپنے چچا محمد بن ابراہیم کی ناخوشی کی متوکل سے شکایت کی، تو اس نے اپنا ہاتھ اس پر اور کشادہ کر دیا، اور کام کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا محمد بن اسحاق نے الحسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن مصعب کو فارس کا والی بنا دیا اور اپنے چچا کو معزول کر دیا، پھر اس نے الحسین بن اسماعیل کو اپنے چچا محمد بن ابراہیم کو قتل کرنے کا حکم دیا پھر بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ (الحسین) فارس پہنچا تو اس نے نوروز کے دن اسے (محمد بن ابراہیم) کو ہدیے سوغات بھیجے۔

جو چیزیں اسے ہدیہ دی گئیں ان میں حلوا بھی تھا محمد بن ابراہیم نے اس میں سے کچھ کھایا پھر الحسین بن علی بن اسماعیل اس کے پاس آیا الحسین نے اسے دوسری جگہ پہنچانے اور دوبارہ حلوا دینے کا حکم دیا اس نے پھر اس میں سے کچھ کھایا پھر اسے پیاس لگی تو پانی مانگا مگر پانی روک دیا گیا اس نے اس مقام سے جہاں وہ داخل کیا گیا تھا نکلنے کا ارادہ کیا تو

اسے معلوم ہوا کہ وہ قید ہے اس کے لئے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے پھر وہ دو روز اور دو راتیں مزید زندہ رہا اور مر گیا پھر اس کے مال وعیال سواونٹوں پر سامرا پہنچا دیئے گئے،

فرمان تعزیت

جب متوکل کو محمد بن ابراہیم کی وفات کی خبر پہنچی تو اس نے طاہر بن عبداللہ ابن طاہر کے نام یہ فرمان لکھنے کا حکم دیا۔

امابعد، بیشک امیر المومنین ہر فائدے ونعمت کے ساتھ تجھے اللہ کی نعمتوں پر مبارکباد دینا تیرا حق سمجھتے ہیں اور اس کی مقدر کی ہوئی مصیبتوں پر تیری تعزیت کرنے کا تجھے مستحق گردانتے ہیں اللہ نے محمد بن ابراہیم مولیٰ امیر المومنین کے حق میں وہی فیصلہ کر دیا جو فیصلہ اس کا اپنے تمام بندوں کے حق میں ہے کہ ان کے لئے فنا ہے اور اس کے لئے بقا، امیر المومنین محمد کی تجھ سے تعزیت کرتے ہیں اور اس بارے میں تسلی دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مصائب میں اپنے حکم پر عمل کرنے والے کے لئے کثیر ثواب اور اجر مقرر کیا ہے بس اللہ اور جو تجھے اللہ کا مقرب کرے، تمام احوال میں تیرے لئے زیادہ محبوب ہو کیونکہ اللہ کے شکر کے ساتھ مزید ثواب ہے اور اللہ کے حکم کے آگے جھک جانا اس کی رضا ہے اور اللہ ہی سے امیر المومنین کی توفیق ہے والسلام،

وفات ابن سہل

اسی سال اول ذی الحجہ میں بعض راویوں کے قول میں الحسن بن سہل کی وفات ہوئی اور اس طبقے کی یہ رائے ہے کہ اسی مہینے کی ۲۶ تاریخ کو محمد بن اسحاق بن ابراہیم کی وفات ہوئی۔

القاسم بن احمد الکوفی سے روایت ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میں ۲۳۵ء میں الفتح بن خاقان کی خدمت میں تھا الفتح متوکل کے کئی اعمال کا ذمہ دار تھا ان میں سے سامرا و ہارونی اور اس کے قرب وجوار کے خاص وعام کی خبر دینا بھی شامل تھا ابراہیم بن عطا کا جو سامرا میں اخبار کا متولی تھا ایک عریضہ آیا جس میں الحسن بن سہل کی وفات کا ذکر تھا کہ اس نے ۲۵ ذی القعدہ ۲۳۵ء بروز جمعرات صبح کے وقت ایک دوا پی لی جو اسے نقصان کر گئی، اسی دن ظہر کے وقت مر گیا۔

متوکل نے اپنے خزانے میں سے اس کی تجہیز وتکفین کا حکم دیا جب لاش تختہ غسل پر رکھی گئی تو تجار کی ایک جماعت اس کو لپٹ گئی جو الحسن بن سہل کے قرض خواہوں میں سے تھے اسے دفن کرنے سے روکا، یحییٰ بن خاقان اور ابراہیم بن عتاب اور ایک شخص مسمیٰ بیر عوث نے ان کے معاملے کا فیصلہ کیا، قرضخواہوں نے اپنا مطالبہ ترک کر دیا اور وہ دفن کر دیا گیا، جب دوسرا دن ہوا تو مدینۃ العلام (بغداد) کے صاحب البرید (افسر ڈاک) کا ۵ ذی الحجہ بروز جمعرات بعد ظہر محمد بن اسحاق بن ابراہیم کی وفات کے متعلق عریضہ آیا،

متوکل نے اس پر بہت افسوس کیا اور کہا کہ اللہ بزرگ وبرتر ہے الحسن اور محمد بن اسحاق کی موت ایک ہی وقت میں کس طرح آ گئی ۔

متوکل کا اہل بیت سے تنفر

مشہد کربلا اسی سال متوکل نے حضرت حسینؓ بن علیؓ کی قبر اور اس کے قرب وجوار کے مکانات منہدم کرنے کا حکم دیا کہ ان کی قبر کے مقام پر ہل چلایا جائے، بیج ڈالا جائے، آبپاشی کی جائے، اور لوگوں کو وہاں آنے سے روکا جائے۔

مذکور ہے کہ افسر پولیس کے عامل نے اس علاقے میں ندائے عام دے دی کہ تین دن کے بعد ہم جسے ان کی قبر کے پاس پائیں گے اسے قید خانے میں بھیج دیں گے لوگ بھاگ گئے اور اس طرف جانے سے باز آ گئے اس مقام پر ہل چلا دیا گیا اور اس کے اطراف میں زراعت ہونے لگی،

متفرقات

اسی سال متوکل نے عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو کاتب اور محمد بن الفضل الجرجرائی کو حاکم بنایا،

اسی سال محمد المنتصر نے حج کیا اور اس کے ہمراہ اس کی دادی شجاع ام متوکل نے بھی حج کیا متوکل نے نجف تک اس کی مشایعت کی (یعنی اسے رخصت کرنے گیا)،

اسی سال ابو سعید محمد بن یوسف المروزی نے الکج کو ہلاک کیا،

ایک روایت ہے کہ فارس بن بغا الشرابی نے جو اپنے باپ کا نائب تھا ابو سعید کو جوطیٰ کا آزاد کردہ غلام تھا آذربائیجان وارمینیہ کا عہدہ دیا، اس نے کرخ (کرخ فیروز) میں لشکر جمع کیا جب ۲۳ شوال ہوئی وہ کرخ میں تھا یکایک مر گیا۔

متوکل نے اس کے بیٹے یوسف کو اس جنگ کا والی بنایا، جس کا سپہ سالار اس کا باپ تھا اور اس کے بعد اسے اس علاقے کے خراج اور ضیاع کا والی بنا دیا، وہ اس علاقے میں گیا اس کا انتظام کیا اور اپنے حکام کو ہر طرف بھیجا اس سال المنتصر محمد بن جعفر المتوکل نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۳۷ھ

بغاوت ارمینیہ

اس سے پہلے ہم گزشتہ فصل میں متوکل کے یوسف بن محمد کو ارمینیہ کا عامل بنانے کا سبب بیان کر چکے ہیں بیان کیا گیا کہ اہل ارمینیہ کے اس پر حملے کا سبب یہ ہوا کہ جب وہ اپنے عمل کے لئے ارمینیہ گیا تو بطریقوں (پادریوں) میں سے ایک شخص نکلا جس کا نام بقراط بن اشوط تھا اور اسے بطریق البطارقہ (بڑا پادری) کہا جاتا تھا وہ امارت وحکومت کا طلبگار تھا یوسف بن محمد نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید کر دیا اور اسے خلیفہ کے دروازے پر بھیج دیا۔ بقراط اور اس کا بیٹا مسلمان ہو گیا۔

یوسف بن محمد کا محاصرہ

پھر بیان کیا جاتا ہے کہ جب یوسف نے بقراط بن اشوط کو روانہ کر دیا تو بقراط ابن اشوط کے بھتیجے نے بطریقوں (پادریوں) کی ایک جماعت نے اس کے خلاف اجتماع کیا، اس شہر میں برف گر رہی تھی جس میں یوسف تھا اور وہ شہر طرون تھا جب برف رک گئی تو وہ لوگ ہر طرف سے اس شہر پر اونٹ بٹھانے لگے اور انھوں نے یوسف کا اور اس شہر میں اس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا یوسف شہر کے دروازے کی طرف نکلا اور ان سے قتال کیا (اسے بھی قتل کر دیا) لیکن جس نے اس کے ساتھ (ہو کر) قتال نہیں کیا انھوں نے اس سے کہا کہ اپنے کپڑے اتار دے اور برہنہ بچ کے چلا جا، ان میں سے ایک بڑی جماعت نے اپنے کپڑے پھینک دیے اور برہنہ پا و برہنہ بدن ہو کے نجات حاصل کر لی اکثر

سردی سے مر گئے ایک جماعت کی انگلیاں گر گئیں اور نجات پائی، جب یوسف نے بقراط بن اشوط کو گرفتار کر کے بھیج دیا تو بطارقہ (پادریوں) نے باہم قسم کھائی تھی کہ اس کے خون کی نذر مانی تھی، موسیٰ بن زرارہ نے جو بقراط کا داماد تھا اس پر اس ان سے اتفاق کیا، پھر سوادۃ ابن الحمید الجحانی نے یوسف بن ابی سعید کو اپنے گاؤں میں ٹھہرنے سے منع کیا اور اسے بطارقہ (پادریوں) کے متعلق آئی ہوئی خبروں سے آگاہ کیا مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا، وہ جماعت ماہ رمضان میں اس کے پاس گئی اور شہر کا محاصرہ کر لیا، برف نیں گز کے قریب شہر کے ارد گرد تھی خلاط سے دبیل تک ساری دنیا برف ہو رہی تھی۔

یوسف کا قتل

یوسف نے اس سے قبل اپنے ساتھیوں کو اپنے ماتحت دیہات میں منتشر کر دیا تھا ان دیہات میں سے ہر طرف اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت روانہ ہو گئی تھی، ان کے ہر گروہ کی طرف بطارقہ (پادریوں) اور ان کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت روانہ کی گئی جنھوں نے ان کو قتل کر دیا ایک ہی دن میں قتل کیا، شہر کا محاصرہ انھوں نے کئی روز تک کئے رکھا، یوسف ان کی طرف نکلا اور ان سے قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔

اہل آرمینیہ سے یوسف کے قتل کا بدلہ

متوکل نے بغا الشرابی کو یوسف کے خون کا انتقام لینے کے لئے ارمینیہ بھیجا وہ جزیرے کی طرف سے وہاں روانہ ہوا، ارزن میں موسیٰ بن زرارہ کو پا گیا اس کی اسماعیل، سلیمان، احمد، عیسیٰ، محمد، اور ہارون سے برادری تھی، بغا موسیٰ بن زرارہ کو (گرفتار کر کے) خلیفہ کے دروازے پر لے گیا، پھر روانہ ہوا، پھر کوہ الخویثیہ میں قیام کیا، اہل ارمینیہ اور یوسف بن محمد کے قاتلین کی بہت بڑی جماعت تھی اس نے ان سے جنگ کی، ان پر فتح پائی، اور بیس ہزار کے قریب قتل کیے اور ان میں سے ایک کثیر مخلوق کو قید کر لیا جنھیں ارمینیہ ہی میں فروخت کر دیا، پھر الباق کے شہروں کی طرف گیا پھر اشوط بن حمزہ العباس کے باپ کو قید کیا جو الباق کا مالک تھا الباق، المسفر جان اور بنی النشوی کے دیہات میں سے ہے پھر ارمینیہ کے شہر دبیل، وہاں ایک مہینے قیام کیا پھر تفلیس چلا گیا، اسی سال عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم بغداد اور اس کے دیہات کے معاون کا والی بنایا گیا،

ولایت ابن طاہر

اسی سال ۲۲ ربیع الآخر کو محمد بن عبداللہ بن طاہر خراسان سے آیا پھر وہ شرطہ (پولیس) اور جزیہ (ٹیکس) کا اور دیہات کے اعمال کا اور مدینۃ السلام میں امیر المومنین کی نیابت کا والی بنایا گیا پھر وہ بغداد چلا گیا۔

اس سال متوکل نے محمد بن ابی داؤد کو مظالم (فوجداری کے کام) سے معزول کر دیا اور اس محمد بن یعقوب المعروف بابی الربیع کو والی بنایا۔

اسی سال یحییٰ بن اکثم سے متوکل کی ناراضی رفع ہوئی، وہ بغداد میں تھے پھر سامرّ الائے گئے اور قاضی القضاۃ بنایا گیا، پھر مظالم (فوجداری) کا بھی والی بنایا گیا، متوکل نے اسی سال ۲۰ صفر کو محمد بن ابی داؤد کو مظالم سامرّا (محکمہ فوجداری) سے معزول کیا تھا۔

ابن ابی داؤد کا انجام

اسی سال متوکل ابن ابی داؤد پر ناراض ہوا ۲۵ صفر کو احمد بن ابی داؤد کی جائداد پر پہرہ مقرر کرنے کا حکم دیا، ۳ ربیع الاول بروز ہفتہ کو اس کا بیٹا ابوالولید محمد بن احمد بن ابی داؤد دیوان الخراج میں قید کیا گیا، اس کے بھائی عبیداللہ بن السری صاحب الشرطہ (افسر پولیس) کے نائب کے پاس قید کیے گئے جب پیر کا دن ہوا تو ابوالولید ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار دینار کے قیمتی جواہر لے گیا۔ اس کے بعد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ درہم پر صلح کی گئی ان کی تمام جائداد کی بیع پر سب کو گواہ بنالیا گیا احمد بن ابی داؤد پر فالج گر گیا تھا

جب ۷ شعبان کو بدھ کا دن ہوا تو متوکل نے احمد بن ابی داؤد کے لڑکوں کے متعلق حکم دیا، وہ لوگ بغداد کی طرف نکال دیئے گئے ابوالعتاہیہ نے یہ اشعار کہے؛

اگر عقل میں تو ہدایت کی طرف منسوب ہوتا
اور تیرا ارادہ ایسا ارادہ ہوتا جس میں توفیق ہوتی
تو تیری مشغولیت فقہ سے متعلق ہوتی اگر تو
کلام اللہ کے مخلوق کہنے سے اس پر قناعت کرتا

(یعنی اگر تو ہدایت یافتہ ہوتا تو بجائے کلام اللہ کو مخلوق کہنے کے تو فقہ میں مشغول ہوتا اور اسی پر قناعت کرتا)
تجھے کیا ہوا حالانکہ دین کی اصل سب کو جمع کرتی ہے تو فرع میں نہ ہوتا اگر جہل وحماقت نہ ہوتی،
اسی سال الخلجی کو لوگوں کے رفاہ عام کا عہدہ دار بنایا گیا۔
اسی سال یحییٰ بن اکثم نے حیان بن بشر کو قضاء الشرقیہ کا والی بنایا اور سوار بن عبداللہ العنبری کو قضاء جانب غربی کا والی بنایا دونوں کانے تھے الجماز نے یہ اشعار کہے

تو نے بڑے آدمیوں میں دو قاضی دیکھے
وہ وہ دونوں مشرق ومغرب میں ایک نئی چیز ہیں
ان دونوں نے آپس میں نا بینائی کو نصف نصف تقسیم کر لیا
جیسا کہ ان دونوں نے دو جانبوں کی قضا تقسیم کرلی
جب ان دونوں میں سے کوئی اپنا سر ہلاتا ہے تو تو سمجھتا ہے
کہ، میراث اور دین کے معاملے میں غور کر رہا ہے
گویا کہ تونے اس کے سر پر شراب کا مٹکا اوندھا رکھ دیا
ایک آنکھ سے اس کا ڈھکنا کھول دیا
وہ دونوں یحییٰ کی ہلاکت پر زمانے کی فال ہیں جبکہ اس
نے محکمہ قضاء کا دو کانوں سے افتتاح کیا

(یعنی قاضی جب سر ہلاتا ہے تو اس کی ٹوپی شراب کا مٹکا معلوم ہوتی ہے اور جو آنکھ کانی نہیں ہے وہ مٹکے کا کھلا ہوا دہانہ معلوم ہوتی ہے)

قرآن کے بارے میں بحث وتمحیص سے متوکل کی ممانعت

اسی سال عید کے دن متوکل نے (مقتول) احمد بن نصر بن مالک الخزاعی کی لاش اس کے دفن کے لئے اس کے وارثوں کو دینے کا حکم دیا ایسا کیا گیا اور لاش انھیں دے دی گئی جب متوکل کو خلافت پہنچی تھی تو اس نے قرآن مجید کے بارے میں بحث کرنے کی ممانعت کر دی تھی اس کے متعلق ہر طرف اس کے فرمان جاری کر دیے گئے تھے۔

احمد کو تختۂ دار سے اتارنے پر شورش

احمد بن نصر کے تختے سے اتارنے پر پریشانی پھیل گئی عوام الناس اور چرواہے اس تختے کے مقام پر جمع ہو گئے اور انھوں نے ہجوم کیا اور اعتراض کرنے لگے جب یہ خبر متوکل کو پہنچی تو اس نے نصر بن اللیث کو ان کی طرف روانہ کیا، پھر اس نے ان میں سے تقریباً بیس آدمی گرفتار کر لیے انھیں مارا اور قید کر دیا، پھر اس نے اس کے معاملے میں عوام کے بکثرت جمع ہونے کی وجہ سے احمد بن نصر کا اس کے تختے سے اتارنا ترک کر دیا وہ لوگ جو اس کی وجہ سے گرفتار کیے گئے تھے ایک زمانے تک قید رہے پھر رہا کر دیئے گئے۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ جب اس کی لاش اس کے وارثوں کو دے دی گئی تو اس کا بھتیجا موسیٰ اسے بغداد لے گیا اور اسے غسل دے کے دفن کر دیا گیا اور اس کا سر بھی اس کے بدن کے ساتھ شامل کر دیا گیا عبدالرحمن بن حمزہ نے اس کا جسم ایک مصری رومال میں لیا، پھر اپنے مکان لے گیا، کفن دیا اس کی نماز پڑھی، اسے قبر میں داخل کرنے پر اس کے بعض اعزہ کے ہمراہ ایک شخص تاجروں میں سے ایک شخص مقرر ہوا جو الابزاری کہلاتا تھا۔

بغداد کے صاحب البرید (محکمہ ڈاک کا افسر) نے جو ابن الکلبی مشہور تھا اور واسط کے علاقے کے ایک موضع کا باشندہ تھا جو الکلتانیہ کہلاتا تھا عوام کا حال اور ان کا اجتماع اور احمد بن نصر کے جنازے کے ساتھ ہمدردی اور اس کے سر کی جستجو کا واقعہ متوکل کو لکھ بھیجا، متوکل نے یحییٰ بن اکثم سے کہا کہ ابن الابزاری بوجہ کبر سنی مضغہ گوشت ہونے کے باوجود قبر میں کیوں داخل ہوا، ابن اکثم نے کہا کہ اے امیر المومنین وہ اس کا دوست تھا۔

متوکل نے عوام الناس کو اس قسم کے معاملات میں جمع ہونے اور حرکت کرنے کی ممانعت کے لئے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک فرمان لکھنے کا حکم دیا، ان میں سے کسی کو اپنی موت کے وقت وصیت کی تھی کہ عام لوگوں کو ڈرائے۔

متوکل نے فرمان لکھ دیا جس میں اجتماع کی ممانعت تھی۔

متفرقات

اسی سال موسم گرما میں یحییٰ بن الارمنی نے جنگ کی، علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی المنصور نے جو والی مکہ تھا لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۳۸ھ

حادثہ تفلیس

مذکور ہے کہ قاتلین اہل ارمینیہ کے یوسف بن محمد قتل کر دینے کے واقعہ کی وجہ سے جب بغا الشرابی دبیل گیا تو وہاں ایک ماہ قیام کیا جب ۱۰ ربیع الاول ۲۳۸ھ ہفتہ کا دن ہوا تو بغا نے زیرک الترکی کو روانہ کیا وہ الکرُ کے پار چلا گیا جو ایک عظیم الشان نہر ہے جیسی کہ بغداد میں الصراۃ ہے، بہت بڑی نہر ہے تفلیس کے مغربی جانب اور صغد بیل کے مشرقی جانب میں ہے، بغا کی چھاؤنی مشرقی جانب میں تھی زیرک الکرُ سے گزر کر تفلیس کے میدان تک پہنچ گیا۔
تفلیس کے پانچ دروازے تھے۔

(۱) باب المیدان (۲) باب قریس (۳) باب الصغیر (۴) باب الریض (۵) باب صغد بیل، اور الکر ایک نہر تھی جو شہر میں سے گزرتی تھی بغا نے ابوالعباس الواثی النصرانی کو اہل ارمینیہ کے عرب و عجم کے طرف روانہ کیا پھر زیرک ان کے پاس میدان کی طرف سے پہنچا اور ابوالعباس باب الریض کی طرف سے اسحاق بن اسماعیل زیرک کی طرف نکلا اور اس سے قتال کرنے لگا، بغا شہر کے بلند ٹیکرے کے قدرے نشیبی ٹیلے پر جو صغد بیل کے قریب تھا ٹھہر گیا، تا کہ یہ دیکھے کہ زیرک اور ابوالعباس کیا کرتے ہیں، بغا نے مٹی کے تیل والے سپاہی بھیجے جنھوں نے شہر میں آگ لگا دی، (یہ شہر) صنوبر کی لکڑی کا تھا ہوا نے صنوبر میں (آگ) بھڑکا دی۔

اسحاق کی گرفتاری اور قتل

پھر اسحاق بن اسماعیل شہر کے سامنے آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے محل اور اس کے اطراف میں آگ لگی ہوئی ہے اسے آگ نے گھیر لیا ہے ترک اور مغربی لوگ اس کے پاس آ گئے اور اسے پکڑ کے قید کر لیا اس کے بیٹے عمر کو بھی گرفتار کر لیا، ان دونوں کو بغا کے پاس لائے بغا نے اس کے متعلق حکم دیا اور وہ باب الحسک لوٹا دیا گیا، اور قید رہا یہاں تک کہ اسی جگہ اس کی گردن ماردی گئی، اس کا سر بغا کے پاس پہنچا دیا گیا اور اس کی لاش الکر پر لٹکا دی گئی۔
وہ ایک بوڑھا موٹا بڑے سر کا آدمی تھا جو وسمے کا خضاب کرتا تھا گندم گوں تھا چندیا پر بال نہ تھے اور بھینگا تھا اس کا سر باب الحسک پر لٹکا دیا گیا اور جو شخص اس کے قتل پر مقرر ہوا وہ غامش نائب بغا تھا۔

تفلیس میں آتش زنی اور قتل وغارت گری

شہر میں قریب پچاس ہزار آدمی جلا دیے گئے، ایک دن اور ایک رات میں آگ بجھ گئی اس لئے کہ وہ صنوبر کی آگ تھی جسے بقا نہیں ہوتی صبح ہوئی تو مغربیوں نے جو زندہ تھے انھیں قید کر لیا اور مردوں کا مال چھین لیا، اسحاق کی عورت صغد بیل میں ٹھہری ہوئی تھی جو تفلیس کے مقابل مشرقی جانب میں ہے یہ وہ شہر ہے جسے کسریٰ انوشروان نے بنایا تھا، اسحاق نے اسے محفوظ کر دیا تھا اور اس کی خندق کھود دی تھی اس میں الخویثیہ وغیرہ کے جنگجو رکھے تھے بغا نے انھیں امان دے دی، اس شرط پر کہ وہ اپنے ہتھیار رکھ دیں اور جہاں چاہیں چلے جائیں، ایک راوی کے مطابق اسحاق کی عورت صاحب السریر (بادشاہ) کی بیٹی تھی۔

بغا کا قلعہ الجردان کو تسخیر کرانا

بغا نے زیرک کو لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ قلعہ الجردان کی طرف روانہ کیا جو برذعہ اور تفلیس کے درمیان ہے زیرک نے الجردان بھی فتح کرلیا اور اس کے بطریق (پادری) القطریج کو پکڑ کے قید کرلیا پھر اسے لشکر لے گیا بغا نے عیسیٰ بن یوسف کی طرف کوچ کیا جو اصطفانوس کا بھانجا تھا اور جو البیلقان کے موضع کثیش کے قلعے میں تھا اور البیلقان میں دس فرسخ کا فاصلہ تھا (ایک فرسخ۔ تین میل) البیلقان اور برذعہ میں پندرہ فرسخ کا فاصلہ تھا بغا نے جنگ کی اسے فتح کیا اور اسے (عیسیٰ بن یوسف) کو گرفتار کرلیا اپنے اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے اور اس کے باپ کو لے گیا ابو العباس الوائی کو بھی لے گیا جس کا نام سنباط بن اشوط تھا اس کے ہمراہ معاویہ بن سہل بن سنباط بطریق اران کو بھی لے گیا اور آذرنرسی بن اسحاق الخاشنی کو بھی (گرفتار) کرلے گیا۔

شورش روم

اسی سال روم کی جانب سے عرفا اور ابن قطونا اور امردنافہ کے ہمراہ تین کشتیاں آئیں، وہ سب رئیس البحر تھے کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ سو کشتیاں تھیں پھر ابن قطونا نے دمیاط میں قیام کیا اور دمیاط اور ساحل کے درمیان الجیرہ کے مشابہ ہے کہ اس میں پانی آدمی کے سینے تک ہوتا ہے جو شخص اس سے زمین کی طرف آجاتا ہے وہ دریا کی کشتیوں (کے سفر) سے بچ جاتا ہے ایک جماعت اس سے نکل آئی تو وہ سلامت رہی اور ایک بڑی جماعت عورتوں اور بچوں کی غرق ہوگئی جنھیں قوت تھی وہ کشتیوں میں سوار ہوگئے اور علاقہ الفسطاط کی طرف بچ کر نکل گئے اور اس کے (دمیاط کے) اور فسطاط کے درمیان چار دن چلنے کا راستہ ہے اور معونت مصر کا والی عنبہ ابن اسحاق الضبی تھا پھر جب عید قریب آئی تو اس نے دمیاط کے لشکر کو حکم دیا کہ وہ فسطاط حاضر ہوں تاکہ عید میں ان سے رونق حاصل کرے چنانچہ دمیاط کو لشکر سے خالی کردیا۔

رومیوں کی غارت گری

علاقہ شطاء سے جہاں شطوی لوگ کام کرتے ہیں روم کی کشتیاں پہنچیں پھر وہاں سو کشتیاں ٹھہر گئیں کہ ہر کشتی میں پچاس سے سو آدمی تک سوار تھے وہ لوگ نکل کے وہاں (دمیاط) گئے اور وہاں انھوں نے جتنے مکانات اور جھونپڑے پائے سب جلادیے، جتنے ہتھیار وہاں تھے سب اُٹھالیے تقریباً سو بانس اور ان کے نیزے ابو حفص مالک اقریطش کے پاس لے جانے کا ارادہ کیا، مردوں میں سے جسے وہ لوگ قتل کرسکے اسے قتل کردیا اور سامان اور لشکر اور پارچہ کتان جو عراق بھیجنے کے لئے تیار کیا گیا تھا لے لیا، مسلمان اور قبطی عورتوں میں سے تقریباً چھ سو قید کرلیں، کہا جاتا۔ مسلمان عورتیں ایک سو پچیس تھیں اور باقی قبط کی عورتیں تھیں۔

رومیوں کی غارت گری کے بعد واپسی

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ رومی جوان کشتیوں میں تھے جو دمیاط میں ٹھہر
نے اپنی کشتیاں سامان اور مال اور عورتوں سے بھر لیں، اور کشتیوں کا خزانہ جو کشنیر
جامع مسجد کو بھی جلادیا اور یہودیوں کے عبادت خانے بھی جلادیے جو عورتیں اور بچے ان

وہ ان سے بہت زیادہ تھے جنھیں روم نے قید کرلیا۔ پھر رومی وہاں سے چلے گئے۔

مذکور ہے کہ ابن الاکشف دمیاط کے قید خانے میں قید تھا اسے عنبسہ نے قید کیا تھا اس کی بیڑی توڑ دی گئی اور نکلا پھر اس نے روم سے قتال کیا اور ایک قوم نے اس کی مدد کی، روم کی ایک جماعت مقتول ہوئی پھر وہ لوگ (روم) ساحل تنیس کی طرف گئے، مگر پانی نے ان کی کشتیاں وہاں نہیں پہنچائیں وہ ڈرے کہ ان کی کشتیاں دلدل میں نہ پھنس جائیں، جب پانی نے انھیں نہ اٹھایا تو وہ دمیاط کے ساحل کی طرف گئے۔ وہ ایک ایسا ساحلی مقام ہے کہ اس کے اور تنیس کے درمیان سے کچھ کم چودہ فرسخ فاصلہ ہے اس کی ایک دیوار اور لوہے کے دروازے ہیں جو معتصم کے حکم سے بنائے گئے تھے انھوں نے اس کا اکثر حصہ تباہ کر دیا اور اس میں جتنے منجنیق (گوپھن) اور عرادات (پتھر پھینکنے والے آلات) تھے سب جلا دیے، اس کے لوہے کے دونوں دروازے لے لیے اور لے گئے، پھر اس طرح اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گئے کہ کوئی ان کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکا۔

متفرقات

اسی سال ۵ جمادی الآخر بروز پیر متوکل سامرا سے مدائن کے ارادے سے نکلا، وہ ۱۳ جمادی الآخر بروز منگل الشماسیہ گیا اور وہاں شنبہ تک قیام کیا۔ رات کو بذریعہ کشتی قطربل گیا پھر واپس آیا اور ۱۹ جمادی الآخر بروز پیر کو بغداد میں داخل ہوا، شہر کے بازار اور راستے میں گزرا یہاں تک کہ الزعفرانیہ میں اتر گیا پھر مدائن چلا گیا۔

اسی سال موسم گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی،

اسی سال علی بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۳۹ھ

متفرقات

جو کچھ اس سال ہوا اس میں سے اہم واقعہ محرم میں متوکل کا ان ذمیوں کی گرفتاری کا حکم دینا ہے جنھوں نے اپنی قبا پر عسلیہ عبائیں پہنیں اور صفر میں انھیں اس کا یہ حکم ہوا کہ معمولی گھوڑوں اور عربی گھوڑوں کو ترک کر کے ان کی سواری گدھوں اور خچروں پر ہو۔

اسی سال متوکل نے علی بن الجہم بن بدر کو خراسان کی طرف جلا وطن کر دیا۔

اسی سال جمادی الآخر میں صاحب الصناریہ باب العامہ پر قتل کیا گیا۔

اسی سال متوکل نے اُن مسیحی عبادت خانوں کے منہدم کرنے کا حکم دیا جو زمانہ اسلام میں بنائے گئے۔

اسی سال ذی الحجہ میں ابو الولید محمد بن احمد بن ابی داؤد کی بغداد میں وفات ہوئی،

اسی سال موسم گرما میں علی بن یحییٰ الارمنی نے جنگ کی اور اسی سال عبداللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن علی نے جو والی مکہ تھا لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال جعفر بن دینار نے حج کیا جو طریق مکہ سے کوفہ کے متصل تک والی تھا پھر وہی موسم حج کے حادثات کا

اسی سال نصاریٰ کی شعانین (عیدِ فصح جو ہندوستان کے عیسائی اپریل کے پہلے جمعے کو مناتے ہیں مشہور ہے کہ یہ حضرت مسیح کے مصلوب ہونے کا دن ہے) اور یوم نوروز اکٹھے آئے۔ یہ ۲۰ ذی القعدہ یوم اتوار کو ہوا مذکور ہے کہ نصاریٰ کا گمان تھا کہ یہ دونوں عیدیں زمانۂ اسلام میں کبھی جمع نہیں ہوئیں۔

واقعات ۲۴۰ھ

جو کچھ اس سال ہوا اس میں اہم ترین واقعہ اہل حمص کا اپنے گورنر معونت پر حملہ کرنا ہے۔

حمص والوں کی شورش

ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے گورنر معونت نے ایک شخص کو قتل کر دیا جو ان کے رؤسا میں سے تھا اس زمانے میں ابو المغیث الرافعی موسیٰ بن ابراہیم عامل تھا اسی سال جمادی الآخر میں اہل حمص نے حملہ کر دیا، انھوں نے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا، اس کو اور صاحب الخراج کو اپنے شہر سے نکال دیا اس کی خبر متوکل کو پہنچی تو اس نے عتاب بن عتاب کو ان کی طرف روانہ کیا اور اس کے ہمراہ محمد بن عبدویہ کرداس الانباری کو روانہ کیا، اسے عتاب کو یہ حکم دیا کہ وہ ان سے یہ کہے کہ امیر المومنین نے تمھارے ایک آدمی کی جگہ دوسرا آدمی بدل دیا، پھر وہ سن لیں اور اطاعت کر لیں اور راضی ہو جائیں تو محمد بن عبدویہ کو ان پر حاکم بنا دینا، اور اگر انکار کریں اور مخالفت پر اڑے رہیں تو اپنی جگہ قیام کر اور امیر المومنین کو لکھ بھیج، یہاں تک کہ وہ رجاء یا محمد بن رجاء الحضاری یا لشکر میں سے اور کسی کو ان سے جنگ کے لئے روانہ کرے۔

حمص پر ابنِ عبدویہ کا تقرر

عتاب بن عتاب سامرا سے ۲۵ جمادی الآخر بروز پیر نکلا، وہ لوگ محمد بن عبدویہ پر راضی ہو گئے اس نے اسے ان پر گورنر بنا دیا، پھر اس نے ان میں عجیب وغریب معاملے کیے۔

متفرقات

اسی سال محرم میں احمد بن ابی داؤد کی اپنے بیٹے ابو الولید محمد کے بعد بغداد میں وفات ہوئی اس کا بیٹا اس سے بیس روز قبل بغداد میں ماہ ذی الحجہ میں مر چکا تھا۔

اسی سال ماہ صفر میں یحییٰ بن اکثم عہدہ قضاء سے معزول کر دیے گئے اور ان کا جو کچھ بغداد میں تھا ضبط کر لیا گیا۔ جس کی مقدار پچھتر ہزار دینار تھی اس کے گھر کے ستون کی قیمت دو ہزار دینار تھی اور چار ہزار جریب (زمین) بصرہ میں (جریب زمین کے ناپنے کا آلہ)۔

اسی سال صفر میں جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی قاضی القضاۃ مقرر ہوا۔

اس سال عبداللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا اور جعفر بن دینار نے حج کیا اور وہی موسم حج کا والی تھا۔

واقعات ۲۴۱ھ

حمص کی دوسری شورش اور اس کی سرکوبی

ذکر کیا گیا ہے کہ اسی سال جمادی الآخر میں اہل حمص نے اپنے گورنر محمد بن عبدویہ پر حملہ کر دیا حمص کے نصاریٰ میں سے ایک جماعت نے اس حملے میں ان کی مدد کی گورنر نے یہ واقعہ متوکل کو لکھ بھیجا، متوکل نے اسے ان کے تباہ کرنے کا حکم لکھ بھیجا اور اس کی اس لشکر سے امداد کی جو دمشق میں صالح عباسی ترکی کے ماتحت تھا وہ دمشق کا عامل تھا رملہ کے لشکر میں سے بھی کچھ فوج سے امداد کی، اور اسے یہ حکم دیا کہ ان میں سے تین سرداروں کو گرفتار کرے اور انھیں ہلاک کر دینے والے تازیانے مارے، جب وہ مر جائیں انھیں ان کے دروازوں پر لٹکا دے، اس کے بعد ان میں سے بیس وجاہت دار آدمی گرفتار کر لے اور ان میں سے ہر ایک کو تین تین سو تازیانے مارے، اور انھیں پابہ زنجیر کر کے امیر المؤمنین کے دروازے پر روانہ کر دے حمص میں جس قدر نصاریٰ یہود کی عبادت گاہیں ہیں سب کو تباہ کر دے اور اس گرجا گھر کو مسجد میں داخل کر لے جو مسجد کے قریب ہو، شہر میں کوئی نصرانی نہ رہنے پائے جسے اس سے خارج نہ کر دیا جائے۔ اور اس سے قبل ان میں اعلان کر دے، جسے تین دن کے بعد پائے سے اچھی طرح سرزنش کرے، محمد بن عبدویہ کے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا اور اس کے افسروں اور باوجاہت اصحاب کے لئے انعامات کا اور اس کے نائب علی بن حسین کے لئے پندرہ ہزار درہم کا اور نائب کے افسروں کے لئے پانچ پانچ ہزار درہم کا۔ اور خلعت کا حکم دیا۔

حمص پر امیر المؤمنین کا عتاب

محمد بن عبدویہ نے ان میں سے دس آدمی گرفتار کر لیے ان کی گرفتاری کا حال لکھ بھیجا کہ انھیں امیر المومنین کے حضور روانہ کر دیا ہے اور انھیں مارا نہیں ہے متوکل نے الفتح بن خاقان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جو محمد بن رزق اللہ کہلاتا تھا روانہ کیا تا کہ وہ ان میں سے جنھیں محمد بن عبدویہ نے بھیجا ہے محمد بن عبدالحمید التحیدی اور قاسم بن موسیٰ بن فرعوس کو حمص واپس لے جائے اور انھیں باعث ہلاکت کوڑے مارے اور انھیں حمص کے دروازے پر لٹکا دے۔

وہ انھیں واپس لے گیا اور دونوں کو اتنا مارا کہ وہ مر گئے اور حمص کے دروازے پر انھیں لٹکا دیا، دوسروں کو سامرا لایا وہ آٹھ تھے جب وہ روانہ ہوئے تو ایک ان میں سے راستے میں مر گیا متوکل نے انھیں کو اس کا سر پکڑا دیا، ان میں سے ساتوں آدمیوں کو اور مردے کے سر کو سامرا لے آئے اس کے بعد محمد بن عبدویہ نے لکھا کی اس نے ان میں سے دس آدمی گرفتار کر لیے اور ان میں سے پانچ آدمیوں کو تازیانے مارے تو وہ مر گئے پھر پانچ کو مارا تو وہ نہیں مرے، پھر بعد اس کے محمد بن عبدویہ نے لکھا کہ اس نے انھیں مخالفین میں سے ایک شخص پر اور فتح پائی ہے جس کا نام عبدالملک بن اسحاق بن عمارہ تھا اور جیسا کہ کہا جاتا ہے فتنے کے بانیوں میں سے ایک تھا اسے حمص کے دروازے پر اتنے کوڑے لگائے کہ وہ مر گیا اور اسے اس قلعے پر لٹکا دیا جو تل العباس کے نام سے مشہور ہے،

اسی سال بیان کیا جاتا ہے کہ سامرا میں نہایت اچھی بارش ہوئی،

اسی سال محرم میں حسان زیادی کو شرقیہ کا قاضی بنا دیا گیا۔

عیسیٰ بن جعفر کا سبِّ صحابہ

عیسیٰ بن جعفر کو سخت سزا

اسی سال عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم صاحب خان عاصم کو بغداد میں مارا گیا کہا جاتا ہے کہ ہزار کوڑے مارے گئے اس کا سبب یہ تھا کہ حسان زیادی قاضی شرقیہ کے یہاں عیسیٰ بن جعفر کے خلاف سترہ (۱۷) آدمیوں نے یہ شہادت دی کہ اس نے ابوبکر وعمر وعائشہ وحفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کو گالی دی ہے، ان کی شہادت جیسا کہ ذکر کیا جاتا ہے اس اعتبار سے مختلف تھی اس لئے یہ واقعہ بغداد کی ڈاک کے منتظم نے عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو لکھ دیا، عبید اللہ نے اس کی متوکل کو اطلاع دی، متوکل نے یہ حکم دیا کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر کو اس عیسیٰ کو کوڑے مارنے کا حکم لکھدے پھر اگر وہ مرجائے تو اسے دجلہ میں پھینک دیا جائے اور اس کی لاش اس کے ورثہ کو نہ دی جائے پھر عبید اللہ نے حسن بن عثمان کو اس کے عیسیٰ کے متعلق خط کا جواب لکھا:

تعزیر شرعی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدائے تعالیٰ تمھیں زندہ رکھے اور تمھاری حفاظت کرے اور تم پر اپنا انعام کرے تمھارا خط اس شخص مسمی عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم صاحب الخانات کے بارے میں اور جو کچھ گواہوں نے اس کے خلاف اصحاب رسول ﷺ کو گالی دینے اور انھیں کافر کہنے اور ان پر کبیرہ گناہوں کی تہمت لگانے اور انھیں نفاق اور ایسے امور کی طرف منسوب کرنے کی شہادت دی ہے جن سے انسان اللہ اور رسول ﷺ کے معاندین میں شامل ہو جاتا ہے اور تمھارے ان گواہوں کے حال میں اور جو کچھ انھوں نے شہادت دی ہے اس کے بارے میں تمھارے دریافت کرنے اور جو کچھ تمھارے نزدیک ان میں سے عادلین کی عدالت سے صحیح ثابت ہوا اور جو بات ان کی شہادت سے تمھارے لئے واضح ہوئی ان سب کے بارے میں اور تمھارا مفصل رقعہ اس معاملے کے متعلق جو تمھارے خط کے اندر تھا پہنچا، میں نے امیر المومنین کی (خدا ان کی عزت برقرار رکھے) خدمت میں پیش کر دیا انھوں نے ابوالعباس محمد ابن عبداللہ بن طاہر کو جو امیر المومنین ابقاہ اللہ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں وہ لکھنے کا حکم دیا جو امیر المومنین کے یہاں نافذ ہے اور جو ان امور میں امیر المومنین کے اختیارات کی طرح ہے اللہ کے دین کی نصرت میں اور اس کی سنت کے زندہ رکھنے میں اور اس شخص سے انتقام لینے میں جو دین میں الحاد کرے، اس شخص کو مجمع عام میں گالی دینے کی سزا دی جائے اور اس سزا کے بعد پانچ سو کوڑے ان جرائم کبیرہ کی وجہ سے مارے جائیں جن پر اس نے جرات کی ہے، پھر اگر مر جائے تو اسے بغیر نماز جنازہ کے دریا میں ڈال دیا جائے تاکہ یہ عمل ہر دین میں الحاد کرنے والے اور جماعت مسلمین سے نکل جانے والے کے لئے رکاوٹ ثابت ہو، اور یہ میں نے تمھیں اس لئے بتا دیا ہے تاکہ تم اسے پہچان لو، انشاء اللہ

تعالیٰ، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن جعفر بن محمد بن عاصم یہی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کا نام احمد بن محمد بن عاصم تھا جب اسے مارا گیا تو دھوپ میں ڈال دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا پھر اسے دجلہ میں پھینک دیا گیا،

چند عجیب واقعات

اسی سال بغداد میں ستارے ٹوٹے اور بکھر گئے اور یہ واقعہ جمادی الآخر کی ایک شب کے بعد جمعرات کی رات کو پیش آیا۔

اسی سال وہاں بیماری ہوئی جس سے چوپائے اور بیل ہلاک ہو گئے،

سی سال روم نے چشمہ زربہ پر چھاپہ مارا اور جو لوگ (جاٹ) وہاں آباد تھے انھیں مع عورتوں اور بچوں کے اور مع گائے بھینسوں کے قید کر لیا۔

اسی سال مسلمانوں اور رومیوں میں فدیے کا معاملہ طے ہو گیا۔

اسباب صلح فدیہ

بیان کیا جاتا ہے کہ تذورہ ملکہ روم مادر میخائیل نے ایک شخص مسمی جورجس بن قرداس کو مقرر کیا تا کہ وہ ان مسلمانوں کا فدیہ طلب کرے جو رومیوں کے ہاتھ میں قید ہیں، مسلمان قیدی تقریباً بیس ہزار تھے متوکل نے اپنی جماعت میں سے ایک شخص مسمی نصر بن الازہر بن فرج کو مقرر کیا تا کہ وہ ان مسلمان قیدیوں کی صحیح تعداد معلوم کرے جو رومیوں کے قبضے میں تھے تا کہ وہ ان کے فدیے کا حکم دے، یہ واقعہ اسی سال (۲۴۱ھ) کے شعبان میں ہوا، ان کے چند روز قیام کرنے کے بعد (نصر بن الازہر واپس آیا)،

مسلمانوں پر عیسائیت کی پیش کش

انکار پر قتل کی سزا

پھر اس نے بیان کیا کہ نصر کے روانہ ہونے کے بعد تذورہ نے اپنے قیدیوں کو (اپنے روبرو) پیش کرنے کا اور ان پر مذہب نصرانیت پیش کرنے کا حکم دیا کہ اس کے بعد جس نے ان میں سے نصرانیت کو قبول کر لیا، وہ اس عیسائی کے مساوی ہو گیا جو پہلے سے نصرانی تھا اور جس نے اس کے روبرو انکار کیا اسے اس نے قتل کر دیا نصر نے بیان کیا کہ اس نے بارہ ہزار (مسلمان) قیدیوں کو قتل کر دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انھیں خصی نے قتل کیا اور وہ بغیر اس کی (ملکہ کی) اجازت کے انھیں قتل کرتا تھا۔

معاہدۂ فدیہ

سرحد شام اور جزیرہ کے حکام کے پاس متوکل کا فرمان پہنچا کہ شفیف خادم اور جورجس سفیر عظیم روم کے درمیان فدیئے کے بارے میں معاہدہ ہو گیا ہے اور دونوں میں یہ امر طے پا گیا ہے، جورجس نے ۵ رجب ۲۴۱ھ سے شوال ۲۴۱ھ تک کے لئے التواء جنگ کی درخواست کی ہے، تا کہ قیدیوں کو جمع کر سکیں اور انھیں اپنی جائے پناہ تک

پلٹنے کے لئے مہلت ہو۔ لہٰذا اس کے متعلق یہ فرمان ۵ رجب بروز بدھ کو جاری ہوا اور فدیئے کا معاملہ اسی سال عید فطر کے دن واقع ہوگا۔

فدیہ کی ادائیگی

جورجس سفیر ملکۂ روم ۲۲ رجب ہفتہ کے دن سرحد کی جانب ستر خچروں پر جو اس کے لئے کرایہ پر لئے گئے تھے روانہ ہوا، اور ابو حطابہ مغربی طرطوسی بھی اسی کے ساتھ روانہ ہوا، تاکہ (وہاں پہنچ کر) وہ لوگ عید الفطر کا انتظار کریں جورجس کے ساتھ ایک جماعت بطریق کی اور قریب پچاس کے اس کے غلاموں کی آگئی تھی۔

شنیف خادم فدیئے کے لئے نصف شعبان کو روانہ ہوا، اس کے ساتھ سو سوار تھے تیس ترکوں میں سے اور تیس مغربیوں میں سے اور چالیس شاکریہ کے سواروں میں سے (شنیف نے) جعفر بن عبدالواحد سے جو قاضی القضاۃ تھے یہ درخواست کی کہ اس کے لئے مال فدیہ حاضر کرنے کا حکم دے اور کسی شخص کو اپنا قائم مقام کردے، اس نے انتظام کر دیا اور ڈیڑھ لاکھ روپے کا اور ساٹھ ہزار کے نقلے کا حکم دیا، ابن ابی الشوارب کو جو اس وقت کمسن جوان تھا نائب بنا دیا اور روانہ ہوگیا پھر شنیف سے مل گیا ایک جماعت اہل بغداد کے متوسط طبقہ کے لوگوں کی بھی روانہ ہوئی بیان کیا گیا ہے کہ فدیہ بلاد روم کی نہر لاسس پر ۱۲ شوال بروز اتوار ۲۴۱ھ کو ادا کیا گیا مسلمان مرد قیدیوں میں سات سو پچاسی آدمی تھے اور عورتوں میں سے ایک سو پچیس۔

اسی سال متوکل نے قصبۂ شمشاط کے محصول کو بجائے خراج کے عشر کر دیا اور اس کے لئے ایک فرمان نافذ کر دیا اسی سال قوم بجہ نے علاقہ مصر کی حفاظتی چوکی پر چھاپہ مارا، متوکل نے ان سے جنگ کرنے کے لئے محمد بن عبداللہ القمی کو روانہ کیا۔

بربری حملہ اور اس کا انجام

بیان کیا گیا ہے کہ قوم بجہ اور مسلمان آپس میں اس قدیم صلح کی بناء پر جو اس سے قبل ہم اپنی اسی کتاب میں بیان کر چکے ہیں جنگ نہیں کرتے تھے نہ وہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور نہ مسلمان ان سے لڑتے تھے وہ لوگ مغربی حبشی اقوام میں سے ایک قوم تھے مغرب کے کالے لوگوں میں بجہ نوبہ اہل غانۃ الغافر دینور، رعوین، فرفویہ، بکسوم، مکارہ اکرم، اور الحسن شامل ہیں۔

بربروں کی سرکشی

بلاد بجہ میں سونے کی کانیں تھیں جنھیں وہ جوان میں کام کرتا تھا اسے دیا کرتے تھے اور ہر سال سلطان کے عمال متعینہ مصر کو اپنی کانوں میں سے چار سو مثقال سونے کے پتر بغیر صاف کیے ادا کیا کرتے تھے پھر جب متوکل کا دور حکومت آیا تو بجہ پے در پے چند سال تک یہ خراج ادا کرنے سے باز رہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ متوکل نے اپنے خدام میں سے ایک شخص کو مصر کے محکمۂ ڈاک پر مقرر کیا جو یعقوب بن ابراہیم الباذغیسی کہلاتا تھا یہ شخص ہادی کا آزاد کردہ غلام تھا اور وہ قوصرہ مشہور تھا اس کے سپرد، مصر، اسکندریہ، برقہ، اور اطراف مغرب کی ڈاک کر دی،

بربروں سے جنگ کے اسباب

یعقوب نے متوکل کو لکھا کہ بجہ نے اس عہد کو توڑ دیا جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا اور وہ اپنے شہروں سے نکل کر سرحد کی سونے اور جواہرات کی کانوں کی طرف چلے گئے ہیں جو علاقہ مصر و بلاد بجہ کے درمیان واقع ہے انھوں نے ان چند مسلمانوں کو قتل کر دیا جو کانوں میں کام کرتے تھے اور سونا اور جوہرات نکالتے تھے ان کے بچوں اور عورتوں میں سے چند کو قید کر لیا اور یہ بیان کیا ہے کہ وہ کانیں انھیں کی ہیں جو ان کے ملک میں رہتے ہیں۔ وہ لوگ مسلمانوں کو ان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے ان کے اس عمل نے ان تمام مسلمانوں کو جو کانوں میں کام کرتے تھے وحشت میں ڈال دیا ہے اور وہ وہاں سے اپنی اور اپنے بچوں کی جان کے خوف سے واپس آ گئے اس سے سلطنت کے لئے جو حق خمس اس سونے اور چاندی اور جواہرات سے لیا جاتا تھا جو ان کانوں سے نکالا جاتا ہے منقطع ہو گیا ہے۔

جنگ کی مشاورت

اس خبر نے متوکل کی ناگواری کو بڑھا دیا اور اسے غضبناک بنا دیا اس نے بجہ کے معاملے میں مشورہ کیا تو اسے بتایا گیا کہ وہ لوگ ایسی قوم ہیں جو بدوی ہیں اور اونٹ اور مویشی والے ہیں ان کے علاقوں تک پہنچنا دشوار بلکہ ناممکن ہے کہ لشکر ان کے راستے کو پالیں کیونکہ وہ پٹ پر میدان اور بیابان ہیں اور دارالاسلام اور ان کے علاقوں کے درمیان ایک مہینے کا راستہ ہے جو مکمل طور پر چٹیل میدان اور سخت پہاڑی علاقے پر مشتمل ہے جس میں پانی ہے نہ کھیتی، نہ کوئی پناہ کی جگہ ہے نہ قلعہ جو شخص حکام شاہی میں سے وہاں داخل ہونا چاہے وہ اس بات کا محتاج ہے کہ وہ اس قدر زاد راہ اپنے ہمراہ لے جائے جو اتنی تمام مدت کے لئے کافی ہو جتنی مدت تک ان کے بلاد میں قیام اور دارالاسلام کی طرف واپسی میں صرف ہونے کا گمان ہو اور اگر قیام اس مدت سے بڑھ گیا تو وہ ہلاک ہوگا اور جتنے اس کے ساتھی ہیں وہ بھی ہلاک ہو جائیں گے بجہ ان سب کو بغیر جنگ کیے اپنے ہاتھوں سے گرفتار کر لیں گے ان کا ملک بھی وہ ملک ہے جو سلطان کو خراج وغیرہ بھی کچھ نہیں دیتا۔

متوکل ان پر لشکر کشی سے باز آ گیا ان کی حالت (بغاوت) ترقی کرتی رہی اور ان کی جرات مسلمانوں پر اس قدر بڑھتی گئی کہ باشندگان بالائی مصر ان سے اپنی اور اپنے بچوں کی جانوں کا خوف کرنے لگے۔

قمی کی جنگ کے لئے روانگی

متوکل نے محمد بن عبداللہ المعروف بالقمی کو ان سے جنگ کرنے کا ذمہ دار بنایا، اور ان علاقوں کی امداد بھی اس کے سپرد کر دیں،

وہ مواضع یہ تھے، قفط، الاقصر، اسنا، ارمنت، اسوان، پہلے اسے جنگ بجہ کی اطلاع کر دی اور اسے یہ بھی بتا دیا گیا کہ وہ عنبسہ بن اسحاق الضبی سے جو مصر کے محکمہ حرب کا حاکم ہے مراسلت کرے اور عنبسہ کو ہر ضرورت کی چیز لشکر و فوج متعینہ مصر وغیرہ مہیا کرنے کو لکھ بھیجا۔

جنگ کے احوال

عنبسہ نے اس معاملے میں اس کی ضرورت کو پورا کیا اور وہ زمین بجہ کی طرف روانہ ہو گیا وہ تمام لوگ جو کانوں میں کام کرتے تھے اس سے مل گئے اور رضا کاروں کی ایک کثیر جماعت بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئی چنانچہ وہ تمام انسان پیادہ وسوار جو اس کے ساتھ تھے ان کی تعداد تقریباً بیس ہزار ہو گئی۔

وہ بحر قلزم کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے سات جہاز سمندر میں لدوائے جو آٹے، روغن زیتون، خرما، ستو، اور جو سے پُر تھے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو ان کے ساتھ براستہ سمندر روانہ ہونے کا حکم دیا تا کہ وہ زمین بجہ کے ساحل پر اس کے پاس آئیں اور محمد بن عبداللہ القمی زمین بجہ میں خشکی کے راستے چلتا رہا یہاں تک کہ وہ ان کانوں سے آگے بڑھ گیا جن میں سونے کا کام کیا جاتا تھا اور ان کے قلعوں اور حفاظت کے مقامات تک پہنچ گیا اور اس طرف ان کا بادشاہ جس کا نام علی بابا اور جس کے بیٹے کا نام لعیس تھا بہت بڑے لشکر کے ساتھ جس کی تعداد قمی کے ساتھ والے لوگوں سے کئی گنا زیادہ تھی نکل آیا،

قمی کا بربروں پر حملہ

قوم بجہ اپنے اونٹوں پر سوار تھی اور ان کے پاس نیزے تھے ان کے اونٹ عمدہ تھے جو اصلیت میں گھوڑوں کے مشابہ تھے چنانچہ وہ چند روز تک پے در پے مقابلہ کرتے رہے اور لڑتے رہے اور صحیح طور پر جنگ نہیں کرتے تھے شاہ بجہ قمی کی مزاحمت کرتا رہا تا کہ دن بڑھ جائیں اور جو رسد اور چارہ ان لوگوں کے ساتھ ہے وہ ختم ہو جائے اور انھیں طاقت نہ رہے یہ بھوکے مر جائیں تو پھر بجہ انھیں اپنے ہاتھوں سے گرفتار کر لے۔ جب سردار بجہ کو یہ گمان ہو گیا کہ ان کی رسد تمام ہو گئی تو وہ سات جہاز آ پہنچے جنھیں قمی نے لدوایا تھا یہاں تک کہ وہ اس سمندر کے کناروں میں سے ایک ساحل پر جس کا نام صنجہ تھا آ گئے، قمی نے اپنی فوج سے ایک جماعت کو اس جگہ روانہ کر دیا تا کہ وہ جہازوں کی بجہ سے حفاظت کریں۔

جو سامان ان جہازوں میں تھا اسے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا، اور ان کے پاس رسد اور چارہ کافی مقدار میں ہو گیا، سردار بجہ علی بابا نے یہ دیکھا تو ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور ان کے مقابلے کے لئے لشکر جمع کیا وہ مل گئے اور نہایت شدید جنگ کرنے لگے، اونٹ جن پر وہ لوگ جنگ کر رہے تھے بھڑ کنے والے تھے کہ گھبراتے تھے اور ہر چیز سے ڈرتے تھے،

بربروں کی شکست

سردار بجہ علی بابا کا قمی سے پناہ کا طالب ہونا

جب قمی یہ دیکھا تو اس نے اپنے لشکر کے اونٹوں اور گھوڑوں کی تمام گھنٹیاں جمع کر لیں اور انھیں گھوڑوں کے گلے میں باندھ دیا اور بجہ پر حملہ کیا ان کے اونٹ گھنٹیوں کی آواز سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ان کا خوف بہت بڑھ گیا کہ وہ انھیں پہاڑوں پر اور میدانوں میں لے بھاگے اور انھیں بالکل چورہ چورہ کر دیا قمی نے اپنی فوج کے ساتھ ان کا پیچھا کیا اور انھیں قتل اور گرفتار کر لیا یہاں تک کہ رات ہو گئی یہ واقعہ ۲۴۱ھ کے آغاز میں ہوا،

وہ اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہوا اور مقتولین کی کثرت کی وجہ سے وہ ان کا شمار بھی نہ کیا جا سکا تھا
جب صبح ہوئی تو قمی نے انھیں اس طرح پایا کہ وہ اپنے پیادوں کو جمع کر کے کسی ایسے مقام کی طرف روانہ ہو گئے تھے جہاں وہ قمی کے تعاقب سے بچ جائیں۔
ان کا بادشاہ بھاگ گیا تو اس نے اس کا تاج اور سامان لے لیا۔
علی بابا نے پناہ طلب کی کہ وہ اپنی مملکت اور بلاد کی طرف واپس چلا جائے، قمی نے اسے پناہ دے دی، اس نے تمام اس مدت کا خراج، کہ جسے اس نے روک لیا تھا ادا کر دیا اور وہ چار سال کا خراج تھا ہر سال کا چار سو مثقال اور علی بابا نے اپنی مملکت اپنے بیٹے لعیس کو نائب بنا دیا۔

قمی کا علی بابا کو متوکل کے دربار میں پیش کرنا

قمی علی بابا کو لے کر متوکل کے دربار میں واپس آیا، اس کے پاس ۲۴۱ھ کے اختتام میں پہنچا اسی علی بابا کو ریشمی عبا اور سیاہ عمامہ پہنایا اور اس کے اونٹ پر بھی دو رخ کا کجاوہ کسا اور ریشمی جھولیں ڈالیں اور اسے باب عامہ پر قوم بجہ کے ستر لڑکوں کے ساتھ کھڑا کر دیا جو کجاوے والے اونٹوں پر تھے اور ان کے پاس نیزے تھے اور ان کے نیزوں کی نوک پر اس جماعت کے سر تھے جو ان کے لشکروں سے مارے گئے تھے جنھیں قمی نے قتل کیا تھا۔
متوکل نے حکم دیا کہ قمی سے عید الاضحیٰ ۲۴۱ھ کو (محاصل کا) قبضہ لے لیں، متوکل نے بجہ اور مکّہ اور مصر کے درمیانی راستے کا سعد خادم ایتاخی کو حاکم مقرر کیا، سعد نے محمد بن عبداللہ قمی کو حاکم مقرر کیا قمی علی بابا کو لے کر روانہ ہوا، وہ اپنے دین پر قائم تھا چنانچہ ان میں سے بعض نے بیان کیا کہ انھوں نے اس کے ساتھ ایک بت دیکھا جو بچے کی شکل کا تھا جسے وہ سجدہ کرتا تھا۔

متفرقات

اسی سال جمادی الآخر میں یعقوب بن ابراہیم عرف قوصرہ کا انتقال ہوا،
اسی سال عبداللہ بن محمد بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔
اسی سال جعفر دینار حاکم راہ مکّہ وحوادث حج نے حج کیا۔

واقعات ۲۴۲ھ

ہولناک زلزلے

اس سال کے واقعات میں سے وہ ہولناک زلزلے شامل ہیں جو قومس اور اس کے کھجور کے باغوں میں شعبان میں آئے، جن سے مکانات منہدم ہو گئے اور وہاں کے باشندوں میں سے بہت سے آدمی جن پر دیواریں وغیرہ گر پڑیں جاں بحق ہو گئے۔
بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی تعداد پینتالیس ہزار چھیانوے انسانوں تک پہنچ گئی تھی سب سے بڑا زلزلہ دامغان میں ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال فارس وخراسان وشام میں بھی زلزلے اور بھیانک آوازیں پیدا ہوئیں اور یمن میں اسی سال زلزلہ بھی آیا اور اس کے ساتھ شہر بھی دھنس گیا،

فتنۂ روم

اسی سال علی بن یحییٰ ارمنی کے جوصائفہ سے نکلنے کے بعد رومی بھی شمشاط کی طرف نکل آئے یہاں تک کہ وہ لوگ آمد کے قریب ہو گئے پھر جزریہ کی سرحدوں سے نکل گئے چند گاؤں لوٹ لیے اور دس ہزار کے قریب آدمی قید کر لیے، ان کا داخلہ قریباس کے موضع ابریق کی طرف سے تھا وہ اپنے شہروں کی طرف لوٹنے کے ارادے سے واپس ہوئے قریباس اور عمر بن عبداللہ الاقطع اور ایک رضا کاروں کی ایک جماعت ان کے پیچھے روانہ ہوئی ان میں سے کسی کو بھی ان لوگوں نے نہ پایا تو علی بن یحییٰ کو لکھا کہ موسم سرما میں ان کے شہروں کی طرف روانہ ہو۔

متوکل کا مرتد کو قتل کرنا

اسی سال متوکل نے ایک شخص عطارد کو قتل کیا جو نصرانی تھا پھر مسلمان ہوا مدت دراز تک مسلمان رہا پھر مرتد ہو گیا اس سے توبہ چاہی گئی مگر اس نے اسلام کی طرف رجوع کرنے سے انکار کر دیا، ۲ شوال ۲۴۲ھ کو اس کی گردن ماردی گئی اور اسے باب عامہ میں جلا دیا گیا۔

متفرقات

اسی سال رجب میں ابوحسان زیادی قاضی شرقیہ کی وفات ہوئی۔

اسی سال حسن بن علی بن الجعد قاضی مدینۃ المنصور کی وفات ہوئی۔

اسی سال والی مکہ عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن امام ابراہیم بن علی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

سی سال جعفر بن دینار نے حج کیا جو مکے کے راستے اور حوادث حج کا حاکم تھا۔

واقعات ۲۴۳ھ

متوکل کا دمشق روانہ ہونا

اسی سن میں ۲۰ ذیقعدہ کو دمشق کی طرف متوکل کی روانگی ہوئی اس نے شہر میں قربانی کی تو یزید بن محمد المہلبی نے اس کی روانگی کے وقت یہ شعر پڑھے،

میں یقین کرتا ہوں کہ نحوست عراق میں آگئی
جبکہ ان کے امام نے روانگی کا ارادہ کر لیا
اگر تو عراق اور اس کے باشندوں کو چھوڑدے گا
تو (گویا) حسینہ طلاق میں مبتلا کر دی جائے گی

متفرقات

اسی سال شعبان میں ابراہیم بن عباس کی وفات ہوئی حسن بن مخلد بن الجراح نائب ابراہیم کو دیوان ضیاع کا

حاکم بنایا گیا اور ہاشم بن بنجور کا انتقال ذی الحجہ میں ہوا۔

اسی سال عبدالصمد بن موسیٰ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا اور جعفر بن دینار نے جو مکے کے راستے اور حوادث حج کا حاکم تھا حج کیا،

واقعات ۲۴۴ھ

متوکل کا دمشق میں قیام پذیر ہونا

اس سال کے واقعات میں سے ایک واقعہ متوکل کا ماہ صفر میں دمشق میں داخل ہونا ہے، وہ سامرا کے قریب ایک مقام میں ٹھہرا ہوا تھا یہاں اس پر ستتر یا ستانوے دن گزر گئے اس نے قیام کا ارادہ کرلیا، شاہی دفاتر منتقل کردیے اور وہاں عمارت بنانے کا حکم دے دیا ترکوں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے وظائف کے لئے درخواست کی۔ اس نے ان کے لئے اس قدر وظائف کا حکم دیا جس سے وہ رضامند ہوگئے، مگر پھر شہر میں وبا پھیل گئی اور یہ اس لئے ہوا کہ وہاں کی ہوا سرد تر تھی اور پانی ثقیل تھا اور وہاں ہوا جو چلتی تھی اس میں پانی کے اجزا نہیں ہوتے تھے اور نہایت تیزی سے چلا کرتی تھی یہاں تک کہ ساری رات گزر جاتی تھی وہاں پسو بہت تھے اور نرخ بھی گراں تھا اور سابلہ اور میرہ کے درمیان برف حائل تھی۔

متوکل کا بغا کو روم پر حملہ کیلئے روانہ کرنا

اسی سال متوکل نے ماہ ربیع الآخر میں بغا کو دمشق سے روم تک جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا اس نے صائفہ سے جنگ کی، صملہ کو فتح کیا۔ متوکل دمشق میں دو ماہ چند روز مقیم رہا پھر سامرا واپس آیا، اس نے اپنی واپسی میں دریائے فرات کو اختیار کیا پھر انبار کی طرف لوٹا پھر انبار سے کنارے کے راستے سے سامرا لوٹا اور ۲۳ جمادی الآخر پیر کو وہاں داخل ہوا، اسی سال متوکل نے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے مکہ کے راستے پر ابوالساج جعفر بن دینار کے بجائے مقرر کیا میرے نزدیک درست یہ ہے کہ اسے ۲۴۲ھ میں مکے کے راستے پر مقرر کیا۔

متوکل کو آنحضرت ﷺ کا نیزہ حاصل ہونا

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا ہے متوکل کو وہ نیزہ دیا گیا جو نبی ﷺ کا تھا جس کا نام عنزہ تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ وہ نجاشی شاہ حبشہ کا تھا اس نے زبیرؓ بن عوام کو دیا زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دیا، پھر وہ مؤذنوں کے پاس رہتا تھا اور عیدین میں رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے لایا جاتا تھا اور میدان میں آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا تھا آپ ﷺ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے متوکل نے اسے اپنے آگے لے کر چلنے کا حکم دیا پولیس افسر اسے اس کے آگے لے چلتا تھا اور اس کا نیزہ نائب پولیس افسر لے چلتا تھا۔

بختیشوع پر متوکل کا عتاب

متفرقات

اسی سال بختیشوع پر متوکل نے عتاب کیا اور اس کا مال ضبط کرلیا اور اسے بحرین کی طرف شہر بدر کردیا اس پر ایک اعرابی نے اشعار کہے۔

اسی سال عید الاضحیٰ اور نصاریٰ کی شعانین اور یہود کی عید الفطر جمع ہوگئی۔

اسی سال عبدالصمد بن موسیٰ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

۲۴۵ھ کے اہم واقعات

تعمیرِ جعفریہ

اسی سال متوکل نے ماحوزہ کی تعمیر کا حکم دیا اور اس کا نام جعفریہ رکھا، اسی سال متوکل نے قواد اور اس کے ساتھیوں کو جاگیر دی۔ تعمیر میں جدت کی اور محمدیہ میں منتقل ہوگیا تاکہ ماحوزہ کا کام مکمل ہوجائے قصر مختار و بدیع کے منہدم کرنے کا حکم دیا اور ان کی لکڑی جعفری کی طرف منتقل کردی۔

جیسا کہ کہا گیا ہے کہ اس پر بیس لاکھ دینار سے زائد خرچ کیا گیا متوکل نے اس میں قراء کو جمع کیا جنھوں نے تلاوت کی، اور کھیل تماشے والے آگئے تو انھیں بیس لاکھ درہم عطا کیے، متوکل اور اس کے مصاحبین اسے خاصہ متوکلیہ کے نام سے پکارتے تھے۔

لولو محل کی تعمیر

اس میں ایک محل بنایا جس کا نام لولوہ رکھا کہ جس کا بلندی میں مثل نہیں دیکھا گیا۔

عظیم الشان نہر کھودنے کا حکم

اس نے ایک ایسی نہر کھودنے کا حکم دیا جس کی ابتداء ماحوزہ سے پانچ فرسخ اوپر سے اس موضع سے ہو جس کا نام کرمی ہے تاکہ اس کے آس پاس کی آب رسانی، نہر کے ذریعے اس محل تک ہوسکے۔ خلیفہ متوکل نے مواضع جبلتا اور خصاصہ علیا اور سفلیٰ اور کرمی، کے لے لینے کا حکم دیا اور ان کے باشندوں کو اپنے مکانات اور زمین بیچنے پر برانگیختہ کیا وہ لوگ اس پر مجبور کیے گئے تاکہ ان مواضع کے کُل مکانات اور زمینیں اس نہر کے لئے ہوجائیں اور ان لوگوں کو ان مواضع سے نکال دیا جائے۔

نہر پر اٹھنے والے خرچ کے لئے بیس لاکھ دینار مقرر کیے گئے، اور اس پر خرچ کرنے کے لئے ذی الحجہ ۲۴۵ء میں دلیل بن یعقوب نصرانی کاتب بغا کو مقرر کیا اور بارہ ہزار آدمیوں کو نہر کھودنے میں لگا دیا جو اس میں کام کرتے تھے۔

جعفریہ و متوکل کا زوال

چنانچہ دلیل کام کرتا رہا اور مال پر مال اٹھاتا رہا اور اس کا اکثر حصہ کاتبوں میں تقسیم کرتا رہا یہاں تک کہ متوکل قتل کر دیا گیا نہر برباد ہوگئی، جعفریہ ویران و منہدم ہوگیا اور نہر کا کام ناتمام رہ گیا۔

متفرقات

اسی سال بلاد مغرب میں ایسے زلزلے آئے کہ قلعے، مکانات اور پل منہدم ہوگئے متوکل نے تین لاکھ روپیہ ان لوگوں پر صرف کرنے کا حکم دیا جن پر ان کے مکانوں میں مصائب نازل ہوئے۔

اسی سال عسکر مہدی بغداد میں زلزلہ آیا اور مدائن میں بھی۔

مسلمان قیدیوں کی رہائی اور فدیہ کا مطالبہ

اسی سال قیصر روم نے مسلمان قیدیوں کو بھیجا اور جو لوگ اس کے پاس قید تھے ان کا فدیہ طلب کرنے کے لئے قاصد بھیجا۔

جو بوڑھا شخص شاہ روم کی جانب سے متوکل کی طرف قاصد بن کر آیا، وہ اطروبیلیس کے نام سے پکارا جاتا تھا اس کے ساتھ ستر مسلمان قیدی تھے جنھیں میخائیل بن توخیل شاہ روم نے متوکل کو ہدیہ بھیجا تھا، اس کی آمد اسی سن میں ۲۵ صفر کو ہوئی وہ شنیف خادم کے یہاں مہمان ٹھہرا، متوکل نے نصر بن الازہر شعیی کو شاہ روم کے قاصد کے ساتھ روانہ کیا وہ اسی سال روانہ ہوا اور فدیے کا معاملہ ۲۴۶ھ سے پہلے نہیں ہو سکا تھا۔

آفات سماویہ

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال شوال میں انطاکیہ میں ایسی حرکت شدیدہ اور زلزلہ محسوس ہوا جس نے خلق کثیر کو ہلاک کر دیا، اور اس سے پندرہ سو سے زیادہ مکانات منہدم ہوگئے شہر پناہ کے نوے برج گر پڑے اور مکانات کے روشندانوں سے ایسی خوفناک آوازیں لوگوں کو سنائی دیں جن کی حالت وہ بیان نہیں کر سکتے اس کے باشندے بیابانوں میں بھاگ گئے اور اس کا کوہ اقرع ٹوٹ کر دریا میں گر پڑا، اسی روز دریا میں ہیجان پیدا ہوگیا اور اس پہاڑ سے بدبودار تاریکی پھیلانے والا سیاہ دھواں بلند ہوا جس سے ایک فرسخ تک نہر خشک ہوگئی، اور نہ معلوم کہاں چلی گئی۔

خوفناک آواز

اسی سال جیسا کہ کہا گیا ہے اہل تنیس نے مصر میں ایک ایسی مسلسل خوفناک آواز سنی جس سے بہت سے لوگ مر گئے۔

علاقے کے علاقے زلزلے میں غائب ہو جانا

اسی سال رقہ، حران، راس عین، حمص، دمشق، طرطوس، مصیصہ، اذنہ، اور سواحل شام میں زلزلہ آیا اور لاذقیہ میں ایسا شدید زلزلہ آیا جس سے نہ کوئی گھر باقی رہا اور نہ کوئی اس کا باشندہ بچا سوائے چند افراد کے جو کسی طرح بچ گئے تھے اور جبلہ مع اپنے باشندوں کے غائب ہوگیا۔

مکہ میں مشاش چشمہ کا خشک ہونا

اسی سال مکے کا چشمہ مشاش خشک ہوگیا یہاں تک کہ مکے میں ایک مشک پانی کی قیمت اسی درہم پہنچ گئی متوکل کی ماں نے کچھ روپیہ بھیجا جو وہاں خرچ کیا گیا۔

اسی سال اسحاق بن اسرائیل اور سوار بن عبداللہ اور ہلال رازی کی وفات ہوئی،

اسی سال نجاح بن سلمہ ہلاک ہوا۔

نجاح بن سلمہ کی ہلاکت

مجھ سے حارث بن ابی اسامہ نے اس کے حالات میں سے بعض وہ باتیں بیان کیں ہیں جو مجھے بھی یاد ہیں اور بعض اس کے علاوہ ہیں کہ نجاح بن سلمہ دفتر فرمان ونگرانی اہل کاراں پر مقرر تھا اور اس سے قبل ابراہیم بن رباح جوہری کا سیکرٹری تھا اور وہ جاگیروں پر مامور تھا چنانچہ تمام اہل کار اس سے ڈرتے تھے اور اس کی ضروریات پوری کرتے تھے اور کسی کو اس کے ارادے سے روکنے کی طاقت نہ تھی، متوکل اکثر اوقات اسے ندیم وہمنشین بناتا تھا حسن بن مخلد اور موسیٰ بن عبدالملک کی عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان سے جو وزیر متوکل تھا تنہائی میں صحبت رہتی تھی جب وہ انھیں اس کا حکم دیتا تھا وہ دونوں اس کے پاس جایا کرتے تھے۔

حسن اور موسیٰ کے خلاف شکایت

حسن بن مخلد دفتر جاگیر پر مامور تھا اور موسیٰ کے بارے میں لکھا جس میں یہ ذکر تھا کہ ان دونوں نے خیانت کی ہے اور ان امور میں کوتاہی کی ہے جن پر وہ مامور ہیں وہ چار کروڑ درہم ان دونوں سے برآمد کرادے گا متوکل نے اسے اپنے پاس بلایا اور شب اس کے ساتھ گزاری اور کہا اے نجاح خدا اسے برباد کرے جو تمھیں برباد کرے، کل صبح ہونے دو تو میں ان دونوں کو تمھارے سپرد کروں گا۔

صبح ہوئی اور متوکل نے اپنے مصاحبین کو ترتیب سے بٹھا دیا اور کہا اے فلاں تو حسن کو گرفتار کرلے اور اے فلاں تو موسیٰ کو گرفتار کرلے، صبح کے وقت نجاح بھی متوکل کے پاس آیا، عبیداللہ سے ملا، عبیداللہ نے اسے حکم دیا کہ متوکل سے پوشیدہ ہو جائے پھر اس سے کہا کہ اے ابوالفضل واپس چلو تا کہ ہم اور تم اس معاملے میں غور کریں میں تمھیں ایسی بات کا مشورہ دوں گا جس میں تمھارے لیے بہتری ہوگی اس نے کہا وہ کیا اسؐ نے کہا کہ تمھارے اور ان دونوں کے درمیان صلح کرادوں گا تم ایک رقعہ لکھ دو اس میں یہ ذکر ہو کہ تم شراب پیئے ہوئے تھے اور تم نے ان چیزوں کے متعلق گفتگو کی ہے جن میں نظر ثانی کی حاجت ہے میں امیر المومنین کے یہاں بات بنالوں گا پھر وہ اسے فریب دیتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس مضمون کا رقعہ لکھ دیا جس کا اس نے حکم دیا تھا پھر اس نے وہ رقعہ متوکل کے یہاں داخل کر دیا اور کہا،

اے امیر المومنین جو کچھ نجاح نے کل کہا تھا اس نے اس سے رجوع کرلیا اور یہ رقعہ موسیٰ وحسن کا ہے وہ دونوں اسے قبول کرتے ہیں جو انھوں نے لکھا ہے آپ ان سے وہ رقم لے لیجئے جس کی انھوں نے ذمہ داری قبول کی ہے پھر ان دونوں پر مہربانی فرمائیے ان دونوں سے تقریباً اتنا لے لیجئے جتنے کی ان کی جانب سے ذمہ داری قبول کی گئی ہے،

متوکل خوش ہوا اور اس لالچ میں آگیا جو عبیداللہ نے کہا تھا پھر عبیداللہ نے کہا کہ نجاح کو ان دونوں کے سپرد فرمادیجئے

وہ دونوں اسے لے گئے ان دونوں نے اس کے سر سے اس کی ٹوپی اتارنے کو کہا جو ریشم کی تھی اسے سردی محسوس ہوئی تو اس نے کہا کہ افسوس ہے اے حسن میں سردی محسوس کرتا ہوں اس نے اس کے سر پر اس کی ٹوپی پہنا دینے کا حکم دیا، اور اسے موسیٰ دفتر خراج لے گیا، دونوں اس کے دونوں بیٹوں ابوالفرج وابو محمد کی طرف روانہ ہوئے، ابوالفرج گرفتار کر لیا گیا اور ابو محمد ابن بنت حسن بن شنیف فرار ہو گیا اس کا کاتب اسحاق بن سعد بن مسعود القطر بلی اور عبداللہ بن مخلد المعروف بابن البواب جس کی تنہائی میں نجاح سے محبت رہتی تھی گرفتار کر لیا گیا،

نجاح اور اس کے بیٹے نے تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار دینار دینے کا اقرار کیا جو اپنی بغداد اور سامرا کی جائدادوں اور فرشوں اور محلوں کی قیمت کے علاوہ اور اپنی کثیر جائداد کے علاوہ تھا

حسن کا ابن سلمہ کو انتہائی خطرناک سزا دینا

حسن نے ان تمام پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور کئی مرتبہ اسے ایسی جگہ کوڑوں سے مارا جو مارنے کی جگہ نہ تھی، قریب دو سو کوڑے مارے، اسے دبوچا گیا اور گلا دبایا گیا، اس کا گلا الفرانق اور مخلوف نے دبایا، لیکن حارث نے کہا کہ اس کے دونوں خصیے اس قدر دبائے گئے کہ وہ مر گیا۔

وہ اسی سال ۲۲ ذی قعدہ یوم سوموار صبح کو جاں بحق ہوا اس نے اس کے غسل دینے اور دفن کرنے کا حکم دیا رات کو دفن کیا گیا اس کے بیٹے محمد اور عبداللہ بن مخلد اور اسحاق بن سعد کو تقریباً پچاس پچاس کوڑے مارے گئے۔

اسحاق نے پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور عبداللہ بن مخلد نے پندرہ ہزار دینے کا، اور ایک قول یہ ہے کہ بیس ہزار دینار دینے کا اقرار کیا، جو اس کا بیٹا احمد ابن بنت حسن بھاگ گیا تھا اس پر بھی نجاح کی موت کے بعد قابو پالیا گیا پھر اسے کچہری میں قید کر دیا گیا، جو کچھ نجاح اور اس کے بیٹے ابوالفرج کے گھر میں اسباب تھا سب لے لیا گیا اور ان کے مکانات اور جائدادیں جہاں کہیں تھیں قبضے میں لے لی گئیں، اور ان کے عیال کو نکال دیا گیا، ان کے وکیل ملک حبش ابن عیاش کو گرفتار کر لیا گیا اس نے بھی بیس ہزار دینار کا اقرار کیا اور حسن بن سہل بن نوح اہوازی اور حسن بن یعقوب بغدادی کی تلاش میں مکے بھیجا گیا، اور اس کی وجہ سے ایک جماعت گرفتار کر کے قید کر دی گئی۔

واقعہ ابن سلمہ کی تفصیل، ایک اور روایت

ابن سلمہ کی بربادی کے اسباب میں اس کے علاوہ یہ بھی تفصیل مذکور ہے، بیان کیا گیا ہے کہ وہ عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے خلاف تھا اور عبیداللہ متوکل پر قابو پائے ہوئے تھا وزارت اور امور عامہ اسی کے سپرد تھے اور نجاح کے سپرد فرمان عامہ تھا، جب متوکل نے محل جعفری بنانے کا ارادہ کیا تو نجاح نے کہا جو اس کے مصاحبوں میں سے تھا کہ اے امیر المومنین میں آپ کے لئے ایک ایسی قوم نامزد کرتا ہوں کہ آپ انھیں میرے سپرد کر دیں تا کہ میں آپ کے لئے ان سے اموال وصول کر دوں جن سے آپ کا یہ شہر تعمیر ہو جائے کیونکہ اس کے تعمیر کرنے میں آپ کو اس قدر مال کی ضرورت ہوگی جس کی مقدار بھی بڑی ہے اور اس کا تذکرہ بھی بڑا ہے اس نے کہا کہ ان کا نام لو،

ابن سلمہ کے خلاف شکایت

اس نے ایک رقعہ پیش کیا جس میں ان لوگوں کا ذکر تھا، موسیٰ بن عبدالملک عیسیٰ بن فرخان شاہ نائب حسن بن مخلد، حسن بن مخلد، زیدان بن ابراہیم، نائب موسیٰ بن عبدالملک، عبید اللہ بن یحییٰ اور اس کے دونوں بھائی عبداللہ بن یحییٰ اور زکریا، میمون بن ابراہیم، محمد بن موسیٰ منجم اور اس کا بھائی احمد بن موسیٰ، علی بن یحییٰ ابن ابی منصور، جعفر معلوف دفتر خراج کا وصول کنندہ اور اس کے علاوہ قریب بیس آدمی۔

یہ متوکل کو ایسے موقع سے بتایا کہ اسے پسند آیا اور اس نے کہا کہ صبح کو میرے پاس آنا، جب صبح ہوئی تو اسے اس معاملے میں کچھ شک نہیں ہوا عبیداللہ بن یحییٰ نے متوکل سے بحث کی اور اس سے کہا کہ اے امیر المومنین اس نے یہ ارادہ کیا ہے کہ کسی کو مصیبت میں ڈالے بغیر نہ چھوڑے نہ کاتب کو نہ قائد کو نہ عامل کو، تو اے امیر المومنین پھر کون ان خدمتوں کے لئے کھڑا ہوگا۔

نجاح کی گرفتاری اور سزا

نجاح صبح کو آیا تو عبیداللہ نے اسے اس کی جگہ پر بٹھا دیا اور اس کے اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی، موسیٰ بن عبدالملک اور حسن بن مخلد حاضر کئے گئے ان سے عبیداللہ نے کہا کہ اگر وہ (نجاح) امیر المومنین کے یہاں داخل ہو گیا تو امیر المومنین تم دونوں کو اس کے حوالے کر دیں گے پھر وہ تم دونوں کو قتل کر دے گا اور جس کے تم دونوں مالک ہو لے لے گا، لہٰذا تم دونوں امیر المومنین کی خدمت میں ایک رقعہ لکھو جس میں بیس ہزار دینار کا عطیہ قبول کروان دونوں نے اپنے قلم سے رقعہ لکھ دیا اور عبیداللہ بن یحییٰ نے وہاں پہنچا دیا اور امیر المومنین کے اور نجاح اور موسیٰ بن عبدالملک اور حسن بن مخلد کے درمیان آمد و رفت کرنے لگا اور موسیٰ و حسن کی مدد کرتا رہا، پھر دونوں کو متوکل کے پاس پہنچا دیا، تو ان دونوں نے اس رقم کی ذمہ داری لے لی، اور وہ یعنی عبیداللہ ان دونوں کے ساتھ نکل آیا، پھر اس نے اسے (نجاح کو) ان دونوں کے حوالے کر دیا حالانکہ تمام خواص و عوام اور وہ خود بھی اس بات میں شک نہ کرتے تھے کہ وہ دونوں اور عبیداللہ بن یحییٰ اس بات کی وجہ سے جو نجاح اور متوکل کے درمیان ہو چکی ہے نجاح کے سپرد کر دیئے جائیں گے، ان دونوں نے نجاح کو گرفتار کر لیا اور موسیٰ بن عبدالملک اسے سزا دینے کے لئے مامور ہوا اس نے اسے سامرا کے دیوان خراج میں قید کرایا، اور اسے بہت درّے مارے متوکل نے یہ حکم دیا کہ اس کے کاتب اسحاق بن سعد پر جو اس کے خاص امور اور اس کے ایک لڑکے کی جائداد کے کام پر مقرر تھا اکاون ہزار دینار کا تاوان ڈالا جائے اور اسے حلف دیا جائے اور یہ کہا کہ اس نے خلیفہ واثق کے زمانے میں جبکہ وہ عمر بن فرج کا قائم مقام تھا مجھ سے پچاس دینار لئے تھے تب میرا وظیفہ کھولا تھا لہٰذا ہر دینار کے بدلے ہزار دینار لے لو اور ایک ہزار زیادہ جیسا کہ اس نے زیادہ لیا، چنانچہ وہ قید کر دیا گیا، اور اس پر تین قسطیں مقرر کر دی گئیں اور اس وقت تک رہا نہیں کیا گیا، جب تک اس نے بعجلت ایک قسط سترہ ہزار دینار کی ادا نہ کر دی باقی کے ضامن لینے کے بعد رہا کیا گیا عبداللہ بن مخلد کو گرفتار کیا گیا پھر اس پر سترہ ہزار دینار کا تاوان ڈالا گیا۔

نجاح کو شرم گاہ پر مار مار کر ہلاک کرنا

عبیداللہ نے حسین بن اسماعیل جو متوکل کا ایک دربان تھا اور عتاب بن عتاب کو متوکل کی جانب سے روانہ کیا کہ

اگر نجاح اس کا اقرار نہ کرے اور ادا نہ کرے جو اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے تو وہ نجاح کو پچاس کوڑے مارے۔

اس نے اسے مارا، پھر دوسرے دن بھی اسے طرح مار کا اعادہ کیا، پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی اعادہ کیا، نجاح نے کہا کہ امیر المومنین کو (یہ پیام) پہنچا دو کہ میں مرگیا، موسیٰ بن عبدالملک نے جعفر بن معلوف کو اور اس کے ساتھ (دیوان الخراج) کے مددگاروں، میں سے مددگاروں کو حکم دیا انھوں نے اس کی شرمگاہ کو اس قدر دبایا کہ وہ سرد ہوگیا اور مرگیا۔

موسیٰ وحسن کا نجاح کے مال پر قبضہ کرنا

صبح ہوئی تو ایک سوار متوکل کی روانہ کیا گیا جس نے نجاح کی وفات کے حادثہ کی اسے خبر دی، متوکل نے ان دونوں (موسیٰ وحسن) سے کہا کہ میں اپنا وہ مال چاہتا ہوں جس کی تم دونوں نے ضمانت لی ہے۔ انھوں نے اس سے بہانہ کر دیا ان دونوں نے اس کے (نجاح کے) اور اس کے لڑکے کے تمام مال پر قبضہ کرلیا، ابوالفرج کو قید کر دیا جو ابی صالح بن یزداد کی جانب سے انتظام جائداد کے دفتر پر مقرر تھا اور اس کے کل اسباب اور تمام ملک پر قبضہ کرلیا، اور اس کی جائداد پر لکھ دیا کہ امیر المومنین کی ہے اور جہاں تک بن سکا یہ دونوں اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرتے رہے، جب متوکل پیتا تھا تو بسا اوقات ان دونوں سے کہا کرتا تھا کہ!

یا تو میرے کاتب (نجاح) کو واپس کر دو ورنہ مال لاؤ، دیوان عامہ کے کام کا انتظام بھی عبیداللہ بن یحییٰ کے کام کے ساتھ ملا دیا گیا اس نے اس پر اپنے چچا کے بیٹے یحییٰ بن عبدالرحمٰن ابن خاقان کو خلیفہ بنا دیا اور موسیٰ بن عبدالملک اور حسن بن مخلد کی یہی حالت رہی کہ متوکل ان دونوں سے مالوں کا مطالبہ کرتا رہا جس کے یہ نجاح کی جانب سے ضامن ہوئے تھے۔

موسیٰ کی اچانک موت

اس حالت کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ قصر جعفری سے منتصر کو رخصت کرنے کیلئے موسیٰ بن عبدالملک سوار ہوا اور اس نے منزل کے لئے جو اسے محل تک پہنچاتی ہے سامرّا کا ارادہ کیا تھا چنانچہ اسے پہنچایا اور تھوڑی دیر اس کے ساتھ رہا پھر واپسی کے ارادے سے پلٹا، جب وہ چل رہا تھا ایک چیخ مار کے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے پکڑ و، وہ دوڑے تو وہ ان کے ہاتھوں پر بے حس ہو کے گر پڑا اسے اس کے مکان پر پہنچا دیا گیا وہ ایک رات ایک دن زندہ رہا پھر مرگیا۔

اس کے بعد دیوان خراج پر بھی عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو مقرر کیا گیا۔ اس نے احمد بن اسرائیل کاتب معتز کو اس پر نائب بنا دیا اور وہ جب بھی اس کا نائب تھا جب یہ معتز کا کاتب تھا۔

متفرقات

قصافی نے ان واقعات کے بارے میں یہ اشعار کہے:

نجاح زمانے کے حملے سے ڈرتا نہ تھا
یہاں تک کہ اس سے گزر کر موسیٰ وحسن کی بھی نوبت آگئی

صبح اس طرح ہوئی کہ وہ آزاد لوگوں کی نعمتیں چھینتا تھا
پھر شام ہوئی تو خود اس کا مال اور بدن چھنا ہوا تھا۔

اسی سال بخت یشوع طبیب کو ایک سو پچاس کوڑے مارے گئے اور بیڑیاں ڈال کر تہ خانے میں قید کر دیا گیا
اسی سال رومیوں نے سمیساط پر ڈاکہ ڈالا اور تقریباً سو آدمی قتل اور قید کیے۔

علی بن یحی کی صائفہ کی جنگ

علی بن یحییٰ ارمنی نے صائفہ کی جنگ کی۔

اہل لولوہ نے تیس دن تک اپنے سردار کو اس پر چڑھنے سے روکا پھر شاہ روم نے ان کے پاس ایک بطریق جوان (سردار) کو بھیجا وہ اس اقرار پر ان میں سے ہر ایک کے لئے ہزار دینار کا ذمہ لے لے کہ وہ لولوہ اس کے حوالے کر دیں گے انھوں نے اس بطریق کو اپنی طرف چڑھا لیا پھر ان کے بقیہ وظائف بھی دیے گئے اور جو کچھ انھوں نے چاہا وہ بھی کیا گیا انھوں نے لولوہ اور وہ بطریق ذی الحجہ میں بلکا جور کے حوالے کر دیا۔

اور وہ بطریق کہ جسے شاہ روم نے ان کے پاس بھیجا تھا نعیشط کہلاتا تھا اور جب اہل لولوہ نے اسے بلکا جور کے حوالے کر دیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ علی بن یحییٰ ارمنی اسے متوکل کے پاس لے گیا تو متوکل نے اسے فتح بن خاقان کے حوالے کیا چنانچہ اس نے اس پر اسلام پیش کیا تو اس نے انکار کیا مسلمانوں نے اس سے کہا کہ ہم تجھے قتل کر دیں گے تو اس نے کہا تمھارا جو جی چاہے، اور قیصر روم نے لکھا کہ وہ اس کے بدلے میں سے ایک ہزار مسلمانوں میں سے دے گا
سلیمان بن عبداللہ ابن محمد بن امام ابراہیم نے جو کے کا حاکم تھا اور زینبی مشہور تھا لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

اسی سال ۱۱ ربیع الاول بروز ہفتہ، ۱۷ حزیران، ۲۸ مرار دے بہشت ماہ کو متوکل کی سالگرہ تھی جس میں اس نے اہل خراج کے لئے ادائے خراج میں مہلت کی رعایت کی، اس پر بحتری طائی نے کہا کہ سالگرہ کا دن اس زمانے سے مل گیا جس کو اردشیر نے ایجاد کیا تھا

۲۴۶ھ کے اہم واقعات

صوائف

اس سال کے اہم واقعات میں عمر بن عبداللہ الاقطع کی صائفہ سے جنگ ہے جس میں اس کے ساتھ سات ہزار فوج تھی اور قربیاس کی جنگ ہے جس میں اس کے ساتھ پانچ ہزار فوج تھی اور فضل بن قارن کی بیس جہازوں میں بحری جنگ ہے جس میں اس نے قلعہ انطاکیہ کو فتح کیا اور جنگ بلکا جور ہے جس میں اس نے غنیمت و قیدی حاصل کیے اور صائفہ میں علی بن یحییٰ ارمنی کی جنگ جس میں اس نے پانچ ہزار فوج اور تقریباً دس ہزار چوپائے اور گھوڑے گدھے

چھین لئے تھے۔

اسی سال متوکل اپنے اس محل کی طرف منتقل ہوا جسے اس نے ماحوزہ میں بنایا تھا،

اسی سال یوم عاشورہ میں اس میں داخل ہوا۔

ادائیگئ فدیہ

اسی سال صفر میں علی بن یحییٰ ارمنی کے ہاتھوں فدیہ ادا ہوا، چنانچہ دو ہزار تین سو سرسٹھ آدمیوں کا فدیہ ادا کیا گیا ،اور یہ بھی کہا گیا کہ فدیہ اس سال جمادی الاولیٰ سے پہلے تمام نہیں ہوا،

فدیہ پر ہونے والے مذاکرات کی تفصیل

نصر بن الازہر شیعی جو فدیئے کے معاملے میں شاہ روم کی طرف متوکل کا قاصد تھا روایت ہے کہ جب میں قسطنطنیہ گیا شاہ میخائیل کے مکان پر اپنی فوج، تلوار، خنجر، ٹوپی کے ساتھ حاضر ہوا تو میرے اور بادشاہ کے ماموں بطرناس کے درمیان جو شاہی شان کا سردار تھا مناظرہ ہونے لگا اور ان لوگوں نے مجھے میری فوج و تلوار کے ساتھ اندر جانے کی اجازت دینے سے انکار کیا، پھر مجھ سے کہا کہ واپس جاؤ تو میں واپس ہو گیا پھر میں راستے سے پلٹا اور میرے ساتھ ہدایا تھے، تقریباً ایک ہزار نافہ مشک، اور ریشمی کپڑے اور زعفران کثیر اور نادر تحفے تھے، اور برجان کے وفود کو اور ان لوگوں کو جو اس کے پاس آئے تھے اندر جانے کی اجازت مل گئی تھی اور میں نے ان ہدایا کو جو میرے ساتھ تھے اٹھایا اور اس کے پاس داخل ہو گیا تو وہ ایک بالائی تخت پر بیٹھا تھا اور بطریق (سردار لوگ) اس کے اردگرد کھڑے ہوئے تھے پھر میں نے سلام کیا اور بڑے تخت کے کنارے پر بیٹھ گیا اور میرے لیے بیٹھنے کی جگہ تیار کی گئی تھی اور میں نے ہدایا اس کے سامنے پیش کر دیے اور اس کے سامنے تین ترجمان تھے ایک غلام فرش بچھانے والا، جو سرور خادم کا غلام تھا اور ایک غلام عباس بن سعید جوہری کا اور اس کا قدیم ترجمان تھا جسے سرحون کہا جاتا تھا چنانچہ ان لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہم اس کے پاس کیا پیغام پہنچائیں، میں نے کہا جو کچھ میں کہوں اس پر تم لوگ کچھ بڑھانا نہیں۔ پھر وہ لوگ سامنے آ کر جو کچھ میں کہتا تھا اس کا ترجمہ کرنے لگے پھر اس نے میرے ہدایا قبول کر لیے اور ان وفود میں سے کسی کے لئے کوئی حکم نہیں دیا، مجھے اپنا مقرب بنا لیا، میرا اکرام کیا اور میرے لئے اپنے نزدیک ایک منزل تیار کرائی۔

پھر میں نکلا اور اپنی منزل میں گیا اور اس کے پاس اہل لولوۃ آئے جنھوں نے اس کے ساتھ اپنی وفاداری کا اور نصرانیت کی طرف میلان کا اظہار کیا اور انھوں نے ان مسلمانوں میں سے دو آدمیوں کو روانہ کیا جو اس میں مقیم تھے۔

نصر بن ازہر شیعی کہتا ہے کہ وہ تقریباً چار مہینے تک مجھ سے غافل بنا رہا یہاں تک کہ اس کے پاس اہل لولوۃ کی مخالفت اور اس کے قاصدوں کے گرفتار کر لینے اور عرب کے لولوۃ غالب آ جانے کے بارے میں خط آیا تو انھوں نے دوبارہ مجھ سے گفتگو شروع کی، اور میرے اور ان کے درمیان میں فدیئے کے بارے میں یہ معاہدہ قرار پایا کہ وہی لوگ ان سب کو دے دیں جو ان کے پاس ہیں اور میں ان سب کو دے دوں جو میرے پاس ہیں، اور میرے پاس ایک ہزار سے کسی قدر زیادہ تھے اور وہ تمام قیدی جو ان کے قبضے میں تھے وہ ہزار سے زیادہ تھے جن میں بیس عورتیں تھیں اور دس بچے تھے۔

اہلِ روم اور اہلِ اسلام کے مابین قیدیوں کا تبادلہ

انھوں نے میرے جواب میں باہم حلف اٹھانے کو کہا، پھر میں نے اس کے ماموں سے حلف چاہا چنانچہ اس نے میخائیل کی طرف سے حلف اٹھایا پھر میں نے کہا اے بادشاہ آپ کی طرف سے آپ کے ماموں نے حلف اٹھایا ہے لہذا یہ قسم آپ کے لئے بھی لازم ہوگئی ہے اس نے اپنے سر کے اشارے سے کہا کہ ہاں، اور میں نے مملکت روم میں داخل ہونے سے نکلنے تک کبھی اس کو کوئی بات کہتے نہیں سنا، سوائے اس کے کہ ترجمان کہتا تھا اور وہ سنتا تھا پھر سر کے اشارے سے ہاں یا نہیں کہہ دیتا تھا اور کلام نہیں کرتا تھا اور اس کا ماموں اس کے کام کا منتظم تھا۔

میں ان قیدیوں کو جو اس کے پاس تھے اچھے حال میں لے نکلا، پھر جب ہم لوگ فدیئے کے مقام پر پہنچ گئے تو ہم نے تمام قیدی رہا کر دئے اور ان مسلمانوں کی تعداد جو ہمارے قبضے میں آگئے دو ہزار سے زیادہ تھی اور ان میں ایک تعداد ان کی بھی تھی جو نصرانی بن گئے تھے اور جو ان کے قبضے میں گئے ان کی تعداد ایک ہزار سے کسی قدر زیادہ تھی اور وہ جماعت جو نصرانی بن گئی تھی ان کے متعلق شاہ روم نے یہ کہا کہ تم سے نصرانیت قبول نہ کروں گا جب تک کہ تم فدیئے کے مقام پر نہ پہنچ جاؤ پھر جو شخص چاہے کہ میں اسے نصرانیت میں قبول کروں تو وہ مقام فدیہ سے واپس آجائے ورنہ تاوان دے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلا جائے، اور زیادہ تر قیدی جو نصرانی ہوئے اہل مغرب تھے اور زیادہ تر جو نصرانی ہوئے قسطنطنیہ میں ہوئے۔

وہاں کے دو سنار تھے جو نصرانی ہوگئے تھے وہ دونوں قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے پھر ان مسلمانوں میں سے جن پر شاہ روم غالب آگیا تھا بلادِ روم میں کوئی نہ رہا سوائے ان سات آدمیوں کے جن میں سے پانچ وہ تھے جو صقلیہ پہنچا دئے جائیں اور دو شخص لولوۃ کے باشندوں میں سے تھے جنھیں میں نے چھوڑ دیا اور کہہ دیا کہ انھیں قتل کر دو کیونکہ ان دونوں نے نصرانیت کی طرف میلان ظاہر کیا تھا۔

متفرقات

اسی سال متوکل نے نماز عید الفطر جعفریہ میں پڑھی اور عبد الصمد بن موسیٰ نے جعفریہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھی اور سامرا میں نے نماز نہیں پڑھی۔

اسی سال یہ خبر آئی کہ اطراف بلخ کے ایک راستے میں جو دہقانوں کی طرف منسوب ہے خالص خون کی بارش برسی۔

اسی سال محمد بن سلیمان زینبی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا،

اسی سال محمد بن عبداللہ بن طاہر نے حج کیا وہی موسم حج کا حاکم تھا۔

اسی سال اہل سامرا نے رویت کی بناء پر پیر کو عید الاضحیٰ منائی اور اہل مکہ نے منگل کو۔

واقعات ۲۴۷ھ

متوکل کا قتل

قتل کے اسباب و وجوہات

اس کا سبب مجھ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ متوکل نے وصیف کی اصبہان والجبل اور اس کے موضع کی جائداد پر قبضہ کر لینے کے لیے فتح بن خاقان کو خطوط لکھنے کا حکم دیا اس کے متعلق خطوط لکھ دیئے گئے اور مہر کے لئے بھیج دیئے گئے تھے کہ ۵ شعبان کو جمعرات کا دن آ گیا تھا پھر یہ خبر وصیف کو پہنچ گئی اور اس کے بارے میں جو حکم دیا گیا تھا اسے اس کا یقین آ گیا اور متوکل نے یہ ارادہ کیا تھا کہ رمضان کے آخر جمعہ میں لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھائے۔

متوکل کا آخری جمعہ کی امامت کرنے کا ارادہ

اوائل رمضان ہی میں اس بات کی شہرت ہوگئی کہ امیر المومنین لوگوں کو جمعۃ الوداع کی نماز پڑھائیں گے لوگ اس کے لئے جمع ہونے لگے اور اکھٹے ہو گئے اور بنی ہاشم بغداد سے اپنی درخواستیں پیش کرنے اور اس سے کلام کرنے نکلے کہ جب وہ سوار ہو تو درخواستیں پیش کریں۔

منتصر کو جمعہ کی امامت کیلئے حکم

جب اس جمعے کا دن آیا تو اس نے نماز کے لئے سوار ہونے کا ارادہ کیا عبیداللہ بن یحیٰی اور فتح بن خاقان نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کے اہل خانہ میں سے بہت لوگ جمع ہو گئے ہیں اور بعض دادخواہ ہیں اور بعض طالب حاجت، جبکہ امیر المومنین کو ضیق اور حرارت کی شکایت ہے اس لئے اگر امیر المومنین کی رائے ہو کہ اپنے ولی عہد کو نماز پڑھانے کا حکم دیں اور ہم سب اس کے ساتھ ہوں، تو ایسا کریں اس نے کہا کہ میری بھی وہی رائے ہے جو تم دونوں کی رائے ہے چنانچہ منتصر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا گیا۔

جب منتصر روانہ ہو گیا کہ نماز پڑھانے کے لئے سوار ہو تو ان دونوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے ایک رائے اور مناسب سمجھی ہے باقی امیر المومنین کی رائے بہت برتر ہے اس نے کہا کہ وہ کیا ہے مجھ سے بیان کرو ان دونوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ابو عبداللہ المعتز باللہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیجئے تا کہ وہ اس عظیم دن سے شرف حاصل کریں کیونکہ ان کے اہل بیت اور لوگ سب جمع ہیں اللہ انھیں اس شرف تک پہنچائے۔

انجام کار معتز کا جمعہ پڑھانے کی فضیلت پانا

معتز کے یہاں اس سے ایک دن قبل بچہ پیدا ہوا تھا چنانچہ معتز کو حکم دیا گیا پھر وہ سوار ہوا اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر منتصر اپنی منزل میں جو جعفریہ میں تھی ٹھہر گیا اور یہ واقعہ ان واقعات میں سے ہے جن سے منتصر کے اشتعال میں زیادتی ہوئی۔ جب معتز اپنے خطبے سے فارغ ہوا تو عبیداللہ بن یحیٰی اور فتح بن خاقان اس کی طرف کھڑے ہوگئے

پھر ان دونوں نے اس کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا، معتز نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوا اور وہ دونوں بھی اس کے ساتھ اس طرح واپس ہوئے کہ لوگ ان کے ساتھ خلافت کی سواری میں اور سارا عالم اس کے آگے تھا یہاں تک کہ وہ اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا اور وہ دونوں اس کے ساتھ تھے اور اسی کے ساتھ ساتھ داؤد بن محمد بن ابی العباس طوسی بھی داخل ہوا۔

داؤد کا معتز کی مدح سرائی کرنا

داؤد نے کہا کہ اے امیر المؤمنین مجھے اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں، اس نے کہا کہ کہو، داؤد نے کہا واللہ اے امیر المومنین میں نے امین اور مامون اور معتصم کو بھی دیکھا ہے اور واثق باللہ کو بھی دیکھا ہے مگر واللہ میں نے کسی شخص کو منبر پر حاجت روائی کے اعتبار سے اس قدر اچھا اور نہ اس قدر اچھا باعتبار فی البدیہہ تقریر کرنے کے اور نہ اس قدر بلند آواز اور نہ اس قدر شیریں زبان اور نہ اس قدر نصیحت کرنے والا المعتز باللہ سے زیادہ نہیں دیکھا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ انھیں آپ کی بقا کے طفیل میں عزت دے، اور اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمیں ان کی زندگی سے فائدہ مند کرے، متوکل نے کہا اللہ تعالیٰ تمھیں خیر سنائے اور ہمیں تمھاری زندگی سے فائدہ مند کرے،

متوکل کی بیماری

جب اتوار کا دن ہوا اور یہی عید الفطر کا دن تھا تو متوکل کو کچھ سستی اور بیماری محسوس ہوئی اس نے کہا کہ منتصر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان نے اس سے کہا کہ اے امیر المومنین لوگ جمعہ کے دن بھی امیر المومنین کے دیدار کے منتظر رہے وہ جمع ہوئے اور پھر امیر المومنین سوار نہ ہوئے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر امیر المومنین سوار نہ ہوئے تو لوگ ان کی بیماری کی خبر اڑائیں گے اور ان کے معاملے میں چرچا کریں گے اگر امیر المومنین کی یہ رائے ہے کہ وہ اپنی سواری سے دوستوں کو خوش کریں اور دشمنوں کو مایوس کر دیں تو ایسا کریں اس نے انھیں اپنی سواری کے لئے تیاری اور انتظام کا حکم دیا، پھر سوار ہوا اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے مکان میں واپس آ گیا اس دن بھی اور دوسرے دن بھی اس طرح رہا کہ اپنے درباریوں میں سے کسی کو نہیں بلایا۔

متوکل کی زندگی کے آخری ایام کا احوال

بیان کیا گیا ہے کہ وہ عید کے دن اس طرح سوار ہوا کہ تقریباً چار میل تک اس کے لئے صفیں کھڑی کر دی گئیں تھیں اور لوگ اس کے آگے آگے پیدل چل رہے تھے پھر اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اپنے محل کی طرف واپس ہوا، پھر ایک مٹھی خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی اور کہا کہ میں نے اس گروہ کی کثرت دیکھی اور ان سب کو اپنا زیردست دیکھا اس لیے میں نے پسند کیا کہ اللہ عزوجل کے لئے تواضع کروں،

متوکل کا خون کی بیماری محسوس کرنا

جب عید کی صبح ہوئی (یعنی دوسرا دن ہوا) تو اس دن بھی اپنے مصاحبوں میں سے کسی کو نہیں بلایا پھر تیسرا دن ہوا اور اس دن ۳ شوال منگل کا دن تھا تو صبح کو خوش ہشاش بشاش اور مسرور اٹھا اور کہا کہ شاید میں خون کی بیماری محسوس کرتا ہوں، اس کے دونوں طبیب طیفوری اور ابن الابرش نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ کے لئے خیر کرے

علاج کرڈالئے چنانچہ علاج کیا پھر اس نے اونٹ کے بچے کی خواہش کی چنانچہ اس کی تیاری کا حکم دیا اور اس کے سامنے لایا گیا پھر وہ اسے اپنے ہاتھ سے اٹھانے لگا۔

متوکل کے ساتھ مصاحبوں کا کھانا

ابن حفصی مغنی سے مذکور ہے کہ وہ اس مجلس میں موجود تھا ابن حفصی نے کہا کہ میرے، عثعث، زنام اور بنان احمد بن یحییٰ بن معاذ کے غلام کے سوا جو منتصر کے ساتھ آیا تھا اور کوئی کھانے والا موجود نہ تھا متوکل اور فتح بن خاقان ساتھ کھا رہے تھے اور ہم لوگ ان کے سامنے ایک کونے میں، اور مصاحبین علیحدہ علیحدہ اپنے حجروں میں، اس نے اب تک کسی کو نہیں بلایا۔

امیر المومنین میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم اور عثعث میرے سامنے کھاؤ اور تمھارے ساتھ نصر ابن سعید الجہبذ بھی کھائے پھر میں نے کہا کہ اے سردار واللہ نصر تو مجھ کو بھی کھا لے گا پھر کیسے ہوگا، جو ہمارے سامنے رکھا جائے گا پھر اس نے کہا کہ تم سب کھاؤ میری جان کی قسم، چنانچہ کھایا پھر ہم لوگوں نے اپنے ہاتھ اس سے اٹھا لئے۔

ایک مرتبہ پھر امیر المومنین متوجہ ہوئے تو ہم لوگوں کو ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھ کر کہا کہ تمھیں کیا ہوا کیوں نہیں کھاتے، میں نے کہا اے سردار جو ہمارے سامنے تھا ختم ہو گیا، حکم دیا اور دیا جائے ہمیں اس کے آگے سے چمچہ بھر کے دیا گیا۔

متوکل کی زندگی کا خوشی کا دن

اہلیہ کا متوکل کو نایاب رومال پیش کرنا

امیر المومنین کسی دن اس دن سے زیادہ مسرور تھے اپنی مجلس شروع کی اور مصاحبین اور گانے والوں کو بلایا وہ حاضر ہوئے پھر قبیحہ والدۂ معتز نے ایک سبز ریشمی شالی رومال بھیجا اس جیسا خوبصورت رومال لوگوں نے نہ دیکھا ہوگا اسے دیکھا اور دیر تک دیکھتا رہا پھر اسے اچھا معلوم ہوا اور اسے بہت عجیب معلوم ہوا پھر اس کے حکم سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے اور اسے اس کے پاس لے جانے کا حکم دیا اس کے قاصد سے کہا کہ کیا اس کے ذریعے سے اس نے مجھے یاد کیا ہے پھر کہا واللہ میرا دل کہتا ہے کہ میں نہ اسے اوڑھوں اور نہ یہ پسند کروں کہ کوئی اسے میرے بعد اوڑھے، اور اسی لئے میں نے اسے پھڑوا دیا تا کہ اسے میرے بعد کوئی نہ اوڑھ سکے۔

ہم لوگوں نے اس سے کہا کہ اے امیر ہمارے سردار خوشی کا دن ہے ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں اے امیر المومنین کہ آپ ایسا نہ کہیں،

متوکل شراب اور تماشے میں مشغول ہو گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں قلیل وقفے میں تم لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں، پھر اپنے سرور اور تماشے میں رات تک مشغول رہا،

منتصر کے قتل کا منصوبہ اور اسکا متوکل سے اختلاف

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ متوکل نے یہ ارادہ کیا وہ اور فتح بن خاقان ۵ شوال جمعرات کو اس لئے دوپہر کھانا عبداللہ بن عمر البازیار کے یہاں کھائیں گے تا کہ دھوکے سے منتصر کو قتل کیا جائے اور ترکوں کے سردارو

لیڈروں میں سے وصیف اور بغا وغیرہ کو قتل کیا جائے۔

ابن حفصی کے بیان کے مطابق اس دن سے ایک دن پہلے منگل کو اپنے بیٹے منتصر سے متعلق اس نے بہت سی لغو باتیں کیں، کبھی اسے گالی دیتا تھا اور کبھی اسے اس کی طاقت سے زیادہ شراب پلاتا تھا اور کبھی اس کے چپت لگواتا تھا اور کبھی اسے قتل کی دھمکی دیتا تھا۔

منتصر کی توہین وتذلیل

ہارون بن محمد بن سلیمان ہاشمی کی روایت ہے کہ مجھ سے بعض عورتوں نے بیان کیا جو پردے میں تھیں کہ متوکل فتح بن خاقان کی طرف متوجہ ہوا کہ میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی قرابت سے بری ہوں اگر تم اسے یعنی منتصر کو طمانچہ نہ مارو ، فتح بن خاقان کھڑا ہوا اور دو مرتبہ اسے اس طرح طمانچہ مارا کہ اپنا ہاتھ اس کی گدی پر گزار دیتا تھا متوکل نے تمام حاضرین سے کہا کہ سب اس بات کہ گواہ رہو کہ میں نے مستعجل کو معزول کر دیا پھر اس کی طرف متوجہ ہوا، پھر کہا کہ میں نے تیرا نام منتصر رکھا تھا لوگوں نے بوجہ تیری حماقت کے تیرا نام منتظر رکھ دیا، پھر اب تو مستعجل ہو گیا، منتصر نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری گردن مارنے کا حکم دیتے تو وہ مجھ پر اس سے زیادہ آسان ہوتا جو آپ میرے ساتھ کر رہے ہیں متوکل نے حکم دیا کہ اسے پلاؤ، اس کے بعد رات کے کھانے کا حکم دیا چنانچہ وہ حاضر کیا گیا، اور یہ واقعہ نصف شب میں ہوا۔

منتصر اس کے پاس سے نکلا اور احمد بن یحییٰ کے غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ ہولے پھر جب وہ چلا گیا تو متوکل کو سامنے دسترخوان بچھایا گیا اور وہ کھانے لگا اور نشے کی حالت میں لقمہ لینے لگا۔

متوکل کے قتل سے قبل کے حالات

ابن حفصی سے مذکور ہے کہ جب منتصر اپنے حجرے کی طرف چلا تو اس نے زرافہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ میرے ہمراہ چلو اس نے کہا اے سردار امیر المومنین ابھی (دربار) سے نہیں اٹھے، تو اس نے کہا کہ امیر المومنین کو تو شراب نے روک لیا ہے اور عنقریب بغا اور مصاحبین نکلنے والے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے بچوں کا معاملہ میرے سپرد کر دو، کیونکہ میں اتامش نے مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں اس کے بیٹے کی شادی تمھاری بیٹی سے اور تمھارے بیٹے کی شادی اس کی بیٹی سے کردوں۔

زرافہ نے جواب دیا کہ اے میرے سردار ہم لوگ تو آپ کے غلام ہیں آپ ہمیں اپنے حکم سے آگاہ کر دیجئے منتصر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے ہمراہ لے گیا۔

اس سے پہلے مجھ سے زرافہ نے یہ کہا تھا کہ اپنے اوپر مہربانی کرا، کیونکہ امیر المومنین نشے میں ہیں اور تھوڑی دیر میں افاقہ ہو جائے گا اور مجھے نمرہ نے بلایا ہے اور مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں تم سے یہ درخواست کروں کہ تم اس کے پاس چلو، اس لئے ہم دونوں اس کے حجرے میں چلیں، ابن حفصی کہتا ہے کہ میں نے اسے یہ جواب دیا کہ میں تم سے پہلے اس کے حجرے میں پہنچ جاؤں گا۔ زرافہ منتصر کے ساتھ اس کے حجرے میں چلا گیا۔

بنان کا بیان ہے یاد رہے کہ بنان احمد بن یحییٰ کا غلام تھا اس سے منتصر نے کہا کہ میں نے زرافہ کے بیٹے کا اتامش کی بیٹی سے اور اتامش کے بیٹے کا زرافہ کی بیٹی سے نکاح کر دیا، بنان نے کہا کہ پھر میں نے منتصر سے کہا کہ اے سردار

داود بحش کہاں ہے؟ کیونکہ وہی نکاح کو اچھا کرتی ہے تو اس نے کہا کہ انشاء اللہ صبح کو کیونکہ اب رات ہوگئی۔

ابن حفصی کہتا ہے کہ زرافہ نمرہ کے حجرے کی طرف روانہ ہوا جب اس میں داخل ہوا تو کھانا مانگا کھانا لایا گیا اس نے اس میں سے ذرا سا ہی کھایا تھا کہ ہم نے شور وغل سنا تو کھڑے ہو گئے۔

بنان نے کہا کہ پھر زرافہ نمرہ کے گھر سے نکلا ہی تھا کہ فوراً ہی بغا منتصر کے سامنے کھڑا ہو گیا منتصر نے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے تو اس نے کہا اے امیر المومنین خیر ہے اس نے کہا تجھے خرابی لاحق ہو کیا کہتا ہے۔

اس کہا ہمارے سردار امیر المومنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ آپ کا اجر زیادہ کرے جو اللہ کے بندے تھے اس نے انھیں دعوت دی انھوں نے اسے قبول کرلیا۔

منتصر بیٹھ گیا اور اس گھر اور مجلس کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا چنانچہ تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ اور وصیف کے پاس متوکل کی جانب سے قاصد روانہ کیا جس میں معتز اور موید کے حاضر کرنے کا حکم تھا۔

متوکل کے قتل کے حالات

عثعث سے مذکور ہے کہ منتصر کے کھڑے ہو جانے اور اس کے زرافہ کیساتھ نکل جانے کے بعد متوکل نے دستر خوان مانگا، بغا صغیر جو شرابی کے نام سے مشہور تھا پردے کے پاس کھڑا تھا اور اس دن گھر میں (پہرے پر) بغا کبیر کی باری تھی اور گھر میں پہرہ دینے پر اس کا نائب اس کا بیٹا موسیٰ تھا اور یہ موسیٰ وہی ہے جو متوکل کی خالہ کا بیٹا تھا بغا کبیر اس دن سمیساط میں تھا بغا صغیر مجلس میں آیا اور مصاحبوں کو اپنے حجروں داخل ہونے کا حکم دیا تو فتح نے کہا کہ یہ وقت ان کے واپس جانے کا نہیں ہے حالانکہ امیر المومنین نہیں اٹھے، بغا نے اس سے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب سات بج جائیں تو میں مجلس میں کسی کو رہنے نہ دوں متوکل نے چودہ رطل شراب پی ہوئی تھی فتح کو ان کا اٹھنا ناگوار ہوا تو بغا نے اس سے کہا کہ امیر المومنین کی بیگمیں پردے کے پیچھے ہیں اور خود نشے میں ہیں، اس لیے کھڑے ہو جاؤ اور نکلو سب نکل آئے پھر فتح، عثعث اور ان میں چار خاص خادموں شفیع، صغیر، مونس اور ابو عیسیٰ مادر الحرزی کے سوا کوئی نہیں رہا، باورچی نے متوکل کے سامنے دستر خوان بچھا دیا، پھر وہ کھانے لگا، اور لقمہ لینے لگا اور مادر سے کہنے لگا کہ میرے ساتھ کھاؤ، یہاں تک کہ اس نے اپنا کچھ کھانا نشے کی حالت میں کھایا پھر مزید شراب پی۔

عثعث نے بیان کیا کہ ابو احمد بن متوکل بھی جو موید کا اخیافی بھائی تھا اس مجلس میں ان لوگوں کے ساتھ تھا متوکل بیت الخلا جانے کو کھڑا ہو گیا۔

ابو احمد کا قاتلین پر واویلا کرنا

بغا شرابی نے سوائے دریا کے دروازے کے سب دروازے بند کر دیئے تھے اور اسی دروازے سے وہ جماعت گھس آئی جو اس کے قتل کرنے کو مقرر کی گئی تھی ان لوگوں کو ابو احمد نے دیکھا تو ان پر چلایا کہ یہ کیا ہے اے کمینو، دفعتاً دیکھا تو وہ ننگی تلواروں کے ساتھ تھے۔

جس جماعت نے قتل کا ذمہ لیا تھا اس میں بغلون ترکی اور باغر اور موسیٰ بن بغا اور ہارون بن صوار تکین اور بغا شرابی پہلے آگئے تھے جب متوکل نے ابو احمد کی آواز سنی سر اٹھا کر اس جماعت کو دیکھا تو کہا اے بغا یہ کیا ہے اس نے کہا یہ چوکی والے ہیں جو میرے سردار امیر المومنین کے دروازے پر رات کو رہتے ہیں متوکل کی بغا سے گفتگو کرنے کے

وقت وہ جماعت اپنے پیچھے پلٹ گئی واجن اور اس کے ساتھی اور وصیف کے لڑکے ان کے ساتھ اب تک نہیں آئے تھے

متوکل کے قتل کی سازش کو عملی جامہ پہنانا

عشعث کہتا ہے کہ میں نے بغا کو ان سے یہ کہتے سنا کہ اے کمینو تم لوگ تو لامحالہ قتل کیے جاؤ گے۔ تو عزت ہی کی موت مرو، پھر وہ جماعت مجلس کی طرف واپس آ گئی بغلون نے متوکل پر (حملہ کرنے میں) سبقت کی، اس نے اس کے شانے اور کان پر ایک ضرب ماری چنانچہ اسے کاٹ دیا پھر متوکل نے کہا ذرا ٹھہر جا، خدا تیرے ہاتھ کاٹے، پھر کھڑا ہو گیا اور اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہاتھ سے اس کا مقابلہ کرنا چاہا تو بغلون نے ہاتھ کو جدا کر دیا پھر باغر بھی اس کا شریک ہو گیا۔ فتح نے کہا کہ تمھاری بربادی ہو امیر المومنین کو مار رہے ہو، بغا نے کہا اے کمینے خاموش نہیں رہے گا؟ فتح نے اپنے آپ کو متوکل پر ڈال دیا تو ہارون نے اس کے جسم میں اپنی تلوار بھونک دی، وہ تو موت موت چلاّنے لگا، اور ہارون اور موسیٰ بن بغا نے بھی اس پر اپنی تلواروں سے حملہ جاری رکھا ان دونوں نے اسے قتل کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، عشعث کے سر میں چوٹ لگی۔

متوکل کے ساتھ ایک چھوٹا خادم تھا جو پردے کے نیچے چھپ کے بچ گیا اور لوگ بھاگ گئے ان لوگوں نے جس وقت وہ وصیف کے پاس آئے تھے یہ کہا تھا کہ تم ہمارے ساتھ رہو کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر ہماری مراد پوری نہ ہوئی تو ہم قتل کر دیئے جائیں گے، وصیف نے کہا کہ تمھارے کوئی اندیشہ نہیں ہے انھوں نے کہا کہ اچھا اپنے بعض لڑکوں ہی کو ہمارے ساتھ بھیجو، اس نے ان کے ساتھ اپنے لڑکوں میں سے پانچ کو صالح، احمد، عبداللہ، نصر، اور عبیداللہ کو بھیج دیا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی مراد پانے میں کامیاب ہو گئے۔

زرقان سے روایت ہے جو دربانوں پر زرافہ کا قائم مقام تھا جب منتصر زرافہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے گیا اور جماعت اندر آ گئی تو عشعث نے انھیں دیکھ کر متوکل سے کہا کہ ہم شیروں اور سانپوں، بچھوؤں سے فارغ ہو گئے اور تلواروں کی طرف پہنچ گئے جب عشعث نے تلواروں کا ذکر کیا تو متوکل نے اس سے کہا کہ تو برباد ہو کیا بکتا ہے اس کا کلام نامکمل ہی تھا کہ وہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے تو فتح ان کے روبرو کھڑا ہو گیا، اے کتو پیچھے ہٹو، بغا شرابی بڑھا اور تلوار سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا، باقی لوگ متوکل کی طرف بڑھے اور عشعث اپنے سامنے کی طرف بھاگ گیا، ابواحمد اپنے کمرے میں تھا جب اس نے شور سنا تو نکلا اور اپنے باپ پر گر پڑا، بغلون نے اس پر حملہ کیا دو ضربیں ماریں، تو وہ نکل آیا اور سب کو چھوڑ دیا جماعت منتصر کی طرف روانہ ہوئی، پھر اس کی خلافت تسلیم کر کے تعزیت کی کہ امیر المومنین مر گئے۔

زرافہ کو منتصر کی بیعتِ خلافت پر مجبور کرنا

وہ لوگ تلوار لے کے زرافہ کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا کہ بیعت کر، اس نے منتصر سے بیعت کر لی، منتصر نے وصیف کو خبر بھیجی کہ وصیف نے میرے باپ کو قتل کر دیا تو میں نے اسے اس کے بدلے میں قتل کر دیا، تم بھی اپنے معزز اصحاب کے ساتھ حاضر ہو جاؤ، وصیف اور اس کے اصحاب آئے اور انھوں نے بھی بیعت کی، عبیداللہ بن یحییٰ اپنے کمرے میں تھا قوم کے حال کی اسے کچھ خبر نہ تھی وہ احکام نافذ کرنے میں مشغول تھا۔

عبداللہ بن جعفر کے حالات

ذکر کیا گیا ہے کہ ترکی عورتوں میں سے ایک عورت نے ایک رقعہ پیش کیا جس میں اس نے ان لوگوں کے ارادے کی خبر دی تھی اور وہ رقعہ عبیداللہ کو ملا، پھر اس نے اس معاملے میں فتح سے مشورہ کیا اور یہ رقعہ ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کاتب فتح ابن خاقان کو دیا گیا پھر اس نے فتح کو اس کی خبر دی، ان سب کی رائے اس معاملہ کو پوشیدہ رکھنے پر متفق ہوگئی کیونکہ انھوں نے اسے (متوکل) خوش دیکھا تو انھیں یہ گوارا نہ ہوا کہ اسے دن بھر رنجیدہ رکھیں، انھیں مذکورہ مسئلہ معمولی معلوم ہوا، اور انھیں یہ بھروسہ تھا کہ کوئی شخص نہ اس پر جرات کر سکے گا اور نہ اس پر قادر ہوگا۔

امیر المؤمنین اور فتح کے قتل کی خبر

بیان کیا جاتا ہے کہ اس رات ابونوح بہانے سے بھاگ گیا عبیداللہ اپنے کام میں بیٹھا رہا جعفر بن حامد اس کے سامنے تھا کہ ایک اس کا کوئی خادم اس کے پاس آیا اور کہا اے میرے سردار آپ کیوں بیٹھے ہیں، اس نے کہا تم کیوں پوچھتے ہو، کہا کہ سارا گھر تلوار بنا ہوا ہے پھر اس نے جعفر کو نکلنے کا حکم دیا وہ نکلا اور کچھ لمحوں میں واپس آ گیا اس نے خبر دی کہ امیر المومنین اور فتح قتل کر دیے گئے، وہ اپنے خدام اور خاص لوگوں کے ساتھ نکلا تو اسے خبر دی گئی کہ تمام دروازے بند ہیں اس نے دریا کی طرف کا راستہ اختیار کیا اتفاقاً اس راستے کے دروازے بھی بند تھے پھر اس نے وہ دروازے توڑنے کا حکم دیا جو دریا کے متصل تھے تین دروازے توڑ ڈالے گئے یہاں تک کہ وہ نکل کر دریا کی طرف آ گیا اور ایک کشتی تک پہنچ گیا وہ اس میں بیٹھ گیا، جعفر بن حامد اور اس کا ایک غلام اس کے ساتھ تھے پھر معتز کے مکان پر گیا اور اس کے بارے میں دریافت کیا تو اسے نہ پایا کہا، انا للہ وانا الیہ راجعون، اس نے مجھے بھی مارا اور اپنے آپ کو بھی مارا، پھر اس پر افسوس کیا۔

عبیداللہ کا جنگ کرنے سے باز رہنا

عبیداللہ کے پاس بدھ کو صبح کے وقت اس کے ساتھی جمع ہو گئے جو مخلوط النسل عرب، عجم، ازن، آوارہ گرد اور بدوی، بے روزگاروں وغیرہ میں سے تھے، بعض نے کہا ہے کہ وہ تقریباً بیس ہزار سوار تھے بعض راویوں نے کہا ہے کہ اس کے ساتھ تیرہ ہزار آدمی تھے، بعضوں نے کہا ہے کہ اس کے ساتھ تیرہ ہزار سوار تھے کم تعداد بیان کرنے والوں نے کہا ہے کہ پانچ اور دس ہزار کے درمیان تھے ان لوگوں نے عبیداللہ سے کہا کہ اسی دن کے لئے آپ ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے لہذا آپ اپنا حکم دیجیے اور ہمیں اجازت دیجیے تو ہم اس جماعت پر ایک دم سے حملہ کر دیں، منتصر اور اس کے ہمراہی ترکوں وغیرہ کو قتل کر دیں، اس نے انکار کیا اور کہا کہ اس میں کوئی اچھی تدبیر نہیں کیونکہ وہ شخص یعنی معتز ان کے قبضے میں ہے۔

نجوم و کہانت کی بات

علی بن یحییٰ منجم سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ متوکل کے قتل سے چند روز قبل اس کے سامنے حالات جنگ کی پیشن گوئیاں پڑھا کرتا تھا اس کتاب میں ایک مقام پایا جس میں یہ تحریر تھا کہ خلیفہ دہم اپنی مجلس میں قتل کیا جائے گا تو میں نے پڑھنا بند کر دیا اور اس سلسلے کو منقطع کر دیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ تم کیوں ٹھہر گئے میں نے کہا خیریت ہے کہا خدا کی قسم تجھے ضرور پڑھنا ہوگا میں پڑھنے لگا اور خلفاء کے ذکر سے رک گیا، پھر متوکل نے کہا کہ کاش مجھے علم ہوتا کہ کون

ہے وہ بدبخت جو قتل کیا جائے گا۔

متوکل کا ڈراؤنا خواب

سلمہ بن سعید نصرانی سے مذکور ہے کہ متوکل نے اپنے قتل سے چند روز قبل اشوط بن حمزہ ارمنی کو دیکھا تو اسے دیکھ کر ڈانٹا اور اسے نکال دینے کا حکم دیا کہا گیا کہ اے امیر المومنین کیا آپ اس کی خدمت کو پسند نہیں کیا کرتے تھے، کہا ہاں، لیکن چند راتوں سے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں اس پر سوار ہوں اور وہ میری طرف دیکھ رہا ہے اور اس کا سر خچر کے سر کی طرح ہو گیا ہے پھر اس نے کہا کہ تو کب تک ہمیں ایذا دے گا اب تیری عمر میں صرف پندرہ برس سے کچھ کم دن باقی رہ گئے ہیں یہ واقعہ اس کے ایام خلافت کے شمار کے مطابق تھا۔

متوکل سے متعلق لوگوں کے خواب

ابن ابی ربعی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ ایک شخص ایک گاڑی پر سوار باب الرسن سے داخل ہوا اس کا منہ صحرا کی طرف ہے اور پشت (گدی) شہر کی طرف ہے اور وہ اشعار پڑھتا ہے۔

ایک روایت ہے کہ حبشی بن ابی ربعی کی وفات متوکل سے دو سال قبل ہوئی، محمد بن سعید سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ قاضی نصیبین ابوالوارث نے کہا کہ میں نے خواب میں ایک آنے والے کو دیکھا کہ وہ میرے پاس آیا ہے اور اشعار پڑھتا ہے۔

متوکل کے قتل کا وقت

متوکل ۴ شوال کو نصف شب سے ایک گھنٹے بعد قتل کیا گیا، ایک قول یہ ہے کہ جمعرات کی رات کو قتل کیا گیا اس کی خلافت چودہ سال دس ماہ تین دن رہی وہ جس روز قتل ہوا چالیس برس کا تھا۔

متوکل شوال ۲۰۶ھ میں فم الصلح میں پیدا ہوا تھا اس کا رنگ گندمی تھا آنکھیں خوبصورت تھیں، رخسار ابھرے ہوئے نہ تھے اور چھریرے بدن کا تھا

متوکل کے بعض حالات وخصائل

ابن ابی الجنوب کا واقعہ

مروان بن ابن ابی الجنوب ابی السمط سے روایت ہے کہ میں نے امیر المومنین کی شان میں شعر کہے اور اس میں روافض کا تذکرہ کیا تو اس نے مجھے بحرین و یمامہ کا حاکم بنا دیا اور مجھے دربار عام میں چار خلعت عطا کیں، اور منتصر کو بھی خلعت دی اور میرے لئے تین ہزار دینار کا حکم دیا جو میرے سر پر نچھاور کر دیئے گئے پھر اپنے بیٹے منتصر اور سعد ایتاخی کو حکم دیا کہ وہ انھیں میرے لئے سمیٹ لیں، اور میں نے انھیں چھوا بھی نہیں، پھر ان دونوں نے انھیں جمع کر لیا۔ اور میں وہ سب لے گیا۔

ایک شعر پر جو میں نے اسی مضمون میں کہا تھا متوکل نے میرے سر پر دس ہزار درہم نچھاور۔

مروان ابن ابی الجنوب سے مذکور ہے جب متوکل خلیفہ بنایا گیا تو میں نے ابن ابی داؤد کو ایک قصیدہ بھیجا جس میں میں نے ابن ابی داؤد کی مدح کی تھی اور اس کے آخر میں دو شعر تھے جس میں میں نے ابن الزیات کا حال بیان کیا تھا اور وہ یہ تھے۔

مجھ سے بیان کیا گیا تھا کہ زیات کو موت آگئی
تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ میرے پاس فتح و نصرت لایا
زیات نے بے وفائی سے ایک کنواں کھودا تھا
پھر خیانت و بد عہدی کی وجہ سے وہی اس میں ڈال دیا گیا

متوکل کی ابن ابی الجنوب پر سخاوت

جب وہ قصیدہ ابن ابی داؤد کے پاس پہنچا تو اس نے متوکل سے اس کا ذکر کیا اور اسے وہ دونوں شعر سنا دیئے اس نے اُسے حاضر کرنے کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ وہ یمامہ میں ہے، واثق نے اسے امیر المومنین سے محبت ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا کہا اسے سواری پر بلوایا جائے اس نے عرض کی اس پر قرض ہے متوکل نے دریافت کیا کتنا قرض ہے کہا چھ ہزار، کہا وہ دے دیے جائیں، چنانچہ اسے دے دیئے گئے اور یمامہ سے سوار کرا دیا گیا، چنانچہ وہ سامرا پہنچا اور ایک قصیدے میں متوکل کی مدح کی، اس میں کہتا ہے

شباب رخصت ہو گیا اے کاش نہ رخصت ہوتا
اور پیری آگئی اور کاش وہ نہ آتی
جعفر کی خلافت مثل نبوت کے ہے
جو بے طلب اور بے حق جتائے آ گئی
خدا نے اسے اسی طرح خلافت عطا کی
جس طرح نبی مرسل ﷺ کو نبوت عطا کی

اس کے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا۔

ابوالسمط کا ولی عہد کی مدح سرائی کرنا

ابو یحییٰ بن مروان بن محمد الشنی الکلبی سے مذکور ہے کہ مجھے ابوالسمط مروان ابن ابی الجنوب نے خبر دی ہے کہ اس نے کہا جب میں امیر المومنین متوکل علی اللہ کے پاس گیا تو میں نے ولی عہد کی مدح سرائی کی اور یہ اشعار اسے سنائے۔

اللہ تعالیٰ نجد کو سیراب کرے اور سلام ہے نجد پر
اور نجد کیسا اچھا ہے باوجود دوری و بعد کے بھی
میں نے نجد کی طرف دیکھا حالانکہ بغداد درمیان میں ہے
اے کاش میں نجد کو دیکھتا اور کس قدر دور ہے نجد
نجد میں ایسی قوم ہے جنھیں میری ملاقات محبوب ہے

اور میرے نزدیک بھی ان کی زیارت سے زیادہ
کوئی چیز شیریں نہیں ہے

ابن ابی الجنوب کو ایک لاکھ کا انعام

ابن ابی الجنوب نے کہا کہ جب میں نے پورا قصیدہ سنا دیا تو میرے لئے ایک لاکھ بیس ہزار درہم اور پچاس کپڑوں اور تین سواریوں میں سے ایک گھوڑے، ایک خچر، اور ایک گدھے کا حکم دیا میں اس وقت تک نہ گیا جب تک میں نے اس کے شکریہ میں یہ اشعار نہ کہہ لئے۔

پروردگار عالم نے لوگوں کیلئے جعفر کا خود انتخاب کیا
اور اسے اپنے ہی انتخاب سے بندوں کے حال کا مالک بنا دیا

اس نے کہا کہ جب میں اس شعر پر پہنچا۔

بس اپنے ہاتھوں کی بخشش کو مجھ سے روک دیجئے اور زیادہ نہ کیجئے
کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں سرکش اور متکبر نہ ہو جاؤں،

ابن ابی الجنوب کو ہزار درہم سالانہ لگان پر جائیداد کا عطیہ

فرمایا نہیں خدا کی قسم میں نہ روکوں گا تاوقتیکہ تو میری سخاوت کو نہ جان لے اور تو جانے نہ پائے گا جب تک اپنی حاجت نہ مانگ لے، میں نے کہا اے امیر المومنین یمامہ میں جس جائداد کو بطور جاگیر آپ نے مجھے دینے کا حکم دیا ہے ابن مدیر نے بیان کیا ہے کہ وہ معتصم کی جانب سے اس کی اولاد پر وقف ہے اور اس کا بطور جاگیر دینا جائز نہیں ہے اس نے کہا کہ وہ زمین تجھے سو سال کے لئے ایک درہم سالانہ لگان پر دیتا ہوں میں نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ اچھا نہیں ہے کہ ایک درہم دربار میں ادا کیا جائے ابن مدبر نے کہا کہ ہزار درہم کے عوض میں نے کہا ہاں، اس نے اسے میرے لئے اور میرے وارثوں کے لئے نافذ کر دیا پھر کہا کہ یہ حاجت نہیں ہے یہ تو قبالہ (معاملہ) ہے میں نے کہا کہ میری وہ جائداد جو واثق نے بطور جاگیر دی تھی ابن الزیات نے مجھے بنا دیا اور میرے اور جائداد کے درمیان حائل ہو گیا تھا لہذا آپ اس کا بھی حکم بھی میرے لئے نافذ فرما دیجئے، متوکل نے سو درہم سالانہ پر اس کے نافذ کرنے کا بھی حکم دے دیا۔

متوکل کی پیشین گوئیاں

ابی حشیشہ سے مذکور ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ مامون کہا کرتا تھا کہ جو خلیفہ میرے بعد ہوگا اس کے نام میں عین ہوگا، تو گمان ہوتا تھا کہ اس کا مصداق اس کا بیٹا عباس ہوگا، مگر معتصم ہوا اور کہا کرتا تھا کہ اس کے بعد ھاء ہوگی گمان ہوتا تھا کہ ہارون ہوگا مگر واثق باللہ ہوا اور کہا کرتا تھا اور اس کے بعد زرد پنڈلیوں والا، گمان ہوتا تھا کہ وہ زرد پنڈلیوں والا ابو الحناز عباس ہوگا مگر متوکل اس طرح کا تھا میں نے اسے دیکھا ہے کہ جب وہ تخت پر بیٹھ کر اپنی دونوں پنڈلیاں کھولتا ہے تو وہ دونوں ایسی زرد ہوتی تھیں کہ گویا زعفران میں رنگی گئی ہیں۔

قاضی یحییٰ بن اکثم کا واقعہ

یحییٰ بن اکثم سے مذکور ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں متوکل کے پاس حاضر ہوا تو میرے اور اس کے درمیان مامون کا اور اس کے ان خطوط کا جو حسن بن سہل کے نام تھے تذکرہ جاری ہو گیا میں نے اس کی فضیلت، تعریف، اس کی نیکیوں، علم، معرفت اور خبرداری کے متعلق بہت کچھ کہا جو بعض حاضرین کے حسب منشا نہ تھا۔

متوکل نے کہا کہ وہ مامون قرآن کے بارے میں کیا کیا کہا کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ وہ کہا کرتا تھا کہ قرآن کے ساتھ اور کسی فرض علم کی حاجت نہیں (یعنی قرآن کافی ہے) نہ رسول ﷺ کی سنت کے ساتھ کسی اور شغل کی طرف جانے کی ضرورت ہے نہ آپ کے بیان کر دینے اور سمجھا دینے کے بعد (نہ) سیکھنے کے لئے کوئی حجت ہے، نہ دلیل اور حق ظاہر ہونے کے بعد حجت تام ہو جانے کی وجہ سے سوائے تلوار کے کچھ نہیں ہے۔

متوکل نے کہا کہ میری مراد وہ نہیں ہے جن کی طرف تم گئے ہو۔

یحییٰ نے جواب دیا کہ احسان مند پر محسن غائب کی خوبیاں بیان کرنا فرض ہے۔

پوچھا: وہ دوران گفتگو میں کیا کہا کرتا تھا معتصم باللہ مرحوم اس کے متعلق کچھ کہا کرتا تھا جو میں بھول گیا ہوں۔

یحییٰ نے کہا وہ کہا کرتا تھا کہ اے اللہ میں ان نعمتوں پر تیری حمد کرتا ہوں جن کا شمار تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا، اور میں ان گناہوں کی تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں جن کا احاطہ سوائے تیری مغفرت کے کوئی نہیں کر سکتا،

متوکل نے کہا کہ اس وقت وہ کیا کہتا تھا جب اسے کچھ اچھا معلوم ہوتا تھا یا اسے کوئی خوشخبری ملتی تھی معتصم باللہ نے علی بن یزداد کو حکم دیا تھا کہ وہ اسے ہمارے لئے لکھ دے اس نے لکھ دیا تھا وہ ہمیں معلوم ہو گیا تھا مگر پھر ہم اسے بھول گئے۔

یحییٰ نے کہا کہ وہ کہتا تھا کہ اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرنا اور اس کی اشاعت کرنا اور اس کے انعامات کو شمار کرنا اور انھیں بیان کرنا اہل نعمت پر اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اس میں اس کے حکم کی فرمانبرداری اور ان نعمتوں پر اس کا یہی شکر ہے پس اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس کی نعمتیں بڑی بڑی ہیں اور جس کے انعامات سب پر عام ہیں ایسی تعریفیں ہیں جن کا وہ اہل ہے اور مستحق ہے جو اس کے حق کی پوری کرنے والی اور اس کے اس شکر تک پہنچنے والی ہیں جو مزید نعمت کا موجب ہے اس قدر تعریفیں ہیں جنھیں اس وجہ سے ہماری تعداد و شمار نہ کر سکی اور ہماری یاد احاطہ نہ کر سکی اس کے احسانات پے در پے ہیں۔ اور اس کا فضل مسلسل ہے اور اس کی بخشش ہمیشہ کے لئے ہے تعریف اس ذات کی ہے جو یہ جانتا ہے کہ یہ نعمتیں اسی کی جانب سے ہیں اور اسی کا اس پر شکر ہے۔

متوکل نے کہا کہ تو نے سچ کہا بعینہ یہی کلام ہے اور یہ سب تجربہ کار اور ذی علم کی حکمتیں ہیں پھر مجلس ختم ہو گئی۔

متفرقات

اسی سال صفر میں محمد بن عبداللہ بن طاہر مکہ سے واپس بغداد آیا اور یوم النحر میں اختلاف کی وجہ سے اسے جو پریشانی ہوئی اس کی شکایت کی۔

متوکل نے زرد لفافے میں باب خلافت سے حاکم حج کے پاس ہلال ذی الحجہ کی رویت کے بارے میں فرمان نافذ کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم دیا کہ اسے روانہ کر دیا جائے جس طرح حج کی خیریت کے متعلق آنے والا لفافہ روانہ کیا جاتا ہے حکم دیا

کہ مشعر حرام (مزدلفہ) اور تمام مقامات حج میں بجائے روغن زیتون کے شمع روشن کی جائے۔

اسی سال ۶ ربیع الآخر کو جعفریہ میں والدۂ متوکل کی وفات ہوئی اور منتصر نے نماز جنازہ پڑھائی جامع مسجد کے قریب دفن کی گئی۔

خلیفۃ المنتصر باللہ

اسی سال ۴ شوال بروز بدھ کو اور ایک قول کے مطابق ۳ شوال کو جعفریہ میں منتصر محمد بن جعفر کی خلافت کی بیعت لی گئی، وہ اس وقت پچیس برس کا تھا۔ بیعت کے بعد دس روز تک وہیں مقیم رہا پھر وہاں سے اپنے عیال ولشکر و سرداران لشکر وفوج کے ساتھ سامرا میں منتقل ہو گیا،

منتصر محمد بن جعفر کی خلافت کے حالات وواقعات

منتصر کی بیعت

ان لوگوں نے جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اس سے بدھ کی شب بیعت کی تھی بعض راویوں کا خیال ہے کہ جب بدھ کی صبح ہوئی تو سردار، کاتب، معتزین، شاکریہ، عام فوج والے اور ان کے علاوہ اور بہت سے آدمی جعفریہ میں حاضر ہوئے احمد بن خصیب نے سب لوگوں کو ایک فرمان سنایا جس میں امیر المومنین منتصر کی جانب سے یہ خبر دی گئی تھی کہ فتح بن خاقان نے اس کے والد جعفر متوکل کو قتل کر دیا تو اس نے اس کے انتقام میں اسے قتل کر دیا ہے پھر لوگوں نے بیعت کر لی اور عبید اللہ بن فتح بن خاقان بھی حاضر ہوا اور بیعت کر کے چلا گیا۔

منتصر کا فتح کے پیچھے پیچھے جانا

ابو عثمان سعید بن صغیر سے روایت ہے کہ جب وہ رات ہوئی جس میں متوکل قتل کیا گیا تو ہم لوگ منتصر کے ساتھ دارالخلافۃ میں تھے جب فتح باہر جاتا تھا تو منتصر بھی اس کے ساتھ جاتا تھا اور جب وہ واپس آتا تھا تو اس کے کھڑے ہونے پر کھڑا ہو جاتا تھا اور بیٹھنے پر بیٹھ جاتا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے جاتا تھا سوار ہوتا تھا تو اس کی رکاب پکڑتا تھا اور اس کے کپڑے جو اس کے گھوڑے کے زین میں دب جاتے تھے برابر کرتا تھا۔

منتصر کی ترکوں سے متوکل کے خلاف ملی بھگت

خبر ملی تھی کہ عبید اللہ بن یحییٰ نے منتصر کے لئے اس کے راستے میں ایک جماعت تیار کی ہے تاکہ وہ اس کو واپسی پر غفلت کی حالت میں قتل کر دیں متوکل نے بھی واپسی کے قبل اسے برا بھلا کہا تھا اور غصہ دلایا تھا اس لئے وہ غصے میں پلٹا اور ہم لوگ بھی اس کے ساتھ پلٹے جب منتصر اپنے مکان پر پہنچ گیا تو اس نے اپنے ہم نشینوں اور خاص لوگوں کو بلوایا، اپنی واپسی سے پہلے ترکوں سے متوکل کے قتل کا وعدہ لے چکا تھا جبکہ وہ نبیذ سے بیہوش ہو۔

سعید صغیر نے کہا کہ مجھے کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ میرے پاس قاصد آیا کہ میں حاضر ہو جاؤں، کیونکہ امیر المومنین کے قاصد میرے پاس آئے ہیں اور وہ سواری کے لئے تیار ہیں میرے دل میں یہ بات آئی کہ ہم لوگوں میں جو یہ خبر پھیلی ہوئی تھی کہ وہ غفلت میں منتصر کے قتل کے درپے ہیں تو بیشک اس کو اسی لئے بلایا گیا ہے میں ہتھیار اور آلات حرب لے کے سوار ہوا،

متوکل کے قتل کی خبر

سعید کا خوف زدہ ہونا

اور امیر کے دروازے پر پہنچ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ ادھر سے اُدھر اور ادھر سے ادھر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ یکا یک وجن (ترکی) منتصر کے پاس آیا اور اسے یہ اطلاع دی کہ اس کے کام سے فرصت ہوگئی، یہ کہہ کے سوار ہو گیا اور میں کچھ راستے تک اس کے ساتھ ہولیا، میں خوف زدہ تھا اس نے میری حالت دیکھی تو کہا کہ تیرے لئے کچھ اندیشہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے واپس جانے کے بعد امیر المومنین کے گلے میں ان کے پیالے سے پھندا لگ گیا جس سے وہ چل بسے ان پر خدا کی رحمت ہو، میں نے اسے بہت برا سمجھا اور مجھے یہ شاق گزرا۔

منتصر کو خلافت کا سلام

ہم چلے اور احمد بن خصیب اور سرداروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی یہاں تک کہ ہم الحیر میں پہنچ گئے اور پے درپے قتل متوکل کی خبریں آنے لگیں تو ہم بھی دروازے پر روک لئے گئے اور ان پر پہرہ مقرر کر دیا گیا میں نے کہا اے امیر المومنین اور خلافت کا سلام کیا (یعنی السلام علیک یا امیر المومنین کہا) یہ مناسب نہیں ہے کہ اس وقت ہم ایسی جگہ آپ کو تنہا چھوڑ دیں جہاں آپ کے غلاموں سے آپ کے لئے اندیشہ ہے کہا اچھا تم اور سلیمان رومی میرے پیچھے رہو، اس کے لئے ایک رومال بچھا دیا گیا جس پر وہ بیٹھ گیا اور ہم لوگوں نے اسے گھیر لیا اور احمد بن خصیب اور اس کا کاتب سعید بن حمید بیعت لینے کے لئے آ گئے۔

سعید کا منتصر کی بیعت میں ہچکچاہٹ کا شکار ہونا

سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ احمد بن خصیب نے اس سے دریافت کیا کہ اے سعید تیری بربادی ہو کیا تیرے ساتھ دو تین کلمے ہیں جن کے ذریعے سے تو بیعت لیتا ہے میں نے کہا ہاں، کلمات ہیں، اور میں نے مضمون بیعت لکھ لیا ہے، چنانچہ حاضرین واردین سب کو وہی مضمون دیا گیا سعید کبیر آیا تو اسے منتصر نے موید کے پاس بھیجا، سعید صغیر سے کہا کہ تو معتز کے پاس جا اور بلا لا، سعید صغیر نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ اے امیر المومنین جب تک آپ اپنے ساتھیوں کی قلت کا شکار ہیں میں خدا کی قسم اس وقت تک آپ کے پس پشت نہ جاؤں گا جب تک لوگ جمع نہ ہو جائیں احمد بن خصیب نے کہا کہ یہاں وہ لوگ ہیں جو تیری غیر موجودگی میں کافی ہیں، تو جا، میں نے کہا جب تک اتنا مجمع نہ ہو جو میری غیر موجودگی میں کافی ہو، کیونکہ اس وقت تیرے مقابلہ میں اس کا زیادہ دوست ہوں۔

جب بہت سے سردار آ گئے اور انھوں نے بیعت کر لی تو میں روانہ ہوا میری حالت یہ تھی کہ میں اپنی جان سے مایوس ہو چکا تھا میرے ساتھ دو غلام تھے جب میں ابونوح کے دروازے پر پہنچا تو یہ حالت تھی کہ لوگ ادھر اُدھر پھر

رہے تھے جاتے تھے اور آتے تھے اچانک میں نے دیکھا کہ اس دروازے پر اسلحہ اور آلات حرب سے مسلح بہت بڑا مجمع ہے انھوں نے میری آہٹ پائی تو ان میں سے ایک سوار میرے ساتھ آ گیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کیونکہ وہ مجھے پہچانتا نہ تھا کہ تو کون ہے میں نے اپنا اصل حال اس سے چھپایا اور یہ بتایا کہ میں فتح کے بعض دوستوں میں سے ہوں، میں چلتا رہا یہاں تک کہ معتز کے دروازے پر پہنچ گیا۔

سعید کا معتز کو منتصر کی بیعت کیلئے بلانا

مجھے دروازے پر کوئی نہ ملا نہ دربان نہ پہرے والا نہ کوئی نوکر اور نہ کوئی اور مخلوق، یہاں تک کہ میں مرکزی دروازے تک پہنچ گیا پھر میں نے اسے بہت زور سے کھٹکھٹایا، بڑی دیر کے بعد مجھے جواب ملا کہ تو کون ہے میں نے کہا میں سعید صغیر امیر المومنین منتصر کا قاصد ہوں، وہ چلا گیا اور بڑی دیر لگائی اندیشے مجھ پر طاری ہونے لگے زمین مجھ پر تنگ ہو رہی تھی پھر دروازہ کھلا اور یکا یک بیدون خادم نکل آیا اور مجھ سے کہا کہ اندر آ، میرے بعد دروازہ بند کر دیا گیا، میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم میری جان گئی، اس نے مجھ سے واقعہ دریافت کیا میں نے اسے بتایا کہ امیر المومنین کے گلے میں پیالے سے پھندا لگ گیا اور وہ اسی وقت رحلت کر گئے اور سب لوگ جمع ہو گئے ہیں اور انھوں نے منتصر سے بیعت کر لی ہے، اس نے مجھے امیر عبداللہ المعتز باللہ کے پاس بھیجا ہے تا کہ وہ بھی بیعت میں حاضر ہوں، بیدون اندر گیا پھر میرے پاس آیا اور کہا اندر چلو، میں معتز کے پاس پہنچا اس نے کہا تیری زندگی خراب ہو کیا واقعہ ہے۔

میں نے واقعہ بتایا تعزیت کی رویا اور کہا اے میرے سردار چلئے اور ان پہلے لوگوں میں شامل ہو جایئے جنھوں نے بیعت کر لی ہے تا کہ آپ اس طریقے سے اپنے بھائی کا دل اپنے ہاتھ میں لے لیں، اس نے کہا تیرے لئے خرابی ہو صبح تک تو ٹھہر، پھر اس سے خوب باتیں بناتا رہا اور بیدون خادم اس میں میرا ساتھ دیتا رہا۔

معتز کا منتصر کی بیعت کیلئے آمادہ ہو جانا

یہاں تک کہ اس نے نماز کی تیاری کی اپنے کپڑے منگائے اور پہنے گھوڑا لایا گیا جس پر وہ سوار ہوا میں بھی اس کے ساتھ سوار ہو گیا میں نے وہ راستہ اختیار کیا جو عام راستے کو علاوہ تھا اور اس سے باتیں کرتا رہا اور معاملے کو اس پر سہل کرتا رہا اسے اپنے بھائی کی وہ باتیں یاد دلاتا رہا جنھیں وہ جانتا تھا یہاں تک کہ ہم لوگ عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے دروازے تک پہنچے، عبیداللہ نے مجھ سے اس کے متعلق پوچھا میں نے کہا وہی لوگوں سے بیعت لے رہا ہے فتح نے بیعت کر لی ہے وہ اس وقت مانوس ہو گیا۔

اتفاقاً ایک سوار جو ہمارے پیچھے ہو لیا تھا اور بیدون خادم کے پاس چلا گیا تھا اس نے اس سے آہستہ آواز میں کچھ کہا جسے میں نہیں جانتا، بیدون نے اسے جھڑک دیا وہ چلا گیا پھر سہ بارہ پلٹا اور ہر مرتبہ بیدون اسے دھتکار دیتا تھا اور جھڑک دیتا تھا کہ دور رہو، یہاں تک کہ ہم لوگ باب الحیر پہنچ گئے میں نے اسے کھلوایا تو مجھ سے پوچھا گیا تو کون ہے میں نے کہا کہ سعید صغیر اور امیر معتز میرے لئے دروازہ کھول دیا گیا، ہم لوگ منتصر کے پاس پہنچ گئے، جب منتصر نے اسے دیکھا تو اپنے قریب بلا لیا، گلے لگایا اور تعزیت کی، اور اپنی بیعت لی۔

اس کے بعد موید بھی سعید کبیر کے ساتھ آ گیا اس کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ ہوا، صبح ہوگئی تو منتصر جعفریہ گیا متوکل اور فتح کے دفن کرنے کا حکم دیا اور لوگوں میں سکون ہو گیا۔

سعید صغیر نے کہا کہ میں معتز سے خلافت منتصر کی خوشخبری کے انعام کا مطالبہ کرتا رہا جبکہ وہ دارالخلافت میں نظر بند تھا یہاں تک کہ اس نے مجھے دس ہزار درہم دے دیئے۔

بیعت نامۂ خلافت

منتصر کے لئے جو بیعت لی گئی اس کا مضمون یہ تھا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تم لوگ امیر المومنین عبداللہ المنتصر باللہ سے دل اور اعتقاد، رضامندی، رغبت اور اپنے باطن کے اخلاص اور دلوں کے انشراح اور سچی نیتوں کے ساتھ بیعت کرتے ہو، نہ تم پر زبردستی کی گئی ہے نہ تم مجبور کیے گئے ہو بلکہ یہ جانتے ہوئے اقرار کرتے ہو کہ اس بیعت اور اس کے مضبوط کرنے میں اللہ کی اطاعت اور تقویٰ ہے دین الٰہی کا اعزاز اور اس کا حق ہے، اللہ کے بندوں کی بھلائی ہے کلمۂ ایمان کا اجتماع ہے، شیرازہ بندی ہے، مصائب کو سکون، عواقب کا امن، دوستوں کی عزت، ملحدین کی بربادی ہے تم سب اس بناء پر بیعت کرتے ہو کہ محمد امام المنتصر باللہ اللہ کا بندہ اور اس کا خلیفہ ہے، جس کی اطاعت اور خیر خواہی اور اس کے حق کا ادا کرنا اور بیعت کا پورا کرنا تم فرض ہے، جس میں نہ تم شک کرو گے اور نہ نفاق کرو گے، نہ تم اس سے ہٹو گے، نہ تردد میں پڑو گے، تم اس کا حکم سننے اور اسے ماننے پر صلح پر مدد کرنے پر وفاداری اور استقلال پر، اور خیر خواہی ظاہری و باطنی پر، سفر میں اور حضر میں بیعت کرتے ہو کہ ہر وقت عبداللہ امام المنتصر باللہ امیر المومنین جو حکم دے ہر وقت اس کی اطاعت کرو گے تم اس پر بیعت کرتے ہو کہ تم اس کے دوستوں کے دوست دشمنوں کے دشمن رہو گے، خواہ وہ خاص ہوں یا عام قریب ہوں یا دور، تمہارا باطن اس معاملے میں ظاہر کے مطابق رہے گا اور تمہارے قلوب تمہاری زبانوں کی طرح ان امور پر راضی رہیں گے جواب یا آئندہ امیر المومنین تمہارے لئے پسند کریں گے، تم اپنے اوپر اور اپنی گردنوں میں اس بیعت کی تجدید و تاکید کرنے کے بعد امیر المومنین کو اپنی ہمہ قسم رغبت، خوشی قلب اور نیت، سلامتی خواہشات نذر دینے کی بیعت کرتے ہو، جس کی اللہ نے تم پر تاکید کی ہے اس کے توڑنے کی کوشش نہ کرو گے، کوئی برگشتہ کرنے والا تمہیں اس معاملے میں مدد اور اخلاص اور خیر خواہی و محبت سے برگشتہ نہ کر سکے گا نہ بدلو گے نہ تم میں سے کوئی رجوع کرنے والا اپنی نیت سے رجوع کرے گا، نہ اپنے ظاہر کے خلاف اتفاق کرے گا، تمہاری وہ بیعت جو تم نے اپنی زبان اور اپنی ذمہ داریوں کو دی ہے اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی باتوں کی اطلاع ہے وہ مافی الضمیر سے آگاہ ہے یہ بیعت اپنی تمام ذمہ داریوں کی تکمیل پر مبنی ہے کہ تم اخلاص رکھو گے، مدد کرتے رہو گے، محبت کرو گے، تمہاری طرف سے کوئی دغا و نفاق اور حیلہ و بہانہ کبھی نہ ہوگا یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملو کہ اس کے عہد کو پورا کرنے والے اور اس کے اس حق کو جو تم پر واجب ہے ادا کرنے والے ہو، نہ انتظار کرنے والے کیونکہ تم میں سے وہ لوگ جو امیر المومنین سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے لہذا

جس نے عہد شکنی کی اس نے اپنے ہی اوپر عہد شکنی کی اور جس نے اسے پورا کیا جس پر اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ اسے اجر عظیم عطا کرے گا تم پر یہ لازم ہے کہ اور وہ بھی کہ جو اس بیعت نے تمہاری گردنوں میں مضبوط کر دیا ہے جس پر تم نے اپنی سچی قسمیں دی ہیں اور وہ بھی لازم ہے جس کی شرط کی گئی ہے وفائے عہد، مدد، محبت، اور کوشش، خیر خواہی، تم پر اللہ کے عہد کا پورا کرنا لازم ہے کیونکہ اس کے عہد کے متعلق باز پرس کی جائے گی تم پر اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری پوری کرنا بھی ضروری ہے جو مضبوط عہد انبیاء اور رسل اور اس کے بندوں سے لئے گئے ان سب سے زیادہ وہ سخت ہے جو تم سے اس بیعت میں عہد لیا گیا ہے اور اسے نہ بدلو اطاعت کرو، نافرمانی نہ کرو، سچائی اختیار کرو، اور شک میں نہ پڑو، اور سنبھالے رہو جس طرح اہل اطاعت اپنی اطاعت کو سنبھالتے رہتے ہیں، تمہیں اس سے نہ کوئی خواہش پلٹنے پر مجبور کرے اور نہ کوئی برگشتہ کرنے والا اور نہ کوئی گمراہی تمہیں راہ ہدایت سے موڑ سکے۔ تم اپنی جان اور کوشش صرف کرو گے اور مقدم کرو گے دین اور اطاعت کے حق کو، جو کچھ تم نے اپنے اوپر لازم کیا ہے اللہ تعالیٰ تم سے اس بیعت میں سوائے وفاداری کے کچھ قبول نہ کرے گا جس نے تم میں سے امیر المومنین سے یہ بیعت کی اور اسے مضبوط کر دیا اور پھر باطن میں یا ظاہر میں کھلم کھلا یا بہانہ و حیلہ سے اس کی عہد شکنی کی پھر نفاق کیا اور اس عہد میں جو وہ اپنی طرف سے اللہ سے کر چکا ہے اور امیر المومنین کے مواثیق میں اور اللہ کے معاہدوں میں جو اس پر ہیں اس میں کوشش کے بجائے بے پروائی استعمال کرے گا یا باطل کی طرف جھکے گا حق کی مدد کے بجائے اور ہٹ جائے گا اس راستے سے جس سے وفادار لوگ اپنی وفائے عہد سے پناہ پاتے ہیں۔

مختصر ہدایت نامہ

ہر وہ شخص جس نے اس میں خیانت کی اور ذرا سا بھی عہد توڑا تو وہ تمام اشیاء جن کا وہ مالک ہو خواہ مال ہو یا جائداد مویشی ہوں یا زراعت، یا دودھ والے جانور سب اللہ کے راستے میں مساکین پر صدقہ ہیں اور اس پر یہ حرام ہے کہ اس جائداد میں سے کوئی چیز اپنے مال میں کسی حیلے یا بہانے سے شامل کر لے۔ اور جو مال اپنی باقی ماندہ زندگی میں حاصل کرے خواہ وہ کم قیمت ہو یا اس کی مقدار بڑی ہو، تو وہ سب کمائی موت کے وقت تک اللہ کی راہ میں ہے یہاں تک کہ اسے موت آ جائے اور ہر وہ غلام جس کا وہ آج سے تیس سال تک مالک ہو گا مذکر ہو یا مونث سب اللہ کے لئے آزاد ہیں۔ اور اس کی عورتیں جس دن سے اس کی قسم ٹوٹے اور جن سے وہ بعد میں تیس سال تک نکاح کرے سب پر طلاق بائنہ ہے بطور طلاق حرج و سنت کے کہ جس میں نہ دوسری طلاق ہے اور نہ رجعت ممکن ہے، اور اس پر تیس حج کے لئے بیت اللہ الحرام تک جانا واجب ہے نہ قبول کریگا اللہ اس سے سوائے پاسداری بیعت کے، وہ اللہ و رسول سے بری ہے اور خدا اور رسول اس سے بے تعلق ہیں، نہ قبول کرے گا اللہ اس سے فرض یا نفل کو، اور اللہ تم پر اس معاملے میں گواہ ہے، اور اللہ ہی کی شہادت کافی ہے۔

قتل متوکل کی شہرت
اور ماحوزہ میں منتصر کے خلاف ہنگامہ

روایات میں آیا ہے کہ جب اس دن کی صبح ہوئی جس دن منتصر سے بیعت کی گئی تھی تو ماحوزہ میں جعفر کے قتل کی خبر پھیل گئی اور ماحوزہ وہ شہر ہے جسے جعفر متوکل نے سامرا میں بنایا تھا اور جعفریہ کے مرکزی دروازے پر لشکر، شاکریہ اور ان کے علاوہ آوارہ گرد اور عوام جمع ہو گئے بہت مجمع ہو گیا وہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے سننے لگے ہجوم کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے پر چڑھ گئے اور بیعت کے بارے میں گفتگو کرنے لگے، ان کی طرف ابن عتاب آنکلا یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص ان کی طرف نکلا وہ زرافہ تھا، اس نے انھیں منتصر کی وہ باتیں پہنچائیں جو وہ پسند کرتے تھے انھوں نے اسے بے بھاؤ کی سنائیں۔

ہجوم الناس سے لوگوں کا مرنا

وہ منتصر کے پاس گیا اور اسے خبر دی وہ نکلا اور اس کے سامنے ایک جماعت مغربی فوج کی تھی جنھیں اس نے پکارا کہ اے کتو انھیں پکڑو، انھوں نے لوگوں پر حملہ کر دیا اور تین دروازوں تک دھکیل آئے لوگ آپس میں دھکم پیل کرنے لگے اور بعض لوگ دوسروں پر گر پڑے، پھر وہ لوگ ہتھیاروں سے جدا ہوئے اور جو لوگ بھیڑ اور روندنے سے مر گئے تھے ان کی تعداد کے متعلق بعض راوی کہتے ہیں کہ وہ چھ تھے اور بعض کہتے ہیں وہ تین سے چھ تک تھے۔

اسی سال اپنی بیعت کے ایک دن بعد منتصر نے ابوعمرہ احمد بن سعید کو بنی ہاشم کا آزاد کردہ غلام تھا حاکم فوجداری بنایا کسی شاعر نے کہا:

وائے بر بادی اسلام جبکہ لوگوں میں عدالت کا حاکم ابوعمرہ بن گیا
وہ امت پر امین سمجھا گیا حالانکہ وہ اونٹ کی ایک مینگنی پر بھی امین نہیں ہے

اسی سال ذی الحجہ میں منتصر نے علی بن معتصم کو سامرا سے بغداد نکال دیا اور اس پر پہرہ مقرر کر دیا،

اسی سال محمد بن زینبی نے لوگوں کو حج کرایا،

۲۴۸ھ کے اہم واقعات

احمد اور وصیف

مؤرخین کے مطابق اس کا سبب یہ ہوا کہ احمد بن خصیب اور وصیف کے درمیان بغض تھا اور آپس کی بات چیت بند تھی جب منتصر خلیفہ ہوا اور ابن خصیب اس کا وزیر بنایا گیا تو احمد بن خصیب نے منتصر کو وصیف کے خلاف ابھارا اور اسے اپنی جماعت سے نکال کر سرحد پر جنگ کے لئے روانہ کرنے کا مشورہ دیا، وہ کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ منتصر نے اسے بلوایا اور جنگ کے لئے روانہ کرے تو اس سے احمد بن خصیب نے کہا کہ آزاد کردہ غلاموں پر کس کی جرات ہو گی، جب تک کہ آپ وصیف کو جنگ پر جانے کا حکم نہ دیں (یعنی وصیف کو جنگ پر بھیجے بغیر اور کوئی بھی اس کے لئے

تیار نہ ہوگا اس لئے وصیف کی روانگی ضروری ہے)۔

منتصر کا وصیف کو رومیوں سے جنگ کیلئے اکسانا

منتصر نے بعض درباریوں سے کہا کہ جو شخص دارالخلافت پر حاضر ہوا سے اندر آنے کی اجازت دے چنانچہ درباریوں اجازت دی گئی جن میں وصیف بھی تھا منتصر نے اس سے متوجہ ہو کے کہا کہ اے وصیف میرے پاس سرکش بادشاہ روم کے متعلق خبر آئی ہے کہ اس نے سرحدوں کی طرف برے ارادے سے توجہ کی ہے یہ ایسا امر ہے کہ اس سے بچنا اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ یا تو تم جنگ کے لئے جاؤ یا میں جاؤں، وصیف نے کہا کہ اے امیر المومنین میں جاؤں گا، منتصر نے کہا اے احمد وصیف کی ضروریات پر توجہ کر خواہ وہ جس مقدار میں بھی ہوں، اور وہ اس کے لئے مہیا کر احمد نے کہا بہتر اے امیر المومنین، فرمایا کیا؛ بہتر، اسی وقت اس کے لئے کھڑا ہو۔

اے وصیف اپنے کاتب کو حکم دے کہ وہ بھی جن چیزوں کی حاجت ہے ان میں اس کی مدد کرے اور اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اس مسئلے میں وہ تیری ضروریات رفع کردے۔

احمد بن خصیب بھی اٹھ کھڑا ہوا اور وصیف بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی تیاری میں مشغول رہا یہاں تک کہ روانہ ہو گیا مگر اسے فلاح و کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

سرکش رومیوں کا سر اٹھانا

ایک روایت ہے کہ جب منتصر نے وصیف کو بلا کے جنگ کے لئے حکم دیا تو اس سے کہا کہ سرکش یعنی بادشاہ روم نے نقل و حرکت کی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ بلاد اسلام میں جہاں سے گزرے گا سب کو ہلاک اور قتل کرے گا اور بچوں اور عورتوں کو قید کرے گا جب تو لڑے اور لوٹنے کا ارادہ کرے تو بہت جلد امیر المومنین کے دروازے کی طرف واپس آنا، سرداروں کی ایک جماعت کو اس کے ہمراہ روانگی کا حکم دیا لوگوں کا اس کے لئے انتخاب کیا فوج، شاکریہ لشکر اور آزاد کردی غلاموں میں سے جو لوگ اس کے ہمراہ ہوئے وہ تقریباً دس ہزار تھے مقدمہ پر مزاحم بن خاقان برادر فتح بن خاقان ساقہ پر محمد بن رجا میمنہ پر سندی بن بختاشہ اور دراجے پر (دراجہ وہ لشکر ہوتا ہے جو قلعہ شکن آلات رکھتا ہے) نصر بن سعید مولیٰ مامور تھا وصیف کے نائب کو جو سامرا کا کوتوال تھا منتصر نے لوگوں اور لشکر پر حاکم بنا دیا۔

منتصر نے اپنے آزاد کردہ غلام وصیف کو جنگ کے لئے روانہ کرتے وقت محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک فرمان لکھا جو مندرجہ ذیل ہے؛

فرمان جہاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم امیر المومنین عبداللہ محمد المنتصر باللہ کی طرف سے امیر المومنین کے آزاد کردہ غلام محمد بن عبداللہ کی جانب!

السلام علیکم!

بے شک امیر المومنین تیری سلامتی پر اس اللہ کی حمد کرتا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے بندے اور رسول ﷺ پر رحمت بھیجے۔

اما بعد، اللہ نے (اسی کے لئے تمام تعریفیں اس کی نعمتوں پر اور شکر ہے اس کے عمدہ

امتحان پر) اسلام کو انتخاب کیا اور اسے فضیلت دی اور پورا کیا اور کامل بنایا اور اسے اپنی رضا مندی اور ثواب کا وسیلہ اور اپنی رحمت کا کھلا ہوا راستہ اور اپنے ذخیرہ کرامت کا سبب بنایا جس نے اس کی مخالفت کی اور اسے مغلوب کر دیا اور جس نے اس کے حق ہونے سے انکار کیا اسے ذلیل کر دیا اور اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا اور اسے سب سے زیادہ مکمل اور کامل شریعت کی اور افضل اور منصفانہ احکام کی خصوصیت بخشی اور اس کے لئے اپنی مخلوق میں بہترین اور اپنے بندوں میں سے برتر ترین محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور اپنے نزدیک تمام فرائض میں سے جہاد کا مرتبہ سب سے بڑا کر دیا اور رتبے کے اعتبار سے بھی اسے اپنے یہاں بلند ترین بنا دیا، اور تمام فرائض میں سے اپنے قریب پہنچنے کا واضح ترین ذریعہ اسی کو بنایا اس لئے کہ اللہ عزوجل نے اپنے دین کو عزت دی ہے اور دیدہ و دانستہ انکار کرنے والے مشرکوں کو ذلت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے اور فرض کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، نکلو بغیر سامان کے یا سامان کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرو، اگر تم جانتے ہو تو یہ تمھارے لئے بہتر ہے کوئی ایسی حالت مجاہد فی سبیل اللہ پر نہیں گزرتی کہ وہ اللہ کی راہ میں تکلیف نہیں برداشت کرتا ور نہ ایذاء کو اور وہ کچھ خرچ نہیں کرتا اور وہ دشمن سے قتال نہیں کرتا اور کسی شہر کا راستہ قطع نہیں کرتا اور وہ کسی قطعہ زمین پر نہیں گزرتا مگر اس کے لئے ان سب باتوں کی وجہ سے ایک امر ہے جو لکھا ہوا ہے اور ایک ثواب عظیم ہے جو بہت عظیم ہے اور ایک اجر ہے جس کی امید دلائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ اس لئے ہے کہ بیشک انھیں اللہ کی راہ میں نہیں پہنچتی ہے پیاس اور نہ تکلیف اور نہ بھوک اور وہ کسی زمین پر اس طرح نہیں گزرتے جس سے کفار کو غصہ آتا ہے اور انھیں دشمن سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی ہے مگر یہ ان کے عوض ان کے واسطے عمل صالح لکھا جاتا ہے بیشک اللہ مخلصین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا اور وہ لوگ کچھ خرچ نہیں کرتے ہیں تھوڑا یا بہت اور نہ کوئی میدان وکوہ قطع کرتے ہیں مگر ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ان کے سب سے اچھے اعمال کی جزا دے گا۔

اس کے بعد اللہ عزوجل نے اپنے نزدیک مجاہدین کے غیر مجاہدین پر زیادتی مرتبہ کی اور جو کچھ ان کے لئے اجر و ثواب کا وعدہ ہے اس کی اور جو کچھ ان کے لئے اس کے یہاں قریبی درجہ ہے اس کی تعریف فرمائی ہے۔

ارشاد ہے، برابر نہیں ہیں مومنین میں سے بغیر کسی ضرر کے بیٹھ رہنے والے، اللہ نے اپنی جان و مال سے جہاد کرنے والوں کو بلا عذر بیٹھے رہنے والوں پر یک گونہ بزرگی دی ہے اور اللہ نے سب سے نیکی کا وعدہ کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو غیر مجاہدین پر باعتبار اجر عظیم کے فضیلت دی ہے جہاد کے عوض اللہ تعالیٰ نے مومنین کو جان و مال خرید لئے ہیں اور اپنی جنت کو ان کے لئے قیمت بنایا

ہے اور اپنی خوشنودی کو ان کے لئے بدلہ اس کے خرچ کرنے پر اس کی جانب سے ایسا سچا وعدہ ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور ایسا منصفانہ حکم ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بیشک اللہ نے مؤمنین سے ان کی جان و مال کو اس قیمت کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کے لئے جنت ہے اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں یہ وعدہ اس پر واجب ہے جو توراۃ، انجیل، اور قرآن میں ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنا وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ لہٰذا تم اپنی اس تجارت سے خوش ہو جاؤ جو تم نے اللہ سے کی ہے اور یہ بڑی کامیابی ہے،

اللہ تعالیٰ نے زندہ مجاہدین کے لئے اپنی نصرت کا اور اپنی رحمت بھیجنے کا حکم فرمایا ہے اور شہدائے مجاہدین کے لئے دائمی حیات اور تقرب الی اللہ کا اور اپنے ثواب میں سے عظیم حصہ کی شہادت دی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ہے، تو ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے ہیں مردہ نہ سمجھ، وہ زندہ ہیں، اور اپنے پروردگار کے یہاں رزق پاتے ہیں، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے اس سے خوش ہیں اور ان لوگوں کو جو ان کے پسماندگان میں سے ان سے ملے ہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ نہ ان پر (آئندہ کا) کوئی خوف ہے اور نہ انھیں (گزشتہ کا) غم ہے۔

مومنین کے اعمال میں سے کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کے ذریعے مومنین اللہ عز وجل کا بارگاہ میں تقرب حاصل کریں اور اس کے ذریعے اپنے گناہ معاف کرانے میں اور عذاب الٰہی سے آزاد کرانے میں کوشش کریں، اور اس کے ذریعے اپنے پروردگار کی جانب سے ثواب کے مستحق نہیں مگر جہاد اللہ کے نزدیک ان سب اعمال سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے اور اس کے نزدیک بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے اور دنیا اور آخرت میں کامیابی کے زیادہ قریب ہے کیونکہ اہل جہاد نے اللہ کے لئے اپنی جان کھپائی تا کہ اللہ ہی کا بول بالا رہے اور انھوں نے اپنی جانوں کو اپنے پس افتادہ بھائیوں اور مسلمانوں کی عورتوں اور ان کی آبرو پر صرف کیا اور اپنے جہاد کے ذریعے دشمن کو مغلوب کیا،

جہاد فی سبیل اللہ

امیر المومنین نے اس لئے اسے دشمن خدا کے جہاد کے ذریعے سے تقرب بارگاہ الٰہی حاصل ہو اور اس کے حق کو ادا کیا جائے جو اس نے اسے اپنے دین کا محافظ بنا کر مقرر کر دیا ہے اور اس کے اولیاء کے اعزاز میں اپنے لئے تقرب کا تلاش کرتا، اور ان پر جو اس کے دین سے ہٹ گئے اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی اور اس کی فرمانبرداری سے جدا ہو گئے قوت و سزا کا نازل کرنا پسند ہے یہ مناسب سمجھا ہے کہ امیر المؤمنین کے آزاد کردہ غلام وصیف کو اسی سال اللہ کے دشمن کفار روم کے علاقوں کی طرف غازی مقرر کرے، اس لئے کہ اس کی فرمانبرداری اور خیر خواہی اور قواعد جنگ پر عمدہ مہارت اور ہر اس چیز میں اس کی خلوص نیت کے متعلق جس نے

اسے اللہ اور خلیفۃ اللہ کا مقرب بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کو معرفت عطا فرما دی ہے۔

امیر المؤمنین نے یہ مناسب سمجھا ہے اور اللہ ہی مددگار اور توفیق دینے والا ہے کہ وصیف کا اور اس کے ان آزاد کردہ غلاموں کا اور اس کے عام لشکر کا اور فوج شاکریہ کا جنھیں امیر المؤمنین نے اس کی ہمراہی کے لئے قائم کیا ہے ۱۲ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کو جو عجمی تقویم کی رو سے حزیران کے مطابق ہے سرحد ملطیہ پر پہنچنا ہو اور دشمنان خدا کے ملکوں میں تموز (موسم گرما) کے سب سے پہلے دن داخل ہو، اسے جان لے اور امیر المؤمنین کے اس فرمان کی نقل اپنے علاقے کے اطراف کے کارندوں کو بھی لکھ بھیجے انھیں یہ حکم دے کہ جو مسلمان ان کے سامنے ہوں انھیں پڑھ کر سنائیں، انھیں جہاد کی ترغیب دیں، اس پر برانگیختہ کریں اور انھیں جہاد کے لئے روانہ کریں انھیں وہ ثواب بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے اہل جہاد کے لئے انھیں مقرر کیا ہے تاکہ اچھے نیت والے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھنے والے اور جہاد کا شوق رکھنے والے اپنے دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہونے والے اور اپنے بھائیوں کی نصرت کے لئے سفر کرنے والے اور اپنے دین کی مدافعت کرنے والے اور اپنی حدود سے دشمن کو دور کرنے والے بن جائیں۔

اس فرمان کے مطابق وصیف آزاد کردہ غلام امیر المؤمنین کے لشکر کے ملطیہ پر اس وقت پر پہنچنے پر جس کو امیر المؤمنین نے ان کے لئے مقرر کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ عمل کریں،

(والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،)

وصیف کو سرحدات پر چار سال تک ٹھیرنے کا حکم

مذکورہ بالا فرمان احمد بن خصیب نے ۷ محرم ۲۴۸ھ کو لکھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے وصیف کے لشکر کے اخراجات در سد اور مال غنیمت اور اس کی تقسیم پر اس شخص کو مقرر کیا جو ابو الولید الجریری البجلی کے نام سے مشہور تھا اس کے ساتھ ساتھ منتصر نے بھی وصیف کو لکھا کہ جب وہ اپنی اس جنگ سے فارغ ہو کر لوٹے تو سرحدی علاقوں میں چار سال تک قیام کرے اور وہاں کے اوقات جنگ میں جنگ کرتا رہے یہاں تک کہ امیر المؤمنین اپنی رائے سے اس کو اطلاع دیں

اسی سال مؤید و معتز نے اپنے آپ کو ولایت عہد خلافت سے سبکدوش کر دیا۔ ان کی دستبرداری کا اظہار منتصر نے قصر جعفری جدید میں کیا۔

مؤید و معتز کی ولی عہدی سے دستبرداری

مؤرخین کے مطابق جب منتصر باللہ کے تمام امور خلافت درست ہو گئے تو احمد بن خصیب نے وصیف اور بغا سے کہا کہ ہم لوگ ان دونوں جوانوں سے مطمئن نہیں ہیں جب امیر المؤمنین مر جائے گا تو معتز حاکم (خلیفہ) بن جائے گا پھر ہم میں سے کسی کو باقی نہ رہنے دیگا اور ہماری اولاد کو بھی مٹا دے گا میری یہ رائے ہے کہ قبل اس کے کہ یہ دونوں ہم پر قابو پائیں ہم ان دونوں لڑکوں کو معزول کرنے کی کوشش کریں۔

تمام ترکوں نے اس معاملے میں کوشش کی اور منتصر سے اصرار کیا کہ اے امیر المؤمنین ان دونوں کو خلافت

سے معزول کر دیجئے اور اپنے فرزند عبدالوہاب کے لئے بیعت لے لیجئے مگر منتصر اپنے بھائی معتز و موید کا اکرام کرتا رہا، باوجود یکہ اس کا میلان موید کی طرف زیادہ تھا۔

معتز کی خوش فہمی ٹوٹنا

جب اس کی خلافت کو چالیس دن گزر گئے تو معتز و موید کو حاضر کرنے کا حکم دیا جبکہ وہ دونوں اس کے پاس سے واپس جا چکے تھے پھر بلائے گئے اور ایک گھر میں ٹھہرائے گئے معتز نے موید سے کہا کہ اے بھائی تم جانتے ہو کہ ہم کیوں بلائے گئے ہیں اس نے کہا کہ اے بدبخت معزول کرنے کے لئے۔ معتز نے پھر کہا کہ مجھے گمان نہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا کیا جائے۔

وہ لوگ اسی قسم کی باتوں میں تھے کہ معزولی کے پیامبران کے پاس پہنچ گئے موید نے کہا کہ میں نے سنا اور مان لیا معتز نے کہا کہ میں اس کے لئے تیار نہیں ہوں اگر تم قتل کرنا چاہو تو تمھیں اختیار ہے۔

وہ لوگ منتصر کو پاس لوٹ گئے اور اسے اس جواب سے آگاہ کیا، پھر سخت غصے میں واپس آئے معتز کو سختی سے گرفتار کر کے ایک کوٹھری میں بند کر دیا۔

مؤیداور معتز کی زبوں حالی

یعقوب بن السکیت سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ مجھ سے موید نے بیان کیا کہ جب میں نے یہ واقعہ دیکھا تو میں نے جرات کی اور زبان درازی سے کام لیکر ان سے کہا کہ اے کتو یہ کیا حرکت ہے تم نے ہمارے خون پر جرأت کی ہے اسی طرح کا حملہ اپنے آقا پر کر چکے ہو دور رہو دور، خدا تمھیں بدحال کرے، مجھے چھوڑ دو کہ میں معتز سے گفتگو کروں، وہ لوگ فوراً کچھ کہنا چاہتے تھے مگر مجھے جواب دینے سے باز رہے اور تھوڑی دیر ٹھہر گئے مجھ سے کہا اگر تو چاہتا ہے تو اس سے مل لے، مجھے یہ گمان ہوا کہ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کر لیا ہے میں اس کی طرف چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کوٹھری میں رو رہا ہے میں نے کہا ارے جاہل تو دیکھتا ہے کہ ان لوگوں نے تیرے باپ سے اپنی مراد حاصل کر لی اور وہی ہوا جو وہ چاہتے تھے پھر بھی تو ان سے مزاحمت کرتا ہے معزول ہو جا، تجھ پر خرابی ہو، اور (اب) انھیں واپس نہ کر، معتز نے کہا سبحان اللہ، وہ امر جس کا فیصلہ ہو چکا، شہرت ہو چکی، ساری دنیا میں پھیل گیا، اس سے دست بردار ہو جاؤں، میں نے کہا اسی بات نے تیرے باپ کو قتل کیا، اے کاش، وہ تجھے قتل نہ کر دے، اسے دور کر تو برباد ہو جائے کیونکہ خدا کی قسم اگر اللہ کے علم میں یہ امر آ چکا ہے کہ تو حاکم بنے گا تو ضرور ضرور بنے گا، معتز نے کہا، اچھا، موید نے یہ سن کر نکل کر کہا اس نے قبول کر لیا۔

معزولی نامہ کی تحریر

لہٰذا امیر المؤمنین کو اطلاع کر دو وہ لوگ گئے کچھ دیر بعد واپس آئے اور مجھے دعائے خیر دی، ان کے ساتھ ایک کاتب بھی داخل ہوا جس کا وہ کچھ نام لے رہے تھے اس کے ہمراہ دوات وکاغذ بھی تھا وہ بیٹھ گیا ابو عبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ تم اپنے قلم سے اپنی معزولی لکھو، جس سے وہ حیرت زدہ ہو گیا میں نے کاتب سے کہا کہ مجھے تو جو کچھ اطلاع چاہیے گا وہ میں لکھ دوں گا، مجھ سے منتصر کے نام ایک عریضہ لکھوایا، جس میں میں نے اسے اپنی ...

دی کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ میرے لئے مقتدا بننا حلال نہیں ہے، اور یہ بھی ناپسند ہے کہ میری وجہ سے متوکل گناہ گار ہو، جبکہ میں اس ذمہ داری کے لئے نااہل ثابت ہوں، میں نے اس سے معزولی کی درخواست کی۔ اور اسے یہ اطلاع دی کہ میں نے اپنے آپ کو معزول کر دیا ہے اور لوگوں کو اپنی بیعت سے آزاد کر دیا ہے میں نے بالکل اس کی خواہش کے مطابق لکھ دیا، پھر میں نے کہا اے ابو عبداللہ تو بھی لکھ دے وہ رکا، میں نے کہا تجھ پر خرابی ہو، لکھ دے آخر لکھ دیا۔

مؤید اور معتز کی منتصر کے دربار میں پیشی اور گفتگو

وہ کاتب ہمارے پاس سے چلا گیا پھر ہمیں بلانے لگا تو میں نے کہا کہ آیا ہم لوگ اپنے کپڑے بدل لیں یا اسی حالت میں چلیں، کہا بدل لو، میں نے کپڑے منگا کر پہنے اور عبداللہ نے بھی ایسا ہی کیا اور ہم لوگ روانہ ہوئے۔

جب پہنچے تو منتصر اپنی مجلس میں تھا لوگ حسب مراتب بیٹھے ہوئے تھے ہم نے سلام کیا سب نے جواب دیا، منتصر نے ہمیں بیٹھنے کا حکم دیا اور پوچھا کہ یہ تم دونوں کا خط ہے معتز خاموش رہا، میں نے سبقت کر کے کہا کہ جی ہاں اے امیر المؤمنین یہ میرا ہی خط ہے میرے سوال اور میری رغبت کے متعلق معتز سے میں کہا بول اس نے بھی یہی کہا۔

منتصر ہماری طرف متوجہ ہوا ترک بھی کھڑے تھے اس نے کہا کہ کیا تم دونوں یہ گمان کرتے ہو کہ میں نے تم کو اس لالچ میں معزول کر دیا ہے کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں گا جب تک میرا لڑکا بڑا ہو، اور میں اس کے لئے بیعت لے لوں، خدا کی قسم میں نے گھڑی بھر کے لئے بھی کبھی اس قسم کا لالچ نہیں کیا جب اس معاملے میں لالچ نہیں تھا تو خدا کی قسم مجھے اپنے باپ کے بیٹوں کا حاکم بننا چچا کے بیٹوں کے حاکم بننے سے زیادہ پسند ہے لیکن ان لوگوں نے (اس نے تمام آزاد کردہ غلاموں کی طرف اشارہ کیا جو وہاں کھڑے اور بیٹھے ہوئے تھے) مجھ پر تم دونوں کے معزول کرنے پر بہت اصرار کیا مجھے اندیشہ ہوا اگر میں ایسا نہ کروں تو ان میں سے کوئی تم دونوں کے ساتھ ہتھیار سے پیش آئے اور تم دونوں کو قتل کر دے۔ تو تم دونوں مجھے کیسا خیال کرو گے۔ خدا کی قسم ان سب کا خون مل کر بھی تم میں سے کسی ایک کے خون کے برابر نہیں ہو سکتا، اس لئے مجھ پر ان کی درخواست کا قبول کر لینا زیادہ آسان ثابت ہوا۔

یعقوب نے کہا کہ دونوں اس پر جھک گئے اور اسکے ہاتھ پر بوسہ دیا اس نے دونوں کو چمٹا لیا پھر وہ دونوں واپس چلے گئے۔

مؤید اور معتز دونوں کا اپنے کو معزول کرنا

بیان کیا گیا ہے کہ جب ہفتہ ۲۳ صفر ۲۴۸ھ ہوئی تو معتز اور موید نے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور ہر ایک نے اپنے قلم سے ایک ایک رقعہ لکھا کہ اس نے اس بیعت سے جو اس کے لئے کی گئی تھی اپنے آپ کو معزول کر دیا ہے لوگ اس بیعت کو توڑنے میں آزاد ہیں وہ دونوں اس کا حق ادا کرنے سے معذور ہیں۔

دونوں اسی بات کو بیان کرنے کے لئے سب کے درمیان کھڑے ہو گئے سب لوگ تمام ترک، معززین، سردار، اور قاضی القضاۃ قاضی جعفر عبدالواحد، سردار، بنی ہاشم، اور تمام محکموں کے حکام، اور جماعت اور دربانوں کے سب لوگ، اور عبداللہ بن طاہر، وصیف، بغا الکبیر، اور تمام حاضرین دربار عام و دربار خاص سب موجود تھے اس کے بعد

ان کے استعفاء کا مضمون مندرجہ ذیل ہے۔

مضمون استعفاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر المومنین المتوکل علی اللہ نے اس خلافت کو میری گردن میں ڈالا تھا اور میرے لئے بیعت لی تھی، جبکہ میں بچہ تھا یہ فعل میرے ارادے کے بغیر اور صرف ان کی محبت کی وجہ سے ہوا تھا جب میں نے اپنے معاملے کو سمجھا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں اس ذمہ داری کا اہل نہیں ہوں جو انھوں نے میری گردن میں ڈال دی ہے۔ اور نہ مجھ میں مسلمانوں کی خلافت کی صلاحیت ہے اس لئے جس شخص نے میری بیعت کی تھی وہ اس بیعت کو توڑنے میں آزاد ہے میں تمھیں اس سے آزاد کر دیا ہے تمھیں تمھاری قسموں سے بری کر دیا ہے۔ میرا کوئی عہد اور کوئی معاملہ تمھاری گردن میں نہیں ہے تم لوگ اس سے بری ہو۔

اس مضمون کو احمد بن خصیب نے پڑھا تھا ان دونوں نے کھڑے ہو کر تمام حاضرین سے کہا کہ یہی ہمارا رقعہ ہے اور یہی ہمارا قول ہے لہٰذا تم لوگ گواہ رہو، میں نے تمھیں تمھاری قسموں سے بری کر کے بیعت سے آزاد کر دیا ہے۔

اس وقت منتصر نے ان دونوں سے کہا کہ خدا تمھارا اور مسلمانوں کا بھلا کرے پھر کھڑا ہوا اور اندر چلا گیا پہلے مجمع میں بیٹھا تھا اور ان دونوں کو اپنے قریب بٹھایا تھا پھر تمام حکام کو ان دونوں کی معزولی کے متعلق ایک فرمان لکھوایا، یہ واقعہ صفر ۲۴۸ء میں پیش آیا۔

منتصر کا فرمانِ معزولی جاری کرنا

منشور المنتصر باللہ بنام ابو العباس محمد بن عبداللہ بن طاہر غلام آزاد کردہ امیر المومنین در بارۂ معزولی ابو عبداللہ المعتز باللہ و المؤید باللہ۔

امابعد، بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے اس کی نعمتوں پر اور اس کا شکر ہے اس کے عمدہ امتحان پر اس نے ہمیں اپنے خلفاء میں سے حکومت کے ان امور کا جن کے لئے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث کیا تھا، اور اپنے دین کی حمایت کرنے والا اور اپنے حق کی طرف بلانے والا اور اپنے احکام کو جاری کرنے والا بنا دیا، اپنی اس بزرگی کو جو خاص طور پر انھیں عطا فرمائی اپنے بندوں کے لئے باعث بقا اور اپنے شہروں کے لئے باعث اصلاح و رحمت بنا دیا جس کے ذریعے اس نے اپنی مخلوق کو آباد کیا آپ ﷺ کی فرمانبرداری کو فرض کر دیا۔ اسے اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ملا دیا، اسے اپنے قرآن میں واجب کر دیا کیونکہ اس میں مصائب سے نجات، خواہشوں کا اجتماع، پریشانی کی اصلاح، راستوں کا امن، دشمن پر غلبہ، عورتوں کی حفاظت، سرحدوں کا دفاع، اور تمام امور کا انتظام، ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

"اطیعو اللہ و اطیعو الرّسول و اولی الامر منکم"۔

ترجمہ۔ اللہ کی فرمانبرداری کرو، اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو، اور ان حکام کی جو

تم میں سے ہوں۔

لہذا اللہ کے خلفاء پر جنھیں اس نے اپنی اتنی بڑی نعمت سے سرفراز کیا انھیں اپنی زندگی کے اعلیٰ مرتبے کے لئے مخصوص کیا اور انھیں ان امور کا جنھیں اس نے اپنی رحمت کا وسیلہ اور اپنی خوشنودی وثواب کا سبب بنایا ہے، نگہبان بنایا اس کا یہ حق ہے کہ وہ ہر حالت میں جو انھیں پیش آئے اس کی اطاعت کو اختیار کریں اور اس کے حق کو خود ور قائم کریں،

امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ سے اس کے محتاج اور اس کی عظمت کے آگے ذلیل بن دعا کرتے ہیں کہ وہ امیر کی ان امور میں مدد کرے، جن میں اس نے انھیں ذمہ دار بنایا، ایسی مدد کرے جس میں اس کی اصلاح ہو جو ذمہ داری اس پر ہے اس سے روگردانی نہ ہونے پائے۔ اپنی توفیق سے اپنی اطاعت پر اس کی اعانت کرتا ہے بیشک وہی سننے والا ہے اور قریب ہے

اے ابوالعباس! ان خطوط کا تمھیں اسی وقت علم ہو گیا تھا جب تو یہاں حاضر تھا جو کہ اپنے قلم سے لکھ کر ابو عبداللہ وابراہیم فرزندان امیر المومنین المتوکل علی اللہ نے امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کئے تھے جس میں انھوں نے وہ امور ذکر کئے تھے جن سے انھیں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا تھا جو امیر المؤمنین کی ان پر توجہ اور کمال مہربانی، نیک نظر کے متعلق تھے۔

امیر المؤمنین المتوکل علی اللہ نے ابو عبداللہ کو امیر المؤمنین کا ولی عہد مقرر کیا تھا اور ابو عبداللہ کے بعد ابراہیم کو ولی عہد مقرر کیا تھا یہ اس وقت ہوا تھا جبکہ ابو عبداللہ بچہ تھا اور تین سال کا بھی نہ ہونے پایا تھا وہ اس بار کو سمجھ نہ سکا جو اس کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور نہ اس بوجھ سے واقف ہو سکا جو اس کی گردن میں ڈالا گیا۔

ابراہیم بھی چھوٹا تھا جوانی کی حد تک نہیں پہنچا تھا نہ ان دونوں کے احکام جاری ہو سکتے تھے اور نہ اسلام کے احکام ان دونوں پر جاری ہوئے تھے جب وہ بالغ ہو گئے اور ان اعمال سے جو ان کی طرف منسوب کئے گئے تھے اور اس عہد کی کے قیام سے اپنی عاجزی پر واقف ہوئے تو ان دونوں پر واجب ہوا کہ اللہ اور جماعت مسلمین کی خیر خواہی کریں، اور اس معاہدہ سے جو ان دونوں کے لئے مقرر کیا گیا تھا اپنے آپ کو نکال دیں اور ان کاموں سے علیحدہ ہو جائیں جو ان کی گردن میں ڈالے گئے، ہر اس شخص کو جس کی گردن میں ان دونوں کی بیعت ہے اور اس پر قسم ہے آزاد کر دیں جبکہ وہ دونوں امور کو جن کے وہ اہل سمجھے گئے قائم نہیں کر سکتے اور نہ اس کو اپنی گردن میں ڈالے رکھنے کی استعداد رکھتے ہیں۔

وہ لوگ بھی جو ان دونوں کے اطراف میں امیر المؤمنین کے عہدہ داروں، آزاد کردہ غلاموں، لڑکوں، لشکر، اور شاکریہ میں سے وہ تمام لوگ جو عہدہ داروں کے ماتحت ہیں بارگاہ خلافت میں، خراسان میں اور تمام اطراف میں وان دونوں کے قبضے میں ہیں ان سب سے ان دونوں کی علامات نکال دی جائیں اور ان سب سے ان کے قبضے کا ذکر کیا جائے۔

امیر المؤمنین کا چند شخصوں کو معزول کرنا

وہ دونوں بھی عام مسلمانوں کی طرح ہوں گے وہ دونوں جو کچھ بیان کرتے ہیں اور امیر المؤمنین سے اسی کے متعلق تذکرہ کرتے رہتے ہیں اس بارے میں اس وقت سے اس سے درخواست کر رہے ہیں جب سے اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت پر پہنچایا، ان دونوں نے ولی عہدی سے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور اس سے علیحدہ ہو گئے ہر شخص کو جس پر ان دونوں کی بیعت اور قسم تھی امیر المؤمنین کے عہدہ داروں، اس کے دوستوں، رعیت میں سے قریب و بعید، حاضر و غائب، سب کو ان دونوں نے آزاد کر دیا اور اپنی بیعت و قسم کے متعلق چھوٹ دے دی، کہ وہ بھی انھیں معزول کر دیں جس طرح انھوں نے خود اپنے آپ کو معزول کر دیا، ان دونوں نے امیر المؤمنین کے لئے خود اپنی ذات سے اس سے بھی زیادہ سخت اللہ کا عہد لے لیا جو عہد و میثاق اس کے ملائکہ اور انبیاء اور اس کے بندوں سے لیا گیا تھا اور ان تمام قسموں پر بھی جو امیر المؤمنین (منتصر) نے ان دونوں کے لئے اس بات کے بارے میں مضبوطی کے ساتھ لی تھیں کہ وہ دونوں اپنے آپ کو اس کی فرمانبرداری، خیر خواہی، اور دوستی پر ظاہر و باطن میں قائم رہیں گے۔

وہ دونوں امیر المؤمنین سے درخواست کرتے ہیں کہ جو کچھ ان دونوں نے کیا ہے اسے وہ ظاہر اور شائع کر دے اور اپنے تمام دوستوں کو جمع کرے تاکہ وہ سب ان امور کو ان دونوں سے سن لیں۔

یہ درخواست ان دونوں کی اپنی طلب و رغبت اور طیب قلب سے جبر و کراہ کے بغیر ہے ان دونوں کے روبرو ان کے وہ رقعے پڑھے جائیں گے جو انھوں نے اپنے قلم سے لکھ کر پیش کئے ہیں جن میں انھوں نے اس ولی عہدی کو بحالت طفولیت ان کے لئے مقرر ہوئی اور بعد بلوغ اپنے آپ کو اس سے معزول کرنے کا اور ان اعمال کے متعلق جن کے وہ مولی بنائے گئے تھے اپنے سے واپس لئے جانے کے متعلق دونوں نے جو درخواست کی ہے اس کا ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں سے جو اس عہدہ کی وجہ سے ان کے ساتھ کر دیئے گئے تھے جو ان کے نواح کے سرکاری عہدہ داروں اور لشکروں، غلاموں، شاکریہ اور تمام لوگوں میں سے تھے جو ان عہدہ داروں کے ماتحت ہیں، اپنے عہدہ سے نکال دینے اور ان لوگوں سے اپنے ماتحت ہونے کی علامت کو زائل کرنے کی درخواست کی ہے کہ اس کے متعلق ایک فرمان تمام اطراف و اکناف کے حکام کو لکھ دیا جائے۔

بیشک امیر المؤمنین ان دونوں کے بیان کرنے اور پیش کش میں ان کی سچائی پر واقف ہیں۔ اور اپنے تمام بھائیوں اور اپنے اہل بیت کے جو بارگاہ میں تھے اور اپنے تمام عہدہ داروں، آزاد کردہ غلاموں، گروہوں، لشکر اور شاکریہ کے امراء، اور اپنے کاتبوں، قاضیوں، اور فقہاء وغیرہ کے اور اپنے تمام دوستوں کے جن کے روبرو ان امور کے متعلق ان دونوں کے لئے یہ

بیعت واقع ہوئی تھی بلانے میں سبقت کی، ابوعبداللہ اور ابراہیم فرزندان امیر المومنین المتوکل علی اللہ بھی موجود تھے ان کے رقعے جوان کی قلم سے تحریر تھے ان کی موجودگی میں امیر المومنین کی مجلس میں ان دونوں کے اور تمام حاضرین مجلس کے روبرو پڑھے گئے اور ان دونوں نے رقعے پڑھے جانے کے بعد ان باتوں کو اسی طرح زبان سے دہرایا جس طرح انھوں نے لکھا تھا امیر المومنین نے ان کی درخواست کو جو اپنی دستبرداری کی اشاعت اور اس کے اظہار واجراء کے متعلق تھی قبول کرنے میں اتفاق کو اس لئے مناسب سمجھا کہ اس میں تین حق ادا ہوتے تھے۔

(اول) اللہ عزوجل کا حق کہ اسنے امیر المومنین کو اپنی خلافت کا محافظ بنایا اور اس پر اپنے دوستوں کے لئے ایسی نگہبانی واجب کی جو مستقبل میں بالاتفاق ان سب کے قلوب میں الفت پیدا کرے۔

(دوم) رعایا کا حق ہے جو اس کے پاس اللہ کی امانت ہے، اسی لئے اپنی گردن میں ان امور کا بار اٹھانے والا اس شخص کو ہونا چاہیے جو رات دن اپنی عنایت، مہربانی، توجہ، اور عدل، رحمت سے ان کی رعایت کرے اللہ کے احکام کو اس کی مخلوق میں قائم کرے، سیاست کی مشکلات اور اصلاح تدبیر سے خوب واقف ہو۔

(سوم) ابوعبداللہ اور ابراہیم کا حق جو امیر المومنین پر ان کے بھائی ہونے کی وجہ سے اور ان کے رشتہ کی وجہ سے واجب ہے اس لئے کہ اگر وہ دونوں جس چیز سے جدا ہو گئے باوجود اپنی عاجزی کے اس پر باقی رکھے جائیں تو اس سے اطمینان نہیں ہوسکتا کہ یہ کسی ایسے نتیجہ پر نہیں پہنچیا گا جس میں دین کا ضرر ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے خرابی ہے اور اس میں ان دونوں پر بہت بڑا گناہ ہوگا، لہٰذا امیر المومنین نے ان دونوں کو معزول کر دیا جیسا کہ خود ان دونوں نے اپنے آپ کو ولی عہدی سے معزول کر دیا، اور امیر المومنین کے تمام بھائیوں نے اور جو اہل بیت کہ بارگاہ امیر المومنین میں ہیں ان سب نے بھی دونوں کو معزول کر دیا، امیر المومنین کے عہدہ داروں، آزاد کردہ غلاموں، گروہوں، روسائے لشکر وشاکریہ، کاتبوں، قاضیوں، فقہاء، وغیر اور امیر المومنین کے ان تمام متعلقین نے بھی انھیں معزول کر دیا جن کے روبرو ان دونوں کے لئے بیعت لی گئی تھی امیر المومنین نے اپنے تمام حکام کی جانب اس بارے میں فرمان نافذ کرنے کا حکم دے دیا، کہ وہ لوگ فرمان کے مطابق عمل کریں ابوعبداللہ اور ابراہیم کو ولی عہدی سے معزول کر دیں، جیسا کہ خود ان دونوں نے اس سے اپنے آپ کو معزول کر دیا دونوں نے خاص وعام اور قریب وبعید اور حاضر وغائب غرض کی تمام لوگوں کو اس سے آزاد کر دیا کہ لوگ ان کا ذکر ولی عہدی کا ساتھ نہ کریں جو چیزیں ولی عہدی کی نسبت سے ان کی طرف منسوب ہیں جیسے المعتز باللہ والموید باللہ اپنے خطوط والفاظ اور منبر پر ان دونوں کے لئے دعائیں ترک کر دیں، اور وہ سب ترک کر دیں، جو ان کے دفاتر میں ان کے ماتحت لوگوں پر

ان کی قدیم وجدید علامات ہیں جھنڈوں، اور لفافوں، پر سے ان کا ذکر مٹا دیں، اور جو گھوڑے شاکریہ اور رابطہ ان دونوں کے ناموں سے ہیں ان سے بھی ان کے نام نکال دیں۔

تیرا مرتبہ اور حال امیر المؤمنین نے نزدیک تیرے اس اخلاص کے مطابق ہے جو اللہ نے تجھے امیر المؤمنین کی اطاعت وخیر خواہی اور محبت وپیروی کو متعلق دیا ہے تیرا مرتبہ وہی ہے جو اللہ نے تیرے لئے تیرے بزرگوں اور خود تیری ذات کی وجہ سے واجب کیا ہے اللہ نے امیر المؤمنین کو تیری اطاعت اور مبارک حالی اور ادائے حق میں کوشش کے متعلق جو معرفت دی تیرا مرتبہ اسی کے مطابق ہے امیر المؤمنین نے اپنی ذمہ داری کے لئے تجھ سے اور ان سب سے جو تیرے قریب ہیں اور تمام اطراف ونواح میں ہیں ابو عبداللہ کی ماتحتی درو کرنے کے لئے تجھے منتخب کر لیا امیر المؤمنین نے اپنے اور تیرے درمیان کسی شخص کو نہیں کیا جو تجھ پر افسر ہو، اس بارے میں تمام محکموں کے حکام کے پاس حکم روانہ ہو گیا ہے لہٰذا تو بھی آگاہ ہو جا اور اپنے تمام حکام کو امیر المؤمنین کے اس فرمان کی نقل بھیج دے، اور انھیں عمل میں اسی کے مطابق حکم دیتا رہ، انشاء اللہ والسلام بقلم احمد بن خصیب یوم شنبہ ۲۰ صفر ۲۴۸ھ۔

اسی سال منتصر کی وفات ہوئی۔

منتصر کا مرض موت، وقت وفات اور مدت حیات!

منتصر کس مرض میں مرا؟

وہ مرض زیر اختلاف ہے جس کی وجہ سے منتصر کی وفات ہوئی بعض نے کہا ہے کہ بروز جمعرات ۲۵ ربیع الاول کو اس کے حلق میں درد ہوا اور ۵ ربیع الآخر بروز اتوار عصر کی نماز کے وقت وفات پائی یہ بھی کہا گیا ہے کہ بروز ہفتہ ۴ ربیع الآخر کو بوقت عصر اس کی وفات ہوئی۔

بیماری یہ تھی کہ اس کے معدے میں ورم ہوا جو قلب تک ترقی کر گیا اس کی بیماری تین دن کے قریب رہی۔

مجھ سے بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ اسے حرارت ہوئی اپنے کسی طبیب کو جو اس کا علاج کرتا تھا بلایا، اور اسے اپنی فصد کھولنے کا حکم دیا اس نے زہر آلود آلہ سے اس کی فصد کھولی جس سے اس کی موت ہو گئی۔ وہ طبیب جس نے اس کی فصد کھولی تھی اپنے مکان واپس چلا گیا اور اسے بھی بخار آ گیا اس نے اپنے شاگرد کو بلایا، اور اسے اپنی فصد کھولنے کا حکم دیا اور اس کے آلات اپنے سامنے رکھ لئے تا کہ ان میں سے سب سے اچھے آلہ کا انتخاب کرے، انھی میں وہ زہر آلود آلہ بھی تھا جس سے اس نے منتصر کی فصد کھولی تھی۔ اور وہ اسے بھول گیا تھا اس شاگرد نے ان آلات میں جو اس کے سامنے رکھے ہوئے تھے زہر آلود آلے سے زیادہ اچھا کوئی نہ پایا، اس نے اسی سے استاذ کی فصد کھول دی وہ اس آلے کے حال سے ناواقف تھا۔

چنانچہ جب اس نے اس آلے سے اس کی فصد کھولی تو اس کے استاذ نے اس کی طرف دیکھا اسے معلوم ہو گیا

تھا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا چنانچہ اس نے وصیت کی اور مر گیا،

ایک روایت یہ ہے کہ منتصر کو اپنے سر میں کوئی بیماری محسوس ہوئی ابن طیفوری نے اس کے کان میں تیل ٹپکایا جس سے اس کے سر پر ورم آ گیا اور فوراً پھیل گیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابن طیفوری ہی نے اس کے آلات حجامت کو زہر آلود کر دیا تھا۔

منتصر کی وفات کی پیشن گوئیاں

میں لوگوں سے مسلسل سن رہا ہوں کہ جب خلافت اسے پہنچی اس کے خلیفہ بننے سے مرنے تک یہی کہتے تھے کہ بیشک اس کی مدت حیات صرف چھ مہینے ہے جیسا کہ شیرویہ بن کسریٰ کی جو اپنے باپ کو قاتل تھا مدت حیات چھ مہینے تھی ہر خاص و عام کی زبان پر یہ مقولہ مشہور تھا۔

منتصر کا ڈراؤنا خواب

یسر خادم سے مذکور ہے وہ منتصر کے زمانہ خلافت میں اس کے بیت المال کا متولی و محافظ تھا اس نے بیان کیا ہے کہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک روز منتصر اپنے محل میں سو رہا تھا کہ یکا یک روتا اور چلاتا ہوا بیدار ہوا مجھے اس سے ہیبت محسوس ہوئی میں اس سے اس کے رونے کا سبب دریافت نہ کر سکا دروازے کے باہر ٹھہر گیا اتفاقاً عبداللہ بن عمر البازیار سے ملاقات ہوگئی اس نے بھی اس کی چیخ سنی تھی مجھ سے کہا اے یسر اسے کیا ہوا تیری بربادی ہو میں نے اسے بتا یا کہ وہ سو رہا تھا پھر روتا ہوا اٹھا۔

عبداللہ اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں اے امیر المؤمنین خدا آپ کی آنکھ کو نہ رلائے، منتصر نے کہا اے عبداللہ میرے قریب آ، وہ اس کے قریب گیا تو اس سے کہا کہ میں سو رہا تھا پھر میں نے دیکھا کہ گویا متوکل میرے پاس آیا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ بربادی ہو تیری اے محمد، تو نے مجھے قتل کیا اور مجھ پر ظلم کیا اور میری خلافت چھین لی، خدا کی قسم میرے بعد تو بھی اس سے مستفید نہ ہوگا، اور چند روز بعد تیری روانگی دوزخ کی طرف ہے۔

میں بیدار ہو گیا نہ میری آنکھ قابو میں ہے نہ میری آہ و فریاد، عبداللہ نے اس سے کہا کہ یہ تو خواب ہے اور وہ سچا بھی ہوتا ہے اور جھوٹا بھی ہوتا ہے، خدا تعالیٰ آپ کو عمر دے اور آپ کے لئے آسانی کرے اس وقت کو شراب سے ٹالئے اور دل بہلانے کا سامان اختیار کیجئے، اور خواب کی پرواہ نہ کیجئے۔ منتصر نے اس طرح دل تو بہلانا چاہا مگر شکستہ خاطر ہی رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

منتصر کا کیے پر پشیمان ہونا

بیان کیا گیا ہے کہ منتصر نے اپنے باپ کے قتل کے متعلق فقہاء کی ایک جماعت سے مشورہ کیا تھا اس کے طریقوں سے انھیں آگاہ کیا تھا اور اس کے بارے میں ایسے امور قبیحہ بیان کئے تھے جن کا ذکر کرنا اس کتاب میں بھی مکروہ ہے۔ اس پر انھوں نے اس کے قتل کا اشارہ کیا، اس کے حالات بعض وہی ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں۔

ابن دہقان سے مذکور ہے کہ متوکل کے قتل کے بعد ہم لوگ ایک دن منتصر کی مجلس میں تھے کہ مسدود طیفوری نے ایک قصہ بیان کیا، منتصر نے کہا کہ ایسا کب ہوا، اس نے جواب دیا کہ اس شب میں کہ نہ کوئی روکنے والا تھا نہ منع

کرنے والا، اس جواب نے منتصر کو غصے کا شکار کر دیا۔

منتصر کی عمر

معزولی کا خواب

سعید بن سلمہ نصرانی سے روایت ہے کہ ہمارے پاس احمد بن خصیب یہ بیان کرتا ہوا خوش خوش آیا کہ امیر المؤمنین نے کسی شب خواب میں یہ دیکھا ہے کہ وہ ایک زینے پر چڑھا یہاں تک کہ اس کی پچیس سیڑھیوں تک پہنچ گیا تو اس سے کہا گیا کہ یہ ہے تیری سلطنت۔

یہ خبر ابن منجم کو پہنچی تو محمد بن موسیٰ اور علی بن یحییٰ منجم منتصر کو اس خواب کی مبارک باد دینے آئے اس نے کہا کہ واقعہ اس طرح نہیں جیسا کہ تم نے احمد سے سنا بلکہ یہ ہے کہ جب میں آخری سیڑھی پر پہنچا تو مجھ سے کہا گیا کہ ٹھہرو کیونکہ یہی تیرے عمر کا آخر ہے منتصر اس خواب کی وجہ سے نہایت سخت مغموم رہا اس کے بعد وہ چند روز ایک سال کے ایام پورے کرنے تک زندہ رہا پھر وفات پا گیا اس وقت وہ پچیس سال کا تھا ایک قول ہے کہ جب وہ مرا تو پچیس سال اور چھ مہینے کا تھا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی عمر چوبیس سال کی تھی اس کی مدت خلافت چھ مہینے کی تھی اور بعض مؤرخین کے قول میں (چھ مہینے) اور دو دن تھی اور کہا گیا ہے کہ کل چھ مہینے رہی ایک قول یہ ہے کہ ایک سو اناسی دن رہی۔

اس نے اپنے بھائیوں کے ساتھ جو سلوک کیا اس کے چوالیس راتوں کے بعد سامرا کے قصر جدید میں انتقال کر گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب مرنے لگا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

میرا جی اس دنیا سے خوش نہ ہوا جسے میں نے حاصل کیا لیکن اپنے کریم پروردگار کے پاس جا رہا ہوں،

نماز جنازہ

اس کی نماز جنازہ احمد بن محمد بن معتصم نے سامرا میں پڑھائی اور وہی اس کی جائے ولادت تھی۔

منتصر کا حلیہ

منتصر بڑی آنکھوں، سرخ رنگ، پست قد، لحیم شحیم تھا۔ مہیب (یعنی رعب دار) تھا ایک قول کے مطابق وہ بنی العباس کا سب سے پہلا خلیفہ ہے جس کی قبر مشہور ہوئی اور یہ اس لئے ہوا کہ اس کی ماں نے اس کی قبر کے بلند کرنے کی خواہش کی، اس کی کنیت ابو جعفر اور اس کی ماں کا نام حبشیہ تھا وہ رومی ام ولد (یعنی وہ لونڈی تھی جس کے مالک کی اولاد اس کے بطن سے پیدا ہوئی تھی) تھی۔

خصائل وحالات

بیان کیا جاتا ہے کہ جب منتصر خلیفہ بنا تو سب سے پہلے جو کام اس نے کیا وہ صالح کی مدینے سے معزولی اور علی بن الحسین بن اسماعیل بن العباس بن محمد کو وہاں کا حاکم بناتا ہے۔

بنو ہاشم سے حسن سلوک

علی بن الحسین سے روایت ہے کہ میں منتصر کے پاس رخصت کرنے کی غرض سے گیا تو مجھ سے کہا کہ اے علی میں تجھے اپنے گوشت اور خون کی طرف توجہ دلاتا ہوں پھر اپنی کلائی کی کھال کھینچ کر کہا کہ اس طرف تک میں نے تجھے متوجہ کیا اور میں دیکھوں گا تو قوم کے لئے کیسا گورنر ثابت ہوتا ہے اور ان کے ساتھ کیسا معاملہ کرتا ہے قوم سے اس کی نراد آل ابی طالب تھے میں نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ میں ان کے معاملے میں امیر المؤمنین کی رائے کی پابندی کروں گا منتصر نے کہا کہ تو اس وقت اس کی وجہ سے میرے نزدیک سعادت حاصل کرے گا

ایک وحشی قاتل کا واقعہ

محمد بن ہارون سے جو محمد بن علی کا کاتب اور ابراہیم المؤید کی جاگیر کے دفتر پر اس کا نائب تھا روایت ہے کہ ایک مقتول اپنے بستر پر پایا گیا جس پر تلوار کے چند زخم تھے اس کا لڑکا اس کے ایک حبشی غلام کو اور وصیف کو بلا لایا۔

بیان کیا گیا ہے کہ وصیف نے اس حبشی کو قاتل ٹھہرایا، پھر منتصر کے پاس پہنچا دیا گیا اور جعفر بن عبدالواحد کو حاضر کیا گیا منتصر نے اس سے اس کے مالک کے قتل کا حال دریافت کیا اس نے اس کا اقرار کیا اور اس کے ساتھ اپنے فعل کا اور اسے قتل کرنے کا سبب بیان کیا منتصر نے کہا کہ تجھ پر وائے ہو تو نے اسے کیوں قتل کیا؟ حبشی نے اسے جواب دیا کہ اس لئے کہ تو نے اپنے باپ متوکل کو قتل کیا تھا، منتصر نے فقہاء سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے اس کے قتل کا اشارہ کیا، اس کی گردن ماردی گئی اور جہاں بابک خرمی کو پھانسی دی گئی تھی وہیں اس کو بھی لٹکا دیا گیا۔

محمد بن عمرو کی بغاوت

اسی سال محمد بن عمرو الشاری موصل کی طرف بھاگ نکلا منتصر نے اس کی گرفتاری کیلئے اسحاق بن ثابت فرغانی کو روانہ کیا اس نے اسے چند ہمراہیوں سمیت گرفتار کر کے قید کر لیا وہ لوگ قتل کئے گئے اور لٹکا دیئے گئے۔

اسی سال یعقوب بن اللیث الصفار سجستان سے نکل کر ہراۃ کی طرف چلا گیا۔

متولی عیدگاہ احمد بن عبداللہ بن صالح سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ میرے باپ کا ایک مؤذن تھا جسے رے ایک گھر والے نے خواب میں دیکھا کہ گویا اس نے کسی نماز کے لئے اذان دی پھر اس گھر کے قریب گیا جس میں منتصر تھا پھر اس نے پکارا اے محمد اے منتصر (ان ربک لبالمرصاد) بیشک تیرا رب تیری گھات میں ہے۔

بنان مغنی سے روایت ہے اور وہ منتصر کے خاص احباب میں سے تھا اس کے باپ کی زندگی میں بھی خلیفہ ہونے کے بعد بھی، اس نے کہا کہ جب منتصر خلیفہ ہوا تو میں نے اس سے کہا جاتا کہ مجھے ایک دیبا (ریشم) کا کپڑا عطا کر، اس نے کہا کہ یا دیبا کے کپڑے سے بھی زیادہ بہتر میں نے کہا کہ وہ کیا کہا تو بیمار بن جا تا کہ میں تیری عیادت

کروں، پھر تجھے ریشمی کپڑے سے زائد ہدایا مل جائیں گے آخر انہیں دنوں میں مر گیا اور مجھے کچھ نہ ملا۔

سبب خلافت ابوالعباس المستعین باللہ احمد بن محمد بن المعتصم

سبب خلافت مستعین

اسی سال محمد بن احمد بن المعتصم سے بیعت لی گئی۔

مؤرخین کے مطابق جب منتصر کی وفات ہوئی اور یہ وفات ہفتہ کے دن بوقت عصر ۴ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کو ہوئی تھی تو سب آزاد کردہ غلام اتوار کے دن ہارونی کے پاس جمع ہوئے ان میں بغا صغیر و بغا کبیر اور اتامش اور ان کے ساتھی تھے یہ لوگ ترک سرداروں، مغربیوں، اور اشروسینوں کو اس مسئلے پر حلف دینے لگے۔

جو شخص ابن سب کو حلف دے رہا تھا وہ علی بن الحسین بن عبداللہ الاعلی الاسکافی کاتب بغا کبیر تھا حلف کا مضمون یہ تھا وہ سب لوگ بھی اس شخص پر راضی ہیں جن پر بغا کبیر و بغا صغیر اور اتامش راضی ہوں یہ فیصلہ احمد بن خصیب کی تدبیر سے ہوا، ساری جماعت نے حلف اٹھایا سب نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ ناپسند کیا کہ متوکل کی اولاد میں سے کوئی شخص خلافت کا منصب سنبھالے متوکل کو قتل کر دینے کی وجہ سے ان کو یہ خوف لاحق تھا کہ ان میں سے جو بھی خلیفہ ہوگا وہ ان سب کو ہلاک کر دیگا، احمد بن خصیب اور جو موالی موجود تھے سب نے احمد بن محمد بن المعتصم پر اتفاق کیا وہ لوگ پہلے سے بنی ہاشم کی ایک جماعت سے ذکر کر چکے تھے، کہ خلافت ہمارے آقا معتصم کی اولاد سے نہیں نکل سکتی عشاء کے آخر وقت سوموار کی شب ۶ ربیع الآخر کو سب نے اس سے بیعت کی، وہ اس وقت اٹھائیس سال کا تھا اور اس کی کنیت ابوالعباس تھی پھر اس نے احمد بن خصیب کو کاتب بنایا اور اتامش کو وزیر مقرر کیا۔

خلافت کے ابتدائی ہنگامے اور فسادات

جب ۶ ربیع الآخر دوشنبہ کا دن ہوا تو مستعین طلوع آفتاب سے پہلے عمری کے راستے سے جو باغوں کے درمیان سے تھا دار العامہ (دربار عام) اس حالت میں روانہ ہوا کہ لوگوں نے اسے طویلہ (لباس خلافت) پہنا دیا تھا ابراہیم بن اسحاق اس کے سامنے نیزہ لئے ہوئے تھا واجن الاشرسی باب العامہ پر بیت المال کے عام راستے سے مل گیا اس نے اپنے ہمراہیوں کو دو صفوں میں کر دیا وہ اور اس کے چند معزز ہمراہی صف میں کھڑے ہو گئے دار العامہ میں متوکل کی اولاد اور بنو عباس و بنو ابی طالب میں سے جو صاحب مرتبہ لوگ تھے حاضر ہوئے۔ سب اس حالت میں تھے کہ ڈیڑھ گھنٹہ دن کا بھی گزر چکا تھا بازار اور سڑک کی طرف سے ایک آواز آئی

اشر، سنیہ اور معتزیہ کے مختلف گروہوں کی جنگ

دفعتاً شاکریہ کے تقریباً پچاس سواروں نے بیان کیا کہ وہ ابوالعباس محمد بن عبداللہ کے ساتھیوں میں سے ہیں اوران کے ساتھ طبریہ کے سواروں کی بھی ایک جماعت ہے اورلوگوں کی مختلف جماعتیں بھی ہمراہ ہیں۔آوارہ گرد اور بازاری لوگوں میں سے بھی تقریباً ایک ہزار کے قریب ہیں، انھوں نے ہتھیار اٹھالئے اور یا معتز، یا منصور، چلانے لگے، اشر وسنیہ کی ان دونوں صفوں پر حملہ کر دیا جنھیں واجن نے قائم کیا تھا وہ متفرق ہو گئے، اور گھل مل گئے، شاکریہ کے ساتھ جو سفید فام لشکر والے باب عامہ پر متعین تھے بھاگ گئے انبوہ ہو گیا مغربیوں، اوراشر وسنیوں نے ان پر حملہ کر کے شکست دے دی یہاں تک کہ انھیں شاہراہ پر جوزرافہ وعزون کے نام سے مشہور ہے دھکیل لائے۔

ان میں سے ایک جماعت نے معتزیہ پر حملہ کر کے انھیں شکست دی، یہاں تک کہ عزون بن اسماعیل کے بھائی کے گھر تک انھیں بھگاتے چلے گئے وہ اس وقت تنگ راستے میں تھے معتزیہ وہاں کھڑے ہو گئے اوراشر وسنیہ نے ان میں سے چند لوگوں پر تیر چلائے، تلواریں ماریں، اوران میں جنگ جاری ہو گئی۔معتزیہ اورآوارہ گرد لوگ تکبیر کہتے ہوئے سامنے آ گئے آپس میں بہت مقتول کرنے لگے یہاں تک کہ دن کے تین گھنٹے گزر گئے ترک واپس چلے گئے اورانھوں نے احمد بن محمد بن المعتصم سے بیعت کر لی تھی، وہ لوگ اس راستے سے واپس ہوئے جو عمری اور باغوں کے متصل ہے ہاشمیوں اور دوسرے صاحب مرتبہ لوگوں سے جو دارالعامہ میں حاضر تھے آزاد کردہ غلاموں نے ترکوں کی واپسی سے پہلے بیعت لے لی تھی۔

مستعین بھی ہارونی کے یہاں واپس جانے کے لئے باب العامہ سے روانہ ہوا رات کو وہیں رہا، اوراشر وسنیہ بھی ہارونی کے یہاں چلے گئے دونوں فریقوں کی بڑی تعداد مقتول ہوئی ایک اشر وسنیہ جماعت مکانوں میں گھس گئی ان پر آوارہ گرد لوگ غالب آ گئے انھوں نے ان کی زرہیں اور ہتھیار اور جوشن اور گھوڑے سب چھین لئے یہ آوارہ گرد اور لوٹنے والے ہارونی کی طرف واپس جاتے ہوئے دارالعامہ میں گھس گئے انھوں نے وہ خزانہ لوٹ لیا جس میں ہتھیار، زرہیں، جوشن، اور تلواریں تھیں، اور سرحدی گھوڑے بھی لوٹ لئے اور وہ خوب مسلح ہو گئے بسا اوقات کوئی ان میں سے جوشن اور نیزے لے جاتا تھا تو وہ بھی بخوبی مسلح ہو جاتا تھا ارمش بن ایوب کے گھر میں جو شربت والوں کے سامنے تھا خیزران کی ڈھالیں اور نیزوں کے دستے لوٹ لئے گئے آوارہ گردوں، حمامیوں، اور باقلا فروش لڑکوں سے بہت سے نیزے اور ڈھالیں ہاتھ لگیں ان کے پاس ترکوں کی ایک جماعت شاہراہ زرافہ سے آئی ان میں بغا صغیر بھی تھا انھیں خزانے سے نکال دیا چند قتل ہوئے بہت تھوڑی دیر ٹھہرے پھر دونوں فریق واپس گئے ان میں مقتول بہت تھے آوارہ گرد لوگ سامنے آ گئے تھے، ترکوں میں سے جو شخص باب عامہ کے ارادے سے سامرا میں گزرتا تھا عوام اس کے ہتھیار لوٹ لیتے تھے ترکوں کی ایک جماعت کو مبارک مغربی کے مکان کے قریب اور سامرا کے عام راستوں میں ان لوگوں نے قتل کر دیا، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ان لوگوں میں سے جنھوں نے یہ ہتھیار لوٹے شربت والے، پانی والے، حمام والے، پانی پلانے والے، اور بازاروں کے آوارہ گرد بدمعاش تھے دوپہر تک ان کی یہی حالت رہی۔

سامرا میں قیدیوں کی شورش

اسی دن سامرا میں قیدیوں نے شورش کی، ان میں سے ایک گروہ بھاگ گیا۔

تنخواہوں کا اجراء

پھر بیعت پر تنخواہ مقرر کر دی گئی ایک بیعت نامہ اسی دن محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجا گیا جس دن بیعت لی گئی دوسرے دن محمد کو بیعت نامہ موصول ہوا اسے اتامش کے بھائی اور محمد بن عبداللہ نے ایک باغ میں پہنچایا جو محمد کا تھا دربان وہاں لے جایا گیا اور اس کا مکان بتایا وہ اسی وقت ہو گیا ہاشمیوں، سرداروں، اور لشکر کو بھی بھیجا گیا اور ان کے لئے تنخواہ مقرر کی گئیں۔

طاہر بن عبداللہ کی وفات

اسی سال رجب میں مستعین کو طاہر بن عبداللہ ابن طاہر کی جو خراسان میں تھا وفات کی خبر پہنچی، مستعین نے اس کے بیٹے محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان پر گورنر مقرر کر دیا اور محمد بن عبداللہ کو عراق پر جبکہ حرمین اور پولیس اور اطراف کے دیہات بھی اسی کے سپرد کر دیئے اور تنہا اسی کو ان سب علاقوں کا حاکم مقرر کر دیا شاہی محل میں محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان اور اس کے متعلقہ امور پر بروز ہفتہ ۱۲ شعبان کو مقرر کیا گیا۔

بغا کبیر کی وفات

بغا کبیر جمادی الآخر میں بیمار پڑا جمادی الآخر کی نصف کو مستعین نے اس کی عیادت کی اسی روز بغا مر گیا اس کے بیٹے موسیٰ کو اپنے اور اپنے باپ کے کل کاموں پر مقرر کیا گیا اور اسے ڈاک کے محکمہ کا بھی حاکم بنایا گیا

متفرقات

اسی سال انو جورتر کی ابوالعمود الثعلبی کے تعاقب میں روانہ ہوا اس نے ابوالعمود کفرتوثی نے بروز ہفتہ ۲۵ ربیع الآخر کو قتل کر دیا۔

اسی سال عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان حج کے لئے روانہ ہوا اس کے پیچھے ایک شیعہ قاصد شعیب اسے حج سے روکنے اور برقہ کی طرف جلاوطن کرنے کے لئے روانہ کیا گیا۔

معتز و موید کی جائداد سے محرومی

اسی سال جمادی الاولی میں مستعین نے معتز اور موید سے ان دونوں کی تمام چیزیں سوائے اس جائداد کے جسے معتز نے مستثنیٰ کر لیا تھا خرید لیں جن کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی معتز نے اپنے اور ابراہیم کے لئے اسی دینار سالانہ آمدنی کی جائداد لے لی۔

جب سوموار کو بارھویں رمضان ہوئی تو معتز و موید سے ان کی تمام اشیاء مکانات، منزلیں، محل اور جائداد اور فرش اور آلات وغیرہ سب بیس ہزار دینار میں خرید لی گئیں۔ دونوں حضرات نے اپنے اس معاملے پر گواہ اور عادل اور قاضی وغیرہ کو شاہد بنایا، مؤرخین کے مطابق ان کا وہ مال خریدا گیا جو جائداد میں سے تھا ابوعبداللہ کے پاس اتنا چھوڑ دیا گیا جس کی سالانہ آمدنی بیس ہزار دینار تھی اور ابراہیم کے پاس اتنا مال چھوڑا گیا جس کی آمدنی سالانہ پانچ ہزار دینار تھی۔

جو مال ابوعبداللہ سے خریدا گیا (اس کی قیمت) ایک کروڑ دینار تھی اور دس موتی تھی جو مال ابراہیم سے خریدا

گیا(اس کی قیمت) تیس لاکھ دینار تھی اور تین موتی، فقہاء قضاۃ کو گواہ بنایا گیا خریداری الحسب بن مخلد کے توسط سے اور المستعین کے نام سے ہوئی، یہ ماہ ربیع الآخر ۲۴۸ھ کا واقعہ ہے، وہ دونوں (معتز و موید) محل کے حجرے میں قید کر دیئے گئے ان پر نگران مقرر کر دیئے گئے اور ان کا معاملہ بغا صغیر کے سپرد کر دیا گیا۔

ترکوں نے جس وقت بدمعاشوں اور شاکریوں نے ہنگامہ کیا تھا ان دونوں کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا تھا احمد بن خصیب نے منع کیا کہ ان دونوں کا کوئی گناہ نہیں اور نہ ہنگامہ کرنے والے ان کے ہمراہ ہیں ہنگامہ کرنے والے تو صرف ابن طاہر ہی کے ہمراہی ہیں ان دونوں کو قید کر دیا چنانچہ وہ دونوں قید کر دیئے گئے۔

احمد بن خصیب کا انجام

اسی سال آزاد کردہ غلام احمد بن خصیب سے بگڑ گئے یہ واقعہ اسی برس جمادی الاولی میں ہوا چنانچہ اس کا اور اس کے لڑکے کے مال واسباب ضبط کر لیا گیا اور اسے اقریطش میں جلائے وطن کر دیا گیا۔

متفرقات

اسی سال علی بن یحییٰ شامی سرحدوں سے واپس آیا اور اسی سال رمضان میں اسے ارمینیہ و آذربائیجان پر گورنر مقرر کیا گیا۔

اس سال اہل حمص نے کیدر بن عبید اللہ پر جو حمص پر مستعین کا عامل تھا حملہ کیا اور اسے وہاں سے نکال دیا۔ پھر الفضل بن قارن بھیجا گیا جس نے ان سے عیاری کے ساتھ سلوک کیا یہاں تک کہ انھیں گرفتار کر لیا گیا اور ان میں سے بڑی تعداد کو قتل کر ڈالا ان میں سے سو بڑے بڑے آدمیوں کو سامرا بھیج دیا گیا اور ان کے شہر پناہ کی دیوار کو منہدم کر دیا۔

اسی سال موسم گرما میں وصیف نے جنگ کی وہ سرحد شام پر مقیم تھا یہاں تک کہ اسے منتصر کی موت کی خبر پہنچی وہ بلاد روم میں داخل ہوا اور فروریہ قلعہ فتح کر لیا۔

اسی سال مستعین نے اتامش کو مصر اور مغرب پر حاکم مقرر کیا اسے اپنا وزیر بنا لیا۔

اسی سال بغا شرابی کو حلوان، ماسبذان، اور مہرجان، قذق، پر گورنر مقرر کیا گیا مستعین نے شاہک الکادم کو اپنے گھر اور جائداد اور حرم اور خزانوں اور اپنے خاص کاموں پر مامور کیا اسے پیشکار بنایا، جبکہ اتامش کو وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔

اور اس سال محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۴۹ھ کے اہم واقعات

ان واقعات میں جو اس سال ہوئے جعفر بن دینار کا موسم گرما میں جنگ کرنا خصوصاً قابل ذکر ہے چنانچہ اس نے قلعہ اور غلے کی چند کھیتیاں فتح کر لیں تھیں، اس سے عمر بن عبید اللہ الاقطع نے سلطنت روم کے علاقے میں جانے کی اجازت چاہی تو اسے اجازت دی وہ اہل ملطیہ میں سے ایک کثیر مخلوق کو اپنے ساتھ لے گیا۔

ایک مقام پر اسقف کے میدان میں جس کا نام ارز تھا اس کی رومی بادشاہ سے مڈبھیڑ ہوگئی جو رومیوں کی بڑی جماعت کے ہمراہ تھا اس نے اس سے اس کے ساتھیوں سے نہایت شدید جنگ کی جس میں فریقین کے بہت سے آدمی ہلاک ہوئے رومیوں نے جن کی تعداد پچاس ہزار تھی اسے گھیر لیا، عمر اور دو ہزار مسلمان مارے گئے یہ واقعہ ۱۵ رجب یوم جمعہ کو پیش آیا۔

قتل ارمنی

اسی سال علی بن یحییٰ ارمنی مارا گیا۔

مؤرخین کے اقوال کے مطابق جب رومیوں نے عمر بن عبیداللہ کو قتل کر دیا تو وہ سرحدوں کی طرف روانہ ہوا ان مقامات پر اور وہاں کے مسلمانوں کی خواتین پر جھپٹ پڑے۔

اس سانحہ کی خبر علی بن یحییٰ کو اس وقت پہنچی جب وہ ارمینیہ کے سفر سے میافارقین واپس جا رہا تھا اس نے اہل میافارقین اور پہاڑی سلسلے کی ایک جماعت کے ساتھ رومیوں کی طرف کوچ کیا اور رومیوں سے مقابلہ میں تقریباً چار سو آدمی مارے گئے یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا۔

ہنگامہ بغداد

اسی سال یکم صفر کو لشکر اور شاکریہ کے سپاہیوں بغداد میں ہنگامہ برپا کر دیا۔

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب بغداد و سامرا اور ان کے قریب کے اسلامی شہروں میں عمر بن عبیداللہ الاقطع اور علی بن یحییٰ ارمنی کے قتل کی خبر پہنچی جبکہ یہ دونوں (گویا) مسلمانوں کے دانتوں میں سے دو دانت تھے جن کا کفار پر بہت خوف تھا ان سرحدوں میں جہاں یہ دونوں تھے ان کی وجہ سے سب خطرات سے نہایت بے فکری تھی ان پر شاق گزرا، ان کے دلوں میں ان دونوں کا شہید ہونا نہایت گراں گزرا، اس وجہ سے صدمہ مزید فزوں تھا۔ کہ ایک کا قتل دوسرے کے قریب ہی زمانے میں ہوا، اور اس وجہ سے بھی کچھ ترکوں سے حرکات شنلیعہ انھیں پیش آئیں جیسے متوکل کا قتل کرنا اور مسلمانوں کے معاملات پر ان کا غالب آجانا اور خلفاء میں سے جسے چاہا قتل کرنا اور جسے چاہا اسے خلیفہ بنا دینا، نہ دیانتداری کی طرف لوٹنا نہ مسلمانوں کے نفع پر نظر کرنا۔

چند لوگ بغداد میں جمع ہو کر شور وغل کرنے لگے عرب مؤلدین اور شاکریہ بھی ان میں شامل ہو گئے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ تنخواہ مانگتے ہیں یہ واقعہ یکم صفر کو ہوا، انھوں نے نصر بن مالک کا قید خانہ کھول دیا اور جو لوگ اس میں (قید) تھے اور جو باب الجسر کے پل میں تھے سب کا نکال دیا۔

قید خانے میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ایک جماعت خراسان کے بداطوار افراد اور اہل الجبل اور الحمرہ وغیرہ کے بدمعاشوں کی تھی انھوں نے پل کا ایک حصہ کاٹ ڈالا۔ اور دوسرے کو آگ لگا دی، اس کی کشتیاں ڈوب گئیں، قیدیوں کا دفتر لوٹ لیا گیا، اور دفاتر پھاڑ کر پانی میں ڈال دیئے گئے، بشر نصرانی اور ابراہیم فرزندان ہارون کا جو محمد بن عبداللہ کے کاتب تھے گھر لوٹ لیا گیا یہ سب واقعہ بغداد کے شرقی جانب ہوا اور اس وقت شرقی جانب کا حاکم احمد بن محمد بن خالد بن ہرثمہ تھا اس کے بعد بغداد اور سامرا کے مالدار لوگوں نے اپنے ہاں سے بہت سا مال نکالا، اس طرح انھوں نے کم مال والوں کو جنگ روم کے لئے سرحدوں کی طرف جانے کے لئے مدد پہنچائی بہت لوگ الجبل اور فارس اور دیہات وغیرہ سے جنگ روم کے لئے آگئے، مگر ہمیں اس امر کی خبر نہیں پہنچی کہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے مقابل رومی

فوج میں کوئی تغیر ہوا ہو۔ اور نہ ہی ان ایام میں جنگ کے لئے ان کی طرف لشکر بھیجنے کا اطلاع ملی ہے۔

سامرا میں فتنہ وفساد

۲۳ ربیع الاول یوم جمعہ کو سامرا میں ایک گروہ نے حملہ کر دیا یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کون تھے وہاں کا قید خانہ کھول دیا اور جو لوگ اس میں (قید) تھے انھیں نکال دیا آزاد کردہ غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ زرافہ ان مجرموں کی تلاش میں روانہ ہوا۔ عام لوگوں نے حملہ کر کے انھیں شکست دی، اتامش اور وصیف اور بغا اور سب ترک گھوڑوں پر سوار ہو کے آئے، اور ان کے حکم سے عوام میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا گیا، جیسا کہ بیان کیا گیا ہے وصیف کے سر پر ایک پکی ہوئی ہانڈی ڈالی گئی، کہا جاتا ہے کہ عام لوگوں کی ایک جماعت نے الشریحہ کے قریب اس پر پتھر پھینکا۔ وصیف نے مٹی کا تیل نکالنے والوں کو حکم دیا۔ انھوں نے وہاں جو تجار کی دوکانیں اور لوگوں کے مکانات تھے ان پر آگ پھینکی۔ میں نے اس مقام کو جلا ہوا دیکھا ہے اور یہ سامرا میں دار اسحاق کے قریب ہے۔

وقیعہ نگاروں کہ اسی دن مغربیوں نے عام لوگوں میں سے ایک جماعت کے مکانات لوٹے، پھر اسی دن کے آخر میں حالت میں سکون ہو گیا اس روز عوام کی اور اس گروہ کی اس حرکت کی وجہ سے جس کا میں نے ذکر کیا احمد بن جمیل سامرا میں اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابراہیم بن سہل الدارج حاکم بنایا گیا۔

قتل اتامش

اسی سال اتامش اور اس کا کاتب شجاع قتل کیا گیا اور یہ ہفتہ کے دن ۱۴ ربیع الآخر کو پیش آیا۔

ذکر کیا جاتا ہے، مستعین کو جب خلافت ملی تو اس نے اتامش اور شاہک خادم کو بیت المال میں مکمل آزادی دیدی، اور ہر اس تصرف کی جسے وہ دونوں بیت المال میں کرنا چاہیں، انھیں بھی اجازت دیدی، اور اس نے اپنی ماں کو بھی اجازت دیدی، وہ کسی بات سے جسے ماں کرنا چاہے روکتا نہ تھا اس کی ماں کا کاتب سلمہ بن سعید نصرانی تھا زمانے بھر کے تمام اموال جو بادشاہ کو بھیجے جاتے تھے ان کا اکثر حصہ انھی تینوں کے لئے مخصوص ہو جاتا تھا اتامش نے بیت المال کے اموال لوٹنے کا قصد کیا، مستعین نے اپنے بیٹے عباس کو اتامش کی پرورش میں دیدیا تھا، جو مال ان تینوں سے بچتا تھا وہ عباس کے لئے لیا جاتا تھا اور اس کے اخراجات اور اسباب میں صرف کر دیا جاتا تھا۔

اس زمانے میں اس کی جاگیر کے دفتر کا منتظم دلیل تھا اس نے بھی اس میں سے بڑے بڑے مال اپنے لئے لے لئے۔ موالی (آزاد کردہ غلام) دیکھا کرتے تھے کہ مال اڑایا جا رہا ہے اور وہ لوگ تنگی میں ہیں، اتامش ہی جو مستعین پر چھایا ہوا تھا خلافت کے احکام نافذ کیا کرتا تھا وصیف اور بغا اس کی وجہ سے بالکل بے کار تھے ان دونوں نے آزاد شدہ غلاموں کو اس پر بھڑکایا، دونوں اس کے خلاف برابر تدبیر کرتے رہے، یہاں تک کہ انھوں نے اپنی تدبیر مضبوط کر لی۔

بروز جمعرات کو گھر والے اور پانی پہنچانے والے اس کی طرف روانہ ہوئے سب جمع ہو گئے اور انھوں نے اس پر چڑھائی کر دی، وہ محل میں مستعین کے ساتھ تھا اسے اطلاع ہو گئی اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا مگر موقع نہ ملا، مستعین سے پناہ مانگی مگر اس نے بھی اسے پناہ نہ دی وہ لوگ جمعرات اور جمعہ کو اپنے اسی حال پر قائم رہے، جب ہفتہ کا دن ہوا تو محل میں گھس گئے اور اتامش کو وہاں سے نکال لائے جہاں وہ چھپا ہوا تھا، پھر وہ بھی قتل کر دیا گیا، اور اس کا کاتب شجاع بن

القاسم بھی قتل کر دیا گیا، اتامش کا گھر بھی لوٹ لیا گیا، مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس میں سے بڑے بڑے مال اور اسباب اور قالین و آلات لے لئے گئے۔

جب اتامش قتل کر دیا گیا تو مستعین نے ابو صالح عبداللہ بن محمد بن یزداد کو وزیر بنایا۔

متفرق واقعات

ماہ ربیع الآخر میں الفضل بن مروان دفتر خراج سے معزول کر دیا گیا اور عیسیٰ بن فرخان شاہ کو اس کا حاکم بنایا گیا۔

وصیف دیہات کا حاکم بنایا گیا، اور بغا الصغیر فلسطین کا۔

بغا الصغیر اور اس کی جماعت ابو صالح بن یزداد سے ناراض ہوگئی تو ابو صالح شعبان میں بغداد بھاگ گیا، مستعین نے اس جگہ محمد بن الفضل الجرجرائی کو وزیر مقرر کر دیا، اس نے محکمہ خطوط پر سعید بن حمید کو رئیس بنا دیا اسی کے متعلق حمدونی نے اپنے اشعار میں کہا ہے،

سعید اب تلوار لگائے پھرتا ہے حالانکہ اس سے پہلے اس کی زندگی پھٹے پرانے کپڑے میں بسر ہوتی تھی، جن کے بدلنے کی نوبت تک نہ آتی،

علی بن الجہم کا قتل

اسی سال علی بن الجہم بن بدر بھی حادثہ میں ہلاک ہوگیا اس کا سبب یہ ہوا کہ وہ بغداد سے سرحد کی طرف روانہ ہوا، حلب کے ایک گاؤں میں پہنچا جسے خساف کہا جاتا تھا تو اسے کتوں کا ایک غول ملا، جنھوں نے اسے بوٹی بوٹی کر دیا، دیہاتیوں نے جو (اسباب) اس کے ساتھ تھا لے لیا، چنانچہ اس نے (یہ اشعار) روانگی کی حالت میں کہے تھے،

کیا آج رات میں ایک رات اور بڑھا دی گئی
یا کوئی سیلاب صبح کو بہا لے گیا
مجھے اہل دجیل یاد آرہے ہیں،
حالانکہ مجھ سے دجیل کتنی دور ہے

اس کا مکان دجیل کے راستے ہی میں تھا،

اسی سال جعفر بن عبدالواحد قضا کے عہدے سے معزول کیا گیا اور جعفر بن محمد عمار البرجمی جو اہل کوفہ میں سے تھا اس پر مقرر کیا گیا تھا ایک رائے کے مطابق یہ ۲۵۰ھ میں پیش آیا۔

سماوی آفات

اسی سال ذی الحجہ میں اہل رے پر سخت زلزلے کی مصیبت آئی، اور ایسا شدید زلزلہ آیا جس سے رے کے مکانات منہدم ہوگئے اور وہاں کے باشندوں میں سے ایک بڑی تعداد ہلاک ہوگئی اور جو بچے وہ شہر سے بھاگ گئے اور انھوں نے اس کے باہر قیام کیا۔

۲۵ جمادی الاولیٰ بروز جمعہ مطابق ۱۶ تموز کو سامرا میں برق و رعد (چمک اور کڑک) کے ساتھ اچھی بارش آئی

سارے دن ابر گھرا رہا اور اس دن آفتاب کے زرد ہونے تک نہایت تیز بارش ہوتی رہی پھر رک گئی،

اسی سال ۳ جمادی الاولی بروز جمعرات مغربی لوگوں نے فساد کے لئے نقل و حرکت شروع کی، وہ سامرا کے پل کے قریب جمع ہو رہے تھے اس کے بعد متفرق ہو گئے۔

اس سال عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام نے جو مکے کا والی تھا لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۵۰ھ

ان واقعات میں قابل ذکر واقعہ یحییٰ بن عمر بن حسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ کا جن کی کنیت ابوالحسین تھی کوفہ میں علم بغاوت بلند کرنا ہے، اور اسی سال میں ان کا قتل بھی ہوا،

یحییٰ کا ظہور

بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالحسین بن عمر اور ان کی ماں ام الحسین فاطمہ بنت الحسین بن عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو سخت تنگدستی پیش آئی قرض ہو گیا، اور قرض خواہوں نے بہت تنگ کیا، عمر بن فرج ملے جو متوکل کے زمانے میں اپنے خراسان سے آنے کے بعد سے اولاد ابی طالب کے معاملات کا نگران تھا، باتیں کیں جن کا جواب سختی سے ملا، یحییٰ بن عمر نے اس کی مجلس ہی میں اسے گالی دی اور وہ قید کر دیئے گئے یہاں تک کہ گھر والوں نے ضمانت دی، تو رہائی ملی، مدینتہ السلام (بغداد) روانہ ہوئے وہاں بدحالی کے ساتھ ٹھہرے رہے پھر سامرا گئے اور وصیف سے ملاقات کی، کہ وظیفہ جاری کر دیا جائے، وصیف نے بھی سختی سے باتیں کیں، کہ کس لئے تجھ جیسوں پر وظیفہ جاری کر دیا جائے، وہ اس کے پاس سے پلٹ آئے۔

ابن ابی طاہر نے بیان کیا کہ اس سے ابن الصوفی الطالبی نے بیان کیا کہ یحییٰ بن عمر اس کے پاس اس شب مین آئے جس کی صبح ان کی روانگی ہوئی۔

رات اس کے پاس بسر کی لیکن اپنے ارادے کے متعلق اسے کچھ نہیں بتایا، اس نے کھانا پیش کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بھوکے ہیں مگر کھانے سے انکار کر دیا کہ اگر زندہ رہیں گے تو کھائیں گے، ابن الصوفی نے کہا کہ مجھے محسوس ہوا کہ انھوں نے کسی خطرناک کام کا ارادہ کیا ہے میرے پاس سے چلے گئے اور کوفے کا رخ کیا یحییٰ بن عمر نے اعراب کی بڑی جماعت جمع کی اور اہل کوفہ کی بھی ایک جماعت مل گئی الفلوجہ میں آئے پھر ایک گاؤں کی طرف چلے گئے جو العمد کے نام سے مشہور تھا، ڈاک کے محکمے کے افسر نے یہ خبر لکھ بھیجی۔

محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ایوب بن الحسن اور عبداللہ بن محمود البرخسی کو لکھا عبداللہ بن محمود دیہات کی آمدنی پر محمد بن عبداللہ کی جانب سے عامل تھا، فرمان میں دونوں کو یہ حکم تھا کہ وہ یحییٰ بن عمر سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہو جائیں۔

یحییٰ کا کوفہ پر قبضہ

کوفے میں خراج پر بدر بن الاصبع مامور تھا یحییٰ بن عمر سات سواروں کی جماعت لیکر کوفہ گئے بیت المال میں جو کچھ تھا لے لیا، وہاں تقریباً دو ہزار دینار تھے اور ستر ہزار درہم تھے کوفے میں اپنا پورا تسلط کر لیا دونوں قید خانے کھول دیئے جو لوگ

اس میں قید تھے سب کو نکال دیا قید خانے کے کارندوں کو بھی وہاں سے نکال دیا، عبداللہ بن محمود ملا جو شاکریہ میں سے تھا یحییٰ بن عمر نے اس کے منہ پر پیشانی کے بالوں کے پاس ایسی ضرب ماری جس نے اسے کمزور کردیا، ابن محمود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ شکست کھا کے بھاگا، ۔ جو کچھ سواریاں اور مال ابن محمود کے ساتھ تھا یحییٰ بن عمر نے سب پر قبضہ کرلیا ۔پھر کوفے سے دیہات میں چلے گئے، وہاں سے ایک گاؤں کی طرف گئے جسے بستان کہا جاتا تھا، وہ گاؤں جنبلا سے تین فرسخ کے (نو میل) کے فاصلے پر تھا کوفے میں نہیں ٹھہرے ایک جماعت زیدیہ میں سے بھی ساتھ مل گئی ایک جماعت اس علاقے کے اعراب کی اور اہل الطفوف اور اہل سیب الاسفل اور اہل ظہر واسط کی مدد کے لئے جمع ہوگئی، اس کے بعد وہ بستان میں ہی ٹھہر گئے اور ان کی جمعیت بڑھتی رہی۔

حسین بن اسماعیل کی روانگی

محمد بن عبداللہ نے ان سے لڑنے کے لئے الحسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن مصعب کو بھیجا، اس کے ساتھ اپنے سرداروں میں سے بہادر، طاقت ور جوانوں کی ایک جماعت شامل کردی ان میں خالد بن عمران اور عبدالرحمٰن بن الخطاب جو وجہ الفلس کے نام سے مشہور تھا اور ابو السنا الغنوی اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ اور اسعد الضبابی اور فوج اسحاقیہ میں سے احمد بن محمد بن الفضل شامل تھے اور ایک جماعت خاصہ خراسانیہ سے ان کے علاوہ تھی محمد بن اسماعیل روانہ ہوگیا اور یحییٰ بن عمر کے مقابلے میں ہفندی میں اس طرح ٹھہر گیا کہ الحسین بن اسماعیل اور اس کے ہمراہی اس پر جرات نہیں کرتے تھے یحییٰ نے البحریہ کا ارادہ کیا جو گاؤں ہے اور اس کے اور قسین کے درمیان پانچ فرسخ (پندرہ میل) کا فاصلہ ہے اگر الحسین چاہتا کہ ان سے بھڑ جائے تو بھڑ سکتا تھا۔

یحییٰ بن عمر السیب کی مشرقی جانب چلے گئے اور الحسین اس کے مغربی جانب یہاں تک حسین کہ احمد آباد تک پہنچ گیا، پھر علاقہ سورا کی طرف روانہ ہوا اور لشکر کو جو کمزور تھا اور یحییٰ کو جا پکڑنے سے عاجز تھا ایسا تیار کردیا کہ وہ ملتے ہی یحییٰ کو گرفتار کرلیں اور جو لوگ ان گاؤں والوں میں سے یحییٰ بن عمر کے ساتھ ہوگئے ہیں انھیں بھی قید کرلیں

احمد بن الفرج جو ابن الفزاری کے نام سے مشہور تھا محمد بن عبداللہ کی طرف سے السیب کی آمدنی پر مقرر تھا، اس کے پاس السیب کی جو کچھ آمدنی جمع تھی یحییٰ بن عمر کے داخل ہونے سے پہلے وہ سب احمد آباد اٹھالے گئے، یحییٰ بن عمر اس پر کامیاب نہ ہوسکے۔

وجہ الفلس سے مڈبھیڑ

یحییٰ بن عمر کوفہ روانہ ہوئے تو عبدالرحمٰن بن الخطاب وجہ الفلس سے ان کی مڈبھیڑ ہوگئی دونوں فوجوں نے کوفے کے پل کے قریب نہایت شدید جنگ کی، عبدالرحمٰن بن الخطاب کو شکست ہوئی اور وہ علاقہ شاہی کی طرف بھاگا، الحسین بن اسماعیل بھی اسے مل گیا یحییٰ بن عمر کوفے میں داخل ہوئے، زیدیہ ان کے پاس جمع ہوگئے یحییٰ نے آل محمد کی دعوت کی، حالت درست ہوگئی اور ان کے پاس لوگوں کی ایک جماعت اکٹھا ہوگئی، وہ اس سے محبت کرتے تھے، اور بغداد کے عوام بھی اس کے ایسے دوست تھے کہ نہیں معلوم ہوسکتا تھا کہ ان لوگوں نے اہل بیت میں سے ان کے سوا کسی اور سے بھی دوستی کی ہو، کوفے میں ان سے ایک ایسی جماعت نے بیعت کرلی جو اپنے تشیع میں بصیرت اور تدبیر رکھتی تھی ان میں وہ مختلف لوگ بھی شامل ہوگئے جن میں دیانت بالکل نہ تھی۔

الحسین بن اسماعیل نے شاہی میں آرام کی غرض سے کچھ قیام کیا اور اس کے ہمراہیوں نے اپنے گھوڑوں کو بھی آرام کرایا اور پھر سے ان میں جان آ گئی دریائے فرات کا شیریں پانی انھوں نے پیا، اور انھیں امداد اور رسد اور مال بھی پہنچ گیا اس دوران یحییٰ بن عمر کوفے میں ٹھہر کر لوگوں کو تیار کرتے رہے تلواریں بناتے رہے لوگوں کو اپنا حق جتاتے رہے ہتھیار جمع کرتے رہے۔

حسین بن اسماعیل کو گرفتار کرنے کی کوشش

زیدیہ کی ایک جماعت نے جو فنِ حرب سے واقف نہ تھی یحییٰ کو الحسین کے گرفتار کرنے کا مشورہ دیا۔ اور ان کے عام ساتھیوں نے بھی اسی طرح کا اصرار کیا، چنانچہ یحییٰ نے ہیر کی شب ۱۳ رجب کو کوفے کی پشت سے خندق کے پیچھے اس پر چڑھائی کر دی ان کے ہمراہ الہیضم العجلی بن عجل کے سواروں کے ساتھ اور کچھ لوگ بنی اسد کے اور پیادے اہل کوفہ سے تھے جن میں سے کوئی بھی نہ علم حرب رکھتا تھا، نہ تدبیر نہ شجاعت،۔

جنگ اور قتل

وہ رات بھر چلتے رہے اور صبح کو حسین اور اس کی جماعت کے قریب اس حالت میں پہنچے کہ حسین کے ساتھی ستا چکے تھے، اور تیار تھے ان لوگوں نے تاریکی میں ان پر حملہ کر دیا اور تھوڑی دیر تک تیر چلائے، حسین کے ہمراہیوں نے ان پر حملہ کر دیا انھیں شکست ہوئی اور ان پر تلوار چلائی گئی، سب سے پہلا قیدی الہیضم بن العلا بن جمہور العجلی تھا، پھر پیادہ اہل کوفہ کو بھی شکست ہوئی، اکثر ان میں سے خالی ہاتھ بغیر ہتھیار کمزور اور پھٹے پرانے کپڑوں میں تھے گھوڑوں نے انھیں روند ڈالا، یحییٰ بن عمر سے لشکر جدا ہو گیا، وہ تبتی جوشن پہنے تھے اس ترکی گھوڑے نے جسے عبداللہ بن محمود سے انھوں نے چھینا تھا، ان کو ایک کنارے پھینک دیا تھا، ابن الخالد بن عمران کو جسے خیر کہا جاتا تھا اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس کو نہیں پہچانا، سمجھا کہ یہ کوئی خراسانی ہے ابوالغور بن خالد بن عمران کو بھی اس کی اطلاع ہوئی جب ابو الغور بن الخالد بن عمران نے ان پر جوشن دیکھا تو خیر بن خالد سے کہا کہ اے بھائی یہ تو خدا کی قسم ابوالحسین ہے، حالت یہ تھی کہ ان کا قلب کھلا ہوا تھا اور وہ اوندھے پڑے ہوئے تھے قلب کے کھلنے کا حال معلوم نہیں ہوتا تھا خیر نے محسن بن المختاب کو حکم دیا جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہنے والے سرداروں میں سے تھا وہ اترا اور انھیں ذبح کر دیا، ان کا سر لے لیا، اور اسے بانس کی ٹوکری میں رکھ لیا، عمر بن خطاب برادر عبدالرحمٰن بن الخطاب کے ہمراہ اسے محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا ایک ہزار سے زیادہ لوگوں نے ان کے قتل کا دعویٰ کیا یعنی ہر ایک اپنے آپ کو ان کا قاتل بتاتا ہے،

مختلف لوگوں کا دعوائے قتل

العرس بن عراہم سے مذکور ہے کہ ان لوگوں نے حسین کو اوندھا پایا، ان کی انگوٹھی اور تلوار انھوں نے ایک شخص کے پاس پائی جو العسقلانی کے نام سے مشہور تھا وہ اس امر کا مدعی تھا کہ اس نے ان کو نیزہ مارا اور ان کا اسباب چھینا، سعد الضبابی نے دعویٰ کیا کہ اس نے ان کو قتل کیا، ابو السنا کے ماموں ابوالحسین سے مذکور ہے کہ اس نے تاریکی میں ایک شخص کی پشت میں نیزہ مارا جسے وہ پہچانتا تھا لوگوں نے الحسین کی پشت پر نیزہ مارا مدعیان قتل کی کثرت کی وجہ سے یہ نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ کس نے ان کو قتل کیا۔

شہر کے دروازوں پر تنصیب

سر اس حالت میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر پہنچا کہ سڑ گیا، ایسے شخص کی تلاش ہوئی جو گوشت کو جدا کر کے آنکھ کا ڈھیلا اور گردن اور سر کے درمیان کا گوشت نکال دے مگر کوئی نہ ملا قصاب بھاگ گئے تھے، الخرمیہ کے قصابوں میں سے جو قید خانے میں تھے ایسا شخص تلاش کیا گیا جو یہ کام کرے مگر سوائے ایک شخص کے جو نئے قید خانے کے کارندوں میں سے تھا جسے سہل بن الصفدی کہا جاتا تھا کوئی دوسرا نہ ملا سہل ان کا بھیجا اور آنکھیں نکالنے پر مقرر ہو گیا اور اس کا گوشت اپنے ہاتھ سے علیحدہ کر دیا دھونے کے بعد ایلوا اور مشک اور کافور بھر کے روئی میں رکھ دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی پیشانی پر نا معلوم تلوار کا زخم تھا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ان کا سر جس دن اسے ملا تھا اس کے دوسرے دن مستعین کے پاس لے جانے کا حکم دیا اور اسے اپنے ہاتھ سے کھولنے اور سامرا کے باب العامہ پر نصب کرنے کا پیغام لکھا لوگ اس کے لئے جمع ہو گئے اور افسوس کرنے لگے نصب کرنے پر ابراہیم الدیرج کو مقرر کیا گیا کیونکہ محمد بن عبداللہ کے نائب ابراہیم بن اسحاق نے اسے حکم دیا تھا اس نے اسے تھوڑی دیر کے لئے نصب کر دیا پھر اتار لیا گیا اور بغداد لوٹا دیا گیا کہ وہاں کے باب الجسر پر نصب کر دیا جائے مگر لوگوں کے بکثرت جمع ہو جانے کی وجہ سے محمد بن عبداللہ کو یہ بات مناسب معلوم نہ ہوئی محمد بن عبداللہ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے لینے کے لئے جمع ہوئے ہیں اس نے اسے نصب نہیں کیا بلکہ اپنے گھر کے اسلحہ خانے کے ایک صندوق میں رکھ دیا۔

قیدیوں کا انجام

الحسین بن اسماعیل نے قیدی اور ان لوگوں کے سر جو ابو حسین کے ساتھ قتل کئے گئے تھے ایک شخص کے ہمراہ روانہ کر دیئے جس کا نام احمد بن عصمویہ تھا یہ شخص مذکور اسحاق بن ابراہیم کے ساتھیوں میں تھا اس نے قیدیوں کو خوب تھکایا اور بھوکا رکھا اور برا برتاؤ کیا مستعین کے حکم سے یہ سب جدید قید خانے میں قید کر دیئے گئے محمد بن عبداللہ نے ان کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ ان سب سے درگزر کی درخواست کی ہے مستعین نے سب کی رہائی کا حکم دے دیا نیز یہ بھی حکم دیا گیا کہ تمام سر دفن کر دیئے جائیں اور نصب نہ کئے جائیں چنانچہ باب الذہب کے ایک محل میں سب دفن کر دیئے گئے۔

ابو ہاشم جعفری کی جرأت وحق گوئی

ایک طاہری سے مذکور ہے کہ وہ اس حالت میں محمد بن عبداللہ کی مجلس میں حاضر ہوا کہ اسے یحییٰ بن عمر کے قتل کی اور فتح کی مبارک بادوی جا رہی تھی ہاشمیوں اور طالبیوں وغیرہ کی ایک جماعت بھی موجود تھی کہ اتفاقاً آنے والوں کے ساتھ داؤد بن الہیثم ابو ہاشم الجعفری بھی آیا اس نے لوگوں کو اسے مبارک باد دیتے سنا تو کہا اے امیر تجھے ایسے شخص کے قتل کی مبارک باددی جا رہی ہے اگر رسول اللہ ﷺ زندہ ہوتے تو آپ سے اس کی تعزیت کی جاتی محمد بن عبداللہ اسے کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ ابو ہاشم جعفری یہ شعر پڑھتے ہوئے چلا گیا (اشعار)

اے بنی طاہر تم اسے مال سمجھ کے کھاؤ
مگر نبی کا گوشت (کھانا تو) مبارک نہیں
بیشک اللہ تعالیٰ بھی جس انتقام کا طالب ہے

وہ وہی انتقام ہے جس کا پرا کرنا مناسب ہو

مستعین نے کلباتکین کو الحسین کی مدد اور اس کی اعانت کے لئے بھیجا تھا مگر وہ حسین سے اس وقت ملا جب اس قوم کو شکست دی جا چکی تھی اور یحییٰ بن عمر کو قتل کیا جا چکا تھا وہ روانہ ہوا اور اس کے ساتھ کوفے کے ڈاک خانے کا افسر بھی تھا۔

ایک ایسی جماعت کے ساتھ ملا جو عمر بن یحییٰ کے ساتھ تھی اور ان کے ہمراہ ستو اور کھانا بھی تھا جو یحییٰ کے لشکر کو دینے کے ارادے سے جا رہے تھے پھر اس نے بزور شمشیر اسے قتل کر دیا کوفہ پہنچا تو یہ ارادہ کیا کہ اسے لوٹ لے اور اس کے باشندوں کو قتل کر دے مگر الحسین نے اسے منع کیا اور وہاں کے کالے گورے سب عوام کو امن دے دی چند روز قیام کیا پھر وہاں سے واپس آ گیا

اسی سال رمضان میں الحسین بن زید بن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب نے بھی خروج کیا۔

پس منظر

مجھ سے اہل طبرستان اور ان کے علاوہ نے بیان کیا کہ اس بغاوت کا سبب یہ ہوا کہ جب محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ہاتھوں یحییٰ بن عمر کا قتل ہو چکا عباسی لشکر کوفے میں داخل ہوا اور جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تو مستعین نے طبرستان کی خالص شاہی جاگیروں سے کچھ قطعات زمین اسے بطور جاگیر دئے ان قطعات میں سے جو اس نے بطور جاگیر دئے تھے وہ قطعہ بھی تھا جو طبرستان کی ان دونوں سرحدوں کے قریب تھا کہ دیلم سے ملی ہوئی تھیں وہ دونوں سرحدیں کلار اور سالوس تھیں اس کے بالمقابل ان اطراف کے باشندوں کی ایک زمین تھی جس سے مختلف مفادات وابستہ تھے اسی میں ان کے ایندھن چننے کی جگہ تھی اور ان کے مویشیوں کی چراگاہ تھی اس زمین کا کوئی مالک نہ تھا غیر آباد زمین کا ایک صحرا تھا جس میں گھنے جنگل، درختوں اور چارے کی جگہ تھی۔

مجھ سے ملنے والوں کے مطابق محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اپنے کاتب جابر بن ہارون کے بھائی بشر ب ہارون نصرانی کو جاگیر پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا طبرستان کا عامل سلیمان بن عبداللہ تھا جو محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کا نائب اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کا بھائی تھا، سلیمان پر محمد بن اوس البلخی حاوی تھا محمد بن اوس نے اپنے لڑکوں کو طبرستان کے شہروں میں پھیلا دیا تھا اور ان کو ان شہروں کا حاکم بنا دیا تھا ان میں سے ہر ایک کو طبرستان کا ایک ایک شہر سپرد کر دیا تھا، یہ ایسے بے وقوف نوجوان تھے کہ ان سے اور ان کی بے وقوفی سے ماتحتوں کو بھی اذیت پہنچتی اور رعیت بھی ابتلاء میں رہتی۔

یہی بداطواریاں تھیں جن کی باعث سب لوگ ان سے اور ان کے والد سے اور سلیمان بن عبداللہ سے بھڑک گئے تھے ان کا برا اثر جو رعایا میں تھا ان لوگوں پر بہت گراں تھا ان کے ایسے قصے ہیں کہ بیان کرنے سے کتاب طویل ہو جائے گی اس کے باوجود جیسا کہ حدود طبرستان کے قریب ان کے شہروں میں اپنے دھوکے سے داخل ہونے کے موقع پر محمد بن اوس نے دیلم پر ظلم کیا حالانکہ وہ لوگ اہل طبرستان سے میل جول اور صلح کئے ہوئے تھے یہ سب حادثہ مال غنیمت کی تلاش میں پیش آیا اس نے ان میں سے بعض کو قید اور بعض کو قتل کر دیا وہاں سے فارغ ہو کر طبرستان واپس ہوا۔

یہ ایسا واقعہ تھا جس نے اہل طبرستان کے غیظ وغضب کو بڑھا دیا تھا، جب محمد بن عبداللہ کا قاصد جو کہ جابر بن ہارون نصرانی تھا اس قلعے پر قبضہ کرنے کے لئے طبرستان گیا جو محمد کو بطور جاگیر دیا گیا تھا جابر بن ہارون نے جیسا کہ مجھ سے کہا گیا کہ خالص سلطانی علاقے تک جو بطور جاگیر محمد بن عبداللہ کو دیا گیا تھا ستون قائم کر دئے تھے اس نے اس پر بھی قبضہ کرلیا اور اس سے متصل اس زمین پر بھی قبضہ کرلیا جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے اس نے جس زمین کے قبضے کا ارادہ کیا تھا وہ ان دونوں سرحدوں کے قریب تھی جن میں سے ایک کا نام کلار اور دوسری کا سالوس تھا۔

اسی علاقے میں ان دنوں دو شخص بہادری میں مشہور تھے جس پر جابر نے قبضہ کیا تھا دیلم کے اس علاقے کے وہی دونوں قابض بیان کئے جاتے تھے لوگوں کو کھانے پلانے اور جو ان کے پاس آتا اس پر احسان کرنے میں مشہور تھے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام جعفر تھا، دونوں رستم کے بیٹے تھے ان دونوں نے جابر بن ہارون کے اس قبضے کو برا جانا اور اسے اس سے روکا ان اطراف میں رستم کے ان دونوں بیٹوں کی اطاعت کی جاتی تھی دونوں نے مل کے جابر بن ہارون کو اس زمین پر قبضہ روکنے کے لئے جو اس علاقے کے باشندوں کے فائدے کے لئے تھی اور اس زمین میں داخل بھی نہ تھی جو اس کے مالک نے بطور جاگیر محمد بن عبداللہ کو دی تھی اپنے قرب وجوار کے لوگوں کو جو ان دونوں کی اطاعت کرتے تھے کھڑا کر دیا سب لوگ ان دونوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے جابر بن ہارون نصرانی اپنی جان کے خوف سے بھاگ کے سلیمان بن عبداللہ بن طاہر سے ملا اور محمد بن وجعفر فرزندان رستم اور وہ سب جو ان دونوں کے ساتھ جابر کو روکنے اٹھے تھے مذکورہ زمین پر حیلہ سے قبضہ کرنے کو شرارت یقین کر بیٹھے کیونکہ پورے طبرستان کا عامل سلیمان بن عبداللہ تھا اور محمد بن عبداللہ کا بھائی محمد بن طاہر بن عبداللہ کا چچا تھا جو اس زمانہ میں پورے مشرق اور پورے خراسان اور طبرستان پر مستعین کا عامل تھا۔

محمد اور جعفر کا دیلم سے قبضہ چھڑانا

جب تمام قوم نے اس شرارت کا یقین کرلیا تو اپنے دیلم کے پڑوسیوں کے پاس قاصد بھیجے اور انھیں وفائے عہد کی یاد دلائی جو ان کے اور ان پڑوسیوں کے درمیان ہوا تھا کہ ان کے ساتھ محمد بن اوس نے خیانت اور قتل اور قید کا طریقہ اختیار کیا ہے، اس امر کا اندیشہ ہے کہ وہ ان کے ساتھ بھی وایسا ہی سلوک کرے گا جیسا کہ ہمارے ساتھ کیا انھوں نے اعانت کی درخواست کی اہل دیلم نے ان لوگوں کو اس امر سے آگاہ کیا کہ تمام اطراف کی زمینوں اور شہروں پر جو ان کی زمین کے متصل ہیں ان کے عامل یا تو صرف طاہر کے عامل ہیں جو آل طاہر کی مدد کرتے ہیں بشرطیکہ وہ ان کی مدد کے محتاج ہوں جو اعانت کی درخواست انھوں نے ان سے کی ہے ان کے لئے اس کا کوئی طریقہ نہیں سوائے اس کے کہ ان سے اس بات کا خوف زائل کر دیا جائے کہ جب وہ سلیمان بن عبداللہ کے حکام کے ساتھ سامنے سے لڑائی میں مشغول ہوں گے تو وہ لوگ ان کی پشت کی جانب سے حملہ کر دیں گے۔

ان لوگوں نے جنھوں نے سلیمان اور اس کے حکام سے جنگ کے لئے مدد کی درخواست کی تھی انھوں نے بتایا کہ وہ اس امر کے انتظام سے غافل نہیں رہیں گے یہاں تک کہ وہ لوگ اس اندیشہ سے مطمئن ہو گئے جس سے انھیں خوف تھا دیلم نے ان کی درخواست کو قبول کرلیا ان لوگوں نے ان سے اور اہل کلار اور اہل سالوس سے سلیمان بن عبداللہ اور ابن اوس کی اور ان کے علاوہ جو شخص ان سے لڑائی کا ارادہ کرے اس کی جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ کرلیا،

مؤرخین کے مطابق رستم محمد بن جعفر نے ان طالبیوں میں سے جو اس زمانے میں طبرستان میں مقیم تھے ایک صاحب کے پاس جس کا نام محمد بن ابراہیم تھا قاصد بھیجا وہ بیعت کرنے کے لئے انھیں بلاتے تھے مگر انھوں نے انکار کیا اور کہ گئے کہ میں تمھیں اپنے میں سے ایسے شخص کو بتاتا ہوں جس کام کے لئے تم نے بلایا ہے وہ مجھ سے زیادہ مضبوط ہے پوچھا وہ کون ہے کہا الحسن بن زید رے میں ان کے مکان کا پتہ بتا دیا،

حسن بن زید کی بیعت

ابن زید کے پاس قوم نے ایک ایسے شخص کو بھیجا کہ انھیں اپنے ساتھ طبرستان چلنے کی دعوت دے حسن بن زید ان کے پاس آگئے اور اہل دیلم اور اہل کلار وسالوس واہل درویان نے ان کی بیعت کر لی اور سلیمان بن عبداللہ کے قتال پر متحد ہو گئے جب حسن زید ان کے پاس آگئے تو دونوں فرزندان رستم اور اہل سرحد کی ایک جماعت اور روسائے دیلم کجایا اور لاشام اور وھسودان بن جستان نے اور اہل رویان میں سے عبداللہ بن وندا امید نے کہ ان کے خیال میں پرہیز گار اور عبادت گزار بھی تھے ابن اوس کے عاملوں کو مار بھگایا جو بر سر پیکار تھے یہ لوگ ابن اوس اور سلیمان بن عبداللہ سے ملے اور وہ دونوں شہر ساریہ میں تھے،

حسن بن زید اور ان کی اس جماعت کے ساتھ جن عوام نے بیعت کی تھی وہ شتربان تھے عام شتربانوں کو جب ابن زید کے اٹھ کھڑے ہونے کی خبر پہنچی تو طبرستان کماصمنان وفادسبان کے اونٹ والے اور لیث بن قباز نیز پہاڑوں والوں میں سے فسکجستان بن ابراہیم بن خلیل بن وندا سفجان غرض کہ ان لوگوں کے سوائے جو کوہ فریم کے رہنے والے تھے سب لوگ شامل ہو گئے

اہل کوہ فریم کی ابن زید سے لاتعلقی

اہل کوہ فریم کے شامل نہ ہونے کا یہ سبب تھا کہ اس زمانے میں ان کا مالک ومتصرف قارن بن شہر یار تھا اسی نے اپنے پہاڑ اور اپنے ساتھیوں کو روکے رکھا اس نے حسن بن زید کی اطاعت نہیں کی اور نہ اس کے ہمراہیوں نے یہاں تک کہ وہ اپنی موت مر گیا باوجودیکہ دونوں کے درمیان بعض حالات میں صلح تھی اور آپس میں محبت اور رشتہ داری بھی تھی اور اپنے اس فعل سے قارن حسن بن زید اور ان کے ساتھیوں کے معاملے کو روکنا چاہتا تھا،

آمل پر چڑھائی،

حسن بن زید اور ان کے ان سرداروں نے جو ان اطراف والوں میں سے تھے شہر آمل کی طرف چڑھائی کر دی کہ طبرستان کے شہروں میں وہی سب سے پہلا شہر ہے جو کلار وسالوس کے پہاڑ سے متصل ہے اور ابن اوس شہر ساریہ سے مقابلہ کے ارادے سے سامنے آیا دونوں لشکر آمل کے بعض اطراف میں بھڑ گئے اور آپس میں زوروں کی جنگ ہونے لگی۔

حسن بن زید اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے قوم کی لڑائی کا میدان پس وپشت چھوڑ کے دوسری جانب کا رخ کیا وہ سب اس میں داخل ہو گئے ان کے شہر عامل میں داخل ہونے کی خبر ابن اوس کو اس حالت میں پہنچی جبکہ وہ حسن بن زید کے ان آدمیوں سے جنگ میں مشغول تھا جو اس کے سامنے تھے اپنی جان بچانے اور ساریہ میں سلیمان سے مل جانے کے سوا اس سے کچھ بن نہ پڑا جب حسن بن زید آمل میں داخل ہو گئے تو لشکر بھی بڑھ گیا اور

حالت مضبوط ہوگئی، اونٹ والے بدمعاش جو فتنے کے خواہشمند اور لوٹ مار کے طلبگار تھے ان پر ٹوٹ پڑے،

ساریہ کی فتح

مؤرخین کے مطابق کہ حسن بن زید آمل میں چند روز مقیم رہے وہاں کے باشندوں سے خراج جمع کیا اور تیاری کرتے رہے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ساریہ کی طرف سلیمان بن عبداللہ کے ارادے سے جنگ کے لئے گئے تو سلیمان اور ابن اوس بھی مع اپنے لشکر کے ساتھ نکل آئے دونوں فریق میں شہر ساریہ سے باہر مڈبھیڑ ہوگئی ان میں خوب زور کے جنگ ہونے لگی حسن بن زید کے بعض سرداروں نے اس سمت کو جس میں دونوں لشکر مقابلہ کر رہے تھے پس وپشت چھوڑ کر شہر ساریہ کی اور سمتوں میں سے کسی اور سمت کی طرف رخ کیا وہ اپنے آدمیوں اور ہمراہیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہوگئے سلیمان بن عبداللہ کو اور اس کے ہمراہی لشکر کو یہ خبر پہنچی تو جان بچانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا،

اس علاقے کے لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ سلیمان بن عبداللہ بھاگ گیا اور اپنے اہل وعیال اسباب اور اپنا ہر وہ مال واثاثہ وغیرہ جو ساریہ میں تھا بغیر کسی محافظ ونگران سب چھوڑ گیا سوائے جرجان کے اور کوئی جگہ اسے بچانے والی نہ تھی اس کے دوسرے لشکر پر حسن بن زید اور ان کے ساتھی غالب آگئے، سلیمان کے اہل وعیال اور اس کے اثاثے کے بارے میں مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ حسن بن زید نے ان کے لئے ایک سواری کا حکم دیا جس میں انھیں سوار کرا کے سلیمان کے پاس بھیج دیا، جو اس وقت جر جان میں تھا، جو سامان سلیمان کے ساتھیوں کا حسن بن زید کے پیروکاروں نے لوٹ لیا،

رے کی فتح

حسن بن زید کو سلیمان بن عبداللہ کے جرجان چلے جانے سے پورے طبرستان کی حکومت مل گئی، جب پورے طبرستان پر حسن بن زید کی حکومت ہوگئی، اور سلیمان بن عبداللہ اور اس کے ساتھی اس سے نکال دیئے گئے، تو انھوں نے ایک لشکر اپنے اہل بیت میں سے ایک شخص کو سردار بنا کر رے بھیجا۔

وہ وہاں پہنچا تو وہاں کے گورنر نے جو کہ ابن طاہر کی جانب سے تھا، مزاحمت کی جب وہ شخص طالبیوں کی طرف بھیجا گیا تھا رے میں داخل ہوگیا تو وہاں سے عامل بھاگ گیا، سردار لشکر طالبیوں میں سے ایک شخص محمد بن جعفر کو نائب بنا کے وہاں سے واپس آگیا، حسن بن زید کے لئے طبرستان کے ساتھ ہمدان کی حد تک رے بھی مل گیا۔

سامرا سے عباسی فوج کی روانگی

مستعین کو ان حالات کی خبر پہنچی، اس زمانے میں اس کے معاملات کا مدبر وصیف ترک اور اس کا کاتب احمد بن صالح بن شیرازتھا اسی کے سپرد مستعین کی مہر تھی، مستعین نے اسماعیل بن فراشتہ کو ایک جمعیت کے ساتھ ہمدان کی طرف روانہ کیا، اور اسے وہاں قیام کرنے اور حسن بن زید کے لشکر کو آگے بڑھنے سے روکنے کا حکم دیا، یہ حکم اس لئے دیا گیا کہ ہمدان کے اس طرف کی حکمرانی محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کے سپرد تھی، اس کے ساتھ اس کے گورنر تھے، اور اچھا انتظام تھا۔

رے پر عباسی قبضہ اور دوبارہ فتح

جب محمد بن جعفر طالبی رے میں متمکن ہو چلے تو مؤرخین کے مطابق ان سے ایسے امور ظاہر ہوئے جنھیں اہل رے نے ناپسند کیا، محمد بن طاہر بن عبداللہ نے اپنی جانب سے اپنے ایک سردار کو جس کا نام محمد بن میکال تھا اور جو شاہ بن میکال کا بھائی تھا، ایک فوج جس میں پیادہ و سوار تھے کے ہمراہ رے کی طرف روانہ کیا، اور وہ محمد بن جعفر طالبی رے سے باہر معرکہ آرا ہوئے، محمد بن میکال نے محمد بن جعفر کے لشکر کو منتشر کر دیا، اور رے میں داخل ہو گیا، وہاں ٹھہر کے خلیفہ کے لئے دعا کی۔

اس کے وہاں قیام کو زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا، کہ حسن بن زید نے اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جس کا سپہ سالار اہل ارز کا ایک شخص واجن تھا، واجن رے پہنچا تو احمد بن میکال اس کے مقابلے کے لئے نکل آیا، دونوں لشکر ٹکرائے واجن اور اس کے ساتھیوں نے محمد بن میکال اور اس کے لشکر کو شکست دی، محمد بن میکال پناہ کی تلاش میں شہر رے کی طرف بھاگا، تو واجن اور اس کے ساتھیوں نے اس کا تعاقب کر کے قتل کر دیا، رے شہر پھر حسن بن زید کے ساتھیوں کے قبضے میں آ گیا،

محمد بن میکال کے قتل کے بعد اسی سال جب یوم عرفہ ۹ ذی الحجہ آیا تو رے میں احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین بن الصغیر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ؓ اور ادریس بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن علی بن ابی طالب کا ظہور ہوا، احمد بن عیسیٰ نے اہل رے کو نماز عید پڑھائی اور آل محمد ﷺ کی اتباع کی دعوت دی، محمد بن طاہر نے اسے شکست دی، پھر وہ قزدین چلا گیا۔

متفرقات

اسی سال جعفر بن عبدالواحد وصیف کے زیر عتاب آ گیا، چونکہ وہ شاکریہ میں مامور تھا اس لئے وصیف کو گمان ہوا کہ اس نے شاکریوں کو بھڑکایا ہے، ۲۳ ربیع الاول کو جعفر بصرے کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

اسی سال بنی امیہ میں سے ابن ابی الشوارب اور عثمانیوں کے دار العامہ میں مراتب گھٹا دیئے گئے۔

اسی سال حسن بن الافشین قید سے چھڑا لیا گیا۔

اسی سال عباس بن احمد بن محمد کو معزول کر دیا گیا، جعفر بن الفضل بن عیسیٰ بن الموسیٰ المعروف بہ بشاشات کو جمادی الاولیٰ میں مکہ المکرمہ پر مامور کیا گیا۔

واقعہ حمص

اسی سال اہل حمص اور قبیلہ کلب کی ایک جمعیت نے جس کا سردار ایک شخص مسمی عطیف بن نعمۃ الکلبی تھا، الفضل بن قارن برادر مازیار بن قارن پر جو اس زمانے میں حمص کا گورنر تھا، حملہ کر دیا انھوں نے اسے رجب میں قتل کر دیا، مستعین نے بغا الکبیر کو ان کی طرف روانہ کیا، اور موسیٰ ساحرؔ اسے جمعرات ۱۳ رمضان کو روانہ ہوا، جب موسیٰ حمص کے قریب پہنچا تو اہل حمص نے حمص اور رستن کے درمیان اس سے مقابلہ کیا، موسیٰ ان سے لڑا، انھیں شکست دی اور حمص فتح کر لیا، فتح کے بعد اس نے حمص میں قتل عام کیا اور شہر کو آگ لگا دی، سرداران علاقہ کی ایک جماعت کو قید کر لیا، عطیف بدویوں سے مل گیا تھا،

وفیات

اسی سال اتوار ۲۳ رمضان کو جعفر بن احمد بن عمار قاضی کی وفات ہوئی،
اسی سال احمد بن عبدالکریم الجواری والیٔ قاضی بصرہ کی وفات ہوئی۔

متفرقات

اسی سال محمد بن الوزیر کو سامرا کا قاضی بنایا گیا۔
اسی سال شاکریہ اور لشکر فارس نے عبداللہ بن اسحاق ابن ابراہیم پر حملہ کر دیا۔ اس کا گھر لوٹ لیا، اور احمد بن حسن بن قارن کو قتل کر دیا جبکہ عبداللہ بن اسحاق بھاگ گیا،
اسی سال محمد بن طاہر نے خراسان سے دو ہاتھی بھیجے جو اس کے پاس کابل سے بھیجے گئے تھے اور کچھ تصویریں اور کچھ خوشبوئیں بھی بھیجیں،۔
اسی سال موسم گرما میں بلکاجور سے جنگ ہوئی،
اس سال جعفر بن الفضل بشاشات نے جو والی مکہ تھا لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۵۱ھ

باغر کا قتل اور ہنگامہ

اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ باغر نامی شخص جو متوکل کے قاتلوں میں سے تھا اور اسی وجہ سے تنخواہ بڑھا دی گئی تھی، اور بہت سی جاگیریں ملی تھیں ان جاگیروں میں کچھ جائداد کوفہ کے دیہات میں تھی وہ جائداد جو وہاں باغر کو جائداد میں ملی تھی باغر کے ایک یہودی کاتب سے باروسمانہ نہر الملک کے دہقانوں میں سے ایک شخص نے دو ہزار دینار سالانہ پر لے لی، علاقے کے ایک شخص مسمی ابن مارمہ نے باغر کے وکیل پر جو وہاں تھا کچھ ظلم کیا باغر کے وکیل نے اسے گرفتار کر کیا، یا اس کے گرفتار کرنے کے لئے کوئی پوشیدہ کاروائی کی، ابن مارمہ قید کر دیا گیا، مگر اس نے قید ہی میں اپنی کاروائیاں جاری رکھیں یہاں تک کہ رہا ہو کے سامرا چلا گیا، اور وہاں دلیل بن یعقوب نصرانی سے ملا،

دلیل اس زمانے میں بغا شرابی کا کاتب تھا اور اس پر حاوی تھا، فوج کا کام بھی اس کے سپرد تھا بغا کا مقرب ہونے کی وجہ سے سرداروں اور عاملوں کی سواریاں اس کے پاس آیا کرتی تھیں، ابن مارمہ دلیل کا دوست تھا، جبکہ باغر بغا کے سرداروں میں سے ایک تھا، دلیل نے باغر کے سینے میں غصہ بھڑکا دیا دلیل اور باغر میں سے ہر ایک نے دوسرے سے اس سبب سے مفارقت اختیار کر لی، باغر شجاع، بہادر اور ترکوں میں مشہور مرتبے والا تھا، حتیٰ کہ بغا وغیرہ بھی اس سے ڈرتے اور اس کے شر سے خائف رہتے تھے۔

باغر کی دلیل کے خلاف شکایت

بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۶ ذی الحجہ کو باغر بغا کے پاس آیا، بغا حمام میں تھا باغر شدید نشے میں تھا، وہ اس کا منتظر رہا، بغا حمام سے نکلا تو اس کے پاس اندر گیا، اور اس سے کہا کہ خدا کی قسم دلیل کے قتل سے کوئی چارہ نہیں، پھر اسے گالی دی، بغا نے جواب دیا کہ اگر تو میرے بیٹے فارس کے قتل کا ارادہ کرے تو بھی میں تجھے نہ روکوں گا، دلیل نصرانی کی کیا حقیقت ہے، لیکن میرا اور خلافت کا کام اسی کے ہاتھ میں ہے اتنا انتظار کر کہ میں اس کی جگہ دوسرا آدمی مقرر کرلوں، بغا نے دلیل کو یہ کہلا بھیجا کہ وہ سوار نہ ہو، (یعنی گھر سے نہ نکلے) کہا گیا ہے کہ اسے بغا کا طبیب ملا جس کا نام ابن سرجویہ تھا اس نے اس قصے کی خبر دی، تو وہ اپنے گھر لوٹ گیا اور چھپ گیا، بغا نے محمد بن یحییٰ بن فیروز کے پاس آنے کا پیغام بھیجا، ابن فیروز اس سے پہلے بھی اس کا کاتب رہ چکا تھا اس نے اسے دلیل کی جگہ مقرر کردیا۔

باغر اور دلیل کی مصالحت

باغر ان خیالوں میں تھا کہ اس نے دلیل کو معزول کردیا،، پھر بغا نے دلیل اور باغر کے درمیان صلح کرادی، باغر جب اپنے دوستوں کے ساتھ تنہا ہوتا تھا تو دلیل کو قتل کی دھمکی دیا کرتا تھا۔

باغر مستعین کی خوشامد میں لگا رہا دار الخلافت کی خدمت اختیار کرلی، مگر مستعین کو اس کی موجودگی پسند نہ تھی، جب بغا کی اپنے گھر میں رہنے کی باری آئی تو مستعین نے دریافت کیا کہ کاموں پر کون ہے اسے وصیف نے خبر دی اور کہا کہ مناسب یہ ہے کہ ان اعمال کو ابو محمد باغر کے سپرد کردیا جائے، وصیف نے کہا بہت خوب۔

دلیل سوار ہو کے بغا کے پاس گیا، اور اس سے کہا کہ تو اپنے گھر میں ہے اور لوگ تمھیں تمام عہدوں سے معزول کرنے کی تدبیر کر رہے ہیں، جب تو معزول ہوجائے گا تو تیری زندگی کہاں، سوائے اس کے کہ وہ تجھے قتل کردیں، بغا سوار ہو کے اسی دن جس دن اس کی اپنے گھر میں رہنے کی باری تھی، رات کو دار الخلافت گیا، اور وصیف سے کہا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ مجھے میرے مرتبے سے گرادے، اور باغر کو لائے اور پھر اسے میری جگہ کردے، باغر تو میرے غلاموں میں سے صرف ایک غلام ہے اور میرے آدمیوں میں سے ایک آدمی ہے۔ وصیف نے جواب دیا کہ تجھے معلوم نہیں خلیفہ کا اس کے متعلق کیا ارادہ ہے، بغا اور وصیف نے باغر کو دار الخلافت سے علیحدہ کرانے اور اس کے لئے حیلہ تلاش کرنے کا معاہدہ کیا۔

لوگوں نے یہ خوفناک خبر مشہور کی کہ کہ باغر امیر بنایا جائے گا لشکر اس سے مل جائے گا، اسے خلعت پہنایا جائے گا، دار الخلافت میں وصیف اور بغا کی مجلس منعقد کی جائے گی، اور ان دونوں کو بھی امیر کا خطاب دیا جائے گا لوگوں نے یہ خبر سنی تو باغر کی حمایت کی، باغر نے مستعین کا تقرب صرف اس لئے حاصل کیا تھا کہ محفوظ رہے اس نے اور اس کے طرف داروں نے خوف محسوس کیا تو متوکل کے قتل پر اس سے بیعت کرنے والے بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے پاس جمع ہوئے اور گفتگو کے بعد معاملے کو پختہ کرلیا سب نے عہد کیا کہ جس طرح متوکل کے قتل کے معاملے ہماری استواری نمایاں ہوچکی ہے اب بھی ہم ویسے ہی میثاق پر قائم ہیں باغر نے سب کو حکم دیا کہ دار الخلافت میں ہی رہو تا کہ ہم مستعین، بغا اور وصیف کو قتل کردیں اور علی بن المعتصم یا ابن الواثق کو لائیں اور خلیفہ بنائیں اور حکومت ہماری ہوجائے جس طرح کہ اس وقت وصیف اور بغا کی حکومت ہے وہ دونوں خلافت پر غالب آگئے ہیں اور ہم

لوگ بے کار ہو گئے ہیں سب نے اس کی یہ بات مان لی۔

یہ خبر مستعین کو پہنچی تو اس نے بغا اور وصیف کو بلا بھیجا یہ پیر کا دن تھا دونوں سے کہا کہ میں نے تم دونوں سے یہ خواہش نہیں کی تھی کہ مجھے خلیفہ بنا دو تمہیں نے اور تمہارے ساتھیوں نے خلیفہ بنایا پھر تم ہی یہ چاہتے ہو کہ مجھے قتل کر دو، دونوں نے خدا کی قسم کھائی کہ ہمیں اس کا کوئی علم نہیں ہے خلیفہ مستعین نے واقعہ کہہ سنایا۔

مؤرخین کے مطابق باغر کی ایک بیوی نے جسے اس نے طلاق دے دی تھی مستعین کی ماں اور بغا سے اس کی چغلی کھائی، صبح سویرے دلیل بغا کے پاس گیا اور وصیف بھی بغا کے گھر پر حاضر ہوا وصیف کے ہمراہ اس کا کاتب احمد بن صالح بھی تھا سب نے باغر اور اس کے ساتھ دو ترکوں کو گرفتار کر لینے اور حسب ضرورت تک جب تک مناسب ہو اس وقت تک قید رکھنے پر اتفاق کر لیا انھوں نے باغر کو بلوایا تو وہ ایک فوجی دستے کے ہمراہ بغا کے گھر آیا۔

بشر بن سعید المرثدی سے مذکور ہے کہ میں باغر کے داخل ہونے کے وقت وہیں موجود تھا اسے وصیف اور بغا کے پاس پہنچنے سے روک دیا گیا باغر کو حمام کی طرف لے جا کے بیڑیاں منگائیں اور پہنائیں اور اسی حمام میں قید کر دیا گیا۔

یہ خبر ہارونی اور کرخ اور الدور میں ترکوں کو پہنچی تو انھوں نے شاہی اصطبل پر حملہ کر دیا جو گھوڑے اس میں تھے لوٹ لئے ان پر سوار ہوئے اور ہتھیار لے کے محل میں حاضر ہو گئے جب شام ہو گئی تو وصیف اور بغا نے رشید کو وصیف کی بہن سعاد کا بیٹا تھا حکم دیا کہ باغر کو قتل کر دیں۔

وہ ایک جماعت کے ساتھ باغر کے پاس آیا ان لوگوں نے کلہاڑیوں سے اس کا سر پاش پاش کر دیا یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا جب مستعین کو ترکوں کا جمع ہونا معلوم ہوا تو وہ وصیف اور بغا کشتی میں سوار ہوئے اور سب مل کے وصیف کے گھر گئے یہ منگل کا دن تھا تمام دن اور رات بھر لوگ آتے تھے اور جاتے تھے وصیف نے کہا کہ جب تک نتیجہ نہ نکلے تو سب کے سب یکجا ہوا گر مخالفین مقابلے پر جمے رہے تو ہم باغر کا سر ان کے پاس پھینک دیں گے۔

بلوائی ترکوں تک اس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ ہنگامے پر جم گئے یہاں تک کہ انھیں یہ علم ہو گیا کہ مستعین اور بغا اور وصیف بغداد چلے گئے ہیں وصیف نے مغربیوں کی ایک سوار اور پیادہ جماعت کو ہتھیار اور نیزے دے دئے تھے اور انھیں بلوائیوں کے مقابلے میں روانہ کر دیا تھا اور شاکریہ کو کہلا بھیجا کہ ہر وقت ضرورت کے لئے تیار رہیں ظہر کے وقت تک لوگ ٹھہرے رہے اور سب کام درست ہوئے چند ترک سردار ہنگامہ کرنے والوں کے پاس گئے اور ان سے پلٹ جانے کو کہا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ یوق یوق ای لالا (یعنی نہیں نہیں کبھی نہیں)۔

جامع بن خالد سے روایت ہے کہ وصیف کا ایک ترک نائب تھا جو مع ان چند لوگوں کے جو ترکی زبان جانتے تھے ان سے بات چیت کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ ان لوگوں نے ان کو بتایا کہ مستعین اور بغا اور وصیف بغداد چلے گئے ہیں بلوائی آخر پشیمان ہوئے اور تھک کر واپس روانہ ہو گئے۔

جب مستعین کے چلے جانے کی خبر پھیل گئی تو ترک دلیل ابن یعقوب اور اس کے اعزہ کے مکانوں مکانوں میں جو اس کے قریب رہتے تھے نیز اس کے پڑوسیوں کے مکانوں کی طرف گئے جو کچھ ان مکانوں میں تھا لوٹ لیا یہاں تک کہ نخشب اور درondات گئے اور وہاں جن خچروں پر قابو پایا ان کو قتل کر دیا دانہ چارہ لوٹ کے چوپایوں کو بے چارہ کر دیا آبدار خانہ ویران کر دیا۔

سلمہ بن سعید نصرانی کے گھر سے ان پہلوانوں نے مزاحمت کی جنھیں اس نے مقرر کیا تھا اور ان کے علاوہ ان کے پڑوسیوں نے بھی انھیں گھر میں گھسنے سے روکا ابراہیم بن مہران نصرانی عسکری کے گھر میں گھسنے کا ارادہ کیا تو اس نے انھیں دفع کر دیا چنانچہ ابراہیم لٹنے سے بچ گئے۔

عامہ کا ردعمل

باغر کے قتل اور اس فتنے کے بارے میں جو اس کے بارے میں جو اس کی وجہ سے برپا ہوا بعض شعراء نے یہ اشعار کہے بیان کیا جاتا ہے کہ شاعر کا نام احمد بن الحارث الیمامی ہے۔

میری جان کی قسم اگر باغر کو لوگوں نے قتل کر دیا تو کچھ حرج نہیں
البتہ باغر نے ایک عظیم الشان جنگ برانگیختہ کی تھی
خلیفہ اور دونوں سردار بھاگے
رات کو وہ دونوں کشتی تلاش کرتے تھے
پکارا انھوں نے میسان میں اپنے ملاح کو
تو وہ دیکھنے والوں پر سبقت کرتا ہوا ان کے پاس آگیا،
اس نے انھیں کشتی کے اندر بٹھادیا
اور ان کی ناؤ کھینچنے والے بانس متحرک ہو گئے
ابن مارمہ کی قدر اتنی زیادہ نہ تھی
جس کی وجہ سے ہم بڑی بڑی لڑائیاں لڑیں
لیکن دلیل نے ایسی کوشش کی
جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہل عالم کو رسوا کر دیا ف
وہ طلوع آفتاب سے پہلے بغداد میں داخل ہوا
اس میں داخل ہوا جس کو ہم لوگ ناپسند کرتے ہیں
اے کاش کشتی ہمارے پاس نہ آتی
اور اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے سواروں کو غرق کر دیتا
ترک اور مغربی مقابلے پر آگئے
اور سیاہ رو فراعنہ آگئے
ان کے گروہ مسلح ہو کے چلتے ہیں
پیادہ اور سوار ہتھیار سامنے رکھ کر چلتے ہیں
ایک ایسا ماہر فن حرب ان کی جنگ کا سرپرست ہوا
جسے زمانے نے اس پر مقرر کیا ہے
اس نے دونوں جانب نئی چار دیواری قائم کر دی
یہاں تک کہ ان سب کو گھیر لیا

اس کے چور دروازوں کو
چار دیواری پر مضبوط کر دیا جس کی وجہ سے وہ مستعین کی حمایت کرتا ہے
ایسے خطر ناک گوپھن تیار کیے ہیں
جو جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور تیر کی حفاظت کرتے ہیں
اس نے کمانیں اور لشکری تیار کیے ہیں
تو وہ ہزار ہیں جب تم شمار کرو
ایسے گوپھن تیار کیے ہیں جو لگے ہوئے ہیں
فصیل کی دیوار پر یہاں تک کہ اس نے اہل شہر کو آزاد کر دیا

ابن رمامہ کی موت

مذکور ہے کہ جب لوگ بغداد پہنچے تو ابن مارمہ بیمار ہو گیا دلیل بن یعقوب نے اس کی عیادت کیا اور اس سے دریافت کیا کہ تیری بیماری کا کیا سبب ہے اس نے کہا کہ بیڑی کا زخم پھر پیدا ہو گیا دلیل نے کہا کہ اگر بیڑی نے تجھے زخمی کیا ہے تو تو نے خلافت کو توڑ ڈالا فتنہ برانگیختہ کر دیا۔

اسی زمانے میں ابن مارمہ مر گیا ابوعلی یمامی حنفی نے مستعین کے بغداد آنے کے بارے میں کہا ہے

وہ ہٹ تو گیا مگر اپنی سلطنت کے زوال کے بعد
اور پھر اپنی موت وہلاکت کے بعد

ترکوں نے لوگوں کو بغداد آنے سے روکا۔

مذکر ہے کہ انھوں نے ایک ملاح کو گرفتار کیا جس کی کشتی کرائے پر لی گئی تھی دو سو کوڑے مارے اور اسے اس کی کشتی کی لکڑی میں لٹکا دیا کشتی والے پار اتارنے سے رک گئے مگر پوشیدہ طور پر یا بڑی دشواری کے بعد اتار دیتے تھے،

اسی سال فتنہ برپا ہوا اور اہل بغداد اور سامرا کے لشکر میں جنگ وقوع پزیر ہوئی ان میں سے جو لوگ سامرا کے تھے انھوں نے معتز سے بیعت کر لی اور جو لوگ بغداد کے تھے وہ مستعین کی بیعت پر قائم رہے،

مستعین کا فتنہ عزول ونصب

معزولی مستعین

ہم مستعین ،شاہک خادم، وصیف، بغا اور احمد بن صالح بن شیراز کا بغداد آنا بیان کر چکے ہیں وہاں ان کی آمد گھڑی تین دن گزرنے کے بعد بدھ ۴ یا بقول بعض ۵ محرم کو اسی برس میں ہوئی،

جب مستعین وہاں آیا تو محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر میں اترا وصیف کا نائب بغداد میں آیا وہ سلام کے نام سے مشہور تھا جس قدر معلومات تھیں مستعین نے اس سے معلوم کر لی کہ اپنے گھر جانے کے لئے سامرا روا پس ہوا سرداران لشکر جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ کے سوائے بڑے بڑے کاتبوں اور عاملوں اور بنی ہاشم کے ساتھ

بغداد آئے ان کے بعد ان ترک سرداروں میں سے جو وصیف کے طرف دار تھے کلبا تکین قائد اوتامش نائب ترک اور ابن نجوب نائب نسائی اور ان میں سے جو بغا کے طرف دار تھے باکباک قائد جو خدمت کے غلاموں میں تھے بغا کے چند نائبوں کے ساتھ آئے۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ وصیف اور بغا نے ان کے جانے سے پہلے ان کے پاس ایک قاصد بھیج کر حکم دیا تھا کہ جب بغداد واپس آئیں تو اس جزیرے میں چلے جائیں جو محمد بن عبداللہ ابن طاہر کے مکان کے سامنے ہے پل کی طرف نہ جائیں جس سے عام لوگ ان کے آنے سے ڈریں انھوں نے یہی کیا اور جزیرے کی طرف جا کے اپنے گھوڑوں سے اتر گئے کشتیاں آ گئیں ان میں بیٹھ کر دریا عبور کیا،

کلبا تکین اور باکباک اور دارالخلافت کے سردار ارنا تجور ترک دریا کے کنارے سے بلندی کی طرف چل کے مستعین کے پاس پہنچ گئے انھوں نے اس کے آگے اپنے آپ کو ڈال دیا اپنے پٹکے عاجزی اور ذلت ظاہر کرنے کے لئے اپنی گردنوں میں ڈال لئے اور مستعین سے گفتگو کرنے لگے، معافی مانگی، درگزر کرنے اور راضی ہو جانے کی درخواست کی،

مستعین کا جواب

مستعین نے جواب دیا کہ تم لوگ اہل بغاوت ہو، اہل فساد اور مستقل طور پر نعمتوں کے مالک بنے ہوئے ہو کیا تم لوگوں نے اپنے لڑکوں کے بارے میں میرے پاس درخواست پیش نہیں کی پھر میں نے انھیں تمھارے ساتھ شامل کر دیا، لڑکیوں کو میں نے تمہاری درخواست پر میں نے انھیں شادی کی عمر والی عورتوں میں شامل کرنے کا حکم دیا یہ لڑکیاں تقریباً چار ہزار تھیں بالغ اور نابالغ بچوں کے بارے میں بھی تمہاری درخواست منظور کی میں نے تمھاری ہر بات قبول کر لی تنخواہیں جاری کیں سونے چاندی کے برتن بنوادئے اپنے آپ کو نفس کی لذت اور خواہش سے روکا یہ سب تمھیں خوش کرنے اور خوشحال بنانے کے لئے کیا گیا مگر تم ہو کہ بغاوت، فساد، اور دھمکی اور بیگانگی میں بڑھتے جا رہے ہو،

ترکوں نے بہت عاجزی اور زاری کیا اور کہا بے شک ہم نے خطا کی اور امیرالمومنین اپنے ہر قول میں سچے ہیں ہم معافی اور اپنی لغزشوں سے درگزر چاہتے ہیں،

مستعین نے کہا کہ اچھا میں نے تمھیں معاف کیا اور راضی ہو گیا باکباک نے کہا کہ اگر آپ ہم سے راضی ہیں اور معاف کر دیا تو اٹھیے اور ہمارے ساتھ سامرا چلیں ترک آپ کے منتظر ہیں،

محمد بن عبداللہ نے محمد بن ابی عون کی طرف اشارہ کیا جس نے باکباک کے منہ پر طمانچہ مارا محمد بن عبداللہ نے کہا کہ امیرالمومنین سے یوں بات کی جاتی ہے کہ کھڑے ہو جایئے اور سوار ہو کے ہمارے ساتھ چلئے،

مستعین ہنسا کہ یہ عجمی لوگ ہیں انھیں کلام کی حدود معلوم نہیں ہیں، پھر ان سے مخاطب ہوا کہ تم لوگ سامرا چلے جاؤ تمھاری تنخواہیں جاری رہیں گی میں اپنے اس جگہ کے کام کو اور اپنے مقام کو دیکھتا رہوں گا ترک اس کے پاس سے مایوس واپس ہوئے۔

محمد بن عبداللہ کے طرز عمل نے انھیں غضبناک کر دیا تھا وہ جس ترک کے پاس جاتے اسے اپنے واقعے کی خبر دیتے اور مستعین نے انھیں جو جواب دیا تھا اس کے معزول کرنے اور بدل دینے پر برانگیختہ کرنے کے لئے اس

جواب کی مخالفت کرتے تھے۔ ان کی رائے معتز اور مؤید اس طرح ایک محل کے چھوٹے سے حجرے میں قید تھے ہر ایک ساتھ خدمت کے لئے ایک غلام تھا اور ان پر ترکوں میں سے ایک شخص مقرر تھا جس کا نام عیسیٰ تھا اس کے ساتھ چند مدد گار تھے۔

تاجپوشی معتز

اسی دن معتز کو نکالا اس کے بال کترے اور اس سے بیعت خلافت اس طرح کی گئی کہ بیعت کے عوض دس مہینے کا خرچ کا حکم دیا گیا تھا، مگر مال پورا نہ ہوا لوگوں کو مال کم ہونے کی وجہ سے دو ماہ کا خرچ دیا گیا۔
مستعین نے سامرّا کے بیت المال میں وہی مال چھوڑا تھا جو طلجور قائد اور اساتکین قائد شام کے کے خزانے میں موصل کے علاقے سے لائے تھے جو تقریباً پانچ لاکھ دینار کا قیمتی مال تھا اور عباس بن مستعین کے بیت المال میں چھ لاکھ دینار کی قیمت کا مال تھا،

عقد بیعت

مؤرخین کے مطابق جو بیعت لی گئی اس کا مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تم لوگ عبداللہ امام معتز باللہ امیر المومنین سے ایسی بیعت کرتے ہو جو خوشی ،اعتقاد، رضا، رغبت، دلوں کے اخلاص، شرح صدر اور نیتوں کی سچائی کے ساتھ ہے نہ تمھیں مجبور کیا گیا نہ تم پر زبردستی کی گئی ہے اس بیعت کے مضبوط کرنے میں ہی اللہ کا تقویٰ ہے اس کی اطاعت ہے اس کے حق اور اس کے دین کا اعزاز ہے اللہ کے بندوں کے ساتھ عمومی نیکی ہے سب کا اتفاق ہے، اجماع اور اجتماع ہے، مسائب سے تسکین ہے، نتائج میں امن و تسلی ہے ،دوستوں کی عزت اور بے دینوں کی بیخ کنی ہے،۔

اسے جان کر اقرار کرتے ہو کہ ابو عبداللہ المعتز باللہ اللہ کا بندہ اور اس کا خلیفہ ہے جس کی اطاعت اور خیر خواہی اور اس کے حق اور عہد کو پورا کرنا تم پر فرض ہے جس میں تمھیں نہ شک ہے نہ نفاق ہے، نہ کسی اور طرف میلان ہے اور نہ تمھیں شبہ ہے تم اس کے ہر حکم کے سننے اور ماننے پر اور دوستی اور وفاداری پر ثابت قدم رہنے پر اور ظاہر و باطن، سفر و حضر میں خیر خواہی پر بیعت کرتے ہو جس وقت اللہ کا بندہ ابو عبداللہ امام المعتز باللہ امیر المومنین اپنے دوستوں سے دوستی کرنے کے متعلق اور اپنے دشمنوں سے دشمنی کرنے کے متعلق جو حکم دے گا وہ دوست اور دشمن خاص لوگوں میں سے قریب سے ہوں یا بعید سے ہوں تو اسے سنو گے اور بجا لاؤ گے، اور اس کی بیعت کو وفائے عہد اور ذمہ داری سے مضبوط پکڑے رہو گے تمھارے باطن اس معاملے میں مثل تمھارے ظاہر کے ہوں گے اور تمھارے قلوب اس معاملے میں مثل تمھاری زبانوں کے ہوں گے۔

اپنی اس بیعت کو اپنے اوپر لازم کر لینے اور اسے اپنی گردنوں میں مکمل طور پر خوشی ،رغبت، قلوب، خواہشوں اور نیتوں کی سلامتی سے مضبوط کر لینے کے بعد تم لوگ بھی اس امر سے

راضی ہو گے جس سے امیر المومنین راضی ہوں گے۔

ولی عہدی پر مؤید کی بیعت

اور بیعت کرتے ہو ابراہیم المؤید باللہ برادر امیر المومنین کے لئے مسلمانوں کی ولی عہدی پر، اور اس پر بیعت کرتے ہو کے کبھی اس امر کو توڑنے کی کوشش نہ کرو گے جو مضبوط کیا گیا ہے اور اس امر پر کوئی ہٹانے والا تمھیں مدد اور اخلاص اور دوستی سے ہٹا نہ سکے گا اور اس امر پر کہ تبدل اور تغیر نہ کرو گے اور نہ کوئی رجوع کرنے والا تم میں سے اپنی بیعت سے رجوع کرے گا اور نہ اپنے ظاہر کے خلاف اتفاق کرے گا،

اور اس امر پر کہ جو بیعت کہ تم نے اپنی زبان سے کی ہے اور اس کا عہد کیا وہ ایسی بیعت ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ آگاہ ہے تمھارے قلوب سے اس کے اختیار کرنے پر اور اس پر بھروسہ کرنے پر اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے پر جو اس بیعت پر للہ کی طرف سے ہے اور تمھارے اخلاص پر بیعت کی نصرت اور اہل بیعت کی دوستی کے متعلق، کہ اس میں تمھاری جانب سے نہ کسی نفاق کی آمیزش ہے اور نہ دکھاوے کی اور نہ کسی بہانے کی یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملو کہ تم اس عہد کے پورا کرنے والوں میں سے ہو اور اپنے اوپر سے اس کے حق کو پورا کرنے والوں میں سے ہو نہ شک میں پڑنے والوں میں نہ نقض عہد کرنے والوں میں سے ہوں، کیونکہ جو لوگ تم میں سے امیر المومنین سے اس کی خلافت کی اور اس کے بعد برادر امیر المؤمنین ابراہیم المؤید باللہ سے اس کی ولی عہدی کی بیعت کرتے ہیں اور وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے پھر جو ان سے بدعہدی کرے گا وہ صرف اپنی جان پر بدعہدی کرے گا اور جو اسے پورا کرے گا جو اسنے اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم عطا کرے گا۔

تم اس بیعت کو مضبوطی سے تھامے رہو، جسے اس بیعت نے تمھاری گردنوں کو مضبوط کر دیا ہے، اور اس پر تم نے اپنی مضبوط قسمیں دے دیں۔

اللہ کے عہد کو مضبوطی سے پکڑو کیونکہ اللہ کے عہد کا تم سے مواخذہ ہو گا، اللہ کی اور رسول ﷺ کی ذمہ داری کو مضبوطی سے تھامے رہو، جس قسم کے عہد و پیمان اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور مرسلین اور اپنے کسی اور بندے سے لئے ہیں، ویسے ہی اس بیعت میں تم سے لئے گئے ہیں، تم بدلو گے اور نہ کسی اور طرف جھکو گے، تم نے جس امر پر اللہ سے عہد کیا ہے، اسے اسی طرح مضبوط رکھو گے، جس طرح اہل طاعت اپنی طاعت کو، اور اہل وفا اور اہل عہد اپنی وفا کو مضبوط پکڑتے ہیں، نہ تمھیں کوئی خواہش نفسانی اس سے ہٹائیگی، اور نہ ہی رغبت، نہ کوئی فتنہ نہ کوئی گمراہی، تمھارے قلوب میں ہدایت سے کجی پیدا کرے گی، اس معاملے میں اپنی جان اور کوشش صرف کرتے رہو گے۔ دین وطاعت کا حق اور اس عہد کی وفا کا حق جو تم نے اپنے اوپر کیا ہے، مقدم رکھو۔ اللہ تعالیٰ تم سے اس بیعت میں سوائے وفا کے اور کچھ قبول نہ کرے گا،

تم میں سے جس شخص نے امیر المؤمنین اور ولی عہد مسلمین برادر امیر المؤمنین سے اس طرح کی بیعت کو جیسی کہ تم لے گئی توڑ دے گا، پوشیدہ یا اعلانیہ، صاف صاف یا بہانے سے یا حیلے سے اس عہد میں نفاق کرے گا جو اس نے اللہ کو دے دیا جو عہد و پیمان اس سے لے لئے گئے اس کی عہد شکنی کرے گا اس راستے سے ہٹے گا جس کی وجہ سے اہل عقل پناہ پاتے ہیں تو ہر وہ چیز جس کا بدعہدی کرنے والا مالک ہے یا مال یا جائداد یا مویشی یا زراعت یا دودھ والے جانور ہوں وہ سب کسی حیلے سے واپس لے لے جو مال اس کی بقیہ عمر میں حاصل ہوگا خواہ وہ کم قیمت کا ہو یا زیادہ قیمت کا وہ بھی اللہ کی راہ میں صدقہ ہے یہاں تک کہ اسے موت اٹھا لے اور اجل آ جائے ہر مملوک جس کا آج مالک ہے اور تیس برس تک رہے مذکر ہو یا مؤنث وہ سب اللہ کی راہ میں آزاد ہیں اور اس کی عورتیں وہ عورت جو قسم و عہد ٹوٹنے کے دن ہو اور وہ بھی جن سے بعد کو نکاح کرے تیس سال تک سب پر طلاق ہے کہ نہیں قبول کرے گا اللہ سے مگر وفائے عہد وہ اللہ اور رسول سے اور اللہ اور رسول اس سے بری ہیں خدا اس کے نفل و فرض کو قبول نہ کرے اور اللہ تمھارے اس معاملے پر گواہ ہے والا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

ولی عہد

جیسا کہ بیان کیا گیا کہ بیعت میں ابواحمد بن رشید کو جسے نقرس تھا ڈولی میں سوار کر کے لایا گیا اور اسے بیعت کے لئے کہا گیا تو اس نے انکار کیا اور معتز سے کہا کہ تو رغبت کے ساتھ ہماری طرف آ گیا اس بیعت سے دست بردار ہو گیا جو تیرے لئے لی گئی تھی تو نے یہ گمان کیا تھا کہ تو اسے قائم نہ کر سکے گا معتز نے کہا کہ مجھے دست برداری پر مجبور کیا گیا اور مجھے تلوار کا خوف تھا ابواحمد نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ تجھ پر زبردستی کی گئی ہے ہم اس شخص (مستعین) سے بیعت کر چکے تو یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو طلاق دیدیں اور اپنے مال و دولت سے باہر ہو جائیں ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوگا اگر تو مجھے لوگوں کے جمع ہونے تک میرے حال پر چھوڑ دے تو بہتر ہے ورنہ پھر یہی تلوار ہے جس کا خوف تیرے لئے باعث دست برداری ہوا تھا معتز نے کہا کہ اسے چھوڑ دو وہ بیعت کئے بغیر اپنے گھر واپس کر دیا گیا،

ابراہیم سے بیعت کرنے والوں میں الدیرج اور عتاب بن عتاب تھا، عتاب بن عتاب بھاگ کے بغداد چلا گیا الدیرج کو خلعت دے کر پولیس پر مقرر کیا گیا اور سلیمان بن یسار کاتب کو بھی خلعت دے کر دفتر جاگیر پر مقرر کیا گیا اس دن وہ ٹھہرا رہا رات کو چھپ کر بغداد چلا گیا۔

معتز کے حکام کا تقرر

جب ترکوں نے معتز سے بیعت کر لی تو اس نے اپنے عامل مقرر کئے سعید بن صالح کو پولیس پر جعفر بن دینار کو دربانوں پر جعفر بن محمود کو وزارت پر مقرر کیا ابوالحمار کو دفتر خراج پر مقرر کیا گیا پھر معزول کر دیا اس کی جگہ محمد بن ابراہیم منقار کو دی ترکی لشکر کے دفتر پر کاتب سیما الشرابی کو مقرر کیا گیا جو ابوعمر مشہور تھا مقلد کبد الکلبہ۔ برادر ابوعمر کو بیت المال اور ترکوں اور مغربیوں اور شاکریہ کی تنخواہ پر مقرر کیا گیا ڈاک اور مہر پر سیما سارہانی کو مقرر کیا ابوعمر کو کاتب بنایا پھر وہ وزارت کی ملازمت میں آ گیا،

جب محمد بن عبداللہ کو معتز کی بیعت اور اس کے عمال روانہ کرنے کی خبر پہنچی تو اس نے اہل سامرا کا غلہ بند کر دینے کا حکم دیا، مالک بن طوق کو اور اس کے ہمراہ اس کے اہل بیعت اور لشکر کو بغداد جانے کے لئے لکھا نجوبہ بن قیس کو جوانبار پر تھا سب کے متفق رکھنے اور جمع کرنے کا حکم دیا اور سلیمان بن عمران موصلی کو اپنے اہل بیعت کو جمع رکھنے اور کشتیوں اور غلے کو سامرا اترنے سے روکنے کے لئے لکھا اور سختی سے منع کیا کہ کوئی شے از قسم غلہ بغداد سے سامرا جانے آنے نہ پائے چنانچہ وہ کشتیاں گرفتار کر لی گئیں جن میں چاول اور ردی سامان تھا ملاح بھاگ گئے اور کشتیاں رہ گئیں تھیں جو غرق کر دی گئیں،

بغداد میں حفاظتی انتظامات

مستعین نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو بغداد کے حفاظتی اقدامات کرنے کا حکم دیا، کام شروع کر دیا گیا ایک فصیل گھیری گئی جو دجلے کے باب شماسیہ سے سوق الثلثا تک تھی یہاں تک کہ اسے دریائے دجلہ سے ملا دیا دجلے کے باب قطیعہ ام جعفر سے لے کے حمید بن عبدالحمید کے محل تک یہ شہر پناہ محیط تھی ہر دروازے پر ایک سردار کو مع اپنے ماتحت لوگوں کی جماعت کے مقرر کیا دونوں دیواروں کے گرد خندقیں کھودنے کا حکم دیا جیسا کہ وہ دیواریں پوری دونوں جانب بنی ہوئی ہیں کچھ سائبان جس میں گرمی اور بارش میں سوار لوگ پناہ لے سکیں،

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے دونوں دیواروں کی تعمیر و مرمت اور خندقوں کے کھودنے پر اور سائبانوں پر تین لاکھ تیس ہزار دینار صرف ہوئے باب شماسیہ پر پانچ دروازے راستے کی چوڑائی کے مطابق لگائے گئے جن میں چوکھٹ بازو اور تختے خوب لمبی ابھری ہوئی کیلیں تھی باہر اس دروازے کے معلق اور موٹا دروازہ بنایا گیا جس پر لوہے کی چادریں چڑھائی گئیں تھیں اور رسیوں سے باندھ دیا گیا جو کوئی اس دروازے پر پہنچے تو اس پر وہ معلق دروازہ چھوڑ دیا جائے اور وہ اس کے نیچے مر جائے اندر کے دروازے پر پتھر پھینکنے کا آلہ بنایا گیا اور بیرونی دروازے پر پانچ بڑے سنگ انداز نصب کئے گئے ان میں سے ایک سنگ انداز بہت بڑا تھا جس کا نام انھوں نے الغضبان رکھا تھا، چھ پتھر پھینکنے کے آلات جن سے شماسیہ کی دریائی زمین کی طرف پتھر پھینکے جا سکتے تھے اور باب البردان پر آٹھ پتھر پھینکے بنائے گئے ہر طرف چار چار اور چار دروازے پر تھے اور اسی طرح بغداد کے ہر دروازے پر شرقی اور غربی جانب میں سنگ انداز نصب کئے گئے اور اس کے ہر دروازے پر مسقف ڈیوڑھیاں بنائیں گئیں جن میں سو سو سوار اور سو سو پیادوں کی گنجائش تھی ہر سنگ انداز آلے کے لئے ترتیب وار آدمی مقرر کئے گئے جو اس کی رسیوں کو کھینچتے تھے ایک تیر انداز مقرر کیا گیا تھا کہ بوقت جنگ تیر چلائے۔

بغداد میں فوج کے لئے کچھ وظائف مقرر کئے گئے اہل خراسان کی ایک جماعت سے جو بقصد حج آئے ہوئے تھے ان لوگوں نے ترکوں سے جنگ کے لئے مدد چاہی۔ انھوں نے مدد کی۔

محمد بن عبداللہ بن طاہر نے یہ حکم دیا کہ آوارہ گردوں سے بھی کام لیا جائے اور ان پر ایک سردار مقرر کر دیا گیا بوریے پر تارکول لگا کے ڈھالیں بنوائی جائیں آلات سنگ باری تیار ہوں، حسب الحکم ان سب پر عمل ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کام پر محمد بن ابی عون مقرر ہوئے یہ شخص انھی میں سے تھا جو بوریا بنانے والوں کے پیچھے کھڑا رہتا تھا ان میں سے کسی کو کپڑا بننے کا کام کرتے نہیں دیکھا گیا ان پر سو دینار سے زائد خرچ لیا جو شخص بے کار پھرنے والے، بوریا بنانے والے عریزوں پر نگران تھا اس کا نام بیتویہ تھا۔

دیوار کے کام سے ۲۳ محرم بروز جمعرات کو فراغت ہوئی مستعین نے ہر شہر اور ہر موضع کے حاکم خراج کو لکھا کہ جو مال وہ بھیجا کرتے ہیں بغداد بھیجیں اور سامرا کچھ نہ بھیجیں، امداد کے حکام کو ترکوں کے خطوط واپس کرنے کا حکم لکھا کہ ان کے احکام نہ مانیں ترکوں اور اہل لشکر کو جو سامرا میں تھے ایک فرمان لکھوایا جس میں انھیں معتز کی بیعت توڑنے اور خود اپنی بیعت کرنے کی طرف رجوع کرنے کا حکم تھا انھیں وہ وظائف یاد دلائے تھے جو ان کے پاس تھے نافرمانی اور بیعت توڑنے سے منع کیا تھا اسی مضمون کا ایک فرمان سیمائے شرابی کو بھیجا گیا۔

محمد بن عبداللہ سے معتز کی مراسلت

معتز اور عبداللہ بن طاہر کے درمیان مراسلت ہوئی جس میں معتز نے محمد کو بیعت کر کے مستعین کو معزول کرنے کی دعوت دی تھی اسے وہ عہد یاد دلایا تھا جو اس کے باپ متوکل نے اس کے بھائی منتصر کے بعد لیا تھا، محمد بن عبداللہ نے معتز کو ایسے امر کی طرف دعوت دی تھی، جس میں مستعین کی طاعت کی طرف رجوع تھا دونوں میں سے ہر ایک کا اپنے مخاطب کے مقابلے میں اپنی دعوت کے متعلق وہ استدلال جسے وہ حجت سمجھتا تھا میں نے اس کا طویل تذکرہ ناگوار سمجھ کر چھوڑ دیا۔

محمد بن عبداللہ نے پلوں کو توڑنے کا اور پانی کے بند توڑنے حکم دیا کا جو طسوج الانبار اور اس کے قریب طسوج بادوریا میں تھے تا کہ ترکوں کا راستہ منقطع ہو جائے جب کہ ان کا انبار شہر پر چڑھ آنے کا خوف ہو نجوبتہ بن قیس اور محمد بن حمد منصور السعدی اس کام پر مامور ہوئے۔

شمسہ و بینوق سے ترکوں کے مذاکرات

محمد بن عبداللہ کو ترکوں کے شمسہ کے مقابلے کے لئے آنے کی خبر ملی، شمسہ بینوق فرغانی محمد کے ساتھیوں میں سے تھا جو اس کی حفاظت کرتے تھے۔

محمد بدھ کی شب ۲۰ محرم کو خالد بن عمران اور بندار طبری کو علاقہ انبار بھیجا ان دونوں کے بعد رشید بن کاؤس کو بھیجا یہ لوگ بینوق اور اس کے ساتھی ترکوں اور مغربیوں سے ملے خالد اور بندار نے انھیں بلایا تھا، بینوق اور اس کے ساتھی خالد و بندار کے ہمراہ مستعین کے پاس بغداد آئے محمد بن حسن بن جیلویہ کردی عکبراء کی آمدنی پر والی تھا، راذان پر مغربیوں میں سے ایک شخص مقرر تھا جس کے پاس کافی مال جمع ہو گیا تھا، ابن جیلویہ نے اس کے پاس علاقہ کا نام بھیجنے کو کہلایا تو اس نے اس سے انکار کیا اس سے جنگ ہوئی، ابن جیلویہ نے اس مغربی کو قید کر کے محمد بن عبداللہ کے دروازے پر بھیج دیا اس کے ہمراہ اس علاقے کے مال سے ۱۲ ہزار دینار اور تیس ہزار درہم تھے محمد بن عبداللہ نے ابن جیلویہ کے لئے ۱۰ ہزار درہم انعام کا حکم دیا۔

موسیٰ بن بغا اور عبداللہ بن بغا وغیرہ کے حالات

مستعین اور معتز میں سے ہر ایک نے موسیٰ بن بغا کو لکھا جو شام کے اطراف میں جزیرے کے قریب مقیم تھا اور حمص کی طرف وہاں کے باشندوں سے جنگ کے ارادے سے نکلا تھا ان دونوں میں سے ہر ایک نے اسے اپنی طرف بلایا تھا دونوں نے اسے چند جھنڈے بھیجے مستعین نے اسے بغداد واپس آنے کا اور اپنی رائے سے اپنے عہدے پر نائب بنانے کا حکم دیا تھا وہ معتز کے پاس واپس آیا اور اسی کے ساتھ ہو گیا۔

عبداللہ بن بغا الصغیر بغداد آیا وہ سرمن رأی میں پیچھے رہ گیا تھا جس وقت اس کا باپ مستعین کے ہمراہ وہاں سے آیا تھا مستعین کا طرفدار ہو گیا تھا اور اس نے معذرت کی اور اپنے باپ سے کہا کہ میں صرف اس لئے آپ کے پاس آیا کہ میں آپ کی رکاب کے نیچے مروں، چند روز بغداد میں مقیم رہا پھر اس نے بغداد کے قریب انبار کے راستے میں ایک گاؤں جانے کی اجازت چاہی اجازت مل گئی، وہاں رات بھر ٹھہر کے راتوں رات بھاگ گیا اور سامرا کی غربی جانب جا پہنچا وہ دکھانا چاہتا تھا کہ وہ اپنے باپ سے علیحدہ اور اس کے خلاف ہے معتز سے اپنے بغداد جانے کی معذرت کی کہ بغداد اس لئے گیا تھا کہ ان لوگوں کے حالات معلوم کرے کہ جب معتز کے پاس لوٹے تو صحیح حالات معلوم کرادے معتز نے عذر کو قبول کر کے اسے اس کی خدمت پر واپس کر دیا۔

الحسین بن افشین بغداد روانہ ہوا تو مستعین نے اسے خلعت دیا اور اشروسینہ وغیرہ کی جماعت کثیرہ اس کے ماتحت کر دی اس کی تنخواہ میں ۱۶ ہزار درہم ماہوار کا اضافہ کر دیا۔ اسد بن داؤد سامرا میں برابر مقیم رہا یہاں تک کہ وہ وہاں سے بھاگ نکلا۔

مذکور ہے کہ ترکوں نے اس کی تلاش میں ما قہ موصل والا انبار اور جانب غربی کی طرف ہر سمت میں پچاس سوار روانہ کئے لیکن وہ بغداد پہنچ گیا محمد بن عبداللہ کے پاس گیا تو اس نے ابراہیم الدیرج کی فوج میں سے سو سوار اور دو سو پیادے اس کے ماتحت کر کے باب الانبار کے دفاع عبداللہ بن موسیٰ بن ابی خالد کے ساتھ مقرر کر دیا۔

ابواحمد کی سپہ سالاری

اسی سال ۲۵۱ھ ۲۳ محرم کو معتز نے اپنے بھائی ابواحمد بن متوکل سے مستعین و ابن طاہر کے خلاف جنگ کا عہد لیا اور یہ کام اس کے سپرد کیا لشکر کو بھی اس کے ماتحت کیا اور اسے امر و نہی کا اختیار دیا، تدبیر جنگ کلباتکین ترک کے سپرد کی اس نے قاطول میں پانچ ہزار ترک اور فرغانی اور دو ہزار مغربی جمع کئے مغربیوں کو محمد بن راشد مغربی کے ماتحت کیا۔

یہ لوگ ۲۹ محرم شب جمعہ کو عکبراء پہنچے ابواحمد نے نماز جمعہ پڑھائی اور معتز کی خلافت کے لئے دعا کی اس کے بارے میں معتز کو ایک تحریر بھی بھیجی۔

اہل عکبراء کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ انھوں نے اس حالت میں ترکوں اور مغربیوں اور ان کے تمام متبعین کو دیکھا کہ وہ شدید خوف میں تھے سمجھتے تھے کہ محمد بن عبداللہ نے ان پر حملہ کر دیا ہے وہ لوگ عکبراء اور بغداد کے درمیانی دیہات لوٹنے لگے عکبراء اور بغداد اور اوانا اور جانب غربی کے تمام دیہات کے لوگ اپنی جان کے خوف سے بھاگ گئے دکانوں اور مکانوں کو خالی کر گئے مکانات اجاڑ دیئے گئے اور دکانات اور اسباب لوٹ لیا گیا گھر گرا دیئے گئے راستے میں لوگوں سے مال چھین لیا گیا۔

ابواحمد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ عکبراء پہنچا تو ایک جماعت ان ترکوں کی نکلی جو بغداد میں بغا شرابی کے ہمراہ تھے اور اس کے آزاد کردہ غلام اور اس کے ماتحت تھے رات کے وقت بھاگ کے باب شماسیہ سے گزرے اس دروازے پر عبدالرحمن بن الخطاب مامور تھا اور وہ ان کا حال نہیں جانتا تھا یہ خبر محمد بن عبداللہ کو پہنچی تو اس نے بیزاری ظاہر کر کے اس کے ساتھ سختی کے ساتھ بات کی دروازوں کی حفاظت اور ان کی نگرانی کا اور جو لوگ ان پر مقرر تھے ان کے اخراجات کا انتظام کر دیا۔

ترکی لشکر کی باب شماسیہ آمد

الحسن بن افشین بغداد پہنچا تو باب شماسیہ پر مقرر کیا گیا ابواحمد اور کا لشکر ۲ صفر شب اتوار کو شماسیہ پہنچا اس کا کاتب محمد بن عبداللہ بن بشر بن سعد المرثدی اور معتز کی طرف سے لشکر کا نگہبان الحسن بن عمر بن قماش جبکہ ابواحمد کی جانب سے نگہبان جعفر بن احمد البیان تھا۔

بصریوں میں سے ایک شخص نے جو باز نجانہ مشہور تھا اور اس کے لشکر میں تھا یہ (شعر) کہا۔

اے بنی طاہر تمھارے پاس اللہ کے لشکر اس حالت میں آ گئے ہیں کہ موت ان پر نثار ہے

ایسے لشکر آ گئے ہیں جن کے آگے ابواحمد ہے جو کیسا اچھا مولیٰ اور کیسا اچھا مددگار ہے

ابواحمد باب شماسیہ پہنچا تو مستعین نے الحسین بن اسماعیل کو باب شماسیہ کا والی بنا کے دیگر سرداروں کو اس کے ماتحت کر دیا زمانہ جنگ میں وہ برابر وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ انبار چلا گیا پھر اس کی جگہ ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم والی بنایا گیا ۱۳ صفر کو محمد بن عبداللہ کا جاسوس اس کے پاس آیا کہ ابواحمد نے ایک جماعت کو تیار کیا ہے جو بغداد کے دونوں طرف کے بازاروں کے سائبانوں میں آگ لگائے گی اسی روز وہ سائبان اتار دیئے گئے۔

ابن میکال اور حسین کی پیش قدمی

ایک روایت کے مطابق محمد بن عبداللہ نے محمد بن موسیٰ منجم اور حسین بن اسماعیل کو روانہ کیا کہ وہ جانب غربی سے نکلیں اور بالا ہی بالا جائیں یہاں تک کہ ابواحمد کے لشکر میں پہنچ کے شمار کر لیں کہ اس کے لشکر میں کتنے آدمی ہیں۔

محمد بن موسیٰ نے خیال کیا کہ دو سو آدمی ہوں گے جن کے ہمراہ ایک ہزار چوپائے ہیں جب ۱۰ صفر پیر کا دن ہوا تو ترکی لشکر کے مقدمہ جیش باب شماسیہ ٹھہر گئے، محمد بن عبداللہ نے حسین بن اسماعیل اور شاہ بن میکال اور بندار طبری کو ان کے ہمراہیوں سمیت بھیجا اس نے بھی ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا شاہ اس کے پاس واپس آیا اور اسے بتایا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی ہمراہی میں باب شماسیہ پہنچا تو جب ترکوں نے نشانات اور جھنڈے دیکھے جن کا رخ ان کی طرف تھا تو اپنی چھاؤنی کی طرف واپس گئے، شاہ اور حسین واپس آ گئے اور محمد نے اس دن کی روانگی ترک کر دی۔

محمد بن عبداللہ کا امان کی پیش کش کرنا

جب ۱۳ صفر منگل کا دن ہوا تو محمد بن عبداللہ نے القفص کی جانب لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا تا کہ ترکوں کو مرعوب کرے وصیف اور بغا بھی زرہ پہن کر اس کے ہمراہ سوار ہوئے محمد زرہ پر زرہ پہنے تھا سامنے کا حصہ طاہر کی زرہ کا تھا اور اس پر لوہے کی کلائی تھی اپنے ہمراہ فقہا اور قضاۃ کو بھی لے گیا اور یہ ارادہ کیا کہ انھیں زیادہ دیر تک سرکشی پر اصرار کر کے نافرمانی کرنے سے باز آنے کی دعوت دے چنانچہ اس نے کہلا بھیجا کہ انھیں اس شرط پر امان ہے کہ ابوعبداللہ مستعین کے بعد ولی عہد ہو جائے اگر وہ قبول کر لیں (تو خیر) ورنہ وہ ۱۲ صفر بدھ کی صبح کو ان سے قتال کرے گا پھر باب قطربل کی طرف گیا وصیف اور بغا کنارے پر ٹھہر گئے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے آگے بڑھنا ناممکن ہو گیا محمد بن راشد مغربی نے دجلہ کی شرقی جانب سے مقابلہ کیا پھر محمد واپس ہو گیا۔

جب دوسرا دن ہوا تو عبدالرحمٰن بن الخطاب وجہ فلس، علک القائد، اور ان کے ساتھ کے دوسرے سرداروں

کے قاصد اس کے پاس یہ بتانے آئے کہ ہماری جماعت دشمن کے قریب ہوئی اور وہ اپنے لشکر کی طرف جو شماسیہ کے دریا کے کنارے کی زمین پر ہے لوٹ گئے محمد نے ان کے پاس قاصد بھیجا کہ تم جنگ کی ابتدا نہ کرنا اگر وہ تم سے جنگ کریں تو تم ان سے جنگ نہ کرنا اور آج مدافعت کرنا۔

ترکوں کے لشکر سے بارہ سوار باب شماسیہ پر آ کے سامنے ٹھہر گئے اور دروازے والوں کو گالی دینے لگے اور تیر چلانے لگے جو لوگ باب شماسیہ پر تھے وہ بالکل خاموش تھے جب وہ زیادتی کرنے لگے تو علک نے سنگ انداز کے افسر کو ان پر سنگ باری کرنے کا حکم دیا پتھر پھینکے تو ان کے ایک آدمی کو لگا اور اسے ہلاک کر دیا اس کے ساتھی اس کے پاس آئے اسے اٹھا لیا اور اپنے لشکر کی طرف باب شماسیہ میں واپس چلے گئے۔

عبداللہ بن سلیمان آیا جو مکے کے راستے میں راستے کے انتظام کے لئے مع ابوساج کے شاکریہ کے تین سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا گیا تھا، محمد بن عبداللہ کے پاس گیا تو اس نے اسے پانچ خلعت دیئے جو اس کے ہمراہ تھے انھیں چار خلعت دئے، اسی دن ثعلبہ کے بدویوں میں سے ایک شخص آیا جو حصہ مانگتا تھا، اس کے ہمراہ پچاس آدمی تھے وہ شاکریہ بھی وارد ہوئے جو سامرا سے آرہے تھے وہ متفرق سرداروں کی ماتحتی میں چالیس آدمی تھے اس نے انھیں بھی انعام دینے اور ٹھہرانے کا حکم دیا، انھیں انعام دیا گیا۔

اسی دن ترک باب شماسیہ پر آئے تو انھیں تیروں، سنگ اندازوں اور پتھر پھینکنے والے آلات سے مارا گیا ان میں بہت سے لوگ مقتول اور مجروح ہوئے اس جنگ کا افسر امیر حسین بن اسماعیل تھا پھر مطلبین میں سے چار سو اشخاص سے اس کی مدد کی گئی جو ابوالسنا الغنوی کی ہمراہی میں تھے تقریباً تین سو اعراب کی ایک جماعت سے ترکوں کی مدد کی۔

جنگ کے نتائج

اسی دن جو لوگ جنگ میں شریک تھے انھیں پچیس ہزار درہم اور سونے چاندی کے طوق اور کنگن بطور انعام بھیجے گئے یہ سب حسین بن اسماعیل اور عبدالرحمٰن بن الخطاب اور علک اور یحییٰ بن ہرثمہ اور حسن بن الافشین اور امیر جنگ حسین بن اسماعیل کے پاس پہنچ گیا۔

اہل بغداد کے زخمی دو سو سے زائد تھے اسی طرح مقتول و مجروح ترکوں میں بھی تھے اکثر ان میں سنگ اندازی سے تھے بغداد کے اکثر لوگوں کو شکست ہوئی بوریا والے ثابت قدم رہے سب کے سب اس حالت میں واپس ہوئے کہ مقتولین اور مجروحین میں تقریباً مساوی تھے مؤرخین کے مطابق ان میں بھی دو سو مجروح ہوئے اور ان میں بھی فریقین کی ایک جماعت مقتول ہوئی۔

اسی دن فرغانیوں اور ترکوں کے سواروں کی فوجیں خراسان کے شرقی دروازے پر آئیں تا کہ اس دروازے سے داخل ہوں محمد بن عبداللہ الصریخ بھی مقابلہ میں آیا، مقابلے میں خواص بھی ثابت قدم رہے اور عوام بھی انھوں نے انھیں پسپا کر دیا محمد نے حکم دیا تھا کہ اس سمت کی زمین کھود دی جائے جب ان لوگوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو ان کے زیادہ تر گھوڑے دلدل میں پھنس گئے اور ان میں سے اکثر بچ گئے ترک سنگ انداز لائے تھے یہ لوگ اس پر ان لوگوں پر غالب آ گئے اور اس کے پایوں میں سے ایک پایہ توڑ ڈالا شماسیہ کے حجاج میں سے دو آدمی قتل کر دئے گئے محمد

نے قصر الطین پر حملہ کا حکم دیا جو علاقہ باب شماسیہ کی طرف تھا، باب الشماسیہ کو فتح کر لیا اور اس کا سامان لا کے دیوار کے اس جانب لے گئے،

نہروں میں جھڑپ اور شاہراہ خراسان پر ترکوں کا قبضہ

محمد بن عبداللہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ ترکوں کی ایک جماعت نہروان کے علاقے کی طرف چلی گئی اس نے اپنے سرداروں کو جن کا نام عبداللہ بن محمود البرخسی اور یحییٰ بن حفص حبوس تھا پانچ سو سواروں کے ہمراہ اس جانب بھیجا۔ پھر سات سو مزید بھیجے، اور انھیں وہاں ٹھہرنے اور ترکوں کے روکنے کا حکم دیا کہ جو ادھر کا ارادہ کرے اس کو روک دیں، یہ دوسری جماعت اس علاقے میں ۷ صفر یوم جمعہ کو پہنچی،۔

پیر کی شب ۱۷ صفر کو ترکوں کی ایک جماعت نہروان پہنچ گئی ان لوگوں کی ایک جماعت نکلی جو عبف اخ بن محمود کے ساتھ تھے یہ لوگ بھاگتے ہو پلٹے، ان کے گھوڑے وغیرہ گرفتار کر گئے، جو بچ گئے وہ شکست خوردہ بغداد واپس چلے گئے، تقریباً پچاس قتل کر دیئے گئے، ان لوگوں نے ساٹھ گھوڑے اور چند خچر جن پر اسلحہ لدا تھا، گرفتار کر لئے، یہ لوگ حلوان کے علاقے سے آئے تھے، وہ انھیں لے گئے، اس جنگ میں یہ سب سے پہلے سر تھے، جو سامرا پہنچے،

عبداللہ بن محمود شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ واپس آ گیا، خراسان کا راستہ ترکوں کے زیر قبضہ ہو گیا بغداد سے خراسان کا راستہ منقطع ہو گیا، اسماعیل بن فراشہ کا ہمدان میں قیام کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا، پھر اسے واپس آنے کا لکھا گیا وہ واپس آ گیا پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو جوان کا واجب الا دا وظیفہ تھا دیا گیا،

جنگ قطربل اور بغداد کی فتح

معتز نے ترکوں، مغربیوں اور فرغانیوں کا ایک لشکر اس طرح بھیجا کہ ترکوں اور فرغانیوں پر الدرغمان الفرغانی اور مغربیوں پر ربلہ مغربی سردار تھا یہ لوگ بغداد کے مغربی جانب گئے پھر قطربل سے بغداد کی طرف پہنچ گئے، قطربل اور قطیعہ ام جعفر کے درمیان اپنے لشکر کو خیمہ زن کیا، یہ ۱۸ صفر منگل کی شب کا واقعہ تھا

بدھ کی صبح ہوئی، محمد بن عبداللہ بن طاہر نے شاہ میکال کو باب القطیعہ سے جبکہ بندار اور خالد بن عمران کو پیادہ و سوار جماعت کے ہمراہ روانہ کیا۔ شاہ اور اس کے ہمراہی ان کے مقابلے میں صف بستہ ہو گئے، تیر اندازی و سنگباری ہونے لگی، شاہ نے باب القطیعہ کے قریب ایک تنگ مقام میں پناہ لے لی۔ اشراف بغداد کا انبوہ ہو گیا، ان سب نے مل کے ایک ایسا حملہ کیا انھوں نے ترکوں اور مغربیوں اور ان کے ہمراہیوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا اور انھیں جنگل کی طرف بھگا دیا طبریوں نے ان پر حملہ کیا۔ وہ قطربل کے قریب چھپے ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے ابواحمد کے ترکی اور غیر ترکی ساتھیوں پر تلوار چلائی اور انھیں شدت سے قتل کیا، جبکہ ان میں سے بہت کم مقتول ہوئے، لشکر کو اور جو کچھ اس میں اسباب اور عورتیں اور سامان اور خیمہ تھا سب کا سب لوٹ لیا، جو تلوار سے بچ گئے انھوں نے اپنے آپ کو دجلہ میں گرا دیا تا کہ ابواحمد کے لشکر سے مل جائیں، ماہی گیر کشتی بانوں نے انھیں پکڑ لیا، کشتیاں سپاہیوں سے بھری ہوئی تھیں، یہ سب قید کیئے گئے اور قتل کیے گئے ان کے سر چھوٹی کشتیوں میں بھر دیئے گئے کچھ ان سے دونوں پلوں پر اور محمد بن عبداللہ بن عبداللہ کے دروازے پر نصب کر دیئے گئے،

ترکوں کی پسپائی

محمد بن عبداللہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس دن مصیبت میں شریک ہوئے تھے کنگنوں کا حکم دیا لشکر وغیرہ کی بڑی جماعت کو کنگن پہنائے گئے پھر شکست کھانے والے بلائے گئے ان میں سے بعض اوان چلے گئے بعض دجلہ کے پار ابواحمد کے لشکر کے قریب چلے گئے اور بعض سامرا روانہ ہو گئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ترکی لشکر جس دن انھیں باب قطیعہ پر شکست ہوئی چار ہزار تھا شکست کے دن اس مقام پر ان میں سے دو ہزار قتل کر دیئے گئے باب قطیعہ سے قفص تک تلوار چلائی گئی جنھیں قتل کر دیا انھیں قتل کر دیا جو غرق ہو گئے وہ غرق ہو گئے ان میں سے ایک جماعت قید کر لی گئی،

محمد بن عبداللہ نے بندار کو چار خلعت دیئے جو ریشمی اور منقش اور سیاہ اور اون اور ریشم سے ملے ہوئے تھے ایک سونے کا طوق پہنایا گیا ابوالسناء کو چار خلعت دئے، خالد بن عمران اور تمام سرداروں میں سے ہر ایک کو چار چار خلعت دیئے جنگ سے ان کی واپسی مغرب کے وقت ہوئی تھی، خچر روک لئے گئے تاکہ ان میں سر لاد کے بغداد لائے جائیں، ہر وہ شخص جو محمد کے گھر پر ترکی یا مغربی کا ایک سر لاتا تھا اسے پچاس درہم انعام دیئے جاتے تھے بغداد کے بے کار پھرنے والے قطربل گئے اور اہل قطربل کا اسباب جو ترک چھوڑ گئے تھے اور ان کے مکانوں کے دروازے لوٹ لیئے،

محمد نے اسی دن کے آخر میں اپنے بھائی اور ابواحمد عبیداللہ بن عبداللہ اور مظفر سیسل کو بغداد کی حفاظت کے خیال سے بھاگنے والوں کے پیچھے روانہ کیا کیونکہ وہ ان کے پلٹنے سے بے فکر نہ تھا دونوں قفص پہنچے اور سلامت واپس آئے جو پیدل چلنے والے اور آوارہ گرد وہاں مقیم تھے انھیں قطربل کے علاقے میں بھگا دیا محمد بن عبداللہ کو مشورہ دیا گیا کہ وہ دوسرے روز بھی ایک لشکر سے ان کا تعاقب کرے، اس نے انکار کیا اور کسی پیچھا کرنے والے کو نہیں بھیجا، یہ حکم نہیں دیا کہ کسی زخمی پر سختی کی جائے، جو امان کا خواہاں ہوا اسے قبول کر لیا۔

سعید بن حمید کو حکم دیا، اس نے ایک فرمان لکھا جس میں اس واقع کا ذکر تھا، بغداد کی جامع مسجد میں وہاں کے باشندوں کو پڑھ کر سنایا گیا، وہ یہ ہے۔

فتنہ وشورش نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ،

اما بعد تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو نعمت دینے والا ہے، کوئی شخص اس کی نعمت کے شکر کو نہیں پہنچ سکتا، ایسا قادر ہے کہ اس کی قدرت میں اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، ایسا غالب ہے کہ اپنے کام میں عاجز نہیں ہوتا ایسا فیصلہ کرنے والا اور عدل کرنے والا کہ اس کے حکم کو ٹالا نہیں جا سکتا ایسا مدد کرنے والا ہے کہ اس کی مدد صرف حق اور اہل حق ہی کے لئے ہوتی ہے تمام اشیاء کا ایسا مالک ہے کہ کوئی شخص اس کے حکم سے باہر نہیں ہو سکتا، رحمت کی طرف راہ دکھلانے والا ہے کہ جو شخص اس کی طاعت کے لئے جھک گیا وہ گمراہ نہیں ہوتا، جس نے دین کو اپنے بندوں کے لئے رحمت بنا دیا، اپنی خلافت کو اپنے دین کا محافظ بنا دیا، اپنے

خلفاء کی فرماں برداری کو تمام امت پر فرض اور واجب کو دیا کیونکہ وہی لوگ ان امور کے محافظ ہیں،۔

اس نے اپنے رسول بھیجے جو حق پر اس کے امین ہیں خلفاء انہی کے نائب ہیں، وہی انھیں حق کے راستے پر چلانے والے ہیں کہ ان میں کوئی ایسا راستہ نہ بن جائے جو اس کی سیدھی راہ کے مخالف ہو، وہی ہدایت کرنے والا ہے تا کہ انھیں اس راستے پر جمع کر دے جس کی طرف اس نے اپنے ان بندوں کی دعوت دی ہے جن کی وجہ سے گمراہوں اور مخالفوں سے دین کی حفاظت ہوتی ہے وہ امتوں پر اس کتاب اللہ کی حجت قائم کرنے والے ہیں جس کا اس نے انھیں پابند عمل بنایا ہے امت کو اللہ کے اس حق کی طرف بلانے والے ہیں جس کے لئے اس نے انھیں منتخب کیا اگر وہ جہاد کرتے ہیں تو اللہ کی حجت ان کے ساتھ ہوتی ہے اگر جنگ کرتے ہیں تو اللہ ان کی مدد کا حکم دیتا ہے اگر کوئی مکار انھیں دھوکا دیتا ہے تو اللہ ان کی مدد کرتا ہے۔

اللہ نے اپنے دین کو غالب کرنے کے لئے خلفاء قائم کئے ہیں لہذا جس نے ان سے عداوت کی اس نے اس دین سے عداوت کی جس کو اللہ نے ان کے ذریعے سے غالب و محفوظ کیا ہے جس نے ان سے عداوت کی تو اس نے صرف اس حق پر طعن کیا جس کی وہ ان کی حمایت کے ذریعے سے حفاظت کرتا ہے ان کے لشکروں کی نصرت وغلبہ سے مدد کی جاتی ہے ان کی جماعتیں اللہ کے غلبے کی بدولت دشمنوں سے محفوظ ہیں ان کے ہاتھ اللہ کے دین کا دفاع کرنے والے ہیں ان کے فرماں برداران کی مدد کی وجہ سے حق میں غالب ہیں اور ان کے دشمنوں کے گروہ سرکشی کرنے کی وجہ سے تباہ ہیں ان کی حجت اللہ کے نزدیک اور اس کی مخلوق کے نزدیک بروئے کار ہے ان کے وسیلے مدد کی طرف لوٹائے جاتے ہیں جو انھیں اختلاف کے مواقع پر جمع کر دیتے ہیں اللہ کے احکام ان کی مدد ترک کر دینے کے بارے میں نازل ہو چکے ہیں اس کی قدرت ان کے اسلام کے ذریعے سے اپنے اولیاء کی طرف نافذ ہے عادت اللہ گزشتہ امتوں اور اگلے زمانوں کے بارے میں جاری ہے کہ اہل حق وعدہ سابق کے پورا ہونے پر بھروسہ کریں اس کے دشمن پہلے سے ڈرا دینے کی وجہ سے شرمندہ ہوں، ان کے لئے اللہ کا انتقام اس کے دوستوں کے ہاتھوں جلد پورا ہوگا پروردگار کے پاس ان کے لئے عذاب ہے دنیا ہی میں رسوائی ان کی پیشانیوں پر ثبت کر دی گئی ہے عذاب آخرت ان کے پیچھے ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناانصافی نہیں کرتا،

رحمت کاملہ بھیجے اپنے نبی مصطفیٰ پر اپنے پسندیدہ رسول پر گمراہی سے ہدایت کی طرف لے جانے والے پر، ایسی رحمت جو کامل ہو، جس کی برکتیں بڑھنے والی ہوں جس کا سلسلہ ہمیشہ ہوا، کامل سلام نازل کرے،

تمام تعریف اللہ کے لئے ہیں ہم یہ اقرار اس کی عظمت کے آگے جھک کر کرتے

ہیں اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کے رب ہونے کے اقرار کے طور پر کہتے ہیں سب تعریف اللہ کے لئے ہیں اس قصور کے اعتراف کے لئے اس کی بخشش کے مراتب میں سے ادنیٰ مرتبے کے شکر کا ادنیٰ مرتبہ بھی ادا نہ ہو سکا سب تعریفیں ہیں اللہ کے لئے جو اپنی اس حمد کا راستہ بتانے والا ہے جو مزید انعام کا باعث ہے اور جو اس کے مکرر احسانات کا احاطہ کرنے والی ہے ایسی تعریف ہے جسے وہ پسند کرے اور قبول کرے اور جو اس کی بخشش وفضل کو حملہ گزار کے لئے واجب کر دے تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے ان لوگوں کی نصرت نہ کرنے کا حکم دیا جو اس کے پیروان دین کے خلاف بغاوت کریں اور جس نے اپنے حق کے مددگاروں میں سے جس کے خلاف بغاوت کی جائے اس کی مدد کا وعدہ کیا اور اس کے متعلق اپنی کتاب عزیز میں باغیوں کی نصیحت کے لئے نازل کیا،

وہ لوگ باز آ جائیں تو ان کے لئے یہ تذکرہ مفید ہو اس کے لئے اللہ کے نزدیک حجت قائم ہے جو اس تذکرے کو ان میں قائم کرے۔

بعد تذکرہ اور اصرار کے ان سے جہاد کرنے کو واجب کر کے ارشاد فرمایا جس میں اپنے وعدے کو مقام کیا اور اپنی محبت کو ظاہر کیا۔

اور جس پر بغاوت کی جائے گی ضرور ضرور اللہ اس کی مدد کرے گا یہاں اللہ کی طرف سے سچا وعدہ ہے۔

اس کے فرمان کے ذریعے سے اس نے اپنے خلیفہ کے دشمنوں کو اس نافرمانی سے روکا ہے اور اس کے دوستوں کو اس کے راستے پر ثابت قدم کیا ہے اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا

-

اللہ ہی کے لئے امیر المومنین کی جانب جو اس کے احکام کی طرف بلانے کا ذمہ دار ہے اس کی دولت کی تلوار ہے جو اس کے چلنے کی وجہ سے محفوظ ہے اور اس کے بھروسے کا بندہ ہے، اس کی اطاعت میں اور اس کے اولیاء کی خیر خواہی میں پیش پیش ہے، اس کے حق کا دفاع کرنے والا ہے اس کے دشمنوں سے جہاد کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔

محمد بن عبداللہ جو امیر المومنین کا آزاد غلام ہے ایسی نعمت ہے کہ اللہ سے اس کے کامل کرنے کی خواہش کی جاتی ہے اور اس کے شکر کی توفیق اور مزید فضل کی دعا مانگی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے آبا کے لئے آبائے امیر المومنین کی دعوت اولیٰ کا قیام مقدر کر دیا پھر اس کے لئے ان کے آثار دولت ثانیہ پر قائم کر کے جمع کر دیئے۔

جس وقت کہ اللہ کے دشمن اس کے دین کی علامات مٹانے کے لئے اور اسے محفوظ کرنے کے لئے مکاری کر رہے تھے تو اس نے اللہ کے اور اس کے خلیفہ کے حق کا اس سازش سے مدافعت کر کے اور سازشوں کو اس سے دور ہٹا کے قائم کر دیا بعید کو اپنی رائے اور غور سے حاصل کیا اور قریب کو اپنی توجہ اور حضور سے نزدیک کر لیا ہر اس معاملے میں جو باعث قرب الٰہی

اور تقرب خدا کا موجب ہو اس میں اپنی جان کو کھپا تا رہا عنقریب اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو اس کی وجہ سے حق کا مددگار، خیر کا معین، اور ایسا پشت پناہ بنا دے گا جو دین کے دشمنوں سے جہاد کرنے والا ہوگا۔

امیر المؤمنین کے اس فرمان سے آپ واقف ہو چکے ہیں جو آپ کے پاس اس واقعے کے بارے میں آیا تھا اسی فرقے نے اس حادثے کو جنم دیا تھا جو صراط مستقیم سے گمراہ ہے اس کے دین سے جدا ہے اللہ اور اس کے خلیفہ کی ان نعمتوں کا منکر ہے جو اس کو عطا ہوئی ہیں، امت کی اس جماعت میں جدائی ڈلوانے والا ہے جس کے نظام کو اللہ نے اپنی خلافت کے ذریعے جمع کر دیا ہے اور اتفاق رائے کے بعد اس کے تفرقہ کے لئے حیلہ تلاش کرنے والا ہے، جو اپنی بیعت کو توڑنے والا ہے یہ آزاد کردہ ترک غلام ہیں، انھوں نے ایک لڑکے کو مدد دینے کی حرکت کی ہے جو ابو عبداللہ بن متوکل کی حیثیت سے مشہور ہے، یہ حرکت امیر المؤمنین کے مدینۃ السلام چلے جانے کے بعد سرزد ہوئی کہ وہ اس لڑکے کو امیر المومنین کی جگہ خلافت پر قائم کریں۔

یہ ان کی وہ خیانت ہے جس کا امیر المومنین نے مقابلہ تو کر لیا مگر ان کے معاملے میں تحمل اختیار فرمایا، ان کی بیعت توڑنے والوں نے ترکوں، مغربیوں، اور دیگر شاطین ولاحقین کی ایسی جماعت جمع کی ہے جو گمراہی کے مجموعوں میں فتنے کی موافقت کرنے والی تھی اور ان پر ایک ایسے شخص کو سردار بنایا جو ابو احمد بن متوکل مشہور ہے۔

یہ لوگ مدینۃ السلام (بغداد) کی شرقی جانب بغاوت اور اقتدار کا اعلان کرتے ہوئے اور سرکشی اور اصرار کرتے ہوئے روانہ ہوئے، امیر المؤمنین نے انھیں مہلت دی اور ان پر مہربانی کر کے انھیں گنجائش دی ایک فرمان کا حکم دیا جس میں انھیں ہدایت کی گئی تھی اور جو بیعت وہ کر چکے تھے یاد دلائی گئی اللہ کا حق جو ان پر ہے اور اس معاملے میں جو امیر المومنین کا حق ہے انھیں سمجھایا گیا تھا کہ اس بیعت سے ان کا نکلنا جس میں وہ خوشی سے داخل ہوئے تھے درحقیقت اللہ کے دین سے نکلنا ہے اللہ اور اس کے رسول سے علیحدہ ہو جانا ہے اپنی عورتوں اور اپنے مالوں کو اپنے اوپر حرام کر لینا ہے، ان کے اس بیعت کو تھامے رہنے میں ہی دین کی سلامتی ہے، نعمت کی بقا ہے، ان پر عذاب آنے سے حفاظت ہے ان کی جانب سے جو مصیبت پیش آئی اس عوض میں اعلیٰ درجے کے انعامات وظائف اور بلند ترین مرغوب اشیاء اور اعلیٰ مراتب کے ساتھ انھیں مخصوص کرنے اور مجلسوں میں انھیں سب کے آگے رکھنے کا حکم نافذ فرمایا مگر اس سارے حسن وسلوک کے باوجود انکی سرکشی فرو نہ ہوئی، پھر امیر المؤمنین نے اپنے خیر خواہ، امین، وعقیدتمند غلام آزاد محمد بن عبداللہ کو ان معاملات کو درست کرنے اور انھیں حق کی طرف بلانے کے لئے مقرر کیا کہ وہ اس کی طرف رجوع کریں اگر ان کی سرکشی باقی رہے اور وہ اپنی گمراہی میں عجلت کرتے رہیں تو پھر ان سے لڑیں،

محمد بن عبداللہ نے ان سرکشوں کو مہلت دیئے سمجھانے اور ہدایت کرنے میں دیر نہیں کی حالانکہ اس معاملے میں یہ لوگ اہل بغداد کا خون بہانے ان کی عورتوں کو قید کرنے اور ان کے اموال لوٹنے کی دھمکی پر مشتمل نعرے لگا رہے تھے۔ قبل ازیں جو کچھ ان راستوں پر جنھیں اہل شرک استعمال کرتے ہیں ان کی لوٹ مار کے لئے روانگی ہوا کرتی تھی جب انھیں کچھ ملنے کا امکان ہوتا تھا تو اس طرف جھک پڑتے تھے جس آبادی پر گزرتے اسے ویران کر دیتے تھے جو مسلم یا غیر مسلم عورت ملتی اسے حلال سمجھتے جو عاجز مسلمان نظر آتا اسے قتل کر دیتے جو ذمی دکھائی دیتا تھا اسے گرفتار کر لیتے تھے یہاں تک بہت سے لوگ ان خبروں کو سن سن کر وطن چھوڑ بھاگے اپنے مکانات اور گھر چھوڑ گئے اور امیر المومنین کے دروازے پر ان کے شر سے بچنے کے لئے فریاد کی کہ ان سرکشوں نے وطیرہ بنالیا ہے کوئی امیر سامنے آیا تو اس کا لباس اور امارت چھین لیا پردہ دار پر گزرے تو عورتوں اور بچوں کا پردہ چاک کر دیا نہ کسی مومن کے بارے میں عہدہ اور ذمے کی حفاظت کرتے ہیں نہ کسی مسلمان کی پردہ دری اور اس کے ناک کان کاٹنے میں توقف روا رکھتے ہیں اور نہ اس خون اور حرمت کی ہتک سے باز آتے ہیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے نصیحت کا استقبال انھوں نے جنگ سے کیا وعظ کا مقابلہ گناہ پر اصرار کرنے سے کیا حق کی تعلیم کا معاوضہ انھوں نے باطل پر جمے رہنے سے کیا یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے باب شماسیہ تک آگئے۔ ولی

امیر المومنین محمد بن عبداللہ نے باب شماسیہ، نیز بغداد کے ان سب دروازوں پر جن کا راستہ ادھر سے گزرتا ہے پوری تعداد میں لشکر اور اس کے معاون ترتیب وار مقرر کر دیئے تھے جن کی جائے پناہ اپنے پروردگار پر توکل تھا جن کے قلعے اس کی اطاعت کو مضبوط پکڑنا تھے تکبیر (اللہ اکبر کہنا) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) دشمن کے مقابلے میں جن کا طریقہ تھا۔

محمد بن عبداللہ انھیں ان چیزوں کی حفاظت کا حکم دیتا تھا جو ان کے قریب تھی اور جنگ سے بچنے کی کوشش کی جب تک گنجائش ہو مگر ان بیعت شکن گمراہوں نے بالمقابل جنگ شروع کر دی۔

چند روز تک اپنی جماعتوں اور لشکروں کے ذریعے زیادتی کرتے رہے اپنی کثرت تعداد پر نازاں تھے کہ ان پر کوئی غالب آنے والا نہیں، اللہ کو نہیں جانتے تھے کہ اس کی قدرت ان کی طاقت سے زیادہ ہے تقدیر الٰہی ان کے ارادے کے خلاف نافذ ہو چکی تھی اور اس کے احکام انصاف کرنے والے اہل حق کے لئے جاری ہو چکے تھے۔

نصف صفر یوم شنبہ ہوا تو وہ لوگ اپنی تمام جماعتوں کے باب شماسیہ پر آگئے انھوں نے اپنے جھنڈے پھیلا دیئے تھے اور آپس میں اپنے اشعار پکار کر بیان کر رہے تھے ہتھیار سنبھال رہے تھے اور انھی سے ان کی ابتدا ہوئی جس نے انھیں دیکھ لیا اسی سے ابتدا کر دی، خون ریزی اور عورتوں کو قید کرنے اور مال کو مباح سمجھنے کے سوا کوئی کام نہ تھا ہم نے نصیحت شروع کی

جو انھوں نے نہ سنی جنگ شروع کر دی اور کچھ توجہ نہ کی، اور کھلم کھلا جنگ شروع کر دی، آخر اولیائے خلافت نے بھی ان کی طرف پیش قدمی کی اور اللہ سے ان کے مقابلے میں مدد مانگی، اللہ کے ساتھ ان کا بھروسہ مضبوط ہو گیا اور اس کی وجہ سے ان کی بصیرت تام وکامل ہو گئی۔ اس دن عصر کے وقت تک ان کے درمیان برابر جنگ رہی، اللہ تعالیٰ نے ان کے حامیوں، سواروں، اور سرداروں اور ان کے باطل پیشواؤں میں سے ایک بڑی تعداد کو قتل کر دیا جب کہ بہت سے شدید زخمی ہوئے۔

جب اللہ کے اور اللہ کے دین کے دشمنوں نے یہ دیکھا کہ ان کے گمان جھوٹے کر دیئے گئے اور ان کے اور ان کی آوازوں کے درمیان حسرتیں حائل ہو گئیں اور وہی ان کا انجام بنا دی گئیں تو انھوں نے سامرا سے ترکوں اور مغربیوں کا ایک لشکر جو تیاری کے ساتھ مجتمع اور قوت اور ہتھیاروں سے لیس تھے، غربی جانب کے ارادے سے بلوایا تا کہ اپنے بھائیوں کے شرقی جانب دشمنوں کے مقابلے میں مشغول کر کے یکا یک غربی جانب کے باشندوں پر پہنچ جائیں۔ محمد بن عبداللہ غلام آزاد کردہ امیر المؤمنین نے دونوں جانبوں کو آدمیوں اور لشکر سے بھر دیا تھا، ہر طرف ان لوگوں کو مقرر کر دیا جو شہر کی حفاظت ونگرانی قائم رکھیں اور ان کے دشمنوں کے شر سے رعیت کو محفوظ رکھیں دروازوں میں

سے ہر دروازے پر ایک سردار کو جماعت کثیرہ کے ہمراہ مقرر کر دیا دیوار پر ان لوگوں کی باری مقرر کر دی جو رات دن اس کی نگرانی کریں، چاروں طرف اپنے آدمیوں کو پھیلا دیا کہ وہ اللہ کے دشمنوں کی خبر سے ان کی نقل وحرکت اور قیام اور تصرف کے بارے میں آگاہ کرتے رہیں، تا کہ وہ ان کے ہر حال کا ایک ایسی تدبیر سے معاملہ کرے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان کے بازوؤں میں کمزوری پیدا کر دے،

۱۹ صفر بدھ کو لشکر پہنچ گیا جس کی نسبت تجویز تھی کہ باب قطربل کے مغربی جانب مقیم ہو وہ لوگ دجلے کی شرقی جانب بیعت توڑنے والے لشکریوں کے مقابلے میں ٹھہر گئے جو اتنی تعداد میں تھے جن کی فضاء اور خلا ہی میں گنجائش نکل سکتی تھی اور کشادہ میدان کی وسعت و پہنائی ہی میں سما سکتے تھے انھوں نے آپس میں یہ قرار دے لیا تھا کہ ایک دم سے سب دروازوں کے قریب پہنچ جائیں گے تا کہ وفادار فوج مختلف سمتوں سے ان کی جنگ میں مشغول ہو کر ان سے کمزور ہو جائے اور وہ حق پر اپنے باطل کے ذریعے غالب آ جائیں۔

یہ ایسی امید تھی جسے اللہ نے جھوٹا کر دیا اور ایسا نامراد گمان تھا جس کے مقابلے میں اللہ کا حکم جاری ہو چکا تھا۔

محمد بن عبداللہ نے محمد بن ابی عون اور بندار بن موسیٰ طبری آزاد کردہ غلام امیر المؤمنین اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ کو ان کے قریب باب قطربل کی جانب کھڑا کر کے ہدایت کر دی تھی کہ اللہ سے ڈریں اس کی اطاعت کریں۔ احکام الٰہی پر کاربند رہیں، کتاب اللہ پر عمل

پیرا رہیں، جنگ سے اس وقت تک توقف کریں جب تک نصیحت کانوں تک اثر کر سکتی ہو اور حجت ان کے عاجلانہ شر اور اصرار کے مقابلے میں نازل ہو جائے۔

وہ ایک جماعت میں گھس گئے جوان کی جماعت کے مد مقابل تھی اس طرح کہ وہ اللہ کا حکم ان پر ظاہر کر رہے تھے اور اپنے دشمن کے مقابلے میں جلدی کرتے تھے اور ان، کی خطا کا یقین رکھتے تھے ان کا چلنے ثواب آخرت اور جزائے دنیا کے بھروسے پر تھا،

انھیں اور ان کے ہمراہیوں کو اللہ کے دشمن اس حالت میں ملے کہ انھوں نے اپنے گھوڑے ان کی طرف چھوڑ دیئے تھے ان کے سینوں کے لئے اپنے خنجر تیار کر لئے تھے انھیں اس میں شک نہ تھا کہ وہ لوگ لوٹنے والے کی لوٹ ہیں اور چھیننے والے کی غنیمت انھوں نے لوگوں کو ایسی ناصحانہ ندا دی جوان کے کانوں تک پہنچنے والی تھی جسے ان کے کانوں نے بے توجہی سے گنوا دیا اور ان آنکھیں اس خیر خواہی سے نابینا ہو گئیں،

جبکہ وفاداران خلافت نے کمال دلجمعی و یقین کے ساتھ اللہ کو سچا جانا کہ اللہ ان کے بارے میں اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا،

ان پر گھوڑے دوڑنے لگے اور بار باران پر لوٹنے لگے نیزوں سے کونچا اور تلوار سے مارنا اور تیروں کا چلنا شروع ہو گیا جب انھیں زخم لگا اور محسوس ہوا جنگ نے اپنے دانتوں سے انھیں زخمی کر دیا اور لڑائی کی چکی انھیں پینے لگی تو انھوں نے اپنی پشت پھیر لی اللہ نے ان پر اپنا خوف ڈال دیا ایک کثیر تعداد مقتول ہوئی جو بذریعہ توبہ اللہ کے عذاب سے نہ بچے نہ بوسیلہ امانت اس کی دارو گیر سے محفوظ رہے، دوسری جماعت نے مقابلہ کیا کشتی میں سوار ہو کر ان کے لشکر کے منتخب گمراہ گروہ کے ایک ہزار آدمی ان کی گمراہی پر مددگار بن کر باب شماسیہ عبور کر آئے۔

محمد بن عبداللہ نے خالد بن عمران اور شاہ بن میکال آزاد غلام طاہر کو مامور کیا وہ ایسی بصیرت کے ساتھ گھس گئے جس کو کوئی کمزوری کم کرنے والی نہ تھی اور ایسی نیت کے ساتھ جس میں کوئی خطا شامل نہ تھی ان دونوں کے ہمراہ عباس بن قارن آزاد غلام امیر المؤمنین بھی تھا۔

جب شاہ اپنی ہمراہ جماعت کے ساتھ اللہ کے دشمنوں تک پہنچ گیا تو اس نے ان مقامات پر پہرے بٹھا دیئے جہاں چھپ کے داخل ہونے کا اندیشہ تھا پھر اس نے اور اس کے ہمراہ جو نامور تجربہ کار سردار گئے تھے انھوں نے حملہ کر دیا جنھیں نہ کوئی وعید اور دھمکی بہکا سکتی تھی اور نہ انھیں اللہ کی جانب سے مدد اور تائید میں شک تھا، انھوں نے ان میں اپنی تلواریں چلا دیں جو اللہ کے احکام ان پر جاری کر رہی تھیں یہاں تک کہ انھیں اس چھاؤنی تک ملا دیا جہاں وہ جمع ہو کر گناہ کر رہے تھے ان کی ہر شے ہتھیار اور چوپائے اور آلات وحرب سب ان سے چھین لئے، کتنے ہی مقتول ہوئے جن کا جسم ان کے مقتل میں چھوڑ دیا گیا تھا اور اس کا سر ایسی جگہ منتقل کر دیا گیا تھا جہاں دوسرے کے لئے عبرت تھی، کتنے ہی لوگ تلوار سے بچ کر غرق کی موت کی طرف پناہ لینے والے تھے، اللہ نے انھیں ان کے خوف سے پناہ نہ دی کتنے ہی اسیر گرفتار تھے جو اولیاء

للہ اور اس کے گروہ کے مکانوں کی طرف ہنکائے جا رہے تھے کتنے بھاگنے والے زخمی تھے جن کی روح پرواز کر رہی تھی ایسے تھے کہ اللہ نے ان کے قلوب میں خوف بٹھا دیا تھا،

بحمد اللہ سزائے انتقام دونوں باغی فریقوں پر واقع ہوئی جو ان میں سے جانب غربی سے آیا اور جو شرقی جانب عبور کر کے ان کی اعانت کے لئے آیا ان میں سے کسی نجات پانے والے کو نجات نہ ملی، نہ کوئی پناہ مانگنے والا توبہ کی وجہ سے پناہ پا سکا نہ کسی رجوع کرنے والے نے اللہ کی طرف رجوع کیا چار فرقے تھے جنھیں دوزخ نے گھیر لیا اور فوری عذاب ان پر آ گیا یہ نصیحت اور عبرت ہے اہل حق کے لئے سب لوگ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مصداق ہو گئے۔

(اے نبی) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر جہنم میں اتار دیا، وہ سب اس میں داخل ہوں گے اور وہ کس قدر برا ٹھکانہ ہے،

اولیاء اللہ اور اس فرقے کے درمیان جو شرقی جانب تھا اس وقت تک جنگ جاری رہی اور قتل ان کے سرداروں میں جمع رہا اور زخم بھی ان میں پھیلتے رہے یہاں تک کہ جب انھوں نے وہ ہلاکت دیکھ لی جو اللہ نے ان کی جماعتوں پر نازل کی تھی اور جو عذاب اور مصیبت ان میں پہنچا دی کہ کوئی اللہ سے ان کو بچانے والا نہ تھا اور نہ اس کے اولیاء سے کوئی پناہ اور رجوع کی جگہ تھی تو انھوں نے اس حالت میں پشت پھیر لی کہ شکست خوردہ اور زخمی اور مصیبت زدہ تھے، اللہ نے انھیں اپنے گمراہ کرنے والے فرقوں میں عبرتیں دکھا دی تھیں جو کچھ ان کے دلوں میں تھا سب جاتا رہا جبکہ انھوں نے اللہ کی مدد اس کے لشکر کے ساتھ اور اس کا غلبہ اس کے اولیاء کے ساتھ۔

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو گمراہوں کو اپنے دین سے پھرنے والوں کو، باغیوں کو، عہد توڑنے والوں کو، ان گمراہوں کے مٹانے اور برباد کر دینے والا ہے جو اہل حق کے گروہ سے خارج ہیں، ایسی تعریف جو اس کی رضا تک پہنچانے والی ہے اور اس کی بہتر اور زیادہ رضامندی کا باعث ہے اللہ رحمت کاملہ نازل کرے ابتدا میں بھی اور انتہا میں بھی محمد ﷺ اپنے بندے، اور اپنے رسول پر جو اس کے راستے کی طرف ہدایت کرنے والے اور اس کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے ہیں، اور سلام کامل نازل فرمائے۔

سعید بن حمید نے یہ مضمون ۷ صفر بروز ہفتہ ۲۵۱ کو لکھا،

اختتام ہنگامہ

محمد بن عبداللہ بن طاہر ۱۸ صفر بروز منگل کو سواری پر باب شماسیہ گیا اور بغداد کی فصیل کے علاوہ باب شماسیہ سے تین دروازوں تک جتنے مکانات دکانیں اور باغ تھے سب کے کھودنے اور کھجوریں اور دوسرے درخت کاٹنے کا حکم دیا تاکہ وہ میدان اس شخص کے لئے وسیع ہو جائے جو اس میں جنگ کرے، علاقہ فارس و اہواز سے ستر سے زائد مال کے گدھے بغداد بھیجے گئے۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ منکجور بن قارن الاشروسنی قائد لا رہا تھا، ترکوں اور ابو احمد نے ابن بابک کو تین سو سوار اور پیادہ کی جماعت میں طرارستان روانہ کیا کہ جب وہ مال وہاں پہنچے تو اسے لے لیں محمد بن عبداللہ نے اپنے ایک قائد یحییٰ بن حفص کو مال لانے کے لئے بھیجا اس نے ابن بابک کے خوف سے وہ مال طرارستان سے واپس پلٹا دیا،

جب ابن بابک کو یہ معلوم ہوا کہ وہ مال اس سے بچ گیا ہے تو اپنے ہمراہیوں کو لے کے نہروان گیا اس کے ہمراہی لشکر نے وہاں کے باشندوں کو قتل کر کے اکثر کو نکال دیا پل کی کشتیوں کو جلا دیا جو بیس سے زائد تھیں اور سامرا واپس آ گیا۔

محمد بن خالد کی روانگی اور شکست

محمد بن خالد بن یزید آیا جسے مستعین نے جزیرے کی سرحدوں کا حاکم بنا دیا تھا شہر بلد میں ٹھہر کے وہ اس لشکر اور مال کا منتظر تھا جو اس کے پاس پہنچنے والا تھا جب ترکوں کی حالت میں اضطراب ہوا اور مستعین بغداد میں داخل ہو گیا وہ اپنے خاص لوگوں کے ہمراہ جو تقریباً چار سو سوار د پیادہ تھے اس طرف گیا وہاں سے بغداد اتر گیا جہاں ۱۸ صفر بروز منگل کو پہنچا، محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر گیا تو اس نے اسے پانچ خلعت دیئے جو ریشمی اور سنہری تار کے اون وریشم کے مخلوط اور نقشین اور سیاہ تھے اور ایک بڑے لشکر کے ساتھ ایوب بن احمد کی جنگ کے لئے روانہ کیا چنانچہ اس نے اسے فرات کے کنارے پالیا اس سے جنگ کی جو ایک قلیل جماعت میں تھا محمد بن خالد کو شکست ہوئی وہ سواد میں اپنی جماعت کی طرف چلا گیا۔

سعید بن حمید سے روایت ہے کہ جب محمد بن عبداللہ کو محمد بن خالد کی شکست کی خبر پہنچی تو اس نے کہا عرب میں سے کوئی فلاح نہیں پاسکتا، مگر یہ کہ اس کے ہمراہ نبی ہو اور اللہ کے وسیلہ سے اس کی مدد کرے۔

اسی دن باب شماسیہ پر ترکوں کو شکست ہوئی، جو اس دروازے پر گئے تھے، اس پر انھوں نے نہایت سخت جنگ کی، یہاں تک کہ انھیں شکست دیدی، جو اس دروازے پر تھے۔

اس سنگ انداز پر جو باب شماسیہ کے بائیں جانب نصب تھا مٹی کا تیل اور آگ ڈالی گئی، مگر آگ اس میں کارگر نہ ہوئی جو لشکر اس دروازے پر تھا وہ اس پر غالب آ گیا، یہاں تک کہ ان کی قیام گاہ سے انھیں ہٹا دیا اور اس دروازے سے نکال دیا، وہ اہل بغداد کی ایک قلیل تعداد کو قتل تعداد کثیرہ کا زخمی کر چکے تھے۔

اس وقت محمد بن عبداللہ نے وہ عرادات (پتھر پھینکنے والے آلات) ان کی طرف بھیجے جو چھوٹی کشتیوں میں لدے ہوئے تھے ان لوگوں نے نہایت سختی سے پتھر مارے ان میں سے ایک جماعت کثیر کو جو قریب سو آدمی کے تھے قتل کر دیا، وہ لوگ دروازے سے کنارے ہٹ گئے۔

ایک مغربی نے دیوار شماسیہ میں میخ گاڑ دی اور اس سے لپٹ گیا اور چڑھ گیا تو اسے دیوار کے محافظوں نے گرفتار کر لیا اور اسے قتل کر کے اس کا سر سنگ انداز مین رکھ کر ترکوں کے لشکر میں پھینک دیا، اس وقت وہ اپنی چھاؤنی واپس چلے گئے۔

ایک عجیب واقعہ

روایت مذکور ہے کہ اس دن مخلوط عرب لوگوں میں سے ایک شخص باب شماسیہ پر محافظ مقرر تھا ان ترکوں اور مغربیوں کی کثرت نے جو باب شماسیہ پر اتر آئے تھے گھبرا دیا، وہ لوگ اپنے جھنڈوں اور ڈھولوں کے ساتھ اس

دروازے کے قریب ہو گئے تھے ایک مغربی نے دیوار پر ایک میخ لگائی تو محافظ دیوار نے یہ ارادہ کیا کہ وہ یا مستعین یا منصور کہہ کر نعرہ لگائے مگر غلطی کی اور یا معتز یا منصور چلانے لگا، دوسرے محافظ نے اسے مخالف سمجھ کر قتل کر دیا، اس کا سر محمد بن عبداللہ کے گھر بھیج دیا جس نے اس کے لٹکانے کا حکم دیا، اس کی ماں اور اس کا بھائی اس کا دھڑ ایک کجاوے میں رکھ کر چلاتے ہوئے اور اس کا سر مانگتے ہوئے آئے مگر انھیں نہیں دیا گیا اور باب الجسر پر لٹکا دیا یہاں تک کہ جب اور سر اتارے گئے تو وہ بھی ان کے ساتھ اتارا گیا،

باب البردان کی جنگ

۲۳ صفر شب جمعہ کو ترکوں کی ایک فوج باب البردان پہنچی، اس کا نگران محمد بن رجا تھا، یہ واقعہ اس کے واسط جانے سے قبل ہوا، ان میں سے چھ آدمی مقتول اور چار گرفتار ہوئے۔

الدرغمان شجاع اور بہادر شخص تھا کسی دن ترکوں کے ساتھ باب الشماسیہ گیا تو اس پر سنگ انداز سے پتھر پھینکا گیا جو اس کے سینے پر لگا اسے سامرا واپس کیا گیا، مگر وہ بصری اور عکبراء کے درمیان مر گیا، لاش سامرا بھیجی گئی

یحیٰی بن العلی قائد مغربی نے بیان کیا کہ وہ کسی دن الدرغمان کے پہلو میں تھا کہ یکا یک اس پر ایک تیر آیا جو اس کی آنکھ میں لگا پھر ایک پتھر لگا جس نے اس کا سر اڑا دیا آخر وہ مردہ لایا گیا۔

علی بن حسن رامی سے مذکور ہے کہ رامیوں یعنی منجنیق چلانے والوں کی ایک جماعت باب الشماسیہ کی دیوار پر جمع تھی ایک مغربی اس دروازے کے قریب آ رہا تھا نیچے کا حصہ کھول دیا تھا، ہوا خارج کر رہا تھا اور چلا رہا تھا کہ میں نے ایک تیر نکال کے ایسا مارا کہ نیچے سے نکل کے حلق سے جا نکلا اور مر کے گر پڑا، اس دروازے سے ایک جماعت نکلی جس نے اسے مصلوب کی طرح لٹکا دیا بعد میں مغربی آئے اور اسے اٹھا لے گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قطربل کے دن ترکوں کی شکست کے بعد بدمعاش لوگ سامرا میں جمع ہوئے اور معتز میں کمزوری دیکھی تو انھوں نے زیور اور تلوار والوں اور صرافوں کا بازار لوٹ لیا، جو سامان پایا سب لوٹ لیا۔

تاجر معتز کے بھائی ابراہیم مؤید کے پاس جمع ہوئے اس سے واقعے کی شکایت کی اور اس امر سے آگاہ کیا کہ ہمارا مال حکومت کی حفاظت میں تھا اہل حکومت ضامن تھے کہ محفوظ رہے گا۔

مؤید نے نہایت ناگواری سے آنکھیں چڑھا کر جواب دیا کہ تمھیں چاہیئے یہ تھا کہ اپنا سامان اپنے گھروں کو لے جاتے۔

بلکاجور کی معتز کے لئے بیعت اور پھر مستعین کی طرف رجوع

نجوبتہ بن قیس بن ابی سعدی ۲۲ صفر بروز ہفتہ کو ان اعراب کو لایا جن کے لئے حصہ مقرر کیا گیا، تھا، وہ چھ سو پیادے اور دو سو سوار تھے اسی دن اہل طرطوس کے معززین میں سے دس آدمی آئے جو بلکاجور کے شاکی تھے، اور گمان کرتے تھے کہ معتز کی بیعت کی خبر اسے مل گئی ہے بلکاجور فرمان پہنچنے کے دو گھنٹے بعد نکلا اور معتز کی دعوت دی، سرداروں اور سرحد والوں سے بیعت لے لی۔ اکثر نے بیعت کی اور بعض ان سے رکے رہے، رکنے والوں پر تشدد کیا گیا، بیڑیاں پہنائی گئیں اور قید کر لئے گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس نے زبردستی بیعت کے لئے انھیں پکڑا تو وہ رکے اور بھاگ گئے، وصیف نے

کہا کہ میرا خیال ہے کہ اس کو دھوکا دیا گیا ہے جو شخص اس کے پاس معتز کا فرمان لایا تھا وہ لیث بن بابک تھا۔ اس نے اس سے بیان کیا کہ مستعین مر گیا تو لوگوں نے معتز کو اس کا جانشین کر دیا، پھر ان لوگوں کا بہت مجمع ہو گیا جو بلکا جور کے شاکی تھے اور کہتے تھے کہ اس نے عمداً ایسا کیا، یہ بھی شکایت کرتے تھے کہ وہ بنی واثق میں دیکھا گیا تھا، ۲۶ صفر بدھ کو بلکا جور کا خط ایک شخص کے ہمراہ آیا جس کا نام علی الحسین عرفیت ابن الصعلوک تھی۔

خط میں تھا کہ اس کے پاس ابوعبداللہ ابن المتوکل کا فرمان آیا ہے کہ وہ خلیفہ بنا دیا گیا ہے، وراس کے لئے بیعت ہوگئی ہے، جب اس امر کی تصدیق میں اس کے پاس مستعین کا فرمان آیا تو اس نے ان لوگوں سے بیعت کی تجدید کی جنھوں نے اسے قبول کر لیا تھا وہ اس کی مطیع اور فرمانبردار ہیں، قاصد کے لئے ایک ہزار درہم کا حکم دیا گیا جو اس نے لے لئے، محمد بن علی ارمنی کی گورنری کا فرمان روک لیا گیا،

اسماعیل بن فراشہ کی آمد

اسی برس ۲۴ صفر پیر کو اسماعیل بن فراشہ سو سواروں کی جماعت میں علاقہ ہمدان سے آیا اس کا لشکر پندرہ سو افراد پر مشتمل تھا کوئی پہلے آیا اور کوئی پیچھے، سب متفرق ہو گئے تھے اپنے ہمراہ معتز کے ایک قاصد کو لایا تھا جو اس کے پاس بیعت لینے کے لئے بھیجا گیا تھا اس نے اس قاصد کو قید کر لیا، اور ایک خچر پر چار جامے کے بغیر بغداد لے گیا، اسماعیل کو پانچ خلعتیں عنایت کی گئیں۔

ایک آدمی لایا گیا جس کے متعلق یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ علوی ہے جور ے اور طبرستان کے علاقے میں وہاں کے علویوں کے پاس جاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا اس کے ساتھ چوپائے اور غلام تھے اسے چند مہینے دارلعامہ میں قید رکھا گیا، پھر ضمانت لے کے رہا کر دیا گیا۔

موسیٰ بن بغا کا خط

اسی روز موسیٰ بن بغا کا خط پڑھا گیا، جس میں یہ ذکر تھا کہ معتز کا فرمان آیا اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا، حادثے کی خبر دی اور انھیں اپنے ہمراہ بغداد واپس چلنے کا حکم دیا وہ تو نہ مانے مگر شاکریہ اور ابناء نے قبول کر لیا، ترکوں اور ان کے مددگاروں نے ان سے کنارہ کشی اختیار کی، اور انھوں نے اس سے جنگ کی، ان میں سے ایک جماعت قتل کی گئی، اور چند قید کیے گئے، جو اس کے ہمراہ آرہے ہیں خط پڑھنے کے وقت ابن طاہر کے گھر سے نعرۂ تکبیر بلند ہوتا رہا۔

۲۵ صفر کو بصرہ سے دس جنگی جہاز آئے ہر ایک میں ایک ایک سنگ انداز اور تین مٹی کے تیل والے، ایک بڑھئی، ایک نانبائی اور انتالیس جنگ آور جہاز راں تھے، کشتیاں اس جزیرے کی طرف لائی گئیں جو ابن طاہر کے مکان کے مقابل تھا پھر اسی شب شماسیہ کی طرف کھینچی گئیں، جو لوگ اس میں سوار تھے انھوں نے ترکوں پر آگ برسائی پھر اپنی شماسیہ کی چھاؤنی سے پل والے ابوجعفر کے باغ کی طرف منتقل ہونے کا ارادہ کیا، لشکر کے رو پر ایسے موضع میں اٹھ گئے جہاں آتش بازی سے ضرر نہ پہنچ سکے۔

۲۹ صفر کو ترک اور مغربی شرقی جانب سے بغداد کے دروازوں پر گئے دروازے ان کے سامنے بند کر دیے گئے، اور انھیں تیروں اور منجنیقوں سے مارا گیا، فریقین کے لوگ مقتول ہوئے ایک بڑی جماعت مجروح ہوئی عصر تک اسی طرح کرتے رہے۔

سلیمان بن عبداللہ کی طبرستان واپسی

اسی سال سلیمان بن عبداللہ جرجان سے طبرستان کی طرف واپسی کے لئے روانہ ہوا، آمل سے اس طرح روانہ ہوا کہ ایک جماعت کثیر اور گھوڑے اور ہتھیار ساتھ تھے، حسن بن زید کنارے ہٹ کے دیلم چلے گئے۔

اس نے اپنے بھائی طاہر کے بیٹے السلطان کو اپنے طبرستان جانے کا لکھا، یہ خط بغداد میں پڑھ لیا گیا، مستعین نے بغا صغیر آزاد غلام امیر المؤمنین کو اس کی ایک نقل محمد بن طاہر کے ہاتھ پر فتح طبرستان اور حسن بن زید کی شکست کے متعلق لکھی کہ سلیمان بن عبداللہ ساریہ میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو گیا ہے قارن بن شہریار آزاد کردہ غلام امیر المؤمنین کے دونوں بیٹے جورستم و مازیار کہلاتے ہیں کم وبیش پانچ سو آدمیوں کے ساتھ اس فتح میں اس کے پاس آئے، اہل آمل کی وفادارانہ حاضری تھی جو اپنی وفاداری کا ظاہر اور اپنی جگہ سے منتقل کیے جانے کی درخواست کرتے تھے ان کے پاس اتنی جماعت بھیج دی جس نے ان کے سکون و وثوق میں اضافہ کیا۔ لشکر اس کے سامنے کے دیہات اور راستوں پر گشت کرنے کے لئے روانہ کر دیا قتل کرنے اور اسباب چھیننے کی ہر ایک کو پہلے ہی ممانعت کر دی گئی کہ جو اس تجاوز کرے وہ سزا کا مستوجب ٹھہرا۔

اسد بن جندان کا خط علی بن عبداللہ طالبی مسمی مرتعش کی ہزیمت سے متعلق اس کی ہمراہیوں سمیت جو دو ہزار سے زائد تھے اور مع الجیل کے دو رئیسوں کے جو بڑی جماعت کے ساتھ تھے اسے اس وقت ملا جس وقت انھیں حسن بن زید کی شکست اور اس کے وفاداروں کو اس علاقے میں داخل کرنے کی خبر ملی تھی۔ شہر آمل میں بڑے اچھے طریقے اور نمایاں عزت وسلامت کے ساتھ داخل ہوا، فتنے کے اسباب بالکل ختم ہو گئے۔

اسی سال ۲۵ محرم کو علاء بن احمد کا خط آیا جو خراج و جائداد پر آرمینیہ میں بغا شرابی کا عامل تھا جس میں اس علاقے کے دو آدمیوں کے حملے کی خبر تھی، جن کا اس نے نام بھی لکھا تھا، ان دونوں نے اس کے ساتھ اپنے قتال کا ذکر بھی کیا تھا، کہ دونوں نے ایک قلعے میں پناہ لے لی، تو اس نے اس قلعے پر سنگ انداز توپیں لگا دیں، یہاں تک کی قلعے کو ہلا دیا، دونوں قلعے سے بھاگنے کے لئے نکل گئے، ان کا حال پوشیدہ رہا اور وہ قلعہ قبضے میں آ گیا۔

متفرقات

اسی سال محرم کو ایک مؤرخ کا خط آیا جس میں اہل اردبیل کی شکست کا اور ان کے نام طالبی کے ایک خط کا ذکر تھا طالبی نے ان کے شہر کے چودہ دروازوں پر چودہ لشکر بھیجے اور حکم دیا کہ ان کا محاصرہ کر لیں۔

اسی سال ایک مخبر کا خط اس جنگ کے بارے میں آیا جو عیسیٰ بن الشیخ اور الموفق خارجی کے درمیان ہوئی عیسیٰ نے موفق کو قید کر لینے کے سلسلے میں مستعین سے ضروری ہتھیار روانہ کرنے کی درخواست کی تھی، تا کہ شہر میں ایسا ذخیرہ فراہم ہو جائے جس سے لشکر کو جنگ میں قوت حاصل ہو، حاکم کنارۂ نہر کو ایسی چار کشتیاں ان کے سامان سمیت بھیجنے کو لکھ دے کہ وہ سامان ان کشتیوں کے مقابلے کا ہو۔

اسی سال محمد بن طاہر کا عریضہ اس طالبی کے بارے میں آیا جس نے رے اور اس کے قرب وجوار میں خروج کیا تھا، جو لشکر اس کے لئے تیار کیے گئے تھے اور جو فوج اس کی طرف بھیجی گئی، محمد بن طاہر کے محمدیہ جانے کے وقت حسن بن زید کا بھاگ جانا بن طاہر کے لشکر کا محمدیہ کا احاطہ کر لینا، محمدیہ میں ابن طاہر کے داخل ہونے کے وقت راستوں اور کوچوں پر پہرہ مقرر کرنا، حسن بن زید کے آدمیوں کا پھیل جانا، یہ سب واقعات اس عریضہ میں مذکور تھے، اللہ تعالیٰ

نے ابن طاہر کو محمد بن جعفر کی گرفتاری میں بغیر کسی ذمہ داری کے کامیابی دی، علویوں میں سے جو شخص محمد بن جعفر کی گرفتاری کے بعد رے میں دوبارہ آیا وہ احمد بن عیسیٰ بن علی بن حسین الصغیر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ اور ادریس بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ تھے یہ وہی ہیں جو حجاج کی روانگی برائے مکہ کے وقت نکلے تھے، جبکہ وہ علوی جو طبرستان میں تھے وہ الحسن بن زید ابن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں۔ (رحمتہ اللہ علیہم ورضوانہ) ۔

یوسف بن اسماعیل کا خروج

اسی سال موسیٰ بن عبداللہ الحسینی کے بھانجے یوسف بن اسماعیل علوی نے خروج کیا۔

عیاروں کو مسلح کرنے کی مہم

اسی سال ربیع الاول میں محمد بن عبداللہ نے یہ حکم دیا کہ بغداد کے عیاروں کے لئے کافرکوب (ہتھیار) بنائے جائیں، اور اس میں آہنی میخیں لگائی جائیں، مظفر بن سیسل کے گھر پر یہ کام ہوگا، وہ لوگ جنگ میں بغیر ہتھیار آ جاتے تھے دشمن کو اینٹ سے مارا کرتے تھے منادی کو حکم دیا تو اس نے ندا دی کہ جو شخص ہتھیار لینا چاہے وہ دار المظفر میں حاضر ہو۔

ہر طرف کے عیار وہاں پہنچ گئے، اور وہ ہتھیار ان میں تقسیم کر دیئے گئے اور ان کے نام لکھوا دیے گئے، ان پر ایک شخص کو رئیس بنایا گیا، جس کا نام ینتو یہ اور کنیت ابو جعفر تھی، کچھ اور لوگ بھی تھے، جن میں ایک دونل، دوسرے کو دمحال، تیسرے کو ابو نملہ اور چوتھے کو ابو عصارہ کہا جاتا تھا، ان میں سے سوائے ینتو یہ کے کوئی اور ثابت قدم نہیں رہا، ینتو یہ مسلسل جانب غربی کے عیاروں پر سردار رہا یہاں تک کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا۔

جب عیاروں کو کافرکوب دے دیئے گئے تو وہ بغداد کے دروازوں پر پھیل گئے، ترکوں اور ان کی پیروی کرنے والوں میں سے قریب پچاس آدمیوں کو اسی روز قتل کر ڈالا، خود ان کے دس آدمی مقتول ہوئے ان میں سے پانچ سو تیر انداز نکالے گئے انھوں نے ترکوں سے دو جھنڈے اور دو سیڑھیاں چھین لیں۔

آشوب ترک

اسی سال نجوبتہ بن قیس کی علاقے بزوغی میں ترکوں کی ایک جماعت سے جنگ ہوئی اس نے اور محمد بن ابی عون نے ان کا مقابلہ کیا ترکوں میں سے انھوں نے سات گرفتار اور تین قتل کیے بعض ان میں سے اپنی جان بچانے کے لئے پانی میں بھاگے پھر بعض ڈوب گئے اور بعض بچ گئے۔

شورش عجم

احمد بن صالح بن شیراز سے روایت ہے کہ اس نے قیدیوں میں سے ایک شخص سے اس جماعت کی تعداد دریافت کی جس کا نجوبتہ نے مقابلہ کیا تھا اس نے کہا ہم لوگ چالیس آدمی تھے، ہم لوگوں نے نجوبتہ اور اس کے ہمراہیوں سے صبح کے وقت مقابلہ کیا، ہمارے تین آدمی مارے گئے، تین غرق ہوئے، آٹھ قید ہو گئے اور باقی چھپ گئے

اوانا کے گورنر کا جھنڈا، جوشن اور اٹھارہ گھوڑے گرفتار کر لئے گئے، عامل اوانا ہارون بن شعیب کا بھائی تھا واقعہ اوانا بدھ کو ہوا، اور نجوبتہ اور عبداللہ بن نصر بن حمزہ کے لشکر نے اسلحہ سے آراستہ ہو کے قطربل میں قیام کیا

فتنہ عرب

مؤرخین کے مطابق یثنویہ اور اس کے ساتھی عیار انھی ایام میں کسی دن باب قطربل سے نکلے، ترکوں کو گالیاں دیتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں تک کہ قطربل سے گزر کے بڑھ گئے ان کے مقابلے کے لئے ترکوں میں سے جسے کشتی میں سوار ہونا آسانی سے ممکن تھا وہ تیر چلاتا ہوا سوار ہوا، ان میں سے ایک آدمی کو قتل اور دس کو زخمی کر دیا عیار اچانک انھیں پتھر مارنے لگے اور سب کو زخمی کر دیا وہ لوگ اپنی چھاونی واپس چلے گئے،

یثنویہ کو ابن طاہر کے گھر بلا کے حکم دیا گیا کہ وہ سوائے یوم جنگ کے کسی دن حملہ نہ کرے، اسے کنگن پہنایا گیا اور اس کے لئے پانچ سو درہم انعام کا حکم دیا گیا،

مزاحم بن خاقان کی بغداد آمد

۱۴ ربیع الاول کو علاقہ رقہ سے مزاحم بن خاقان آیا اس نے سرداروں اور بنی ہاشم اور دفتری حکام کو اپنی ملاقات کا حکم دیا، وہ خراسانی، ترک اور مغربی جو اس کے ماتحت تھے سب اس کے ہمراہ آئے تقریباً ایک ہزار آدمی تھے ان کے ہمراہ ہر قسم کے آلات حرب تھے مزاحم بن خاقان اسطرح بغداد میں داخل ہوا کہ دست راست پر وصیف بائیں ہاتھ پر بغا، عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر بغا کی بائیں جانب اور ابراہیم بن اسحاق ان کے پیچھے تھا اس نمایاں تمکنت اور وقار کے ساتھ جب وہ پہنچا تو اسے سات خلعت دیئے گئے ایک تلوار اس کے گلے میں ڈالی گئی، اس کے دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ خلعت دیئے گئے اور حکم دیا گیا کہ اس کے لئے تین ہزار آدمی پیادہ اور سوار مقرر کئے جائیں،

معتز نے موسیٰ بن اشناس اور اس کے ہمراہ حاتم بن داؤد بن بیجور کو تین ہزار پیادہ اور سوار کے ساتھ روانہ کیا اس نے باب قطربل کے مغربی جانب پر یکم ربیع الاول کو ابواحمد کے لشکر کے مقابل لشکر جمع کر دیا، ایک شخص عیاروں میں سے جو دیکویہ کی عرفیت سے مشہور تھا ایک گدھے پر اور اس کا نائب دوسرے گدھے پر نکلا تھا ان کے ساتھ ڈھالیں اور ہتھیار تھے دوسرا شخص نکلا کس کی کنیت ابوجعفر تھی اور مخرمی مشہور تھا پانچ سو آدمیوں کے ہمراہ جن کے ساتھ کھلے ہوئے ہتھیار اور ڈھالیں تھیں، تلواریں اور چھریاں ان کے پٹکوں میں تھیں ہاتھ میں کافر کوب لئے تھے، سامرا سے آنے والا لشکر بغداد کے غربی جانب کے قریب ہو گیا،

محمد ابن عبداللہ کے ہمراہ چودہ سردار تھے ان کی فوج سوار ہو کے نکلی تماشائیوں میں خلق کثیر نکل آئی ابواحمد کے لشکر کے مقابلے میں پہنچے پانی میں ان لوگوں کے درمیان فوج حائل تھی جو ابواحمد کے لشکر میں سے قتل ہوئی تھی یہ پچاس آدمی تھے، عرب آگے بڑھے یہاں تک کہ لشکر سے ڈیڑھ میل آگے بڑھ گئے، ابواحمد کے لشکری کشتی والے کشتی میں سوار ہو کر ان کی طرف آئے دونوں فوجوں کے درمیان جنگ ہونے لگی عربوں نے چند کشتی والے گرفتار کر لئے جن میں جنگ کرنے والے اور ملاح بھی تھے ان سے تاوان لیا گیا،

ابن عون کا جھگڑا

محمد بن عبداللہ واپس آ گیا ابن ابی عون کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو واپس کر دے، ابن عون تماشائیوں اور عوام کی

طرف متوجہ ہوا جنھیں وہ واپس کرنا چاہتا تھا انھیں سخت سست کہا، گالیاں دیں عوام نے بھی اسے گالیاں دیں اس نے ان میں سے ایک آدمی کو مارا جو مر گیا انھوں نے اس پر حملہ کر دیا مگر وہ ان کے ہاتھوں سے بچ گیا بغداد کے چار کشتی والے پیچھے رہ گئے تھے۔

جب ابن عون عوام سے شکست کھا کے واپس ہو رہا تھا تو ابواحمد کے لشکر والوں نے دیکھ لیا انھوں نے ان کی تلاش میں کشتی والے روانہ کئے انھوں نے بغداد والوں کو گرفتار کر لیا ایک کشتی کو جلا دیا جس میں اہل بغداد کا عراوٗ (پتھر پھینکنے والا آلہ) عوام فوراً ابن ابی عون کے گھر گئے کہ اسے لوٹ لیں انھوں نے شکایت کی کہ ابن ابی عون ترکوں سے مل گیا ہے اور اس نے ان کی مدد کی ہے، اور اپنے آدمیوں کو شکست دیدی ہے، اس کے منحرف ہو جانے کے بارے میں محمد بن عبداللہ سے گفتگو کی اور شور وغل مچایا، محمد بن عبداللہ نے مظفر بن سیسل کو اس کے ماتحتوں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا کہ وہ عوام کو واپس کر دے، انھیں ابن ابی عون کے سامان میں سے کچھ لینے سے روکے اور اعلان کر دے کہ میں نے اس کو معزول کر کے یہ خدمت اپنے بھائی عبیداللہ بن عبدال کے سپرد کر دی ہے، چنانچہ مظفر بن سیسل گیا اور لوگوں کو محمد بن ابی عون کے گھر سے واپس کیا۔

قطربل کی لڑائی

۱۹ ربیع الاول بروز جمعرات کو سامرا سے بغداد آنے والا ترکی لشکر عکبرا پہنچا، ابن طاہر نے اپنے سرداروں میں سے بندار طبری، اپنے بھائی عبیداللہ، ابوالسنا، مزاحم بن خاقان، اسد بن داؤد سیاہ اور خالد بن عمران وغیرہ کو باہر روانہ کیا، وہ روانہ ہو کے قطربل پہنچے، اس جگہ ترکوں کی پوشیدہ جماعت تھی، جوان پر ٹوٹ پڑے اور فریقین کے درمیان جنگ چھڑ گئی، ترکوں نے انھیں اتنا پیچھے دھکیلا کہ وہ ان دونوں دیواروں تک پہنچ گئے، جو قطربل کے راستے میں تھیں، ابوالسنا اور اسد بن داؤد نے نہایت شدید جنگ کی، ان دونوں میں سے ہر ایک نے چند ترکوں اور مغربیوں کو قتل کیا، ابوالسنا اس طرح واپس ہوا اور لوگ بھی اس کے ساتھ تھے، اس نے ترک سردار جس کا نام سور تھا، قتل کر کے اس کا سر اٹھا لیا تھا، فوراً ابن طاہر کے مکان پر آیا اسے ان لوگوں کی شکست کی خبر دے کہ مدد مانگی، ابن طاہر نے مدد کا حکم دیا، ابوالسنا کے گلے میں زیور پہنایا گیا، ہر طوق کا وزن تیس دینار تھا، اور ہر کنگن ساڑھے سات مثقال کا، (ایک مثقال ۴ ۱/۲ ماشہ) ابوالسنا ان لوگوں کی طرف مع اس امدادی فوج کے جو تمام دروازوں سے نکالی گئی تھی واپس ہوا

بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن عبداللہ نے ابوالسنا کو اپنے مقام چھوڑنے اور سر کو خود لانے پر ڈانٹا کہ تم نے لوگوں کے ساتھ برائی کی، خدا تمھارے ساتھ برائی کرے، یہ سر جدا ہو جانے کے بعد اسد بن داؤد نے نہایت شدید جنگ کی، وہ قتل کر دیا گیا، ترکوں سے اس کا سر لے لینے کے بعد اہل بغداد کی ایک جماعت نے اس کے قتل کی جگہ جمع ہو کے ترکوں سے اس کے جسم کو بچا لیا اور اسے ایک کشتی میں بغداد اٹھا کر لے گئے ترک باب قطربل پہنچ گئے، لوگ ان کے مقابلے میں نکلے انھوں نے ان کو نہایت سختی سے دروازے سے پرے دھکیل دیا اور ان کا تعاقب کر کے ایک کنارے کر دیا۔

ابن طاہر کے مکان پر چند سر آئے جو ان لوگوں کے تھے جو اس دن ترکوں اور مغربیوں میں سے قتل کیے گئے تھے، سب سر حسب الحکم باب الشماسیہ پر لٹکا دیئے گئے۔ قطربل کی طرف سے ترک اور مغربی اہل بغداد پر پلٹ پڑے بغدادیوں میں سے بھی ایک کثیر تعداد قتل ہوئی، اور ترکوں میں سے بھی ایک مجمع عظیم ہلاک ہو گیا، بندار اور اس کے

ہمراہی رات تک ان سے قتال کرتے رہے، بندار جس وقت لوگوں کو واپس لایا دروازے بند ہو چکے تھے۔

ابن طاہر کے حکم سے مظفر بن سیسل اور رشید بن کاوس جن کے ہمرکاب ایک اور سردار بھی تھا پانچ سو سواروں کو لے کر باب قطربل سے ابن اشناس کے علاقے کی طرف گئے ان کو انھوں نے امن وسکون کی حالت میں پایا، ان میں سے تقریباً تین سو افراد قتل اور ایک جماعت کو قید کر کے واپس آ گئے۔

روایات کے مطابق اسی دن ترک اور مغربی باب القطیعہ پہنچے اس حمام کے قریب نقب لگائی جو باب القطیعہ سے منسوب تھا، جو سب سے پہلے نقب سے نکلا وہ قتل کر دیا گیا آج کے دن زیادہ تر ترک اور مغربی مقتول اور بغدادی مجروح ہوئے تھے۔

کود کے بر ہدف زند تیرے

میں نے ایک جماعت سے سنا ہے کہ اس جنگ میں ایک نابالغ لڑکا نکلا جس کے پاس ایک جھولی میں پتھر بھرے تھے، ایک ہاتھ میں سنگ انداز تھا جس سے وہ پتھر پھینکتا تھا قادر اندازی کا یہ عالم تھا کہ اس کا نشانہ ترکوں اور ان کے گھوڑوں کے منہ سے کبھی خطا نہ کرتا، چار جنگجو ترک سوار اسے پتھر مار رہے تھے مگر سب نشانے سے خطا کر رہے تھے وہ انھیں پتھر مار رہے تھا اور ذرا بھی خطا نہیں کرتا تھا، گھوڑوں نے انھیں زمین پر گرا دیا تھا،

ترکوں نے ایک لڑکے کی یہ جوانمردی دیکھی تو اپنے ہمراہ چار مغربی پیادے لائے جن کے ہاتھوں میں نیزے اور ڈھالیں تھیں، سب کے سب مل کے اس لڑکے پر حملہ کرنے لگے دو آدمی اس کے قریب آ گئے، اس نے اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا، وہ دونوں بھی اس کے پیچھے دریا میں کود گئے مگر اسے کہیں نہ پایا، شرقی جانب نکل گیا، اور دریا سے نکلتے اپنے حملہ آوروں کو للکارا، اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، لوگوں نے بھی تکبیر کہی، آخر خائب وخاسر واپس آ گئے اس کے قریب تک نہ پہنچ سکے،

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ نے اسی دن پانچ سرداروں کو بلا کے ہر ایک کو ایک طرف مقرر کیا، وہ لوگ جنگ کے لئے روانہ ہو گئے اس نے دروازے کی طرف پلٹ کے عبداللہ بن جہم سے کہا جو باب قطربل کی حفاظت پر مقرر تھا کہ خبردار تم نے ان میں سے کسی کو شکست کھانے کے بعد اندر نہیں دیا معرکہ جنگ گرم ہوا، زور شور کا رن پڑا، پراگندہ مزاجوں میں انتشار پھیلا، آخر کار شکست ہو گئی۔

اسد بن داؤد ثابت قدم رہا یہاں تک کر دیا گیا، اس نے اپنے ہاتھ تین آدمی مارے تھے دور سے ایک تیر آیا جو اس کے گلے میں لگا، اس نے پشت پھیر لی کہ دوسرا تیر آیا جو گھوڑے کی سرینوں میں لگا، گھوڑا الف ہو گیا اور ابن داؤد کو گرا دیا، اس کے ہمراہ کوئی نہ ٹھہرا صرف ایک بیٹا رہ گیا مگر وہ بھی زخمی ہو گیا تھا، شکست کھا کے بھاگنے والوں پر دروازے کی بندش دشمنوں کے حملے سے بھی زیادہ سخت نکلی،

بغدادی قیدیوں سے حسن سلوک

بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد میں سے ستر قیدی بھیجے گئے اور تین سو سر ہمراہ تھے جب قیدی سامرا کے قریب پہنچے تو اس شخص کو جوان کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا، یہ حکم دیا گیا تھا کہ قیدیوں کو بغیر منہ ڈھانکے سامرا میں نہ لائے، اہل سامرا نے جب انھیں دیکھا تو بہت فریادوزاری کی، ان کی اور ان کی عورتوں کی آواز میں نالہ وفریاد کے ساتھ بلند ہوئیں یہ خبر معتز کو پہنچی، اس نے ناپسند کیا کہ اپنے ہم نشینوں کے دل ناراض کر دے، اس لئے ہر قیدی کے لئے دو

دینار عطا کا حکم دیا، قتال کا انتقام ترک کر دیا، سروں کے متعلق حکم دیا چنانچہ سب سر دفن کر دیئے گئے۔

قیدیوں میں محمد بن نصر بن حمزہ کا ایک بیٹا بھی تھا اور ام حبیب کی باندی کا ایک بھائی بھی، پانچ آدمی معززین بغداد میں سے جو تماشائیوں کی جماعت میں سے تھے، محمد بن نصر کا بیٹا اپنے باپ کی جگہ قتل کر دیا گیا اور باب الشماسیہ کے سامنے لٹکا دیا گیا،

۲۶ ربیع الاول بروز جمعرات ابوالساج مکے کے راستے سے تقریباً سات سو سواروں کی جماعت کے ہمراہ آیا، اس کے ہمراہ اٹھارہ کجاوے تھے، جن میں چھتیس بدو خیانت کے جرم میں قید تھے بغداد میں اچھی صورت اور کھلے ہتھیاروں کے ساتھ داخل ہوئے دارالخلافت گیا تو اسے خلعت دیئے گئے تلوار گریبان میں حمائل کی گئی ہمراہیوں کے ساتھ اپنے مکان واپس آ گیا، اس کے ہمراہیوں مین سے چار شخصوں کو خلعت دیے گئے تھے،

معتز کا محمد بن عبداللہ کے نام خط

مؤرخین کے مطابق ربیع الاول کے اواخر میں ترکوں کی ایک جماعت باب الشماسیہ پہنچی، ان کے ہمراہ محمد بن عبداللہ کے نام معتز کا یک فرمان تھا انھوں نے یہ پیغام اس کے پاس پہچانے کو کہا، حسین بن اسماعیل نے پہلے تو انکار کیا، پھر مشورے کے بعد مان لیا۔

جمعہ کو تین سوار پہنچے، حسین بن اسماعیل نے ایک آدمی ساتھ کر دیا جس کے پاس ڈھال اور تلوار تھی۔ فرمان ملفوف تھا اس نے لے لیا، اور محمد کے پاس پہنچا دیا گیا، اس میں محمد کو اس قدیم عہد و پیمان کی حفاظت اور احترام کی نصیحت تھی جو اس کے اور معتز کے درمیان ہوا تھا، کہ اسے پہلا شخص ہونا چاہئے تھا۔ جو اس کے معاملے اور اس کی خلافت میں کوشش کرتا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ کے آغاز کے بعد یہ پہلا فرمان تھا جو معتز کی جانب سے آیا،

جعشون بن بغا اور یوسف قوصرہ کی بغداد آمد

۵ ربیع الآخر ہفتہ کو جعشون بن بغا الکبیر بغداد پہنچا، اس کے ساتھ یوسف بن یعقوب قوصرہ آزاد کردہ الہادی مع اس لشکر شاکریہ کے تھا جو موسیٰ بن بغا کے ماتحت تھا، تیرہ سو کے قریب شاکری جورقہ میں مقیم تھے وہ بھی شامل ہو گئے تھے، جعشون کو پانچ خلعت اور یوسف کو چار خلعت دیئے گئے تقریباً بیس سرداران شاکری اپنے مکانات واپس چلے گئے۔

ترک فوج اور سامرا کے حفاظتی انتظامات کا احوال

ایک شخص بغداد میں آیا، اس نے، بیان کیا کہ اُن ترکوں اور مغربیوں اور اُن کے چیلوں کی تعداد جو جو غربی جانب ہیں بارہ ہزار ہے، ان کا سردار بایکباک قائد ہے، ان لوگوں کی تعداد جو ابواحمد کے ہمراہ شرقی جانب ہیں سات ہزار ہے جن پر الدغمان رس غرغانی ابواحمد کا نائب افسر ہے، میں ترک قائدوں میں سے یا مغربی قائدوں میں سے کوئی نہیں، صرف چھ آدمی ہیں جو دروازوں کی حفاضت پر مقرر کیے گئے ہیں،

فریقین کے درمیان ۷ ماہ ربیع الآخر یوم بدھ کو جنگ ہوئی، یہاں کہا گیا ہے کہ معتز کے آدمیوں میں سے مع اُن کے جو غرق ہوئے چار سو مقتول ہوئے، ابن طاہر کے متولین اُن سمت جو غرق ہوئے تین سو تھے جن میں سوائے

لشکری کے کوئی نہ تھا، اس کا سبب یہ ہوا کہ اُس روز عیاروں میں سے کوئی نہیں نکلا تھا، حسن بن علی اخسری قتل کیا گیا، دو نوں فریقوں پر یہ دن بڑا سخت گزرا،

بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ بن خاقان نے اسی جنگ میں موسیٰ بن اشناس کو ایک تیر مارا جو اُس کے لگا، وہ مجروح ہو کے واپس گیا، ابواحمد کے لشکر سے تقریباً بیس ترک و مغربی سردار گم ہو گئے۔

۱۶ ربیع الآخر جمعرات کا دن ہوا تو ابوالساج کو پانچ خلعت دیئے گئے، ابن فراشہ کو چار خلعت، اور یحییٰ بن حفص جبوس کو تین خلعت دیئے گئے، ابوالساج نے سوق الثلثا (بازار) میں لشکر جمع کیا، لشکر کو شاہی خچر دیئے گئے جن پر پیادہ سوار کیئے جارہے تھے۔

مزاحم بن خاقان باب حرمت سے باب السلامت کی طرف بدل دیا گیا، جبکہ مزاحم کی جگہ خالد بن عمران طائی موصلی چلا گیا بیان کیا گیا ہے کہ ابوالساج کو جب ابن طاہر نے آنے کا حکم دیا تو اس نے جواب دیا کہ یا امیر میرا ایک مشورہ ہے جسے میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اُس نے کہا، اے ابوجعفر بیان کر تم معتبر آدمی ہو، عرض کی اگر امیر یہ چاہتا ہے کہ اس قوم سے اپنا حق طلب کرے تو رائے ہے کہ اپنے سرداروں کو علیحدہ نہ کر، متفرق نہ کر انھیں جمع رکھ یہاں تک کہ وہ لشکر جو تیرے مقابلے میں ٹھہرا ہوا ہے پارا ہو جائے کیونکہ جب تو ان لوگوں سے فارغ اور بے فکر ہو جائے گا تو سامنے والوں پر تجھے کون قادر کرے گا، اس نے کہا کہ میرے لئے ایک تدبیر ہے، اللہ ہی کافی ہے، اللہ، ابوالساج نے کہا کہ میں سنتا ہوں اور مانتا ہوں، یہ کہہ کے اپنے ذمہ کی خدمت پر چلا گیا

شہر آشوب

روایت ہے کہ معتز نے ابواحمد کو ایک قصیدہ لکھا جس میں اہل بغداد کے قتال میں کمی کرنے پر ملامت تھی۔

اموات کے لئے ہم پر ایک راستہ ہے،
زمانے کے لئے اُس کی تنگی بھی ہے اور وسعت بھی،
ہمارے دن لوگوں کے لئے عبرتیں ہیں،
انھی میں سے صبح کا آنا ہے اور انھی میں سے شام کا آنا،
انھی میں ایسے دن ہیں جو بچے کو بوڑھا کر دیتے ہیں،
اور انھی دنوں میں دوست دوست کی مدد ترک کر دیتا ہے
چوڑی دیوار ہے جس کیلئے اس قدر بلند پشتہ بنایا گیا ہے
جو آنکھوں کو عاجز کر دیتا ہے اور گہرا دریا ہے،
قتال مہلک ہے اور تلوار جو قتل کے لئے تیار ہے
خوف شدید ہے اور قابل اعتماد قلعہ ہے،
صبح کے پکارنے والے مؤذن کی آواز دراز ہے کہ
ہتھیار، مگر کوئی بیدار نہیں ہوتا،
یہ مقتول ہے اور یہ مجروح ہے

یہ آتش زدہ ہے اور یہ غریق ،
یہ مقتول ہے اور یہ بچھاڑا ہوا
اور ایک دوسرا ہے جسے منجنیق نے توڑ پھوڑ دیا ہے،
کہیں غصب ہے اور کہیں لوٹ ہے
مکانات ویران ہیں جو کبھی آباد تھے ،
جب ہم کسی کوچے کی طرف اٹھتے ہیں
تو اپنے رستے کو بند پاتے ہیں ،
خدا قسم ہم اس چیز تک ضرور پہنچیں گے جس کی
خدا کی قسم ہم اس دشمن کو دفع کردیں گے جس کی
ہم امید کرتے ہیں ہمیں طاقت نہیں ۔

عذر گناہ

محمد بن عبداللہ نے حسب ذیل جواب دیا، یا اس کی جانب سے کسی شاعر نے کہہ دیا:
خبر دار جس شخص نے اپنے حال سے کجی اختیار کی
اور اسے ہدایت سے ہٹا کے دوسرا راستے پر لے گیا ہے
تو اسے وہی حالت پیش آئے گی جو تو نے بیان کی ،
یہ اس قسم کے لوگوں کے لئے امر قدیم ہے
خصوصاً جو بیعت کو توڑنے والا ہے
حالانکہ اس کی مضبوطی کے بارے میں پختہ وعدہ کر چکا ہے،
ایسے شخص پر راہ ہدایت بند کر دی جائے گی
اور ایسے مصائب میں ڈال دیا جائے گا جنھیں برداشت نہ کر سکے گا
اپنی مراد کو نہیں پہنچے گا جو شخص اپنی کجی و گمراہی سے باز نہ آئے گا ،
اس کے متعلق ہمارے پاس ایک مشہور حدیث آئی ہے
جو ہم یکے بعد دیگرے روایت کرتے چلے آئے ہیں ،
یہ کتاب (قرآن مجید) ہمارے بیان پر شاہد ہے
اور وہ نبی صادق جن کی ہم تصدیق کرتے ہیں ،

لیکن پہلے اشعار علی بن امیہ نے امین اور مامون کے فتنے میں پڑھے تھے جواب کا کہنے والا نہیں،

اسی سال ربیع الآخر میں مذکور ہے کہ دوسو سوار اور پیادہ معتز کی جانب سے علاقہ البند نجین روانہ ہوئے، ان کا سردار ایک ترک تھا جو الملج کہا جاتا تھا، انھوں نے الحسن بن علی کا گھر لوٹ لیا، اس کا گاؤں بھی لوٹ لیا، پھر ایک قریبی گاؤں میں چلے گئے، وہاں کھایا پیا، جب وہ لوگ مطمئن ہو گئے تو الحسن بن علی نے شور مچا کے اپنی ننھیالی کردوں اور قریب کے دیہات سے ایک گروہ کو بلایا، وہ سب وہاں گئے وہ غافل بیٹھے تھے الحسن نے انھیں قتل کرنا شروع کر دیا اور ان میں

سے اکثر کو قتل کر دیا، سترہ آدمیوں کو قید کر لیا، اتلج قتل کر دیا گیا اور ان میں سے جو بھی بچ گیا وہ رات کے وقت بھاگ گیا، الحسن بن علی نے قیدی، اتلج اور اس کے ساتھ والے مقتولین کے سر بغداد بھیج دیئے۔

الحسن بن علی ایک بوڑھا شخص تھا بیان کیا جاتا ہے کہ وہ یحییٰ بن حفص کی نیابت پر مامور تھا، اس کی ماں کردیہ تھی۔

آغاز ہنگامہ مدائن

مؤرخین کے مطابق ابوالساج اور اسماعیل بن فراشتہ اور یحییٰ بن حفص کو جب مدائن کی طرف جانے کے لئے خلعت پہنایا گیا تو اس ان لوگوں نے سوق الثلثا (بازار منگل) میں لشکر جمع کیا، ۲۰ ربیع الاول بروز اتوار لشکر کے پیادے خچروں پر سوار ہو کر مدائین کی طرف روانہ ہوگئے پھر الصیادہ گئے، اور مدائن کی وہ خندق کھودنا شروع کر دی جو خندق کسری کے نام سے مشہور ہے، مزید امداد کے لئے لکھا، تو پانچ سو پیادے مزید روانہ کیے گئے، شروع میں اس لشکر کی روانگی تین ہزار پیادہ و سوار فوج کے ساتھ ہوئی تھی، جب اُس نے مزید مدد مانگی تو اضافی مدد دی گئی، اس طرح مدائن کے لشکر میں تین ہزار سوار دو ہزار پیادے ہوگئے، اس کے بعد دو سو پرانے شاکری بھی مدد کے لئے بھیجے گئے جو کشتیوں میں سوار ہو کر ۴ جمادی الآخرہ کو وہاں جا اُترے،

انبار میں شورش

اسے اثناء میں محمد بن عبداللہ نے نجوتیہ بن قیس کو دیہاتیوں کے ہمراہ انبار بھیج کے وہاں ٹھہرنے اور قریب کے بدؤوں دو ہزار کو بھرتی کرنے کا حکم دیا اُس نے اُن میں سے اور انہی کی طرح لوگوں میں سے تقریبا دو ہزار پیادے بھرتی کر لئے پھر انبار میں ٹھر کے اُس پر قبضہ کر لیا۔

اسی دوران اسے خبر ملی کہ ترکوں کی ایک جماعت نے اُس کے قتل کا ارادہ کیا تو اُس نے دریائے فرات کا پانی انبار کی خندق میں چھوڑ دیا، پانی کی زیادتی سبب خندق بھر گئی، اور متصل کے جنگلوں میں پانی یہ نکلا کہ اور السالحین تک پانی پہنچ گیا، الانبار کے متصل کا علاقہ ایک سیلاب گاہ بن، پل منقطع ہوگئے، امداد کے لیے لکھا، تو رشید بن کاؤس برادر افشین سے اُس کے پاس جانے کی خواہش کی گئی، پانچ سو سوار پانچ سو پیادہ برادر افشین سے اُس کے ہمراہی تھے، وہ سب اُس کے ہمراہ روانہ ہوئے روانگی کے وقت عبدویہ کے محل میں لشکر جمع کیا، ابن طاہر نے اُس کی اُن تین سو مطلبین سے مدد کی جو سرحدوں سے آئے تھے تنخواہ انھیں دے دی گئی تھی، وہ لوگ اُس کے یہاں منگل کو داخل ہوئے، رشید ختم ربیع الآخر یوم سوموار تقریبا پندرہ سو آدمی کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوا۔

سامرا سے ابونصر کی روانگی

المعتز نے ابونصر بن بغا کو منگل کے دن سامرا سے براہ الاسحاقی روانہ کیا، وہ ایک رات اور ایک دن چل کو صبح کے وقت ٹھیک اس وقت براہ الانبار پہنچا جبکہ رشید بن کاؤس وہاں اترا تھا، نجوبتہ اندرون شہر مقیم ہوا، تھا اور رشید بیرون شہر۔

ابونصر پہنچا تو رشید اس کے ہمراہیوں پر جو بلا کسی تیاری کے غفلت میں پڑے ہوئے تھے ٹوٹ پڑا، بے شمار لوگوں کو تہ تیغ کیا، تیر اندازی کی، ایک جماعت کو قتل کر دیا، رشید کے بعض ساتھی بھاگ کے اپنے ہتھیاروں تک پہنچ گئے

انھوں نے ترکوں اور مغربیوں سے نہایت شدید جنگ کی اور ان میں سے ایک جماعت قتل کر دی شاکریہ اور رشید جس راستے سے آئے تھے اسی سے پسپا ہو کر بغداد واپس ہوئے۔

نجوبتہ کو اس حادثے کی خبر ہوئی جو اصحاب رشید کے ساتھ پیش آیا کہ ترک رشید کے الانبار کے پسپا ہونے کے دوران پھر ٹوٹ پڑے نجوبتہ نے بذریعۂ کشتی مغربی جانب روانہ ہو کے الانبار کا پل کاٹ دیا ہمراہیوں کی ایک جماعت بھی بذریعہ کشتی ساتھ آ گیا رشید اسی شب الحول چلا گیا، نجوبتہ غربی جانب روانہ ہو کے جمعرات کو عشاء کے وقت بغداد پہنچ گیا رشید بھی اسی شب ابن طاہر کے مکان پر پہنچ گیا۔

نجوبہ کی مہم جوئی

نجوبہ نے محمد بن عبداللہ کو بتایا کہ ترکوں کے الانبار جانے کے وقت اس نے رشید سے کہلا بھیجا تھا کہ اس کے پاس سو تیر انداز بھیج دے تا کہ انھیں مقدمۃ الجیش بنائے رشید نے اس سے انکار کیا۔

اب نجوبہ نے ابن طاہر سے یہ درخواست کی کہ کچھ تیر انداز سوار اور پیادے اس کے ہمراہ کر دے اس نے ابن طاہر سے بیان کیا کہ وہ لوگ اسی مقام پر غربی جانب اطاعت کے ساتھ امیر المؤمنین کے انتظار میں مقیم ہیں اس نے اس مہم کے نتائج کی تمام تر ذمہ داری بھی قبول کی چنانچہ ابن طاہر نے شاکریہ کے تین سو پیادہ اور سوار اس کے ساتھ کر دیئے اور اسے پانچ خلعت دیئے وہ ابن ہبیرہ کے محل جا کر وہاں تیاری کرنے لگا۔

محمد بن عبداللہ نے انبار کے لئے الحسین بن اسماعیل کو منتخب کیا اور اس کے ہمراہ محمد بن رجاء حضاری، عبداللہ بن نصر بن حمزہ، رشید بن کاؤس، اور محمد بن یحییٰ اور ایک جماعت کو روانہ کیا نیز اس نے ہر اس فرد کو اس جماعت کے ہمراہ نکلے مال دینے کا حکم دیا شاکریہ نے جو ملطیہ سے آئے تھے انکار کیا وہی ان لوگوں میں سب سے زیادہ تھے جن کی تنخواہ چار مہینے سے بند تھی اسلیئے ان میں سے اکثر بغیر سواری کے تھے انھوں نے کہا کہ ہمیں اس کی حاجت ہے کہ ہم اپنے آپ کو طاقت ور بنالیں اور سواری خرید لیں، جو تنخواہیں انھیں دی جاتی تھیں وہ چار ہزار دینار تھی پھر وہ لوگ چار مہینے کی تنخواہ لے کر روانگی پر راضی ہو گئے۔

محمد بن عبداللہ کے دروازے پر حسین ایک مجلس میں بیٹھا لشکر کی درستگی میں لگا رہا کہ لوگ اور اس کے ساتھی مدینہ ابو جعفر میں اس کے سامنے پیش ہوں اسی روز اس نے اپنے خاص لشکر کی ایک جماعت کو تنخواہ، حسین اور افسر ان دفاتر کے بعد مدینہ ابو جعفر گئے، تینوں مجلسوں میں اُن اہل لشکر کے لئے جو اُس کے ساتھ نکلیں گے مقرر کی گی، یہ سلسلہ ۱۰ جمادی الاولی ہفتہ کے دن مکمل ہوا،

پیر کے دن الحسین بن اسماعیل دار الخلافت میں بلایا گیا اس کیساتھ مندرجہ ذیل سردار تھے: رشید بن کاؤس، محمد بن رجا، عبداللہ بن نصر بن حمزہ ارمس الفرغانی محمد بن یعقوب برادر حزام یوسف بن منصور بن یوسف البرم، الحسین بن علی بن یحیی الارمنی، الفضل بن محمد بن الفضل اور محمد بن ہرثمہ بن النضر ،

حسین کو خلعت دیا گیا، اس مرتبہ مقدم کر کے فوج ثانی میں کر دیا گیا، پہلے وہ فوج چہارم میں تھا، ان سرداروں کو بھی خلعت دیا گیا، رشید بن کاؤس مقدمۃ الجیش پر مقرر کر دیا گیا محمد بن رجا ساقہ پر، الحسین اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھاؤنی کی طرف روانہ ہو گیا، وصیف اور بغا کو یہ حکم دیا گیا، الحسین سے پہلے اس چھاؤنی چلے جائیں، عبیداللہ بن عبداللہ اور ابن طاہر کے تمام سرداروں اس کے کاتبوں بنو ہاشم اور معززین نے الیاسریہ تک مشایعت کی، اہل لشکر

کے لئے اچھتیس ہزار دینار مختص کیے گئے، باقی لوگوں کے لئے اٹھارہ سو دینار چھاؤنی (الیاسریہ) بھیجے گئے۔

جمعرات کے دن مقدمہ لشکر ایک ہزار پیادہ وسوار کی نفری میں روانہ ہوا، اُس کے سردار عبداللہ بن نصر اور محمد بن یعقوب تھے، وہ سب الشق میں اُترے جو القاطوفہ کے نام سے مشہور ہے، ترکوں نے اپنی ایک جماعت المنصوریہ بھیج دی تھی جو بغداد سے پانچ فرسخ کے فاصلے پر ہے، مغربیوں اور عیاروں میں سے تقریباً سو آدمی تھے، سات سو مغربیوں پر قابو پالیا گیا اور وہ الحسین کے پاس بھیج دیے گئے اُس نے اُنھیں باب عامہ روانہ کر دیا۔

الحسین ۲۳ جمادی الاولی یوم جمعہ کو روانہ ہوا، جس وقت نجوبہ اور رشید کنارے ہٹ گئے اور ترک اور مغربی الانبار چلے گئے تو باشندگان الانبار امان کے لئے پکارنے لگے تھے، ترکوں اور مغربیوں کی طرف سے ان کو پناہ دی گئی، اپنی دکانیں کھولنے، بازار لگانے اور دلجمعی کے ساتھ کام کرنے کا حکم دیا گیا، اس حد تک انھیں ترکوں کی طرف سے اطمینان دلایا گیا، تسکین دی گئی، اور امید دلائی گئی، کہ ان کے ساتھ وفا کی جائے گی، ایک رات اور ایک دن تک یہی صورت برقرار رکھی، یہاں تک کہ صبح ہوئی۔

باشندگان الانبار پر غلبہ کے وقت ان کے پاس چند کشتیاں الرقہ سے آئی تھیں، جن میں آٹا تھا، اور مشکیں تھیں، جن میں روغن زیتون تھا، یہ سامان ان لوگوں نے لے لیا جتنے اونٹ اور گھوڑے اور گدھے اور خچر وہاں پائے گئے سب جمع کر لئے، اور سب اس شخص سمیت جو انھیں پہنچا دے سامرا اپنے مکانات روانہ کر دیا، اور جو پایا لوٹ لیا، نجوبہ و رشید کے ساتھیوں اور اہل بغداد کے مقتولین کے سردار جنھیں قید کیا گیا تھا، سب کو روانہ کر دیا، ایک سو بیس قیدی اور سر ستر تھے قیدیوں کو ان پالانوں لادا جن سے ان کے سر نکال لئے تھے یہاں تک کہ سامرا میں پہنچ گئے۔

بغداد کا پانی بند کرنے کی کوشش

ترک الاسنانہ کے دہانے کی طرف گئے، پانی کے بند کو گھیر لیا، تاکہ دریائے فرات کو بغداد سے منقطع کر دیں انھوں نے ایک شخص کو مال دے کے بند توڑنے کا آلہ لانے کو بھیجا، خریدتے وقت وہ پہچان لیا گیا، قریب تھا کہ عوام الناس کی گالیوں اور مار پیٹ سے موت کے کنارے تک پہنچ جائے، آخر ابن طاہر کے گھر لایا گیا، اس سے اس کے کام کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس نے سچ سچ کہہ دیا پھر اسے قید میں بھیج دیا گیا۔

ابن طاہر نے حارث نائب ابوالساج کو روانہ کیا تھا وہ مکہ کے راستے میں ابن ہبیرہ کے محل میں ٹھہرا ہوا تھا پانچ سو شاکریہ کے سوار بھی اس کے ہمراہ تھے جو اسی کے ساتھ آئے تھے، وہ قصر ابن ہبیرہ سے اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ ۷ جمادی الاولی کا روانہ ہوا۔

ابن ابی دلف، ہاشم بن القاسم دو سو سوار و پیادہ کی جماعت میں السیلحین روانہ کیا گیا کہ وہاں قیام کرے، جب الحسین نبار روانہ ہوا تو ابن ابی دلف کو لکھا گیا کہ وہ الحسین کے لشکر سے مل کر الانبار جائے، بغداد میں الحسین اور مزاحم بن خاقان کے ساتھیوں میں منادی کی گئی کہ وہ اپنے سرداروں سے مل جائیں الحسین روانہ ہو گیا۔

نہر انق پر پل کی تعمیر اور جھڑپیں

خالد بن عمران جو پہلے روانہ ہوا تھا، دمم میں اتر گیا، اس نے نہر انق پر پل باندھنے کا ارادہ کیا تاکہ اس کے ساتھی اس پر سے گزر سکیں، ترکوں نے اسے روکا، خالد بن عمران نے ایک جماعت پیادہ لشکر کی ان کی طرف بھیجی جو

ان پر فتح یاب ہوئے، اور خالد نے پل باندھ لیا، وہ اور اس کے ساتھی اس پر سے گزر گئے، الحسین دمم پہنچا، بیرون آبادی لشکر جمع کر کے چھاؤنی میں ایک دن قیام کیا، قریہ دمم کے نہر رقیل اور نہر انق کے متصل ترکوں کے اگلے دستے ملے، الحسین نے اپنے ساتھیوں کو نہر کے کنارے صف بستہ کھڑا کر دیا، اس کے دوسرے کنارے تقریباً ایک ہزار آدمی تھے، آپس میں تیر اندازی کرنے لگے، دونوں میں متعدد مجروح ہوئے ترک الانبار واپس چلے گئے۔

نجوبہ بن ہبیرہ کے محل میں ٹھہرا ہوا تھا، وہ اپنے ہمراہی اعراب وغیرہ سمیت الحسین سے مل گیا نجوبہ نے خط لکھا جس میں اپنے ہمراہیوں کے لئے مال مانگا تھا، ان کے لئے تین ہزار دینار الحسین کی چھاؤنی بھیجنے کا حکم دیا گیا الحسین کے پاس جنگ سے مصیبت زدوں کے لئے مال اور طوق اور کنگن اور رائج الوقت سکے روانہ کیے گئے اور وعدہ کیا گیا تھا کہ اس قدر آدمیوں سے اس کی مدد کی جائے گی، کہ اس کا لشکر دس ہزار ہو جائے گا، وعدہ پورا کرنے کے لئے بغداد کو لکھا، ابوالسنا محمد بن عبدوس الغنوی اور الجحاف بن سواد کو سمیت ملطبین کے ایک ہزار سوار و پیادہ اور اس لشکر سمیت جو مختلف سرداروں کی ماتحتی سے منتخب کیا گیا تھا، روانگی کا حکم دیا گیا،

۲۸ جمادی الاولیٰ کو لوگوں نے اپنا زاد راہ لیا، ابوالسنا اور الجحاف کے ہمراہ نہر کرخایا پر الحول روانہ ہو گئے، وہاں سے دمم گئے، الحسین نے اپنا لشکر موضع القطیعہ میں اتارا جو اتنا وسیع میدان تھا کہ لشکر کی پوری گنجائش اس میں تھی وہاں ایک دن قیام کر کے الانبار کے قرب میں کوچ کرنے کا ارادہ کیا رشید اور دوسرے سرداروں نے مشورہ دیا کہ بوجہ گنجائش اور حفاظت اسی موضع میں اپنا لشکر اتار دے وہ اور اس کے سردار ایک چھوٹی سی جماعت میں تنہا جائیں حالات اگر موافق ہوئے تو وہ اپنا لشکر منتقل کرنے میں آزاد ہیں اور اگر اس کے خلاف صورت پیش آئی تو اپنے لشکر میں واپس آ جائے۔ اس نے یہ رائے قبول نہ کی وہاں سے چلنے پر برانگیختہ کیا آخر روانہ ہو گئے دونوں موضعوں کے درمیان تقریباً دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔

حسین کے لشکر کی تباہی اور شکست

جب اس موضع میں پہنچے جہاں حسین نے اترنے کا ارادہ کیا تھا تو اس نے سب لوگوں کو اترنے کا حکم دیا ترکوں کے جاسوس الحسین کے لشکر میں تھے وہ ترکوں کے پاس گئے اور انھیں الحسین کے کوچ کی خبر دی اور جس موضع میں وہ اترا لشکر کے لئے اس کی تنگی کا حال بتایا وہ ان کے پاس اس حالت میں آ گئے کہ یہ لوگ اپنا اسباب اتار رہے تھے اہل لشکر پریشان ہوئے اور ہتھیاروں کے لئے پکارنے لگے مقابلے میں صف باندھ کر کھڑے ہو گئے دونوں فریقوں کے جوان مقتول ہونے لگے الحسین نے ان پر حملہ کیا مگر ان پر ترکوں نے عظیم الشان فتح حاصل کی بہت بڑی تعداد کو قتل کر دیا جماعت کثیر دریائے فرات میں غرق ہوگئی ترکوں نے ایک جماعت گھاٹیوں میں پوشیدہ رکھی تھی بقیہ لشکر پر اس پوشیدہ جماعت نے حملہ کر دیا پھر تو ان کے لئے سوائے فرات کے کوئی امن کی جگہ نہ تھی۔

الحسین کے ساتھیوں میں سے خلق کثیر غرق اور ایک بڑی تعداد مقتول ہوئی، پیادہ فوج کی ایک جماعت اسیر ہوئی، سوار اپنے گھوڑوں کو مڑ کر بھاگ رہے تھے، کسی کی طرف پلٹ کر نہیں دیکھتے تھے، سردار انھیں پکار پکار کر واپس آنے کو کہہ رہے تھے، مگر ان میں سے کوئی واپس نہ ہوا، محمد بن رجا اور رشید نے اس روز بڑے کارنامے انجام دیئے، جو شخص شکست کھا کے بھاگا اس کے لئے سوائے الیاسریہ کے جو بغداد کے دروازے پر تھا، کوئی امن کی جگہ نہ تھی، اپنے ساتھیوں کی حالت بھی سرداروں کے قابو میں نہ تھی، اس لئے انھیں اپنی جان کا خوف ہوا، واپسی کے ارادے سے اس

طرح لوٹے کہ اپنے پس پشت کی حفاظت کر رہے تھے، کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا تعاقب کیا جائے۔

لوٹ مار

ترکوں نے الحسین کے لشکر کے خیموں، تمام اسباب، اور بازار والوں کے مال تجارت پر قبضہ کر لیا، کشتیوں میں جو ہتھیار الحسین کے ہمراہ تھے وہ بچ گئے، اس لئے کہ ملاحوں نے اپنی کشتیاں بچالیں، ان کے ساتھ کشتیوں میں جو ہتھیار اور تجار کا مال تھا وہ بھی محفوظ رہا۔

ابن زنبور کاتب الحسین سے نقل کیا جاتا ہے کہ اس نے الحسین کے بارہ صندوق لئے تھے جس میں کپڑے اور شاہی مال تھا، جس کی قیمت آٹھ ہزار دینار تھی، تقریباً چار ہزار دینار کا اپنے لئے اور تقریباً سو خچر اپنے لئے الحسین کے رضا کار الحسین اور اس کے ہمراہیوں کے خیموں میں گھسے ہوئے تھے، وہ بھی بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ کے الیاسریہ پہنچ گئے، زیادہ تر لوٹ ابوالسنا کے ہمراہیوں کے ساتھ ہوئی۔

الحسین اور ہزیمت خوردہ لوگ ۶ جمادی الآخر منگل کو الیاسریہ پہنچے، الحسین سے ایک تاجر ملا، جو ان لوگوں میں سے تھا، جن کا مال اس لشکر میں لٹا تھا، تاجر نے اسے دیکھ کے کہا ''سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے تیرا چہرہ روشن کیا کہ تو بارہ دن میں پستی سے بلندی کی طرف پہنچا اور ایک ہی دن میں بلندی سے پستی کی جانب واپس آگیا'' الحسین نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور ٹال گیا۔

امام ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ ان خبروں میں سے جو الحسین بن اسماعیل اور اس کے ساتھ کے ان لشکر والوں اور سرداروں کے متعلق ہمیں پہنچیں ہیں، جنھیں محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس سال الانبار اور اس کے متصل کے شہروں کا قصد کرنے والے ترکوں اور مغربیوں کی جنگ کے لئے بغداد سے روانہ کیا تھا ایک خبر یہ ہے کہ جب الحسین شکست کھا کے آیا تو اس نے الیاسریہ میں ابن الحروری کے باغ میں قیام کیا، دوسرے شکست خوردہ جو آئے وہ الیاسریہ کے غربی جانب ٹھہر گئے، اور انھیں دریا عبور کرنے سے روکا گیا۔

الحسین کی فوج کے ان لشکر والوں میں جو بغداد آگئے تھے بغداد میں یہ منادی کی گئی وہ الحسین سے اس کی چھاؤنی میں ملیں، انھیں تین دن کی مہلت دی گئی، اور یہ اعلان کیا گیا ان میں جو شخص تین دن کے بعد بغداد میں پایا جائے گا، اسے تین سو تازیانے مارے جائیں گے، اور دفتر خراج سے اس کا نام خارج کر دیا جائے گا، آخر وہ سب لوگ چلے گئے،

جس شب الحسین آیا اسی شب خالد بن عمران کو یہ حکم ملا وہ المحول میں اپنے ساتھیوں کو لشکر میں جمع کرے، اسی شب اس کے ساتھیوں کو جو السرج میں تھے تنخواہیں دیدی گئیں، ان ساتھیوں کو جو المحول میں تھے اس سے مل جانے کا اعلان کیا گیا، قدیم رضا کار جو الحسین یحییٰ بن عمر کی وجہ سے کوفہ میں بھرتی کئے گئے تھے پانچ سو تھے، خالد کے مددگار اور ساتھی ایک ہزار کے قریب تھے، ان سب میں بھی یہی اعلان کیا گیا، سب لوگ ۷ جمادی الآخر بروز منگل کو وہاں جمع ہو گئے،

ابن طاہر نے اس صبح جس شب میں الحسین پہنچا تھا شاہ بن میکال کو حکم دیا کہ وہ اس سے ملے اور اسے بغداد میں داخل ہونے سے روکے، شاہ اس سے راستے میں ملا چنانچہ اسے ابن الحروری کے باغ واپس کر دیا، لوگ دن بھر وہاں مقیم رہے جب رات ہوئی تو ابن طاہر کے گھر گئے ابن طاہر نے ڈانٹا اور الیاسریہ واپس جانے کا حکم دیا کہ ان لشکروں

کے ساتھ انبار جائے جو وہاں بھیجے گئے ہیں، الحسین اسی شب الیاسریہ چلا گیا، ابن طاہر نے لشکر والوں کو ایک مہینے کا خرچ دینے کے لئے بیت المال سے درخواست کی، چنانچہ نو ہزار دینار روانہ کیے گئے، دیوان عطا اور دیوان عرض کے کاتب بھی تقسیم کے لئے الیاسریہ چلے گئے۔

دوبارہ جنگ کی تیاریاں

۷ جمادی الآخر جمعہ کا دن ہوا تو خالد بن عمران ہلایا کے پل پر سے روانہ ہوا، جو پانی کے بند کی جگہ ہے، تقریباً بیس کشتیاں روانہ ہوئیں، عبیداللہ بن عبداللہ اور احمد بن اسرائیل اور الحسن بن مخلد سوار ہوئے الحسین بن اسماعیل کے لشکر گئے، جو الیاسریہ میں تھا، الحسین اور اس کے سرداروں! المستعین کی جانب سے ایک فرمان پڑھ کر سنایا گیا، جس میں ان کی ترک طاعت اور جس نافرمانی اور ترک اعانت کا انھوں نے ارتکاب کیا تھا، اس کی تشریح تھی۔

یہ فرمان اس طرح سنایا جارہا تھا، کہ لشکر مقیم تھا اور گشت کرنے والے گشت کر رہے تھے، کہ دریافت کریں کہ ہر سردار کی ماتحتی سے کون کون قتل ہوا، اور کون کون غرق ہوا، پھر اس فوج کو اپنے لشکر سے مل جانے کا اعلان کر دیا گیا، جو خالد کی معیت میں ہلایا کے بند پر تھا، وہ نکلے ان کے پاس الانبار کے کسی سردار کا خط آیا جس میں یہ خبر تھی، کہ ترکوں میں سے دو سو سپاہی مقتول ہوئے، اور تقریباً چار سو مجروح، کل قیدی جو ترکوں نے بغدادی لشکر اور پیادہ رضا کاروں میں سے گرفتار کیے، دو سو بیس آدمی ہیں، مقتولین کے سر شمار کیے تو ستر پائے۔

بغدادی لشکر کے اہل بازار کی رہائی

لوگوں نے اہل بازار کی ایک جماعت گرفتار کر لی تھی، جو ابونصر سے چلا کے کہنے لگی کہ ہم تو بازار والے ہیں، اس نے کہا کہ ان کی ہمراہی کے متعلق تمھارا کیا جواب ہے (یعنی تم دشمن کی فوج کے ساتھ کیوں تھے) انھوں نے کہا کہ ہم مجبور کیے گئے تھے اسعجہ سے نکلنا پڑا، ان میں سے جو بازاریوں کے مشابہ تھے وہ رہا کر دیئے گئے، دیگر قیدیوں کو القطیعہ میں قید کرنے کا حکم دیا گیا۔

شاہی خچروں کے دار وغہ سے مذکور ہے کہ کل شاہی خچر جو لوٹے گئے ایک سو بیس تھے۔

۱۸ جمادی الآخر سوموار کو الحسین نے کوچ کیا، خالد بن عمران کو جو بند پر مقیم تھا، یہ لکھا کہ پہلے کوچ کے اس کے آگے چلا جائے، خالد نے اس سے انکار کیا کہ وہ اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹے گا جب تک کوئی دوسرا سردار بڑے لشکر ساتھ آ کر اس جگہ نہ ٹھہرے کیونکہ اسے اندیشہ ہے کہ ترک اپنے لشکر لیکر قطربل کی طرف سے اس کے پیچھے آ جائیں گے۔

ابن طاہر نے مال کا حکم دیا جو الحسین بن اسماعیل کو اپنے تمام لشکر کو ایک مہینے کی تنخواہ دینے کے لئے بھیج دیا گیا کہ دم میں انھیں تقسیم کر دیا جائے، یہ بھی حکم دیا کہ کاتب اور الحسین کے ساتھیوں کے عارض (یعنی ان کی تنخواہ تقسیم کرنے والے اور تفصیل بتانے والے) اس مال کے ہمراہ جائیں، دیوان خراج کی جانب سے فوج کی تنخواہوں کا اور لشکر کو دینے کا کام الفضل بن مظفر السبعی کے سپرد کیا گیا تھا مال السبعی کے ہمراہ الحسین کی چھاؤنی بھیج دیا گیا کہ جب حسین چلا تو سبعی بھی ساتھ ساتھ چلے۔

نہر انق پر پل کی تعمیر

مؤرخین کا بیان ہے کہ الحسین نے بدھ کی شب ۲۰ جمادی الآخر کو آدھی رات کے وقت کوچ کیا، اس کے لشکر والے بدھ کے دن اس کے پیچھے روانہ ہوئے، عام ساتھیوں میں اس سے مل جانے کا اعلان کر دیا گیا، وہ دمم پہنچا اور ارادہ کیا کہ نہر انق پر پل باندھ کے نہر اس پر عبور کرے، مگر ترکوں نے اسے موقع نہ دیا، اس نے پیادہ لشکر کی ایک جماعت ان کے مقابلے میں اس پار بھیجی، انھوں نے اس سے جنگ کی، یہاں تک کہ فتح مند ہوئے، خالد نے پل باندھا اس کے ساتھی پار ہو گئے۔

محمد بن عبداللہ نے اپنے کاتب محمد بن عیسیٰ کو کچھ زبانی ہدایات دے کر روانہ کیا کہا جاتا ہے کہ اس کے ہمراہ طوق اور کنگن بھیجے، جبکہ محمد بن عبداللہ اپنے مکان واپس چلا گیا۔

حسین بن اسماعیل کی دوسری شکست

۸ رجب ہفتہ کو ایک آدمی الحسین کے پاس آیا اور اسے یہ خبر دی کہ ترکوں کو دریائے فرات کے وہ چند مقامات بتا دیے گئے ہیں جہاں کا پانی الحسین کے لشکر میں جاتا ہے اس نے اس آدمی کو دو سو تازیانے مارنے کا حکم دیا، پانی کے مقامات پر (جہاں سے لشکر کو پانی پہنچتا ہے) اپنے ایک سردار جس کا نام الحسین بن علی بن یحییٰ الارمنی تھا سو پیادہ اور سو سوار جوانوں کے ساتھ مقرر کر دیا، الحسین کو ترکوں کی پہلی جماعت کا علم ہوا تو وہ ان پر نکلا، ان میں سے چودہ سردار آئے تھے، تھوڑی دیر تک الحسین کے ساتھیوں نے جنگ جاری رکھی۔

الحسین نے پل پر ابوالسنا کو محافظ مقرر کر کے حکم دیا تھا کہ شکست کھا کے بھاگنے والے کو اس پر سے گزرنے سے روکے، ترک پانی کے مقام پر آئے، پہرہ دیکھا تو اسے عمداً چھوڑ گئے، دوسرے گھاٹ پر گئے، جو اس پہرے والے کے پیچھے تھا۔

ان سے وہ لوگ قتال کرنے لگے، الحسین بن علی بھی ٹھہر گیا اور جنگ کرنے لگا الحسین بن اسماعیل کو اطلاع دی گئی، تو اس نے اس طرف کا قصد کیا، مگر وہ اس کے پاس پہنچ نہ سکا، یہاں تک کہ وہ اور اس کے ہمراہ خالد بن عمران اور اس کے ساتھی شکست کھا کے بھاگے، ابوالسنا نے انھیں پل پر گزرنے سے روکا پیادے اور خراسانی واپس ہوئے اور اپنے آپ کو دریائے فرات میں ڈال دیا، جو اچھی طرح تیرنا جانتے تھے، بچ گئے، باقی ڈوب مرے، بچنے والوں نے برہنہ ہو کے نجات پائی، اور ایسے جزیرے کی طرف نکل گئے جو ساحل کے قریب نہ تھا، کیونکہ ساحل پر ترک تھے،

الحسین کے کسی لشکری نے بیان کیا کہ الحسین بن علی ارمنی نے الحسین بن اسماعیل سے کہلا بھیجا کہ ترک پانی کے مقام پر آ گئے، وہ قاصد اس کے پاس آیا تو اس سے کہا گیا کہ امیر (یعنی الحسین بن اسماعیل) سو رہا ہے

قاصد واپس گیا اور اسے اطلاع دی کہ اس نے دوبارہ واپس کیا دربان نے کہا کہ امیر بیت الخلاء میں ہے۔

پھر واپس ہوا اور اسے خبر دی کر دی، اس نے سہ بارہ قاصد کو بھیجا تو کہا کہ بیت الخلاء سے نکل کے پھر سو گیا آخر صبح کی روشنی بلند ہو گئی، ترک نہر پار آ گئے، اور الحسین ایک چھوٹی کشتی یا مچھلی کے شکار کی کشتی میں بیٹھ کر دوسری طرف پار اتر گیا، خراسانیوں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی، جنھوں نے اپنے کپڑے اور ہتھیار پھینک دیے تھے، اور برہنہ ساحل پر بیٹھے تھے۔

ترکی جھنڈے والے چلے، انھوں نے اپنے جھنڈے الحسین بن اسماعیل کے خیمے پر لگا دیے اور بازار پر قبضہ کر لیا، اکثر کشتیاں روانہ ہوگئیں تو بچ گئیں، سوائے ان کشتیوں کے جو وہاں مقرر تھیں۔ ترک الحسین کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے، انھیں تہ تیغ کیا، قریب دوسو کے قتل وقید کیے، بہت سی مخلوق غرق ہوئی، الحسین اور شکست خوردہ لوگ آدھی رات کو بغداد پہنچے، بقیہ شکست خوردہ دن میں پہنچے جن میں زخمی بہت زیادہ تعداد میں تھے، وہ لوگ آدھے دن تک اسی طرح آگے پیچھے برابر آتے رہے کہ برہنہ ہوتے، اور ان کے جسم کا اکثر حصہ مجروح ہوتا تھا۔

الحسین کے سرداروں میں سے ابن یوسف الابرم وغیرہ گم تھا، اس کا خط آیا کہ مفلح کے قریب ترکوں کے ہاتھ میں قید ہے۔

دوسری جنگ کے نقصانات

الحسین کی دوسری جنگ کے قیدیوں کا شمار ایک سوستر سے کچھ زیادہ ہے اور مقتول سو ہیں، وہ گھوڑے جو ان کے قبضے میں ہیں، تقریباً دو ہزار ہیں، جبکہ دوسو خچر ہیں، اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ ایک لاکھ دینار سے زیادہ قیمت کے ہیں،

الہندونی نے الحسین بن اسماعیل کے بارے میں یہ اشعار کہے:

اے قتال سے بھاگنے میں سب سے زیادہ مضبوط رائے رکھنے والے،
تو نے پاکی کو ناپاکی سے ملا دیا،
تو نے ترکوں کی تلوار یں کھنچی ہوئی دیکھیں۔
حالانکہ تو جانتا تھا کہ ترکوں کی تلوار کی کیا اوقات ہے،
تو ذلت ونقصان کے ساتھ دھکیلا ہوا آگیا
حالانکہ کامیابی عاجزی و اضطراب میں جاری ہے،

شرفاء بغداد اور سرداروں کا معتز سے الحاق

اسی سال جمادی الآخر میں بغداد کے کاتبین اور بنی ہاشم کی ایک جماعت المعتز سے مل گئی، سرداروں میں سے مزحم بن خاقان اور فوج کاتبین میں سے عیسیٰ بن ابراہیم بن نوح، یعقوب بن اسحاق نماری، یعقوب بن صالح، بن مرشد، مقلد، مزاحم بن یحییٰ بن خاقان کا یک لڑکا، بنی ہاشم میں سے علی اور محمد فرزندان الواثق، محمد بن ہارون بن عیسیٰ بن جعفر اور محمد بن سلیمان عبدالصمد بن علی، کے فرزندوں میں سے شامل تھے،

متفرقات وحوادث

اسی سال محمد بن خالد بن یزید اور محمد مولد جو خالص عرب نہ تھا اور ایوب بن احمد کے درمیان السکیر میں جو بنی تغلب کی زمین میں ہے جنگ ہوئی جس میں فریقین کی بڑی جماعت مقتول ہوئی محمد بن خالد بھاگ گیا اور دوسروں نے اس کا سامان لوٹ لیا۔

ایوب نے آل ہارون بن معمر کے مکانات منہدم کر دیئے اور ان کے مردوں میں سے جا ملا قتل کر دیا۔

بعض مؤرخین کے مطابق اسی سال بلکاجور کی وہ جنگ ہوئی جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ طمورہ فتح ہوا، بہت

ساما مال غنیمت ملا، کفار کی ایک جماعت قید ہوئی اس کے متعلق المستعین کو ایک عریضہ ملا، جس کی تاریخ ۲۷ ربیع الآخر تھی۔

اسی سال ۲۲ رجب محمد بن رجا اور اسماعیل بن فراشہ اور جعلان ترک کے درمیان بادرایا روکسایا میں جنگ ہوئی، ابن رجا، ابن فراشہ نے جعلان کو شکست دی، دونوں نے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو قید کیا،

اسی سال رجب میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ دیوداد ابوالساج اور بایکباک کے درمیان علاقہ جرجرایا میں جنگ ہوئی جس میں ابوالساج نے بایکباک کو قتل کر دیا، اس کے آدمیوں میں سے ایک بڑی تعداد کو قتل اور کثیر تعداد کو قید کر لیا، جبکہ ایک جماعت النیر دان میں غرق ہوگئی۔

عباسی خاندان کا مستعین اور ابن طاہر کے خلاف احتجاج

اسی سال نصف رجب کو بغداد کے عباسی بنی ہاشم جمع ہو کے اس جزیرے پر گئے، جو محمد بن عبداللہ کے مکان کے سامنے ہے، المستعین کو پکارنے اور محمد ابن عبداللہ کو بری بری گالیاں دینے لگے کہ ہماری تو تنخواہیں بند کر دی گئی ہیں، اور مال ان اغیار کو دیا جا رہا ہے، جو اس کے مستحق بھی نہیں، ہم لوگ بھوکے ور دبلے ہو کے مر رہے ہیں، ہمارے وظیفے ہمیں دیتا ہے تو دے ورنہ ہم لوگ دروازوں کا رخ کریں گے، اور انھیں کھول کر ترکوں کو اندر بلا لیں گے، پھر اہل بغداد میں سے کوئی شخص ہماری مخالفت بھی نہ کر سکے گا۔

کشتی پر شاہ بن میکال ان کے پاس آیا، ان سے گفتگو کی، ان کی خوشامد کرنے لگا کہ ان میں سے تین آدمی کشتی پر اس کے ہمراہ چلیں تا کہ وہ انھیں ابن طاہر کے پاس پہنچا دے، انھوں نے اس سے انکار کیا، اور سوائے محمد بن عبداللہ کے گالی دینے اور شور مچانے لگے، اور کسی بات پر راضی نہ ہوئے، شاہ ان کے پاس سے واپس آگیا، وہ لوگ شام تک اسی حالت میں رہے، اس کے بعد واپس چلے گئے، دوسرے روز پھر جمع ہوئے محمد بن عبداللہ نے کسی کو ان کے پاس بھیجا اور پیر کو دارالخلافت میں حاضر ہونے کو کہا کہ کسی کو ان سے گفتگو کرنے کا حکم دے، وہ دارالخلافت گئے، محمد بن داؤد طوسی ان سے گفتگو کے لئے مامور ہوا اس نے انھیں ایک مہینے کا وظیفہ دیا کہ یہ لے لیں، اور خلیفہ کو اس سے زیادہ تکلیف نہ دیں، انھوں نے ایک مہینے کا وظیفہ لینے سے انکار کیا اور واپس چلے گئے۔

سادات علویہ کا کوفہ میں خروج

اسی سال کوفہ میں بنو طالب میں سے ایک صاحب نکلے، جن کا نام الحسین بن محمد بن حمزہ بن عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب تھا انھوں نے ایک جماعت میں سے ایک شخص کو قائم مقام بنایا، جن کا نام محمد بن جعفر بن الحسین بن جعفر بن الحسین بن حسن اور کنیت ابواحمد تھی، المستعین نے مزاحم بن خاقان ارطوج کو اس شورش کو دبانے کے لئے روانہ کیا، علوی کوفے کے دیہات میں تین سو بنی اسد اور تین سو جارودیہ اور زیدیہ کے آدمیوں کے ساتھ تھے، ان میں سے اکثر لوگ صوفی تھے۔

اس زمانے میں کوفے کا عامل احمد بن نصر بن مالک الخزاعی تھا، علوی نے احمد بن نصر کے ساتھیوں میں گیارہ آدمیوں کو قتل کر دیا، جن میں کوفہ کے لشکر کے چار آدمی بھی شامل تھے۔ احمد بن نصر ابن ہیرہ کے محل بھاگ گیا، پھر وہ اور ہشام بن دلف مجتمع ہو گئے۔

ابودلف کوفے کے کسی دیہات کے قریب تھا۔ جب مزاحم قریہ شاہی تک پہنچا تو دارالخلافت سے اسے وہاں قیام کرنے کو لکھا گیا کہ وہ علوی کے پاس کسی ایسے شخص کو بھیجے جو ان کو مطیع بنا کے واپس لائے، اس نے داؤد بن قاسم جعفری کو روانہ کیا، اور کچھ مال دینے کا حکم دیا وہ روانہ ہو گیا، مزاحم کو داؤد کی خبر ملنے میں دیر ہوئی تو قریہ شاہی سے کوفے چلا گیا، وہاں پہنچ کر علوی سے سامنے کا ارادہ کیا مگر وہ جا چکے تھے، تلاش میں ایک سردار کو روانہ کیا گیا، کبوتروں کی ڈاک کا انتظام تھا، اسی ذریعے کوفہ کی فتح کا حال لکھ بھیجا

شورش کا انسداد

ایک روایت ہے کہ اہل کوفہ نے مزاحم کے آنے پر علوی کو اس سے جنگ پر برانگیختہ کیا اور مدد دینے کا وعدہ کیا تھا، علوی فرات کے مغربی جانب نکلے، مزاحم نے اپنے ایک سردار کو فرات کے مشرقی جانب روانہ کر کے حکم دیا، کہ کوفہ کے پل عبور کرے۔ پھر واپس لوٹے، سردار اس کام کے لئے روانہ ہوا، مزاحم نے اپنے بعض ہمراہیوں کو یہ حکم دیا کہ قریہ شاہی میں فرات کے دہانہ کشتی کے ذریعے جائیں آگے بڑھ کر اہل کوفہ سے جنگ کریں اور مقابلے میں صف بستہ ہو جائیں، وہ روانہ ہوئے مزاحم بھی ساتھ چلا، اس نے فرات کو اس طرح عبور کیا کہ اپنا اسباب اپنے بقیہ ساتھی پیچھے چھوڑ گیا، جب اہل کوفہ نے انھیں دیکھا تو جنگ شروع کر دی، مزاحم کا سرداران کے پاس پہنچ گیا تو اس نے ان کے پیچھے سے قتال شروع کر دیا اور مزاحم نے ان کے سامنے سے، سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے اور ان میں سے کوئی نہ بچا۔

ابن الکردیہ سے روایت ہے کہ مزاحم کے کوفہ میں داخل ہونے سے پہلے اس کے ساتھیوں میں سے تیرہ آدمی مقتول ہوئے۔ زیدیہ کو صوفیوں میں سے سترہ آدمی، اور اعراب میں سے تین سو آدمی ہلاک ہوئے۔ مزاحم کوفہ میں داخل ہوا تو اس پر پتھر پھینکے گئے، اس نے کوفہ کے دونوں جانب آگ لگا دی، سات بازار جلا دیئے، یہاں تک کہ آگ السبیع تک پہنچ گئی، اس مکان پر چڑھائی کی جس میں وہ علوی تھے، پہلے تو وہ فرار ہو گئے، پھر گرفتار کر کے لائے گئے، اس جنگ میں ایک علوی کام آئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جتنے علوی کوفہ میں تھے سب قید کر لئے گئے اور بنی ہاشم بھی قید کر لئے گئے، وہ علوی انھیں میں سے تھے۔

خواتین کی بے حرمتی

ابو اسماعیل علوی سے مذکور ہے کہ مزاحم نے کوفے میں ایک ہزار مکان جلا دیئے، اس نے ان کے ایک آدمی کی لڑکی کو گرفتار کیا اور اسے بہت ڈانٹا۔

مذکور ہے کہ مزاحم نے علوی کی باندیاں گرفتار کر لیں جن میں ایک آزاد عورت بھی ملی ہوئی تھی انھیں اس نے انھیں مسجد کے دروازے پر کھڑا کیا اور ان پر نیلام کے لئے بولی بولنے لگا۔

مزاحم بن خاقان اور دوسرے سرداروں کا معتز سے الحاق

اسی سال ۱۵ رجب کو معتز کی جانب سے مزاحم کے پاس ایک فرمان آیا جس میں اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا اور اس سے اور اس کے ساتھیوں سے وعدہ کیا تھا کہ جو چاہیں ملے گا مزاحم نے وہ فرمان اپنے ساتھیوں کو پڑھ کر سنایا ترکوں، فرغانیوں اور مغربیوں نے اسے قبول کر لیا۔ شاکریہ نے انکار کر دیا چنانچہ مزاحم مطیع جماعت کے ہمراہ معتز پار کر

چلا گیا وہ تقریباً چار سو آدمی تھے

ابو نوح مزاحم سے پہلے سامرّا آ چکا تھا اسی نے اسے فرمان بھیجنے کا مشورہ دیا تھا مزاحم الحسین بن اسماعیل کا منتظر تھا، جب الحسین کو شکست ہوئی تو وہ بھی سامرّا چلا گیا، المستعین نے کوفہ فتح کرنے پر مزاحم کو دس ہزار دینار اور] پانچ خلعت اور ایک تلوار بطور انعام روانہ کی تھی، قاصد یہ سب لیکے اس کے پاس روانہ ہوا اس نے اس لشکر کو جو مزاحم کے ساتھ تھا راستے میں پایا، سب لوگ ایک ساتھ پلٹ کے محمد بن عبداللہ کے دروازے پر گئے اور مزاحم کے واقعات کے بارے میں اس کو اطلاع دی لشکر اور شاکر یہ میں الحسین بن یزید الحیرانی کا قائم مقام اور ہشام بن ابی دلف اور الحارث خلیفہ ابو الساج بھی تھا، ابن طاہر نے یہ حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک کو تین تین خلعت دیئے جائیں۔

مذکور ہے کہ یہی علوی اسی سال کے آخر میں نینویٰ میں ظاہر ہوئے تھے اعراب کی ایک جماعت ساتھ ہوگئی تھی ان میں وہ قوم بھی تھی جو ۲۵۰ھ میں یحییٰ بن عمر کے ساتھ نکلی تھی ہشام بن ابی دلف اس علاقے میں آیا تھا علوی تقریباً پچاس آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑے، ہشام نے شکست دی، ایک جماعت کو قتل کر دیا، بیس آدمیوں اور لڑکوں کو قید کر لیا، وہ علوی کوفہ بھاگ گئے، وہاں پوشیدہ رہے، اس کے چلے جانے کے بعد نکلے، قیدی اور مقتولین کے سر بغداد بھیج دیئے گئے، ان میں سے وہ پانچ شخص پہچانے گئے، جو ابو الحسین یحییٰ بن عمر کے ساتھیوں میں سے تھے، وہ رہا کر دیئے گئے تھے، محمد بن عبداللہ نے یہ حکم دیا، کہ جس شخص نے رہا ہونے کے بعد دوبارہ خروج کیا اسے پانچ سو تازیانے مارے جائیں گے جمادی الآخر کے آخر دن انھیں تازیانے مارے گئے۔

متفرق واقعات

ایک روایت ہے کہ جب ابو الساج کے خطوط جو بایکباک سے اس کی جنگ کے متعلق تھے، اسی سال ۱۸ رجب کو بغداد آئے تو دس ہزار دینار اس کی مدد کے طور پر اور ایک خلعت جس میں پانچ پارچے تھے اور ایک تلوار اسے بھیجی گئی،

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ منکجور بن حیدروس اور ترکوں کی ایک جماعت کے درمیان مدائن کے دروازے پر جنگ ہوئی جس میں منکجور نے ترکوں کو شکست دی اور ان کی بڑی تعداد کو قتل کر دیا،

دیگر مؤرخین کے مطابق اسی سال موسم گرما میں بلکاجور کی وہ جنگ ہوئی جس میں اسے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے بہت سی فتح حاصل ہوئی،

اسی سال یحییٰ بن ہرثمہ اور ابو الحسین بن قریش کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں فریقین کی ایک خاصی تعداد مقتول ہوئی اس جنگ میں ابو الحسین بن قریش کو جنگ ہوئی،

جنگ بغواریا

۱۲ شعبان کو باب بغواریا میں ترکوں اور ابن طاہر کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی،

اس کا سبب یہ ہوا کہ باب بغواریا کا محافظ ابراہیم بن محمد بن حاتم اور فوجی سردار النساوی تین سو سوار و پیادہ کے ہمراہ تھا ترک اور مغربی بڑی جماعت کے ساتھ آئے فصیل میں دو جگہ نقب لگا کے اندر گھس آئے النساوی نے ان سے قتال کیا تو انھوں نے اسے شکست دی اور باب الانبار چلے گئے جہاں ابراہیم بن مصعب اور ابن ابی خالد اور ابن

اسد بن داؤد سیاہ محافظ تھے، وہ لوگ ان کے باب بغوار یا میں داخل ہونے سے بے خبر تھے، انھوں نے ان کا سخت مقابلہ کیا فریقین کی ایک خاصی تعداد مقتول ہوئی، اہل بغداد میں سے جو لوگ باب الانبار پر تھے وہ اس طرح بھاگے کہ ایسی چیز کو پلٹ کے بھی نہیں دیکھا، ترکوں اور مغربیوں نے باب الانبار میں آگ لگادی، اور وہ جل گیا نیز جتنی منجنیقیں اور سنگ باری کے آلات باب الانبار پر تھے سب جلا دیئے بغداد میں داخل ہوئے باب الحدید اور قبرستان رمیبنہ تک پہنچ گئے جو کچھ ان کے آگے اور پیچھے تھا سب جلا دیا اور ان دکانوں پر اپنے جھنڈے نصب کر دیئے جو اس مقام کے قریب اسماعیل، اور عیار باب الانبار گئے تو یہ لوگ دروازے کے اندر ترکوں سے ملے، العباس بن قارن نے ان پر حملہ کرنے میں سبقت کی،

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ایک ہی مقام میں ترکوں کی جماعت کو قتل کر دیا تھا ان کے سر ابن طاہر کے دروازے پر روانہ کر دیئے، ان دروازوں پر لوگوں کی کثرت ترکوں سے زیادہ ہوگئی ان لوگوں نے ترکوں کو دفع کیا ان کی ایک جماعت کے ہلاک ہونے کے بعد انھیں نکال دیا، بغا شرابی جماعت کثیر کے ساتھ باب بغوار یا کی طرف نکلا تھا ،اس نے ترکوں کو غافل پایا تو ایک بڑی جماعت کو قتل کرڈالا باقی لوگ بھاگ کے اس دروازے سے نکل گئے، بغا ان سے عصر تک مسلسل جنگ کرتا رہا آخر کار انھیں شکست ہوئی اور وہ بھاگے، بغا اس دروازے پر محافظ مقرر کر کے باب انبار واپ آیا اور اینٹ چونا بھیجنے کا انتظام کیا اور دروازے کی نقب بند کرنے کا حکم دیا،

اسی دن باب شماسیہ پر بھی شدید جنگ ہوئی تھی جس میں فریقین کی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ بڑی تعداد مقتول ہوئی دوسرے لوگ زخمی ہوئے، مؤرخین کے مطابق اس دن جس نے ترکوں سے قتال کیا یوسف بن یعقوب قوصرہ تھا۔

الکناسہ میں المظفر اور الاشروسنی کا اختلاف

اسی سال محمد بن عبداللہ نے المظفر بن سیسل کو یہ حکم دیا کہ وہ الیاسریہ میں لشکر جمع کرے جمعیت فراہم کر کے وہ الکناسہ چلا گیا الاشروسنی ملا تو اس نے فوج بھرتی کرنے کا حکم دیا، شاکریہ کے آدمیوں کو اس کے ساتھ روانہ کر دیا کہ المظفر بھی انھی کے ساتھ شامل ہوجائے الکناسہ مین چھاونی قائم کرے، دونوں متحد رہیں اور اس علاقے کا انتظام کریں

-

وہ دونوں اس جگہ ایک زمانے تک رہے اشروسنی نے مظفر کو حکم دیا کہ ترکوں کا حال دریافت کرے اور ان کے معاملے میں جیسا مناسب سمجھے تدبیر کرے، مظفر نے اس سے انکار کیا ہر ایک نے اپنے ساتھی کی شکایت لکھ کر دارالخلافت بھیجی، اور المظفر نے لکھا کہ وہ الکناسہ کے قیام سے مستعفی ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ جنگ کا اہل نہیں اس کا استعفیٰ اور اسے واپسی کا اور اپنے ہی گھر میں رہنے کا حکم دیا گیا، لشکر و بہادران لشکر سب کے سب اشروسنی کے سپرد کر دیئے گئے مظفر کے بہادروں کی جمعیت بھی اس کے ساتھ شامل کردی گئی اس علاقے کا وہ تنہا سردار بنایا گیا،

اسی سال ماہ رمضان میں ہشام بن ابی دلف اور علوی بیرون نینویٰ آپس میں ٹکرا گئے انکے ہمراہ بنی اسد کا ایک آدمی بھی تھا انھوں نے قتال کیا جس میں علوی کے ساتھیوں میں سے تقریباً چالیس آدمی مارے گئے پھر دونوں جدا ہو گئے وہ علوی کوفہ چلے گئے اور معتز کے لئے وہاں کے باشندوں سے بیعت لینے لگے ہشام بن ابی دلف بغداد چلا گیا۔

اسی سال ماہ رمضان میں ترکوں اور بوساج کے درمیان علاقہ جرجرایا میں ایک جنگ ہوئی جس میں ابوساج

نے انھیں شکست دی ان کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا اور دوسری جماعت کو قید کر لیا،

اشروسنی کا قتل

۲۹ رمضان کو اشروسنی قتل کر دیا گیا اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ جب ابونصر بن بغا الانبار اور اس کے قرب وجوار پر غالب آ گیا اس علاقے سے ابن طاہر کے لشکروں کو شکست دے کے وہاں سے نکال دیا تو اس نے اپنے لشکر اور اپنے آدمی بغداد کے مغربی جانب میں پھیلا دئے، ابن ہبیرہ کے محل کی طرف چلا گیا، وہیں ابن طاہر کی جانب سے نجوبہ بن قیس بھی تھا پھر وہ لڑے بھڑے بغیر بھاگ گیا، ابونصر نہر صرصر چلا گیا۔

ابن طاہر کو اس جنگ کی خبر ملی جو ابوساج اور ترکوں کے درمیان جرجرایا میں ہوئی تھی، اس نے اشروسنی کو ابوساج کے ساتھ شامل ہونے اور اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ اس کے پاس جانے کا حکم دیا ۲۸ رمضان یوم منگل کی صبح کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ روانہ ہوا، دن بھر چلا اور صبح کو مدائن پہنچا وہاں اس کی مد ترکوں کی آمد کے ساتھ ہوئی۔

مدائن میں ابن طاہر کے سردار اور آدمی بھی تھے ان سے ترکوں نے قتال کیا ابن طاہر کے آدمیوں کو شکست ہوئی، وہاں جو سردار تھے ابوساج سے مل گئے اشروسنی نے بھی شدید جنگ کی، ابن طاہر کے آدمیوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ابوساج کے پاس جانے کو چلا ہی تھا کہ دشمن کے لوگوں نے اسے پالیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

واقعہ قتل کی تفصیلات

ایک سردار ابن القواریری سے روایت ہے کہ میں اور ابوالحسین بن ہشام بغداد کے دروازے پر مقرر تھے، منکجور باب ساباط پر تنہا مقرر تھا، اس کے دروازے کے قریب مدائن کی دیوار میں ایک شگاف تھا، میں نے منکجور سے اس کے بند کرنے کی درخواست کی، اس نے انکار کیا، ترک اسی شگاف سے گھس آئے اور اس کے ساتھی منتشر ہو گئے، تقریباً دس آدمی باقی رہے، اشروسنی خود اور اس کے ساتھی آئے تو اشروسنی نے یہ ظاہر کیا کہ میں امیر ہوں، میں سوار ہوں، اور میرے ہمراہ اور بھی سوار ہیں، ہم لوگ ساحل پر جا رہے ہیں، پیادے کشتیوں میں ہیں، اس نے تھوڑی دیر تک ترکوں سے مزاحمت کی، پھر وہ خود ابوالساج یا اس علاقے کے ارادے سے چلا۔ جبکہ اس کا لشکر بدستور کشتیوں میں رہا۔

میں (ابن القواریری) اس کے بعد پورے ایک گھنٹے تک ٹھہرا رہا، میری سواری ایک زرکار زیوروں سے مرصع گھوڑا تھا، میں ایک نہر کی طرف چلا گیا، ترکوں کو میری اطلاع ہوگئی، میں گھوڑے سے اتر گیا، انھوں نے میرا ارادہ کیا کہ سنہری گھوڑے والے کو پکڑو، میں نہر سے پاپیادہ نکلا، اپنے ہتھیار پھینک دیئے تھے، آخر بچ گیا، ابن القواریری اور اس کے ساتھیوں سے ابن طاہر خوش ہوا اور انھیں اپنے گھروں ہی میں رہنے کا حکم دیا، جبکہ اشروسنی غرق ہو گیا تھا۔

ابن طاہر کا سرداروں سے مشورہ

اسی سال ۴ شوال کو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اپنے تمام سرداروں کو جمع کیا، جو بغداد کے دروازوں پر محافظ مقرر تھے ان سب سے موجودہ معاملات کے بارے میں مشورہ لیا، جتنی ہزیمتیں انھیں ہوئیں ان سے انھیں آگاہ کیا، سب نے اس کی مرضی کے مطابق جان و مال دینے کا یقین دلایا اس نے جزائے خیر کی دعا دی، اور انھیں مستعین کے پاس لے گیا، اس گفتگو سے جو اس نے ان سے کی اور اس جواب سے جو انھوں نے اسے دیا خلیفہ کو آگاہ کیا۔

المستعین نے ان لوگوں سے کہا اے گروہ سرداران! اگر میں اپنی ذات یا اپنی سلطنت کی خاطر قتال کروں تو تم لوگ میرے ساتھ قتال نہ کرو میں صرف تمھارے مال اور تمھارے عام لوگوں کے لئے قتال کرتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ ترکوں اور ان کے مشابہ لوگوں کے آنے سے پہلے تمھارے مع املات تمھاری طرف پھیر دے، لہذا تم پر خیر خواہی اور ان نافرمانوں کی سرکوبی میں پوری کوشش کرنا واجب ہے، انھوں نے اچھا جواب دیا مستعین نے انھیں جزائے خیر کی دعا دی، اور اپنے مرکز پر واپس جانے کا حکم دیا، وہ واپس چلے گئے۔

ترکوں کی شکست

اسی سال ذی القعدہ کے چند روز گزرنے کے بعد سوموار کو اہل بغداد کی وہ عظیم جنگ ہوئی جس میں انھوں نے ترکوں کو شکست دی، اور ان کے لشکر کو لوٹ لیا۔

اس کا سبب یہ ہوا کہ بغداد کے دونوں جانب کے تمام دروازے کھول دیئے گئے اور پتھر مارنے کے تمام آلات دروازوں پر نصب کر دیئے گئے، شذارات یعنی مسلح چھوٹی چھوٹی کشتیاں دریائے دجلہ میں چھوڑ دیں گئیں، ان کشتیوں کے ذریعے تمام لشکر باہر نکل آیا، جس وقت دونوں فریقوں میں جنگ جاری تھی اور جنگ بڑی شدت سے جاری تھی ابن طاہر، بغا اور وصیف نکل کر باب القطیعہ گئے پھر بذریعہ کشتی باب الشماسیہ گئے، ابن طاہر وہاں ایک خیمے میں بیٹھ گیا جو اس کے لئے لگایا گیا تھا۔

بغداد کی ایک تیر انداز جماعت چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر سامنے آئی، یہ ایسے ماہر تیر انداز تھے بسا اوقات ایک ہی تیر سے کئی اشخاص کو نشانہ بناتے اور قتل کر ڈالتے، اس جماعت نے ترکوں کو شسکت دی، اہل بغداد نے ان کا تعاقب کیا، یہاں تک کی ترک اپنے لشکر گاہ میں پہنچ گئے، اہل بغداد نے ان کا بازار لوٹ لیا، اور ان کی کشتی کو جس کا نام الحدیدی تھا اور جو اہل بغداد پر ایک آفت تھی آگ لگا دی، جو کچھ اس میں تھا ڈوب گیا، ان کی دو جنگی کشتیاں بھی چھین لیں، ترک اس طرح اپنے منہ پھیر کر بھاگے کہ پلٹ کر نہ دیکھا جب کوئی سر لایا جاتا تو وصیف اور بغا کہنے لگتے تھے کہ مدد کرنے والے خدا کی قسم دشمن چلا گیا۔

اہل بغداد نے روز بارتک ان کا تعاقب کیا، ابواحمد بن المتوکل آزاد کردہ غلاموں کو واپس بلا رہا تھا اور انھیں وارننگ دے رہا تھا'' اگر وہ نہ لوٹے تو ان کے لئے کچھ نہ بچے گا، یہ قوم سامرّا تک ان کا تعاقب کرے گی، لہذا واپس آ جاؤ ان میں سے بعض واپس آ گئے۔

بغداد کی عوام کے سامنے آ کے سرشار کر رہے تھے محمد بن عبداللہ ہر ایک سر لانے والے کو انعامی طوق پہنانے اور صلہ دینے لگا، یہاں تک کہ سروں کی تعداد بہت ہو گئی۔ جو ترک اور آزاد کردہ غلام بغا و وصیف کے ہمراہ تھے ان کے چہروں پر ناگواری ظاہر ہونے لگی جنوبی ہوائیں چلنے سے ایک غبار اٹھا اور آتش زدہ چیزوں سے دھواں بلند ہوا۔

الحسن بن الافشین کے جھنڈے ترکوں کے جھنڈوں کے ساتھ آئے آگے ایک سرخ جھنڈا تھا جسے شاہک کے ایک غلام نے چھینا تھا اور اسے لپیٹ کر لانا بھول گیا تھا، لوگوں نے سرخ جھنڈا اور جو اس کے پیچھے تھا اسے دیکھا تو انھیں یہ وہم ہوا کہ ترک ان پر پلٹ پڑے، عوام بھاگے، جو رک گیا اس نے یہ ارادہ کیا کہ شاہک کے غلام کو قتل کر دے، پھر اسے سمجھ گیا، جھنڈا جب پلٹ دیا گیا تو بھاگنے والے بھی پلٹ آئے، ترک اپنی چھاؤنی واپس ہو چکے تھے انھیں اہل بغداد کے بھاگنے کی خبر نہ ہوئی ورنہ ان پر حملہ کرتے،

ابوالسلاسل اور مغربیوں کی جنگ

اسی سال وکیل وصیف ابوالسلاسل کی علاقہ الجبل میں مغربیوں کے ساتھ جنگ ہوئی۔

اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے یہ ہوا کہ مغربیوں میں سے ایک شخص جس کا نام نصر سلہب تھا ایک مغربی جماعت کے ہمراہ ابوالساج کی عملداری کے علاقے کی زمین میں گیا، اس نے اور اس کے ساتھیوں نے وہاں جتنے گاؤں تھے لوٹ لئے، ابوالسلاسل نے ابوالساج کو خط لکھا کر اس معاملہ سے آگاہ کیا، ابوالساج تقریباً سو پیادہ وسوار آدمیوں کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا۔

جب یہ لوگ گئے تو وہ مغربی ایک دم ان پر جھپٹ پڑے ان میں سے نو آدمی قتل ہوئے اور بیس قید کر لئے گئے ،نصر سلہب بھاگ کر بچ گیا۔

اس جنگ کے بعد ابن طاہر اور ترک آزاد غلاموں کے درمیان جنگ موقوف ہوگئی۔ انھوں نے پھر جنگ نہ کی، بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ابن طاہر اس سے قبل زمانہ صلح میں معتز کا کاتب تھا، جب یہ واقعہ ہوا (یعنی مستعین اور معتز کی جنگ) تو معتز کی جانب سے ابن طاہر پر ناپسندیدگی ظاہر کی گئی پھر اسے (معتز نے) لکھا تو اس نے بیان کیا کہ وہ دوبارہ ایسا کوئی کام نہ کرے گا جسے معتز ناپسند کرے۔

اہل بغداد پر محاصرہ کی شدت

اس کے بعد اہل بغداد پر بغداد کے دروازے بند کر دیے گئے تو انھیں یہ محاصرہ شاق گزرا، وہ اسی سال یکم ذی القعدہ یوم جمعہ کو بھوک بھوک چلانے لگے، اور اس جزیرے پر گئے جو ابن طاہر کے گھر کی طرف ہے ابن طاہر نے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگ اپنی جماعت میں سے میرے پاس پانچ تجربہ کار بوڑھوں کو بھیجو، انھوں نے ان کو بھیجا، جو اس کے پاس پہنچا دیئے گئے ان سے کہا کہ بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں جنھیں عوام الناس نہیں جانتے میں بیمار ہوں مجھے امید ہے کہ میں لشکر میں تنخواہ تقسیم کر کے انھیں تمھارے دشمن کے مقابلے میں نکالوں گا، مشائخ خوش ہوگئے، اور کسی بات کو طے کیے بغیر نکل آئے، اس کے بعد عوام الناس اور تاجران اس جزیرے کی طرف لوٹے جو ابن طاہر کے گھر کے بالمقابل ہے سب چلانے لگے اور اشیاء کی گرانی سے ہونے والی اپنی تکلیف کی شکایت کی، اس نے کسی کو ان کے پاس بھیجا جس نے انھیں تسکین دی، وعدہ کیا اور امید دلائی، ابن طاہر نے صلح کے بارے میں معتز کے پاس قاصد روانہ کیا اہل بغداد کی حالت پریشان کن تھی۔

اسی سال نصف ذی القعدہ کو حماد بن اسحاق بن حماد بن زید بغداد آیا، اس کی جگہ ابوسعید الانصاری ابواحمد کے لشکر بطور ضمانت روانہ کیا گیا، حماد بن اسحاق ابن طاہر سے تنہائی میں ملا، یہ بیان نہیں کیا گیا کہ ان دونوں میں کیا گفتگو ہوئی، حماد ابواحمد کے لشکر کی طرف واپس ہوا اور ابوسعید الانصاری بھی واپس ہوا، پھر حماد ابن طاہر کی طرف واپس آیا ابن طاہر اور ابواحمد کے درمیان بذریعہ حماد پیغامات کا سلسلہ جاری ہوا،

۲۱ ذی القعدہ کو احمد بن اسرائیل ابن طاہر کے حکم سے حمد اور وکیل عبیداللہ بن یحییٰ احمد بن اسحاق کے ہمراہ ابو احمد سے صلح کی گفتگو کے لئے گیا۔

۲۳ ذی القعدہ کو ابن طاہر نے ان تمام لوگوں کی رہائی کا حکم دیا جو لڑائی میں ابن طاہر کے خلاف ابو احمد کی

اعانت کرنے کی وجہ سے قید کیے گئے تھے وہ سب رہا کر دیئے گئے، اس کے دوسرے دن پیادہ لشکر کی ایک جماعت اور بہت سے عوام الناس جمع ہو گئے لشکر نے اپنی تنخواہیں مانگیں، اور عوام نے بدحالی کی شکایت کی، جس کی وجہ سے وہ تنگ تھے، ان لوگوں نے مہنگائی اور محاصرے کی شکایت کی کہ یا تو نکل کر جنگ کرے، یا ہمیں چھوڑ دے، اس نے ان سے بھی نکلنے یا صلح کا دروازہ کھولنے کا وعدہ کیا، اور انھیں امید دلائی۔ بالآخر وہ لوگ واپس چلے گئے۔

۲۵ ذی القعدہ کو قید خانے، پل اور اس کے گھر کا دروازہ اور جزیرہ، لشکر اور آدمیوں سے بھر گیا بہت آدمی جزیرے میں آگئے تھے، ابن طاہر کے آدمیوں نے جو جزیرے میں خدمات پر مامور تھے ان لوگوں کو ہٹایا، وہ لوگ شرقی جانب پل کی طرف چلے گئے، عورتوں کا قید خانہ کھول دیا، جو عورتیں تھیں انھیں نکال دیا، علی بن جہشیار اور جس قدر طبری اس کے ہمراہ تھے انھوں نے ان لوگوں کو مردوں کا قید خانہ کھولنے سے روکا، ابوامالک محافظ پل نے انھیں پل سے روکا، تو ہجوم نے اس کا سر زخمی کر دیا اور اس کے ساتھیوں کے دو جانور زخمی کر دیئے، ابو مالک اپنے گھر میں گھس گیا اور انھیں تنہا چھوڑ دیا انھوں نے جو کچھ سامان اس کی مجلس میں تھا لوٹ لیا طبریوں نے ان پر حملہ کر کے دروازوں سے نکال دیا انھیں نکال کے دروازے بند کر لئے گئے، پھر ان کی ایک جماعت نکلی، محمد بن ابی عون کشتی پر بیٹھ کر ان کے پاس گیا اس نے لشکر کے لئے چار ماہ کی تنخواہ کا ذمہ لیا تو وہ لوگ اس بات پر رضامند ہو کر واپس چلے گئے، ابن طاہر نے ابن جہشیار کے ساتھیوں کو اسی دن ان کی دو ماہ کی تنخواہ ادا کر دی۔

ابواحمد کی ابن طاہر کو امداد

انھی دنوں ابواحمد نے پانچ کشتیاں آٹے اور گیہوں اور جو اور باجرے اور چارے کی ابن طاہر کو بھیجیں، جب ۴ ذی الحجہ جمعرات کا دن ہوا تو لوگوں کو مستعین کو معزول کرنے اور المعتز کے لئے بیعت لینے کے متعلق ابن طاہر کا خیال معلوم ہوا، ابن طاہر نے اپنے سرداروں کو ابواحمد کے پاس روانہ کیا یہاں تک کہ انھوں نے معتز کے لئے اس سے بیعت کر لی، ان میں سے ہر ایک کو چار چار خلعت دیئے گئے، عام لوگوں کا گمان تھا کہ یہ صلح خلیفہ مستعین کے حکم سے ہوئی ہے اور المعتز کو اس کا ولی عہد بنایا گیا ہے،

جب بدھ کا دن ہوا تو رشید کاؤس جو باب السلامت پر محافظ مقرر تھا سردار نہشل بن صخر بن خزیمۃ خازم اور عبداللہ بن محمود کے ساتھ نکل کے ترکوں کی طرف روانہ ہوا تاکہ ان کے ساتھ ہو جائے تقریباً ایک ہزار ترک سوار ملے صلح ہو چکی تھی انھیں سلام کیا جسے پہچانتا اس سے معانقہ کیا انھوں نے اخلاقاً اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی، اور اس کے پیچھے اس کے بیٹے کو لے گئے۔

جب پیر کا دن ہوا تو رشید باب الشماسیہ گیا لوگوں سے گفتگو کی کہ امیر المومنین اور ابواحمد تمھیں سلام کہتے ہیں کہ جو شخص ہماری طاعت میں داخل ہوگا ہم اسے اپنا مقرب بنالیں گے اور طاعت کا صلہ دیں گے جو اس کے خلاف اختیار کرے گا تو وہ اپنا انجام سمجھ لے اسے عوام نے گالیاں دیں، اس نے تمام شرقی دروازوں کا اسی طرح دورہ کیا اور اسے اور المعتز کو ہر دروازے پر گالیاں دی گئیں،

ابن طاہر کے خلاف شورش اور احتجاج

جب رشید نے ایسا کیا تو عام لوگوں کو بھی ابن طاہر کا خیال معلوم ہو گیا چنانچہ وہ اس جزیرے کی طرف گئے جو

ابن طاہر کے مکان کے مقابل ہے، اسے پکارنے لگے اور نہایت گندی گالیاں دینے لگے اس کے محل دروازے کی طرف گئے وہاں بھی انھوں نے ایسا ہی کیا، راغب خادم ان کی طرف آنکلا اور انھیں جو کچھ وہ کررہے تھے اس پر برانگیختہ کیا اور جو کچھ وہ المستعین کی مدد میں کررہے تھے اس میں اضافہ کی درخواست کی، یہ کہہ کے خادم اس عمارت کی طرف گیا جس میں لشکر تھا، انھیں اور ان کے علاوہ ایک دوسری جماعت کو بھی لے گیا وہ تقریباً تین سو مسلح آدمی تھے یہ لوگ ابن طاہر کے دروازے کی طرف گئے جو لوگ اس دروازے پر تھے فتحیاب ہوئے ان کو انھوں نے دفع کردیا وہ ان سے لڑائی کرتے رہے یہاں تک کہ ڈیوڑھی تک پہنچ گئے اندرونی دروازے کو جلانے کا ارادہ کیا مگر آگ نہ ملی، ان لوگوں نے اس جزیرے میں ساری رات اس طرح گزاری کہ عوام ابن طاہر کو گالیاں دیتے اور برا کہتے رہے۔

ابن طاہر کا عجیب تحمل

ابن شجاع البلخی سے روایت ہے کہ میں امیر ابن طاہر کے پاس تھا وہ مجھ سے باتیں کررہا تھا جو گالیاں اسے دی جارہی تھیں سن رہا تھا یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس کی ماں کا نام لیا تو وہ ہنسا اور کہا کہ اے عبداللہ مجھے معلوم نہیں کہ انھیں میری ماں کا نام کس طرح معلوم ہوگیا ابوالعباس عبداللہ بن طاہر کی بہت سی باندیاں تھیں جن کا نام لوگ نہیں جانتے تھے میں نے جواب دیا کہ اے امیر میں نے تجھ سے زیادہ وسیع الحلم کسی کو نہیں دیکھا اس نے مجھے جواب دیا کہ اے ابوعبداللہ میں نے ان پر صبر سے زیادہ کارگر کچھ اور نہ دیکھا اور اس سے چارہ بھی نہیں۔

جب صبح ہوئی تو وہ لوگ دروازے پر آگئے اور چلانے لگے پھر ابن طاہر المستعین کے پاس گیا اور یہ درخواست کی کہ وہ ان کے سامنے آئے انھیں تسلی دے اور اپنی رائے سے آگاہ کرے، مستعین دروازے کے اوپر سے ان کے سامنے آیا لباس خلافت میں ملبوس تھا ابن طاہر اس کے ایک طرف تھا المستعین نے ان سے اللہ کی قسم کھا کے اس تہمت کی تکذیب کی جو ابن طاہر پر لگائی گئی تھی یہ بھی کہا کہ میں بالکل عافیت میں ہوں کسی قسم کا خوف نہیں ہے معزول نہیں کیا گیا، ان سے یہ وعدہ کیا کہ وہ کل جمعے کو شہر میں نکلے گا تاکہ انھیں نماز پڑھائے عوام واپس ہوئے

جمعہ کا دن ہوا تو لوگ دوبارہ چلا چلا کر مستعین کا مطالبہ کرنے لگے، علی بن جہشیار کے گھوڑے لوٹ لئے گئے، جو پل کے شرقی دروازے پر ایک ویران مقام میں تھے جو کچھ اس مکان میں تھا سب لوٹ لیا گیا اور وہ بھاگ گیا، دن چڑھے تک اسی طرح جمے ہوئے کھڑے رہے وصیف اور بغا اور ان کی اولاد اور موالی اور ان دونوں کے سردار اور المستعین اور اس کا ماموں آئے، سب لوگ دروازے کی طرف گئے وصیف اور بغا اپنی خاص جماعت کے ساتھ اندر چلے گئے المستعین کا ماموں وصیف وغیرہ کے ہمراہ ڈیوڑھی تک گئے مگر گھوڑے پر سے نہ اترے، ابن طاہر کو اطلاع دی گئی، اس نے اترنے کی اجازت دی انھوں نے انکار کیا کہ یہ دن گھوڑوں کی پشت سے اترنے کا نہیں ہے جب تک ہم اور عوام یہ نہ جان لیں کہ ہمارا کیا حال ہوگا، قاصد ان کے پاس مسلسل آمد و رفت کرتے رہے اور وہ انکار کرتے رہے۔

خود محمد بن عبداللہ ان کے پاس گیا اور ان سے اترنے اور المستعین کے پاس چلنے کی درخواست کی، انھوں نے اسے آگاہ کیا کہ عوام سخت مضطرب ہیں، انھیں باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ تو المستعین کے معزول کرنے اور المعتز کی بیعت کے خیال میں ہے، سرداروں کو المعتز کی بیعت کرنے کے لئے روانہ کرنا، خوف دلانے کا ارادہ کرنا تاکہ حکومت المعتز کی طرف منتقل ہو جائے، ترکوں اور مغربیوں کا بغداد میں داخل کرنا تاکہ اہل مدائن اور دیہات والوں میں سے جس پر غالب آئیں اس پر اپنی مرضی کے مطابق حکومت کریں اور تیری وجہ سے اہل بغداد شک میں پڑ گئے اور

خلیفہ، اموال، اولاد اپنی جانوں کے خلاف تھے ملزم و متہم سمجھتے ہیں۔ انھوں نے خلیفہ کو مجمع عام میں لانے کی درخواست کی تا کہ اسے دیکھیں۔

محمد بن عبداللہ نے ان کے قول کی صحت کو خوب جان لیا اور لوگوں کے کثرت اجتماع اور ان کی فریاد وزاری کو دیکھا تو اس نے مستعین سے باہر نکلنے کی درخواست کی، اور دارالعامہ (دربار عام) کی طرف نکلا جس میں تمام لوگ داخل ہو چکے تھے، وہاں اس کے لئے کرسی بچھائی گئی، اس کے پاس لوگوں کی ایک جماعت کو پہنچایا گیا، انھوں نے اسے دیکھا اور نکل کر اپنے پیچھے والوں کو خلیفہ کے بعافیت ہونے کی خبر دی مگر انھوں نے اس پر قناعت نہ کی، جب خوب معلوم ہو گیا کہ بغیر نکلے ہوئے انھیں سکون نہ ہوگا، لوگوں کی کثرت بھی معلوم ہو چکی تھی تو بیرونی آہنی دروازہ اس کے حکم سے بند کر دیا گیا، المستعین اور اس کے ماموں محمد بن موسیٰ المنجم اور محمد بن عبداللہ اس درجے کی طرف گئے جو دارالعامہ کے صحنوں اور ہتھیاروں کے خزانوں تک پہنچتا ہے، ان کے لئے مجلس کی اس سطح پر جہاں محمد بن عبداللہ اور فتح بن سہل بیٹھا کرتے تھے منبر بچھائے گئے۔

مستعین کا عوام سے خطاب

المستعین لوگوں کے سامنے اس طرح آیا کہ سیاہ قبا میں ملبوس تھا اور کاندھوں پر رسول ﷺ کی ردائے مبارک تھی ہاتھ میں عصا تھا۔

اس نے لوگوں سے گفتگو کی اور انھیں قسم دی کی اس چادر کے مالک ﷺ کا واسطہ کے وہ کوئی اقدام نہ کریں۔ واپس چلے جائیں کیونکہ میں سالم و محفوظ ہوں مجھے محمد بن عبداللہ کی جانب سے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

لوگوں نے اس سے سوار ہونے اور محمد بن عبداللہ کے مکان سے نکلنے کی درخواست کی، کیونکہ انھیں محمد بن عبداللہ کی جانب سے اطمینان نہ تھا، اس نے انھیں بتایا کہ وہ اس کے مکان سے اپنی پھوپھی ام حبیب بنت الرشید کے مکان پر منتقل ہونے کو تیار ہیں، پہلے مکان کا وہ حصہ جس میں اس کی سکونت مناسب ہے اس کے لئے مرمت کر دیا جائے، اس کا مال واسباب، خزانہ، ہتھیار اور جو کچھ ساز وسامان محمد بن عبداللہ کے مکان میں ہے وہاں منتقل کر دیا جائے، یہ سن کر اکثر لوگ واپس چلے گئے، اور اہل بغداد کو سکون ہو گیا۔

ابن طاہر کے خیالات میں تبدیلی

اہل بغداد کا ابن طاہر پر بار بار ہجوم کرنا اور اسے سخت وسست سنانا رنگ لایا۔ ابن طاہر بغداد کے عہدہ داران معادن کے پاس آیا کہ جتنے اونٹ اور خچر اور گدھے ان کے قابو میں ہیں اسے مہیا کر دیں تا کہ وہ بھی وہاں سے منتقل ہو جائے۔

لوگوں نے اور عرب باشندوں نے بیان کیا کہ اس کا ارادہ تھا کہ مدائن چلا جائے اس کے دروازے پر ایک جماعت حربیہ مشائخ اور عرب باشندوں کے معززین کی جمع ہوگئی سب کے سب اس سے معذرت کر رہے تھے اور ان لوگوں کے نارد ابرتاؤ کے معاف کرنے کی درخواست کرتے تھے کہ جو کچھ نادانوں نے کیا وہ محض اپنی اس بدحالی کی وجہ سے کیا جس میں مبتلا تھے اور اس فاقے کی وجہ سے کیا جس نے انھیں بھوکوں مار رکھا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابن طاہر نے انھیں نہایت عمدہ جواب دیا، پاکیزہ بات کہی، ان کی تعریف کی، اور جو کچھ ہوا

تھا معاف کر دیا ان کا اور ان کے نوجوانوں اور نادانوں کا مصافحے کے لئے ہاتھ پکڑنے کو ان کی طرف بڑھا، ترک سفر کے متعلق ان کی بات مان لی اور عہدہ داران معاون کو سواریاں روکنے کی ممانعت لکھی۔

مستعین کی ابن طاہر کے محل سے منتقلی

ذی الحج کے چند دن گزرنے کے بعد مستعین محمد بن عبداللہ کے مکان سے سوار ہو کر رصافہ میں رزق الخادم کے مکان پر منتقل ہو گیا علی بن معتصم کے مکان سے گزرا تو علی اس کی طرف نکلا اور اس سے اپنے یہاں اترنے کی درخواست کی، اس نے بھی اس سے سوار ہونے کو کہا جب رزق الخادم کے مکان پر پہنچا تو وہاں اتر گیا۔

مؤرخین کے مطابق وہ وہاں شام کو پہنچا پھر جس وقت وہاں پہنچ گیا تو لشکر کے ہر سوار کے لئے دس دس دینار کا اور ہر پیادہ کے لئے پانچ پانچ دینار کا حکم دیا مستعین کی سواری کے ساتھ ابن طاہر بھی اس طرح سوار ہوا کہ اپنے ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے اس کے آگے چل رہا تھا اور باقی سردار اس کے پیچھے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ مستعین جس رات وہ رزق کے مکان پر منتقل ہوا اس کے ہمراہ محمد بن عبداللہ نے ایک تہائی شب تک قیام کیا پھر واپس آ گیا صبح تک وصیف اور بغا اس کے پاس رہ کے اپنے اپنے مکان چلے گئے۔

جب اس شب کی صبح ہوئی جس شب میں مستعین ابن طاہر کے مکان سے منتقل ہوا تھا تو لوگ رصافہ میں جمع ہوئے تھے سرداروں اور بنی ہاشم کو ابن طاہر کے پاس جانے اور اسے سلام کرنے کا حکم دیا گیا کہ جب وہ سوار ہو تو سب لوگ اس کے ہمرکاب جائیں اسی روز جب خوب دن چڑھ گیا تو ابن طاہر اس شان کے ساتھ سوار ہوا کہ اس کے تمام سردار سامان سے تیار تھے گرداگرد پیادہ فوج کے تیرانداز تھے گھر سے نکلا تو لوگوں کی وجہ سے کچھ دیر رک گیا ان پر عتاب کیا اور قسم کھائی کہ ''اس نے امیر المؤمنین کے لئے (خدا اس کی عزت برقرار رکھے) یا اس کے کسی دوست کے لئے اپنے دل میں کوئی برائی پوشیدہ نہیں رکھی ان کی اصلاح حال اور ایسے امر کے جوان کے لئے مزید نعمت کا موجب ہوں کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا، انھوں نے اس کے متعلق ایسی بات کا وہم کر لیا جس کا انھیں علم بھی نہیں''۔

یہ باتیں اس درد سے کہیں کہ حاضرین کو رلا دیا جو لوگ وہاں موجود تھے اسے دعا دینے لگے وہ پل عبور کر کے مستعین کے پاس چلا گیا کسی کو لوگوں کے بلانے کو بھیجا، اس کے پڑوسی اور باشندگان جانب غربی کے معززین بلائے گئے، ان سے اس طرح کلام کیا کہ ان پر عتاب بھی تھا اور جو خبریں انھیں پہنچیں ان کے متعلق عذر خواہی بھی تھی۔

وصیف اور بغا کو بغداد کے دروازوں پر گھومنے والوں کی نگرانی کیلئے روانہ کیا ان دونوں نے صالح بن وصیف کو باب شماسیہ پر محافظ مقرر کیا روایات میں مذکور ہے کہ مستعین کو محمد کے مکان سے منتقل ہونا پسند نہ تھا وہ اس لئے وہاں سے منتقل ہو کہ جمعے کے روز جب لوگوں کو ابن طاہر کی کھڑکی کا دروازہ کھولنا دشوار ہوا تو وہ مٹی کے تیل والوں کی چھوٹی کشتیوں میں سوار کرا لائے تاکہ اسے آگ لگا دیں۔

ابن طاہر کو مذاکرات کی دعوت

مذکور ہے کہ ایک جماعت جن میں کنجور بھی تھا ابواحمد کی جانب سے باب شماسیہ پر آ کے ٹھہری انھوں نے ابن طاہر کو بلایا کہ اس سے گفتگو کریں اس نے وصیف کو لکھ کر اس جماعت کی خبر دی کہ مستعین کو اس کی اطلاع کرے وہ اس معاملے میں جو مناسب سمجھے حکم دے، مستعین نے معاملہ اسی کے اختیار میں دے دیا کہ ان تمام معاملات کی تدبیر اسی

کے سپرد ہے جس طرح مناسب سمجھے کرے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ علی بن یحییٰ بن ابی منصور بن المنجم نے اس معاملے میں محمد بن عبداللہ سے سخت کلامی کی محمد بن ابی عون نے اس پر حملہ کیا اسے گالیاں دیں اور گرفتار کر لیا۔

سعید بن حمید سے روایت ہے کہ احمد بن اسرائیل حسن بن مخلد اور عبیداللہ بن یحییٰ ابن طاہر سے تنہائی میں ملے، اس سے بات چیت کرتے رہے اور اس سے صلح کے حق میں مشورہ دیتے رہے کبھی اس کے پاس کوئی دوسری جماعت ہوتی اور وہ لوگ صلح کی مخالفت میں گفتگو کرتے تھے تو ابن طاہر مخالفین صلح کے روبرو بات بدل دیتا تھا اور ان سے علیحدہ ہو جاتا تھا جب یہ تینوں آتے تھے تو ان کے سامنے آتا تھا اور ان سے گفتگو اور مشورہ کرتا تھا۔

انھی میں سے ایک کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن سعید بن حمید سے کہا کہ کوئی بات اس کے سوا مناسب نہ تھی کہ مستعین کی خلافت کی ابتدا ہی میں مدافعت پر سب کا اتفاق ہو جاتا اس نے جواب دیا کہ میں بھی چاہتا تھا کہ ایسا ہی ہو، خدا کی قسم وہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ اس کے ساتھیوں کو مدائن اور انبار سے شکست دے دی گئی یہاں تک کہ اس جماعت کے کاتب کو بھی، اس نے انھیں اس وقت جواب دیا جب کہ انھوں نے اس سے اپنا حق مانگا۔

ابن طاہر کے مستعین سے برگشتہ ہو جانے کے اسباب

مجھ سے احمد بن یحییٰ النحوی نے بیان کیا جو ابن طاہر کے فرزند کا اتالیق تھا کہ محمد بن عبداللہ مستعین کی امداد میں برابر کوشاں رہا یہاں تک کہ عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان نے اسے طیش دلا دیا کہا کہ "خدا تعالیٰ تیری عمر دراز کرے تو جس شخص کی مدد کرتا ہے اس کے معاملے میں کوشش کرتا ہے وہ منافقت میں سب سے بڑھا ہوا ہے، اس کا دین سب سے زیادہ ناپاک ہے، خدا کی قسم اس نے وصیف و بغا کو تیرے قتل کا حکم دیا تھا، مگر انھوں نے تیرے قتل کو برا سمجھا اور ایسا نہیں کیا جو حالت میں نے اس کی بیان کی اگر تجھے اس میں شک ہو تو دریافت کر لے تجھے معلوم ہو جائے گا اس سے نفاق کی یہ کھلی علامت ہے کہ جب وہ سامرا میں تھا تو اپنی نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہیں پڑھتا تھا جب وہ سامنا آیا تو تجھے دکھانے کے لئے بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے لگا تو نے اپنے دوست، داماد، اور تربیت یافتہ کی مدد چھوڑ دی"۔

اس قسم کی اس سے باتیں کیں محمد بن عبداللہ نے کہا کہ خدا ایسے شخص کو غارت کرے جو نہ دین کے لئے مناسب ہے کہ نہ دنیا کے لئے،

احمد بن یحییٰ نے کہا کہ سب سے پہلا شخص جس نے اس مجلس میں محمد بن عبداللہ کو مستعین کے معاملے میں حمایت سے باز رکھنے کے لئے پیش قدمی کی وہ عبیداللہ بن یحییٰ تھا، اس مہم پر احمد بن اسرائیل اور الحسین بن مخلد نے عبیداللہ بن یحییٰ کی معاونت کی وہ اسکے پیچھے لگے رہے یہاں تک کہ مستعین کی مدد کے بارے میں محمد بن عبداللہ کی جو رائے تھی اس سے اسے پھیر دیا،

اسی سال عیدالاضحیٰ کے دن مستعین نے اس جزیرے میں جو ابن طاہر کے مکان کے بالمقابل تھا لوگوں کو نماز عید پڑھائی مستعین نماز کے لئے اس شان سے سوار ہوا کہ آگے عبیداللہ بن عبداللہ تھا جس کے ہاتھ میں سلیمان کا نیزہ تھا الحسین بن اسماعیل کے ہاتھ میں خلافت کا نشان تھا وصیف اور بغا مستعین کی حفاظت کر رہے تھے تاہم محمد بن عبداللہ بن طاہر ہمرکاب سوار نہ ہوا عبیداللہ بن اسحاق نے نماز عید رصافہ میں پڑھی،

مستعین کی معزولی

جمعرات کو محمد بن عبداللہ سوار ہو کے مستعین کے پاس گیا اس کے پاس چند فقہا اور قاضی موجود تھے۔
روایت ہے کہ اس نے مستعین سے کہا کہ تو نے مجھے اختیار دیا تھا کہ میں اس بات کا قصد کروں تو میرے ہی فیصلے کو نافذ کردے گا اس بات کے بارے میں میرے پاس تیرا خود نوشت رقعہ موجود ہے مستعین نے کہا کہ وہ رقعہ پیش کر، اس نے وہ رقعہ پیش کیا تو اتفاقاً اس میں صلح کا ذکر تھا، معزولی کا ذکر نہ تھا مستعین نے کہا کہ ہاں صلح کو نافذ کردے۔
الخلنجی نے کھڑے ہو کے کہا کہ وہ تجھ سے یہ چاہتا ہے کہ تو اس قمیض (خلافت) کو اتار دے جو اللہ نے تجھے پہنائی ہے اس کے بعد علی بن یحییٰ منجم نے گفتگو شروع کی اس نے محمد بن عبداللہ کو سخت باتیں کہیں، اس کے بعد محمد بن عبدا للہ سوار ہو کے چلا گیا یہ واقعہ نصف ذی الحج کا ہے جبکہ مستعین رصافہ میں تھا۔
محمد بن عبداللہ واپس آ گیا اس کے ہمراہ وصیف اور بغا بھی تھے وہ سب کے سب روانہ ہو کے باب شماسیہ تک پہنچے محمد بن عبداللہ اپنے گھوڑے پر ہی کھڑا ہو گیا اور وصیف اور بغا الحسن بن افشین کے مکان چلے گئے لوگ دیوار فصیل سے کود پڑے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولا جا سکا اس سے پہلے ایک بڑی جماعت نکل کر ابو احمد کے لشکر میں گئی تھی، لشکر کے لوگوں نے جو چاہا خرید لیا، باب شماسیہ نکلے تو ابو احمد کے ساتھیوں میں یہ اعلان کیا گیا کہ اہل بغداد میں سے کسی سے کچھ نہ خریدا جائے، اہل لشکر اشیاء خریدنے سے روک دیئے گئے، محمد بن عبداللہ کے لئے باب شماسیہ پر ایک بہت بڑا سرخ خیمہ نصب کیا گیا تھا اس کے ہمراہ بندار طبری، اور ابو سناء اور تقریباً دو سو سوار اور دو سو پیادہ بھی تھے۔
ابو احمد ایک بڑے مجمع میں آیا، خیمے کے قریب آیا تو مجمع سے نکل کر محمد بن عبداللہ کے ہمراہ خیمے میں داخل ہو گیا لشکر والے جوان دونوں کے ہمراہ تھے ایک کنارے کھڑے رہے، ابن طاہر اور ابو احمد نے طویل گفتگو کی، دونوں خیمے سے باہر نکل آئے، ابن طاہر بڑے مجمع کے ساتھ اپنے خیمے سے نکل کر اپنے مکان چلا گیا، مکان پہنچ گیا تو مجمع سے نکل کر سوار ہو کر مستعین کے پاس چلا کہ جو گفتگو اس کے اور ابو احمد کے درمیان ہوئی اس کی اطلاع دے، عصر تک وہیں ٹھہر کے واپس آیا،

ابن طاہر اور ترکوں کے مابین صلح کی شرائط

مذکور ہے کہ ابن طاہر یہ طے کر کے جدا ہوا کہ اسے (ابن طاہر) کو پچاس ہزار دینار اور تیس ہزار دینار سالانہ آمدنی کی جاگیر دی جائے گی اور اس کا قیام بغداد میں رہے گا، یہاں تک کہ ان کے لئے اتنا مال جمع ہو جائے جو لشکر میں تقسیم ہو سکے، یہ بھی طے کیا کہ بغا کو مدینہ اور حجاج کا والی بنایا جائے گا، وصیف الجبل اور اس کے مضافات کا حکمران ہوگا، جو مال آئے گا اس میں ایک تہائی محمد بن عبداللہ کا اور لشکر بغداد کا ہوگا اور دو تہائی آزاد غلاموں اور ترکوں کے ہوں گے،
بیان کیا جاتا ہے کہ جب احمد بن اسرائیل المعتز کے پاس گیا تو اس نے اسے ڈاک کے محکمے کا سربراہ بنا دیا اور وعدہ کر لیا کہ وہ وزیر ہوگا، عیسیٰ بن فرغان شاہ دیوان خراج پر اور ابو نوح مہر اور فرمان جاری کرنے پر مامور کئے جائیں گے ان لوگوں نے سب عہدے تقسیم کر لئے موسم حج کی خیریت کا لفافہ بغداد میں آیا تو ابو احمد کے پاس بھیج دیا گیا۔
بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۱۶ ذی الحجہ کو ابن طاہر معزولی کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے سوار ہو کے مستعین کے پاس گیا اس سے گفتگو کی مگر مستعین نے انکار کر دیا مستعین نے یہ گمان کیا کہ وصیف اور بغا اس کے ساتھ ہیں اور

مستعین کے عیب ظاہر کر رہے ہیں مستعین نے کہا کہ یہ میری گردن ہے یہ تلوار ہے جب اس نے اس کا انکار دیکھا تو واپس آ گیا۔

مستعین کا ابن طاہر سے شکوہ

المستعین نے علی بن یحییٰ المنجم اور اپنے معتمدین کی ایک جماعت کو ابن طاہر کے پاس بھیجا کہ اس سے کہو کہ " خدا سے ڈرے" میں تو صرف تیرے پاس اس لئے آیا تھا کہ تو میری مصیبت دفع کرے گا، اگر تو میری مصیبت کو دفع نہیں کرتا تو کم از کم میری مخالفت سے ہی باز رہ "اس نے اسے یہ جواب دیا کہ" بہر حال میں تو اپنے گھر میں بیٹھا ہوں مگر تیرے لئے معزولی ضروری ہے خوشی سے ہو یا زبردستی سے"۔

علی بن یحییٰ سے روایت ہے کہ اس نے ابن طاہر سے کہا کہ تو اس سے یہ کہہ کہ اگر تو خلافت سے از خود معزول ہو گیا تو کچھ خوف نہیں مگر تو خدا کی قسم تو نے اسے اس طرح پارہ پارہ کر دیا کہ وہ جڑ نہ سکے اور اس میں تو نے کوئی بھلائی نہ چھوڑی تو تیرے لئے خطرہ ہے۔

پھر جب مستعین نے اپنی حکومت کا ضعف اور اپنے مددگاروں کی نصرت جاتی دیکھی تو اس نے معزولی کو قبول کر لیا۔

مستعین کے لئے جاگیر اور آزادی کا وعدہ

۱۸ ذی الحج جمعرات کا دن ہوا تو ابن طاہر نے ابن کردیہ محمد بن ابراہیم بن جعفر الاصغر ابن منصور، الخلنجی، موسیٰ بن صالح بن شیخ، ابوسعید الانصاری، احمد بن اسرائیل اور محمد بن موسیٰ المنجم کو ابواحمد کے لشکر بھیجا کہ اسے محمد کا وہ خط پہنچا دیں جو ان اشیاء کے متعلق ہے جو کہ مستعین نے خلافت سے اپنے معزول کرنے تک چاہی ہیں ان لوگوں نے وہ خط پہنچا دیا جو کچھ اس نے طلب کیا تھا ابواحمد نے قبول کر لیا اور یہ جواب لکھا "ان کو مدینہ رسول ﷺ میں جاگیر اور جگہ دے دی جائے گی ان کی آمد و رفت مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ تک ہو سکے گی"۔

ابن طاہر نے یہ جواب پہنچا دیا مگر مستعین نے اس پر قناعت نہ کی اصرار تھا کہ ان کا مطالبہ براہ راست المعتز تک پہنچا دیا جائے المعتز اپنے قلم سے اس کی منظوری لکھیں ابن انکردیہ اس درخواست کو لے کر روانہ ہو گیا۔

المستعین کا معزولی کو قبول کر لینے کا سبب

جیسا کہ بیان کیا گیا یہ سبب ہوا کہ ابن طاہر، وصیف، اور بغا نے اس معاملے میں اس سے گفتگو کی اور اس کا مشورہ دیا تو اس نے انھیں سخت جواب دیا، وصیف نے کہا "تو نے ہمیں باغر کے قتل کا حکم دیا ہم نے اس حکم کی تعمیل کی اور تو نے ہی ہمارے سامنے اتامش کا قتل پیش کیا تو نے کہا کہ محمد خیر خواہ نہیں ہے" یہ لوگ مستعین کو برابر خوف دلاتے رہے اور حیلہ جوئیاں کرتے رہے۔

محمد بن عبداللہ نے کہا کہ تو نے مجھ سے کہا تھا کہ "ہماری حالت درست نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ ہم ان دونوں (وصیف اور بغا) سے راحت حاصل کر لیں" (یعنی دونوں کو قتل کر دیں) پھر جب ان دونوں کی گفتگو متفق ہو گئی تو اس نے ان کی جانب سے معزولی کا یقین کر لیا، جو شرائط اپنے لئے مناسب سمجھیں لکھ دیں، یہ واقعہ ۱۹ ذی الحجہ کا ہے۔

جب ۲۰ ذی الحجہ ہفتہ کا دن ہوا تو محمد بن عبداللہ سوار ہو کے الرصافہ گیا اور تمام قاضی اور فقہا ایک ایک گروہ

بنا کے المستعین کے پاس لائے گئے، انھیں اس امر کا گواہ بنایا گیا کہ اس نے اپنا معاملہ محمد بن عبداللہ کے سپرد کر دیا ہے، اس کے پاس دربانوں اور خادموں کو لے گیا، اس سے نشان خلافت لے لیا، اس کے پاس ٹھہرا رہا یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا،

معتز کی توثیق

صبح اس طرح ہوئی کہ لوگ خوفناک خبریں مشہور کر رہے تھے، ابن طاہر نے اپنے سرداروں کو کہلا بھیجا کہ ہر سردار اپنے دس دس صاحبان حیثیت ساتھیوں کو لے کے اس کے پاس آئے وہ لوگ اس کے پاس آئے وہ انھیں اندر لے گیا امید دلائی کہ میں نے جو کچھ کیا اس سے میرا مقصد صرف تم لوگوں کی بہتری اور سلامتی ہے۔ خون ریزی بند کر دی۔

المعتز کے حضور میں ان شرائط کو لے جانے کے لئے ایک جماعت کو تیار کیا گیا جو اس نے مستعین کے لئے، اپنے لئے، اور اپنے سرداروں کیلئے قرار دی تھیں۔ اصل مدعا یہ تھا کہ اس معاملے میں المعتز اپنے قلم سے فرمان جاری کرے وہ لوگ المعتز کے پاس گئے، المستعین اور ابن طاہر نے جن شرائط کی اپنے اپنے لئے درخواست کی تھی معتز نے سب کی منظوری کا فرمان اپنے قلم سے لکھ دیا سب لوگ گواہ ہو گئے، المعتز نے قاصدوں کو خلعت دیئے سب کو تلواریں دیں اور وہ لوگ بغیر جائزہ دیئے اور اپنا اسباب دکھائے واپس چلے گئے، ان کے ہمراہ اپنی طرف سے ایک جماعت کو مستعین سے اپنی بیعت لینے کے لئے روانہ کیا ہمراہی کے لئے کسی لشکر کا حکم نہیں دیا، سعید بن صالح کے ساتھ مستعین کی ماں، اس کی بیٹی، اور تلاش کے بعد اس کے کنبے والے روانہ کر دیئے گئے اور ان سات سے بعض چیزیں لے لیں گئیں، المعتز کے ہاں سے واپس آنے کے بعد ۳ محرم ۲۵۲ھ کو قاصد بغداد پہنچے۔

مؤرخین کا قول ہے کہ جب معتز کے قاصد شماسیہ پہنچے تو ابن سجادہ نے کہا کہ مجھے اہل بغداد سے نقصان کا اندیشہ ہے اس لئے یا تو مستعین کو شماسیہ لایا جائے یا محمد ابن عبداللہ کے مکان پر تا کہ وہ معتز کی بیعت کرے اور اپنے آپ کو معزول کرے اور اس سے عصا اور ردائے مبارک لی جائے۔

متفرقات

اسی سال ربیع الاول میں قزوین و زنجان میں الکوکبی کا ظہور ہوا اس نے علاقے پر قابض ہو کے وہاں سے آل طاہر کو نکال دیا الکوکبی کا نام الحسین تھا الحسین بن اسماعیل ابن محمد بن محمد بن اسماعیل الارقط بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ ۔

اسی سال بنو عقیل نے جدہ کے راستے میں ڈاکہ ڈالا جعفر بشاشات نے ان سے جنگ کی، اہل مکہ کے تقریباً تین سو آدمی مارے گئے ڈاکے کے وقت بنی عقیل کا کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا:

تجھ پر دو کپڑے ہیں حالانکہ میری ماں برہنہ ہے
اے حرامزادے اپنا ایک کپڑا میرے لئے ڈال دے،

جب بنی عقیل نے جو کرنا تھا وہ کیا تو مکہ میں مہنگائی کا دور دورہ ہو گیا، اعراب نے دیہات کو لوٹ لیا،

اسی سال ماہ ربیع الاول میں اسماعیل بن یوسف بن ابراہیم بن عبداللہ ابن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی

طالب ؓ کا مکہ میں ظہور ہوا، مکہ کا گورنر جعفر بن الفضل بن عیسٰی بن موسٰی فرار ہوگیا، اسماعیل بن یوسف نے جعفر کا مکان اور افسران خلافت کے گھر لوٹ لئے لشکر کو اور اہل مکہ کی بھی کثیر جماعت کو قتل کر دیا، جو مال نہر کی مرمت کے لئے لایا گیا تھا، اور جو سونا چاندی اور خوشبو مکہ کے خزانوں میں تھی وہ سب اور غلاف کعبہ لے لیا، لوگوں سے تقریباً دو لاکھ دینار لے لئے، مکہ کو لٹوا دیا، اور اس کے بعض محلوں کو جلا دیا، وہاں سے پچاس دن کے بعد نکل کے مدینہ چلا گیا، علی بن حسین بن اسماعیل گورنر مدینہ مارے خوف کے روپوش ہوگیا، اسماعیل رجب میں مکہ واپس آیا، شہر کا محاصرہ کر لیا باشندے بھوک اور پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اور روٹی کی قیمت ایک درہم میں تین اوقیہ، گوشت چار درہم میں ایک رطل اور ایک صراحی پانی تین درہم کا ملنے لگا۔ اہل مکہ کو پوری مصیبت آگئی، ستاون دن کے قیام کے بعد جدہ چلا گیا، لوگوں کی غذا روک لی، تاجروں اور کشتی والوں کے مال چھین لئے یمن سے گیہوں اور جوار مکہ بھیجی گئی، پھر قلزم کی کشتیاں پہنچیں اسماعیل بن یوسف موقف (میدان عرفات) میں آیا، یہ یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) تھا موقف میں محمد بن احمد بن عیسٰی بن المنصور المقلب کعب البقر اور عیسٰی بن محمد المخزومی سالار فوج مکہ بھی موجود تھا، المعتز نے ان دونوں کو وہاں روانہ کیا تھا، اسماعیل نے ان سے جنگ کی جس میں گیارہ سو حجاج مقتول ہوئے، لوگوں کا مال چھین لیا گیا، اور وہ مکہ کی طرف بھاگے اور عرفات میں نہیں ٹھہرے نہ دن کو نہ رات کو، اسماعیل اور اس کے ساتھی ٹھہر گئے پھر وہ جدہ لوٹا اور وہاں کے اموال اسباب فنا کر دیئے۔

۲۵۲ھ کے اہم واقعات

معتز کی خلافت

عزل ونصب

اس سال کے اہم واقعات میں مستعین محمد بن معتصم کا اپنے آپ کو خلافت سے معزول کرنا، معتز محمد ابن جعفر متوکل محمد بن معتصم سے بیعت اور معتز کے لئے بغداد کے دونوں منبروں پر اور ہر دو جانب کی دونوں مساجد میں، جانب شرقی میں بھی اور جانب غربی میں بھی، اسی سال ۴محرم یوم جمعہ کو دعا کرنا، اور جو لشکر اس روز بغداد میں تھے ان سے اس کی بیعت لینا سر فہرست ہیں۔

مؤرخین کے مطابق ابن طاہر سعید بن حمید کے ہمراہ مستعین کے پاس گیا جس وقت اس نے اس کے لئے شرائط امان لکھیں، اس نے مستعین سے کہا کہ اے امیر المؤمنین سعید نے شرائط نامہ لکھ دیا ہے اور اس میں حد درجہ مضبوطی کر دی ہے، ہم اسے آپ کو سنانا چاہتے ہیں آپ سن لیجئے مستعین نے اے ابو عباس تجھ سے کوئی خطرہ نہیں، تجھ سے کوئی خطرہ نہیں، (سننے کی ضرورت نہیں) کیونکہ تو نے خود اسے نہیں چھوڑا اور کوئی قوم خدا کے فضل سے تجھ سے آگاہ نہیں حالانکہ ان سے پہلے تو خود اپنے اوپر ان شرائط کو مضبوط کر چکا ہے آخر وہی ہوا جو تو نے جان لیا تھا، محمد ابن طاہر نے اسے کوئی جواب نہ دیا،

جب مستعین نے معتز سے بیعت کر لی اور بغداد میں اس کی بیعت لے لی، اور اس پر بنی ہاشم اور قاضیوں اور

فقہاء اور سرداروں کو گواہ بنا دیا تو اس جگہ سے جہاں وہ الرصافہ میں مقیم تھا اپنے عیال، اولاد اور باندیوں کے ساتھ محرم میں کہ حسن ابن سہل کے محل کا نام تھا منتقل ہو گیا، ان سب کو انھوں نے وہاں اتار لیا، اور ان پر سعید بن رجاء حضاری وکیل بنا دیا گیا،

مستعین سے مہر، عصائے نبوی اور چادر مبارک لے لی گئی، اور عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کے ہمراہ روانہ کر دی گئی، اور یہ بھی لکھا گیا

''اما بعد سب تعریف اس اللہ کے لئے ہیں جو اپنی رحمت سے اپنی نعمتیں پوری کرنے والا ہے اور اپنے فضل سے اپنے شکر کا راستہ بتانے والا ہے اللہ اپنی رحمت کاملہ بھیجے محمد ﷺ پر جو آپ کے بندے اور اس کے ایسے رسول ہیں جن میں وہ تمام فضائل جمع کر دیئے گئے جو ان سے قبل رسولوں میں متفرق تھے جنھوں نے اپنی میراث کا حق اس شخص کو دیا جسے اپنی خلافت کے لئے مخصوص کیا، اللہ تعالیٰ آپ پر سلام کامل نازل فرمائے۔

میری یہ تحریر ایک ایسے خلیفہ کے نام ہے جس کے معاملے کو اللہ نے مکمل کر دیا جسے رسول ﷺ کی میراث اس شخص سے لے کر سپرد کر دی گئی جس کے پاس تھی، میں نے یہ تحریر امیر المؤمنین کی خدمت میں عبیداللہ بن عبداللہ غلام آزاد امیر المؤمنین کے ہاتھ بھیجی ہے جو امیر کا فرماں بردار ہے''

المستعین کا بصرہ میں قیام

المستعین کو مکہ جانے سے روک دیا گیا اس نے بصرہ میں ٹھہرنا پسند کیا سعید بن حمید سے مذکور ہے کہ محمد بن موسیٰ بن شاکر نے کہا کہ بصرہ ایک وبائی مقام ہے تو نے وہاں اترنا کیسے پسند کر لیا، المستعین نے جواب دیا کہ وہ زیادہ وبائی ہے یا ترک خلافت۔

مذکور ہے کہ قرب جو بہت بڑی باندی تھی المستعین کے پاس المعتز کا پیغام لائی جس میں یہ درخواست تھی کہ المستعین المتوکل کی تینوں باندیوں سے علیحدہ ہو جائے جن سے المستعین نے عقد کر لیا تھا، وہ ان سے علیحدہ ہو گیا، اور ان کا معاملہ انھی کے سپرد کر دیا اس کے پاس جواہرات کی دو انگوٹھیاں تھیں جن میں سے ایک نام البرج تھا، اور دوسری کا نام الجبل۔ محمد بن عبدال نے (ان دونوں کے لئے) المعتز کی خواص قرب کو اور ایک جماعت کو بھیجا اس نے وہ دونوں انگو ٹھیاں انھیں دیدیں، وہ لوگ انھیں محمد بن عبداللہ کے پاس لے آئے، محمد بن عبداللہ نے انھیں المعتز کے پاس روانہ کر دیا

۲ محرم کو جیسا کہ بیان کیا گیا بغداد میں دو سو زائد کشتیاں آئیں جن میں مختلف اقسام کا مال تجارت اور بہت سی بھیڑیں تھیں،

مستعین کو محمد بن مظفر بن سیسل اور ابن ابی حفصہ کے ہمراہ تقریباً چار سو سوار اور پیادہ فوج کے ساتھ واسط روانہ کر دیا گیا۔

اس کے بعد عیسیٰ بن فرخانشاہ اور قرب ابن طاہر کے پاس آئے کہ وہ یاقوت جو نشان خلافت ہے احمد بن محمد نے اپنے پاس روک لیا ہے، ابن طاہر نے حسین بن اسماعیل کو (احمد بن محمد کے پاس اس یاقوت کے لئے) بھیجا، اس نے وہ یاقوت اسے نکال کے دے دیا، حسین نے دیکھا کہ وہ ایک قیمتی یاقوت ہے جو چار انگل چوڑا اور چار انگل لمبا ہے اور اس پر اس کا نام لکھا ہوا ہے قرب کو یاقوت دے دیا گیا جو اسے معتز کے پاس لے گئی،

معتز نے احمد بن اسرائیل کو اپنا وزیر بنایا، خلعت دی، اور اس کے سر پر تاج رکھا۔

اسی سال ۱۲ محرم بروز ہفتہ کو ابو احمد سامرا روانہ ہوا محمد بن عبداللہ اور حسن بن مخلد نے اس کو الوداع کہا اس نے محمد بن عبداللہ کو پانچ خلعت دیں، اور ایک تلوار بھی عطا کی، محمد بن عبداللہ دربار سے واپس آ گیا۔

مستعین کی معزولی پر عوامی ردعمل

بعض شعراء نے مستعین کی معزولی کے بارے میں نظمیں کہیں ہیں:

احمد بن محمد کی خلافت چھین لی گئی
عنقریب اسکو قتل کر دیا جائے گا یا معزول کردیا جائے گا ،
اس کی آبائی سلطنت اس طرح زائل ہوتی ہے
کہ ان میں سے ایسا جواں کوئی نظر نہیں آتا جو سلطنت کا
مالک ہوکر اس سے فائدہ حاصل کرے،
مزید یہ کہ اے اولاد عباس بے شک تمہارا راستہ
اپنی رعایا کے قتل میں ایک کشادہ راستہ ہے
تم نے اپنی دنیا میں پیوند لگا لیا ہے
جس سے تمہارا لباس حیات شکستہ ہو گیا کہ اس میں پیوند نہیں لگ سکتا،

ایک بغدادی شاعر نے حسب ذیل اشعار کہے ہیں:

افسوس

میں تجھے فراق سے نالاں دیکھتا ہوں ،
اس لئے کہ حکمران کی صبح اس طرح ہوئی کہ وہ معزول کر کے نکال دیا گیا تھا
وہ ایسا حکمران تھا کہ جس کی وجہ سے سارا زمانہ
بہار کے طالبوں کے لئے وہ بہار تھا ،
خوشی سے ہنستا تھا ،
اے اہل آفاق تم گردش روزگار سے غافل نہ ہوجاؤ
بیشک زمانہ ہی بزم کو منتشر کر دیتا ہے،
اس نے خلافت کا لباس پہنا اور اسے اس
تمام مسلمانوں کے معاملات کا فیصلہ کرتا ہے
نے اس طرح بدلا کہ محبت سے ،
زمانے کے ہاتھ نے اسے جنگ میں مشغول رکھ کے اس پر ظلم کیا
حالانکہ وہ جنگ سے دور تھا،
ترک اپنی سرکشی کی وجہ سے اس سے برگشتہ ہوگئے
تو اس کا یہ حال ہو گیا کہ کبھی اس کا خوف جاتا رہا

اور کبھی اس پر خوف طاری ہونے لگا،
اس نے ان پر حملہ کیا انھوں نے اس پر حملہ کیا
پوشیدہ لشکر کے ہاتھوں نے سروں کا خون لے لیا
قدرت نے اسے مراتب عالیہ سے ہٹا دیا
اور وہ واسط میں اسطرح مقیم ہو گیا کہ اب واپسی کا خیال
اس کے دل میں نہیں آ سکتا۔
ان لوگوں نے اس کے ساتھ بے وفائی بھی
حالانکہ وہ بستر سے لگا رہا اور گویا نیند میں معاہدہ کرتا رہا
کی اور مکاری بھی کی خیانت بھی ،
ان لوگوں نے ہر طرف سے بغداد کا محاصرہ کر لیا
حالانکہ وہ اس کے مطیع تھے اس سے قبل جبکہ وہ محفوظ تھا
اگر خود اس نے جنگ بھڑکائی ہوتی
تو وہ جنگ کی ملاقات کے لئے زرہ پہن لیتا
یہاں تک کہ وہ اپنے پوشیدہ لشکر کو پوشیدہ لشکر سے ٹکرا دیتا
پھر جو جنگ کا ارادہ کرتا وہ بچھڑ جاتا
تو اس حالت میں ہوتا کہ زمانے کے فریب پر
اور جب کمینے اس سے بے وفائی کرتے تو محفوظ ہوتا
لیکن اس نے دوست کی رائے اور اس کی سرزنش نہ مانی
اور بد عہدی کرنے والوں کی بات کا فرمانبردار ہو گیا
ایسے باد شاہ کے لئے سلطنت کا غلبہ نہیں رہتا
جو درست رائے کا ضا ئع کر دیتا ہے
وہ اپنے آپ ہی کو دھوکا دیتا رہا
یہاں تک کہ اپنے ملک سے فریب دے کے نکال دیا گیا
ابن طاہر نے اس بیعت کے عوض اپنا دین فروخت کر دیا
جس بیعت کے ساتھ امام کی سلطنت نے محفوظ
ہو کر شام کی تھی
اس نے خلافت اور رعیت کو اس سے چھین لیا تو وہ بھی ایسا ہو گیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرو ردگار کا دین
گویا اس سے چھین لیا گیا
اس کی وجہ سے وہ ضرور تلخ پیالے پیئے گا

اور یقیناً زمانے کے ہاتھ ذلیل کیا جائے گا

محمد بن نزدان بن ابی الجھوب بن مردان نے اس وقت یہ اشعار کہے جس وقت مستعین معزول ہو کر واسط چلا گیا:

مسرت

بیشک تمام امور معتز کی جانب واپس آگئے
جس سے مدد مانگی جاتی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) وہ
بھی اس کے حالات کی طرف متوجہ ہوا ،
اور وہ مستعین جانتا تھا کہ سلطنت اسکے لئے نہیں ہے
اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ سلطنت کا تو حقدار ہے لیکن
اس نے اپنے آپ کو دھوکا دیا ہے
اور اس مالک الملک نے جو سلطنت کا دینے والا بھی
ہے اور اس کا چھین لینے والا بھی ہے
تجھے سلطنت عطا کردی اور اس سے سلطنت چھین لی
بیشک خلافت اس کے لئے مناسب نہ تھی
اس کے پاس خلافت اس عورت کی طرح تھی جس سے
متعہ کے طور پر عقد کیا گیا ہو
لوگوں کے نزدیک اس کی بیعت کس قدر قبیح تھی
اور کیسا اچھا ہے لوگوں کا یہ قول کہ وہ معزول کر دیا گیا
اے کاش کہ کشتی اسے کوہ قاف تک دفع کردیتی
اس ملاح پر میری جان قربان ہوتی جو اسے دفع کر دیتا
کتنے ہی بادشاہوں نے تجھ سے پہلے لوگوں کے
معاملات پر حکمرانی کی
اگر انھیں وہ مصائب برداشت کرنا پڑتے جو تجھے
برداشت کرنا پڑے (تو وہ ہلاک ہوجاتے)
تیری وجہ سے لوگوں کی شام تنگی کے بعد فراخی میں ہوئی
اور اللہ تنگی کے بعد فراغت دے دیتا ہے
اور اللہ تجھ جیسے بادشاہ سے برائی کو دفع کرے
کیونکہ تیری وجہ سے وہ برائی ہم سے دور ہے
نہ میری مدح رائگاں ہوئی اور نہ تیری عطا مجھ پر رائگاں ہوئی
اور بحمد اللہ میں نے تجھے سخی اور معطی پایا
مجھے وہ جائداد واپس کر دے جو نجد میں ضبط کر لی گئی

کیونکہ تجھ جیسے مجھ جیسوں کو بڑی بڑی جائدادیں جاگیر دے دیتے ہیں
پھر اے امام عادل تو اگر اس کی آمدنی مجھے واپس کر دے گا
تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے میرے حاسدوں کو ذلیل کر دے گا

مستعین کی معزولی کے بعد معتز کی مدح میں کہتا ہے

دنیا اپنی حالت میں واپس آگئی
اور اللہ نے اس کے آنے سے ہمیں مسرور کیا
اللہ نے تجھے اہل دنیا کے لئے کافی کر دیا۔
دنیا کے مصائب کی شدت نہیں رہی
پہلے ایک جاہل اس کا مالک ہو گیا تھا
حالانکہ دنیا اپنے جاہلوں کے ساتھ صلح نہیں کرتی
اس کی وجہ سے دنیا مقفل ہو گئی تھی
تو اس کے تالوں کی کنجی ہو گیا
بیشک وہ دنیا جس میں تو اس جاہل کے بعد پہنچا
اپنے اچھے حالات کی طرف واپس آگئی
وہ خلافت جس کے تو لائق تھا
اللہ نے اس کی قمیض تجھے عطا فرمادی
مستحق خلافت کو اس کے منصب پر لوٹادیا
اور اللہ نے دنیا کو اس کی سابقہ حالت پر لوٹا دیا
وہ خلافت سب سے پہلے عاریت نہ بنی
جو زبردستی اپنے مالک کو واپس کر دی جاتی ہے
خدا کی قسم اگر وہ (مستعین) کسی گاؤں پر والی ہوتا
تو وہ اس کی چند ذمہ داریوں کے لئے بھی کافی نہ ہوتا
اس نے ڈرا کے سلطنت میں ہاتھ ڈالا
داخل کرنے کے بعد اسے نکال لیا
ہمیں اللہ نے اس کے بدلے ایک ایسا سردار دیا
جس نے دنیا کو زلزلے کے بعد سکون عطا کر دیا ہے
یہ امت اس کی امت سے بدل دی گئی
گویا وہ امت اپنے دجال کے وقت میں تھی
سلطنت اور اس کے بار کو معتز نے سنبھال لیا
اور جنگ اور اس بار کو اس مستعین نے سنبھال لیا

جس ظلم کو ان لوگوں نے سوچا تھا اسے باطل کر دیا
تیرے لشکر اور اس کے بہادروں کے کوچ نے
تو نے جس لشکر کو قابل بنایا اس نے کس قدر آسانیاں کر دیں
کہ کسی لشکر نے اس کے اعمال کے مانند عمل نہیں کیا

ولید بن عبید بہتری نے مستعین کی معزولی اور معتز کی مداح میں کہا ہے

آگاہ ہو جاؤ کے جس کے پاس ظلم کی تاریکی آئی
کہ وہ روشن ہو گئی ہے اور عیش آسان ہوگئی ہے
ہم نے مانگی ہوئی چیز کو جو ایک برے شخص کے پاس تھی واپس کر دیا ہے
اور اس کے اہل کو وہ چیز مل گئی حق بحق دار رسید
مجھے اس زمانے پر تعجب ہے جس کی گردشوں نے تھکا دیا ہے
اور بجز اس کی گردشوں اور عجائبات کے
ناز سے دامن کھینچنے والا کب تک امید رکھے گا
یا اس کے عمامے کی مدح کی جائے گی
کہ اس کے لئے تاج منتخب کیا جائے گا
غاصب نے خلافت کے حق کا کیونکر دعویٰ کیا
اس کے بغیر میراث نبوی اس کے اقارب نے لے لی
شرقی منبر رودیا جبکہ اس پر وہ غاصب بولنے لگا
ایک بیل لوگوں کے روبرو جس کے دانت ہل رہے تھے
وہ ثرید (شوربے میں پکی ہوئی روٹی) کے پہلو پر بار ہے، انتظار کرتا ہے
دستر خوان اٹھنے کے وقت شروع کرتا ہے اور اس پر ٹوٹ پڑتا ہے
جب موجودہ غذا سے اپنا پیٹ بھر لیتا ہے تو پھر پرواہ نہیں کرتا
کہ آیا ملک کا چراغ روشن ہے یا گل ہو گیا
جب صبح کے وقت بھنگی اس کی گندگی دھلاتا ہے
تو اس کی تعریف میں کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی عیب گوئی میں بڑھ جاتا ہے
اس نے ایسی چیز کے حصول کے لئے قدم اٹھایا جس کا وہ اہل نہیں تھا
ایسی انطاری سمجھ کر جس سے خوش ہوتا ہے اور ایسے طور پر کہ وہ شر ہوتا ہے
تو حق کو کیسا سمجھتا ہے جب وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا
اور کیسا سمجھتا ہے ظلم کو جبکہ اس کے نتائج دور ہوں
جب اللہ کی جانب سے یہ عزت یافتہ چلتا ہے تو نہیں ہوتا ہے کہ
وہ عاجز کر دیا جائے اس مطلوب چیز سے جس کا وہ طالب ہے

اس نے جبر عصا کو پھینکا اور اس کا حال یہ تھا کہ ذلیل ہو چکا تھا
اور اس کے شانے نبی ﷺ کی چادر مبارک سے برہنہ کر دیئے گئے تھے
مجھے بڑی مسرت ہوئی جب یہ کہا گیا کہ تیزی کے ساتھ روانہ کر دی گئیں
مشرق کی طرف اس کی کشتیاں اس کی ناویں
دھوبی کی ڈاڑھی جبکہ وہ جنبش کرے
اس شخص کو بھلائی پہنچنے والی نہیں جو اس دھوبی کو ملامت کرتا ہے
ابن خلاد وہ اشعار جمع کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں
اور ایک بہادر کی اس طرح صبح ہوتی ہے کہ وہ کاتب جہل ہوتا ہے
میں وادی حرام کی قسم کھاتا ہوں
اور اس کے تمام محترم پتھریلے میدانوں اور اس کی خشک لکڑیوں کی
کے بیشک معتز نے امت ﷺ کو چلایا
اور ایسے راستے پر جن کا راستہ حق کی طرف جاتا ہے
میں نے اللہ کے دین کو درست کر دیا اس کے بعد مٹ گئے تھے
ہم میں اس کے نشان اور اس کے ستارے غروب ہو گئے تھے
اور ملک ۔ کے انتشار کو مٹا دیا یہاں تک کہ
اس کے مشرق ومغرب باہمی اتفاق سے بھر گئے ہیں

ابوساج کا دیہات میں تقرر

اسی سال ۲۳ محرم کو ابوساج دیوداد بن دیودست بغداد واپس آیا محمد بن عبداللہ نے اسے ان دیہاتوں کے زرعی علاقے سپرد کئے جن کی آبپاشی دریائے فرات سے ہوتی تھی، ابوساج نے اپنے نائب جسے کربہ کہا جاتا تھا انبار بھیجا اور ایک جماعت کو ابن ہبیرہ کے محل بھیجا حارث بن اسد کو پانچ سو سوار اور پیادہ کے ہمراہ روانہ کیا کہ وہ اس کے کھیتوں کی تلاش کرے، وہاں سے ترکوں اور مغربیوں کو نکال دے جو اس علاقے میں پلٹ آئے تھے اور چوریاں کر رہے تھے۔

ابوساج بغداد سے تین ربیع الاول کو روانہ ہوا، اس کے ساتھی طساسیج الفرات میں اس سے جدا ہوئے، وہ ابن ہبیرہ کے محل میں اتر کر پھر کوفہ چلا گیا، ۱۹ محرم کو ابواحمد اپنی چھاونی سے واپس ہو کر سامرا آیا تو معتز نیا سے چھ کپڑے خلعت دیئے اور ایک تلوار، اسے جڑاؤ ٹوپی کے ساتھ سوانے کا تاج پہنایا گیا، اسے دو سونے کی تلواریں ملیں اور ایک جڑاؤ تلوار جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے کرسی پر بٹھایا گیا اور بڑے سرداروں کو بھی خلعت دیا گیا۔

شریح حبشی کا قتل

اسی سال شریح حبشی قتل کیا گیا اس کا سبب یہ ہوا جس وقت معتز اور مستعین کے درمیان صلح ہوئی تو یہ چند حبشیوں کے ساتھ بھاگ گیا اور واسط، علاقہ جبل اور اہواز کے درمیان ڈاکہ ڈالنے لگا متوکل کی ماں کے ایک موضع میں اتر گیا جو دیری کہلاتا تھا پندرہ آدمیوں کے ساتھ وہاں کی سرائے میں اترا، شراب پی اور مست ہو گئے، اہل موضع نے

حملہ کر کے انھیں جکڑ کر قید کر دیا اور انھیں منصور بن نصر کے پاس واسط لے گئے، منصور نے بغداد بھیج دیا، محمد بن عبداللہ نے لشکر بھیج دیا، جب وہ لوگ بغداد پہنچے بایکباک شریح کی طرف اٹھا، اسے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیا اور بابک کے تختے پر لٹکا دیا گیا اس کے ساتھیوں کو پانچ سو سے ہزار تک تازیانے مارے گئے،

اسی سال ربیع الآخر میں مدینہ ابوجعفر میں عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کی وفات ہوئی،

بغا اور وصیف کے خلاف کاروائی کی کوشش

اسی سال معتز نے محمد بن عبداللہ کو دفاتر سے بغا اور وصیف کا اور جو شخص ان سے قریبی تعلق رکھتا ہو اس کا نام خارج کرنے کے لئے لکھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن ابی عون نے جو محمد بن عبداللہ کا ایک سردار تھا جب ابو احمد سامرّ پہنچ گیا تو محمد بن عبداللہ سے بغا اور وصیف کے قتل کے بارے میں گفتگو کی، اس نے اس سے یہ وعدہ کیا کہ وہ ان دونوں کو قتل کر دے گا، المعتز نے محمد بن عبداللہ کو محمد بن ابی عون کے لئے ایک پرچم اور ایک سند منصبی بھیجی، پرچم بصرہ، یمامہ و بحرین کا تھا، بغا اور وصیف کے ساتھیوں کے ایک گروہ نے انھیں یہ واقعہ لکھا اور محمد بن عبداللہ سے ڈرایا۔

وصیف اور بغا ۲۵ ربیع الاول بروز منگل کو سوار ہو کر اس کے پاس گئے اور کہا کہ اے امیر ابن ابی عون نے ہمارے قتل کی جو ذمہ داری لی ہے ہمیں اس کی خبر پہنچ گئی ہے، ساری جماعت نے بے وفائی کی اور مخالفت کی جس کی بنا پر وہ ہم سے جدا ہو گئے، خدا کی قسم وہ اگر ہمیں قتل کرنا چاہیں گے تو ایسا کبھی نہ کر سکیں گے،

محمد بن عبداللہ نے ان دونوں سے قسم کھائی کہ وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، بغا نے نہایت سخت گفتگو کی اور وصیف اسے روکتا رہا، وصیف نے کہا کہ امیر قوم نے ہم سے بے وفائی کی ہے اور ہم لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا قاتل آ جائے،

وہ دونوں محمد بن عبداللہ کے یہاں ایک جماعت کے ہمراہ گئے تھے پھر اپنے اپنے گھر واپس آ گئے، دونوں نے اپنے لشکر اور اپنے آزاد کردہ غلاموں کو جمع کیا اور ربیع الاول کے اختتام تک تیاری اور ہتھیاروں کی خریداری اور اپنے پڑوسیوں میں مال تقسیم کرنے میں لگے رہے، وصیف اور بغا کو قرب کے آنے کے وقت محمد بن عبداللہ نے اپنے کاتب محمد بن عیسیٰ کے ذریعے سے بلا بھیجا، وہ دونوں اس کے ہمراہ آئے، محمد بن عبداللہ کے مکان کے پاس پل کے قریب پہنچے تھے کہ جعفر کردی اور خالد برمکی ملے، ہر ایک نے دوسرے کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی، جعفر ابن خالد نے ان سے کہا کہ تم دونوں اس لئے بلائے گئے ہو کہ تمھیں لشکر بھیج دیا جائے، محمد بن عبداللہ نے تم دونوں کے لئے اس کام پر ایک جماعت تیار کی ہے، یا تم دونوں قتل کر دئے جاؤ گے، یہ سن کر دونوں واپس ہو گئے ایک فوج جمع کی ہر شخص کے لئے دو درہم یومیہ تنخواہ مقرر کی دونوں اپنے اپنے گھر میں مقیم ہو گئے،

معتز کی رضا مندی

وصیف نے اپنی بہن سعاد کو موید کے پاس روانہ کیا تھا موید اس کی گود میں رہ چکا تھا وصیف کے محل سے دس لاکھ دینار جو وہاں مدفون تھے نکال کر لیتی گئی جو اس نے موید کو دے دیئے موید نے معتز سے وصیف پر راضی ہو جانے کے بارے میں گفتگو کی، اس نے اپنی خوشنودی کا فرمان لکھ دیا، وصیف نے باب شماسیہ پر اپنے خیمے لگا لئے تاکہ نکل

جائے، ابواحمد بن متوکل نے بغا سے راضی ہو جانے کے بارے میں گفتگو کی اسے بھی خوشنودی کا پروانہ لکھ دیا گیا۔

وصیف اور بغا کی سامرّ اروانگی

دونوں کا حال پریشان تھا اور وہ بغداد میں ہی مقیم تھے ترک معتز کے پاس جمع ہوئے انھوں نے اس سے ان دونوں کو بلانے کے حکم کی درخواست کی کہ "وہ دونوں ہمارے بزرگ و رئیس ہیں" اس نے ان دونوں کو آنے کے لئے لکھ دیا یہ فرمان تین سو آدمیوں کے ہمراہ با یکباک لے گیا اس نے براؤن میں قیام کیا اور فرمان ان دونوں کے پاس اسی سال ۲۳ رمضان کو بھیج دیا، محمد بن عبداللہ کو ان دونوں کے روکنے کا مطالبہ لکھا، ان دونون نے اپنے اپنے کاتب احمد بن صالح اور دلیل بن یعقوب محمد بن عبداللہ کے پاس روانہ کئے کہ وہ دونوں اس سے اجازت طلب کریں، ان دونوں کے پاس ترکوں کا ایک لشکر آیا جو عیدگاہ میں ٹھہر گیا، وصیف اور بغا اور ان کی اولاد اور سوار تقریباً چار سو سواروں کے ساتھ نکلے ،دونوں نے اپنا اپنا سامان اور کنبہ چھوڑ دیا، انھوں نے اہل بغداد کے لئے اور اہل بغداد نے ان لوگوں کے لئے دعا کی،

ابن طاہر نے محمد بن سکیی الواثقی اور بندار طبری کو باب شماسیہ اور باب البردان روانہ کیا تھا کہ وہ ان دونوں کو روک لیں، لیکن دونوں باب خراسان گئے اور اس طرح نکلے کہ کاتبوں کو بھی علم نہیں ہوا محمد بن عبداللہ نے احمد اور دلیل سے کہا کہ تمھارے دونوں ساتھی کیا کر گئے، احمد بن صالح نے کہا کہ میں نے وصیف کو اس کے گھر میں چھوڑا تھا، محمد بن عبداللہ نے کہا کہ ابھی ابھی روانہ ہوا، کاتب نے کہا کہ مجھے علم نہیں،

سابقہ عہدوں پر واپسی

جب وصیف سامرّا پہنچ گیا تو اسی سال ۲۱ شوال اتوار کو صبح ترکے احمد بن اسرائیل وصیف کے پاس پہنچ گیا ،اس کے پاس دیر تک بیٹھ کر پھر بغا کے پاس واپس گیا پھر اس کے پاس بھی بیٹھ کر دار لخلافت چلا گیا آزاد کردہ غلا مجمع ہو گئے اور انھوں نے ان دونوں کے حق میں اپنے اپنے مرتبے پر واپس کیے جانے کی درخواست کی، ان کی یہ درخواست منظور کر لی گئی، ان دونوں کو بلا بھیجا، وہ دونوں حاضر ہوئے دونوں اسی مرتبے پر کر دیئے گئے جس پر وہ بغداد جانے سے پہلے تھے ان کی جاگیر بھی واپس کرنے کا حکم دیا اور دونوں کو ان کے مرتبے کی خلعت بھی عطا کی گئی معتز سوار ہو کے دار العامہ گیا اور وصیف اور بغا کو ان کی سابقہ ذمہ داریوں کا عہدہ دے دیا ڈاک کا محکمہ (دیوان البرید) جیسا کہ پہلے تھا موسیٰ بن بغا کبیر کو واپس کر دیا، موسیٰ نے اسے قبول کر لیا،

بغدادی فوج کی ابن طاہر سے جھڑپ

اسی سال رمضان میں بغداد کی فوج اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ساتھیوں کے درمیان جنگ ہوئی، اس زمانے میں ابن خلیل سپہ سالار تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس لڑائی کا سبب یہ ہوا کہ معتز نے محمد بن عبداللہ کو طساسیج ،بادوریا اور قطربل اور مسکن وغیرہ علاقوں کو لگان پر دینے کا لکھا تھا دونوں کنویں ۲۵۲ سے پینتیس دینار پر ہوں گے،

معتز نے محکمہ ڈاک پر ایک شخص کو والی بنایا تھا جس کا نام صالح بن الہیثم تھا، اس کا بھائی متوکل کے زمانے

میں علیحدہ ہو کر اتامش کے پاس تھا مستعین کے زمانے میں صالح کے حالات بہت اچھے ہو گئے وہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے سامرا میں قیام کر لیا تھا حالانکہ وہ المحرم کا رہنے والا تھا، اس کا باپ کپڑا بنتا تھا پھر وہ سوت بیچنے جایا کرتا تھا، جب اس کی حالت اچھی ہوئی تو اس کا بھائی بھی اس کے پاس منتقل ہو گیا، جب صالح نے بغداد میں قیام کیا تو اسے ایک خط لکھا گیا جس میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس خط کو بغداد کے سرداروں کو پڑھ کر سنا دے، مثلاً عتاب بن عتاب، محمد بن یحییٰ الواثقی اور محمد بن ہرثمہ اور محمد بن رجاء اور شعیب بن عجیف، اور ان کے ہم مرتبہ لوگ، اس نے وہ خط انھیں سنا دیا، وہ لوگ محمد بن عبداللہ کے پاس گئے اور اسے اس کی خبر دی، محمد بن عبداللہ نے اسے بلانے کا حکم دیا، صالح ابن الہیثم بلایا گیا محمد بن عبداللہ نے کہا کہ میرے علم کے بغیر تجھے اس کام پر کس نے ابھارا، اسے دھمکایا اور گالیاں دیں، سرداروں سے کہا کہ اس وقت تک انتظار کرو جب تک میں غور کروں اور تمھیں اس کے متعلق اپنے فیصلے کے مطابق حکم دوں۔ اس بات پر وہ لوگ اس کے پاس سے واپس چلے گئے، صالح بھی واپس چلا گیا۔

دس رمضان کو محمد بن عبداللہ کے دروازے پر اپنی تنخواہ مانگنے والے جمع ہوئے، اس نے انھیں اطلاع دی کہ اس نے فوج بغداد کی تنخواہ کے مطالبے کے بارے میں خلیفہ کو یہ لکھا تھا کہ یہ فرمان اس کے جواب میں آیا ہے کہ اگر تو نے رضا کار اپنے لئے مقرر کیے تھے تو ان کی تنخواہیں دے، اگر ہمارے لئے مقرر کیے تھے تو ہمیں ان کی ضرورت نہیں۔

جب اسے فرمان پہنچا تو اس نے لوگوں کے ایک دن تک احتجاج کے بعد ان کے لئے دو ہزار نکالے، جس سے ان کا حساب کر دیا گیا اور کچھ سکون ہو گیا،

وہ لوگ ۱۱ رمضان کو اس طرح جمع ہوئے کہ ان کے ہمراہ جھنڈے اور طبل بھی تھے انھوں نے باب حرب اور باب شماسیہ پر اپنے خیمے ڈیرے نصب کر دیئے، بوریا اور بانس کے مکان بنا کے وہاں شب گزاری۔

صبح ہوئی تو مجمع اور بڑھ گیا ابن طاہر نے بھی اپنے خاص لوگوں کی ایک جماعت کو رات بھر اپنے گھر میں رکھا اور سب کو ایک ایک درہم دیا صبح ہوئی تو وہ لوگ محمد بن عبداللہ کے مکان سے بدمعاشوں کے ایک گروہ کی طرف گئے وہ بھی ان کے ساتھ ہو گئے ابن طاہر نے اپنے ان اہل لشکر کو جمع کیا جو اسکے ہمراہ خراسان سے آئے تھے اور انھیں دو مہینے کی تنخواہ دے دی، بغداد کے لشکر کے پرانے سواروں کو دو دو دینار اور پیادے کو ایک ایک دینار دیا اور ان آدمیوں کے ذریعے سے اپنا مکان محفوظ کر لیا،

جمعہ کا دن ہوا تو بدمعاشوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہتھیار، جھنڈے، اور طبل، لئے ہوئے باب حرمین پر جمع ہو گئی، ان کا سردار عبدان بن الموفق نامی ایک شخص تھا، اس کی کنیت ابوقاسم تھی، اور عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے مقرر کردہ لوگوں میں سے تھا عبدان کا تعلق وصیف کے دیوان سے تھا وہ (عبدان) بغداد آیا اور ایک لاکھ دینار میں اپنا مکان فروخت کر کے پھر چلا گیا جب شاکریہ نے باب العامہ پر حملہ کیا تو ان کے ساتھ تھا سعید حاجب نے اسے پانچ سو تازیانے مارے تھے، مدت تک قید رہا پھر رہا کر دیا گیا تھا۔

مستعین کا فتنہ ہوا تو وہ بغداد چلا گیا بہت سے بدمعاش اس کے ساتھ شامل ہو گئے، اس نے انھیں اپنی تنخواہیں اور غیر ادا شدہ رقوم طلب کرنے پر برانگیختہ کیا اور اس امر کی ذمہ داری لی کہ وہ خود ان کا سردار بن کر ان کے معاملے کی تدبیر کرے گا، انھوں نے اسے منظور کر لیا بدھ جمعرات اور جمعہ کو ان پر تقریباً تیس ہزار دینار ان کے کھانے میں صرف کیے جنھیں گنجائش تھی اور کھانے پینے کے محتاج نہ تھے وہ اپنے مکان کھانے کے لئے چلے جاتے تھے۔

جمعہ کا دن ہوا تو ان کی بہت بڑی جماعت جمع ہوگئی انھوں نے شہر کا ارادہ کیا کہا امام کے پاس جائیں اور اسے نماز سے اور معتز کے لئے دعا کرنے سے روکیں پوری تیاری کے ساتھ باب حرب کی سڑک سے روانہ ہوئے باب شام کی سڑک پر باب مدینہ تک بازار لوٹ لیا، ابوقاسم بدمعاشوں کی نیزہ تلوار سے مسلح جماعت کو ہر گلی کوچے کے راستے پر پہنچا رہا تھا کہ ایسا نہ ہو کے کوئی ان سے جنگ کے لئے نکل آئے۔ جب وہ باب مدینہ پہنچ گیا تو ان کے ہمراہ بہت بڑی جماعت شہر میں داخل ہوگئی لوگ دونوں دروازوں اور دونوں محرابوں کے درمیان گئے وہاں تھوڑی دیر قیام کیا ایک جماعت جن میں تقریباً تین سو آدمی ہوں گے ہتھیار لے کر شہر کی جامع مسجد کے میدان کی طرف روانہ ہوئی ان کے ہمراہ عوام میں سے بہت بڑی تعداد شامل ہوگئی یہ لوگ جعفر ابن العباس امام مسجد کے پاس گئے اور کہا کہ اسے نماز سے نہیں روکیں گے البتہ معتز کے لئے دعا کرنے سے روکیں گے، جعفر نے انھیں بتایا کہ وہ بیمار ہے نماز کے لئے نکلنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا، وہ لوگ اس کے پاس سے واپس ہوگئے اسد بن مرزبان کے راستے کی طرف گئے، اور وہ سڑک بند کردی، جو کوچہ رقیق (نخاس) تک جاتی ہے کوچہ سلیمان ابن ابی جعفر کے دروازے پر ایک جماعت مقرر کر دی، الحدادین کی سڑک پر پل کو قبضے میں لینے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔

ابن طاہر نے اپنے سرداروں کی ایک جماعت ان کی طرف روانہ کی جن میں الحسین ابن اسمٰعیل اور العباس بن قارن اور علی بن جہشیار اور عبداللہ بن الافشین بھی سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ شامل تھے، پھر ان سے انھوں نے گفتگو کی اور نرمی سے واپس کرنا چاہا، ان پر لشکر اور شاکر یہ نے حملہ کردیا اور ابن طاہر کے چند سرداروں کو مجروح کیا ابن قارن، ابن جہشیار، اور عبیداللہ بن یحیٰی کے رضا کاروں میں سے ایک شامی آدمی کا جس کا نام سعد الصنابی تھا گھوڑا لے لیا، ابوالسنا کو زخمی کردیا اور سرداروں کو پل سے ہٹا کے باب عمرو بن مسعدہ تک پہنچادیا، جماعت کے لوگوں نے جو مشرقی جانب تھے جب یہ دیکھا کہ ان کے ساتھیوں نے ابن طاہر کے ساتھیوں کو پل سے ہٹا دیا تو تکبیر کہی اور (دریا) عبور کرکے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنے کے ارادے سے حملہ کردیا

ابن طاہر نے ایک کشتی تیار رکھی تھی جس میں کانٹے اور بانس تھے تاکہ اس میں آگ لگا کے پل کے بالائی حصے پر اسے ڈال دے اس حیلے سے اس نے تمام کشتیوں میں آگ لگادی اور پل کو منقطع کردیا آتش زدہ کشتی دوسری جانب گئی تو غربی جانب والوں نے اسے ڈبو دیا اور وہ آگ بھی بجھادی جو پل کی کشتیوں میں لگی ہوئی تھی بہت بڑا مجمع جانب شرقی سے جانب غربی کی طرف عبور کرکے آگیا اس مجمع نے ابن طاہر کے ساتھیوں کو عمرو بن سعدہ کے چھتے سے دفع کردیا اور ابن طاہر کے دروازے تک پہنچ گئے شاکر یہ اور لشکر عمرو بن سعدہ چھتے تک گئے ظہر تک فریقین کے تقریباً دس آدمی قتل ہوئے عوام اور بدمعاشوں کی ایک جماعت کوتوالی کی طرف چلی جو مجلس الشرطہ کے نام سے مشہور تھی یہ کوتوالی پل کے غربی جانب ایک مکان میں تھی جو بیت الرفوع کہلاتا تھا انھوں نے اس کا دروازہ توڑ ڈالا جو کچھ تھا لوٹ لیا اس میں بہت قسم کا سامان واسباب تھا، جدال وقتال میں انھوں نے کوئی چیز اس میں نہ چھوڑی کثیر سامان بھی تھا اور بہت قیمتی بھی تھا۔

ابن طاہر نے اپنی فوج کو مغلوب دیکھ کے دونوں پل جلادیے، باب الجسر پر کوچہ سلیمان کے متصل یمین و یسار میں جو دکانیں واقع تھیں اس کے حکم سے وہ جلادی گئیں، تاجروں کا مال کثیر جل گیا اور مجلس صاحب الشرطہ کی دیواریں بھی منہدم ہوگئیں، آگ نے فریقین کو گھیر لیا اس وقت لشکر نے نہایت بلند آواز سے تکبیر کہی پھر باب الجسر اپنی

چھاؤنی کی طرف واپس گئے ۔

حسین بن اسماعیل سرداروں اور شاکریہ کی ایک جماعت کے ساتھ باب الشام کی طرف گیا، پھر تاجروں اور عوام کے پاس ٹھہر گیا، اور لشکر کی مدد کرنے پر انھیں بہت ڈانٹا کہ ''یہ لوگ تو اپنی روٹیوں (خوراک وتنخواہ) کے لئے لڑے وہ معذور ہیں، تم لوگ امیر کے پڑوسی ہو تم پر امیر کی مدد واجب ہے، تمھارے طرز عمل کی کیا توجیہ ہے کہ تم نے کیوں اس کے خلاف شاکریہ کی مدد کی، اور کیوں پتھر پھینکے حالانکہ امیر تم سے بچ رہا تھا۔

شورش کرنے والے لشکری اپنے مقامات اور چھاؤنیوں میں ٹھہر گئے یہ ابن طاہر کے ساتھ اثبات کی ایک جماعت شامل ہوگئی، اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کیا بعض کو اپنے گھر میں اور بعض کو سڑک پر جو پل سے اس کے گھر کی طرف جاتی ہے اثبات وہ لوگ تھے جنھیں اس اندیشے سے کہ لشکر کسی دن اس پر حملہ نہ کردے، اس نے جنگ کے لئے تیار کیا تھا، ان لوگوں کی واپسی نہ ہوئی، ابن طاہران دونوں میں جب ان کی واپسی کا اندیشہ تھا خوف میں رہا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان بدمعاشوں میں سے دو آدمیوں نے اس سے امن کی درخواست کی دونوں نے اپنے ساتھیوں کے رازوں کی اسے اطلاع دی، اس نے ان دونوں کے لئے دوسو دینار کا حکم دیا، شاہ بن میکال اور حسین بن اسماعیل کو عشاء کے آخر وقت کے بعد اپنے اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ہمراہ باب حرب جانے کا حکم دیا جانے کے بعد ان دونوں نے ابو قاسم جو سردار قوم تھا اور ابن خلیل کی تلاش میں جو محمد بن ابی عون کے ساتھیوں میں سے تھا حیلہ سازی کی، یہ سب لوگ وہاں گئے ابو قاسم اور ابن خلیل دونوں نے ان دو آدمیوں کے علیحدہ ہونے پر جو ابن طاہر کے پاس چلے گئے تھے اور ایک شخص کے علیحدہ ہونے پر جس کا نام اکمی تھا اپنی اپنی جان کے خوف سے اس طرح کسی کنارے چلے گئے تھے کہ جاتے وقت شاکریہ ان دونوں سے مزاحمت کے لئے باہر بطاطیا کے پل کی طرف گئے۔

روایت ہے کہ قبل اس کے کہ وہ بطاطیا کے پل تک پہنچیں ابن خلیل دونوں کے سامنے آگیا، اور ان دونوں کے خلاف شور مچانے لگا فریقین ایک دوسرے کو للکارنے لگے، ابن خلیل نے پہچان کر حملہ کر دیا ان میں سے چند کو لہولہان کر ڈالا، لوگوں نے اس کا محاصرہ کر لیا وہ اپنی جماعت کے وسط میں تھا شاہ کے ایک آدمی نے نیزہ مار کے اسے زمین پر گرا دیا علی بن جہشیار نے گر جانے کے بعد اس کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی، وہ اس حالت میں خچر پر لادا گیا کہ کسی قدر جان تھی یہ لوگ اسے لے کے ابن طاہر تک پہنچنے نہ پائے تھے کہ مر گیا۔ شاہ نے دارالخلافت کی ڈیوڑھی کے مویشی خانے میں لاش کے ڈال دینے کا حکم دیا کہ یہاں سے مشرقی جانب پہنچادی جائے گی

عبدان بن موفق اپنے گھر چلا گیا تھا اور وہاں سے کسی جگہ جا کے چھپ گیا تھا، اس کا پتہ بتا دیا گیا تھا اور وہ گرفتار کر کے ابن طاہر کے پاس بھیج دیا گیا شاکریہ جو باب حرب میں تھے منتشر ہو کے اپنے اپنے گھر چلے گئے ،عبدان بن موفق کو دو بیڑیاں پہنائی گئیں جن کا وزن تیس رطل (پندرہ سیر) تھا۔

حسین بن اسماعیل دارالعامہ کے اس قید خانے گیا جس میں عبدان تھا ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اسے بلا کے دریافت کیا کہ '' آیا وہ کسی کا جاسوس ہے یا اس نے جو کچھ کیا اپنی ہی طرف سے کیا، عبدان نے جواب دیا کہ وہ کسی کا جاسوس نہیں اور وہ شاکریہ ہی کا ایک آدمی ہے جس نے اپنی روٹی طلب کی'' حسین نے ابن طاہر کو اس بات سے آگاہ کیا طاہر بن محمد اور اس کا بھائی دارالعامہ کے اندرونی حصے میں گئے دونوں بیٹھ گئے، جو سردار دارالعامہ میں رات کو رہتے تھے انھیں حسین بن اسماعیل، شاہ بن میکال اور عبدان کو بلایا، اسے دو آدمی لے آئے، حسین اس سے مخاطب ہوا کہ ''تو

اس جماعت کا سردار ہے" اس نے کہا "نہیں تو صرف ان میں سے ایک آدمی ہوں میں نے بھی وہی مطالبہ کیا جو انھوں نے کیا تھا، حسین نے اسے گالی دی اور حرب بن محمد بن عبداللہ بن حرب نے کہا کہ " جھوٹ بولتا ہے تو اس جماعت کا سردار ہے ہم نے تجھے دیکھا تھا تو انھیں حرب، شہر اور باب الشام میں تیار کر رہا تھا"۔ اس نے پھر یہی کہا کہ "میں ان کا سردار نہ تھا میں تو ان میں سے ایک آدمی ہوں میں نے بھی وہی طلب کیا جو انھوں نے طلب کیا تھا، حسین نے اسے دوبارہ گالی دی، اس کے حکم پر اسے چپت دی گئی اور اپنی بیڑیوں کے ساتھ گھسیٹا گیا یہاں تک کہ دار العامہ سے باہر نکال دیا گیا، جو ملتا تھا اسے گالی دیتا تھا۔

طاہر بن محمد اپنے والد کے پاس گیا اور اسے واقعے کی خبر دی عبدان خچر پر لاد کر قید خانے پہنچا دیا گیا۔

ابن خلیل (کا جنازہ) ایک کشتی میں لاد کر مشرقی جانب پہنچا دیا گیا، اور وہاں لٹکا دیا گیا، عبدان کو برہنہ کر کے گانٹھ دار کوڑوں سے سو تازیانے مارے گئے، حسین نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا، محمد بن نصر سے پوچھا کہ "پچاس تازیانے اس کی پسلی پر مارنے سے متعلق کیا خیال ہے" محمد نے جواب دیا کہ یہ عظیم الشان مہینہ ہے تیرے لئے حلال نہیں کہ اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے آخر اسے پل پر زندہ لٹکا کے رسیوں سے جکڑ دیا گیا، لٹکائے جانے بعد اس نے پانی مانگا حسین نے انکار کیا کہا گیا کہ "اگر وہ پانی پئے گا تو مر جائے گا" اس نے کہا "اچھا پلا دو" چنانچہ اسے پانی پلا دیا گیا۔

عصر کے وقت تک لٹکا رہنے دیا پھر قید کر دیا وہ دو دن تک قید میں رہا، تیسرے دن ظہر کے وقت مر گیا، اسی تختے پر اس کو لٹکانے کا حکم دیا گیا، جس پر ابن خلیل لٹکایا گیا تھا، ابن خلیل کی لاش وارثوں کو دیدی گئی۔

مؤید کی معزولی

اسی سال رجب میں معتز نے اپنے بھائی مؤید کو اپنی ولی عہدی سے معزول کر دیا۔

اس واقعے کا سبب یہ ہوا، کہ ابن احمد گورنر ارمینیہ نے ابراہیم مؤید کو پانچ ہزار دینار بھیجے کہ اس کے معاملے کی اصلاح کرے ابن فرخانشاہ کو ارمینیہ بھیجا گیا، تو اس نے وہ دینار لے لئے، مؤید نے ترکوں کو عیسیٰ بن فرخانشاہ کے خلاف بھڑکا دیا، مغربیوں نے ترکوں کی مخالفت کی، معتز نے اپنے دونوں بھائیوں مؤید اور احمد کے پاس اپنے آدمی کو بھیجا اس نے دونوں کو محل میں قید کر دیا، مؤید قید کر کے اپنے تنگ حجرے میں بند کر دیا گیا، ترکوں اور مغربیوں کی تنخواہ جاری رکھی گئی، کنجور کو بھی جو حاجب تھا قید کیا گیا اسے پچاس تازیانے مارے گئے اس کے نائب ابوالہول کو پانچ سو کوڑے مارے گئے، اور اونٹ پر سوار کر کے شہر میں پھرایا گیا پھر اس سے اور کنجور سے ناراضی جاتی رہی، وہ اپنے گھر چلا گیا۔

مذکور ہے ابوالہول کے بھائی کو مؤید نے چالیس تازیانے مارے، ۷ رجب یوم جمعہ کو سامرا میں معزول کر دیا گیا، اور بغداد میں ۱۱ رجب بروز اتوار کو معزول کیا گیا اپنے معزول کرنے کے متعلق خود اس کے قلم سے لکھا ہوا رقعہ لے لیا گیا،

مؤید کی وفات

اسی سال ۲۴ رجب کو اور بعض مؤرخین کی رائے میں ۲۲ رجب کو ابراہیم بن جعفر المعروف مؤید کی وفات ہوئی

مؤرخین کے مطابق ایک ترک عورت محمد بن راشد مغربی کے پاس آئی اور اسے خبر دی کہ ترک ابراہیم المؤید کو قید سے نکالنا چاہتے ہیں محمد بن راشد سوار ہو کے معتز کے پاس گیا اطلاع دی، اس نے موسیٰ بن بغا کو بلا کر دریافت کیا موسیٰ نے انکار کیا اور کہا یا امیر المؤمنین وہ ابواحمد بن متوکل کو نکالنا چاہتے ہیں تو وہ محض اس کے ساتھ اس کی وجہ سے ہے جو پچھلی جنگ میں پیدا ہو گیا تھا لیکن موید کو تو نہیں۔

جب ۲۲ رجب جمعرات کا دن ہوا تو اس نے قاضیوں، فقہا، گوہوں اور معززین کو بلایا، ان کے روبرو ابراہیم المؤید کو اس طرح نکالا کہ وہ مردہ تھا جبکہ اس پر تشدد کا کوئی اثر نہ تھا اور نہ کوئی زخم اسے اس کی ماں اسحاق کے پاس جو ابواحمد کی بھی ماں تھی ایک گدھے پر پہنچا دیا اس کے ہمراہ کفن، حنوط، (عطریت) بھیج دیا گیا دفن کا حکم دیا گیا جس حجرے میں مؤید تھا اس میں ابواحمد کو منتقل کر دیا گیا۔

روایات میں مذکور ہے کہ مؤید نے ایک سموری لحاف اوڑھ لیا اور اس کے دونوں کنارے دبا لیئے گئے یہاں تک کہ مر گیا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے برف کی سل پر بٹھایا گیا اور اس پر برف کی سلیں لادیں گئیں سردی سے مر گیا۔

مستعین کا واقعہ قتل

اسی سال شوال میں احمد بن محمد مستعین قتل کیا گیا بیان کیا جاتا ہے کہ جب معتز نے مستعین کے قتل کا ارادہ کیا تو محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس اس کا فرمان آیا اس میں مستعین کے واپس کرنے کے متعلق حکم دیا گیا تھا کہ اسے اپنے طساسیج کے اہل معاون کے ہمراہ روانہ کر دیا جائے دوسرا فرمان سیما خادم لایا جس میں منصور بن نصر بن حمزہ کے نام جو واسط کا عامل تھا مستعین کو سیما کے سپرد کرنے کے متعلق لکھنے کا حکم دیا گیا تھا مستعین وہیں مقیم تھا اس پر ابن ابی خمیصہ، ابن مظفر، ابن سیسل، منصور بن نصر بن حمزہ، محکمہ ڈاک کا افسر نگران مقرر تھے محمد نے مستعین کو اس کے سپرد کرنے کا حکم لکھ دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن طولون ترک ایک لشکر کے ساتھ روانہ ہوا ۲۴ رمضان کو اس نے مستعین کو نکال لیا ۳ شوال کو اسے قاطول پہنچا دیا کہا جاتا ہے کہ احمد ابن طولون مستعین پر بطور محافظ مقرر تھا اس لئے اس نے سعید بن صالح کو اس کے لے جانے کے لئے روانہ کیا سعید اس کے پاس گیا اور اسے لے گیا۔

کہا گیا ہے کہ سعید نے صرف قاطول میں مستعین کو ابن طولون سے اپنی گرفت میں لیا، پہلے ابن طولون ہی اسے وہاں تک لے گیا تھا اس موقع پر روایات میں اختلاف ہے۔

تشدد

بعض کہتے ہیں کہ مستعین کو سعید نے قاطول میں قتل کیا جس دن وہ قتل کیا گیا اس کے دوسرے دن سعید نے مستعین کی باندیوں کو بلا کر کہا کہ اپنے آقا کو دیکھو وہ تو مر گیا ہے۔

انواع عذاب

بعض راوی اس کے خلاف ہیں کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ مستعین کو سعید اور ابن طولون پہلے تو سامرا لے گئے پھر سعید اسے اپنے ایک مکان میں لے گیا جہاں اس پر اتنا تشدد کیا کہ وہ مر گیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ سعید مستعین کے پاس ایک کشتی میں سوار ہوا فوج بھی ہمرکاب تھی، یہاں تک کہ دہانہ دجیل

کے بالمقابل آیا تو مستعین کے پاؤں میں ایک پتھر باندھ کر اسے پانی میں ڈال دیا،

ایک نصرانی طبیب فضلان سے جو مستعین کے ساتھ تھا مذکور ہے کہ" میں اس وقت اس کے ہمراہ تھا جب وہ روانہ کیا گیا اس نے اسے سامرا کے راستے میں اپنے ساتھ لیا تھا جب وہ مستعین ایک نہر تک پہنچا تو اس نے سواری ،جھنڈے اور ایک جماعت دیکھی فضلان سے کہا کہ آگے بڑھ کے دیکھ کہ یہ کون ہے اگر سعید ہے تو میری جان گئی میں لشکر کے اگلے حصے کی طرف بڑھا اور ان سے سردار کے بارے میں دریافت کیا سعید حاجب ہے یہ سن کے مستعین کے پاس واپس آیا اسے اطلاع کر کے برابر والے خیمے میں ٹھہر گیا، مستعین نے کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون" خدا کی قسم میری تو جان گئی"۔

فضلان نے کہا کہ جب لشکر کا اگلا حصہ اس سے ملا تو وہ لوگ اس کے پاس کھڑے ہو گئے، اسے اسکی دایہ کو اتارا پھر اسے ایک تلوار ماری تو وہ بھی چلایا اور اس کی دایہ بھی چلائی آخر مستعین مر گیا جب مستعین مر گیا تو لشکر واپس چلا گیا میں اس مقام پر گیا تو مقتول اپنے لباس میں بغیر سر کے پڑا تھا اور وہ عورت بھی مقتول پڑی تھی اور اس پر کئی چوٹیں تھیں ہم نے ان پر نہر کی مٹی ڈالی یہاں تک کہ ہم نے انھیں زمین میں چھپا دیا پھر ہم لوٹ گئے"۔

جس وقت اس کا سر معتز کے پاس لایا گیا تو وہ شطرنج کھیل رہا تھا اس سے کہا گیا کہ یہ معزول خلیفہ کا سر ہے کہا اسے وہیں رکھ دو جب شطرنج کھیل چکا تو سر منگایا اور دیکھا پھر دفن کرا دیا سعید کے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا اور وہ معونت بصرہ کا والی بھی بنا دیا گیا۔

مستعین کے غلام سے روایت ہے کہ جب سعید مستعین کے پاس آیا تو اسے اتارا اور ترکوں میں سے ایک شخص کو مقرر کیا کہ اسے قتل کر دے مستعین نے اس سے اتنی مہلت کی درخواست کی کہ دو رکعت نماز پڑھ لے اس وقت وہ ایک جبہ پہنے تھا سعید نے اس ترک سے جو اس کے قتل پر مامور تھا کہا کہ وہ اس سے قتل سے پہلے وہ جبہ مانگ لے ترک نے جبہ مانگ لیا۔

جب اس نے دوسری رکعت کا سجدہ کیا تو اسے قتل کر دیا سر کاٹ لیا اور اسے دفن کرا دیا مستعین کا مدفن پوشیدہ رکھا گیا۔

سخن سازی

محمد بن مروان بن ابی الجنوب بن مروان بن ابی حفصہ نے مؤید کے معاملے میں معتز کے طرز عمل کی مدح میں حسب ذیل اشعار کہے

تو وہ ہے کہ جب دنیا پریشان ہوتی ہے تو اسے سنبھال لیتا ہے
اے دین و دنیا کہ پریشانی کے وقت سنبھالنے والے
خدا تجھے رعیت کی فلاح وبہبود کے لئے قائم رکھے
تیرے عدل کی وجہ سے رعیت کو امید ہے کہ تو سالہا سال زندہ رہے گا
البتہ تجھے ایسی جنگ میں مشغول کیا گیا جو آسان نہ تھی
حالانکہ تیرا نیزہ اس درخت کا تھا جو اپنی جگہ سے اکھیڑا بھی نہ گیا تھا
تو پہلا سزاوار تھا جس سے کسی کمینے نے بدذیاتی کی ہو

تو سرادر تھا اور تجھ سے بددیانتی کرنے والا کمینہ تھا
اگر اس کا وہ کام پورا ہو جاتا جس کی اس نے تدبیر کی تھی
تو ملک اور اسلام کی صبح اس طرح ہوتی کہ وہ دونوں رخصت ہو چکے ہوتے
اس کا یہ ارادہ تھا کہ ہماری دنیا تباہ وبرباد کر ڈالے
اور یہ بھی ارادہ تھا کہ ہمارا دین بھی تباہ وبرباد کر دے
جب اس نے اپنی حماقت سے حملہ کا ارادہ کیا
تو امام عادل کی شام اس طرح ہوئی کہ اس نے اس پر حملہ کر دیا تھا
تجھے اس نے ایسا تیر مارا جس کی رسائی تجھ تک ممکن ہی نہ تھی
جس کسی نے تجھے تیر مارا اس کا تیر اسی پر پلٹ گیا
تو نے محض رشتے کی وجہ سے اس سے رعایت کی
مگر اس نے نہ رشتے کی وجہ سے تیری رعایت کی نہ احسان کی وجہ سے
تیرے جیسا حسن سلوک کبھی کسی بھائی نے بھائی کے ساتھ نہیں کیا
ہم بھی اس سلوک کے وقت موجود تھے غائب نہ تھے
تو تھکا دینے والی جنگ میں مشغول تھا
اور وہ لعب میں مشغول تھا جبکہ تو مشقت اٹھا رہا تھا
اے صاحب عطا! اسے بے مانگے دیا جاتا تھا
اور اے صاحب عطا! جو وہ مانگتا تھا تو اسے دیتا تھا
تو بھلائی کرنے میں اس کے ساتھ اس کے باپ سے زیادہ تھا
تو بھائی نہ تھا نیکی میں اس کا باپ تھا
تخت شاہی کے قریب اس کی نشست گاہ تھی
مگر جب وہ اس کے قریب ہوا تو اور بھی دور ہو گیا
حالانکہ وہ ایسی نعمتوں میں تھا جو ختم ہو چکیں
ایسا دروازہ تھا جس کی زیارت کی جاتی تھی مگر آج اس کی
،اور اس کے لئے شام ایسے ہوئی کہ وہ دربند ہو گیا
اس کی شام تنہائی میں ہوئی حالانکہ اس کی جماعتیں
بیس ہزار تھیں جنھیں تو اس کے پیچھے صف باندھے دیکھتا تھا
وہ صفیں کہاں گئیں جو اس کے لئے کھڑی رہتیں تھیں
جس طرح کوئی شخص اس وقت کھڑا ہوتا ہے جب وہ آئے یا جائے
تکبر اور اس پر جمے رہنے کے بعد اسے اس طرح ذلیل ہونا پڑا
جیسا کہ اس مچھلی کی صبح ہوتی ہے جس کے تالاب کا پانی بہ گیا ہو

جب تو نے لوگوں کی گردن سے اس کی بیعت منسوخ کر دی
تو پھر کوئی خطیب اس کے لئے دعا کرنے والا نہیں رہا
تو نے اسے اس کی کمزور رائے کے بعد ایک لقب دیا تھا
اور اللہ نے اس لقب کو کمزور رائے سے بدل دیا
تو نے اسے عزت کا لباس پہنایا جس کو اس نے ذلیل کیا اور اس نے اس کی حفاظت نہ کی
،اس لئے اس کی شام اس طرح ہوئی کہ اس کی عزت اس سے چھن چکا تھا،
تو نے اسے اپنی کتنی ہی نعمتوں میں شریک کر لیا تھا
اس کے اعمال کی بدولت اللہ نے اسے ان نعمتوں سے محروم کر دیا
میں اسے شعلے والے چراغ سے تشبیہ دیتا تھا
مگر تو نے اس کا نور باقی رکھا نہ شعلہ
قطعیہ والدہ،ابراہیم نے اس حالت میں
پاکیزگی اورمحبت کی رسی کو چنانچہ وہ دونوں کٹ گئیں
شام کی کہ اس نے قطع کر دیا تھا
اے سخاوت پر وفاداری کا عہد لینے والے تو اس وقت تک کسی کی گرفت نہیں کرتا
جب تک کہ تجھے اس بدعہدی کا اچھی طرح یقین نہیں ہو جاتا
میں بنی عباس کی مدح کی وجہ سے قابل قدر ہوں
بنی عباس کی مدح ہی میرے لئے کافی ہے
اے بنی عباس بے شک تقویٰ نے تمھیں تعلیم دی ہے
حتیٰ کہ قریش نے بھی تمھی سے ادب سیکھا ہے
تم لوگوں کی مدح میں کلام منقطع ہو گیا تھا
مگر تو بحمد اللہ اپنی مدح میں منقطع نہیں ہے

تجدید اصول وآئین اور اوصاف خلیفہ

عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ سامرا کے ایک نوجوان نے اسے وہ امور لکھے جو ترکوں سے سن سن کے بعض اہل سامرا نے مرتب کر لئے تھے اس کا واقعہ مندرجہ ذیل ہے جب معتز کو خلافت حاصل ہوئی اور اللہ نے مشرق ومغرب ،بحروبر، دیہات،شہر، زمین، پہاڑ سب کے معاملات کا انتظام اس کے سپرد کر دیا تو اہل بغداد کو اس برے انتخاب کا رنج ہوا اور اس بدانتخابی نے انھیں مصیبت میں مبتلا کر دیا۔

اہل شوریٰ کے اوصاف

معتز باللہ نے اس جماعت کو مشورہ کے لئے بلانے کا حکم دیا جو صاف ذہن کے،نرم مزاج اور پاکیزہ گمان ہوں،ان کی طبیعتیں صحیح، خصلتیں عمدہ اور عقل کامل ہوں۔

امرائے دربار

امیر المؤمنین نے کہا کہ ''کیا تم ایسی جماعت کی طرف نظر نہیں کرتے جن کا نفاق ظاہر ہے ان کی خواہشات حماقت کی حد تک پہنچ چکی ہیں وہ ایسے بے عقل اور بے وقوف ہیں جن پر بالکل بھروسہ نہیں، نہ انہیں کچھ اختیار ہے اور نہ تمیز ہے خطا میں منہ کے بل گرنے نے انکے لئے بداعمالی کو آراستہ کر دیا وہ جمع کئے جائیں تو بہت تھوڑے اور اگر ان کا ذکر کیا جائے تو لائق مذمت ہے۔

اور سرداروں کے لئے مطلوبہ اوصاف وعادات

''میں نے جان لیا کہ لشکروں کی سرداری، سرحدوں کی حفاظت، معاملات کا انتظام اور ملکوں کی تدبیر ایسے شخص کے بغیر درست نہیں ہوسکتی جس میں کامل چار خصلتیں پائی جاتی ہوں

(۱) احتیاط دور اندیشی جس کی وجہ سے وہ واقعات پیش آنے پر ان کے وقوع کی حقیقت دریافت کر لے

(۲) علم جو اسے زیادہ تحقیق کرنے اور چیزوں میں دھوکا کھانے سے بچائے بشرطیکہ دھوکے کا امکان نہ ہو

(۳) شجاعت اور بہادری! کہ مسلسل حوائج کے باوجود بھی مصائب اسے شکستہ دل نہ کر سکیں

(۴) جود وسخاوت تاکہ سوال کے وقت بڑے بڑے مال خرچ کرنا بھی آسان ہے

اور ان سرداروں میں تین باتیں یہ ہونی چاہئیں

(۱) اپنے مددگاروں میں اس قابل ہو وہ اس کے احسان کا فوراً بدلہ دے سکے

(۲) گمراہوں اور نافرمانوں پر بھاری بوجھ ڈالنا

(۳) حوادث کے لئے تیار رہنا کیونکہ حوادث زمانے سے مطمئن رہنا زمانے سے غیر مطمئن رہنا ہے

دو خصلتیں یہ ہونی چاہیں

(۱) رعیت کے راستے سے دربان کا دور کر دینا تاکہ بلا روک ٹوک وہ اپنی فریاد سردار تک پہنچا سکیں

(۲) قوی اور ضعیف کے درمیان فیصلوں میں مساوات قائم کرنا

ایک خصلت یہ ہونی چاہیے

(۱) تمام امور میں بیدار رہنا آج کا کام کل پر نہ ڈالنا،

تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟

نیا انتخاب اور اس کے اوصاف واسباب

میں نے اپنے آزاد کردہ غلاموں میں سے چند آدمیوں کا انتخاب کیا ہے ایک ان میں سے مضبوط طبیعت والا اور اپنے ارادے کا پورا کرنے والا ہے کہ نہ اسے کوئی راحت سرکش بناتی ہے نہ کوئی تکلیف خوفزدہ کرتی ہے۔

نہ دور والے سے ہیبت ہوتی ہے نہ سامنے والے سے ہول آتا ہے وہ اس چوپائے کہ مانند ہے جو کیکر کی جڑ میں ہو کہ اگر اسے حرکت دی جائے تو حملہ کر دے اور کاٹا جائے تو قتل کر دے۔

اس کی جماعت تیار رہتی ہے اور اس کا انتقام سخت ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے لوہے سے زیادہ سخت قلب کے ساتھ اپنے بہت تھوڑی تعداد کے لشکر کو جنگ میں ڈال دیتا ہے،

وہ اس طرح انتقام کا طالب ہوتا ہے کہ اسے بڑے بڑے خوفناک لشکر عاجز نہیں کر سکتے،
وہ ایسا ملک الموت ہے کہ جسے وہ طلب کرے اسے پناہ نہیں ملتی، اور جو بھاگے اسے مفر نہیں،
جسے عمدہ چیزیں حرص میں نہیں ڈالتیں اور نہ مصیبتیں اسے عاجز کرتی ہیں،
اگر وہ دوستی کرلے تو تو پورا کرتا ہے اور اگر وعدہ کرلے تو وفا کرتا ہے،
اگر لڑائی میں اترے تو بہادر ہے اور زبان سے کچھ کہا تو اسے کر دکھاتا ہے۔
اس کا سایہ اس کے دوست کے لئے خوب گھنا ہے اور اس کا خوف اس پر حملہ کے وقت اس کی شجاعت کی دلیل ہے۔
جو اس سے بازی لگاتا ہے اس سے بڑھ جاتا ہے، جو اس کا ارادہ کرتا ہے اسے عاجز کر دیتا ہے،
جو اس کے ساتھ چلے اسے تھکا دیتا ہے اور جو اس سے دوستی کرے اسے ہلاکت سے بچالیتا ہے۔

قبول خاطر

جماعت میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ آپ میں فضائل ادب جمع کردے آپ کو میراث نبوت سے مخصوص فرمائے، حکمت کی باگیں آپ کی طرف ڈال دے، عزت افزائی میں آپ کا حصہ زیادہ کرے آپ کے فہم میں وسعت پیدا کرے، آپ کے قلب کو پاکیزہ علوم اور صفائے ذہن سے منور کرے، اس بیان نے آپ کی مراد ظاہر کردی، اور آپ کے فہم نے ادارک کرلیا، اے امیر المؤمنین واللہ اس شخص پر جسے عطا نہیں کی گئیں وہ عطا ئیں جیسا کہ تجھے دی گئیں پوشیدہ نہیں، قدرت نے بڑے برے احسانات تجھ پر کئے، بڑی بڑی مضبوط قوتیں تجھے بخشیں، قابل ستائش فضائل، طبیعت کی شرافت حکمت تیری زبان پر جاری کردی گئی، اس لئے تو نے جو گمان کیا ہے وہ درست ہے اور جو کچھ آپ نے سمجھا ہے وہ بالکل برحق ہے کہ اس میں کوئی عیب نہیں اے امیر المؤمنین خدا کی قسم خصائل میں بینظیر اور زمانے بھر کا سردار ہے جس کے پورے فضائل تک کوئی بیان نہیں پہنچ سکتا، اور نہ کوئی تعریف اس کی شرافت کا احاطہ کرسکتی ہے۔

تقسیم اقتدار

امیر المؤمنین نے اپنے مددگاروں کے لئے عہدوں کا حکم دیا اور انھیں اپنے دشمنوں کو آگاہ کرنے خوشخبری سنانے اور ان کے نصف مال میں تصرف کرنے کی آزادی بخشی ہے۔

محمد بن عبداللہ ابن طاہر کا ترکوں کو تنبیہی مراسلہ

جب محمد بن عبداللہ کو علاقوں کے متعلق معتز کے حکم کی خبر پہنچی تو اس نے ایک مراسلہ جاری کیا جس کی نقل یہ ہے
اما بعد خواہش نفسانی کی کجی نے تمھیں محتاط طرز عمل سے برگشتہ کردیا ہے خطاؤں کے سلسلے نے تمھیں احمق بنادیا اگر تم لوگ حق کو اپنے اوپر حکمران رکھتے اور اسی کے مطابق اپنے درمیان فیصلہ کرتے تو حق تمھارے پاس بصیرت عقل و ہوش کو لاتا اور حیرت کے پردے تم سے دور کردیتا اب بھی اگر تم مصالحت کے لئے تیار ہو تو تمھارے خون محفوظ ہو جائیں گے اور فراغت سے زندگی بسر کرو گے اور امیر المؤمنین تمھارے پے درپے جرائم کو معاف کردے گا اور اپنی بیشمار نعمتوں کو

تمھارے لئے کھول دے گا اور اگر اسی طرح تمھاری بڑھی ہوئی شرارتیں جاری رہیں اور تمھاری حرص تمھاری بداعمالی کو تمھارے لئے خوبصورت بنا کر پیش کرتی رہی تو تم اتمام حجت کے بعد اور تمھیں معذرت سے سے آگاہ کرنے کے بعد اللہ اور اس کے رسول کی جنگ کا تمھیں اعلان ہے۔

اگر لوٹ مار جاری ہوگئی، لڑائی کی چنگاری سلگ اٹھی، بلائے جنگ حرکت میں آئی، تلواروں نے اس کے حامیوں کے جوڑ کاٹ دیئے، نیزے حرص سے جھک گئے، میدان قتال میں آنے کی دعوت دے دی گئی، بہادروں نے جنگ شروع کر دی، جنگ نے باچھیں کھول دیں، باہر آنے کے لئے اس نے اپنی نقاب ڈال دی، گھوڑوں کی گردنیں آگے پیچھے ہونے لگیں، اہل شجاعت اہل بغاوت سے بھڑ گئے، تو تمھیں ضرور ضرور معلوم ہو جائے گا کہ دونوں فریقوں میں موت کے ساتھ سب سے زیادہ اپنی جان کی سخاوت کرنے والا کون ہے اور مقابلے کے وقت زیادہ حملہ کرنے والا کون ہے، نہ اس وقت کوئی معذرت قبول کی جائے گی اور نہ فدیہ قبول ہو گا اور جو ڈر گیا اس کا عذر قبول کر لیا جائے گا کہ وہ کہاں بھٹکتے پھر رہے ہیں''۔

ترکوں کا ابن طاہر کو جواب

محمد بن عبداللہ کا خط ترکوں کو پہنچا تو انھوں نے درجہ ذیل جواب لکھا

''تو نے باطل کو حق کی صورت میں تصور کر لیا ہے اور اس نے تیری گمراہی کو ہدایت خیال کر لیا ہے جیسے سراب کا میدان کہ جسے پیاسا پانی سمجھ لیتا ہے اور جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ نہیں پاتا، اگر تو اپنی گئی ہوئی عقل کو لوٹاتا تو تیرے لئے بصیرت روشن ہو جاتی، شبہات تجھ سے دور ہو جاتے لیکن تو حقیقت کی راہ سے بھاگا اور پچھلے پاؤں پلٹ گیا کیونکہ تیری طبیعت میں حیرت کے اسباب جم گئے، اور تو ان کے سننے میں مشغول ہو گیا اور تنہا ان کے پاس آ گیا، مثل اس شخص کے جس کی عقل کو شیاطین لے گئے اور اسے حیران چھوڑ گئے، تیری عمر کی قسم اے محمد! تیرا وعدہ بھی ہمارے پاس آیا اور دھمکی بھی ہمارے پاس آئی اس نے ہمیں نہ تیرے قریب کیا اور نہ تجھ سے دور کیا جبکہ یقین کی بارش تیرے ضمیر کی پوشیدہ حالت کو کھول دے گی، اور تجھے اس شخص کی مانند کر دے گی جو بجلی کے چمکنے کو راستہ چلنے سمجھتا ہے کہ جب وہ اس کے لئے چمکی تو اس میں چلنے لگا، اور جب تاریک ہوگئی تو رک گیا، تیری جان کی قسم اگر تیری بغاوت کی خواہش بڑھتی گئی اور تو امید کے بادل سے فائدہ اٹھاتا رہا تو ضرور تیرا حال تیرے لئے باعث غم ہوگا، یقیناً ہم لوگ تیرے پاس ایسے لشکر کی شکل میں آئیں گے کہ تجھے اس سے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی، وہاں سے ہم لوگ ضرور بالضرور تجھے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور تو ذلت اٹھانے والوں میں سے ہوگا اگر ہمیں اپنی آگاہی کے لئے امیر المؤمنین کے فرمان کا انتظار نہ ہوتا کہ ہم لوگ کس طریقے پر عمل کریں تو پانی کے برتنوں تک پہنچ جاتے اور تلواروں کو اس حالت میں میان میں داخل کرتے کہ وہ تھکی ہوئی ہوتیں، زمین کی بلندی کو پست کر دیتے اسے جانوروں اور سانپوں اور الو کا ٹھکانا بنا

دیتے۔ ہم نے تجھے نزدیک سے پکار دیا، اور سنا دیا اگر تو زندہ ہے، لہٰذا اگر تو قبول کرلے گا تو کامیاب ہوگا اور تو انکار کرے گا اور سوائے سرکشی کے کچھ نہ کر سکے گا تو ہم تجھے نقصان پہنچائیں گے، اور تم لوگ ندامت کی حالت میں صبح کرو گے۔

ترکوں اور مغربیوں میں خانہ جنگی

اسی سال یکم رجب کو مغربیوں اور ترکوں کے درمیان جنگ ہوئی وجہ یہ بنی کہ اس دن مغربی محمد بن راشد اور نصر بن سعید کے ہمراہ جمع ہوئے، جو ترک محل پر تھے ان پر غالب آ گئے انھیں وہاں سے نکال دیا اور ان سے کہا کہ ''ہر روز تم لوگ ایک خلیفہ کو قتل کرتے ہو اور دوسرے کو معزول کرتے ہو اور وزیر کو قتل کرتے ہو''۔

ان لوگوں نے عیسیٰ بن فرخانشاہ پر حملہ کیا تھا اسے مارا تھا اور اس کا گھوڑا چھین لیا تھا جب مغربیوں نے ترکوں کو محل سے نکال دیا اور بیت المال پر قابض ہو گئے تو وہ پچاس گھوڑے لے لیے جن پر ترک سوار ہوا کرتے تھے، پھر ترک جمع ہوئے اور انھوں نے کرخ اور دور میں جو ترک تھے انھیں بلا بھیجا وہ لوگ اور اور مغربی ایک دوسرے کے مقابل آ گئے، مغربیوں میں سے ایک آدمی مارا گیا، تو مغربیوں نے اس کے قاتل کو پکڑ لیا، شاکریہ مغربیوں کے مددگار ہو گئے، ترک کمزور پڑ گئے، اور آخر مغربیوں کے مطیع ہو گئے، جعفر بن عبدالواحد نے فریقین کے درمیان صلح کرادی انھوں نے اس شرط پر صلح کی کہ ''وہ اب کوئی نئی بات نہ کریں گے اور ہر جگہ جہاں ایک فریق کی جانب سے کوئی آدمی ہوگا تو وہاں دوسرے فریق کی جانب سے بھی کوئی آدمی رہے گا''۔ اس شرط پر ایک زمانے تک رکے رہے۔

محمد بن راشد اور نسر بن سعید کے پاس مغربیوں کے جمع ہونے کہ ترکوں کو خبر پہنچ چکی تھی ترک بایکباک کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہا کہ ہم ان دونوں سرداروں کی تلاش میں ہیں اگر ہم ان دونوں پر کامیاب ہو گئے تو پھر کوئی اور بولنے والا نہیں''۔ محمد بن راشد اور نصر بن سعید اس دن صبح سویرے جمع ہوئے تھے جس دن ترکوں نے ان پر حملے کا ارادہ کیا تھا پھر دونوں اپنے اپنے گھر چلے گئے، بعد میں یہ خبر ملی کہ بایکباک ابن راشد کے مکان گیا تھا محمد بن راشد اور نسر بن سعید بن عزون کے گھر واپس پلٹ گئے جب تک ترکوں کا ہنگامہ سکون پذیر ہو، دونوں اسی کے پاس رہیں۔ اس کے بعد دونوں جماعت کے پاس واپس آ جائیں۔

ایک شخص نے بایکباک کو ان دونوں کے بارے میں اشارے سے بتا دیا اور اسے ان کا راستہ دکھا دیا، کہا جاتا ہے کہ ابن عزون وہی شخص ہے جس نے اس آدمی کو چھپایا تھا جس نے بایکباک اور ترکوں کو ان دونوں کا راستہ بتایا تھا ترکوں نے ان دونوں کو پکڑ کے قتل کر دیا یہ خبر معتز کو پہنچی تو اس نے ابن عزون کے قتل کا ارادہ کیا اس معاملے میں اعتراض کیا گیا تو اس نے اسے سامرا سے جلاوطن کر کے بغداد بھیج دیا۔

خلف العطار

اسی سال محمد بن علی بن خلف عطار اور آل ابی طالب کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے بغداد سے سامرا لایا گیا جن میں ابواحمد بھی تھے،

ابواحمد محمد بن جعفر بن حسن بن جعفر بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ ان کے ہمراہ ابوہاشم داؤد بن القاسم جعفری کو بھی لایا گیا، یہ واقعہ اسی سال ۸ شعبان کو ہوا۔

وجہ اختلاف

بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ طالبیین میں سے ایک صاحب لشکر اور شاکر یہ کی ایک جماعت کے ساتھ بغداد سے علاقہ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اس زمانے میں کوفہ اور اس کے مضافات ابوالساج کی ماتحتی میں تھے اور وہ ابن طاہر سے خواں تھا کہ اس کو ولایت رے میں تبدیل دیا جائے، اسی غرض سے بغداد میں مقیم تھا، جب ابن طاہر کو اس طالبی کی خبر پہنچی تو جو بغداد سے روانہ ہو کے کوفہ گئے تھے تو اس نے ابوساج کو اپنی عملداری کوفہ میں جانے کا حکم دیا، پہلے ابوساج نے اپنے نائب کو عبدالرحمٰن کو کوفہ بھیجا، پھر ابساج سے ابوہاشم جعفری نے بغداد کے طالبیین کی ایک جماعت کے ہمراہ ملاقات کی طالبی کے متعلق گفتگو کی جو بغداد سے روانہ ہو کے کوفہ گئے تھے، ابوساج نے کہا کہ تم لوگ ان سے یہ کہو کہ وہ مجھ سے علیحدہ رہیں اور مے انھیں دیکھنے نہ پاؤں،

جب عبدالرحمٰن نائب ابوساج کوفہ پہنچا تو اسے پتھر مارے گئے ناچار مسجد میں چلا گیا، لوگ یہ سمجھے کہ یہ علوی کی جنگ کے لئے آیا ہے، اس ان لوگوں سے کہا کہ میں عامل نہیں ہوں میں وہ شخص ہوں جو اعراب کی جنگ کے لئے روانہ ہوا ہوں، اس کہنے پر لوگ اس سے باز آ گئے، اور وہ کوفہ میں مقیم ہو گیا،

ابواحمد محمد بن جعفر طالبی جن کا میں نے ذکر کیا وہی صاحب تھے جو طالبیین کی جماعت کے ساتھ گرفتار کر کے سامرا بھیجے گئے تھے معتز نے مزاحم بن خاقان علوی کو شکست ہونے کے بعد جو ابواحمد کی اس جنگ کے لئے کوفہ روانہ کیا گیا تھا جس کا ذکر اس سے قبل اپنے مقام پر گزر چکا،

جیسا کہ مذکور ہے ابواحمد کوفہ کے علاقے میں پلٹ آیا لوگوں کو ستایا اور انکا مال اور جائداد لے لی ابوساج کے نائب نے کوفے میں قیام کر لیا تو وہ ابواحمد علوی سے نرمی کے ساتھ پیش آیا اور اتنا مانوس بنالیا کہ کھانے پینے میں شریک کرنے لگا فریب دے کے کوفہ کے ایک باغ میں بطور تفریح کے لئے لے گیا وہاں شام کر دی عبدالرحمٰن نے اپنے ساتھیوں کو تیار رکھا تھا علوی کو قید کر لیا گیا اور رات کے وقت مقید کر کے اندر آنے والے خچروں پر روانہ کر دیا یکم ربیع الآخر کو یہ لوگ بغداد لائے گئے محمد بن عبداللہ کے پاس لے گیا تو اس نے اپنے پاس ہی قید کر لیا پھر ضامن لے کے رہا کر دیا

محمد بن علی بن خلف عطار کے بھیجے کے پاس حسن بن زید کے چند خطوط پائے گئے ابن طاہر نے اس کی اطلاع معتز کو لکھ دی ابواحمد اور ان تمام طالبیین کو عتاب بن عتاب کی معیت میں روانگی کے متعلق فرمان آیا چنانچہ وہ سب لوگ ابواحمد، ابوہاشم جعفری، اور علی بن عبیداللہ بن عبداللہ بن حسن بن جعفر بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ روانہ کر دیئے گئے۔

علی بن عبیداللہ کے بارے میں لوگوں نے بیان کیا کہ صرف اپنے مکان پر سامرا جانے کی اجازت چاہی تھی جو دے دی گئی بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن عبداللہ نے ان کے ساتھ ایک ہزار درہم کا حسن سلوک کیا کیونکہ انھوں نے اس سے تنگ دستی کی شکایت کی تھی ابوہاشم اپنے گھر والوں کو رخصت کر آئے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابوہاشم کی گرفتاری کا سبب صرف ابن کردیہ اور عبداللہ بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ تھے، ان دونوں نے معتز سے کہا کہ اگر تو محمد بن عبداللہ کو داؤد بن قاسم کی گرفتاری کے لئے لکھے گا تو وہ گرفتار کر کے نہیں بھیجے گا لہٰذا اسے لکھ دے کہ تو اسے طبرستان وہاں کی اصلاحات کے لئے بھیجنا چاہتا ہے پھر جب وہ تیرے پاس آ جائے تو اس کے بارے میں تو اپنی رائے پر غور کر سکے گا اسی بنا پر یہ گرفتاری ہوئی مگر کوئی اور ناگوار بات پیش نہیں آئی

عدالتی نظام میں اصلاحات

اسی سال حسن ابن ابی شوارب کو قاضی القضاہ بنایا گیا حالانکہ محمد بن عمران الضبی اتالیق معتز نے عہدہ قضا کے لئے چند آدمیوں کی معتز سے سفارش کی تھی جن میں خلنجی، خصاف بھی تھے معتز نے ان کے لئے فرمان بھی لکھ دیا مگر شفیع خادم، محمد بن ابراہیم بن الکردیہ، اور عبدالسمیع بن ہارون بن سلیمان بن ابی جعفر اس معاملے میں پڑ گئے اور کہا کہ یہ لوگ ابن ابی داؤد کے احباب میں سے ہیں عقیدہ رافضی، قدری، زیدی، اور جہمی ہیں معتز نے انھیں دور کرنے اور بغداد سے نکال دینے کا حکم دیا جبکہ عوام نے خصاف پر حملہ کر دیا اور دوسرے لوگ بغداد چلے گئے ضبی صرف مظالم کی وجہ سے معزول کیا گیا۔

فوجی مصارف

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ترکوں، مغربیوں، اور شاکریوں کی تنخواہوں کا اندازہ کیا گیا جس مقدار کی انھیں ایک سال میں تھی وہ دس عرب دینار تھی جو ساری سلطنت کے دو سال کی آمدنی کے برابر تھے۔

شاہراہ حرم کا انتظام و اصلاح

اسی سال ابوساج مکہ کے راستے کی طرف روانہ ہوا اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ جب وصیف کے معاملے میں صلح ہوگئی اور معتز نے اپنی مہر اسے دے دی تو ابوساج کو فرمان لکھا جس میں اسے مکے کے راستے کی طرف جانے کا حکم تھا کہ راستے کہ اصلاح و مرمت اچھی طرح ہو جائے، اس مقصد کے لئے ابوساج کے پاس اتنا خرچ روانہ کر دیا جتنی اسے ضرورت تھی، وہ تیاری کرنے لگا، محمد بن عبداللہ نے ایک خط لکھا جس میں یہ درخواست تھی کہ مکے کا راستہ اس کے سپرد کیا جائے، اسے قبول کر لیا گیا، پھر اس نے ابوساج کو اپنی جانب سے روانہ کیا،

متفرقات

یکم ذی الحجہ کو عیسیٰ بن شیخ بن السلیل مقام رملہ کا حاکم مقرر کیا گیا اس نے اپنے نائب ابومغراء کو وہاں روانہ کر دیا کہا گیا ہے کہ اس نے اس عہدے کے چالیس ہزار دینار بغا کو دیئے یا اس کی ذمہ داری لی۔

اسی سال وصیف نے عبدالعزیز بن ابی دلف کو الجبل کا والی بننے کا لکھا اور اسے خلعت بھیجی اور وہ اس کی جانب سے والی بنا۔

اسی سال ذی القعدہ میں محمد بن عمرو الشاری دیار ربیعہ میں قتل کیا گیا جسے ایوب بن احمد کے نائب نے قتل کیا

اسی سال کنجور پر عتاب ہوا اس کو محل میں قید کرنے کا حکم دیا گیا، پھر قید میں ہی بغداد روانہ کر دیا گیا، بعد میں یمامہ بھیج دیا گیا، وہیں وہ قید رہا،

اسی سال ابن جستان صاحب الدیلم نے احمد بن عیسیٰ علوی اور الحسن بن احمد کوکبی کے ہمراہ رے پر ڈاکہ ڈالا قتل بھی کیا اور لوگوں کو بھی قید کیا، اسی زمانے میں وہاں عبداللہ بن عزیز حاکم تھا جو وہاں سے بھاگ گیا، اہل رے نے ان سے ایک ہزار درہم مال غنیمت پر صلح کر لی، جب ادا کر دیئے تو ابن جستان وہاں سے کوچ کر گیا اور ابن عزیز وہاں واپس آ گیا اس نے احمد بن عیسیٰ کو گرفتار کر کے نیشاپور روانہ کر دیا،

اسی سال اسماعیل بن یوسف طالبی کی وفات ہوئی یہ وہی شخص ہے جس نے مکہ میں غارت گری کی تھی۔

اس سال معتز کی جانب سے محمد بن احمد بن عیسیٰ بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۵۳ھ

موسیٰ بن بغا کا الجبل پر تقرر

ان واقعات میں ۴ رجب کو المعتز کا موسیٰ بن بغا الکبیر کو الجبل کا حاکم مقرر کرنا سرفہرست ہے، اس زمانے میں اس کے ہمراہ ترک یا ان جیسے دو ہزار چار سو تینتالیس آدمیوں کا لشکر تھا جن میں مفلح کے ہمراہ گیارہ سو تیس آدمی تھے،

جنگ مفلح

اسی سال مفلح نے جو موسیٰ بن بغا کی فوج کے مقدمۃ الجیش پر تھا ۲۲ رجب کو عبدالعزیز بن ابی دلف کے اوپر چھاپا مارا عبدالعزیز تقریباً بیس ہزار بازاری جماعت کے ساتھ تھا، دونوں کی یہ جنگ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہمزان کے باہر تقریباً ایک میل کے فاصلے پر ہوئی، مفلح نے اسے شکست دے کے تقریباً تین فرسخ تک بھگا دیا، مفلح کے لوگ قتل بھی کر رہے تھے اور قید بھی کر رہے تھے پھر مفلح اور اس کے ہمراہی صحیح سلامت واپس آئے اس نے اسی روز اپنی فتح کا حال لکھ بھیجا۔

جب رمضان کا مہینہ آیا تو مفلح نے کرخ کی سمت کے لئے اپنا لشکر تیار کیا اور ان کے لئے دو گھاٹیاں بنائیں، عبدالعزیز نے ایک لشکر بھیجا جس میں چار ہزار آدمی تھے پھر مفلح نے ان سے جنگ کی پوشیدہ فوج نے گھاٹی سے نکل کر عبدالعزیز کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا، وہ بھاگے تو مفلح نے ان پر تلوار بے نیام کر دی قتل کئے اور قید بھی کئے، عبدالعزیز اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے سامنے آیا تو وہ بھی ان کے بھاگنے کی وجہ سے بھاگا اور کرخ چھوڑ کر اپنے قلعے ''وز'' میں چلا گیا جو کرخ کے ہی علاقے میں تھا، وہاں محصور اور محفوظ ہو گیا، مفلح کرخ میں داخل ہوا ابن ابی دلف کی اولاد میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا، ان کی کچھ عورتیں بھی گرفتار کیں جن میں کہا جاتا ہے کہ عبدالعزیز کی ماں بھی تھی، اس نے سب کو رسی سے باندھ لیا مؤرخین کے مطابق اس نے بہت سے نیزے اور ستر گھڑی سر سامرا روانہ کئے۔

متفرقات

اسی سال موسیٰ بن بغا سامرا سے حمدان آیا اور وہیں اتر گیا،

اسی سال ماہ رمضان میں المعتز نے بغا شرابی کو خلعت عطا کی تاج اور دو تلواریں حمائل کرائیں، وہ تاج لگائے اور تلواریں حمائل کئے اپنے مکان گیا،

قتل وصیف

اسی سال وصیف ترک قتل کیا گیا یہ ۲۷ شوال کا واقعہ ہے،

اس وقعہ کا سبب یہ ہے کہ ترکوں، فرغانیوں، اشروسنیوں نے بلوہ کیا اور اپنی چار ماہ کی تنخواہیں مانگیں تو بغا اور وصیف اور سیما شرابی تقریباً سو آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کے پاس گئے وصیف نے ان سے گفتگو کی کہ تم

لوگ کیا چاہتے ہو، انھوں نے کہا کہ اپنی تنخواہیں کہا خاک، کیا ہمارے پاس اتنا مال ہے؟ بغا نے کہا کہ اچھا ہم اس معاملے میں امیر المؤمنین سے درخواست کریں گے، اشناس کے گھر میں گفتگو کریں گے، جو تم میں سے نہ ہو وہ تم میں سے علیحدہ ہو جائے۔

وہ لوگ اشناس کے گھر آئے سیما شرابی سامرّا واپس چلا گیا خلیفہ سے ان لوگوں کو تنخواہیں دینے کا حکم لینے کے لئے بغا بھی اس کے ہمراہ ہو گیا، وصیف ان لوگوں کے قبضے میں رہ گیا ان میں اسے کسی نے اس پر حملہ کر دیا تلوار کے دو ہاتھ مارے، دوسرا آدمی اس کے پاس چھری لے آیا اسے ایک سردار نوشری بن طاجبک اسے اپنے گھر سے اٹھا لیا گیا۔

جب بغا نے ان کے کام میں دیر لگائی تو وہ سمجھے کہ مقابلے کی تیاری میں مشغول ہے نوشری کے مکان سے باہر بلا کے اسے کلہاڑیوں سے اتنا مارا کہ اس کے دونوں بازو توڑ ڈالے پھر اس کی گردن ماردی اور اس کا سر تنور ہلانے کی لکڑی پر نصب کر دیا، سامرّا کے عوام نے وصیف اور اس کے لڑکے کے مکانات لوٹنے کا ارادہ کیا، وصیف کے لڑکے واپس آ گئے، انھوں نے اپنے گھروں کو ان سے بچایا معتز نے وصیف کے کام بغا الشرابی کے سپرد کر دیئے،

قتل بندار

اسی سال عید الفطر کو بندار طبری قتل کیا گیا،

اس کا سبب یہ ہوا کہ اسی سال رجب میں ایک شخص کو البوازیج کا حاکم بنایا گیا جس کا نام مساور بن عبدالحمید تھا۔ معتز نے اس کے پاس ماہ رمضان میں ساتکین کو روانہ کیا، وہ خراسان کے راستے کے علاقے کی طرف مڑ گیا محمد بن عبداللہ نے اسے اپنے پاس بلا بھیجا، یہ اس لئے کہ خراسان کا راستہ اسی کے ماتحت تھا بندار اور مظفر بن سیسل وہاں کے اسلحہ خانہ میں تھے یہ دونوں دسکرۃ الملک جا کے ٹھہر گئے۔

مذکور ہے کہ بندار رمضان کے آخری دن بقصد شکار نکلا شکار کی تلاش میں دور چلا گیا۔ یہاں تک کہ الدسکرہ کے مکانات سے تقریباً ایک فرسخ دور ہو گیا جب وہ اس حالت میں تھا کہ یکا یک دو علم سامنے سے آتے دیکھے جن کے ساتھ ایک جماعت بھی دسکرہ آ رہی ہے اس نے بعض ساتھیوں کو بھیجا کہ یہ علم کیسے ہیں، خبر ملی کہ سردار قافلہ کرخ جدان کا عامل ہے اور اسے یہ اطلاع ملی ہے کہ ایک شخص مساور بن عبدالحمید جو البوازیج کے دھقانوں میں سے ہیں نکلا ہے اور وہ کرخ جدان جائے گا جب اسے خبر ملی تو وہاں سے بھاگتا ہوا الدسکرہ روانہ ہوا تا کہ بندار اور مظفر کے پاس بیٹھ کر اپنی دہشت دور کرے بندار اسی وقت مظفر کے پاس لوٹ گیا اور کہا کہ

"وہ باغی کرخ جدان کا ارادہ رکھتا ہے اور ہم لوگوں کو بھی ٹھکانے لگانے کا ارادہ رکھتا ہے ہمارے ساتھ چل کے اس سے مقابلہ کریں"

مظفر نے جواب دیا کہ اب دیر ہو گئی ہے ہمارا ارادہ جمعے کی نماز پڑھنے کا بھی ہے کل عید ہے، جب عید گزر جائے گی تو ہم اس کا ارادہ کریں گے،

مگر بندار نے انکار کیا اور اس امید میں روانہ ہوا کہ اس باغی پر مظفر کے بغیر فتح ہو جائے گی، مظفر مقیم رہا اور دسکرہ سے نہ ہٹا اور تل عکبراء کے درمیان آٹھ فرسخ کا فاصلہ تھا اور تل عکبراء اور مقام جنگ کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ تھا، بندار تل عکبراء گیا، تہائی رات گزر چکی تھی جب وہ چاندرات کو وہاں پہنچ گیا، اپنے گھوڑے کو کچھ چارہ دیا، پھر وہ رہو کے روانہ ہوا، رات ہی کو اس باغی لشکر کے سامنے آ گیا، وہ لوگ نماز اور تلاوت قرآن میں مشغول تھے اس کے کسی

خاص ساتھی نے یہ مشورہ دیا کہ "ان پر رات ہی میں حملہ کر دے جبکہ وہ غافل ہیں"۔ اس نے انکار کیا کہ "نہیں جب تک کہ میں انھیں اور وہ مجھے نہ دیکھ لیں"۔

چنانچہ اس نے دو تین سوار روانہ کیا کہ ان کی خبر لائیں، جب یہ سوار قریب پہنچے تو وہ لوگ انھیں دیکھ کر تاڑ گئے، ہتھیار پکارنے لگے، اور سوار ہو گئے مگر صبح تک جنگ رکی رہی، دن نکلے جنگ شروع ہوئی، بندار کے ساتھ تقریباً تین سو سوار اور پیادہ ساتھی تھے جن کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ صرف تیر ہی چلائیں، بندار نے انھیں میسرہ و میمنہ و ساقہ میں تیار کیا خود قلب لشکر میں ٹھہرا، مساور اور اس کے ساتھیوں نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا، بندار اور اس کے ساتھی جمے رہے، باغی اپنے لشکر گاہ اور شب کی قیام گاہ سے پیچھے ہٹ گئے، تاکہ بندار اور اس کے ساتھی ان کے لشکر کی طرف نہ بڑھے، پھر باغیوں نے ان پر دوبارہ تلواروں اور نیزوں سے حملہ کر دیا، وہ تعداد میں تقریباً سات سو تھے، پھر دونوں فریق رکے رہے۔ باغی نیزے چھوڑ کر صرف تلوار پر اتر آئے، باغیوں کے پچاس آدمی مقتول ہوئے اور بندار کے بھی اتنے ہی، باغیوں نے ایک ایسا حملہ کیا جس میں بندار کے تقریباً سو آدمی اس سے علیحدہ کر دیئے، وہ سو آدمی ان کے مقابلے میں کچھ دیر جمے رہے۔ پھر سب کے سب قتل کر دیئے گئے، بندار اور اس کے ہمراہی بھاگے، وہ لوگ انھیں ایک ایک جماعت میں علیحدہ کرنے اور قتل کرنے لگے بندار نے بھاگنے کی کوشش کی مگر وہ لوگ اس کی تلاش میں تھے انھوں نے اسے تل عکبراء کے قریب میدان جنگ سے تقریباً چار فرسخ فاصلے پر پالیا، اسے قتل کر دیا اور اس کا سر نصب کر دیا، بندار کے ساتھیوں میں سے تقریباً پچاس آدمی بچ گئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقریباً سو آدمی تھے جو خوارج کے ان لوگوں میں مشغول ہونے کے دوران جنھیں وہ جدا کر رہے تھے جنگ سے علیحدہ ہو گئے تھے۔

مظفر اور ابن طاہر کو اطلاع

مظفر کو اس واقعے کی خبر پہنچی، وہ الدسکرہ میں مقیم تھا وہاں سے کنارے ہٹ کر اس مقام پر چلا گیا جو بغداد کے قریب تھا۔

اس کے قتل کی خبر محمد بن عبداللہ کو عید کے دوسرے دن پہنچی، مذکور ہے کہ اس غم میں اس نے کھانا پینا و تفریح سب کچھ ترک کر دیا، مساور فوراً حلوان چلا گیا، وہاں کے لوگ اس کے مقابلے پر آ گئے، اور اس سے جنگ کی باغی نے تقریباً چار سو آدمی قتل کر دیئے انھوں نے بھی اس باغی کی ایک فوج قتل کر ڈالی، خراسان کے بعض حجاج بھی مقتول ہوئے جو حلوان میں تھے انھوں نے اہل حلوان کی اعانت کی پھر واپس چلے گئے۔

وفات ابن طاہر

۱۴ ذی القعدہ کی شب چاند گہن پڑا، مکمل گہنا گیا یا اس کا اکثر حصہ غائب ہو گیا، بیان کیا گیا ہے کہ محمد عبداللہ بن طاہر کا اسی وقت انتقال ہوا، جب چاند اپنے انتہائی خسوف میں تھا، وہ مرض جس میں ابن طاہر کی وفات ہو ایک زخم تھا، جو اس کے سر اور حلق میں پیدا ہو گیا تھا، اسی نے اسے ذبح کر دیا۔

مذکور ہے کہ وہ زخم جو اس کے سر اور حلق میں تھا ایسا تھا کہ اس میں تیاں داخل ہو جاتی تھیں جب ابن طاہر وفات پا چکا تو نماز جنازہ میں اس کے بھائی عبیداللہ اور بیٹے طاہر کے درمیان اختلاف ہوا، بیٹے نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بھی یہی وصیت کی تھی۔

عبیداللہ بن عبداللہ جو محمد بن عبداللہ کا بھائی تھا اور محمد بن عبداللہ کے اہل و عیال کے درمیان ایسا جھگڑا ہوا کہ ان لوگوں نے عبیداللہ پر تلوار تک کھینچ لی۔ اسے پتھر مارے گئے، عوام، اسحاق بن ابراہیم کے آزاد کردہ غلام، بدمعاش سب طاہر بن محمد بن عبداللہ بن طاہر کے طرفدار تھے وہ لوگ یہ پکارنے لگے یا طاہر، یا منصور، عبیداللہ دریا عبور کر کے اپنے مکان چلا گیا، جو سردار تھے، وہ محمد بن عبداللہ کی جانب سے اپنی ذمہ داریوں پر اسے نائب بنا دینے کی وصیت کر جانے اور اپنے حکام کو اس کے متعلق لکھ دینے کی وجہ سے ساتھ ہو گئے، معتز نے خلعت اور بغداد کی ولایت عبیداللہ کو عنایت کی۔

بیان کیا گیا ہے کہ عبیداللہ نے اس شخص کے لئے جو المعتز کی جانب سے اس کے پاس خلعت لایا تھا پچاس ہزار درہم انعام کا حکم دیا،

جانشینی کی دستاویز

اس خط کی نقل جو محمد بن عبداللہ نے اپنے بھائی کو نائب بنانے کے سلسلے میں اپنے حکام کو لکھا تھا؛

''امابعد، بیشک اللہ تعالیٰ نے موت کو ضروری اور یقینی بنا دیا، اس کی جو مخلوق باقی ہے اس پر بھی اسی طرح موت آنے والی ہے جس طرح گزرنے والوں پر آ گئی لائق ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس بات میں حصہ ملے کہ وہ اس معاملہ کے لئے تیار رہے، جس کے آئے بغیر چارہ نہیں، جس کسی حالت میں پناہ نہیں،۔

میرا یہ خط اس حالت میں ہے کہ میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوں، جس سے اندیشہ بڑھتا جاتا ہے، اور جس میں ناامیدی امید پر غالب آ گئی ہے، اگر اللہ تعالیٰ اسے اچھا کر دے اور دور کر دے تو اس کی قدرت ہے اور اس کی کریم عادت کا ایک کرشمہ ہے، اور اگر میرے لئے بھی وہی حادثہ پیش آ جائے جو اولین اور آخرین کا طریقہ ہے تو میں نے عبیداللہ بن عبداللہ مولیٰ امیر المؤمنین کو اپنا نائب بنایا جو میرا ایسا بھائی ہے جس پر میرے قدم بقدم چلنے کا اور اس انتظام کے اختیار کرنے کا پورا بھروسہ کیا جا سکتا ہے جس کام میں امیر المؤمنین کی جانب سے منتظم تھا یہاں تک کہ اس کے پاس امیر کا حکم آئے، جس کے مطابق وہ عمل کرے اس کا اعلان کر دیا گیا اور ان امور میں مشورہ کر لیا گیا جن کا اسے والی بنایا گیا جس کے متعلق انشاء اللہ عبیداللہ کے احکام جاری ہوں گے ۱۳ ذی القعدہ بروز جمعرات ۲۵۳ھ کو لکھا گیا''۔

متفرقات

اسی سال معتز نے ابواحمد بن متوکل کو واسط کی طرف جلائے وطن کیا پھر بصرہ، پھر بغداد لوٹایا گیا مشرقی جانب قصر دینار بن عبداللہ میں اتارا گیا،

اسی سال علی بن معتصم کو واسط جلائے وطن کیا گیا پھر بغداد واپس لایا گیا،

اسی سال مزاحم بن خاقان کی ذی الحجہ میں مصر میں وفات ہوئی۔

اس سال عبداللہ بن محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال ذی القعدہ میں محمد بن معاذ نے علاقہ ملطیہ سے مسلمانوں سے جنگ کی انھیں شکست ہوئی اور محمد بن معاذ قید کر لیا گیا۔

موسیٰ اور کوکبی کی جنگ

اسی سال موسیٰ بن بغا اور کوکبی طالبی کا آخر ذی القعدہ بروز سوموار قزدین سے ایک فرسخ فاصلہ پر مقابلہ ہوا موسیٰ بن کوکبی کو شکست دیدی، وہ دیلم چلا گیا، اور موسیٰ قزدین واپس آ گیا۔

مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جو اس جنگ میں موجود تھا کہ کوکبی کے وہ ساتھی جو دیلم کے تھے، موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر آئے تو انھوں نے اپنی صفیں قائم کیں، اور موسیٰ کے ساتھیوں کے تیروں سے بچنے کے لئے اپنی ڈھالیں اپنے چہروں کے آگے کر لیں، جب موسیٰ نے یہ دیکھا کہ اس کے ہمراہیوں کے تیر ان تک نہیں پہنچتے اور جو انھوں نے کیا تھا اس طریقے سے آگاہ ہو گیا تو اس نے مٹی کے تیل کے متعلق یہ حکم دیا کہ یہ اس میدان میں پھینک دیا جائے، جس پر دونوں فریق مقابلہ کر رہے ہیں، اپنے ساتھیوں کو ان کے مقابلے سے ہٹنے کا اور ان سے اپنی شکست ظاہر کرنے کا حکم دیا، ساتھیوں نے ایسا ہی کیا، کوکبی اور اس کے ساتھی یہ سمجھے کہ یہ لوگ شکست کھا بھاگے ہیں، ان لوگوں نے ان کا تعاقب کیا: ب موسیٰ کو یہ معلوم ہوا کہ کوکبی کے ساتھی تیل کے درمیان آ گئے ہیں تو اس نے آگ لگوا دی آگ بھڑک اٹھی کوکبی کے ساتھیوں کے نیچے بھی آگ لگ گئی اور انھیں جلانے لگی دوسرے لوگ بھاگ گئے۔

جلولا میں مساور کی فتح

اسی سال ذی الحجہ میں خطارمش نے مساور باغی کا علاقہ جلولا میں مقابلہ کیا مساور نے اسے شکست دی۔

واقعات ۲۵۴

بغا کا قتل

اس سال کے اہم واقعات میں بغا شرابی کا قتل سرفہرست ہے۔

مؤرخین کے مطابق اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ وہ معتز کو بغداد جانے پر ابھارا کرتا تھا جبکہ معتز اس سے انکار کیا کرتا تھا بغا اپنے خاص آدمی صالح بن وصیف کے ساتھ اپنی بیٹی جمعتہ بنت بغا کی شادی میں مشغول ہوا، صالح بن وصیف نے نصف ذی القعدہ کو اس سے نکاح کیا تھا تو معتز رات کے وقت جبکہ اس کے ہمراہ احمد بن اسرائیل بھی تھا کرخ سامرا کے لئے روانہ ہوا،

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے بایکباک کے بغا سے ناراض ہونے کا سبب یہ ہوا کہ وہ دونوں شراب پینے میں مشغول تھے کہ ایک نے دوسرے پر سختی کی، اس کی وجہ سے دونوں جدا ہو گئے، بایکباک اسی باعث بغا سے بھاگتا اور چھپتا پھرتا تھا، جب معتز اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کرخ پہنچا تو بایکباک کے ہمراہ اہل کرخ اور اہل دور جمع ہوئے سب لوگ معتز کے ہمراہ سامرا کے محل میں آ گئے۔

یہ خبر بغا کو پہنچی تو وہ اپنے غلاموں کے ہمراہ نکلا جو تقریباً پانچ سو تھے، اس قدر ہی اس کی اولاد، اس کے سردار اور اس کے ساتھی تھے وہ نہر نیزک کی طرف چلا گیا پھر چند مقامات پر منتقل ہوا پھر السن چلا گیا اس کے ہمراہ انیس

توڑے دینار اور سو توڑے درہم تھے، جنھیں وہ اپنے بیت مال اور شاہی بیت المال سے لے گیا تھا، اس میں سے تھوڑا ہی سا خرچ کرنے پایا تھا کہ قتل کر دیا گیا۔

مذکور ہے کہ جب اسے یہ خبر ملی کہ معتز احمد بن اسرائیل کے ساتھ کرخ آ گیا تو اپنے مخصوص سرداروں کے ساتھ نکل کر تل عکبراء تک گیا، پھر روانہ ہو کر السن تک گیا، اس کے ساتھیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے اس ظلم کی شکایت کی جس میں وہ مبتلا تھے کہ "اپنے ہمراہ خیمے نہیں لائے اور نہ کوئی اور چیز جس میں سردی سے بچ سکیں، جاڑے میں ہیں اور سردی کھا رہے ہیں"، بغا اپنے ایک چھوٹے سے خیمے میں تھا جو دجلے پر تھا اسی میں رہتا تھا۔

اس کے پاس ساتکین آیا اور کہا کہ "اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے اہل لشکر نے گفتگو کی اور اس معاملے میں انھوں نے غور کیا اور میں تیرے پاس ان کا پیامبر ہوں"۔ اس نے کہا کہ "کیا سب لوگ تیرے ہم زبان ہیں" اس نے کہا ہاں اگر تو چاہے ان کے پاس کسی کو بھیج کر دریافت کر لے"۔ اس نے کہا کہ "آج کی رات مجھے چھوڑ دے تاکہ میں غور کروں کل ان کے متعلق حکم دوں گا"۔

جب رات نے اپنی تاریکی پھیلائی تو اس نے کشتی منگائی اس میں اپنے خدام کے ہمراہ سوار ہو گیا کچھ مال بھی اپنے ہمراہ لے لیا اپنے ہمراہ نہ کوئی ہتھیار، نہ چھری، نہ لاٹھی لی، اور نہ اس کے لشکر میں سے کسی کو اس کی خبر ہوئی،

معتز بغا کی غیر حاضری میں بغیر کپڑے پہنے اور ہتھیار لگائے بغیر نہیں سوتا تھا نہ نبیذ پیتا تھا اس کی تمام باندیاں اس کے پاؤں پر کھڑی رہتی تھیں،

بغا رات کے پہلے تہائی حصے میں پل تک گیا، جب کشتی پل کے قریب آئی تو پل کے محافظوں نے کسی کو یہ دیکھنے بھیجا کہ کشتی میں کون ہے، وہ چلایا کہ غلام ہے ان کے پاس آ گیا۔

بغا کشتی سے نکل کر خاقان کے باغ میں پہنچا ایک جماعت اس کے ہمراہ ہو گئی وہ ان کے لئے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ میں بغا ہوں، ولید مغربی بھی اس کے پاس آ گیا، اور کہا کہ "میں تجھ پر فدا ہو جاؤں کیا کام ہے"۔ اس نے کہا کہ "تو مجھے صالح بن وصیف کے مکان لے چل یا تم لوگ میرے ہمراہ میرے مکان تک چلو تاکہ میں تمھارے ساتھ احسان کروں"۔ ولید مغربی اس خدمت پر مامور ہوا اور وہ محل جانے کے ارادے سے روانہ ہو گیا، اس نے معتز سے اجازت چاہی تو اس اجازت دی گئی، اس نے کہا کہ "اے سردار یہ بغا ہے جسے میں نے گرفتار کیا ہے اور اس پر محافظ مقرر کیا گیا ہوں، اس نے کہا "تو غارت ہو، میرے پاس اس کا سر لا"۔ ولید واپس آیا اور محل کے محافظین سے کہا کہ "تم لوگ ذرا کنارے ہو جاؤ کہ میں اسے پیام پہنچا دوں"۔ وہ لوگ علیحدہ ہو گئے تو ولید نے اس کے چہرے اور سر پر ایک ضرب ماری، دونوں ہاتھ کاٹ دیئے پھر اسے ایسا مارا کہ بغا چت گر پڑا، آخر ذبح کر کے اس کا سر اپنی قبا کے دامن میں اٹھا کر معتز کے پاس گیا، معتز نے اسے دس ہزار دینار دیے اور ایک خلعت پہنائی، اس کا سر سامرا میں نصب لیا گیا اور پھر بغداد میں مغربی اس کے دھڑ پر ٹوٹ پڑے، انھوں نے اسے جلا دیا اسی وقت معتز نے احمد بن اسرائیل اور حسن بن مخلد اور ابونوح کو بلا بھیجا وہ لوگ لائے گئے اور انھیں اطلاع دی گئی۔

بغا کی اولاد اور ساتھیوں پر ابتلاء

عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر نے بغداد میں اس کے لڑکوں کو تلاش کیا۔ وہ لوگ ایک جماعت کے ساتھ جن پر انھیں بھروسہ تھا وہاں بھاگ کر آ گئے تھے اور ان کے پاس چھپ گئے تھے۔

مذکور ہے کہ قصر الذہب میں اس کے لڑکوں اور ساتھیوں میں سے پندرہ آدمی قید کیے گئے اور قید خانے میں دس۔

کہا گیا ہے کہ بغا شب گرفتاری میں جب سامرا پہنچا تو اس نے پوشیدہ طور پر وہاں قیام کے بارے میں ساتھیوں سے مشورہ کیا تھا قرار پایا تھا کہ "وہ صالح بن وصیف کے مکان پر جائے جب عید قریب ہو تو لشکر وہاں داخل ہو ں اور وہ صالح بن وصیف اور اس کے ساتھی نکلیں پھر مغربیوں پر حملہ کر دیں پھر معتز پر حملہ کر دیں۔

متفرقات

اسی سال ربیع الاول میں صالح بن وصیف نے دیوداد کو دیار مضر وقنسرین اور عواصم کا حاکم مقرر کیا،

اسی سال بایکباک نے احمد بن طولون کو مصر کا عہدار بنایا

اسی سال مفلح اور باجور نے اہل قم پر حملہ کیا اور بہت بڑی تعداد میں عوام قتل کر دی، یہ واقعہ ماہ ربیع الاول میں ہوا۔

اسی سال ۲۶ جمادی الآخر بروز پیر کو علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن الرضی کی وفات ہوئی نماز جنازہ ابو احمد بن متوکل نے اس سڑک پر پڑھائی جو ابو احمد کی طرف منسوب ہے وہ اپنے گھر میں دفن کیے گئے۔

اسی سال جمادی الآخر میں عبدالعزیز بن ابی ذلف کے حکم کے مطابق دلف بن عبدالعزیز اور سابور کردو لشکر ہواز پہنچے اور پوشیدہ ہو گئے، اس نے دو لاکھ دینار زمین سے کھودے اور واپس چلا گیا۔

اسی سال رمضان میں نوشری مساور باغی کی طرف روانہ ہوا، اس نے مقابلہ کیا اور شکست دی، اس کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔

اس سال علی بن حسین بن اسماعیل بن عباس بن محمد امیر حج تھے۔

۲۵۵ھ کے اہم واقعات

مفلح اور حسن بن زید کی لڑائیاں

ان اہم واقعات میں مفلح کا طبرستان میں داخل ہونا اور وہ جنگ شامل ہے جو اس کے اور حسن بن زید کے درمیان ہوئی جس میں مفلح نے حسن بن زید کو شکست دی زید دیلم چلے گئے، مفلح آمل میں داخل ہوا اور حسن بن زید کے مکانات جلا دیئے اس کے بعد وہ حسن بن زید کی تلاش میں دیلم کی طرف روانہ ہوا۔

دولت سفاریہ کا آغاز

اسی سال کرمان کے نواح میں یعقوب بن لیث اور طوق بن مغلس کے درمیان جنگ ہوئی جس میں یعقوب نے طوق کو گرفتار کر لیا۔

علی بن حسین کا خلیفہ کو خط اور سفار کی شکایت

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ علی بن حسین بن قریش بن شبل نے خلافت میں ایک عریضہ بھیجا جس

میں کرمان کا تذکرہ تھا اس سے قبل علی آل طاہر کے حکام میں سے تھا جو علاقے آل طاہر کے سپرد تھے وہاں بدنظمی اور آل طاہر کی سستی و کمزوری کا اس معروضے میں ذکر تھا، یہ بھی لکھا تھا کہ یعقوب بن لیث بجستان میں آل طاہر پر غالب آ گیا ہے یعقوب نے فارس کا خراج پیشگاہ خلافت میں روانہ کرنے میں تاخیر کردی ہے۔

کارکنان خلافت نے اس خط کے بعد ایک طرف تو علی کو کرمان کی گورنری کا حکم لکھ بھیجا دوسری جانب یعقوب کے پاس بھی عہدہ ولایت بھیج دیا، اور یعقوب کو بھی اس کی گورنری کا حکم لکھ بھیجا، مقصد ایک کو دوسرے پر برانگیختہ کرنا تھا، کہ ان دونوں میں سے ہلاک ہونے والے کی فکر ختم ہو جائے، اور صرف دوسرے کی فکر رہ جائے کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایسا گروہ تھا جو سلطنت کی اطاعت سے باہر تھا

سفار کی طوق بن المغلس پر فتح

سلطنت نے جب ان دونوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو یعقوب بن لیث نے بجستان سے کرمان کے لیے لشکر روانہ کیا، علی بن حسین نے اپنی جانب سے طوق بن المغلس کو روانہ کیا، اسے یعقوب کی اور فارس کے لشکر عظیم کے ہمراہ اس کے کرمان کی فتح کے قصد کی خبر پہنچ چکی تھی طوق کرمان روانہ ہوا اور یعقوب سے پہلے پہنچ کر وہاں داخل ہو گیا یعقوب بجستان کی جانب سے مقابلے پر آ یا وہ کرمان کی ایک منزل تک پہنچ گیا

مجھ سے ایک ایسے شخص نے روایت کی جس کے بقول وہ ان دونوں کے حال کا مشاہدہ کر رہا تھا یعقوب اس طرح اسی مقام پر ٹھہرا رہا جہاں اس نے کرمان سے ایک منزل پر قیام کیا تھا اس نے ایک یا دو ماہ تک وہاں سے کوچ نہیں کیا طوق کے حالات کی جستجو کرتا رہا، جو شخص کرمان سے نکل کر اس کی طرف سے گزرتا تھا اس سے اس کا حال دریافت کرتا تھا، کسی ایسے شخص کو جو اس کے لشکر کی جانب سے کرمان جانا چاہے گزرنے نہ دیتا تھا، نہ طوق اس کی طرف اور نہ طوق کی طرف لشکر کشی کرتا تھا۔

جب اسی طرح دونوں کی حالت کو طویل وقفہ گزر گیا، تو یعقوب نے اپنی چھاؤنی سے جانب بجستان روانگی ظاہر کی، ایک منزل چلا بھی گیا، طوق کو اس کی روانگی کی خبر پہنچی تو اس نے یہ خیال کیا، کہ یعقوب کو جنگ کے انجام کے بارے میں کوئی بات معلوم ہوئی، اور وہ کرمان کو اس کے اور علی بن حسین کے لئے چھوڑ گیا، اس دھن میں مگن ہو کے طوق نے اسلحہ جنگ تو ایک طرف رکھ دیئے اور شراب نوشی میں منہمک ہو گیا، دشمن کی بے سروسامانی کے وہم میں سامان لہو ولعب میں پڑ گیا،

ادھر یعقوب کسی حال میں بھی غافل نہ تھا، تفتیش احوال میں لگا رہا تھا۔ اسے یہ خبر ملی کہ اس کی روانگی کے ساتھ ہی طوق نے جنگ کے ہتھیار رکھ دیئے اور شراب اور لہو ولعب میں مشغول ہو گیا یہ سن کے یعقوب دوبارہ لوٹ پڑا کرمان کی جانب ایک دن میں دو منزلیں طے کر لیں۔

طوق کو جو آخر روز تک لہو ولعب اور شراب میں مشغول رہا تھا سوائے اس غبار کے کچھ نہ معلوم ہوا جو شہر کرمان کے باہر بلند ہو رہا تھا، جہاں وہ خود تھا، باشندوں سے دریافت کیا کہ یہ کیسا غبار ہے جواب دیا گیا کہ یہ شہر کے ان مویشیوں کا غبار ہے جو اپنے مالکوں کے پاس واپس آ رہے ہیں، طوق اس وقت تک اسی خیال میں رہا جب تک سب نے اور حتیٰ کہ یعقوب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسے گھیر نہ لیا یعقوب نے اس کا اور اس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا طوق کے ہمرائیوں جب ان کا محاصرہ کر لیا گیا تو اپنی جان کی حفاظت کے ارادے سے چل دیئے یعقوب

نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان لوگوں کو راستہ دے دو تا کہ چلے جائیں ، راستہ دے دیا گیا وہ لوگ اپنے سامنے بھاگتے ہوئے چلے گئے اور تمام اشیاء جو لشکر گاہ میں تھیں چھوڑ گئے یعقوب نے طوق کو گرفتار کر لیا،

مجھ سے حماد بربری نے بیان کیا کہ علی بن حسین نے طوق کو روانہ کیا تھا تو اس کے ہمراہ بہت سے صندوق بھی روانہ کئے تھے جن میں سے بعض میں سونے کے طوق اور کنگن تھے کہ ان لوگوں کو پہنائے جائیں جو مصائب جنگ میں مبتلا ہو کے کامیاب ہوئے ہوں بعض میں مال تھا کہ اس شخص کو دیا جائے جو اس کا مستحق ہو بعض میں لوہے کے طوق اور بیڑیاں تھیں کہ ان میں یعقوب کے گرفتار شدہ ساتھیوں کو مقید کیا جائے،

طوق پابزنجیر

جب یعقوب نے طوق کو اور سرداران لشکر کو جو اس کے ہمراہ تھے گرفتار کر لیا تو طوق اور اس کے ساتھیوں کے مال واسباب اور اثاثہ و ہتھیار پر بھی قبضہ کر لیا اور سب اس کے پاس جمع کر دیا گیا جب صندوق لائے گئے تو مقفل تھے ایک صندوق کو کھولنے کا حکم دیا کھولا گیا تو اس میں بیڑیاں اور لوہے کے طوق تھے اس نے طوق سے کہا کہ اے طوق یہ بیڑیاں اور طوق کیسے ہیں طوق نے کہا کہ علی بن حسین نے انھیں میرے ہمراہ روانہ کر دیا تھا کہ میں انھیں قیدیوں کے پاؤں اور گردنوں میں ڈالوں یعقوب نے کہا کہ اے فلاں سب سے بڑی اور سب سے بھاری زنجیر دیکھ کر طوق کے دونوں پاؤں اور اس کی گردن میں ڈال دے طوق کے جو ساتھی گرفتار ہوئے تھے سب کے ساتھ یہی برتاؤ کیا گیا۔

دوسرے صندوق کھولنے کا حکم دیا تو اس میں سونے کے طوق اور کنگن تھے پوچھا کہ اے طوق یہ کیا ہے اس نے کہا علی نے یہ چیزیں میرے ساتھ کر دیں تھیں کہ جس نے جان بازی کی ہو اس کو پہناؤں، یعقوب نے کہا کہ اے فلاں اس میں سے اتنے طوق اور اتنے کنگن لے کے فلاں کو پہنا دے، اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہی سلوک کیا کہ جتنے سرفروش تھے سب کو سونے کے طوق اور کنگن پہنا دئے اسی طرح تمام صندوقوں کا جائزہ لیا اور سب کو صلہ دیا۔

یعقوب کی جفاکشی

یعقوب نے طوق کے ہاتھ پھیلانے کا حکم دیا تا کہ اسے لوہے کے طوق میں جو اس کی گردن میں پہنا دیا گیا تھا ڈال دے اس کے ہاتھ پر ایک پٹی تھی، دریافت کیا کہ اے طوق یہ کیا ہے، اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر کے ساتھ نیکی کرے، مجھے کچھ حرارت معلوم ہوئی تو میں نے فصد کھلوائی، یعقوب نے اپنے کسی ساتھی کو بلایا اور اسے اپنا موزہ اتارنے کا حکم دیا، جب اس نے اتارا تو اس کے موزے سے سوکھی روٹی کے کچھ ریزے جھڑے، اس نے کہا کہ اے طوق میں نے دو مہینے سے یہ موزے اپنے پاؤں سے نہیں اتارے، میری روٹی میرے موزے میں ہے جس میں سے میں کھاتا ہوں میں بچھونے پر نہیں لیٹتا، اور تو شراب اور لہو میں بیٹھتا تھا، اس تدبیر سے میں نے اپنی جنگ اور قتال کا ارادہ کیا تھا۔

جب یعقوب بن لیث طوق کے معاملے سے فارغ ہوا تو کرمان میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا بجستان کے ساتھ کرمان بھی اس کے علاقے میں داخل ہو گیا،

فارس میں داخلہ

اسی سال یعقوب بن لیث فارس میں داخل ہوا اور علی بن حسین بن قریش کو گرفتار کر لیا۔

علی بن حسین کی شکست اور گرفتاری کا واقعہ

مجھ سے حماد بریری نے روایت کی کہ میں اس دن فارس میں علی بن حسین ابن قریش کے پاس تھا تا کہ اسے اپنے حلیف طوق بن مغلس کے ساتھ یعقوب کی معرکہ آرائی، کرمان میں داخلہ اور اس پر قبضہ کی خبر پہنچی شکست خوردہ لشکر اس کے پاس واپس پہنچا تو اسے یعقوب کے فارس آنے کا یقین ہو گیا، علی اس زمانے میں شیراز میں تھا جو علاقہ فارس میں ہے، اس نے اپنا لشکر اور طوق کی شکست خوردہ فوج کو اپنے ہمراہ کر لیا، اور انھیں ہتھیار دے دیئے، شیراز سے نکل کے میدان کے اس چشمے تک گیا جو شہر کے باہر آبادی کے بالکل کنارے اور دامن کوہ کے درمیان واقع ہے، اس میں صرف ایک آدمی اور ایک چوپائے کے گزرنے کا راستہ ہے تنگی کی وجہ سے ایک سے زیادہ آدمیوں کا گزرنا ناممکن ہے، علی اسی مقام پر ٹھہر گیا اور اپنے لشکر کو اس کنارے ٹھہرا دیا جو شیراز سے متصل ہے، شیراز کے اہل بازار اور تاجروں کو بھی اپنی چھاؤنی تک لے گیا تا کہ اگر یعقوب آئے گا تو اسے کوئی ایسی جگہ نہ ملے گی جس سے وہ بیابان سے گزر کے ہم تک آ سکے، اس کے لئے سوائے اس میدان کے اور کوئی راستہ نہیں اور وہ راستہ صرف ایک آدمی کے گزرنے کا ہے، جب اس پر ایک آدمی بھی کھڑا کر دیا جائے گا جو اس سے گزرنا چاہے گا اس کو روک دے گا جب اسے ہم تک پہنچنے کی قدرت نہ ہوگی تو جنگل میں اس حالت میں ہوگا نہ اس کے لئے کھانا ہوگا اور نہ اس کے ساتھیوں کے لئے اور نہ ہی چوپایوں کے لئے چارہ ہوگا،

ابن حماد کا بیان ہے کہ یعقوب اتنا بڑھ آیا کہ اس چشمے کے قریب آ گیا، اپنے ساتھیوں کو پہلے دن اس چشمے سے جو کرمان سے متصل تھا تقریباً ایک میل کے فاصلے پر اترنے کا حکم دیا، خود تنہا اس طرح آگے بڑھا کہ ہاتھ میں ایک دس گز کا نیزہ تھا۔

ابن حماد کہتا ہے کہ گویا میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں جبکہ وہ اس طرح تنہا اپنے گھوڑے پر آگے بڑھا کہ اس کے ہمراہ سوائے ایک آدمی کے کوئی اور نہ تھا اس نے چشمہ، پہاڑ، اور راستے کی طرف نظر ڈالی، چشمے کے قریب آ گیا اور علی بن حسین کے لشکر پر غور کرنے لگا علی کے ساتھی اسے گالیاں دینے لگے "او کیڑے ہم تجھے پتیلیوں اور پیالیوں کے شگاف تک ضرور ضرور پہنچا دیں گے، وہ خاموش رہا کچھ جواب نہ دیا،

جب مقام مقصود کو اچھی طرح دیکھ لیا تو یعقوب اپنے ساتھیوں کے پاس واپسی کے ارادے سے لوٹ گیا، دوسرے دن ظہر کا وقت ہوا تو اپنے ساتھیوں اور آدمیوں کو آگے بڑھا کے چشمے کے اس کنارے پہنچ گیا جو صحرائے کرمان سے متصل ہے، ساتھیوں کو اترنے کا حکم دیا، وہ لوگ اپنے گھوڑے سے اتر گئے اور اپنا اسباب بھی اتار لیا، یعقوب نے ایک صندوق کھولا جو اس کے ہمراہ تھا (ابن حماد نے کہا کہ) گویا میں انھیں دیکھ رہا ہوں، ایک کتا نکالا جو بھیڑئیے کے مشابہ تھا اس کے بعد برہنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اپنے اپنے نیزے اپنے ہاتھوں میں لے لئے، اس سے قبل علی بن حسین

نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے اس راستہ پر کھڑا کر دیا تھا جو پہاڑ اور چشمے کے درمیان ہے، وہ لوگ یہ دیکھ رہے تھے کہ یعقوب کے پاس کوئی تدبیر نہیں ہے اور نہ اس کے لئے کوئی ایسا راستہ ہے جس میں اس کے سوا کسی اور کا گزرنا ممکن ہے، وہ کتا لائے اور چشمہ میں پھینک دیا ہم اور علی کے ساتھی انھیں دیکھ رہے تھے اور ان پر اور اس کے کیئے پر ہنس رہے تھے، جب ان لوگوں نے کتے کو چشمہ میں ڈال دیا تو وہ پانی میں تیر کے علی بن حسین کے لشکر کی طرف جانے لگا یعقوب کے

ساتھیوں نے بھی بلا تامل اپنے گھوڑے کتے کے پیچھے ڈال دئے' اور اپنے اپنے ہاتھوں میں نیزے لے کے کتے کے پیچھے چلنے لگے، جب علی بن حسین نے یہ دیکھا کہ یعقوب چشمہ کا اکثر حصہ طے کر کے اس کے اور اس کے ساتھیوں کی طرف آ گیا تو اس سے کوئی تدبیر بن نہ پڑی اور حیرت میں پڑ گیا،

تھوڑی دیر گزری تھی کہ یعقوب کے ساتھی علی بن حسین کے ساتھیوں کی پشت پر نکلے، ان کی پہلی جماعت کے نکلنے سے بھی علی کے ساتھی اس طرح بھاگے کہ وہ شہر شیراز کی تلاش میں تھے اس لئے کہ یعقوب کے ساتھیوں کے چشمے سے نکل آنے کی وجہ سے وہ لوگ یعقوب کے لشکر اور چشمے کے درمیان گھر گئے تھے اور کوئی ایسی جائے پناہ نہ پاتے تھے کہ جہاں بھاگ جائیں، اپنے ساتھیوں کی شکست کی وجہ سے علی بن حسین کو بھی شکست ہوئی،

یعقوب کے ساتھی چشمے سے نکلے تو علی کو اس کے گھوڑے نے منہ کے بل گرا دیا، وہ زمین پر گر پڑا، ایک بجستانی مل گیا بجستانی چاہا کہ اپنی تلوار سے اسے مار دے، علی کا ایک خادم اس کے پاس پہنچ گیا اور کہا کہ یہ امیر ہے، بجستانی اپنے گھوڑے سے اس کے پاس اتر پڑا اور اسی کا عمامہ اس کی گردن میں باندھ کے یعقوب کے پاس گھسیٹ لایا جب وہ اس کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے بیڑیاں پہنانے کا حکم دیا اور جو کچھ اس کے لشکر میں اسباب، سامان اور ہتھیار وغیرہ تھے سب کچھ اس کے پاس جمع کر دیا گیا،

شام تک اسی مقام پر ٹھہرا رہا جب اچھی طرح تاریکی پھیل گئی تو وہاں سے روانہ ہو کے رات ہی کو شہر میں اس طرح داخل ہوا کہ اس کے ساتھی نقارے بجا رہے تھے مگر شہر میں کسی نے حرکت بھی نہ کی، صبح ہوئی تو اس کے ہمراہیوں نے علی بن حسین اور اس کے ساتھیوں کے مکانات لوٹ لئے، وہ اس مال کی طرف متوجہ ہوا جو بیت المال میں خراج وآمدنی جائداد کے سلسلے میں جمع تھا، اسے بھی لا دلیا گیا، خراج مقرر کیا اور اسے بھی وصول کر لیا، اس کے بعد وہاں سے بجستان کے ارادے سے روانہ ہوا اور اپنے ہمراہ علی بن حسین بن قریش اور جو سردار اس کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے لے گیا،

متفرقات

اسی سال یعقوب بن لیث نے معتز کو گھوڑے، باز اور مشک نذرانے کے طور پر بھیجے،

اسی سال سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو بغداد اور اس کے مضافات کی پولیس کا والی بنایا گیا، یہ واقعہ ۶ ربیع الآخر کا ہے۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی خراسان سے سامرا آمد ۸ ربیع الآخری بروز جمعرات کو ہوئی، اور وہ ایتاخیہ چلا گیا، اس کے بعد المعتز کے پاس ہفتہ کے دن گیا تو اس نے خلعت دی اور وہ واپس گیا،

اسی سال مساور الشاری اور یار جوخ کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں شاری نے اسے شکست دی اور وہ شکست کھا کے سامرا چلا گیا،

اسی سال ربیع الآخر میں المعلیٰ بن ایوب کی وفات ہوئی،

معتز کے کاتبوں کی ترکوں کے ہاتھوں گرفتاری

اسی سال صالح بن وصیف نے احمد بن اسرائیل اور حسن بن مخلد اور ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو گرفتار کر لیا انھیں مقید کر کے مال کا مطالبہ کیا،

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ان سب کاتبوں نے اسی سال ۲ جمادی الآخرہ کو بدھ کے دن اکٹھے ہو کر شراب پی تھی، جب اس کے دوسرے دن جمعرات آئی تو ابن اسرائیل ایک بڑی جماعت کے ہمراہ سوار ہو کے حاکم کی دولتسرا تک گیا جہاں وہ دربار کیا کرتا تھا، ابن مخلد قبیحہ (والدہ معتز) کے مکان پر گیا جس کا وہ کاتب تھا، ابونوح دارالخلافت میں حاضر ہوا معتز سو رہا تھا آدھا دن گزرنے پر بیدار ہوا تو سب کو باریابی کی اجازت دی،

صالح بن وصیف نے احمد بن اسرائیل پر حملہ کیا اور معتز سے کہا کہ "اے امیر المؤمنین نہ ترکوں کے لئے تنخواہ ہے اور نہ بیت المال میں، ابن اسرائیل اور اس کے ساتھی دنیا کے تمام اموال لے گئے،

احمد نے جواب دیا کہ "اے نافرمان کے بیٹے"

اس کے بعد وہ دونوں سوال و جواب کرتے رہے یہاں تک کہ صالح بے ہوش ہو کر گر پڑا، اس کے منہ پر پانی چھڑکا گیا، یہ خبر اس کے ساتھیوں کو پہنچی جو دروازے پر کھڑے تھے تو انھوں نے ایک نعرہ لگایا، تلواریں نیام سے نکال لیں اور شمشیر برہنہ معتز کے سامنے پہنچ گئے جب معتز نے یہ حال دیکھا تو اندر چلا گیا اور انھیں چھوڑ گیا،

صالح بن وصیف نے ابن اسرائیل اور ابن مخلد اور عیسیٰ بن ابراہیم کو گرفتار کر لیا، انھیں بیڑیاں پہنا دیں لوہے سے جکڑ دیا اور انھیں اپنے گھر لے گیا، ان لوگوں کو لے جانے سے قبل معتز نے صالح سے کہا کہ احمد کو مجھے دے دے کیونکہ وہ میرا کاتب ہے مگر صالح نے اس کی بات نہ مانی اس نے ابن اسرائیل پر اتنا تشدد کیا کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے ابن مخلد کو منہ کے بل گرا دیا گیا اور اسے سو تازیانے مارے گئے، عیسیٰ بن ابراہیم پچھنے لگائے ہوئے تھا اسے اتنی چپتیں ماریں کہ اس کے مقامات فصد سے خون بہنے لگا، انھیں اس وقت تک نہ چھوڑا گیا جب تک ان سے مال کی بہت بڑی مقدار کے رقعے نہ لکھوا لئے گئے جس کی ان پر قسط جاری کر دی گئی،

جعفر بن محمود کی طلبی

ترکوں کی ایک جماعت اسکاف روانہ ہوئی تا کہ جعفر بن محمود کو لائیں، معتز نے کہا کہ جعفر سے نہ تو میری کوئی غرض وابستہ ہے نہ وہ میرا کوئی کام کرتا ہے، وہ لوگ چلے گئے، معتز نے ابوصالح عبداللہ بن محمد ابن یزداد مروزی کو بلا بھیجا وہ لایا گیا تا کہ وہ اسے وزیر بنائے، اسحاق بن منصور کو بلا بھیجا اسے بھی روانہ کر دیا گیا قبیحہ (والدہ معتز) نے ابن اسرائیل کے بارے میں صالح بن وصیف کو کہلایا کہ یا تو اسے معتز کے پاس بھیج دے ورنہ اس کے بارے میں تیرے پاس سوار ہو کر آتی ہوں،

کاتبوں کی گرفتاری کا دوسرا سبب

ایک روایت یہ ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ ترکوں نے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا تھا، انھوں نے اسی کو اپنے معاملے کا سبب بنا لیا، پیامبران کاتبوں اور ان لوگوں کے درمیان آمد و رفت کرتے رہے یہاں تک کہ ابونوح نے صالح بن وصیف سے کہا کہ تیری یہ تدبیر خلیفہ کے مخالف ہے (یعنی تو خلیفہ کی مخالفت کے لئے بہانہ تلاش کر رہا ہے) شدید رنج و غصہ کے باعث صالح پر اسی وقت غشی طاری ہو گئی، لوگوں نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا، جب اسے افاقہ ہوا تو معتز کے روبرو بڑی طویل گفتگو ہوتی رہی، لوگ نماز کو چلے گئے اور معتز کے پاس صالح تنہا رہ گیا کاتبوں کی جماعت بلائی گئی تھوڑی دیر ٹھہرنے پائے تھے کہ ایک خیمے میں نکال دیئے گئے، ابونوح اور ابن مخلد کو بلا کر ان کی تلواریں اور ٹوپیاں

لے لیں گئیں، کپڑے پھاڑ ڈالے گئے، ابن اسرائیل بھی ان دونوں ن کے ساتھ شامل کر دیا گیا اس کی وجہ سے تین کی تعداد ہو گئی، اس کے بعد انھیں محل کے بیرونی حصے میں نکالا گیا اور گھوڑوں اور خچروں پر سوار کر دیا گیا، ہر ایک پیچھے ایک ایک ترک بیٹھ گیا، انھیں الخیر کے راستے سے صالح کے مکان پر پہنچا دیا گیا، صالح ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا، ترک منتشر ہو کر واپس چلے گئے،

جب اس واقعے کے چند روز گزر چکے تو ان میں سے ہر ایک کے پاؤں میں تیس تیس رطل (یعنی پندرہ پندرہ سیر) اور گردن میں بیس بیس رطل لوہا ڈال دیا گیا ان سے مال کا مطالبہ کیا گیا مگر ان لوگوں نے کچھ بھی دینا قبول نہ کیا یہ معاملہ ختم نہ ہوا تھا کہ رجب کا مہینہ آ گیا ترک ان کی اور ان کے اعزہ کی جائداد مکانات اور اموال کے قبضے کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کاتبین خائین کہلانے لگے،

متفرقات

جعفر بن محمود ۱۰ جمادی الآخری بروز جمعرات کو آیا تو اسے امر و نہی کا والی بنایا گیا وہاں ان دونوں نے عبداللہ ابن محمد بن داؤد بن عیسیٰ کو قتل کر دیا،

معتز کی معزولی اور وفات

اسی سال ۲۷ رجب کو معتز معزول کر دیا گیا ۲ شعبان کو اس کی موت ظاہر کی گئی،

سبب

اس کی معزولی کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کاتب جن کا حال ہم نے بیان کیا ہے، جب ترکوں نے ان کے ساتھ وہ کیا جو کر سکتے تھے کر چکے انھوں نے ان سے کسی چیز کا بھی اقرار نہ کیا تو وہ لوگ اپنی تنخواہیں مانگنے معتز کے پاس گئے کہ ہماری تنخواہیں ہمیں دے دے تا کہ ہم صالح بن وصیف کو تیرے لئے قتل کر دیں معتز نے اپنی والدہ کو کہلا بھیجا کہ وہ اسے مال دے دے تا کہ ان کے حوالے کرے، اس کی والدہ نے کہلا بھیجا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے،

جب ترکوں اور سامرا کے لشکر نے دیکھا کہ کاتب ان لوگوں کو کچھ دینے سے باز رہے ہیں، اور انھوں نے بیت المال میں بھی کچھ نہ پایا اور معتز اور اس کی والدہ بھی انھیں کچھ عطا کرنے سے باز رہے تو ترکوں، فرغانیوں اور مغربیوں کی ایک بات ایک ہو گئی، سب کے سب معتز کے معزول کرنے پر متفق ہو گئے، چنانچہ سب لوگ ۲۷ رجب کو معتز کے پاس گئے۔

معزولی کا واقعہ

خلافت کے ایک ملازم جوان لوگوں کے معتز کے پاس جانے کے دن ایوان خلافت میں نحریر خادم کے پاس تھا، بیان کیا کہ اسے کرخ اور دور کے باشندوں کی آواز نے ڈرا دیا اچانک صالح بن وصیف اور بایکباک اور محمد بن بغا عرف ابو نصر مسلح ہو کر آ گئے، وہ اس مقام پر بیٹھ گئے جہاں معتز بیٹھا کرتا تھا انھوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس آ جائے جواب ملا کہ میں نے شام کو دوائے مسہل استعمال کی ہے جس سے بارہ اجابتیں ہوئی ہیں، ضعف کرنے کی وجہ سے بات کرنے کی بھی طاقت نہیں، اگر نہایت ضروری کام ہو تو تم میں سے کوئی میرے پاس آ کر مجھے اس سے آگاہ کر دے،

وہ سمجھتا کہ اس کی حکومت اپنے حال پر قائم ہے کرخ اور دور کے باشندوں کی وہ جماعت اس کے پاس داخل

ہوئی جو سرداروں کے نائب تھے وہ لوگ اس کا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے حجرے تک لائے ،،

مجھے خیال آتا ہے کہ وہ لوگ اسے گرز بھی مار رہے تھے وہ اس طرح نکلا کہ اس کی قمیض کئی جگہ سے پھٹی ہوئی تھی اور اس کے شانے پر خون کے نشان تھے انھوں نے اسے نہایت شدید گرمی کے وقت دار الخلافت میں دھوپ میں کھڑا کر دیا میں اسے اسی حالت میں دیکھتا رہا کہ وہ اس مقام کی حرارت سے جہاں کھڑا کیا گیا تھا اپنا قدم تھوڑی دیر کے بعد اٹھا رہا تھا۔

میں نے ان میں سے ایک آدمی کو دیکھا وہ اسے تھپڑ مار رہا تھا اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا تھا وہ لوگ اس سے مطالبہ کرنے لگے کہ خلافت سے دست بردار ہو، انھوں نے اسے کمرے میں داخل کیا جو دروازے پر تھا پہلے اس کمرے میں موسیٰ بن بغا رہا کرتا تھا ابن ابی شوارب کو بلایا گیا انھوں نے اسے ایک جماعت کے ساتھ حاضر کیا، اس سے صالح اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ معتز کا استعفاء لکھو، اس نے کہا کہ میں اچھا نہیں لکھ سکتا، اس کے ہمراہ ایک اصفہانی تھا اس نے کہا کہ میں لکھ دیتا ہوں اس نے لکھا سب نے اس پر شہادت دی اور چلے گئے۔

والدہ بہن وغیرہ کے لئے امان

ابن ابی شوارب نے صالح سے کہا کہ سب لوگ گواہ ہو جائیں وہ اسکی بہن اس کے بیٹے اور ماں کے لیے امان ہے، صالح نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے کہا ''ہاں'' انھوں نے اس مجلس پر اور اس کی ماں پر ایسی عورتیں مقرر کر دیں جو اس کی ماں کی نگرانی کریں،

بیان کیا گیا ہے کہ قبیحہ والدہ معتز نے اس مکان میں جہاں وہ رہتی تھی ایک راستہ بنا لیا تھا، اس نے اور قرب خادمہ نے اور معتز کی بہن نے حیلہ بنایا تھا، ترک اسی راستے سے نکلے، ان لوگوں نے اس راستوں کو بند کر دیا تھا، جس دن سے انھوں نے معتز کے ساتھ بدسلوکی کی تھی لوگوں کو گزرنے سے روک دیا تھا، یہ پیر سے ۲۹ رجب بدھ تک تھا،

معتز کی وفات

روایت ہے کہ جب وہ معزول کیا گیا تو اس شخص کے حوالے کیا گیا جو اس پر تشدد کرے، تین دن تک پانی بند رکھا گیا، جب اس نے ایک گھونٹ کنویں کا پانی مانگا تو اس کو بھی اس نے روکا، پھر انھوں نے ایک تہہ خانے کو گاڑھے چونے سے پختہ کر کے اس میں اسے داخل کر کے دروازہ بند کر دیا، صبح کے وقت وہ وفات پا گیا، اس کی وفات اسی سال ۲ شعبان کو ہوئی، جب وہ وفات پا گیا تو بنی ہاشم اور سرداروں کو اس کی موت کا گواہ بنایا گیا، کہ وہ بالکل درست حالت میں ہے، اس کے جسم میں قتل وغیرہ کا کوئی نشان نہیں ہے، یعنی اپنی موت طبعی سے مرا ہے کسی نے اسے قتل نہیں کیا معتز کو قصر الصوامع میں المنتصر کے ساتھ دفن کر دیا گیا،

جس دن سے اس کی بیعت کی گئی اس کی خلافت کا زمانہ چار سال چھ ماہ اور تیئیس دن ہوا، اس کی عمر کل چوبیس سال ہوئی،۔

حلیہ

وہ گورے رنگ کا تھا، بال سیاہ اور گھنے تھے، آنکھیں اور چہرہ خوبصورت تھا، پیشانی تنگ تھی، دونوں رخسار سرخ تھے، جسم خوبصورت اور طویل تھا، اس کی ولادت سامرا میں ہوئی تھی،

مہتدی باللہ کی خلافت

اسی سال ۲۹ رجب بروز بدھ محمد بن واثق کی بیعت کی اس کا نام مہتدی باللہ رکھا گیا مہتدی کی کنیت ابوعبداللہ تھی اس کی والدہ ایک رومی عورت تھی جس کا نام قرب تھا۔

ایک ایسے شخص سے روایت ہے کہ جو ان لوگوں کے معاملات میں موجود تھا کہ محمد بن واثق نے اس وقت تک کسی کی بیعت قبول نہ کی جب تک معتز کو کوفہ لایا گیا اور اس نے اپنے آپ کو معزول نہ کر دیا، چنانچہ معتز نے جو کچھ اس کے سپرد تھا اس انتظام سے اپنی عاجزی اور اسے محمد بن واثق کے سپرد کرنے میں اپنی رغبت ظاہر کی معتز نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور محمد بن واثق سے بیعت کر لی، لوگوں نے اس کا نام مہتدی رکھ دیا، مہتدی ہٹ گیا اور خاص خاص آزاد غلاموں سے بیعت لی اپنے استعفا کے بارے میں معتز کی یہ تحریر تھی۔

استعفیٰ کے لئے معتز کی تحریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ دستاویز ہے جس پر وہ لوگ گواہ ہیں جن کے نام اسی کے آخر میں ثبت ہیں، وہ اس امر کے گواہ ہیں کہ ابوعبداللہ بن امیر المؤمنین متوکل علی اللہ نے صحت نفس وسلامت عقل کی حالت میں اپنے اختیار سے بخوشی و بلا جبر و کراہ ان کے روبرو اقرار کیا اور انھیں اپنے اوپر گواہ بنایا کہ اس نے بار خلافت اور امور مسلمین کیا انتظام پر جو اس کے سپرد کیا گیا غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ وہ اس کے لئے مناسب ہے وہ ان ذمہ داریوں کے انجام دہی سے عاجز ہے جو اس پر واجب ہیں، اور اس کے مقابلے میں وہ کمزور ہے، اس لئے اس نے اپنے آپ کو اس سے جدا کر دیا، اپنے تمام دوستوں اور ان لوگوں کو جن کی گردنوں میں اس کی بیعت، عہد و پیمان، طلاق، غلاموں کی آزادی صدقہ اور حج کی قسمیں تھیں انھیں ان سے اور تمام قسموں سے بری کر دیا، ان سب کو ان تمام امور سے آزاد کر دیا ہے، اور انھیں اپنی جانب سے دنیا و آخرت میں چھوٹ دے دی ہے، کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ اس کی اور عامہ مسلمین کی اس کے خلافت چھوڑ دینے اور اس سے علیحدہ ہو جانے میں ہے، ان تمام امور جو اس تحریر میں ذکر کئے گئے ہیں اور بیان کئے گئے حرفاً حرفاً پڑھوا کر سن لینے کے بعد ان گواہوں کے بعد جو اس تحریر میں نامزد ہیں اور تمام حاضرین کو اپنے اوپر گواہ بنا دیا ہے، اس میں جو مضمون تھا اسے سمجھ بوجھ کر بخوشی بلا جبر و کراہ اقرار کیا گیا ہے۔ یہ تحریر ۲۷ رجب بروز پیر ۲۵۵ھ کو معرض تحریر میں آئی۔

معتز نے اس پر دستخط کئے کہ ابوعبداللہ نے ان تمام امور کا جو اس میں تحریر ہیں اقرار کیا اور اپنے قلم سے لکھ دیا گواہوں نے اپنی شہادتیں لکھیں کہ گواہ شد، حسن بن محمد، ومحمد بن محمد، ومحمد بن یحییٰ واحمد بن جناب، ویحیی بن زکریا بن ابو یعقوب اصفہانی وعبداللہ بن محمد العامری واحمد بن فضل بن یحییٰ وحماد بن اسحاق وعبداللہ بن محمد وابراہیم بن محمد، یہ شہادتیں ۲۷ رجب بروز پیر ۲۵۵ھ کو لکھی گئیں،

اسی سال رجب کے آخری دن بغداد میں سلیمان بن عبداللہ بن طاہر پر عام لوگوں نے حملہ کیا اور بلوہ ہوا۔

شورش بغداد

اس کا سبب یہ تھا کہ بروز جمعرات محمد بن واثق کا فرمان لوگوں سے اپنی بیعت کے لئے سلیمان کے پاس بغداد آیا وہیں ابواحمد بن متوکل بھی تھا جب اس کے بھائی معتز نے وہ اپنے ماں شریک بھائی مؤید سے ناراض ہوا تھا اسے بصرہ بھیج دیا تھا جب تشدد پسند جماعت نے بصرہ میں جنگ کی تو اسے بغداد منتقل کر دیا تھا وہاں مقیم تھا،

سلیمان بن عبداللہ بن طاہر نے جس کے سپرد اس زمانے میں بغداد کی پولیس تھی اس کو بلوایا وہ اس کے مکان پر حاضر کیا گیا بغداد کے عوام اور اہل لشکر نے معتز اور ابن واثق کے حالات کو سنا تو سلیمان کے دروازے پر جمع ہو گئے اور شور کرنے لگے، آخر اسی بنا پر واپس چلے گئے کہ ان سے یہ کہا گیا کہ ہمارے پاس ایسی خبر نہیں آئی جس سے ہمیں یہ معلوم ہو کہ اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا اسی شور وغل اور اسی قول پر جوان سے جمعرات کو کہا گیا تھا جمعے کا دن ہوا۔ لوگوں نے دونوں مسجدوں میں نماز ادا کی اور دونوں میں معتز کے لئے دعا کی گئی،

ہفتہ کا دن ہوا تو لوگ پھر سلیمان کے مکان پر جمع ہوئے، ابواحمد کا نام پکارنے لگے اور اس سے کا مطالبہ کرنے لگے انھوں نے سلیمان سے اس کے مکان میں مل کے درخواست کی کہ انھیں ابواحمد بن متوکل کو دکھائے سب ابواحمد کے سامنے لائے گئے اور ان سے وعدہ ہوا کہ تحمل کے ساتھ رہیں گے تو جو خواہش کی ہے اس کی تکمیل کی راہ نکلے گی ابواحمد حفاظت کی تاکید کرنے کے بعد لوگ واپس چلے گئے،

یارجوخ کی بغداد آمد

یارجوخ آیا بردان میں اترا وہ مدینۃ السلام بغداد کے لشکر کے لئے تیس ہزار دینار لایا تھا بعد کو شماسیہ چلا گیا پھر اس نے صبح کو بغداد میں داخل ہونا چاہا تو لوگوں کو خبر پہنچ گئی وہ شور کرنے لگے اور اسی طرف چل کھڑے ہوئے یورجوخ کو یہ خبر پہنچی تو بردان واپس جا کے مقیم ہو گیا اور سلطنت کو سارا واقعہ لکھ دیا، خط وکتابت ہوتی رہی، آخر اس نے اہل بغداد کو کچھ مال روانہ کیا، جس سے وہ راضی ہو گئے۔

۷ شعبان جمعرات کو مہتدی سے خاص لوگوں نے بیعت کی۔

یوم جمعہ ۸ شعبان کو ایک فتنے کے بعد جس میں ایک جماعت قتل اور دریائے دجلہ میں غرق ہوئی، اور دوسری جماعت زخمی ہوئی، اس کے لئے دعا کی گئی تھی۔ ایک طبری مسلح جماعت سلیمان کے مکان کی حفاظت کر رہی، اس سے اہل بغداد نے دجلہ کے راستے اور پل پر جنگ کی، اس کے بعد صورتحال درست ہو گئی، اور لوگوں کو بھی سکون ہو گیا،

قبیحہ سے مال کی برآمدگی

اسی سال رمضان میں قبیحہ والدہ المعتز کا ترکوں سے سامنا ہوا، اس نے انھیں وہ تمام مال اور خزانہ اور جواہر

کے بارے میں بتایا جو اس کے پاس موجود تھے،

بیان کیا جاتا ہے کہ قبیحہ نے صالح کو اچانک قتل کرنے کا انتظام کیا تھا کاتبان سلطنت کی ایک جماعت کو جنھیں صالح نے مصیبت میں مبتلا کیا تھا، اپنا موافق بنا لیا جب صالح نے انھیں مصیبت میں ڈالا اور قبیحہ کو معلوم ہوا کہ جو مصیبت ان پر آئی ہے اس کی وجہ سے وہ لوگ صالح سے اس خبر کے متعلق کوئی بات چھپا نہ سکے اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنی برات کی کاروائی کی، محل کے اندر جو مال جواہر اور قیمتی اسباب خزانوں میں تھے سب اس نے نکال لئے، اسی قسم کا مال جو پہلے سے امانت رکھا ہوا تھا اسی کے ساتھ یہ مال بھی امانت رکھ دیا، اس کے بعد وہ جلد بازی سے بیخوف نہ رہی، یہاں تک کہ اس پر اور اس کے بیٹے پر مصیبت نازل ہوئی اس نے بھاگنے کے لئے ایک بہانہ بنا لیا،

قبیحہ کا فرار

اس نے محل کے اندر اپنے خاص حجرے سے ایک ایسی سرنگ کھدوائی جو ایسے مقام پر نکلتی تھی جہاں تلاش نہ ہو سکے جب اسے اس حادثہ کا علم ہوا تو اس نے بلا تاخیر وخوف ملامت بھاگنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اسی راستے میں پہنچ گئی اور محل سے باہر چلی گئی۔

وہ لوگ جنھوں نے اس کے بیٹے کے خلاف فتنہ برپا کیا تھا، اپنے مقاصد کی مضبوطی سے فارغ ہوئے تو وہ اس کی تلاش مین روانہ ہوئے، انھیں اس پر قابو پا لینے میں ذرا بھی شک نہ تھا، مگر محل کو خالی پایا اور اس کا حال اس طرح پوشیدہ رہا کہ انھیں کچھ نہ ہو سکا اور نہ کوئی ایسا نشان ملا جو انھیں حد شناخت تک پہنچاتا، بعد از تلاش اس راستے پر کھڑے ہو گئے یہ راستہ اس وقت ملا جب وہاں تک لائے گئے، آخر اس راستے میں چلے اور ایسے مقام پر پہنچ گئے، جہاں کسی نشان یا خبر کی اطلاع نہ ہو سکتی تھی تب انھیں اس کے نہ ملنے کا یقین ہو گیا، اس کے بعد خیال کے گھوڑے دوڑانے لگے مگر انھیں اس کے لئے اگر وہ پناہ لیتی حبیب سے زیادہ مضبوط ومحفوظ جائے پناہ نہ ملی، حبیب متوکل کی باندیوں میں سے وہ آزاد عورت تھی جس سے موسیٰ بن بغا نے نکاح کیا تھا، وہ اس علاقے میں آئے اس کے اسباب میں سے کسی شے کو چھیڑنا انھوں نے ناپسند کیا اور اسی قبیحہ پر آنکھ اور نظر لگائے رہے ان لوگوں کو دھمکیاں دی گئیں جو قبیحہ سے آگاہ ہوں کہ وہ خاموش رہیں۔

یہ حال ان لوگوں سے مسلسل پوشیدہ رہا یہاں تک کہ وہ رمضان میں ظاہر ہو گئی اور صالح بن وصیف کے پاس گئی، اس کے اور صالح کے درمیان العطارہ واسطہ بن گئی تھی، وہ اس پر اعتماد کرتی تھی، اس کا جو مال بغداد میں تھا اس نے اسے روانہ کرنے کے لئے لکھ دیا چنانچہ مال نکالا گیا اور سامرا روانہ کر دیا گیا، روایت ہے کہ اسی سال ۱۱ رمضان منگل کے دن پانچ لاکھ دینار سامرا پہنچے،

اس واقعہ کی وجہ سے لوگ بغداد کے خزانوں سے آگاہ ہو گئے ان کے لانے کے لئے روانہ کر دیا گیا چنانچہ خزانے نکالے گئے، اور ان میں سے کچھ خزانے روانہ کیے گئے، خزانہ سلطنت مین بہت سا مال بھیج دیا گیا جو اہل لشکر وشاکریہ بغداد میں تنخواہ کے طلبگار تھے، کثیر مال ان کے حوالے کر دیا گیا، چند ماہ تک پے در پے خزانے بغداد اور سامرا میں دست بدست پھرتے رہے یہاں تک کہ ختم ہو گئے،

قبیحہ کی مکہ روانگی

قبیحہ اسی سال حجاج کے مکہ روانہ ہونے تک وہیں قیام پذیر رہی، پھر وہ رجالالربابی اور وحشی غلام آزاد کردہ مہتدی کے ہمراہ روانہ کر دی گئی۔

ایک شخص سے مذکور ہے ہے جس نے راستے میں اسے سنا کہ وہ بلند آواز سے اللہ تعالیٰ سے صالح بن وصیف کے لئے بددعا کرتی تھی کہ ''اے اللہ تو صالح بن وصیف کو رسوا کر جیسا کہ اس نے میرا پردہ فاش کیا، میرے فرزند کو قتل کیا، میرے گروہ کو متفرق کیا میرا مال لے لیا، مجھے میرے شہر سے جلاوطن کر دیا، اور میرے ساتھ نہایت برائی کی''۔ سب لوگ حج کر کے واپس ہو گئے، اور وہ مکہ میں روک لی گئی۔

سنگدل ماں

مؤرخین کے مطابق جب ترکوں نے شورش کی اور معتز کو قتل کیا تو اس سے قبل انھوں نے اس بناء پر کسی کے ذریعے اس سے پچاس ہزار دینار کا مطالبہ کیا اور پیغام بھیجا کہ وہ لوگ صالح کو قتل کر دیں گے اور ان کی حالت درست ہو جائے گی معتز نے اپنی ماں کے پاس کسی کو بھیجا کہ مجھے ان فسادیوں کی طرف سے اپنی جان کا خوف ہے والدہ نے صاف جواب دے دیا کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے، البتہ کچھ ہنڈیاں آئی ہیں لوگ اتنا انتظار کریں کہ ان کی رقم وصول ہو جائے تو ان کو دے دی جائے گی

معتز قتل کر دیا گیا تو صالح نے ایک جوہری کو بلا بھیجا جوہری کا بیان ہے کہ میں اس حالت میں صالح کے پاس پہنچا کہ اس کے پاس احمد بن خاقان بھی تھا، اس نے احمد سے کہا کہ ''تیرا برا ہو دیکھتا نہیں جس حالت میں ہیں ''۔ ان لوگوں نے صالح کو ڈرا دیا تھا، اس سے مال کا مطالبہ کرتے تھے اور اس کے پاس کچھ نہ تھا اس نے مجھ سے کہا کہ'' مجھے خبر ملی ہے کہ کسی ایسے مقام پر قبیحہ کا خزانہ ہے جہاں کا راستہ یہ شخص تجھے بتائے گا، اتفاقاً ایک آدمی اس کے سامنے موجود تھا، اس سے کہا'' تو جا اور احمد بن خاقان کو بھی اپنے ہمراہ لے جا، اگر تم لوگوں کو کچھ ملے تو اسے اپنے تک ہی محدود رکھنا، احمد بن خاقان کے سپرد کر دینا اور اس کے ہمراہ میرے پاس آ جانا۔

جوہری نے بیان کیا ہے کہ ''میں جامع مسجد کے سامنے کے چبوتروں تک گیا تھا کہ وہ شخص ہمیں ایک ایسے چھوٹے سے مکان میں لے گیا جو آباد اور صاف ستھرا تھا، ہم اس میں داخل ہوئے، اس کی ہر جگہ کو ہم نے ڈھونڈ ڈالا مگر کچھ نہ پایا، یہ بات احمد بن خاقان پر شاق گزرنے لگی، وہ اس شخص کو ڈرانے دھمکانے اور سخت سست کہنے لگا۔ وہ شخص کلہاڑی لے کر اس مقام کی تلاش میں جہاں مال پوشیدہ تھا دیواروں پر مارنے لگا، اسی طرح کرتے کرتے کلہاڑی دیوار پر ایک ایسے مقام پر پڑی جس کی آواز سے اس نے یہ نتیجہ نکالا کہ اس میں کچھ ہے، اسے منہدم کیا گیا تو پیچھے ایک دروازہ نکلا ہم لوگ اسے کھول کر اندر داخل ہوئے اسنے ہمیں ایک راستے تک پہنچا دیا، ہم ایک ایسے مکان میں پہنچے جو اس مکان کے نیچے تھا جس میں ہم داخل ہوئے تھے اس کی تعمیر و خوبصورتی اسی اوپر والے مکان کی سی تھی ہم نے مجانوں اور تھیلیوں میں مال پایا، جو تقریباً دس لاکھ دینار تھے احمد اور اس کے ہمراہیوں نے اس میں سے تین لاکھ دینار لے لئے ہمیں تین تھیلیاں ملیں، ایک تھیلی میں ڈیڑھ صاع (تقریباً ڈھائی سیر) زمرد تھے یہ ایسے زمرد تھے کہ میں نے ویسے متوکل کے پاس بھی نہیں دیکھے ایک تھیلی اس سے چھوٹی تھی جس میں ۳/۴ صاع کے بڑے بڑے دانے تھے جن کے

مثل خدا کی قسم میں نے متوکل کے پاس بھی نہیں دیکھے، ایک تھیلی اس سے چھوٹی تھی جس میں نصف نصف صاع جتنے وزنی سرخ یاقوت تھے، جس کا مثل میں نے نہیں دیکھا اور نہ یہ گمان کیا کہ ان کا مثل دنیا میں ہوگا، فروخت کے لئے میں نے سب کی قیمت اندازہ کروائی تو بیس لاکھ دینار ہوئی، ہم یہ سب صالح کے پاس لے گئے جب تک اس نے دیکھا نہ تھا نہ مانتا تھا اور نہ یقین کرتا تھا، یہاں تک کہ اس کے سامنے لایا گیا اور وہ اس پر مطلع ہوا، اس وقت اس نے کہا'' خدا قبیحہ کو تباہ کرے اور (تباہ) کر دیا کہ اس نے اپنے بیٹے کو پچاس ہزار دینار کی خاطر قتل کے لئے پیش کر دیا حالانکہ اس کے خزانوں میں سے صرف ایک خزانے میں اس قدر مال موجود تھا۔

محمد بن واثق کی والدہ اس کی بیعت سے قبل ہی انتقال کر چکی تھی، وہ مستعین کی زوجیت میں تھی جب مستعین قتل کیا گیا تو معتز نے اسے بھی دیگر بیگمات کے ساتھ قصر رصافہ میں نظر بند کر دیا تھا، مہتدی والی خلافت بنا تو اس نے ایک دن اپنے آزاد کردہ غلاموں کی ایک جماعت سے بیان کیا کہ'' میری ماں بھی نہیں جسے خادمہ لونڈیوں اور اپنے متعلقین کے لئے ایک کروڑ سالانہ کی حاجت ہو، میں اپنی ذات اور فرزند کے لئے صرف بسر اوقات کے لئے رقم چاہتا ہوں، اس سے زیادہ میں صرف اپنے بھائیوں کے لئے چاہتا ہوں، جنھیں تنگی نے گھیر لیا ہے''۔

ابن اسرائیل اور ابی نوح کا قتل

اسی سال ۲۷ رمضان ۲۵۵ھ کو احمد بن اسرائیل اور ابونوح قتل کیے گئے۔

ان دونوں کے قتل کا سبب ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں طریقہ قتل کے متعلق روایت ہے کہ صالح بن وصیف نے جب ان دونوں کے مال اور حسن بن مخلد کی دولت پر پورا قبضہ کر لیا، انھیں ضرب وقید کی سزا دی، دہکتے کوئلوں کی انگیٹھیاں ان کے قریب رکھ دیں، اور ہر ایک سامان راحت کو ان سے روک دیا حالانکہ وہ لوگ اپنی اسی حالت میں اس کے قبضے میں تھے اس نے ان پر بڑے بڑے جرائم خیانت سلطنت کی تذلیل کے ارادے فتنہ وفساد کے باقی رہنے کی خواہش اور اتحاد مسلمین کے توڑنے کی کوشش کا الزام عائد کیا، تو مہتدی نے ان کے معاملات کے متعلق صالح سے کسی امر میں اختلاف نہ کیا اور نہ ان کے ساتھ اس کے اس برتاؤ کی تائید کی جو اس نے برا سمجھا۔

کاتبوں سے دوشابی کی تفتیش

ماہ رمضان میں حسن بن سلیمان دوشابی کو ان لوگوں کے پاس بھیجا گیا کہ کچھ مال وصول کرنے کی ذمہ داری لے لی جائے، بشرطیکہ مال پر ان لوگوں کا قبضہ ہو۔

حسن بن سلیمان کہتے ہیں'' احمد بن اسرائیل کو میرے سامنے لایا گیا، میں نے اس سے کہا کہ'' او بدکار تو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مہلت دے گا اور امیر المؤمنین تیرے قتل کو حلال نہ سمجھے گا حالانکہ عظیم خیانت اور نیت فاسدہ و ارادہ بد کے علاوہ تو ہی فتنوں کا سبب ہے اور خون ریزی میں شریک ہے کہ کم از کم تو جس چیز کا مستحق ہے وہ وہی عذاب ہے جیسا کہ تجھ سے پہلے کے لوگ مستحق تھے اور قتل ہے اور عذاب ورسوائی ہے آخرت میں تو اگر اللہ تعالیٰ سے معافی اور مہلت مانگنے پر اور اپنے امام سے درگزر اور صبر طلب کرنے پر تیار نہ ہوا تو اس مال کی وجہ سے جو تیرے پاس ہے اپنے دل میں اس مصیبت کے نازل ہونے کا سوچ لے جس کا حقیقتاً تو مستحق ہے توبہ اور رجوع کرے گا اور تیری سچائی معلوم ہو جائے گی تو تیری جان سلامت رہے گی۔

اس نے بیان کیا کہ "اس کے پاس کچھ نہیں ہے اور نہ ہی اس کے پاس کوئی مال یا جائیداد چھوڑی گئی ہے" میں نے کوڑے منگوائے اور حکم دیا کہ اسے دھوپ میں کھڑا کیا جائے ڈرایا دھمکایا قریب تھا کہ میری تیزی اور طاقت رفتار کی کامیابی فوت ہو جائے کہ اس نے انیس ہزار دینار دینے کا اشارہ کیا میں نے اس سے متعلق اس سے رقعہ لے لیا۔

اس کے بعد میں نے ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو بلایا اس سے بھی تقریباً وہی کہا جو احمد سے کہا تھا، اس میں اتنا اور بڑھا دیا کہ "تو باوجود اس کے اپنے دین نصرانیت پر قائم رہ کر اسلام اور اہل اسلام سے بری رہ کر فروج مسلمات کو استعمال کرتا ہے، تیری نصرانیت پر اس سے زیادہ دلالت کرنے والی کوئی شے نہیں ہے کہ تیرے اہل وعیال جو تیرے مکان میں ہیں وہ نصرانیت پر قائم ہیں جس شخص کا یہ معاملہ ہو اللہ نے اس کا خون حلال کر دیا ہے"۔

اس نے کچھ قبول نہیں کیا اور اپنی کمزوری اور محتاجی ظاہر کی،

پھر میں نے حسن بن مخلد کو نکلوایا جب اس سے گفتگو کی تو گویا کہ ایسے شخص سے گفتگو کی جو نرم اور عاجز تھا اس کے جرائم پر اسے رلایا میں نے کہا کہ "پارہ پارہ کرنے کا آلہ جس شخص کے سامنے ہو جب وہ تلوار کی دھار پر چلے اور ایسی ہی فکر کرے جیسی تو نے کی اور ایسا ہی ارادہ کرے جیسا تو نے کیا تو وہ اچھا عاجز نہ ہوگا اور نہ وہ نرم منکسر ہوگا" میں اس سے یہی کہتا رہا اس نے بھی مجھے جواہر دینے کا رقعہ لکھ دیا جس کی قیمت تیس ہزار سے زائد تھی آخر سب لوگ اپنی اپنی جگہ واپس کر دیئے گئے اور میں بھی واپس آ گیا، حسن بن سلیمان دوشابی کی یہ گفتگو آخری گفتگو تھی جو ان لوگوں سے ہوئی میری معلومات کے مطابق زمانے المہتدی میں اس کے سوا ان سے کوئی گفتگو نہیں کی گئی۔

ابن اسرائیل اور ابونوح کو سزائے موت

جب ۲۷ رمضان جمعرات کا دن ہوا تو احمد بن اسرائیل اور ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو نکال کر باب العامہ لایا گیا، صالح بن وصیف دارالخلافت میں بیٹھ گیا ان دونوں کے مارنے پر حماد بن محمد ابن حماد نقش کو مقرر کیا، اس نے احمد بن اسرائیل کو کھڑا کیا، ابن دنقش کہہ رہا تھا کہ دکھ پہنچا ہر جلاد اسے تازیانے مارتا تھا یہاں تک کہ پانچ سو تازیانے پورے کر دیئے گئے اس کے بعد ابونوح کو بھی کھڑا کیا اس سے اس طرح پانچ سو تازیانے مارے گئے کہ وہ ہلاک ہو جائے اس کے بعد یہ دونوں پانی بھرنے والوں کے دو خچروں پر اس طرح لاد دیئے گئے کہ ان کے سر ان کے پیٹ میں گھسے ہوئے تھے اور پشت لوگوں کے سامنے تھی احمد تو بابک خرمی کی سولی کے مقام تک پہنچ کے مرگیا ابونوح کے پاس جب لوگ پہنچے تو مر چکا تھا احمد دونوں دیواروں کے درمیان دفن کر دیا گیا کہا جاتا ہے کہ ابونوح اسی دن سرخسی کی قید میں مرگیا جو خاص پولیس میں طلجور کا نائب تھا حسن بن مخلد قید میں رہا۔

ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ میں نے حماد بن محمد بن حماد بن دنقش کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ جلادوں سے کہہ رہا تھا کہ "اے حرام زادے اپنا خیال رکھو" کسی کا نام نہیں لیتا تھا اور کہتا تھا کہ "دکھ پہنچا، تازیانے بدل دو اور آدمیوں کو بھی بدل دو" احمد بن اسرائیل اور عیسیٰ فریاد کر رہے تھے،

مذکور ہے کہ جب مہتدی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا کہ "کیا سوائے تازیانے یا قتل کے اور کوئی سزا نہیں ہے؟ کیا اس کے قائم مقام اور کوئی چیز نہیں ہے؟ کیا قید کافی نہیں ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون" یہی کہتا اور بار بار "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھتا تھا۔

حسن بن مخلد سے روایت ہے کہ "صالح کے مزاج میں ہم لوگوں کے متعلق سختی نہ تھی جب تک کہ اس کے پاس

عبداللہ بن محمد بن یزدادنہ آیا وہ آیا تو اس کی سختی بڑھتی رہی وہ صالح سے کہا کرتا تھا "مار اور سزا دے کیونکہ ایسا کرنے کے بعد قتل ہے زیادہ مناسب ہے اگر یہ لوگ رہا ہو گئے تو انجام کاران کے مظالم سے اطمینان نہیں ہے بالخصوص کینہ رکھنے والوں سے" وہ ناروا باتیں اسے یاد دلاتا تھا جو ان لوگوں کے خلاف اسے پہنچیں تھیں، اسی کے متعلق خوفیہ طور پر بھی کہا کرتا تھا۔

داؤد بن عباس طوسی ہم لوگوں کو صالح کے پاس حاضر کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ لوگ ایسے نہیں ہیں، خدا تجھے عزت دے کہ تیرا غضب سن کے سبب سے اس حد تک پہنچ جائے داؤد کے بارے میں ہم گمان کرتے تھے کہ وہ صالح کو ہم پر مہربان کردے گا، یہاں تک کہ صالح کہتا تھا کہ "خدا کی قسم میں انھیں جانتا ہوں یہ لوگ رہا ہو گئے تو ان سے اسلام میں شر کبیر اور فساد عظیم پھیل جائے گا" یہ سن کر داؤد واپس ہو جاتا تھا، اسی داؤد نے ہمارے قتل کا صالح کو فتویٰ دیا اور اسی نے ہمارے ہلاک کرنے کا مشورہ دیا، اسی کی رائے ترقی کرتی رہی، اس نے ہم پر غصہ کر کے جواب نہ دیا اور نہ محبت کی وجہ سے ہمارے ساتھ برائی کرنے کو کہا۔

اس شخص سے دریافت کیا جو ان کا حال بیان کر رہا تھا، حسن بن مخلد کو اس آگ سے کیسے نجات ملی جو اس کے دونوں ساتھیوں نے بھڑکائی تھی اس نے کہا کہ دو خصلتوں کی وجہ سے، ایک ان میں سے یہ ہے کہ اس نے شروع ہی میں صالح کو سچی خبر دے دی تھی، اور جو کچھ کہا تھا اسے دلائل سے ثابت کر دیا تھا کہ یہ حق ہے، صالح نے اس سے معافی کا وعدہ کر لیا تھا بشرطیکہ سچ بولے، دوسری یہ ہے کہ امیر المؤمنین نے صالح سے اس کے معاملے میں گفتگو کی، صالح کو اس کی بیوی کے ساتھ اپنے احترام کے بارے میں بتایا اور اپنا حال درست کرنے کی وجہ سے اس کی محبت کی طرف اشارہ کیا، اس نے اسے بڑی آفت سے چھڑا دیا، میں یہ خیال کرتا تھا کہ اگر وہ صالح کے قبضے میں رہتا تو وہ اسے رہا کر دیتا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا،

صالح بن وصیف نے ان کاتبوں کے بارے میں صرف ان کے اور ان کی اولاد کے مال لینے میں ہی اکتفا نہ کیا، اس نے اس کے اعزاء اقرب کو بھی مال چھین لینے کی دھمکی دی، اور ان سے تعلق رکھنے والوں تک کو بھی لپیٹ میں لے لیا۔

ایک بار پھر بغداد میں شورش

اسی سال ۱۳ رمضان کو بغداد کا قید خانہ توڑ دیا گیا اور شاکریہ بغداد نے محمد بن اوس بلخی پر حملہ کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا سبب یہ ہوا کہ محمد بن اوس سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے ساتھ بغداد آیا، وہ اس لشکر پر سپہ سالار تھا خراسان سے آیا تھا اور ان درویشوں پر جنھیں سلیمان نے رے میں جمع کیا تھا عراق کے شاہی دفتر میں ان لوگوں کے نام بھی درج نہ تھے اور نہ سلیمان کو ان کے بارے میں کوئی حکم دیا گیا تھا،

ان لوگوں کے بارے میں قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص اس کے ہمراہ خراسان سے عراق آتا تھا تو اس کے لئے ذوالیمینین کی مورث جاگیر کے مال سے انتظام کر دیا جاتا تھا جیسا کہ خراسان میں اس قسم کے لوگوں کا انتظام کیا جاتا تھا خراسان کا مکمل حال لکھ دیا جاتا تھا کہ ان ورثہ کو وہاں بیت المال سے اس کے عوض دے دیا جائے جو ان کے مال میں سے عراق میں دیا گیا۔

جب سلیمان بن عبداللہ عراق آیا تو اس نے ان ورثہ کے بیت المال کو خالی پایا، عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو

جب اپنے عہدے پر اپنے بھائی سلیمان بن عبداللہ کے کئے جانے کی باوثوق خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے باپ دادا کے ورثاء سے جو کچھ ان کے بیت المال میں جمع تھا سب لے لیا پیشگی لگان لے لیا تاکہ پھر نہ برآمد ہو سکے، اہل قبالہ سے ان سالوں کا لگان بھی پیشگی لے لیا جو گزرے نہ تھے، سب کچھ وصول کر کے جمع کیا اور روانہ ہو گیا دریائے دجلہ کے شرقی جانب محلہ، جویث میں مقیم ہو گیا، اس کے بذریعہ کشتی مغربی جانب چلا گیا،

سلیمان کی مشکلات

سلیمان پر دنیا تنگ ہو گئی، لشکر اور شاکریہ نے تنخواہوں کے معاملے میں شورش برپا کر دی، سلیمان نے یہ واقعہ ابوعبداللہ المعتز کو لکھ دیا، اور تنخواہ کے لئے ان کے مالوں کا اندازہ کیا، اندازہ میں آنے والوں کی مقدار بھی داخل کر دی، اس معاملے میں محمد بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن کاتب خراسانی نے اپنے کاتب کو روانہ کیا بہت گفتگو کے بعد اس حد تک قبول کیا گیا کہ اس کے لئے اطراف کے حکام سے اس مال کا انتظام کر دیا گیا جس کا مطالبہ کیا گیا تھا، باشندگان بغداد اور نواح کی پولیس کے لالچ کی وجہ سے یہ اتنا بھی نہ تھا کہ واجب الادا رقم کافی ہو سکے، ہمراہ آنے والوں کے لئے کیا کافی ہوتا، اس لئے سلیمان کو کوئی مال وصول کرنا مناسب معلوم نہ ہوا ابن اوس فقراء اور اس کے ساتھی آگئے تو ان سے اور اس لشکر سے جس کو مال دینے کا اندازہ لگایا گیا تھا روک دیا گیا، وہ لوگ اس حقیقت حال پر واقف ہو گئے جس میں ان کے لئے نقصان تھا۔

لشکر سلیمان کے مظالم

سلیمان کے ساتھ آنے والے فقراء جب بغداد میں آئے تو اہل بغداد کے ساتھ بری طرح سکونت اختیار کی اور کھلم کھلا برائی کرنے لگے، خواتین، غلاموں اور بچوں پر بھی حملہ کرنے لگے اور ان سے عداوت کرنے لگے یہ سب انھوں نے دربار میں اپنے تقرب کی وجہ سے کیا اہل بغداد بھی ان کے خلاف غیظ و غضب سے بھر گئے،

سلیمان بن عبداللہ کو الحسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن مصعب بن رزیق پر عبیداللہ بن عبداللہ سے اس کے تقرب اور اس کے ساتھ اس کی مدد و حمایت حاصل کی، اور سلیمان اور اس کے اعزہ سے برگشتہ ہو جانے کی وجہ سے غصہ تھا، جب وہ عبیداللہ کی جانب سے لشکر اور شاکریہ پر حاکم ہو جانے کے بعد بغداد واپس آیا تو اس کا کاتب قید خانے میں اور اس کا دربان باب شام کے مجلس میں قید کر دیا گیا، حسین بن اسماعیل کے دروازے پر ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم کی جانب سے ایک لشکر مقرر کر دیا گیا، کیونکہ سلیمان نے ابراہیم کو بغداد کے ان دونوں پلوں اور قطربل اور مسکن اور انبار کے کناروں کے معاملات پر حاکم بنا دیا تھا جن پر حسین بن اسماعیل عبیداللہ کی جانب سے حاکم تھا،

ہنگامہ کا انجام

جب وہ پہلا حادثہ پیش آیا جو مہتدی کی بیعت اور بغداد میں لشکر اور شاکریہ کے ہنگامے سے متعلق تھا اور انہی ایام مین جنگ واقع ہوئی تو محمد بن اوس نے ایک مروزی پر جو شیعہ تھا حملہ کر دیا، سلیمان کے مکان میں ضرب اور اس کو تین سو شدید تازیانے مارے اور باب شام میں قید کر دیا، یہ شخص حسین بن اسماعیل کے مخصوص لوگوں میں سے تھا، یہ حادثہ پیش آیا تو حسین بن اسماعیل کو اپنی قوت د جرات میں اضافہ کی ضرورت پڑی، جو لوگ اس کے دروازے پر مقرر تھے انھیں ہٹا لیا گیا تو وہ سامنے آگیا اس کے ساتھی اس کے پاس بلاوجہ واپس آگئے، ساتھیوں نے سرداروں کو مال تقسیم کیا

تھا، ان سرداروں میں سے ایک بڑی جماعت سردار محمد بن ابی عون کے ساتھ شامل ہوگئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ جو محمد بن ابی عون کے ساتھ شامل ہوگئے تھے جب اس کے دروازے پر پہنچے تو اس نے اپنا مال ان لوگوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ پیادے کو دس درہم سوار کو ایک دینار، جب وہ لوگ حسین کے پاس آئے تو ابن ابی عون کے اس واقع کا ذکر کیا گیا مگر اس کے معاملے میں کوئی تعیین یا اور کوئی بات ظاہر ہوئی اور یہی حال رہا لشکر اور شاکریہ والے بیعت کے مال کا مطالبہ اور شور کرتے رہے، ان کے لئے اس پہلی حرص کے مال میں سے کچھ نہ بچا، ان میں تقسیم کرنے اور ان کے لینے کا کام حسین کے سپرد کردیا گیا جیسا کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کے زمانے میں ہوا تھا، الحسین ان لوگوں کو محمد بن اوس کے اور سلیمان کے ساتھ آنے والوں کے ارادہ سے آگاہ کرتا رہا کہ وہ ان لوگوں کا مال لے لینے اور ان کے اس سے فائدہ نہ اٹھانے کا ارادہ کیے ہوئے ہیں یہاں تک کہ ان لوگوں کے دل بھر گئے،

۱۳ رمضان یوم جمعہ ہوا تو لشکر اور شاکریہ کی ایک بڑی تعداد جمع ہوگئی اور ان کے ہمراہ عوام کی بھی ایک جماعت تھی۔ یہ لوگ رات ہی کو باب شام کے قید خانہ گئے، اس کا دروازہ توڑ ڈالا اسی رات کو اس کے اکثر قیدیوں کو رہا کردیا اور مجرموں میں سے سوائے کمزور مریض اور بوجھ والے کے کوئی نہ رہا، جو لوگ اس رات میں نکلے ان میں مساور بن عبدالحمید لاشاری کے اہل خانہ بھی تھے انھی کے ساتھ وہ نمرودی بھی نکلا جسے محمد بن اوس نے مارا تھا، ایک جماعت ان لوگوں کی بھی تھی جو سلطنت کے رفیق تھے، یہاں تک کہ اس کے قبضے میں تقریباً پانچ کروڑ درہم ہوگئے،

جمعے کی صبح ہوئی، قید خانے کا دروازہ کھلا تھا جس میں پیادہ چلنے کی سکت تھی وہ چلا گیا اور جو قادر نہ تھا اس نے اپنے سوار ہونے کے لئے کوئی سواری کرائے پر لے لی نہ کوئی روکنے والا روکتا تھا اور نہ کوئی دفع کرنے والا دفع کرتا تھا، یہ واقعہ ان سخت باتوں میں سے ہوگیا جنھوں نے عوام و خواص کو اپنے اور سلیمان کے درمیان ہیبت دور کرنے پر برانگیختہ کیا باب الشام کے قید خانے کا دروازہ اینٹ اور گارے سے بند کردیا گیا تھا، یہ بالکل نہ معلوم ہوا کہ اس رات کو ابراہیم بن اسحاق یا اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے کوئی نقل و حرکت کی تھی، لوگ کہتے تھے جو جرم باب شام کے قید خانے پر کیا گیا وہ اس مروزی کے اس کے اندر ہونے کی وجہ سے کیا گیا جسے ابن اوس نے مارا تھا تاکہ وہ رہا ہو جائے،

ابن اوس کا حسین سے تنازعہ

پانچ دن بھی نہ گزرے تھے کہ ابن اوس کا حسین بن اسماعیل سے مال کے بارے میں جھگڑا ہوا جس کا محمد بن اوس نے اپنے ساتھیوں کے لئے اضافہ کیا تھا اور حسین نے اسے روکا اس معاملے میں ان دونوں میں سخت کلامی ہوئی تھی محمد ناراض ہوکر چلا گیا، دوسرا دن ہوا تو محمد بن اوس صبح کے وقت محمد بن سلیمان کے گھر پر گیا حسین بن اسماعیل اور آزاد کردہ طاہر کا غلام شاہ بن میکال بھی صبح کے وقت گئے، دوسرے لوگ بھی سلیمان کے دروازے پر آگئے، ابن اوس کے موجودہ ساتھیوں کے درمیان بہت بلند آواز سے باتیں ہونے لگیں، ابن اوس کے ساتھی اور آنے والے لوگ جزیرے کی طرف بڑھے وہ اور اس کا بیٹا بھی دریا عبور کرکے ان کے پاس چلا گیا، لوگ آپس میں ہتھیار چلانے لگے، حسین بن اسماعیل، شاہ بن میکال اور مظفر بن سیسل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نکلے، لوگ عوام کو پکارنے لگے کہ جو لوگ لوٹنا چاہیں وہ ہم سے آملے،

بیان کیا جاتا ہے کہ عوام میں سے ایک لاکھ آدمی اسی وقت دونوں پل کشتیوں کے ذریعے سے عبور کرگئے، لشکر اور شاکریہ بھی مسلح ہوکر پہنچ گیا، سب سے پہلے لوگ جزیرہ پہنچے لحظہ بھر میں سرخس کے باشندوں میں سے ایک شخص نے

کبیر بن محمد بن اوس پر حملہ کر دیا، اس نے نیزہ جھونک دیا اور گھوڑے سے گرا دیا، تلواروں سے گھیر لیا، اس کے ساتھی بھی س کے پاس سے بھاگے اور ان میں سے کسی نے کچھ نہ کیا تاہم اس زخمی کو چھین لیا گیا، ایک کشتی میں لاد کر سلیمان بن بعبداللہ بن طاہر کے مکان لایا گیا اور وہاں اسے ڈال دیا گیا،

ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ جب سلیمان نے اسے دیکھا تو آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں اس کے لئے رش بچھایا گیا اور اطبا کو بلایا گیا ابن اوس اپنے مکان چلا گیا، حالانکہ آل احمد بن صالح بن شیراز کے کسی مکان میں ٹھہرا کرتا تھا جو جعفر بن یحییٰ بن خالد برمک کے محل سے متصل ہے،

اہل بغداد نے ان کے بارے میں معلوم کرنے کی بڑی کوشش کی ان کے ساتھ سردار بھی تھے یہاں تک کہ وگوں نے انھیں پالیا، الدور میں ان کے درمیان جنگ ہوئی جس کی ابتدا دو بجے کے آخر میں ہوئی اور انتہا سات بجے کے بعد ہوئی۔ وہ لوگ مسلسل تیر اندازی، نیزی بازی اور شمشیر زنی کرتے رہے بازار قطوطا کے پڑوسیوں اور الدور کے کشتی والوں نے ابن اوس کی مدد کی اور جنگ نے شدت اختیار کر لی۔

بن اوس کا فرار

اہل بغداد سلیمان کے گھر سے آگ لگانے والوں کی تلاش میں روانہ ہوئے، انھوں نے بیان کیا کہ جب ربان نے اندر جا کے خبر دی، تو اس نے ان لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا، خود ابن اوس نے نہایت سخت نگ کی، اسے بھی تیر اور نیزے کے زخم لگے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگا، خواتین کو اپنے گھر سے نکال لیا گیا تھا اہل بغداد اس کا تعاقب کرتے رہے، یہاں تک کہ باب شماسیہ سے نکال دیا، لوگ ابن اوس کے مکان پر پہنچ گئے، جو کچھ س میں تھا سب لوٹ لیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا بیس لاکھ درہم کا قیمتی مال لوٹا گیا جبکہ محتاط ترین اندازے کے مطابق دس لاکھ بچاس ہزار درہم اور تقریباً اس کے سوپا جامے جن کا استر سمور کا تھا ان کے علاوہ تھے جن کا استر اونٹ کے بالوں کا تھا کہ ی کا ہمشکل تھا، طبرستان کے دبیز فرش اور مقصور، مدرج، اور مقطوع جن کی قیمت دس لاکھ درہم تھی لوٹے گئے۔

لوگ واپس چلے گئے، لشکر والے بہت تھے سلیمان کے گھر میں گھسنے لگے، ان کے ہمراہ لوٹ کا مال تھا، شور کر ہے تھے، نہ انھیں کوئی روکنے والا تھا اور نہ جھڑکنے والا، ابن اوس اس شب اپنے ان ساتھیوں کے ہمراہ جو اس سے مل گئے تھے شماسیہ میں رہا، اہل بغداد نے فقراء کے مکانوں پر بھی حملہ کر دیا تھا، ان کو بھی لوٹ لیا، اسے بھی ستایا جو ان میں سے رہ گیا تھا۔

آخر اس جماعت میں بھگدڑ پڑ گئی دوسرے دن بظاہر ان میں سے کوئی بغداد میں نہیں رہا کہا جاتا ہے کہ سلیمان نے اس رات ابن اوس کو بچھونا، کھانا بھیجا، بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن اوس نے بھی اسے قبول کر لیا، اور ایک وایت کے مطابق واپس کر دیا،

سلیمان کی بلوائیوں سے بات چیت

دوسرے دن صبح ہوئی تو حسین بن اسماعیل اور مظفر بن سیسل صبح کے وقت شاہ بن میکال کے مکان پر گئے شاکریہ اور سردار بھی شاہ سے مل گئے تھے۔ لوگ سلیمان بن عبداللہ پر غضبناک ہو کر وہیں ٹھہر گئے، سلیمان کا مکان خالی

ہو گیا سوائے ایک قلیل تعداد کے اس میں کوئی نہ آیا، سلیمان نے محمد بن نصر بن حمزہ بن مالک الخزاعی کے ہمراہ جوان لوگوں کے عقیدے سے واقف نہ تھا پیام بھیجا جس میں ان کے طرز عمل کے برے نتائج سے آگاہ کیا تھا جس کا ارتکاب انھوں نے محمد بن اوس کے ساتھ کیا" اگر وہ لوگ اس بات سے آگاہ کر دیتے جو انھیں ناگوار تھی تو وہ اس معاملے میں پیش قدمی کرتا اور اس ارتکاب کی ضرورت نہ پڑتی"۔

شاکریہ جو شاہ کے مکان میں موجود تھے شور کرنے لگے کہ ہم لوگ اوس کے یا اس کے ہمراہیوں کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں ہیں اور نہ ان فقراء کے ساتھ جوان سے مل گئے ہیں، اگر اس بات پر مجبور کیا گیا تو ہم اس سے جدا ہو جائیں گے اور اس کو معزول کر دیں گے۔ وہ انھیں اس کے حوالے کر دے گا، شاہ بن میکال اور حسین بن اسماعیل اور مظفر بن سیسل نے قوم کی ناگواری کا بہانہ کر دیا قاصد یہ جواب لے کے سلیمان کے پاس گیا تو اس نے پھر اسے واپس کیا اور ان سے وعدہ کیا "میں تم لوگوں کی بات اور ذمہ داری پر بغیر تمھاری قسم اور عہد کے بغیر بھروسہ کرتا ہوں، اس کے بعد وہ بیٹھ رہا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سلیمان، محمد بن اوس، اور ان درویشوں کو جوان کے ساتھ تھے شاکریہ کی بے رغبتی اور ان کے خراب طریقوں کو جان کر گراں سمجھتا رہا اور خصوصاً محمد بن اوس کے ایسا طریقہ پسند کرنے اور شروع کرنے کو جس نے مخالفت اور جدائی کی دعوت دی تھی، اس بات کو خوب سوچا اس میں خوب غور کیا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ "میں اپنی نماز تہجد کی قنوت میں یہ دعا مانگتا تھا کہ مجھے ابن اوس سے فرصت اور راحت ملے"۔

اس کے بعد محمد بن علی بن طاہر کی طرف متوجہ ہوا اور اسے ابن اوس کے پاس جانے اور خراسان واپسی کا مشورہ دینے کا حکم دیا کہ اس کے بغداد واپس آنے کی کوئی تدبیر نہیں ہے اور نہ ان امور پر حاکم بننے کی جن پر وہ سلیمان کی طرف سے حاکم تھا،

ابن اوس کا نہروان میں قیام اور لوٹ مار

جب یہ خبر ابن اوس کو پہنچی تو اس نے شاسیہ سے کوچ کیا اور دجلے کی ریگستانی زمین البردان چلا گیا، وہاں چند روز مقیم رہا ساتھی جو متفرق ہو گئے تھے جمع ہو گئے تو کوچ کر کے نہروان میں اترا اور وہیں مقیم رہا، اس نے بایکباک اور صالح بن وصیف کو ایک خط لکھا تھا جس میں اپنے آپ کو ان کی خدمت کے لئے پیش کیا تھا اور اپنی مصیبت کی ان سے شکایت کی تھی، مگر اس نے جو چاہا تھا اس میں کامیابی نہ ہوئی،

محمد بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن سامرا میں مقیم تھا کہ سلیمان کے فرائض کو ادا کرے، وہ ابن اوس کو برا سمجھتا تھا اور اس سے بیزار تھا، محمد بن اوس بھی محمد بن عیسیٰ کاتب کی بدلی سے پریشان حال تھا، جب ابن اوس اور اس کے ہمراہیوں کی مدد کی امید منقطع ہو گئی تو انھوں نے دیہات والوں اور راہگیروں کے ساتھ ناروا طریقہ اختیار کیا۔ خوب لوٹا، اور غارت گری کی اور آخر نہروان میں جا اترا،

ایک ایسے شخص سے روایت ہے جس کو انھوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تھا کہ اس نے انھیں آخرت یاد دلائی اور خدا خوف یاد دلایا، ان لوگوں نے اسے جواب دیا "اگر قتل و غارت مدینۃ السلام (بغداد) میں جائز ہے حالانکہ وہ مرکز اسلام ہے اور دارالسلطنت ہے، تو اسے جنگلوں اور بیابانوں میں کیوں برا سمجھا جائے گا"

ابن اوس نہروان میں اپنی بری یادیں چھوڑ کر وہاں سے کوچ کر گیا، شہر والوں کو مال دینے پر مجبور کیا، کشتیوں

میں غلے بھر بھر کے وسط نہروان میں بنی جنید کے بازار میں لایا کہ وہاں فروخت کرے، محمد بن مظفر بن سیسل مدائن میں تھا اسے ابن اوس کے نہروان جانے کی خبر ملی تو اس نے اپنی رہائش النعمانیہ میں کر لی جو زوابی کے ماتحت تھا نعمانیہ کی رہائش اس نے اپنی جان کے خوف سے اختیار کی تھی،

محمد بن نصر بن منصور بن بسام سے، جس کی جائداد تباہ ہوگئی تھی، روایت ہے کہ اس کا وکیل عذاب اور موت کے خوف سے پندرہ سو دینار ابن اوس کو ادا کرنے کے بعد وہاں سے بھاگ کر واپس آ گیا، ابن اوس وہیں مقیم رہا، کبھی دور ہوتا کبھی قریب دور چلا جاتا، کبھی آنکھ بند کرتا کبھی آنکھ کھول دیتا، سختی بھی کرتا اور نرمی بھی کرتا تھا، شفقت سے بھی پیش آتا اور دھمکاتا بھی تھا، یہاں تک کہ اس کے پاس بایکباک کا خط آیا جس میں اس نے اسے اپنی جانب سے خراسان کے راستے کی حکومت دی تھی، بغداد سے نکلنے اور حکومت خراسان کا پروانہ ملنے تک اسے دو ماہ پندرہ یوم لگے۔

ابن عاصم بن یونس بجلی سے مذکور ہے کہ اس کا باپ شاہراہ خراسان کے علاقے میں نوشری کی جائداد کا والی تھا، اس نے نوشری کو ایک خط لکھا جس میں اس قوت کا ذکر تھا جو اس نے ابن اوس کے لشکر کی دیکھی تھی اور ان کی ظاہری تیاری کی تشریح تھی، مشورہ دیا کہ اس کا ذکر بایکباک سے کردے کہ خراسان کی شاہراہ کو ایسے مزدور آوارہ سرکش سے خالی رکھنا چاہیے جو ایک نہ ایک دن اس پر غالب ہو جائے گا، اس کے باشندوں کو گھیر لے گا، یہ ایک ایسا لشکر ہے جو آدمیوں، ہتھیاروں، اور ہر قسم کی تیاری سے مامور ہے اپنے کام میں مشغول ہے۔

نوشری نے یہ سب بایکباک سے بیان کردیا، کہ خدمت راہ داری خراسان پر ابن اوس کے بجائے مجھے مقرر کردیجئے، نوشری نے اس مشورے کو قبول کر کے احکام لکھوا دیئے، نوشری اسی سال یعنی ۲۵۵ھ کے ذی القعدہ میں حاکم بنایا گیا تھا، موسیٰ جو مساور بن عبدالحمید الشاری کا نائب تھا تقریباً تین سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ دسکرۃ اور اس کے علاقے میں مقیم تھا، اس کو مساور نے راہ خراسان بطن جوہی اور دیہات کے ان کناروں پر جو راہ خراسان کے قریب ہیں والی بنایا تھا،

اصلاح معاشرہ

اسی سال مہتدی نے گانے والے غلاموں، گویوں، اور گانے والیوں کو سامرا سے نکالنے کا حکم دے کے انھیں بغداد جلاوطن کردیا یہ حکم قبیحہ کی جانب سے اس کے فرزند پر مصیبت نازل جانے کے بعد صادر ہوا تھا،

خلیفہ نے یہ بھی حکم دیا کہ جو درندے شاہی محل میں تھے، اور شکاری کتے جو پلے ہوئے تھے اور لہولعب کے سامان جو بہت فراہم تھے ان سب کو تلف کردیا جائے،

خود دربار عام کرتا، معاملات پیش ہوتے، تحقیق کی جاتی اور تصفیہ ہوتا مگر ان تمام مساعی کے باوجود اس کی خلافت بھی پریشانی میں گزری اور تمام اسلامی دنیا پریشانی میں مبتلا رہی،

اسی سال موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھی آزاد کردہ غلام، اور شاہی لشکر رے سے واپس آیا، مفلح نے طبرستان میں حسن بن زید کو شکست دے کے علاقہ دیلم کی طرف نکال دیا اور پھر خود دارالخلافہ (سامرا) چلا آیا۔

موسیٰ بن بغا کی واپسی

اس کا سبب یہ ہوا کہ قبیحہ والدہ معتز نے جب ترکوں کا اضطراب دیکھا اور ان کی حالت متغیر پائی تو اس

حادثے سے قبل ہی جو اسے اور اس کے فرزند معتز کو پیش آیا، اس نے موسیٰ بن بغا کو اپنے پاس آنے کو لکھا تھا موسیٰ نے اس کے پاس آنے کا ارادہ کیا یہ خط ایسی حالت میں پہنچا کہ مفلح طبرستان میں تھا، موسیٰ نے جورے میں تھا مفلح کو اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا۔

بعض طبرستانی دوستوں نے مجھ سے بیان کیا کہ موسیٰ کا خط مفلح کو ایسی حالت میں ملا کے وہ حسن بن زید طالبی کی تلاش میں دیلم کی جانب روانہ ہو چکا تھا، جب اسے یہ خط پہنچا تو وہ اسی مقام پر پلٹنے کے ارادے سے واپس ہوا جہاں سے وہ روانہ ہوا تھا، یہ امر سرداران طبرستان کی جماعت کو شاق گزرا جو اس کے ہمراہ تھی مفلح کے آنے سے قبل وہ حسن بن زید سے خائف تھے، کیونکہ ان لوگوں کے پاس آنے سے انھیں یہ امید ہو گئی تھی کہ وہ حسن بن زید کے معاملے میں ان کی طرف سے کافی ہوگا اور وہ اپنے مکانوں اور وطنوں کو واپس ہو جائیں گے، یہ امید اس لئے تھی کہ مفلح ان لوگوں کو حسن بن زید کے تعاقب پر تیار کر رہا تھا کہ جب وہ روانہ ہوا تو یا تو اس پر فتح پائے گا یا اسے موت آ جائے گی،

وہ کہا کرتا تھا کہ ''اگر میں دیلم کے علاقے میں اپنی ٹوپی پھینک دوں تو ان میں سے کسی کی مجال نہیں کہ اس کے قریب جا سکے'' جب اس جماعت نے اس کی واپسی کو دیکھا کہ اسے حسن بن زید کے لشکر نے یا اور کسی دیلمی نے روکا تک نہیں تو جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ان لوگوں نے اس سے اس جنگ میں باز آنے کا سبب دریافت کیا حالانکہ انھیں حسن بن زید کے تعاقب کے لئے تیار کرتا تھا، مجھے اطلاع ملی کہ وہ لوگ اس سے گفتگو کرنے لگے۔ اس کی حالت اس شخص کی طرح تھی جس نے ہفتے کے دن خاموشی کا روزہ رکھا ہو، انھیں کچھ جواب نہ دیتا تھا۔ جب وہ اس سے بہت زیادہ دریافت کرنے لگے تو انھیں جواب دیا کہ ''میرے پاس امیر موسیٰ کا خط آیا ہے اس کے حقوق میں سے یہ ہے کہ میں اس کے وصول ہونے کے بعد اسے اپنے ہاتھ سے اس وقت تک نہ رکھوں جب تک کہ اس کے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ مجھے تمھارے معاملے کا رنج ہے مگر امیر کی مخالفت کی کوئی گنجائش نہیں' موسیٰ کی وجہ سے رے ہے سامرا جانے کی تیاری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ معتز کی ہلاکت اور اس کے بعد مہتدی کی حکومت پر قائم ہونے کا خط پہنچ گیا۔ اس خط نے اسے روانگی کے ارادے سے روک دیا، کیونکہ اس سفر سے معتز کے معاملے کا تدارک مقصود تھا اور وہ فوت ہو چکا تھا۔

جب اسے مہتدی کی بیعت کا حکم پہنچا تو اس کے ساتھیوں نے پہلے تو اس سے انکار کیا پھر بیعت کر لی، اسی سال ۲۵۵ ۱۳ رمضان کو ان کی بیعت کی خبر سامرا پہنچی، ان آزاد غلاموں کو جو موسیٰ کے لشکر میں تھے یہ خبر ملی کہ صالح بن وصیف نے کاتبین اور معتز اور متوکل کے اعزہ کے مال نکلوا لیئے ہیں، اس کی وجہ سے انھیں سامرا کے ساکنوں پر لالچ آیا، انھوں نے موسیٰ کو اپنے ہمراہ سامرا چلنے کا مطالبہ کیا مفلح طبرستان کو حسن بن زید کے حوالے کر کے رے میں موسیٰ کے پاس آ گیا۔

القاشانی سے روایت ہے کہ ''مجھے میرے بھتیجے نے رے سے خط لکھا۔ وہ مفلح سے رے میں ملا اور اس سے اس کی واپسی کا سبب دریافت کیا۔ اس نے بیان کیا کہ آزاد غلاموں نے قیام کرنے سے انکار کیا تھا۔ اور جب وہ لوگ واپس ہو جاتے تو مفلح کے قیام کی کوئی حاجت نہ ہوتی''

اہل رے کی ابن بغا سے رکنے کی درخواست

موسیٰ نے اتوار کے دن رمضان ۲۵۵ کے چاند کے وقت ۲۵۶ کا خراج لینا شروع کیا، مجھ سے بیان کیا گیا کہ اس نے اتوار ہی کو بقدر پانچ لاکھ درہم جمع کر لیئے۔ اہل رے نے جمع ہو کے کہا اللہ امیر کو عزت دے، تو یہ گمان کر

ہے کہ آزاد غلام اس لئے سامرا واپس جاتے ہیں کہ وہاں وہ زیادہ مال پائیں گے، حالانکہ تو اور تیرے ساتھی اس جگہ کے لوگوں سے زیادہ وسعت اور کثرت میں ہیں اس لئے اگر تو مناسب سمجھے تو اس سرحد کی حفاظت کر باشندوں کی حفاظت میں اجر وثواب سمجھ۔ اور ہمارے خراج میں جو ہمارے پاک مال میں سے ہوتا ہے اپنے ساتھیوں کے لئے ایسی مقدار ہمارے ذمے کر دے جسے تو یہ سمجھے کہ ہم برداشت کر لیں گے،

یہ درخواست قبول نہ ہوئی تو پھر انھوں نے کہا" خدا امیر کو نیکی دے کہ جب امیر نے ہمارے چھوڑ دینے اور ہمارے پاس سے واپس جانے کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو ہم سے اس سال کا خراج لینے کے کیا معنی جس میں ہم نے اپنی زندگی بھی شروع نہیں کی اور ۲۵۵ھ کی اکثر آمدنی جس کا امیر نے خراج لے لیا ہے ایسے صحراؤں میں ہے کہ امیر کے ہمارے پاس سے چلے جانے کے بعد ہمیں وہاں تک پہنچنا ناممکن ہوگا، مگر انھوں نے جو کچھ بیان کیا اور کو درخواست کی اس نے کسی پر بھی توجہ نہ کی۔

مہتدی کی ابن بغا کو واپسی سے ممانعت

اس کی واپسی کی خبر مہتدی کو پہنچی تو اس نے متعدد فرامین بھیجے جن کا کوئی اثر نہ ہوا مہتدی نے جب دیکھا کہ موسیٰ رے سے روانہ ہو گیا اور احکام خلافت کا لحاظ تک نہ کیا تو اس نے بنی ہاشم میں سے دو آدمیوں کو روانہ کیا جن میں سے ایک کا نام عبدالصمد بن موسیٰ تھا اور دوسرا ابوعیسیٰ بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس کے نام سے مشہور تھا۔ وہ دونوں اس کا پیام لے گئے موجودہ تنگ حالی کی توثیق ہوگئی طالبین کے غلبے اور علاقہ جبل میں ان کے پھیل جانے کا اندیشہ سچ نکلا، یہ امور معلوم کر آزاد غلاموں کی ایک جماعت کے ہمراہ دونوں صاحب روانہ ہوگئے۔ موسیٰ اور اس کے ساتھی آگئے، صالح بن وصیف اس معاملے میں مہتدی کو اس کی واپسی نقصان دہ بتا تا تھا اور اسے مخالفت اور نافرمانی کی طرف منسوب کرتا تھا، اکثر امور میں اس پر بدعا کرتا تھا اور اس کے فعل سے خدا کی جانب سے براءت مانگتا تھا۔

روایت ہے کہ جن ہمدان کے ناظم طبہ (پوسٹ ماسٹر) کی جانب سے موسیٰ کے وہاں سے روانہ ہونے کے متعلق خط مہتدی کے پاس آیا تو مہتدی نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اللہ کی حمد وثناء کے بعد کہا کہ اے اللہ میں تجھ سے براءت چاہتا ہوں موسیٰ بن بغا کے فعل سے اور اس کے سرحدات میں خلل ڈالنے سے اور اس کے دشمنوں کو مباح کر دینے سے کیونکہ جو کچھ اس کے اور میرے درمیان ہے اس سے معذور ہوں۔ اے اللہ اس کے حیلے کو پھیر دے جو مسلمانوں کے ساتھ حیلہ کرے، اے اللہ مسلمانوں کے لشکر کی مدد کر وہ جہاں کہیں ہوں۔ اے اللہ میں اپنی نیت اور ارادے سے ہر اس مقام پر جانے کو تیار ہوں جہاں مسلمان مغلوب ہوں مسلمانوں کا مددگار بن کے اور ان کی مدافعت کے لئے اے اللہ مجھے میری نیت کا اجر دے کیونکہ مجھے نیک مددگار نہیں ملے، اس کے بعد اس کے آنسو گرے اور رونے لگا۔

مہتدی کی مجلس کے عینی شاہد کا بیان ہے کہ سلیمان بن وہب نے آخر کہا کیا امیر المومنین مجھے اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جو کچھ میں اس سے سنتا ہوں وہ موسیٰ کو لکھ دوں کہا ہاں جو کچھ تو مجھے سنتا ہے لکھ دے اور اگر تو پتھر میں بھی کندہ کر سکے تو کر دے۔

وہ دونوں ہاشمی موسیٰ کو راستے میں ملے اور وہ کچھ بھی کامیاب نہ ہو سکے، موالی شور کرنے لگے قریب تھا کہ

قاصدوں پر حملہ کر دیں۔

موسیٰ نے پیام کے جواب میں یہ عذر کیا کہ، اس کے ہمراہی سوائے امیر المؤمنین کے دروازے پر حاضری دینے کے اور کوئی بات نہ مانیں گے بصورت مخالف اسے اپنی جان کا اطمنان نہ ہوگا اور اس نے استدلال میں وہ واقعات پیش کئے گجواس کے پاس آنے والے قاصدوں نے دیکھے تھے، پھر یہ جواب لے کے پیامبر آ گئے موسیٰ نے اپنے لشکر سے بھی ایک وفد پیامبروں کے ہمراہ بھیج دیا وہ لوگ ۴ محرم کو ۲۵۶ ھ کو سامرا پہنچے۔

کنجور کی رہائی

اسی سال (۲۵۵ھ) میں علی بن حسین بن قریش نے کنجور کو چھوڑا، المعتز کے زمانے میں وہ فارس میں جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ علی بن حسین نے پہرہ مقرر کر کے اسے قید کر دیا تھا محب علی بن حسین نے یعقوب بن لیث سے جنگ کا ارادہ کیا تھا تو اسے قید سے نکالا اور سوار اور پیادہ لشکر اس کے ماتحت کر دیا جب لوگ علی بن حسین کو چھوڑ کے بھاگے تو کنجور ہواز کے علاقے میں چلا گیا۔ اس نے رام ہرمز کے علاقے میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کر لیا۔ اس کے بعد ابن ولف سے مل گیا، ہمدان میں اس کے پاس پہنچا اس علاقے میں اس نے وصیف کے اعزہ، اس کے وکلاء، اور اس کی جائداد کے معاملے میں اپنی بداخلاقی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد موسیٰ کے لشکر میں شامل ہو گیا، جب موسیٰ اپنے ماتحت لشکر کے ہمراہ آیا تو صالح کو معلوم ہوا، اس نے مہتدی کی جانب سے کنجور کے مقید کر کے شاہی دروازے پر بھیجنے کے لئے لکھا، آزاد غلاموں نے اس سے انکار کیا۔ اس بارے میں خطوط کی آمد و رفت ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ لشکر القاطول میں اترا پھر ظاہر ہو گیا کہ صالح اس کی مخالفت کر کے بیٹھا تھا موسیٰ صالح اور اس کے خیر خواہوں کی مخالفت کی وجہ سے سامرا چلا گیا، بایکباک موسیٰ کے لشکر میں مل گیا، موسیٰ وہاں دو روز تک ٹھہرا، مہتدی نے اپنے اخیافی بھائی ابراہیم کو کنجور کے بارے میں بھیجا کہ وہ اسے اس امر سے آگاہ کرے کہ سامرا کے آزاد غلاموں نے کنجور کے سامرا داخل ہونے پر قرار سے رہنے سے انکار کر دیا۔ اسے مقید کرنے اور مدینۃ السلام بھیجنے کا حکم دیا، مگر اس بارے میں صالح نے جو کچھ سوچا تھا اس کا انتظام نہ ہوا، ان کا جواب یہ تھا کہ "جب ہم سامرا میں داخل ہوں گے تو کنجور وغیرہ کے معاملے میں امیر المؤمنین کے حکم پر عمل کریں گے۔

علوی بصری کا پہلا خروج اور فتنہ

اسی سال ۲۵۵ھ نے نصف شوال کو بصرے کے فرات میں ایک شخص ظاہر ہوا اس کا گمان یہ تھا کہ وہ علی بن محمد ہے۔ احمد بن علی بن عیسیٰ بن زید بن علی بن حسین بن ابی طالبؓ ہے۔ زنجی اس کے ساتھ ہو گئے تھے جو زمین سے نمک نکالتے تھے۔ وہ دجلہ کو عبور کر کے دیناری میں اترا۔

خاندانی پس منظر

اس کا نصب علی بن محمد بن ابراہیم تھا، نصب اس کا عبدالقیس تھا اس کی ماں قرۃ بنت علی بن رحیب بن محمد حکیم بن اسد بن خزیمہ میں سے تھی۔ وہ رے کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا باشندہ تھا جس کا نام ورزنین تھا، یہیں اس کی ولادت و نشو نما ہوئی۔ خود اسی کا بیان ہے کہ میرا دادا محمد بن حکیم ان باشندگان کوفہ میں سے ہے جنھوں نے ہشام بن

عبدالملک پر زید بن علی بن حسین کے ساتھ خروج کیا تھا، جب زیدؒ شہید ہو گئے تو وہ بھاگ کر رے میں آ گیا۔ ورزنین میں پناہ لی اور وہیں مقیم رہا۔

دادا عبدالرحیم عبدالقیس کے خاندان کا آدمی ہے جس کی ولادت الطالقان میں ہوئی پھر وہ عراق میں آ گیا اور وہیں قیام کر لیا۔ ایک سندھی لونڈی خریدی جس سے اس کا باپ محمد پیدا ہوا۔

یہ وہی علی بن محمد ہے۔

ابتدائی حالات

اس سے قبل وہ منتصر کی ٹولی میں شامل تھا جن میں غانم، شطرنجی، اور سعید صغیر اور یسر خادم تھے اس کی گزر کا ذریعہ یہی لوگ تھے مصاحبان سلطنت اور کاتبان حکومت کی ایک جماعت تھی جن کی وہ اپنے اشعار میں مدح کرتا تھا اور ان سے انعام کا خواستگار ہوتا تھا۔

خروج کی ابتدا

۲۴۹ھ میں وہ سامرا سے بحرین چلا گیا، اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ علی بن محمد بن فضل بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب ہے۔ ہجر میں لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دی، وہاں ایک بڑی جماعت اس کی پیروکار بن گئی اور دوسری جماعت منکر رہی، اس وجہ سے متبعین اور منکرین میں تعصب پیدا ہو گیا، نتیجہ یہ نکلا کہ فریقین میں جنگ ہوئی کچھ مخالف مارے گئے اور کچھ موافق کام آئے۔

جب یہ حادثہ ہوا تو علی بن محمد وہاں سے حساء چلا گیا۔ اور بنی تمیم کے ایک قبیلے سے فریاد کی پھر بنی سعد سے جنھیں بنوشماس کہا جاتا ہے مدد مانگی اور انھیں میں اس کا قیام ہو گیا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا کہ اہل بحرین نے اپنی طرف سے اسے پیغمبر کے درجے میں مان لیا تھا، یہاں تک کہ وہاں اس کے لئے خراج جمع کیا گیا اور ان کے درمیان اس کا حکم جاری ہو گیا اس کی خاطر ان لوگوں نے سلطنت کے ملازمین سے جنگ کی، اس نے ان کی ایک بڑی جماعت سے بڑی بدسلوکی کی جس سے وہ لوگ اس سے برگشتہ ہو گئے تو وہ بادیہ چلا گیا۔

بادیہ جانے لگا تو اہل بحرین کی ایک جماعت اس کے ہمراہ ہو گئی جن میں ایک شخص اہل حساء سے بھی تھا جو وزن کرنے کا پیشہ کرتا تھا، اس کا نام یحییٰ بن محمد ارزق بحرانی تھا وہ بنی دارم کا آزاد کردہ غلام تھا یحییٰ بن ابی ثعلب بھی ساتھ ہو گیا تھا جو تاجر اور ہجر کا باشندہ تھا بنی حنظلہ کا آزاد کردہ ایک حبشی غلام بھی تھا جس کا نام سلیمان بن جامع تھا وہی اس کے لشکر کا سردار تھا۔

روحانی کمالات کے دعوے

بادیہ میں وہ ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں منتقل ہوتا رہا، خود اسی سے منقول ہے کہ "اسی زمانے میں مجھے میری علامات امامت میں سے کچھ نشانیاں دی گئیں جو لوگوں کے لئے ظاہر ہیں"۔ اسی سے یہ بھی مذکور ہے "مجھے قرآن کی چند ایسی سورتیں دی گئیں، جو مجھے یاد نہ تھیں وہ ایک ہی گھڑی میں میری زبان پر جاری ہو گئیں انھیں سورتوں میں سبحان، اور الکہف اور صاد ہیں"۔

اس نے کہا "اسی وجہ سے میں نے اپنے آپ کو اپنے بچھونے پر ڈال دیا اور اس مقام کہ بارے میں

غور کرنے لگا جہاں کا ارادہ کروں، اور وہیں اپنا قیام کروں کیونکہ کے بادیہ نے میرے ساتھ برا سلوک کیا اور میں وہاں کے باشندوں کی نافرمانی سے تنگ آ گیا تھا کہ مجھ پر ابر سایہ فگن ہوا اور چمکنے، گرجنے لگا اس سے کڑک کی آواز برابر میرے کانوں میں آنے لگی، اس میں مجھے خطاب کیا گیا کہ بصرے کا ارادہ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو میری حفاظت کر رہے تھے کہ مجھے اس گرج کے ذریعے بصرے جانے کا حکم ملا ہے"۔

اسی نے بیان کیا کہ اس کے بادیہ جانے پر وہاں کے باشندوں نے اس کے متعلق کیا خیال کیا کہ وہ ابوحسین بن یحییٰ بن عمر ہے جو کوفہ کے علاقے میں قتل ہوئے تھے، اس وہم میں ڈال کر اس نے ان کی جماعت کو دھوکا دیا، وہاں ان کی ایک بہت بڑی جماعت جمع ہوگئی، جنہیں وہ بحرین کے ایک موضع لے گیا، جس کا نام درم تھا، ان کی آپس میں شدید جنگ ہوئی، جس کا دائرہ اس جگہ اور اس کے رہنے والوں تک محدود تھا اس جنگ میں ابن کے ساتھیوں کا قتل عظیم واقع ہوا، جس کی وجہ سے عرب کو اس سے نفرت ہوگئی، وہ اسے برا سمجھنے لگے، اور اس کی جماعت سے علیحدہ ہوگئے۔

بصرہ آمد اور قیام

عرب اس سے جدا ہو گئے اور بادیہ نے بھی اس کے ساتھ بدسلوکی کی تو وہ وہاں سے بصرہ کے لئے روانہ ہو گیا اور وہاں بنی ضبیعہ میں اترا، وہاں کی ایک جماعت اس کی مطیع ہوگئی جن میں علی بن ابان مہلبی اور اس کے دونوں بھائی محمد اور خلیل بھی شامل تھے۔

بصرے میں اس کی آمد ۲۵۴ھ میں ہوئی تھی۔ محمد بن رجاء حضاری وہاں حاکم شہر تھا یہ فتنہ اہل بصرہ کے سعدیہ اور قبیلہ بلالیہ کے فتنے کے ہم زمانہ تھا، اس لئے ان دونوں فریقوں میں سے ایک کے بارے میں یہ لالچ پیدا ہوا کہ اسے اپنی طرف مائل کرے اس نے اپنے ساتھیوں میں سے چار افراد بھیجے جو نکل کر مسجد عباد گئے، ان میں سے ایک کا نام محمد بن سلم قصاب بحری، دوسرے کا بریش قریعی، تیسرے کا علی ضراب اور چوتھے کا نام حسین صیدنانی تھا، یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے بحرین میں اس کی صحبت اٹھائی تھی، انھوں نے اس کی طرف دعوت دی مگر شہر والوں میں سے کسی نے قبول نہ کیا، لشکر ان کی جانب لوٹا تو وہ لوگ منتشر ہو گئے، اور ان میں سے کسی کو گرفتار نہ کیا جا سکا، وہ بصرے سے نکل کر بھاگا، ابن رجاء نے اس کو تلاش کیا مگر پا نہ سکا،

ابن رجاء کو اس کی جانب کچھ اہل بصرہ کے میلان کی خبر دی گئی تو اس نے انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا، جو لوگ قید ہوئے ان میں یحییٰ بن ابی ثعلب، محمد بن حسن یادی، حاکم الزنج کا بیٹا علی بن محمد اکبر اس کی بیوی جو اس کے بیٹے کی ماں تھی، ساتھ ایک بیٹی بھی تھی، جو اسی ماں کے بطن سے پیدا ہوئی تھی، اور ایک حاملہ لونڈی تھی ان سب کو قید کر دیا۔

بغداد میں گرفتاری اور رہائی

علوی اپنی ضرورت سے بغداد کے لئے روانہ ہوئے، اس کے ہمراہ محمد بن سلم، یحییٰ بن محمد، سلیمان بن جامع اور بریش قریعی تھے بطیحہ پہنچے تو باہلین کا ایک غلام عمیر بن عمار جو بطیحہ کا حاکم تھا وہ انھیں دیکھ کر کھٹک گیا، اس نے انھیں گرفتار کر لیا، اور محمد بن ابی عون کے پاس لے گیا جو واسط میں تھا، اس نے ابن ابی عون سے کوئی حیلہ کیا، یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں سمیت اس کے ہاتھ سے رہا ہو کے مدینۃ السلام چلا گیا، اور وہاں ایک سال تک مقیم رہا، وہاں اپنے آپ کو

احمد بن عیسیٰ بن زید کی طرف منسوب کیا اس کا دعویٰ تھا کہ اس کے وہاں کے قیام کے لئے کچھ آیات ظاہر ہوئی ہیں" اپنے ساتھیوں کے دلوں کا حال جانتا ہے ان میں سے ہر شخص جو کچھ کرتا ہے وہ بھی جانتا ہے اس نے اپنے رب سے ایک ایسی نشانی طلب کی جو حقیقت حال بتا دے، تو اسنے ایک تحریر دیکھی جو اس کے لئے لکھی جاتی ہے اور وہ اسے ایک دیوار پر لکھا دیکھتا ہے مگر کسی شخص کو اسے لکھتے نہیں دیکھا گیا،

اس کے بعض پیروکاروں سے منقول ہے کی مدینۃ السلام کے زمانہ قیام میں ایک جماعت اس کی جانب مائل ہوگئی جن میں جعفر بن محمد صوحانی جو حضرت زید بن صوحانؓ کی طرف منسوب تھا، محمد بن قاسم، یحییٰ بن عبدالرحمان بن خاقان کے دو غلام مشرق و رفیق تھے اس نے مشرق کا نام حمزہ رکھا اور اس کی کنیت ابو الفضل رکھی یہ پورا اسال مدینۃ السلام میں گزرا۔ یہاں تک کہ محمد بن رجاء بصرہ سے معزول کر دیا گیا۔

وہاں سے نکلا تو بلالیہ وسعدیہ کے فتنے کے سرغنوں نے ہنگامہ برپا کر دیا، قید خانہ کھول دیے اور جو لوگ ان میں تھے انھیں آزاد کر دیا، اس کے اصحاب بھی رہا ہونے والوں کے ساتھ رہا ہو گئے، جب اسے اپنے اصحاب کی رہائی کی خبر ملی تو بصرہ روانہ ہو گیا، وہاں اس کی واپسی رمضان ۲۵۵ھ میں ہوئی اس کے ہمراہ علی بن ابان بھی تھا جو اس سے ملا جب کہ وہ مدینۃ السلام میں تھا یحییٰ بن محمد، محمد بن سلم، سلیمان بن جامع اور یحییٰ بن عبدالرحمان کے دونوں غلام مشرق ورفیق بھی ہمراہ تھے، ان چھ آدمیوں کے پاس لشکر کا ایک شخص آیا کرتا تھا جس کی کنیت ابویعقوب تھی اور اس نے بعد میں اپنا لقب جوبان رکھا تھا، یہ سب لوگ چل پڑے، جاتے جاتے ایک محل میں اترے جو قصر القرشی کے نام سے مشہور تھا، اور نہر کے کنارے بنا ہوا تھا، موسیٰ بن منجم کی اولاد نے یہ نہر کھدوائی تھی عمود بن منجم کے نام سے اس کی شہرت ہوئی تھی اس نے ظاہر یہ کیا کہ وہ شورے کی بیچ میں واثق کے فرزند کا وکیل ہے ہمراہیوں کو تاکید کر دی کہ فرزند واثق کے وکیل کے طور پر اس کو مخاطب کریں، آخر وہیں مقیم ہو گیا۔

واقعات ابتدائے خروج

"شورجی" شورہ ساز غلاموں کی جماعت میں ایک شخص ریحان بن صالح بھی تھا، جو پہلے بھی اس کی صحبت میں رہ چکا تھا، اس کا بیان ہے کہ میں آقا کے غلاموں پر نگران مقرر تھا بصرے سے آٹا لے جاتا تھا اور ان میں تقسیم کر دیتا تھا، ایک مرتبہ حسب معمول آٹا لے جاتے ہوئے میں اس علوی کے پاس سے گزرا یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ قصر القرشی میں مقیم تھا۔

دعوائے خلافت

مجھے اس کے آدمیوں نے پکڑ لیا اور اس کے پاس لے گئے، حکم دیا کہ میں اسے "امیرالمؤمنین" کہہ کر سلام کروں میں نے ایسا ہی کیا

پوچھا: کہاں سے آرہے ہو؟ بتایا کہ بصرے سے۔
پوچھا: ہمارے متعلق بصرے میں کوئی خبر سنی ہے؟ میں کہا نہیں
پوچھا: الزینبی کی کیا خبر ہے میں نے کہا مجھے اس کا علم بھی نہیں۔
پوچھا: بلالیہ اور سعدیہ کی خبر؟ میں نے کہا میں اس سے بھی بے خبر ہوں،

شورہ ساز غلاموں کے حالات دریافت کیے کہ ان میں سے ہر غلام کو کتنا ستو، کس قدر آٹا، کتنی کھجوریں ملتی ہیں

کتنے غلام اور کتنے آزاد شورہ سازی کا کام کرتے ہیں؟ یہ سب باتیں میں نے بتا دیں۔

غلاموں کی آزادی

اس نے مجھے اپنے مشن کی دعوت دی میں نے اسے قبول کر لیا تب اس نے مجھ سے کہا کہ تو جن غلاموں پر قابو پائے انھیں بہانہ کر کے میرے پاس لے آ۔ وعدہ کیا کہ جن غلاموں کو بہانے سے اس پاس لاوں گا سب کی افسری مجھ ہی کو ملے گی، اور میرے ساتھ انعام واکرام سے پیش آئے گا۔

اس نے مجھے قسم دی میں اس کے مقام کی کسی کو اطلاع نہ دوں، اور اس کے پاس واپس آ جاؤں۔ ان مراتب کے بعد راستہ کھل گیا میں اس آنے کو جو میرے ساتھ تھا منزل مقصود پر لایا۔

نشان آزادی

اس دن میں اس سے جدا رہا، دوسرے دن آیا تو میں نے اس طرح پایا کہ اس کے پاس یحییٰ بن عبدالرحمٰن کا غلام رفیق تھا جس کو اس نے اپنی کسی ضرورت سے بصرے بھیجا تھا، بشر بن سالم بھی تھا جو شورہ ساز غلاموں میں سے تھا ایک ریشمی کپڑا بھی لایا تھا جس کے خریدنے کا اسے حکم ملا تھا کہ اس کا جھنڈا بنائے۔

علم خروج

اس پارچہ میں آخر تک یہ آیت لکھی "**ان اللہ اشتری من انفسھم و اموالھم بان لھم الجنتہ یقاتلون فی سبیل اللہ**" (اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کی جان ومال کو جنت کے عوض لے لیا ہے، اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں) اس آیت کے بعد اپنا اور اپنے ماں باپ کا نام لکھا اور کشتی کے چپو کے سرے میں اسے لٹکا دیا،

۲۸ رمضان ہفتہ کی سحر کے وقت نکلا، قصر کے آخری حصے میں پہنچا تو شورہ سازوں میں سے ایک شخص عطار کے غلام جو اپنے کام پر جا رہے تھے حکم کے مطابق سب کے سب گرفتار کر لئے گئے، ان کا وکیل بھی ساتھ تھا، اسے بھی گرفتار کر لیا گیا یہ سب پچاس غلام تھے،

ان کی گرفتاری سے فارغ ہو کر اس مقام پر گیا جہاں السنائی (برگ کے دواساز) کام کرتے تھے، ان میں سے پانچ سو غلام گرفتار کر لئے جن میں ابو حدید مشہور تھا، ان کے وکیل کو گرفتار کرنے کا حکم دیا جو انھی کے ساتھ دست بدست گرفتار کر لیا گیا تھا، یہ غلام ایک نہر میں تھے جو نہر مکاثر سے مشہور تھی

یہاں سے وہ موضع سیرانی گیا اور وہاں سے ڈیڑھ سو غلام گرفتار کیے جن میں رزیق اور ابوالخنجر بھی شامل تھے۔

پھر وہ موضع ابن عطاء گیا اور طریق صبیح الاعسر اور راشد مغربی اور راشد قرماطی کو گرفتار کیا، ان کے ہمراہ اسی غلام بھی پکڑے گئے، پھر موضع اسماعیل آیا جو موضع غلام سہل الطحان کے نام سے مشہور تھا۔

مالکان اور غلاموں سے خطاب اور ترغیب وترھیب

دن بھر اسی شغل میں لگا رہا، ہوتے ہوتے شورہ ساز غلاموں کی ایک بڑی جماعت ساتھ ہو گئی اس فوج کو اس نے باقاعدہ پیروکار بنانا چاہا، سب کو یکجا کر کے کھڑے ہو کر وعظ کہا، امید دلائی وعدہ کیا کہ انھیں سردار بنایا جائے گا رئیس بنائے گا، مالک بنائے گا، بڑی سخت اور پکی قسمیں کھائیں کہ ان سے بدعہدی نہ کرے گا، ان کی امداد میں لگا رہے گا اور

ہر طرح کی نیکیاں ان کے ساتھ کیا کرے گا۔

پھر اس نے آقاؤں کو بلا کے کہا کہ "میرا ارادہ یہ ہے کہ تم لوگوں کی گردنیں ماردوں، اس لئے کہ تم ان غلاموں کے ساتھ برا برتاؤ کرتے ہو، تم نے انھیں کمزور سمجھ لیا ہے، ان پر زبردستی قبضہ کیا ہے، اور ان کے ساتھ وہ برا سلوک روا رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے ان کو ایسے کام پر مقرر کیا ہے جس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ میرے ساتھیوں نے تم لوگوں کے بارے میں مجھ سے گفتگو کی ہے اس لئے میں نے تم لوگوں سے گفتگو کرنا مناسب سمجھا"۔

فریب چل گیا

ان لوگوں نے جواب دیا کہ یہ سب غلام بھگوڑے ہیں وہ تیرے پاس سے بھی بھاگ جائیں گے، نہ تیرے پاس رہیں گے نہ ہمارے پاس، اس لئے ہم سے مال لے لے اور انھیں ہمارے لئے رہا کردے"

اس نے ان کے غلاموں کو بلانے کا حکم دیا وہ گروہوں کی شکل میں لائے گئے ہر جماعت اپنے آقا اور اپنے وکیل کے سامنے کھڑی کی گئی، انھیں اس بات پر اپنی بیویوں کی طلاق کی قسم دی کہ نہ تو کسی کو اس کا مقام بتائیں گے اور نہ اس کے اصحاب کی تعداد، قسمیں کھلوانے کے بعد سب کو رہا کردیا گیا وہ لوگ بصرے چلے گئے، ایک غلام کا نام عبداللہ عرف کریخا تھا اس نے جاتے جاتے نہر دجیل کو عبور کیا، اور شورہ ساز کو ڈرایا کہ وہ اپنے غلاموں کی حفاظت کریں وہاں پندرہ ہزار غلام تھے علوی عصر کی نماز پڑھ کر چلا دجیل پہنچ گیا، بانس کی کشتیاں پائیں جو چڑھے ہوئے دریا میں داخل ہو رہی تھیں، انھیں سامنے کیا اور ان میں سوار ہو گیا اور اس کے ساتھی بھی سوار ہو گئے، وہ لوگ دجیل عبور کر کے نہر میمون تک پہنچ گئے وہاں اس مسجد میں اترا جو نہر میمون کے بیچ بازار میں تھی وہیں ٹھہر گیا

خطبہ آزادی

روز یہی طریقہ رہا کہ زنجی غلام اس کے پاس عید الفطر تک جمع ہوتے رہے جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے ساتھیوں میں نماز عید کے لئے جمع ہونے کی منادی کرائی، لوگ جمع ہو گئے، اس نے وہ بانس گاڑ دیا جس پر اس کا جھنڈا تھا انھیں نماز پڑھائی اور خطبہ پڑھا، عوام کی بدحالی کا رونا روتا رہا جس میں وہ مبتلا تھے، اور دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے اس بدحالی سے نجات دی، اس کا ارادہ یہ ہے کہ ان کی قدر کو بلند کرے انھیں غلاموں، اموال اور مکانات کا مالک بنائے اور انھیں بڑے بڑے درجات تک پہنچائے" اس پر قسم بھی کھائی۔

خطبہ و نماز سے فارغ ہوا تو جو لوگ اس کی بات سمجھتے تھے انھیں یہ حکم دیا کہ وہ عوام کو سمجھادیں جو عجمی ہونے کی وجہ سے اس کی بات نہیں سمجھ سکے، تاکہ اس سے ان کا دل بھی خوش ہو۔

لوگوں نے ایسا ہی کیا، ان کاموں سے فراغت کے بعد محل میں داخل ہو گیا جب ایک دن گزر گیا تو اس نے نہر عبور کرنے کا ارادہ کیا اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت حمیری کو پاس پہنچی جو ایک جماعت کے ساتھ تھا ان لوگوں نے انھیں جنگل کی طرف نکال دیا انھیں صاحب الزنج اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مل گیا اس نے الحمیری اور اس کے ہمراہیوں سے جنگ کی، وہ لوگ بھاگ کے بطن دجلہ چلے گئے۔

فوجی ترتیب

زنجی کا ایک سپہ سالار ابو صالح تھا اس کی قصیر کے لقب سے شہرت تھی تین سو زنجی اس کے ماتحت تھے وہ مطیع ہو گیا علوی نے ان کو طرح طرح کی امیدیں دلائیں اور احسانات کے وعدے کیئے زنجی جو اس کے پاس جمع ہوئے تھے

جب ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تو اپنے سرداران پر مقرر کیے اور حکم دیا کہ "تم میں سے جو شخص کوئی آدمی لائے گا وہ آدمی اسی کے ساتھ شامل کر دیا جائے گا" کہا گیا کہ اس نے الخول کی جنگ اور اپنے القندل کی زمین شور جانے سے پہلے اپنے سردار مقرر نہیں کیے تھے۔

جنگی تیاری

ابن ابی عون ولایت واسط سے ولایت بلہ اور دجلے کے دیہات کی طرف منتقل کر دیا گیا، کہا جاتا ہے کہ اس نے اس دن اپنے سردار مقرر کیے اسے یہ خبر ملی کہ حمیری، عقیل، اور نائب ابن ابی عون جو بلہ میں مقیم تھا سب لوگ اس کی طرف بڑھے ہیں اور نہر طین پر اترے ہیں، اس نے اپنے اصحاب کو زبقیہ جانے کا حکم دیا جو "بادآورد" کے زیریں علاقے میں ہے، وہ لوگ وہاں نماز ظہر کے وقت پہنچے نماز پڑھی اور جنگ کی تیاری کی، اس دن اس کے لشکر میں صرف تین ہی تلواریں تھیں ایک تلوار اس کی ایک علی بن ابان کی اور ایک محمد بن سلم کی۔

ظہر وعصر کے درمیان محمدیہ کی طرف واپس جانے کو ارادے سے وہ اپنے اصحاب کے ہمراہ اٹھ کھڑا ہوا۔ علی بن ابان کو پیچھے کیا، اور حکم دیا کہ جو اس کے پیچھے آئے اس سے خبردار رہے خود لوگوں کے آگے روانہ ہو کے محمدیہ پہنچ گیا نہر پر بیٹھ گیا اور اس کی اجازت سے سب نے پانی پیا۔ ہمراہی بھی اس کے پاس پہنچ گئے علی بن ابان نے اس سے کہا کہ "ہم اپنے پیچھے ایک کسی چمکدار چیز کو دیکھ رہے تھے اور کسی جماعت کی آہٹ سن رہے تھے جو ہمارا پیچھا کر رہی تھی معلوم نہیں وہ چلے گئے یا ہمارا پیچھا کر رہے ہیں"، اس کی بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ وہ جماعت پہنچ گئی اور زنجی ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے مفرج النوبی نے جس کی کنیت ابو صالح تھی، ریحان بن صالح اور فتح حجام نے سبقت کی۔

بلبل چراغ گل ہو گیا

فتح کھانا کھا ہی رہا تھا کہ شور سن کے اٹھ کھڑا ہوا، سامنے کھانے کا برتن تھا ساتھی بھی آگے آ گئے، شورہ سازوں کا ایک شخص ملا جس کا نام بلبل! اپنے ہتھیار پھینک کے پیٹھ پھیر کے بھاگا، اس کے ساتھی بھاگے جو چار ہزار تھے، وہ اپنے منہ کی سیدہ میں چلے گئے اور جو قتل ہونا تھے وہ قتل ہو گئے بعض ان میں سے پیاسے مر گئے، ایک جماعت ان میں سے گرفتار ہوئی صاحب الزنج کے پاس لائے گئے، تو اس کے حکم سے ان کی گردنیں ماردی گئیں سر ان خچروں پر لادے گئے جو شورہ سازوں سے لئے تھے جن پر شورہ ڈھویا جاتا تھا

قادسیہ کے گاؤں میں تنازعہ

اب صاحب الزنج آگے بڑھا، قادسیہ پہنچا یہ مغرب کا وقت تھا گاؤں سے بنی ہاشم کے کسی آزاد کردہ غلام نے نکل کر اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور ایک شخص کو قتل کر ڈالا، یہ خبر اس کے پاس آئی تو اس کے ساتھیوں نے درخواست کی کہ "ہمیں اس گاؤں کے لوٹ لینے اور اپنے ساتھی کا قاتل طلب کرنے کی اجازت دے" اس نے جواب دیا کہ سردست اس کا موقع نہیں جب تک ہم اس قوم کی حالت معلوم نہ کر لیں وہ اسے ہمارے حوالے کر دیں حوالے کر دیا تو خیر ورنہ ہمارے لئے ان کا قتال جائز ہوگا"

تدبیر

اس نے چلنے میں جلدی کی، وہ لوگ لوٹ کر نہر میمون آ گئے اسی مسجد میں قیام کیا جہاں ابتداء میں قیام کیا تھا ہلاک شدگان کے سر جو اس کے ہمارہ لدے ہوئے تھے لٹکائے دیئے گئے ابو صالح النوبی کو اذان کا حکم دیا، اس نے اذان کہی۔

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیانے کے

نہر اس وقت تک نہیں چھوڑا کہ سوار نہیں کر لیا۔ گاؤں والوں نے رمیس کو اکسایا۔ اس سے اور ابن ابی عون کے ساتھی سے بہت بڑے مال کی ذمہ داری لی مشیروں نے اپنے غلاموں کی واپسی پر ہر غلام پر اس سے پانچ پانچ دینار کا ذمہ لیا،

اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہو گئے

''نمیری'' اور ''حجام'' کے نام سے جو دو غلام مشہور تھے ان کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ النمیری تو اب تک ان کے ہاتھ میں گرفتار ہے، حجام کے متعلق اس علاقے کے باشندوں نے بیان کیا کہ وہ ان کے علاقے میں چوری اور خونریزی کیا کرتا تھا، اس لئے اس کی گردن ماری، اور لاش کو نہر ابو اسد میں لٹکا دیا گیا۔

جب اس نے حال معلوم کیا تو سب کی گردنیں مارنے کا حکم دیا سوائے ایک شخص کے سب کی گردنیں ماردی گئیں، یہ شخص جو بچ گیا اس کا نام محمد بن حسن البغدادی تھا، اس نے قسم کھائی، وہ فرمانبردار رہے نہ اس پر تلوار کھینچی ہے، نہ جنگ کی ہے اسے رہا کر دیا گیا سر اور نیزے خچروں پر لا دلئے، کشتیاں جلا دی گئیں، اور روانہ ہو گیا نہر فرید پر آیا، پھر ایک نہر تک پہنچا جو الحسن بن محمد القاضی کے نام سے مشہور تھی اس پر ایک پل بنا تھا مواضع جعفریہ اور القض کے درمیان تھا

دیہات کے رہنے والوں میں سے بنی عجل کی ایک جماعت اس کے پاس آئی اپنے آپ کو پیش کیا جو پاس تھا سب اسی کی راہ میں لگا دیا اس نے جزائے خیر کی دعا دی ان سے لڑنے کی ممانعت کر دی، وہاں سے روانہ ہو کے ایک نہر پر آیا، جو بفثا کے نام سے مشہور تھی گاؤں نہر کے کنارے آباد تھا باہر ٹھہرا یہ گاؤں دجیل کے راستہ پر تھا اس کے پاس کرخ کے لوگ آئے سلام کیا دعا دی اور اس کی خواہش کے مطابق میزبانی کی۔

سجود یہود

ایک شخص خیبر کا یہودی آیا جس کا نام شکرانہ دیدار کے ہے یہودی سے اس نے بہت سے مسائل دریافت کیے جن کے جواب اس نے دیے اب یہ گمان ہوا کہ یہودی کو توراۃ میں تذکرہ ملا ہے اور وہ میری حمایت میں (مسلمانوں سے) لڑنا مناسب سمجھتا ہے۔

علامات موعودۂ تورات

جسمانی نشانی دریافت کی کہ ایسا شخص جو اللہ کے لیے مسلمانوں پر خروج کرے گا تورات میں اس جسمانی علامتیں کیا کیا مذکور ہیں، یہودی نے وہی علامتیں بتائیں جو اس خارجی کے جسم پر تھیں خارجی نے وہ علامتیں اپنے جسم پر

دکھائیں یہودی نے پہچان لیا کہ واقع میں یہی علامتیں تورات میں مذکور ہیں پھر دونوں ایک جگہ رہے اور گفتگو کی۔

مزہ منہ کا بدلنے کے لیے

جس دن اتر تا تھا، مع اپنے چھ ساتھیوں کے لشکر سے علیحدہ رہتا تھا اس روز اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نبیذ سے نہ روکتا تھا لشکر کی حفاظت محمد بن سلم کے سپرد کرتا تھا۔

رات کے آخری حصے میں اہل کرخ میں سے ایک شخص آیا کہ رمیس اور المفتح اور دیہات کے رہنے والے جو متصل ہیں اور عقیل اور اہل الابلہ پاس آ گئے ان کے ہمارہ الدبیلا مسلح ہے الحمیری اہل فرات کی ایک جماعت کے ہمراہ ہے وہ لوگ اسی شب نہر میمون کے پل کی طرف گئے، پل کو کاٹ دیا اسکو پار سے روک دیں صبح ہوئی حسب الحکم زنجیوں کو پکارا گیا وہ عبور کر کے دجیل گئے خود اس نے کرخ کے آخری حصے کی طرف رخ کیا نہر میمون پر آیا تو نہر کے پل کو کٹا ہوا پایا لوگوں کو نہر کے شرقی جانب اور پل کی کشتیوں کو نہر کے اندر پایا، الدبیلا کو کشتیوں میں اور دیہات والوں کو مختلف خالی کشتیوں میں اپنے ساتھیوں کے بیچتے رہنے کا حکم دیا کہ لڑائی کی نوبت نہ آنے پائے بچ کر گزر جائیں خود واپس پلٹا اور گاؤں سے سو ہاتھ کے فاصلے پر بیٹھ گیا جب ان لوگوں نے کسی کو نہ دیکھا جوان سے قتال کرے تو حال معلوم کرنے کے لیے ایک جماعت نکلی، اس نے ایک جماعت کو حکم دیا تھا جو گاؤں میں آ کر اس طرح چھپ گئے تھے کہ سب سے ان کی آمد پوشیدہ رہی تھی، انھوں نے آنے والی آہٹ پائی تو حملہ کر دیا بائیس آدمیوں کو قید کر لیا بقیہ کی طرف دوڑے ایک جماعت کو نہر کے کنارے قتل کر دیا اس کے پاس سر اور قیدی لے کے پلٹے تو باہمی گفتگو کے بعد سب کو قتل کرنے اور سروں کے محفوظ رکھنے کا حکم دیا نصف النہار تک مقیم رہا، وہ ان کی آوازیں سن رہا تھا کہ بات بن گئی،

گاؤں لوٹ لیے

علوی نے غلاموں کو آواز دی کہ دونوں گاؤں لوٹ لیے جائیں، اس حکم کے مطابق دونوں گاؤں سے بکثرت سامان اسباب، دینار، درہم، جواہر، زیور اور سونے چاندی کے برتن لوٹ لیے گئے اہل قریہ کے غلام اور عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ اس سے پہلے اس نے کبھی اس نے ایسی کاروائی نہیں کی تھی۔ لوگ ایک مکان پر کھڑے ہو گئے جس میں شورے والوں کے چودہ غلام تھے جن کو بند کر دیا گیا تھا۔ اُنھیں گرفتار کر لیا. ہاشمیوں کے آزاد کردہ غلام کو لائے جو اُس کے ساتھی کا قاتل تھا۔ محمد بن سلم کے حکم سے اُس کی گردن ماری گئی۔

شراب کی ممانعت

گاؤں سے عصر کے وقت نکلا اور اس شورزمیں میں اترا جو براد الخیار کے نام سے مشہور ہے مغرب کا وقت ہوا تو اس کے پاس چھ ساتھیوں میں سے کوئی آیا اور یہ اطلاع دی کہ اس کے ساتھی ان شرابوں اور نبیذوں کے پینے میں مشغول ہو گئے جو انھوں نے قادسیہ سے لی محمد بن اسلم اور یحیی بن محمد کے ہمراہ ان کے پاس گیا اور انھیں آگاہ کیا کہ یہ انھیں جائز نہیں اس دن اس کے نبیذ کو حرام کر دیا اور ان سے کہا کہ تم لوگ ان لشکروں سے ملو گے لہذا نبیذ کا پینا

اور اس کا شغل ترک کروانھوں نے اس کی بات مان لی۔

جنگ

جنگ صبح ہوئی تو ایک حبشی غلام آیا جس کا نام فاقویہ تھا اس نے یہ خبر دی کہ رئیس کے ساتھی دجیل کی مشرقی جانب پہنچ گئے ہیں اور دریا کے کنارے کی طرف نکلے ہیں اس نے علی بن آبان کو بلا کر حکم دیا کہ زنجی غلاموں کو لے جائے اور ان لوگوں سے جنگ کریں ایک فلمی کو بلا کے اس سے دوربین لے لی آفتاب کا اندازہ کیا اور وقت کو دیکھا اس کے بعد اس نہر کے پل پر گزرا جو بروالخیار کے نام سے مشہور ہے اس کے پیچھے تھے نہر کے شرقی جانب پہنچے تو لوگ علی بن ابان سے مل گئے رئیس اور عقیل کے ساتھیوں کو انھوں نے دریا کے کنارے اور الدبیلا کشتیوں میں سوار پایا اور وہ تیر اندازی کر رہے تھے انھوں نے ان پر حملہ کر کے قتل عام برپا کر دیا دجیل کے غربی کی جانب سے ایک آندھی آئی جس نے کشتیوں کو کنارے کر دیا زنجی دوڑے، کشتیوں میں جسے پایا قتل کر دیا رئیس اور اس کے ساتھی نہر الدیر کی جانب بھاگے جو قشی کے راستے میں تھی اپنی کشتیوں کو اس طرح نے حرکر چھوڑ دیا جس سے یہ خیال ہو کہ وہ مقیم ہے، عقیل اور ابن عون کا ساتھی اس طرح دجلے کی جانب بھاگ رہے تھے۔

صاحب الزنج نے الدبیلا کی کشتیوں میں جو کچھ تھا اس کے نکالنے کا حکم دیا، قالونیہ ان کے اندر اتر کے تلاش کرے الدبیلا کے ایک آدمی کو جسے باہر نکالنا چاہا مگر اس نے انکار کیا، تیز دھار ہتھیار کے بہانہ سے اس کی کلائی پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ گر پڑا اس کے بال پکڑ لئے سر کاٹ لیا اور صاحب الزنج کے پاس لایا جس نے چند دینار انعام کے ساتھ یحیٰ بن محمد کو حکم دیا کہ اسے سوزنجیوں پر سردار بنادے۔

صاحب الزنج ایک گاؤں چلا گیا جو المہلبی کے نام سے مشہور ہے قیاران کے مقابلہ تھا زنجی جنہوں نے عقیل اور ابن ابی عون کے نائب کا تعاقب کیا تھا واپس گئے۔

اس نے ایک کشتی کو گرفتار کیا جس میں دو ملاح تھے حال دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ہم نے ان کا تعاقب کیا تو انھوں نے اپنے آپ کو دریا کے کنارے ڈالدیا اور اس کی کشتی کو چھوڑ دیا تو ہم اسے لے آئے اس نے ان دونوں ملاحوں سے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ عقیل نے ان دونوں کو زبردستی اپنی فرماں برداری پر مجبور کیا اور اطاعت کے لئے ضمانت کے طور پر ان کی عورتوں کو قید کر لیا تمام ملاحوں کے ساتھ جو ان کے فرمانبردار بنے تھے کیا اس نے ان دونوں سے اہل الدبیلا کے آنے کا سبب دریافت کیا انھوں نے کہا کہ عقیل نے ان سے مال کا وعدہ کیا تو وہ ان کے ساتھ ہو گئے ان کشتیوں کے متعلق دریافت کیا جو قشی میں کھڑے تھیں انھوں نے کہا کہ یہ مئیس کی کشتیاں ہیں اور وہ انھیں چھوڑ گیا ہے اور دن چڑھتے ہی بھاگ گیا۔

یہ سن کے وہ لوٹا ان کشتیوں کے سامنے ہوا تو زنجی کو حکم دیا وہ پانی میں اتر گیا اور پاس لے آیا اور جو کچھ اس میں تھا اسے لوٹ لیا اور کشتیاں جلادی گئیں المہلبیہ گاؤں میں گیا جس کا نام تغت تھا اس کے قریب اتر گیا اور اس کو لوٹ لینے اور جلا دینے کا حکم دیا چنانچہ وہ لوٹ لینے کے بعد جلا دیا گیا نہر المادیان پر روانہ ہوا وہاں اسے سبزہ زار ملے جنھیں جلا دینے کا حکم ملا۔

اس علاقے میں صاحب الزنج اور اس کے ساتھیوں کے فساد متعلق اور امور بھی تھے جن کا ذکر ہم نے ترک کر دیا کیونکہ وہ بڑے نہ تھے اگرچہ اس کے تمام امور بڑے ہی تھے۔

ایک بدوی امان مانگتا ہوا آیا اس نے اس نے نہر کی کھدائی پوچھی تو اس نے کہا کہ "میں ایک ایسی جگہ جانتا ہوں جو کم گہری ہے قوم اپنی پوری جماعت کے ساتھ اس سے قتال کی تیاری کر رہی ہے" وہ اس شخص کے ساتھ چل کے ایک مقام پر آیا جو المحمد یہ سے بقدر ایک میل کے تھا وہ آگے نہر میں گھسا لوگ اس کے پیچھے گھسے اسے اس مشیر نے

جو صاحب الزنج بصرے میں

بیان کیا گیا ہے کہ صاحب الزنج اس زمین شور سے جو نہر دینار سے شروع ہوتی ہے اس کا آخری حصہ نہر محدث تک پہنچتا ہے اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرنے کے بعد بصرے کے ارادے سے روانہ ہوا، جب نہر ریاح کے سامنے آیا تو اس کے پاس زنجیوں کی ایک جماعت آئی اور انھوں نے اسے بتایا کہ نہر ریاح میں تلوار دیکھی ہے، ہنوز تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ لوگ ہتھیار ہتھیار پکارنے لگے پھر اس نے علی بن ابان کو وہاں جانے کا حکم دیا وہ جماعت نہر دینار کی شرقی جانب تھی، اس نے تقریباً تین ہزار کی جماعت کے ساتھ عبور کیا، صاحب الزنج نے ساتھیوں کو اپنے پاس جمع کیا اور علی سے کہا کہ اگر تجھے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہو تو مجھ سے مدد مانگنا، وہ جب روانہ ہوا تو اس حرکت کی وجہ سے جو زنجیوں نے اس سمت کے خلاف سے دیکھی چلائے کہ "ہتھیار ہتھیار" واقعہ دریافت کیا گیا تو خبر دی کہ اس کے پاس ایک جماعت ایک گاؤں کے پاس سے آئی ہے جو نہر حرب جعفریہ کے راستے میں ہے، اس نے محمد بن سلم کو اس جانب روانہ کیا،

ریحان سے مذکور ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو محمد کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، یہ ظہر کا وقت تھا، ہم اس قوم کے پاس جعفریہ پہنچ گئے ہمارے اور ان کے درمیاں عصر کے آخر وقت تک جنگ جاری رہی، زنجیوں نے ان پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ وہ شکست کھا کے بھاگے، لشکر اور اعراب اور بصرے کے قبیلہ بُلالیہ اور سعدیہ کے پانچ سو آدمی مقتول ہوئے، فتح غلام ابی شیث بھی اس دن ان کے ساتھ تھا، وہ پشت پھیر کے بھاگا، فیروز کبیر نے اس کا تعاقب کیا، جب اس نے دیکھا کہ پیچھے ہے تو جو سر پر فولادی خود تھا پھینک مارا، اس نے اسے اپنی ڈھال کھینچ ماری، اس نے لوہے کہ زرہ کھینچ ماری، جو اس کے جسم پر تھی، اور نہر حرب میں اس کے پاس پہنچ گیا نہر میں اتر کر بھاگ گیا، فیروز واپس آیا اس کے پاس وہ سب ہتھیار تھے جو فتح نے ڈال دیئے تھے، یہ سب صاحب الزنج کے پاس لے آیا،

شبل کا بیان ہے کہ ہمیں پتہ چلا کہ اس دن فتح کو نہر حرب پر کامیابی ہوئی تھی، میں نے یہ بات الفضل بن عدی الدارمی سے بیان کی تو اس نے کہا کہ میں اس دن سعدیہ کے ساتھ تھا، فتح پر لوہے کی زرہ نہ تھی، صرف زرد رنگ کی ایک ریشمی صدری تھی، اس نے اس دن اتنا قتال کیا کہ کوئی شخص اس سے لڑنے والا نہ رہا، نہر حرب پر آیا اور اس پر سے کود کے غربی جانب پہنچ گیا، فیروز کا حال معلوم نہ ہوا،

ریحان نے کہا کہ میں فیروز سے اس کی صاحب الزنج سے ملاقات سے پہلے ملا تو اس نے مجھ سے اپنا اور فتح کا قصہ بیان کیا اور مجھے ہتھیار دکھائے، لوگ چھینے ہوئے مال کو لینے کے لئے آگے بڑھے، میں نے نہر دینار کا راستہ اختیار کیا، ایک شخص ایک کھجور کے درخت کے نیچے سے ملا، جو ریشمی ٹوپی سرخ موزے اور عبا پہنے تھا، میں نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس نے مجھے اپنے خطوط دکھائے کہ یہ اہل بصرہ کے خطوط ہیں، میں نے عمامہ اس کی گردن میں ڈال دیا اور کھینچ لایا، اسے اس کا حال بتا دیا، نام پوچھا تو کہا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں میری کنیت ابولیث ہے، اصبہان کا باشندہ ہوں، تیرے پاس میں محض تیری صحبت کے شوق سے آیا ہوں، اس نے اسے قبول کر لیا،

کچھ دیر ہوئی تھی کہ تکبیر کی آواز سنی یکا یک علی بن ابان واپس آیا، اس کے ساتھ ابولیث القواریری کا سر تھا، بیان کیا کہ القواریری جماعت بلالیہ کے ناموروں میں سے تھا، وصیف زہری اس کا قاتل ہے، اس کے ساتھ العبدان الکمی کا سر تھا جماعت بلالیہ کے سرداروں میں اس کی شہرت تھی، واقعہ دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جن لوگوں نے اس سے قتال کیا ان میں ابولیث اور عبدان سے زیادہ جنگجو کوئی نہ تھا، اس نے ان لوگوں کو شکست دے کے نہر میں ڈال دیا، جو کشتیاں تھیں انھیں غرق کر دیا،

محمد بن سلم آیا جس کے ساتھ بلالیہ کا ایک قیدی تھا جسے شبل نے قید کیا تھا اس کا نام محمد الارزق القواریری تھا، اس کے ساتھ بہت سے سر تھے،

قیدی کو بلا کے دونوں لشکر والوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ جو لوگ نہر ریاح میں تھے ان کا سردار ابو منصور زینبی تھا جو ان کے پیچھے صحرا کے باہر تھا،

اس نے تعداد دریافت کی تو کہا کہ میں شمار نہیں کر سکتا البتہ اتنا جانتا ہوں کہ ان کی تعداد بہت تھی،

اس نے محمد القواریری کو رہا کر کے شبل کے ساتھ شامل کر دیا اور روانہ ہو کے سبخہ جعفریہ پہنچ گیا، وہیں مقتولین کے درمیان رات گزاری، صبح ہوئی تو اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور ڈرایا کہ کوئی بصرہ میں دخل نہ ہو، دھمکی دے کر روانہ ہو گیا، انکلویہ اور زریق اور ابوالنجر نے تیزی دکھائی اس دن ان میں سے کوئی سردار نہیں بنایا گیا، سلیم اور وصیف کوفی نہر شاذان پہنچے، ان کے پاس اہل بصرہ آئے اور ان سے بھی زیادہ ہو گئے، یہ خبر پہنچی تو اس نے محمد بن سلم اور علی بن ابان اور مشرق یعنی یحیٰی کے غلام کو بہت سارے لوگوں نے روانہ کیا اور خود ان کے ساتھ چل کر آ گیا، اس کے ہمراہ کشتیاں تھیں جن میں گھوڑے لدے ہوئے تھے اور غلاموں کی عورتیں تھیں وہ نہر کثیر کے پل پر ٹھہر گیا،

ریحان نے کہا کہ میں اس کے پاس اس طرح آیا کہ مجھے ایک پتھر مارا گیا جو میری پنڈلیوں میں لگا تھا، اس نے مجھ سے واقعہ دریافت کیا تو میں نے اسے اطلاع دی کہ جنگ جاری ہے، اس نے مجھے واپسی کا حکم دیا، خود بھی میرے ساتھ آیا، نہر سابجہ پر چڑھا، مجھ سے کہا کہ تو ہمارے ساتھیوں کے پاس جا کے کہہ کہ پیچھے ہٹ آئیں، میں نے اس سے کہا تو اس مقام سے دور ہو جا کیونکہ میں غلاموں کی طرف سے تیرے بارے میں مطمئن نہیں ہوں، وہ کنارے کی طرف ہو گیا اور میں چلا گیا، میں نے سرداروں کو اس حکم کی خبر دی، وہ لوگ واپس ہوئے، اہل بسرہ ان پر ٹوٹ پڑے اور شکست ہو گئی، یہ عصر کے وقت ہوا لوگ دونوں نہروں یعنی نہر کثیر اور نہر شیطان میں گر پڑے، وہ انھیں پکارنے اور واپس بلانے لگا، مگر وہ واپس نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت نہر میں غرق ہو گئی، ایک جماعت اسی نہر کے کنارے مقتول ہوئی، اور نہر شیطان میں غرق ہوئی اس کے جو سردار اس روز غرق ہوئے تھے، ابو مجون، مبارک البحرانی، عطا البربری، سلام الشامی۔

غلام ابی شیث اور حارث القیسی اور سحیل اس سے مل گئے اور پل پر چڑھ گئے، وہ ان کی طرف واپس ہوا لوگ بھاگے یہاں تک کہ زمین پر چلے گئے وہ اس روز عباء اور عمامہ، جوتے اور تلوار زیب تن کئے ہوئے تھا، ڈھال اس کے ہاتھ میں تھی، پل سے نیچے اتر گیا، بصری چڑھ کر اسے ڈھونڈ رہے تھے، وہ واپس آیا، اس کے ہاتھ سے ایک آدمی پل کے پانچویں طاق پر مارا گیا، وہ اپنے ساتھیوں کو پکارنے لگا اور انھیں اپنی جگہ بتانے لگا اور اس مقام پر سوائے ابوالشوک، مصلح، اور رفیق غلام یحیٰی کے اور کوئی ساتھ نہ تھا، ریحان نے کہا کہ میں بھی اس کے ساتھ تھا وہ واپس ہوا اور

المعلیٰ پہنچ گیا پھر نہر شیطان کی غربی جانب اتر گیا۔

محمد بن الحسن نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج کو بیان کرتے سنا کہ آج صبح کے ابتدائی وقت میں میں نے اپنے آپ کو دیکھا تو یہ حال تھا کہ میں اپنے ساتھیوں سے گم ہو گیا تھا اور وہ مجھ سے گم ہو گئے تھے، میرے ساتھ مصلح ورفیق کے کوئی نہ رہا، میرے پاؤں میں ایک سندی جوتا تھا، سر پر ایک عمامہ تھا جس کا ایک پیچ کھل گیا تھا میں اسے اپنے پیچھے کھینچ رہا تھا۔ مجھے اس کے اٹھانے سے زیادہ چلنے کی جلدی تھی، میرے ساتھ میری ڈھال اور میری تلوار تھی، مسلح اور رفیق نے چلنے میں تیزی کی اور میں نے کمی کی تو وہ دونوں مجھ سے غائب ہو گئے، میں نے اپنے پیچھے بصرہ کے دو آدمیوں کو اس طرح دیکھا کہ ایک ہاتھ میں تلوار ہے دوسرے کے ہاتھ میں پتھر، جب ان دونوں نے دیکھا تو مجھے پہچان لیا مجھے قابو کرنے کی انھوں نے خوب کوشش کی جب میں ان کی طرف پلٹا تو وہ دونوں مجھ سے واپس ہو گئے، میں چلنے لگا، اس مقام تک نکل آیا جس میں میرے ساتھیوں کا مجمع تھا اور جو میرے گم ہو جانے سے پریشان تھے، جب انھوں نے مجھے دیکھا تو مطمئن ہوئے،

ریحان نے کہا کہ پھر وہ اپنے ساتھیوں کو اس مقام کی طرف واپس لے گیا جو نہر شیطان کی غربی جانب المعلیٰ کے نام سے مشہور تھا، وہاں رک گیا اپنے آدمیوں کو ع دریافت کیا تو بہت سے ان میں سے بھاگ گئے تھے، آدمیوں کو شمار کیا تو وہ اپنے تمام ساتھیوں میں سے پانچ سو کی تعداد اس کے ساتھ تھی بگل بجانے کا حکم دیا جس کی آواز سے وہ لوگ جمع ہو جاتے تھے، مگر کوئی شخص واپس نہیں آیا، اس نے وہ رات بسر کی جب کچھ رات گزر گئی تو جربان آیا جو بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ گیا تھا، اس کے ساتھ تیس غلام تھے اس سے دریافت کیا کہ کہاں غایب رہا، اس نے کہا کہ میں مجبر بن کر کشتیوں کی طرف گیا تھا،

ریحان نے کہا کہ مجھ کو اس نے روانہ کر دیا کہ یہ معلوم کروں کی نہر حرب کے پل پر کون ہے، میں نے وہاں کسی کو نہ پایا، اہل بصرہ نے اسی دن وہ کشتیاں لوٹ لیں تھیں جو اس کے ہمراہ تھیں، وہ گھوڑے لے لئے تھے جو وہاں تھے، اس کے بعد کچھ اسباب پر اور کچھ خطوط پر اصطرلابوں پر جو اس کے ہمراہ تھے کامیاب ہو گئے تھے،

دوسرے دن صبح ہوئی تو اس نے اپنے ساتھیوں کو شمار کیا وہ ایک ہزار آدمی تھے جو اس رات کو اس کے پاس واپس آ گئے تھے، ریحان نے کہا کہ بھاگنے والوں میں شبل بھی تھا، جبکہ ناصح الرملی شبل کے بھاگنے کا منکر تھا،

ریحان نے کہا کہ شبل دوسرے دن واپس آیا، اس کے ساتھ دس غلام تھے اس نے ملامت کی اور اسے سخت سست کہا اس غلام کو جس کا نام نادر اور کنیت ابو نجیہ تھی اور عنبر البربری کو پوچھا اس نے بتایا کہ وہ دونوں بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگ گئے، وہ اسی مقام پر ٹھہرا رہا، محمد بن سلم کو یہ حکم دیا کہ نہر کثیر کے پل پر جائے اور لوگوں سے دریافت کرے کہ کس چیز نے انھیں خروج اور بغاوت پر آمادہ کیا، محمد بن سلم اور سلیمان بن جامع اور یحییٰ بن محمد روانہ ہو گئے سلیمان اور یحییٰ کچھ پیچھے ٹھہر گئے اور محمد بن سلم عبور کر کے اہل بصرہ کے بیچ پہنچ گیا اور ان سے باتیں کرنے لگا انھوں نے جب اسے دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا۔

الفضل بن عدی نے کہا کہ محمد بن سلم اہل بصرہ کی طرف گیا کہ انھیں نصیحت کرے وہ لوگ الفضل بن میمون کی زمین میں جمع تھے سب سے پہلا شخص جو اس طرف بڑھا اور اسے تلوار ماری وہ فتح غلام بن ابی شیث تھا ابن التومنی السعدی اس کے پاس آیا اور اس نے اس کا سر کاٹ لیا سلیمان اور یحییٰ اس کے پاس واپس گئے اور واقعہ بتایا تو اس نے

ان دونوں کو لوگوں سے اس واقعہ کا چھپانے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ خود ان لوگوں سے کہہ دے۔

جب عصر کی نماز پڑھی تو محمد بن سلم کی موت کی خبر اس کے ساتھیوں کو دی لہذا اس کا حال اسے بھی معلوم ہو گیا جسے معلوم نہ تھا اس نے ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ اس کے عوض کل اہل بصرہ کے دس ہزار آدمی قتل کرو گے زریق کو اور اپنے غلام سقلبتویا کو اس نے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ لوگوں کو عبور کرنے سے روکیں یہ واقعہ ۱۳ ذی القعدہ اتوار کے دن ۲۵۵ ھ کو ہوا۔

محمد بن حسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمعان کاتب نے بیان کیا کہ جب ۱۴ ذی القعدہ کا دن ہوا تو اہل بصرہ اس کام کے لئے جمع ہوئے جس کا فیصلہ انھوں نے اتوار کے دن کیا تھا اس کام کے لئے اہل بصرہ میں سے ایک شخص قائم مقام ہو گیا جس کا نام حماد الساجی تھا جو کشتی کے اندر سے دریا میں جنگ کرنے والوں میں سے تھا کشتی میں سوار ہونا اور جنگ کرنا خوب جانتا تھا مجاہدین (رضا کار) ونشانہ باز اور اہل مسجد جامع اور بلالیہ اور سعدیہ میں سے قلیل گروہ اس کے ساتھ تھا ان کے علاوہ ہاشمیوں اور قریشیوں اور بقیہ اقسام کے اہل غور وخوض بھی تھے تین کشتیاں تیر اندازوں سے بھر گئیں اس مقام پر حاضر ہونے کے لالچ میں کشتی پر لوگوں کا ہجوم ہونے لگا عام طور پر لوگ پیدل روانہ ہونے لگے جن میں ایسے بھی تھے جن کے ساتھ ہتھیار تھے اور وہ بھی تھے جو سیر کو نکلے تھے اور ان کے ہمراہ کوئی ہتھیار نہیں تھا یہ تمام کشتیاں اسی روز زوال آفتاب کے بعد، مد (پانی کے چڑھاؤ) کے وقت نہر ام خبیب میں داخل ہوئیں اور پیادہ اور تماشائی نہر کے کنارے روانہ ہوئے اپنی کثرت اور ہجوم کی وجہ سے تا حد نظر وہی تھے صاحب الزنج نہر شیطان میں اپنے مقام پر ٹھہرا ہوا تھا۔

محمد بن حسن نے کہا کہ ہمیں صاحب الزنج نے خبر دی کہ اس نے جب اس جماعت کا اپنی طرف آنا محسوس کر لیا اور اس کے مخبر بھی اس خبر کو اس کے پاس لائے تو اس نے زریق اور ابو لیث اصبہانی کو ایک جماعت کے ساتھ نہر کی شرقی جانب چھپا کے روانہ کیا شبل اور حسین الحمامی کو اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اسی طرح غربی جانب روانہ کیا علی بن ابان اور اس کی جماعت میں سے جو لوگ اس کے ساتھ باقی تھے انھیں اس جماعت کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کے لئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اپنی ڈھالوں کے پیچھے پوزیشن بنالیں کوئی حملہ آور ان پر حملہ نہ کرے یہاں تک کہ وہ قوم ان کے پاس پہنچ جائے اور ان کی طرف اپنی تلواروں سے اشارہ کرے، جب وہ لوگ ایسا کریں تو ان پر حملہ کریں دونوں پوشیدہ لشکروں کو یہ حکم دیا کہ جب وہ جماعت ان دونوں سے آگے بڑھ جائے اور وہ محسوس کرلیں کہ ان کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا ہے تو نہر کی دونوں جانب سے نکلیں اور لوگوں کو پکاریں پھر عورتوں کو اینٹیں جمع کرنے اور اس سے مردوں کی مدد کرنے کا حکم دیں۔

محمد بن حسن نے کہا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہتا تھا کہ اس روز جب وہ جماعت میرے سامنے آ گئی اور میں نے اس کا معائنہ کر لیا تو ایک ایسا ہولناک امر دیکھا جس نے مجھے ڈرا دیا اور میرے سینے کو خوف اور بے قراری سے بھر دیا میں نے گھبرا کر دعا مانگی، میرے ساتھیوں میں سے سوائے چند کے جن میں مصلح بھی تھا کوئی میرے ساتھ نہ تھا ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ اس واقعہ میں اس کے جدا ہونے کا خیال نہ کیا ہو، مصلح مجھے اس جماعت کی کثرت سے تعجب میں ڈالتا تھا میں اسے اشارہ کرنے لگا کہ وہ رک کے جماعت میرے قریب آ گئی تو میں نے کہا اے اللہ یہ تنگی کا وقت ہے لہذا میری مدد فرما، میں نے سفید پرندوں کو دیکھا کہ اس جماعت کو انھوں نے گھیر لیا کلام ختم نہ کرنے پایا تھا کہ ایک کشتی

کو دیکھا کہ اپنے سواروں سمیت الٹ گئی اور وہ لوگ غرق ہو گئے دوسری کشتیاں اس کے پیچھے ہوئیں میرے ساتھیوں نے قوم پر حملہ کیا تو وہ چلانے لگے دونوں پوشیدہ لشکر نہر کے دونوں جانب سے کشتیوں اور پیادہ لوگوں کے پیچھے نکلے اور جوان سب کو مارنے لگا ایک گروہ غرق ہو گیا ایک گروہ قتل ہوا اور ایک گروہ ساحل کی طرف جان بچانے کے لئے بھاگا تو اسے تلواروں نے پالیا جو ٹھہرا وہ قتل ہو گیا اور جو پانی کیطرف لوٹا وہ ڈوب گیا پیادہ لشکر جو نہر کے کنارے تھا اس نے نہر کی پناہ لی وہ بھی ڈوب گئے اور قتل کئے گئے یہاں تک کہ اس جماعت کے اکثر لوگ ہلاک ہو گئے اور سوائے بھاگنے والوں کے کسی نے ان میں نجات نہ پائی، بصرے میں گم ہونے والوں کی کثرت ہوگئی ان کی عورتوں کی رونے کی آواز بلند ہوئی۔

یہی یوم الشذا ہے جس کا لوگوں نے ذکر کیا اس دن اس قدر قتل عام ہوا کہ قتل عظیم سمجھا گیا۔

بنی ہاشم میں سے جو لوگ مقتول ہوئے ان میں جعفر بن سلیمان کی اولاد کی بھی ایک جماعت تھی چالیس مشہور تیر انداز مع مخلوق کثیر کے جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا،

وہ خبیث واپس ہوا تمام سر اس کے لئے جمع کئے گئے مقتولین کے ورثا کی ایک جماعت اس کے پاس گئی تو اس نے وہ سر انھیں پیش کر دیئے جو انھوں نے پہچانے لے لئے اور جو سر اس کے پاس باقی رہ گئے جن کا کوئی مانگنے والا نہیں آیا وہ اس نے ایک کشتی میں بھر کے نہر حبیب سے جزر (پانی کے اتار) میں کشتی چھوڑ دی، یہ کشتی بصرہ پہنچی اور اس راستے میں رک گئی جو مشرعۃ القیار کے نام سے مشہور ہے، لوگ ان سروں کے پاس آنے لگے اور ہر آدمی کے سر کو اس کے ورثا لینے لگے اس دن کے بعد وہ اللہ کا دشمن مضبوط ہو گیا اہل بصرہ کے دلوں میں اس کا رعب بیٹھ گیا اور وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے سے رک گئے جو کچھ واقع تھا اس کے متعلق خلافت کو لکھا گیا اس نے جعلان ترکی کو اہل بصرہ کی مدد کے لئے روانہ کیا ابوالحوص باہلی کو گورنر بنا کے ال ابلہ جانے کا حکم دیا جریج ترک کو اس کا مددگار مقرر کیا۔

خبیث ٭ (صاحب الزنج) کے ساتھیوں نے اس واقعہ کے بعد اس سے کہا کہ ہم نے بصرہ کے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اب کوئی سوائے کمزوروں کے باقی نہیں رہا جو حرکت بھی نہیں کر سکتے لہذا ہمیں بصرے میں داخل ہونے کی اجازت دے دے اس نے انھیں منع کیا اور ان کی رائے کی مذمت کی کہ نہیں بلکہ اس سے دور رہو کیونکہ ہم نے اسے ڈرا دیا اور خوف دلایا ہے کہ تم لوگ ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے ہو لہذا مناسب رائے اب یہ ہے کہ ان سے جنگ ترک کر دو یہاں تک کہ وہ خود ہی تمھیں تلاش کریں،

خبیث اپنے ساتھیوں کو ایک شور زمین کی طرف واپس لے گیا جو ان کی نہروں کے آخر میں حاجر کے قریب ہے شبل نے کہا کہ یہ شبجہ ابی قرہ ہے جو نہر ابی قراہ اور نہر ابی حاجر کے درمیان واقع ہے وہاں اس نے قیام کیا اور اپنے ساتھیوں کو چھونپڑیاں بنانے کا حکم دیا یہ شبجہ وہ ہے جس کے درمیان مین کھجور کے باغ، گاؤں اور عمارتیں تھیں ساتھیوں کو دائیں بائیں پھیلا دیا انھیں گاؤں پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا کرتا تھا کاشتکاروں کو قتل کراتا تھا ان کے مال لوٹ لیتا تھا اور ان کے مویشی ہنکا لے جاتا تھا۔

بس اس سال میں یہ تھا اس کا واقعہ اور ان لوگوں کا واقعہ جو اس کے قریب تھے۔

اسی سال ۲۵۵ھ ۲۸ ذی القعدہ کو الحسن بن محمد بن ابی شواری قاضی کو قید کیا گیا عبدالرحمٰن بن نائل بصری کو اسی سال ذی الحجہ میں قضائے سامرا سپرد کی گئی۔

اسی سال علی بن حسین بن اسماعیل بن عباس بن محمد بن علی نے لوگوں کو حج کرایا ۔

واقعات ۲۵۶ھ

بڑے بڑے حوادث جو اس سال پیش آئے

منجملہ ان کے موسیٰ بن بغا کا سامرا آنا، صالح بن وصیف کا اس کی آمد کا چھپانا اوران سرداروں کا جو موسیٰ کے ساتھ تھے المہتدی کو محل سے یاجور کے گھر تک اٹھالے جانا،

موسیٰ کی فرعونیت

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۱۱ محرم پیر کے دن موسیٰ بن بغا مع اپنے ہمراہیوں کے سامرا میں داخل ہوا جب وہ داخل ہوا تو الحیر میں رک گیا اور اپنے مسلح ساتھیوں کو میمنہ اور میسرہ اور قلب میں تیار کر کے باب الحیر گیا جو محل اور قصر احمر کے متصل ہے یہ وہ دن تھا جس میں المہتدی لوگوں کے مقدمات کے فیصلے کے لئے بیٹھا تھا اس روز مظالم کو دور کرنے کے لئے احمد بن متوکل نے ابن فیتاق کو حاضر کیا تھا وہ ابھی خدمت میں ہی تھا کہ موعالی داخل ہوئے اور المہتدی کو یاجور کے گھر اٹھالے گئے احمد بن متوکل اس مقام تک اس کے پیچھے گیا پھر وہ مفلح کے خیمے میں پہرے کے اندر رکھا گیا یہاں تک کہ معاملہ ختم ہو گیا اور المہتدی محل واپس کر دیا گیا اس کے بعد آزاد کر دیا گیا۔

دارالخلافت کا منتظم بایکباک تھا اس نے اس واقعہ کے چند روز قبل انتظام ساتکین کے سپرد کر دیا تھا لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ محض ساتکین پر اپنے بھروسے کی وجہ سے ایسا کیا ہے کہ موسیٰ کی آمد کے وقت وہ دارالخلافت اور خلیفہ پر غالب رہے مگر جب یہ واقعہ پیش آیا تو وہ اپنے گھر میں ہی رہا اور دارالخلافت کو خالی چھوڑ دیا ۔

موسیٰ اپنے لشکر کے ساتھ اس حالت میں دارالخلافت پہنچا کہ مہتدی ردمظالم کے لئے بیٹھا ہوا تھا اسے اس کے آنے کی اطلاع دی گئی تو وہ تھوڑی دیر اجازت دینے کے لئے رکا، اس کے بعد ان سب کو اجازت دی وہ داخل ہوئے اس قسم کی گفتگو ہوئی جیسی کے وفد اور قاصدوں کے آنے کے دن ہوئی تھی جب بات طویل ہو گئی تو انھوں نے آپس میں ترکی میں باتیں کیں خلیفہ کو کھڑا کر دیا شاکریہ کے گھوڑے پر لاد دیا محل میں جتنے خاصے گھوڑے تھے سب لوٹ لئے اور پھر کرخ کے ارادے سے روانہ ہو گئے جب القطاع میں باب الحیر کے قریب یاجور کے گھر کے پاس پہنچے تو اسے انھوں نے یاجور کے گھر میں داخل کر دیا۔

موالی میں سے ایک شخص سے مذکور ہے کہ جو اس روز ان میں موجود تھا کہ اس روز مہتدی کو گرفتار کرنے کا یہ

سبب تھا کہ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ یہ المہتدی کا ٹال مٹول کرنا محض تمہارے خلاف ایک حیلہ ہے تا کہ صالح بن وصیف تم پر اپنے لشکر کے ساتھ حملہ کر دے انھیں اس کا خوف ہوا تو وہ اسے اٹھا کر دوسرے مقام پر لے گئے۔

اس شخص سے مذکور ہے کہ جس نے مہتدی کو سنا کہ وہ موسیٰ سے کہتا تھا کہ "تیرا کیا ارادہ ہے تیری خرابی ہو خدا سے ڈر اس کا خوف کر کیونکہ تو بہت بڑے امر کا ارتکاب کر رہا ہے"۔

موسیٰ نے اسے یہ جواب دیا کہ، ہم کو کچھ چاہتے ہیں وہ صرف خیر ہے قبر متوکل کی قسم ہماری جانب سے تجھے کوئی شر نہیں پہنچے گا۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اس کا ارادہ خیر کا ہوتا تو معتصم یا واثق کی قبر کی قسم کھاتا۔

وہ لوگ جب اسے یار جو کے گھر لے گئے تو اس سے اس عہد و پیمان کے لئے وہ ان کے خلاف صالح کا ساتھ نہ دے گا اس نے ایسا کیا تو انھوں نے منگل کی رات ۱۲ محرم ۲۵۶ھ کو اس کی بیعت کی تجدید کی منگل کی صبح ہوئی تو انھوں نے صالح سے کہلا بھیجا کہ وہ ان سے گفتگو کرنے آئے اس نے ان کے پاس آنے کا وعدہ کیا۔

فرغانیوں کے ایک رئیس سے مذکور ہے کہ اس سے کہا گیا کہ وہ کیا چیز ہے جس کا تم صالح بن وصیف سے مطالبہ کرتے ہو؟

اس نے کہا کہ کاتبین کے خون اور ان کے مال اور المعتز کے خون اور اس کے مال و اسباب کا۔

وہ جماعت باب الحیر کے باہر یا جور کے دروازے کے قریب اپنے امور اور لشکر کو مضبوط کرنے پر متوجہ ہو گئی پھر جب بدھ کی رات ہوئی تو صالح چھپ گیا۔

طلمجور سے مذکور ہے کہ جب منگل کی رات ہوئی تو ہم لوگ صالح کے پاس جمع ہوئے اس نے یہ حکم دیا تھا کہ پہرے والوں کی تنخواہیں تقسیم کر دیں جائیں پھر اس نے کسی کو حکم دیا کہ حاضرین کو شمار کرے صبح کے وقت وہ تقریباً پانچ ہزار تھے وہ شخص جائزہ لے کے لوٹا اور کہا کہ وہ آٹھ سو آدمی ہوں گے جن میں اکثر تیرے غلام اور موالی ہیں یہ سن کر بڑی دیر تک خاموش رہا پھر کھڑا ہو گیا اور ہمیں چھوڑ دیا اور کوئی حکم نہیں دیا یہ اس سے آخری ملاقات تھی۔

بخت یشوع کہتا تھا کہ وہ موسیٰ کے آنے سے پیشتر صالح سے کہتا تھا کہ ہم نے اس سخت لشکر کو حرکت دی اور اسے غضبناک بنایا، یہاں تک کہ وہ ہماری طرف متوجہ ہوا تو ہم چوسر پچیسی اور شراب میں مشغول ہو گئے گویا کہ ہم خود اپنے ساتھ برائی کر رہے تھے جب وہ قاطول میں وارد ہوا تو ہم چھپ گئے۔

طغتا بدھ کی صبح کو یا جور کے دروازے کی طرف گیا تو اسے مفلح ملا اس نے اسے تیر سے مارا اور اس کی پیشانی کی داہنی جانب سر کو زخمی کر دیا،

جہاں صالح پوشیدہ ہوا تھا وہاں بڑے بڑے سردار لوگ بھی اس شب میں صالح کے ساتھ مقیم تھے وہ یہ لوگ تھے، طغتا بن الصیغون طلمجور المؤید کا ساتھی، محمد بن ترکش، خموش، النوشری، بڑے بڑے کاتبوں میں سے یہ لوگ تھے، ابو صالح عبداللہ بن محمد بن یزداد، عبداللہ بن منصور، ابوالفرج،

۱۳ محرم بدھ کو اس حالت میں صبح ہوئی کہ صالح پوشیدہ ہو گیا تھا صبح کو ابو صالح یا جور کے گھر گیا اور عبداللہ بن منصور آیا اس گھر میں سلیمان بن وہب کے ساتھ داخل ہوا، اور اس سے اپنا مخلص ہونا ظاہر کیا کہ اس کے پاس پانچ ہزار دینار کی ہنڈیاں ہیں، بیان کیا ہے کہ صالح نے اس سے اس رقم کے لینے کی خواہش ظاہر کی تھی، تو اس نے انکار کیا کہ

حالات کو اپنی جگہ پر قرار ہو جائے، اسی دن کنجور کو ذمہ داری دی گئی کہ وہ صالح کے مکان کا انتظام اور اس کی تفتیش کا ذمہ دار ہو جائے، یار جوخ موسیٰ کا ساتھی تھا اور حسن بن مخلد کو اس جگہ سے صالح کے گھر لایا جہاں وہ قید تھا۔

اسی روز اسی مہینے میں سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو مدینۃ الاسلام اور اس کے مضافات کا والی بنایا گیا، اسے خلعت روانہ کی گئی، عبداللہ بن عبداللہ طاہر کو جو خلعت دی گئی تھی اس سے بھی یہ تشریف بڑھ چڑھ کر تھی،

اسی دن المھتدی کو محل میں واپس کیا گیا اور عبداللہ بن محمد بن یزداد کو الحسن بن مخلد کے حوالے کیا گیا،

اسی دن صالح کی نسبت منادی کرائی گئی

اسی سال ۲۲ صفر المظفر ۲۵۶ء کو صالح بن وصیف قتل کر دیا گیا۔

صالح بن وصیف کے قتل کی وجہ

اس کا سبب یہ ہوا کہ جب ۲۷ محرم ۲۵۶ھ چارشنبہ کا دن ہوا تو المھتدی نے ایک خط ظاہر کر کے بیان کیا کہ سیما الشرابی نے دعوی کیا کہ وہ ایک عورت اس مقام سے لائی جو قصر احمل کے متصل ہے اور اسے کافور خادم کو دیا جو حرم پر مقرر ہے اور اس سے کہا کہ اس میں نصیحت ہے اور میرا مکاں فلاں مقام پر ہے،

صالح بن وصیف کا خط المھتدی کے پاس

اگر تمہیں میری ضرورت ہو تو وہاں سے بلا لینا اس نے وہ خط المھتدی کو پہنچا دیا جب اس خط کے متعلق اس سے بحث کی ضرورت ہوئی تو وہ اس مقام پر تلاش کی گئی جو اس نے بیان کیا تھا مگر وہ نہیں ملی اور نہ اس کا کوئی حال معلوم ہوا بیان کیا گیا ہے کہ المھتدی اس خط کے پاس پہنچ گیا اور اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ اسے کون ڈال گیا ہے مذکور ہے کہ المھتدی نے سلیمان بن وہب کو بہت سے موالی کے روبرو بلایا جن میں موسی بن بغا مفلح بایکباک یا جور اور بکا لیا وغیرہ تھے وہ خط سلیمان کو دیدیا اور اس سے پوچھا کہ تو یہ خط پہچانتا ہے اس نے کہا ہاں یہ صالح بن وصیف کا خط ہے اس نے حکم دیا کہ ان کے سامنے پڑھے۔

خط میں صالح کا ذکر

خط میں صالح نے یہ ذکر کیا تھا وہ سامرا میں پوشیدہ ہے اور صرف اس لئے پوشیدہ ہوا ہے کہ طریق سلامت کو اختیار کرے اور سلامت وعافیت کو موالی پر باقی رکھے اور یہ خوف کر کے کہ اگر آپس میں جنگ چھڑ گئی تو فتنے آئیں گے اور یہ ارادہ کر کے قوم اس حالت میں رات کو سوئے جو کچھ اس باب میں بیان کیا گیا ہے وہ اس پر بصیرت کے اس مقام پر آئے جہاں وہ آنے والی ہے۔

اس کے بعد اس نے کاتبین کے مال کا ذکر کیا جو اس کے پاس پہنچے کہ اس کا علم الحسن بن المخلد کو ہے اور وہ ان میں سے ایک ہے جو تمہارے قبضے میں ہے۔

پھر اس کا ذکر تھا جسے یہ مال پہنچا اور وہ اس کی تقسیم کا ذمہ دار بنا قبیحہ کا جو معاملہ ہوا اس کا ذکر کیا کہ اس کا علم ابو صالح بن یزداد اور صالح العطار کو ہے اس کے بعض امور بیان کئے گئے جن میں بعض کی معذرت کی تھی اور بعض سے محبت کی تھی اور خلاصہ کلام اس میں اس کی ذاتی قوت پر دلالت کرتا تھا۔

مہتدی کی ناراضگی صالح

جب سلیمان اس خط کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو المہتدی نے اسے اپنے اس قول پر علامت کی جس میں اس نے صلح و آشتی اور الفت اور اتفاق پر برانگیختہ کیا تھا اور انھیں فرقت اور ایک کے دوسرے کو فنا کرنے کو اور آپس کے بغض کو مکروہ بتایا تھا جس نے اس جماعت کو اس کی تہمت کی دعوت دی اور یہ کہ وہ صالح کے مرتبہ کو جانتا ہے اور وہ ان کے نزدیک ان سب پر مقدم ہے اس بارے میں ان کے درمیان کلام گفتگوئے طویل ہوئی۔

مہتدی کے خلاف سازش

۲۸ محرم ۲۵۶ھ یوم شنبہ کو وہ سب کے سب محل کے اندر موسیٰ بن بغا کے مکان جا کر ترکی میں باتیں کرتے رہے یہ خبر المہتدی کو پہنچی احمد بن خاقان واثقی سے مذکور ہے کہ میری جانب سے یہ خبر المہتدی کو پہنچی، یہ اس لئے کہ میں نے بعض حاضرین کو یہ کہتے سنا کہ اس جماعت نے اس شخص کے معذول کرنے پر اتفاق کر لیا ہے میں اس کے بھائی ابراہیم کے پاس گیا اسے یہ بتایا تو وہ اس کے پاس گیا اور میری جانب سے واقعات بیان کئے میں ڈرتا رہا کہ امیر المؤمنین جلدی کر کے میری طرف سے انھیں یہ واقعہ بتادے اللہ اسے سلامت رکھے۔

برادر بایکباک کی سازش سے مخالفت

بیان کیا گیا ہے کہ جب کہ انھوں نے بایکباک کے بھائی کو اپنے عزم کی خبر دی تو اس نے اس مجلس میں ان سے کہا کہ تم نے متوکل کے بچے کو قتل کر دیا حالانکہ وہ خوبصورت ہاتھ کا سخی نفس کا فاضل تھا، اب تم بغیر کسی گناہ کے اس کے قتل کا ارادہ کرتے ہو حالانکہ وہ مسلمان ہے، روزہ رکھتا ہے اور شراب نہیں پیتا بخدا اگر تم نے اسے قتل کیا تو میں ضرور خراساں میں نکل جاؤں گا اور تمہارے معاملے کو وہاں شائع کروں گا۔

بھائی کو بیٹے کے متعلق وصیت کرنا

جب یہ خبر المہدی کو پہنچی تو وہ اپنی مجلس میں تلوار لگا کے نکلا اس نے صاف کپڑے پہنے تھے اور خوشبو لگائی تھی ان لوگوں کو اندر بلانے کا حکم دیا بڑی دیر تک انھوں نے انکار کیا پھر حاضر ہوئے اس نے ان سے کہا کہ جو کچھ تم لوگوں نے میرے متعلق قرار دیا ہے مجھے معلوم ہو گیا ہے میں اپنے پیش روکی طرح نہیں ہوں مثل احمد بن محمد المستعین کے اور نہ مثل ابن قبیحہ کے بخدا میں تمہارے پاس بغیر حنوط عطر میت لگائے نہیں نکلا ہوں میں نے اپنے بھائی کو اپنے بیٹے کے متعلق وصیت کر دی ہے اور یہ میر تلوار ہے خدا کی قسم میں ضرور اسے ماروں گا جس کا کہ قبضہ میرے ہاتھ میں ہے بخدا اگر میرے بالوں میں سے ایک بال بھی گر گیا تو اس کے بدلے میں تم میں سے اکثر لوگ ضرور ہلاک ہونگے یا چلے جائیں گے کیا دین نہیں ہے، کیا حیا نہیں ہے، کیا تقویٰ نہیں ہے، اس قسم کی مخالفت خلفاء پر کب تک ہوتی رہے گی، اور اقدام اور جراءت اللہ پر تابہ کے کرتے رہو گے؟ جو شخص تم پر رحم کرے اور جو شخص ایسا ہو کہ جب اسے اس قسم کی خبر تمہاری جانب سے پہنچے تو وہ رطل کے رطل شراب کے منگا کر تمہاری مصیبت کی خوشی اور تمہاری تباہی کی محبت میں پیے تمہارے نزدیک دونوں برابر ہیں اپنی جانب سے مجھے آگاہ کرو کہ آیا تم بھی جانتے ہو کہ مجھے تمہارے دنیا سے یہ شے پہنچی ہے۔

کیا تو نہیں جانتا اے بایکباک کے تیرے بعض متعلقین میرے بھائیوں اور لڑکوں کی جماعت سے زیادہ امیر ہیں اگر تیری خواہش ہو کہ تو یہ جانے تو غور کر کہ کیا تو ان کے گھروں میں فرش دیکھتا ہے، یا غلام یا خدمت گار یا باندیاں یا ان کے لئے جائداد ہے یا آمدنیاں ہیں، تمہارے لئے برائی ہے۔

موالیوں میں سے ایک شخص کو ہدایت

پھر تم کہتے ہو مجھے صالح کا حکم ہے صالح کیا ہے موالی میں سے ایک شخص ہے اور تم میں سے ایک شخص کے مثل ہے پھر کس طرح اس کے ساتھ قیام ہو سکتا ہے

جب کہ اس کے حق میں تمہاری رائے بری ہے اگر تم نے صلح اختیار کر لی تو یہ وہ امر ہوگا جو میں تمہاری جماعت کے لئے چاہتا ہوں اگر تم نے سوائے اس کے جس پر تم لوگ قائم ہوا انکار کیا تو تم جانو لہذ تم لوگ صالح کو تلاش کر و اور اپنے نفس کی شفاء کو پہنچو اور میں تو اس کا علم نہیں رکھتا کہ وہ کہاں پوشیدہ ہے۔

انھوں نے کہا کہ تو اس پر ہم سے قسم کھا اس نے کہا کہ میں قسم ضرور کھاؤں گا مگر اسے ہاشمین قضاۃ اور گواہوں اور اصحاب مراتب کے آنے پر کل بعد نماز جمعہ تک مؤخر کرتا ہوں وہ لوگ کسی قدر زم ہو گئے ہاشمین کے بلانے کو بھیجا گیا تو وہ لوگ رات ہی کو حاضر ہوئے باریابی کی اجازت دی گئی انھوں نے سلام کیا اس نے ان سے کچھ ذکر نہیں کیا انھیں نماز جمعہ کے لئے دار الخلافت جانے کا حکم دیا وہ واپس ہو گئے۔

جمعہ کے دن صبح کو لوگ اس طرح آئے انھوں نے کوئی نئی بات نہیں کی المہتدی نے نماز جمعہ پڑھی اور لوگوں کو سکون ہو گیا اور وہ صلح کی حالت میں واپس ہو گئے۔

بایکباک پر تہمت

اس شخص سے مذکور ہے جس نے چارشنبہ کی گفتگو سنی وہ کہتا تھا جب صالح کو خائن بنایا گیا تو المہتدی نے کہا صالح نے کاتبین کے بارے میں اور ابن قبیحہ کے مال کے بارے میں جو عمل کیا اس میں بایکباک بھی حاضر تھا لہذا اگر صالح نے اس سے کچھ لے لیا ہے تو بایکباک نے بھی اس کے مثل لیا ہے، یہ وہ بات تھی جس نے بایکباک کو غضبناک کر دیا۔

ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے سنا کہ محمد بن بغا نے بیان کیا اور کہا کہ وہ حاضر تھا اور ان تمام امور سے واقف تھا جن پر انھوں نے بنیاد قائم کی تھی اور ان سب میں شریک تھا کہ المہتدی کے اس قول نے ابونصر کو غضبناک کر دیا۔

موالیوں کی ناکام سازش

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب سے وہ جماعت موسیٰ آئی ہے اس بات کو چھپائے ہوئے تھے اور فساد کی نیت کئے ہوئے تھے انھیں صرف پریشانی کا خوف اور مال کی قلت مانع تھی جب فارس اور اہواز کا مال ان کے پاس آ گیا تو انھوں نے حرکت شروع کر دی اور انھیں اس مال کی آمدنی ۲۷ محرم چارشنبہ ۲۵۶ھ کو وصول ہوئی اس کی مقدار پونے دو کروڑ درہم تھی جب ہفتے کا دن ہوا تو عوام میں یہ خبر پھیل گئی کہ قوم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ المہتدی کو معزول کر کے

دفعتاً قتل کر دیں انھوں نے اس کے ساتھ صرف یہی ارادہ کیا ہے اور اس پر ظلم کیا ہے لوگوں نے رقعے لکھے اور جامع مسجد اور راستوں میں ڈال دیئے کسی ایسے شخص نے بیان کیا جس کا دعویٰ تھا کہ اس نے ان میں سے ایک رقعہ پڑھا جس میں یہ مضمون تھا۔

اشتہاری رقعہ کا مضمون

بسم الرحمٰن الرحیم

اے گروہ مسلمین اپنے ایسے خلیفہ کے لئے اللہ سے دعا کرو جو عادل اور پسندیدہ ہے اور حضرت عمرؓ بن خطاب کے مشابہ ہے کہ اللہ اس کے دشمن پر اس کی مدد کرے اور اس کے ظالم کی مشقت میں اس کی کفایت کرے اپنی نعمت کو اس پر اس امت پر اس کے بقا سے مکمل کرے، کیونکہ موالی نے اسے پکڑا ہے کہ وہ اپنے آپ کو معزول کرے اس پر چند روز سے سختی کی جارہی ہے اس امر کا منتظم احمد بن محمد بن ثواشہ اور الحسن بن مخلد ہے، خدا رحم کرے اس پر جو اپنی نیت درست کرے اور دعا کی اور محمد ﷺ پر درود پڑھا۔

موالیوں کا المہتدی سے بیان

جب اسی سال ۴ صفر کو شنبہ کا دن ہوا تو موالی کرخ میں متحرک ہوئے انھوں نے ایک جماعت کو المہتدی کے پاس روانہ کیا جن میں سے ایک شخص کی زبان پر جس کا نام عیسیٰ تھا یہ تھا کہ ہمیں اس امر کی حاجت ہے کہ ہم امیر المؤمنین کو کچھ بتائیں انھوں نے یہ درخواست کی کہ امیر المؤمنین ان کے پاس اپنے کسی بھائی کو روانہ کرے لہذا اس نے عبداللہ ابوالقاسم کو روانہ کیا جو اس کے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا اس کے ہمراہ محمد بن مباشر عرف کرخی کو بھی روانہ کیا وہ دونوں ان کے پاس گئے اور حال دریافت کیا انھوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ امیر المؤمنین کی بات سنیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے یہ خبر پہنچی ہے کہ موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور ان کے سرداروں کی ایک جماعت اس کی معزولی کا قصد رکھتی ہے ہم اس کے خلاف اپنی جانیں دیں گے، اس کے متعلق چند رقعے پڑھے ہیں جو مسجد اور راستوں میں ڈالے گئے تھے۔

اس کے ساتھ انھوں نے اپنی بدحالی اور تاخیر عطا کی بھی شکایت کی کہ جاگیریں ان کے سرداروں کو چلی گئیں جنھوں نے جائداد اور خراج کو تباہ کر دیا، بڑوں نے معاون اور رسوم قدیمہ پر قبضہ کر لیا ہے عورتوں اور گھر والوں کی تنخواہوں نے خراج کی اکثر آمدنی کو گھیر رکھا ہے۔

مہتدی کا مختصر جواب

ابوالقاسم عبداللہ بن الواثق نے اس سے کہا کہ تم یہ سب امیر المؤمنین کے نام ایک معروضے میں لکھ دو میں تمہارے لئے اس کے پہنچانے کا ذمے دار ہوں انھوں نے یہ خط لکھا کاتب محمد بن ثقیف الاسود تھا، جو کبھی کبھی رئیس کرخ عیسیٰ کے لئے کرتا تھا ابوالقاسم اور محمد مباشر واپس ہوئے اور اس معروضے کو المہتدی کے پاس پہنچا دیا اس نے اس کا جواب اپنے قلم سے لکھا اور اسی پر اپنی مہر لگائی صبح کو ابوالقاسم کرخ گیا اور اس کے پاس پہنچا تو وہ لوگ اسے

شناس کے گھر لے گئے ان لوگوں نے اپنے واسطے مسجد جامع بنالی تھی، وہ صحن میں ٹھہر گیا اس کے لئے وہ بھی ٹھہر گئے ان میں سے تقریباً ڈیڑھ سو سوار اور تقریباً پانچ سو پیادے جمع ہو گئے اس نے اسے المہدی کا سلام کہا کہ امیر المؤمنین تم سے کہتا ہے کہ تمہارے نام میرا یہ فرمان میرے قلم اور میری مہر کا ہے اسے سنو اور غور کرو یہ کہ کر وہ فرمان ان کے کاتب کو دیدیا اس نے پڑھا لکھا تھا۔

خلیفہ کا فرمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں درود بھیجے اللہ محمد ﷺ پر اور ان پر بہت بہت سلام کرے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ہدایت کرے اور ہمارا اور تمہارا محافظ مددگار ہو میں نے تمہارا خط سمجھا اور تم نے اپنی جس فرمانبرداری کا ذکر کیا اس نے مجھے مسرور کیا تم لوگ جس امر پر قائم ہو اللہ تعالیٰ تمہاری جزا کو اچھا کرے اور تمہاری حفاظت کا ذمہ دار ہو جو کچھ تم نے اپنی محبت و حاجت تم نے بیان کی ہے تو یہ تمہارے بارے میں مجھ پر بہت گراں ہے اور بخدا مجھے یہ بہت پسند ہے کہ تمہاری بہتری دوستی کا سامان مہیا ہو جائے اس طور پر کہ نہ میں کھاؤں اور نہ اپنے بیوی بچوں کو کھلاؤں مگر وہی غذا کہ اس سے کمتر اور کوئی شے نہ ہو اور نہ اپنے بچوں کو پہناؤں مگر وہی جس سے ستر عورت ہو خدا تمہاری حفاظت کرے بخدا جب سے کہ میں تمہارے امور کا ذمہ دار بنا ہوں خود میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے اور اپنے غلاموں اور اپنے مستحقین والوں کے لئے جو میری طرف آیا وہ پندرہ ہزار دینار سے زیادہ نہیں ہے تم لوگ بھی اس سے واقف ہو جاؤ جو آیا اور جو آئے گا اور وہ سب تم پر صرف کیا جائے گا اور تم سے بچا کر جمع نہیں کیا جائے گا یہ جو تم نے بیان کیا جو تمہیں پہنچا اور جس کے متعلق تم نے وہ رقعے پڑھے جو مسجدوں اور راستوں مین ڈالے گئے اور جو اپنی جانیں تم نے پیش کیں تم لوگ اس کے اہل ہو تم اپنے بیان کی کہاں تک معذرت کرتے ہو حالانکہ ہم اور تم مثل ایک جان کے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری جانوں اور عہدوں اور امانتوں کی اچھی جزا دے اور معاملہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمہیں پہنچا اس پر تمہارا عمل ہو انشاء اللہ۔

یہ جو تم نے جاگیروں اور قدرتی کانوں وغیرہ کا ذکر کیا تو میں اس میں غور کرتا ہوں اور اسے تمہاری پسند کے موافق کر دوں گا ،انشاءاللہ تعالیٰ ،والسلام علیکم،اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں سیدھا راستہ بتائے اور ہمارا اور تمھارا حافظ ہو،اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں،اوراللہ تعالیٰ درود بھیجے محمد ﷺ اور ان کی آل پر اور سلام کثیر ان پر نازل کرے؛

جب پڑھنے والا اس مقام پر پہنچا کہ ”مجھے بھی پندرہ ہزار دینار سے زیادہ نہیں پہنچے، تو ابوالقاسم نے قاری کو اشارہ کیا جس سے وہ خاموش

ہوگیا، اس نے کہا کہ "یہ وہ مال ہے جسکی یہ مقدار ہے، حالانکہ امیرالمومنین
اپنی امیری کے زمانے میں اس سے کم مدت میں جتنے کا مستحق ہوتا تھا
وہ اس کی پوری تنخواہ اور مہمانی سے بہت زیادہ تھا تم لوگ اسے بھی
جانتے ہو جواس سے پہلے گزر گیا کہ وہ مخنثوں اور تماشے والوں کے
انعامات اور محلات کی تعمیر وغیرہ میں بہت کچھ خرچ کیا کرتا تھا، لہذا
امیرالمومنین کے لیے اللہ سے دعا کرو!!

اس کے بعد اس نے پھر پڑھا یہاں تک کہ اس کے ختم کردیا، جب فارغ ہوا تو بہت گفتگو ہوئی، ابو القاسم نے کہا کہ اس کے متعلق لکھ دو اور اسے خلفا کی ڈاک کے ساتھ روانہ کردو، اور اسے سرداروں اور ان کے نائبوں، کرخ اور سامرا کے واقف کارواں کی طرف سے لکھو، لھذا انھوں نے اس میں امیرالمومنین کے لیے اللہ سے دعا کرنے کے بعد لکھا ان کی درخواست یہ ہے:

اکثریت کا مطالبہ

ہر قسم کا معاملہ خاص وعام امیرالمؤمنین کے پاس براہ راست پیش ہو تمام قواعد ویسے ہی کر دیے جائیں جیسے کہ المستعین باللہ کے زمانے میں تھے

ان میں سے نو نو پر ایک ایک نگہبان ہو، پچاس پر ایک نائب ہو اور سو پر ایک ایک سالار ہو، عورتیں اور زوائد اور معاون ساقط کر دیے جائیں، اور کوئی مولیٰ کسی قبا لے وغیرہ میں داخل نہ ہو،

ہر دو ماہ میں مسلمانوں کے لیے تنخواہوں کی ادائیگی کا قانون بنا دیا جائے جیسا کہ پہلے ہوتا تھا جاگیریں باطل کر دی جائیں، امیرالمومنین کی مرضی پر ہو گی، جسکو چاہے زیادہ دیں اور جس کا چاہے مرتبہ بلند کرے،

انھوں نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے مطالبات پیش کرنے بعد امیرالمؤمنین کے دروازے پر جائیں گے، اسوقت تک وہیں دھرنا دیے رہیں گے جب تک ان کی حاجتیں پوری نہ ہوں، اگر انھیں یہ معلوم ہوا کہ ان مطالبات میں سے کسی پر بھی امیرالمومنین کے سامنے کسی نے اعتراض کیا ہے تو وہ اس کا سر کاٹ لیں گے، اگر امیرالمومنین کو بال برا برنقصان ہوا تو وہ اس کے بدلے موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور مفلح اور یاجور اور بکالیا وغیرہ کو قتل کر دیں گے، انھوں نے امیرالمومنین کے لیے اللہ سے دعا کی اور مطالبہ ابوالقاسم کے حوالے کردیا،، وہ اسے لے کے واپس پلٹا اور خلیفہ تک پہنچادیا، سامرا کے موالی میں اضطراب وبے چینی پیدا ہوئی، سردار بہت پریشان ہوئے المہتدی مظالم کے لیے بیٹھا ہوا تھا اور فقہا اور قضاۃ داخل کیے گئے تھے، وہ اور وہ لوگ اپنے مقام پر بیٹھے ہوے تھے اور سردار اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ہوئے تھے ابوالقاسم کا داخلہ مظلوموں کے داخلے سے پہلے ہوا، المہتدی نے

ان کے مطالبوں کو سب کے سامنے پڑھا اور موسیٰ بن بغا سے تنہائی میں بات کی، سلیمان بن وہب کو حکم دیا کہ وہ ایک خط میں ان کی درخواست کی منظوری کا حکم لکھ دے، پھر جب اس نے خط کے ایک یا دو فقرے لکھے تو ابو القاسم نے کہا کہ ''یا امیرالمومنین انھیں صرف امیرالمومنین ہی کے دستخط سے تسلی ہوگی،،

مطالبات منظور ہوگئے

المھدی نے خط لے لیا اور جو سلیمان نے اسے کاٹ دیا پھر ہر باب میں ان کی درخواست کی منظوری کے بارے میں لکھا، اس کے بعد اپنے قلم سے ایک خط اور لکھا اور اس پر اپنی مہر لگائی ابو قاسم ، اور بایکباک اور محمد بن بغا سے کہا کہ تم لوگ ان کے پاس میرے ہمراہ اپنے قاصد روانہ کرو جو ان سے اس خبر کی معذرت کریں جو تمھاری جانب سے انھیں پہنچی ان میں سے ہر ایک نے ایک آدمی کو روانہ کیا، ابوالقاسم ان کے پاس اس حالت میں پہنچا کہ وہ لوگ اپنی جگہوں میں تھے اور وہ تقریباً ایک ہزار سوار اور تین ہزار پیادے ہوگئے تھے، یہ واقعہ اسی سال ۵ صفر بدھ کے دن کو ہوا، اس نے ان لوگوں کو امیرالمومنین کا سلام پیش کیا جو کچھ تمھاری درخواست تھی امیرالمومنین نے اسے منظور کرلیا، لہٰذا امیرالمومنین کے لیے اللہ سے دعا کرو، اس کے بعد اس نے وہ خط ان کے کاتب کو دے دیا، اس نے یہ خط انھیں پڑھ کر سنایا، پھر امیرالمومنین کا دوسرا خط پڑھا تو اس میں یہ لکھا تھا :-

رعیت چو بیخ است وسلطاں درخت:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو یکتا ہے، اللہ کی رحمت کاملہ نازل ہو محمد رسولا اوران کی آل پر، اللہ تعالیٰ تمھیں ہدایت اور حفاظت کرے اور تمھیں کامیابی عطا کرے اور تمھاری اور مسلمانوں کی ان امور کی اصلاح کرے جو تمھارے ساتھ ہیں اور تمھارے ہاتھ میں ہیں میں نے تمھارا خط سمجھا اور تمھارے سرداروں کو پڑھ کر سنایا تو انھوں نے وہی کچھ کہا کیا جو تم نے بیان کیا ، اور سوال کیا جو تم لوگوں نے سوال کیا اور میں نے تمام مطالبات جن کی تم نے درخواست کی منظور کر لیے ایسا کرنا تمھاری بھلائی اور تمھارے اتفاق اور تمھاری یک زبانی پسند ہونے کی وجہ سے تھا، اور نے تمھیں مال ودولت عطا کرنے کا حکم دے دیا ،

کہ وہ تم کو دے جاتا رہے، لہذا تم لوگوں کو کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اپنے دل میں خوش ہو جاؤ، والسلام،

اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے تمہاری حفاظت کرے، اور تمہیں کامیابی عطا کرے اور تمہاری مسلمانوں کی ان اُمور کی اصلاح کرے

جمہور کا تعلق خلیفہ کے ساتھ

جب پڑھنے والا خط پڑھنے سے فارغ ہو اتو ابوالقاسم نے ان لوگوں کہا کہ یہ لوگ تمہارے سرداروں کے قاصد ہیں اُن کی طرف سے تمہیں جو کچھ آزار پہنچا تم سے اسکی معذرت کریں گے بشرطیکہ وہ کہتے ہیں کہ ''تم لوگ تو بھائی ہو، ہم میں سے ہو اور ہمارے ساتھ ہو، قاصدوں نے بھی اسی طرح کا کلام کیا، ان لوگوں نے بھی بڑی طویل گفتگو کی، ایک خط امیرالمومنین کو لکھا جس میں پہلے کی طرح اُنھوں نے معذرت کی تھی، اوراس میں چند ایسے مطالبات بھی بیان کیے جن کو اس سے پہلے بیان کر چکے تھے کہ اُنھیں چین و صبر نہیں ہوسکتا جب تک یہ پانچ فرمان اُن کے لیے نہ نافذ کر دیے جائیں ؛ (۱) ٹیکس کی کمی

۲ جاگیریں واپس،

۳ موالی بوابین (دربان) کی بجائے کمہار(مٹی کے برتن بنانے والے) میں شمار ہوں

۴) قواعد کو اُس طریقے پر واپس لائے جائے جیسا کہ وہ زمانہ مستعین میں تھے ،

طریقہ ماتحتی کی واپسی، یہاں تک کہ وہ ایسے شخص کے ماتحت ہوں جو پچاس ہوں اور پچاس اہل سامرا جو اہل فاتر سے تعلق رکھیں،

امیرالمومنین لشکر کو اپنے کس بھائی کے یا کسی غیر کے جس کو وہ مناسب سمجھے سپرد کر دے تاکہ وہ اُس کے اور اُن کے درمیان اُن کے امور کی نگہبانی کرے، وہ شخص موالی میں سے نہ ہو، صالح بن وصیف اور موسیٰ بن بغا سے اُن خزانوں کا حساب لیا جائے جو اُن کے پاس ہیں ''

ہمیں کوئی اُس سے کم پر رضامند نہیں کرے گی ساتھ تنخواہ جلدی ادا کی جائے نیز وظائف ہر دوماہ میں مسلسل ادا کیے جائیں، ہم نے میں اہل سامرا اور مغربیوں آنے کے بارے میں لکھا ہے، ہم خودامیرالمومنین کے دروازے پر جانے والے ہیں کہ طالبات پورے کیے جائیں ''

یہ خط اُنھوں نے ابولقاسم جو کہ امیرالمومنین کا بھائی تھا، ایک دوسرا خط موسیٰ بن بغا، بایکباک، محمد بن بغا، مفلح، یاجور، اور بکالیاوغیرہ ہم کو لکھا، جنھوں نے یہ کہا

تھا کہ بارگاہِ خلافت میں مطالبات پیش کیے ہیں امیرالمومنین ان کی درخواست سے انکار نہیں کرتے سوائے اسکے کہ وہ لوگ اس کی مخالفت کریں ''امیرالمومنین کے اگر ایک پھانس بھی چبھ جائے یا اسے بال برابر نقصان دیا جائے توان سب کا سر لے لیا جائے گا،کوئی بات ہمیں مطمئن نہیں کر سکی، سوائے اس کے کہ صالح بن وصیف ظاہر ہو، وہ اور موسیٰ بن بغا جمع ہوں کہ غور کیا جائے خزانے کا مقام کون سا ہے،کیونکہ صالح نے اپنے پوشیدہ ہونے سے قبل وعدہ کیا تھا، کہ چھ ماہ کی تنخواہ دے گا؛؛

انھوں نے یہ خط موسیٰ کے قاصد کو دے دیا،چند آدمی ابوالقاسم کے ہمراہ روانہ ہوئے کہ وہ ان کے عریضے کو امیرالمومنین کو پہنچا دیں اور امیرالمومنین کی بات سنیں،ابوالقاسم واپس ہواتو موسیٰ نے پانچ سو سوار روانہ کیے،جوباب الخیر بحل، اور کرخ کے درمیان کھڑے ہو گئے، ابوالقاسم اور ان لوگوں کے قاصد اور ان خود ان کے قاصد ان کی طرف متوجہ ہوئے،

موسیٰ کے قاصد نے موسیٰ کو اس قوم کا خط دے دیاجو اس کے اور اس کے ساتھیوں کے نام تھا،اس جماعت میں کاتبین میں سے سلیمان بن وہب اور اس کا لڑکا اور احمد بن محمد بن ثوابا وغیرہ تھے،اس نے وہ خط پڑھکے سنایا تو ابو القاسم نے انھیں بتایا کہ ہمراہ قوم کا ایک عریضہ امیرالموٴمنین کے نام بھی ہے جسے ان کواس نے نہیں دیا،

خلیفہ اپنے گھر میں:

وہ سب لوگ سوار ہوکرالمہتدی کے پاس گئے،اسے اس حالت میں پایافرض نماز پڑھ کر ایک دھوپ میں بیٹھا ہوا تھامحل کے تمام آلات لہوولعب کو توڑدیاتھا،وہ لوگ اندرگئے اور اسے خطوط پہنچادیے،بڑی دیرتک رہے،

سب مطالبات منظور

المہتدی نے سلیمان بن وہب کو ان لوگوں کی درخواست کے مطابق لکھنے کا حکم دیا،المہتدی نے انھیں اپنے قلم سے اپنی کتاب میں درج کر دیااور اپنے بھائی کو دے دیا سرداروں نے انھیں اپنے خطوط کا جواب لکھا پھر موسیٰ کے ساتھیوں کو دے دیا،ابوالقاسم لوگوں کے پاس پہنچا،انھیں المہتدیکاسلام کہا،اس کاخط پڑھ کرسنایا،جس میں یہ مضمون تھا،

حکومت میں اصلاحات:

بسم اللہ الرحمن الرحیم،اللہ تعالیٰ ہمیں اورتمھیں اپنی اطاعت کی اور جو کام اسے راضی کرےاس کی توفیق دے میں تمھارا خط پڑھ لیااللہ تعالیٰ تمھارا نگہبان ہو،تمھاری درخواست کے مطابق تمھارے لیے پانچوں فرمان جاری کردیے،تم لوگ خود سے اسے حاکم مقررکروجو دفتروں کا انتظام کرے،انشاء اللہ تعالیٰ اوریہ جو تم نے درخواست کی ہے کہ تمھارا

معاملہ میں اپنے کسی بھائی کے سپرد کردوں اور مجھے تمہارے حالات پہنچائے اور مجھ تک تمہاری ضروریات ومطالبات کو پہنچادے تو بخدا میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کام کو میں خود انجام دوں اور تمہارے حالات سے اور جس میں تمہارا فائدہ ہے باخبر رہوں، میں انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری درخواست کے مطابق تمہارے لیے کسی شخص کا اپنے بھائیوں میں سے یا غیروں میں سے انتخاب کرنے والا ہوں، لہٰذا تم لوگ اپنی ضرویات اور وہ معاملات مجھے لکھ دو جس میں تم اپنا فائدہ جانتے ہو کیونکہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اسے تمہاری پسند کے موافق کرنے والا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں اپنی طاعت کی اور ان کاموں کی جو اسے راضی کریں توفیق دے، موسیٰ کے قاصد نے موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کا خط بھی پہنچادیا جس میں یہ مضمون تھا،

عوام کی دلداری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، خدا تمھیں سلامت رکھے، ہم نے تمہارا خط پڑھا تم تو ہمارے بھائی اور ہمارے چچا کے بیٹے ہو جو تم پسند کرتے ہو ہم وہی کرنے والے ہیں امیرالمومنین نے خدا اسے عزت دے تمہاری پسند کے مطابق حکم دیا جو کچھ تم نے سوال کیا ہے اور اپنے احکامات جاری کردیے ہیں،

• یہ جو تم نے صالح جو کہ امیرالمومنین کے ازادکردہ غلام ہے تو وہ بھائی ہے اور چچا کا لڑکا ہے، اس کے متعلق بھی ہم وہ نہیں چاہتے جو تمھیں نا پسند ہو، اگر اس نے تمھیں چھ مہینے کی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا تھا تو ہم نے امیرالمومنین کی خدمت میں خطوط پیش کر دیے ہیں جس وہی درخواست کی ہے جو تم نے سوال کیا ہے، جو تم نے امیرالمومنین پر اعتراض نہ کرنے اور معاملے کو ان کے سپرد کرنے کے بارے میں کہا ہے، تو ہم امیرالمومنین کا حکم سننے والے اور اس کی اطاعت کرنے والے ہیں، اور اللہ کے سپرد ہیں اور وہی ہمارا مالک ہے اور اس کے بندے ہیں، ہم کسی چیز میں بھی بالکل اعتراض نہ کریں گے،

یہ جو تم نے بیان کیا کہ ہم لوگ امیرالمومنین کے ساتھ برائی کا ارادہ رکھتے ہیں، تو جو ایسا کرے اللہ تعالیٰ اس پر اپنا غضب نازل کرے اور اسے دنیا وآخرت میں رسوا کرے، اللہ تعالیٰ تمھیں سلامت رکھے اور تمہاری نگہبانی کرے اور تم پر اپنا پورا انعام کرے!!

جب یہ خطوط انھیں پڑھ کر سنائے گئے تو انھوں نے ابوالقاسم سے کہا کہ اب تو شام ہو گئی، ہم رات کو اپنے معاملے میں غور کرکے صبح واپس لوٹیں گے، تاکہ تجھے اپنی رائے سے آگاہ کریں اسکے بعد سب جدا ہو گئے اور ابوالقاسم امیرالمومنین کے پاس آ گیا، جب جمعے کی صبح ہوئی اور پہلا گھنٹہ ختم ہوا تو موسیٰ بن بغا امیرالمومنین کے ایوان سے سوار ہو گیا اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ سوار ہوگئے، یہ سب تقریباً پندرہ سو آدمی تھے باب الخیر سے نکلا جو محل اور کرخ کی جاگیروں کے متصل ہے، وہاں اس نے پڑاؤ کیا ابوالقاسم برادرالمہتدی

بھی نکلا، اس کے ساتھ کرخی بھی تھا، وہ اس قوم کے پاس پہنچا جو تقریباً سو سوار اور تین ہزار پیادے تھے، ابوالقاسم رات ہی میں واپس آ گیا، اس کے ساتھ خطوط بھی تھے، جب ان کے پاس پہنچ گیا تو اس نے المہتدی کا ایک خط نکالا جس کی تحریر اس کے مشابہ تھی جس میں احکامات لکھے تھے، جب رقعہ پڑھا تو تو لوگ شور کرنے لگے، کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ، علاقہ سامرا کے آزاد کردہ غلام ان میں شامل ہورہے تھے لہذا کثیر مجمع ہوگیا، ابوالقاسم انتظار کرتا رہا کہ جواب حاصل کرکے واپس ہو اور اسے امیرالمومنین تک پہنچا دے، مگر عصر تک جواب نہ مل سکا اور وہ لوگ واپس چلے گئے،

ایک گروہ تو یہ کہتا تھا ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ امیرالمومنین کو عزت دیا اور وہ ہماری تنخواہیں ہمیں پوری :ے دے کیونکہ ہم تنخواہوں کی تاخیر سے ہلاک ہوگئے۔

ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم راضی نہ ہوں گے جب تک امیرالمومنین اپنے بھائیوں کو ہم پر حاکم نہ بنادے گا ایک کرخ میں ہو، ایک ایوان خلافت میں اور ایک سامرا میں، یہ ہم نہیں چاہتے کہ موالی میں سے کوئی شخص ہم پر سردار ہو، ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ صالح بن وصیف حاکم ہو، یہ گروہ بہت قلیل تھا،

اس جھگڑے میں جب باتیں بڑھیں تو ابوالقاسم نے واپس آکر پوری خبر المہتدی کو پہنچا دی، اس نے موسیٰ کو آگے کیا جو اس مقام پر تھا جہاں اس نے لشکر جمع کیا تھا، وہ بھی اس کے پاس ہوتے ہی واپس ہو گیا، المہتدی نے جمعہ پڑھ لیا تو لشکر کو محمد بن بغا کے سپرد کیا، اور اُسے اپنے بھائی ابوالقاسم کے قوم کی طرف جانے کا حکم دیا، محمد بن بغا سوار ہوا، اُس کے ہمراہ تقریباً پانچ سو سواروں کے ساتھ اُسی مقام پر واپس آیا جہاں وہ صبح کو تھا،

ابوالقاسم اور محمد بن بغا دونوں اُس قوم میں گھس گئے اور اُس نے سب کو اُس کے ذریعے سے قابو کر لیا، ابوالقاسم نے اُن سے کہا کہ امیرالمومنین نے کہا کہ ''جو تم نے سوال کیا میں نے اُن تمام امور کے متعلق احکامات جاری کر دیے اور تمھاری پسندیدہ کوئی شے ایسی باقی نہیں رہی جسے امیرالمومنین نے انتہاء تک نہ پہنچا دیا ہو، اور یہ کہ صالح بن وصیف کو امان ہے،، صالح کا امان نامہ پڑھ کر سنایا کہ '' موسیٰ اور بایکباک نے امیرالمومنین سے خدا اُسے عزت دے اس کی درخواست کی تو اُس نے اُسے قبول کر لیا، اور اُسے مکمل اطمینان دلایا ،، پھر پوچھا کہ ''اب کس بات پر تمھارا اتفاق ہے۔ اُنھوں نے بہت سی باتیں کیں ،

جو اُس نے اپنی واپسی کے وقت بات کی یہ تھی کہ اُنھوں نے کہا ''ہم یہ چاہتے ہیں کہ موسیٰ کو بغا کبیر کا مرتبہ دیا جائے اور صالح کو وصیف کے اس مرتبے میں نافذ کیا جائے جو زمانہ بغا میں تھا، بایکباک اپنے سابقہ عہدہ بحال کر دیا جائے لشکر صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے تک اُسی کے ہاتھ میں رہے جس کے ہاتھ میں ہے صالح سے تنخواہیں

دے، اور احکامات کے مطابق ان کی تنخواہوں کو جاری کر دے،، سب کچھ ماننے پر واپس چلے پانچ سوگز دور گئے تھے کہ ان میں اختلاف ہو گیا، ایک جماعت نے کہا کہ ہم راضی ہیں اور ایک جماعت نے کہا کہ ہم راضی نہیں ہیں، المہدی کے قاصدوں نے جا کر کہہ دیا کہ متفرق ہوگئے، اور واپس ہونے پر تیار ہیں موسیٰ بھی یہ سن کے واپس ہوگیا، کرخ اور سامرا کے لوگ بھی اپنے اپنے مقامات پر واپس گئے۔

ہفتے کی صبح ہوئی تو وصیف کا بیٹا اس طرح سوار ہوا کہ موالی اور غلاموں کی ایک جماعت اس کے ہمراہ تھی اور وہ لوگ آپس میں پکارنے لگے ''ہتھیار ہتھیار،، صالح بن وصیف کے پیادوں کے گھوڑے لوٹ لیے اور چلے گئے، سامرا میں وادی اسحاق بن ابراہیم کے کنارے مسجد لجین ولد متوکل کے قریب پڑاؤ کیا، اسی وقت ابوالقاسم بھی المہدی سے ملنے کے ارادہ سے سوار ہوا، راستے میں ان کے پاس سے گزرا، لوگ اس سے اس کے خادموں اور غلاموں سے لپٹ گئے کہ تو امیرالمومنین کو ہمارا پیغام پہنچا دے، اس نے جواب دیا کہ کہو، وہ گڑبڑ کرنے لگے ان کی باتوں سے سوائے اس کے کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ ہم لوگ صالح کو چاہتے ہیں، وہ روانہ ہوا، امیرالمومنین کو اور موسیٰ کو اور دیگر سرداروں کو یہ پیغام دیا،

اس شخص سے منقول ہے، جو اس میں موجود تھا کہ موسیٰ بن بغا نے کہا کہ ''وہ لوگ صالح کو مجھ سے ایسے مانگتے ہیں، جیسے میں نے اسے چھپایا ہے، اور وہ میرے پاس ہے، اگر وہ ان کے پاس ہے تو انھیں چاہیے کہ اسے ظاہر کریں، قوم کے جمع ہونے اور لوگوں کے ان کی طرف آنے کی خبر کو اس نے ان سے بڑی اہمیت سے بیان کیا، لہذا انھوں نے امیرالمومنین کے ہاں سے ہی قتال کی تیاری کرلی، ہتھیار لگا کے سوار ہوئے، اور الحیر کا راستہ اختیار کیا، چبوترے اور جامع مسجد کی پشت کے درمیان جمع ہوگئے، یہ خبر ترکوں کو اور جو ان کے پاس پناہ گزیں تھے انھیں پہنچی تو ابتری کی حالت میں اس طرح بھاگتے ہوئے واپس ہوئے کہ نہ کوئی سوار پیادے کی فکر تھی اور نہ کوئی بڑا چھوٹے کی توجہ کررہا تھا، الدروب اور الازقہ میں گھس کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے، موسیٰ اور اس کے سب ساتھی چلے گئے تھے، کوئی سردار سامرا میں نہ تھا جو امیرالمومنین کے ہاں سے سوار ہو کر جائے، الحیر میں جمے رہے یہاں تک کہا الحاطین کی طرف سے نکلے اس کے بعد روانہ ہوئے، مفلح اور واجن اور جوان دونوں کے ساتھ شامل ہوگئے بغداد کے راستے پر سفر کرتے ہوئے سوق الغنم پہنچ گئے، اس کے بعد شارع ابی احمد کی طرف گئے، اور موسیٰ کے لشکر سے مل گئے،

موسیٰ اور ان سرداروں کی جماعت جو ان کے ساتھ تھی جیسے یا جور، ساتکین، یا رجوخ اور عیسیٰ کرخی، یہ لوگ شارع ابی احمد کی طرف چل کے الوادی تک پہنچے، اور محل واپس آئے، موسیٰ کے ساتھی لشکر کی مقداد ہفتے کے دن چار ہزار سورا تھی جو ہتھیارا اور کمانوں

اور زرہوں نیزوں اور بتروں سے مسلح تھے، اور کرخ کے اکثر سردار جو اس لشکر میں تھے وہ موسیٰ کے ہمراہ صالح کو تلاش کررہے تھے،ان کا ارادہ اس سے لڑنے کا تھا جو صالح مانگنے کسی ایسے شخص سے مذکور ہے جو حالات سے کہ اکثر جو موسیٰ کے ہمراہ سوار تھے ان کی محبت صالح کے ساتھ تھی اس روز کوئی حرکت نہ ہوئی،جب یہ جماعت محل پہنچ گئی تو سب سے پہلی چیز جو ظاہر وہ یہ اعلان تھا

اعلان:

''کل اتوار کی صبح کو صالح کے گھر والوں اور ان اس کے سرداروں،غلاموں اور ساتھیوں میں سے جو شخص امیرالمومنین کے ہاں حاضر نہ ہوگا اس کا نام کاٹ دیا جائے گا، اس کا گھر تباہ کر دیا جائے گا،مارا جائے گا،قید کیا جائے گا،اورقید خانے میں ڈال دیا جائے گا،اس جماعت میں سے تین دن چھپنے کے بعد جو شخص پایا جائے گااس کے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک کیا ہوگا اور جو شخص کسی عام آدمی کا گھوڑا لے گیا راستے میں اس سے لڑائی کرے گا اس پر بھی عبرتناک سزا دی جائے گی،

۸صفر اتوار کی رات کو اسی حالت میں بسر ہوئی پیر کی صبح ہوئی تو المہتدی کو یہ خبر ملی کہ المساورالشاری نے شہر میں قتل وغارت اور جلاؤگھیراؤ کیا امیرالمومنین نے وہیں اپنے لشکر کو آوازدی اور موسیٰ ومفلح وبایکباک کو روانگی کا حکم دیا،موسیٰ نے اپنے خیمے روانہ کر دیے ۱۱صفربدھ کے دن موسیٰ اورمحمد بن بغااورمفلح کی روانگی رک گئی،ان لوگوں نے کہا کے اس وقت تک ہم میں سے کوئی نہ جائے گا جب تک کہ ہمارا اور صالح کا معاملہ طے نہ ہو جائے،سب اس پر متفق تھے،صالح سے ڈرتے تھے کہ وہ ان کے بعد براسلوک کرے گا،

بعض آزاد کردہ غلاموں سے مذکور ہے کہ میں نیوصیف کے ایک بیٹے کو دیکھا،وہ وہی تھا جس نے ان سب جماعتوں کو جمع کیا تھا موسیٰ اور بایکباک کے ساتھ میدان بغاصغیر میں ۱۱صفربدھ کو گیند سے کھیل رہا تھا یہ لوگ صالح بن وصیف کو تلاش کرنے لگے۔اس لئے اس جماعت پر حملہ کیا گیا جو اس سے پہلے اس کے حمایتیوں میں سے تھی جن پر یہ الزام تھا کہ انھوں نے اسے پناہ دی ہے،ابراہیم بن سعدان نحوی،ابراہیم طالبی،ہارون بن عبدالرحمٰن بن ازہرشیعی،ابوالاحوص بن احمد بن سعید بن سلم بن قتیبہ،ابوبکر داماد ابی حرملۃ حجام شاریہ مغنیہ اور سرخسی جو کہ اسپیشل پولیس کا سربراہ تھا اسی جماعت میں تھےان کے علاوہ ایک اور جماعت بھی تھی،

روزبہ کا صالح کو نکالنا

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن مصعب بن ذریق سے مذکور ہے کہ رلغ الملقبہ صالح بن وصیف جی حویلی کے قریب ایک عمارت ہے اس کے مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم لوگ اتوار کے دن بیٹھے ہوئے تھے کہ یکا یک گلی سے ایک غلام نکلا میں نے اسے خوف زدہ دیکھا تو عجیب لگا تو حال دریافت کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ چلا گیا کچھ دیر نہ گزری تھی کہ صالح بن وصیف کے موالی میں سے ایک گزرنے والا سامنے آیا جو مشہور تھا اس کے ہمراہ تین یا چار

آدمی تھے وہ اس گلی میں گھس گئے اس سے بھی تعجب ہوا تھوڑی دیر کے بعد وہ نکلے اور صالح بن وصیف کو نکالا ۔ہم نے واقعہ دریافت کیا یکا یک وہ غلام پانی کی تلاش میں اس گلی کے کسی گھر میں گھس گیا کہ ادھر سے پانی پیئے ،اس نے کہا کہ اس نے کسی سے سنا جو فرسی میں کہہ رہا ہے اے امیر کنارے ہو جاؤ کیونکہ ایک غلام آیا ہے جو پانی ڈھونڈ تا ہے اس غلام نے بھی یہ سنا اس کے اور اس کے گزرنے والے کے درمیان جان پہچان تھی وہ اس کے پاس آیا اور اسے خبر دی گزرنے والے نے تین آدمی جمع کیے اور اس پر ٹوٹ پڑا اور اسے نکال لیا۔

صالح کا گرفتار ہو جانا

گزرنے والے نے کہا جو اس پر ٹوٹ پڑا تھا کہ مجھ سے اس غلام نے جو کچھ کہا وہ کہا ،میں آگے بڑھا ،میرے ساتھ تین آدمی تھے ،دیکھا کہ صالح بن وصیف کے ہاتھ میں آئینہ ہے اور وہ اپنی ڈاڑھی میں کنگا کر رہا ہے اس نے مجھے دیکھا تو بھاگا اور ایک گھر مین گھس گیا میں ڈرا کہ کہیں یہ تلوار یا ہتھیار لینے کے خیال میں نہ گیا ہو ،میں ٹھہر گیا ،دیکھا تو وہ ایک کونے میں چھپا ہے میں اس کے پاس گھس گیا اور اسے نکال لایا ،اس نے مجھ سے عاجزی وزاری کرنا شروع کی جب اس نے مجھ سے گریہ زاری کی تو میں نے کہا کہ میرے لئے تیرے چھوڑنے کی گنجائش نہیں ،لیکن میں تجھ سے تیرے بھائیوں ،ساتھیوں ،سرداروں اور تیری افسروں کے پاسلے چلوں گا اگر ان مین سے دو نے بھی اعتراض کیا تو ان کے پاس تجھے چھوڑ دوں گا پھر میں نے اسے نکالا مگر مجھے کوئی نہ ملا جو اس کی برائی پر میرا مددگار تھا ،جب وہ گرفتار کیا گیا تو اسے تقریباً دو میل اس طرح چلایا گیا کہ سوائے سرکاری آدمیوں کے ساتھ کوئی نہ تھا جو پانچ سے بھی کم تھے،

صالح کا قتل

بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت وہ گرفتار کیا گیا تو اس پر ایک کرتہ ،ایک ریشمی تانے کی صدری اور پاجامہ تھا ،سر پر کچھ نہ تھا اور وہ ننگے پیر تھا تر کی ابلق گھوڑے پر لادا گیا عوام اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے ان کے بڑے انھیں روک رہے تھے ،انھوں نے اسے موسیٰ بن بغا کے گھر میں پہنچایا ،موسیٰ بن بغا کے گھر لے گئے تو سرداروں میں سے با یکباک اور مفلح اور یاجور اور ساتکین وغیرہ اس کے پاس آئے ،اسے باب الحیر سے نکالا جو جامع مسجد کی محراب سے متصل ہے کہ محل لے جائیں جب وہاں سے منارے تک لے گئے تو مفلح کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اس کے شانے پر ایک ضرب لگائی اس کے بعد اسکا سر کاٹ لیا ،دھڑ وہیں چھوڑ دیا ،اور اسے مہتدی کے گھر لے گئے ،

صالح کے سر کا تین دن سولی پر رہنا

ایوان خلافت میں مغرب سے کچھ ہی قبل پہنچے سر مفلح کے غلاموں میں سے ایک شخص کے دامن میں تھا ،خون ٹپک رہا تھا اسے لے کے پہنچے تو مہتدی مغرب کی نماز کے لئے کھڑا ہو چکا تھا اس لئے اس نے اسے نہیں دیکھا وہ اسے نکال لائے تا کہ درست کر لیا جائے ،المہتدی نے اپنی نماز ادا کی اور انھوں نے اسے خبر دی کہ صالح قتل کر دیا گیا اور وہ اس کا سر لائے ہیں تو اس نے تو اس نے فقط اتنا کیا کہ یہ کہا کہ اسے دکھاؤ اور اپنی تسبیح میں لگ گیا ،یہ خبر اس کے گھر پہنچی تو فریاد بلند ہوئی ،وہ لوگ اس رات کو سو رہے جب ۲۳ صفر پیر کا دن ہوا تو صالح بن وصیف کا سر ایک

نیزے پرلٹکایا گیا اور اسے گھمایا گیا، اعلان کیا گیا کہ یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو اپنے آقا کو قتل کرے تھوڑی دیر کے لئے باب العامہ پرلٹکا دیا گیا اور اس کے بعد ہٹالیا گیا، پے در پے تین دن تک ایسا ہی کیا گیا پیر کے دن جب صالح کا سرلٹکایا گیا تو بغا صغیر کا سر نکالا گیا اور اس کے رشتے داروں کو دے دیا گیا تا کہ دفن کردیں،

بعض موالی سے مذکور ہے کہ میں نے مفلح کو اس طرح دیکھا کہ اس نے بغا کے سر کو دیکھا تو رونے لگا اور کہا کہ خدا مجھے قتل کرے اگر میں تیرے قاتل کو قتل نہ کروں جب ۲۶ صفر جمعرات کا دن ہوا تو موسیٰ نے وہ سر وصیف کی بیٹی ام فضل کو بھیجا، وہ النوشری کی بیوی تھی اس سے قبل سلمہ بن خاقان کے پاس تھی،

بعض بنی ہاشم سے مذکور ہے کہ ام فضل نے موسیٰ بن بغا کو صالح کے قتل پر مبارکباد دی، موسیٰ نے کہا کہ وہ امیرالمؤمنین کا دشمن تھا، قتل کا مستحق تھا ام فضل نے بایکباک کو مبارک باد دی تو اس نے کہا کہ یہ مبارک باد میرے لئے نہیں ہے صالح تو میرا بھائی تھا،

عوام پر واقعے کا اثر

جب صالح بن وصیف قتل کیا گیا تو السلولی نے موسیٰ کے لئے اشعار کہے

وتلت وترك من فرعون حين طغى
وجئت اذ جئت يا موسىٰ علىٰ قدر
ثلاثة كلهم باغ اخو حسد
يرميك بالظلم والعداون عن وتر
وصيف بالكرخ ممثول به وبغا
بالجسر محترق بالجمر والشرر
وصالح بن وصيف بعد مغفر
في الحير جيفته والروح في سقر

تو نے فرعون سے اپنا انتقام لے لیا جب اس نے سرکشی کی
اے موسیٰ جب تو آیا تو اپنے مرتبے پر آیا
تین ہیں جو سب کے سب باغی ہیں ہر ایک حسد کا بھائی ہے
جو ظلم وعدوان کی کمان سے تجھے تیر مارتا ہے
وصیف کرخ میں ہے جس کے ناک کان کٹ چکے ہیں
الجسر پر چنگاری اور شعلے جل رہے ہیں
ان کے بعد صالح بن وصیف ہے جو مٹی میں چھپ رہا ہے
اس کی لاش الحیر میں ہے اور روح جہنم میں

متفرقات

اسی رات جمادی الاولیٰ کی چاندرات کو موسیٰ بن بغا اور بایکباک نے مساور الشاری کی طرف کوچ کیا اور محمد بن واثق نے

ان کی اتباع کی،،

اسی سال جمادی الاولیٰ میں مساور بن عبد الحمید اور عبیدۃ العمر وسی کا لکحیل میں مقابلہ ہوا، وہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف تھے مساور کو عبیدہ پر فتح ہوئی اور اس نے اسے قتل کر دیا،

اسی سال اور اسی مہینے میں مساور الشاری اور مفلح کا مقابلہ ہوا مساور کی جانب سے مجھ سے بیان کیا گیا کہ وہ العمروسی کو قتل کرنے کے بعد اس حالت میں کہ اس کے ساتھی بہت زخمی تھے، ان کے زخم بھرے نہ تھے اور وہ اس جنگ سے تھک گئے تھے جو دونوں فریق کے درمیان ہوئی تھی، لکحیل سے موسیٰ کے لشکر کیجانب جو اس کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے، ان کی طرف واپس ہوا، وہ لوگ چوکنا تھے اس نے ان پر حملہ کر دیا، کامیابی کی امید پوری نہ ہوئی تھی یہ مقابلہ جبل زینی میں ہوا تھا، آخر وہ اور اس کے ساتھی اس پہاڑ کے قریب ہو گئے پھر اس کی چوٹی پر چلے گئے، وہاں آگ سلگائی اور اپنے نیزے گاڑ دیئے، موسیٰ کا لشکر اس پہاڑ کے میدان میں تھا مساور اور اس کے ساتھی دوسرے راستے کے ذریعے پہاڑ سے اترے، موسیٰ اور اس کے ساتھی یہ سمجھتے رہے کہ پہاڑ ہی پر اس طرح وہ لوگ ان سے بچ گئے،

اسی سال ۱۴ رجب کو المہتدی معزول کیا گیا اور ۱۸ رجب کو اس کی وفات ہوئی

خلیفہ کی معزولی

مہتدی کی معزولی اور وفات

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۲ رجب کو کرخ کے لوگوں نے سامرا میں اپنے مطالبے منوانے کے لئے پیش قدمی کی، مہتدی نے ان کے پاس طبایغو کو جو ان کا سردار تھا اور اپنے بھائی عبداللہ کو بھیجا، دونوں نے ان سے گفتگو کی، انھوں نے ان کی بات نہ مانی اور کہا کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ ہم امیر المؤمنین سے بالمشافہ گفتگو کریں، ابونصر بن بغا رات میں چھپ کر اپنے بھائی کے لشکر کی طرف نکل گیا جو الشاری کے قریب الحسن میں مقیم تھا، محل میں ایک جماعت داخل ہوئی، یہ بدھ کا دن تھا، المہتدی نے ان لوگوں سے دیر تک گفتگو کی، ان کی تنخواہ بدھ اور جمعرات کو بند کی گئی تھی، وہ منتظر تھے کہ یہ معلوم کریں کہ، موسیٰ بن بغا کیا کرتا ہے، موسیٰ نے اپنے لشکر کو ایک مہینے کی تنخواہ دی تھی، وہ الشاری کے مقابلے پر تھا اس کے ساتھی کو جب اطمینان ملا تو اختلاف پڑ گیا، موسیٰ خراسان کے ارادے سے چلا گیا،

مہتدی کا پیغام

اختلاف کی وجوہات میں اور ترکوں سے لڑنے کے لئے مہتدی کے نکلنے کی وجہ سے مختلف روایتیں ہیں، بعض کہتے ہیں کہ جس وجہ سے شاری کے سامنے سے موسیٰ ہٹ گیا اور اس سے جنگ ترک کر دی اور خراسان چلا گیا، وہ وجہ یہ ہے کہ مہتدی نے بایکباک کو ایسے وقت اپنی طرف مائل کرنا چاہا کہ وہ موسیٰ کے ساتھ مشاور الشاری کے مقابلے میں مقیم تھا، اسے لکھا جس میں یہ حکم تھا کہ ''اس لشکر کو جو موسیٰ کے ساتھ ہے خود اپنے ماتحت کر لے اور وہی ان پر سردار ہو جائے اور یہ کہ موسیٰ بن بغا اور مفلح کو قتل کر دے یا قید کر کے دونوں کو اس کے پاس بھیج دے''

بایکباک اور موسیٰ کا مشورہ

جب وہ خط بایکباک کو ملا تو وہ اسے لے کے موسیٰ بن بغا کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں اس سے خوش نہیں ہوں، کیونکہ یہ تدبیر تو ہم سب کے خلاف ہے، یہ آج تیرے ساتھ کچھ کیا جائے گا تو کل میرے ساتھ بھی ویسا ہی کیا جائے گا تیری کیا رائے ہے" اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ تو سامرا جاکے اسے اطلاع دے کہ تو اس کی اطاعت میں ہے اور موسیٰ و مفلح پر مددگار ہے وہ تجھ سے مطمئن ہو جائے گا پھر ہم سب اس کے قتل کی تدبیر کریں گے،،

بایکباک پر مہتدی کی خفگی

بایکباک کا قید ہونا

بایکباک آیا اور المہتدی کے پاس گیا، وہ لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے، گویا کہ شاری کے پاس سے آئے ہیں، المہتدی ناخوش ہوا کہ "تو نے لشکر چھوڑ دیا حالانکہ میں نے تجھے یہ حکم دیا تھا کہ تو موسیٰ اور مفلح کو قتل کردے، ان کے معاملے میں تو نے کوتاہی کی،

اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میرے لئے ان دونوں کے ساتھ ایسا کرنا کیسے ممکن تھا، لشکر کے اعتبار سے دونوں مجھ سے بڑے اور بہت زبردست ہیں، میرے اور مفلح کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا تو میں اس کا انتقام نہ لے سکا البتہ میں اپنا لشکر اور اپنے ساتھی اور جس نے میرا ساتھ دیا سب کو لے آیا ہوں تاکہ ان دونوں کے خلاف تیری مدد کروں تجھے طاقت پہنچاؤں اور موسیٰ کے پاس تو بہت تھوڑی تعداد رہ گئی ہے،

اس نے کہا کہ اپنے ہتھیار رکھ دے اور کسی کے گھر میں داخل کرنے کا حکم دیا،

اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین مجھ جیسے آدمی کے ساتھ ایسا کرنا درست نہیں ہے جبکہ وہ تیری وجہ سے آئے ہیں، یہاں تک کہ میں اپنے گھر جاؤں اور اپنے ساتھیوں اور عزیزوں کو اپنے کام کا حکم دوں،

اس نے کہا کہ اس معاملہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے کہ مجھے تجھ سے مشورہ کی ضرورت ہو،

بایکباک کے ترک ساتھیوں کا محل کو گھیرنا

اس کے ہتھیار لے لئے گئے ساتھیوں کو اس کی خبر میں دیر لگی احمد ابن خاقان بایکباک کا خادم خاص ان میں دوڑنے لگا کہ اپنے سردار کو تلاش کرو قبل اس کے کہ اس پر کوئی حادثہ گزرے ترک جوش میں آگئے اور محل کو گھیر لیا،

جب مہتدی نے یہ دیکھا تو اس کے پاس صالح بن علی بن یعقوب بن ابی جعفر المنصور تھا، اس سے مشورہ کیا کہ تو کیا مناسب سمجھتا ہے اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین، جس شجاعت اور پیش قدمی کو تو پہنچا تیرے بزرگوں میں کوئی نہیں پہنچا ابو مسلم کی شان اہل خراسان کے نزدیک اس سے بہت زیادہ تھی جتنی کہ اس ترک کی اس کے لشکر میں ہے مگر کچھ نہ ہوا اس کا سر ان کی طرف پھینک دیا گیا یہاں تک کہ انھیں قرار آ گیا حالانکہ ان میں ان کے وہ پرستار بھی تھے جو اس کی پرستش کرتے تھے اور اس کو رب بنائے ہوئے تھے تو بھی اگر ایسا کرے گا تو انھیں قرار آ جائے گا، کیونکہ پیشقدمی میں تو منصور سے بھی زیادہ ہے اور دل کی شجاعت میں بھی،

بایکباک کا قتل ہونا

الکرخی جس کا نام محمد بن المباشر تھا کرخ میں لوہار تھا اور میخیں بنایا کرتا تھا اس پیشے سے جدا ہو کر بغداد میں المہتدی سے مل گیا تھا اس نے اس پر بھروسہ کر کے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا اسے بایکباک کی گردن مارنے کا حکم دیا تو اس نے اس کی گردن ماردی، ترکوں کی یہ حالت تھی کہ محل میں مسلح صف بستہ کھڑے بایکباک کو طلب کر رہے تھے المہتدی نے عتاب بن عتاب کو یہ حکم دیا کہ وہ اس کا سر ان کی طرف پھینک دے، عتاب نے سر لے کے ان کی طرف پھینک دیا وہ پیچھے ہٹے اور ان میں جوش پیدا ہو گیا ایک شخص نے عتاب پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا المہتدی نے فراغنہ اور مغاربہ اور اوکشیہ اور اشروسنیہ اور ان ترکوں کو عو بلا بھیجا جنھوں نے دو درہم اور ستو پر اس سے بیعت کی تھی وہ آئے اور ان میں سے بہت سے ہلاک ہوئے کہا گیا ہے کہ ان ترکوں میں سے جنھوں نے قتال کیا تقریباً چار ہزار ہلاک ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو ہزار اور یہ بھی کہ ایک ہزار ہلاک ہوئے یہ واقعہ اسی سال ۱۳ رجب ہفتہ کے دن ہوا،

خلافت و ترک میں جنگ

ساری قوم ہفتہ کے دن کو اکٹھا ہو گئی تمام ترک متفق ہو گئے سب کا معاملہ ایک ہو گیا، ان میں سے تقریباً دس ہزار آدمی آئے طغوتیا برادر بایکباک اور احمد بن خاقان جو کہ بایکباک کا خاص غلام تھا تقریباً پانچ سو آدمیوں کی جماعت لے کر آئے جو طغوتیا کے ہمراہ تھے،

المہتدی اس طرح نکلا کہ صالح بن علی اس کے ہمراہ تھا گلے میں قرآن مجید تھا اور وہ لوگوں کو اس بات کی دعوت دے رہا تھا کہ وہ اپنے خلیفہ کی مدد کریں جب معاملہ بڑھا تو وہ ترک جو مہتدی کے ساتھ تھے اپنے ساتھیوں کی طرف مائل ہو گئے جو بایکباک کے بھائی کے ساتھ تھے، المہتدی فراغنہ و مغاربہ اور ان چند عوام میں رہ گیا جو اس کے ہمراہ تھے، پھر طغوتیا برادر بایکباک نے ان سب پر ایک ایسا حملہ کیا جیسا کہ قصاص کے بھوکے اور ایسے شدید پیاسے اور ایسے شخص کا ہو جسے بدلہ نہ ملا ہو انھوں نے صفیں توڑیں، انھیں بھگا دیا اور بہت سوں کو قتل کر ڈالا وہ لوگ پشت پھیر کے بھاگے، المہتدی بھی اس طرح شکست اٹھا کے بھاگا کہ اس ہاتھ میں برہنہ تلوار تھی اور وہ پکار رہا تھا اے لوگو اپنے خلیفہ کی مدد کرو، اسی طرح ابو صالح عبداللہ بن محمد بن یزداد کے گھر پہنچا جو خشبتہ بابک کے بعد تھا اور اس میں احمد بن جمیل صاحب المعونۃ بھی تھا، وہاں داخل ہوا، اپنے ہتھیار رکھ کر سفید کپڑے پہن لئے تا کہ ایک گھر کے اوپر چڑھ کر دوسرے گھر میں اتر جائے اور بھاگ جائے ڈھونڈا گیا مگر نہیں ملا،

مہتدی کی بے کسی و قتل

احمد بن خاقان تیس سواروں کے ساتھ اسے تلاش کرتا ہوا آیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ وہ ابن جمیل کے گھر میں ہے المہتدی وہاں سے بھاگا تا کہ چڑھ کے نکل جائے اسے ایک تیر مارا گیا اور ایک تلوار اس کے پیٹ میں گھونپ دی گئی ،پھر احمد بن خاقان نے گھوڑے یا خچر پر لادا اور اس کے پیچھے سائیس کو بٹھا کے اسے اپنے گھر لے گیا، لوگ اس کے پاس آئے اسے تھپڑ مارنے اور منہ پر تھوکنے لگے اسباب و سامان کی قیمت دریافت کرنے لگے، اس نے چھ لاکھ کا اقرار کیا جنھیں کرخی نے بغداد میں لوگوں کے پاس امانت رکھ دیا ہے، تکلیف دینے کا سامان کیا گیا اور چھ لاکھ دینار کی دستاویز

لے لی گئی، ایک شخص کے حوالے کر دیا گیا جس نے اس کے خصیے کو مسل کر اس کو قتل کر دیا،

بعض نے کہا کہ اس وقعہ کا سبب یہ تھا کہ ترکوں کی اولاد میں سے لوگ جمع ہوئے کہ ہم لوگ اس پر رضامند نہیں ہیں کہ ہم پر سوائے امیر المؤمنین کے کوئی اور سردار ہو،

موسیٰ بن بغا اور بایکباک کو اس وقت انھوں نے لکھا جب کہ وہ دونوں الشاری کے مقابل تھے، موسیٰ اپنے آدمیوں کے ساتھ آیا جمعے کو الوزیریہ کے علاقے میں ایک پل تک گیا اس دوران المہتدی نے الحیر میں پڑاؤ کیا اور وہ ان کے قریب ہو گیا وہ محل کی جانب مسلح نکلا،

مہتدی کے حامیوں کا قتل

جب ۱۳ رجب ہفتہ کا دن ہوا تو بایکباک فرماں بردار بن کے داخل ہوا، موسیٰ تقریباً دو ہزار آدمیوں کے ساتھ خراسان چلا گیا، ایک شخص موالی میں سے المہتدی کے پاس آیا کہ بایکباک نے موسیٰ سے وعدہ کیا کہ ہے کہ تجھے محل میں کسی بہانے سے قتل کر دے گا، المہتدی نے بایکباک کو گرفتار کر لیا، اس کے ہتھیار چھین لئے اور قید کر دینے کا حکم دیا، وہ ہفتے کو عصر تک قید رہا، اہل کرخ اس کی تلاش میں نکلے اور واپس گئے، اتوار کی صبح ہوئی تو ان میں سے ہر ایک پیادہ یا سوار مسلح ہو کے آیا جب وہ محل کی طرف گئے تو مہتدی نے نماز ظہر پڑھی، اور فراغنہ اور مغاربہ کے ہمراہ ان کی طرف نکلا، ترکوں نے انھیں بھڑکایا، انھوں نے ان پر حملہ کر دیا، جب انھوں نے ان کا پیچھا کیا تو ان کا پوشیدہ لشکر نکل آیا جس سے فراغنہ اور مغاربہ کی بہت بڑی جماعت مقتول ہوئی،

مہتدی کا راہِ فرار اختیار کرنا

المہتدی بھاگا، ابوالوزیر کے دروازے پر اس حالت میں گزرا کہ اس کا غلام چیخ رہا تھا کہ اے لوگو یہ تمھارا خلیفہ ہے جبکہ ترک اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے، وہ احمد بن جمیل کے گھر میں گھس گیا اس کے بعد مہتدی ایک سے دوسرے گھر پر چڑھ گیا ترکوں نے اس تمام علاقوں کا محاصرہ کر لیا، اسے انھوں نے عبداللہ بن عمر الیازیار کے ایک غلام کے گھر سے نکالا اور اس حالت میں ایک دبلے سیاہ گھوڑے پر سوار کر دیا جبکہ اس کی پسلی میں نیزے کا زخم تھا اور وہ ایک کرتہ اور پاجامہ پہنے تھا، کرخی کا گھر نیز کچھ عام لوگ اور بنی ثوابہ کے مکانات لوٹ لئے،

حبشون، بکالیا اور کیغلغ کی گرفتاری

جب پیر کا دن ہوا تو احمد بن متوکل عرف ابن فتیان کو یار جوخ کے گھر پہنچایا گیا ترک راستوں میں گھوم رہے تھے اور عوام کی تعریف کر رہے تھے کہ انھوں نے ان سے جنگ نہیں کی،

دوسروں نے کہا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ کرخ اور سامرا کے باشندوں نے اسی سال ۲ رجب پیر کے دن کرخ میں حرکت کی اور اس کے پاس جمع ہوئے، المہتدی نے کیغلغ وطیایغوبن صول ارتکین اور اپنے بھائی عبداللہ کو ان کی جانب روانہ کیا، لوگ ان کے ساتھ مذاکرات کرتے رہے، یہاں تک کہ ان میں سکون ہو گیا یہ دارالخلافت واپس آ گئے، ابونصر محمد بن بغا کبیر کو یہ خبر پہنچی کہ مہتدی نے اس کے اور اس کے بھائی موسیٰ کے بارے میں کچھ کہا گیا ہے اور موالی سے کہا کہ تمام مال ان لوگوں کے پاس ہے، وہ اس سے اور ان لوگوں سے ڈرا بدھ کی رات ۳ رجب کو بھاگ گیا

،المہتدی نے چار خط لکھے جس میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو امان دی تھی دو خط اسے اس وقت پہنچے، جب وہ ابرتکین بن برمکا تکین کے ساتھ المحمدیہ میں مقیم تھا اور دو خط اس وقت پہنچے کہ فرج صغیر کے ساتھ تھا اس نے اس پر بھروسہ کیا اور واپس ہوا وہ اور اس کا بھائی جشون اور برکالیا دارالخلافت میں داخل ہوئے تو قید کر دیئے گئے ان کے ساتھ کیغلغ بھی تھا کیغلغ بھی قید کر دیا گیا ابونصر کو ان سے علیحدہ کر لیا گیا اور اس سے مال مانگا گیا، اس کے وکیل سے پندرہ ہزار دینار لے لئے گئے اور اسے تین رجب منگل کو قتل کر کے القناۃ کے ایک کنویں میں پھینک دیا گیا پندرہ رجب پیر کو اسے کنویں سے نکالا گیا اور اسے گھر پہنچا دیا گیا اس میں سے بدبو اٹھنے لگی تھی تین سو مثقال مشک اور چھ سو مثقال کا کافور خرید کر اس پر ڈال دیا گیا مگر بدبو دور نہیں ہوئی حسن بن مامون نے اس کی نماز جنازہ پڑھی،

مہتدی کا غلاموں کو ساتھ دینے پر آمادہ کرنا

المہتدی نے ابونصر کو قید کرنے کے وقت موسیٰ بن بغا کو لکھا کہ لشکر کو بایکباک کے سپرد کر دے اور مع موالی کے سامرا آجائے، بایکباک کو لشکر پر قبضہ کرنے اور شاری کے قتال کا انتظام کرنے کا لکھا بایکباک اس خط کو موسیٰ کے پاس لے گیا اس نے اسے پڑھا تو سامرا کی واپسی پر آمادہ ہو گیا، المہتدی کو یہ خبر پہنچی کہ وہ لوگ اس کی مخالفت پر آمادہ ہیں اس نے موالی کو جمع کر کے اپنی فرماں برداری پر ابھارا اور انھیں دارالخلافت میں اپنے ساتھ رہنے اور اپنے سے جدا نہ ہونے کا حکم دیا، ترکوں میں سے ہر شخص کے لئے اور جوان کے قائم مقام تھے ان کے لئے بھی دو درہم یومیہ جاری کئے، اور مغربیوں میں سے ہر شخص کے لئے ایک درہم دونوں فریق اور ان کے دوست تقریباً پندرہ ہزار آدمی اس کے لئے خاص محل اور دوسرے محلوں میں جمع ہو گئے ان میں وہ ترک بھی تھے جو الکاملی کے نام سے مشہور تھے،

کیغلغ کے قید ہونے کے بعد دارالخلافت کا منتظم مسرور بلخی اور سرداروں کا رئیس طبایغو تھا، منتظم عبداللہ بن تکین تھا، موسیٰ اور مفلح اور بایکباک کو ابونصر اور حبشون اور دیگر گرفتاروں کی خبر پہنچی تو انھوں نے احتیاط اختیار کی، ان کے اور مہتدی کے درمیان خط و کتابت ہوئی، مہتدی اس جماعت کے اپنے پاس آنے کی امید میں ۱۱ رجب جمعرات کو اپنی جماعت کے ساتھ نکلا مگر کوئی نہیں آیا،

ابن خاقان کا گرفتار ہونا

جب ۱۲ رجب جمعے کا دن ہوا تو یہ خبر پہنچی کہ موسیٰ مفلح کے ساتھ سامرا کے راستے سے الجبل کے علاقے میں شام کے وقت داخل ہو گیا ہے، ہفتے کے دن بایکباک اور یارجوخ اور اساتکین اور علی بن بارس اور سیما الطویل اور خطارمش دارالخلافت میں داخل ہوئے بایکباک اور اس کا نائب احمد بن خاقان قید کر دیئے گئے اور بقیہ کو واپس کر دیا گیا ،بایکباک وغیرہ کے ترک ساتھی جمع ہوئے اور کہا ہمارا سردار کیوں قید ہے اور ابونصر کیوں قتل کیا گیا،

ہفتے کو مہتدی ان کی طرف نکلا ان کے درمیان کوئی جنگ نہیں ہوئی وہ واپس ہو گیا، اور اتوار کو اس طرح نکلا کہ وہ لوگ اس کے لئے جمع ہو گئے تھے، خود اس نے مغربیوں اور مٹی کے برتن والے ترکوں اور فرغانیوں کو جمع کیا، میمنے پر مسرور بلخی اور میسرے پر یارجوخ تھا، المہتدی اساتکین اطبایغو وغیرہ سرداروں کے ساتھ قلب میں رہا، جب سورج تیز ہو گیا تو بعض آدمی بعض کے قریب ہو گئے اور لڑائی چھڑ گئی، انھوں نے بایکباک کو طلب کیا تو مہتدی نے اس کا سر ان کو پیش کر دیا عتاب بن عتاب نے اسے اپنی قبا کے دامن سے نکالا تھا۔ ان لوگوں نے اسے دیکھا تو اس کے بھائی طغوتیا

نے اپنی خاص جماعت سے مہتدی کی جماعت پر حملہ کر دیا مہتدی کے دائیں بائیں والوں نے دھوکا کیا اور انھی کے ساتھ ہو گئے بقیہ لوگ مہتدی کے پاس سے بھاگ گئے دونوں فریق کی ایک جماعت مقتول ہوئی،

مہتدی کا عوام کو بے فائدہ المدد! المدد! پکارنا

حبشون بن بغا سے مذکور ہے کہ سات سو اسی آدمی مقتول ہوئے اور سب لوگ منتشر ہو گئے المہتدی دارالخلافت میں داخل ہوا جس سے وہ داخل ہوا تھا وہ دروازہ بند کر لیا گیا اس دروزے سے نکلا جو باب ایتاخ مشہور ہے بازار مسرور سے واثق کے دروازے سے ہوتا ہوا باب العامہ کی طرف اس طرح نکلا کہ دہائی دے رہا تھا کہ اے لوگو میں امیر المؤمنین ہوں اپنے خلیفہ کی طرف سے قتال کرو مگر عوام میں سے کسی نے اس کی بات نہیں مانی اور وہ سڑک پر گزر رہا تھا اور دہائی دے رہا تھا مگر کسی نے اس کی مدد نہیں کی، وہ قید خانے کے دروازے پر گیا قیدیوں کو رہا کر دیا خیال کرتا تھا کہ یہ لوگ اس کی مدد کریں گے مگر سوائے بھاگنے کے ان سے کچھ نہیں ہوا، کسی نے اس کی بات نہیں مانی،

مہتدی کا ابن خاقان کے پاس گرفتار ہونا

لوگوں نے اس کی بات قبول نہ کی تو ابو صالح عبداللہ بن یزداد کے گھر گیا وہاں احمد بن جمیل افسر پولیس بھی آیا ہوا تھا وہ اس کے پاس پہنچایا گیا دیوان ضیاع کی طرف نکال کے محل میں لائے، پھر احمد بن خاقان کے پاس قید کر دیا، احمد بن جمیل کا گھر لوٹ لیا گیا جو شخص مغاربہ کے سرداروں میں سے اس معرکے میں قتل ہوا وہ نصر احمد زبیری ہے اور شاکریہ کے سرداروں میں سے عتاب بن عتاب ہے جبکہ وہ بایکباک کا سران کے پاس لایا تھا،

مہتدی کی دلیری

بیان کیا گیا ہے کہ اس جنگ میں مہتدی نے بہت بڑی جماعت کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا، قید ہونے کے بعد سخت کلامی ہوئی اور انھوں نے اس سے معزولی چاہی تو اس نے انکار کیا اور لڑنے کے لئے تیار ہو گیا، انھوں نے کہا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے موسیٰ بن بغا اور بایکباک اور سرداروں کی ایک جماعت کو لکھا کہ ان کے ساتھ بدعہدی نہیں کرے گا، انھیں فریب نہیں دے گا اور نہ قتل کرے گا نہ ان امور کا وعدہ کرے گا جب اس نے ایسا ان سب کے لئے یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کیا اور وہ اس کی فطرت کو جان گئے تو اس کی بیعت کو توڑ دیا انھیں اختیار ہے کہ جس کو چاہیں نصب کریں انھوں نے اس کی حکومت کو توڑنے کو حلال سمجھا۔

نئے خلیفہ کی بیعت

یارجوخ لوگوں کے بھاگ جانے کے بعد دارالخلافت گیا تھا، وہاں سے اولاد متوکل میں سے اس نے ایک جماعت کو نکالا انھیں اپنے گھر لے گیا ۱۳ رجب منگل کو احمد بن متوکل سے جو ابن فتیان مشہور تھا بیعت کر لی المعتمد علی اللہ نام رکھا گیا ۱۸ رجب جمعرات کے دن کو المہتدی محمد بن واثق کی وفات پر شہادت لی گئی کہ وہ درست حالت میں تھا سوائے ان دو زخموں کے جو اسے اتوار کو لڑائی میں ایک تیر اور ایک تلوار سے لگے اور کوئی زخم نہ تھا، جعفر بن عبدالواحد اور

امیر المومنین کے چند بھائیوں نے نماز جنازہ پڑھی اور منتصر کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا۔
موسیٰ بن بغا اور مفلح ۲۰ رجب یوم ہفتے کو سامرا میں داخل ہوئے اس نے المعتمد کو سلام کیا اور انعام حاصل کیا وہ اپنے گھر چلا گیا لوگ امن و عافیت سے رہنے لگے،

اہلِ کرخ کا مہتدی سے ملنا

۲ رجب کو اہل کرخ و دور میں ہیجان پیدا ہوا، وہ جمع ہوئے جب وہ حرکت کرتے تھے تو مہتدی اپنے بھائی عبداللہ کو بھیجا کرتا تھا، اس دن بھی حسب معمول عبداللہ کو اس کے پاس بھیجا اس نے انھیں اس حالت میں پایا کہ محل تک جانے کے ارادے سے آئے ہیں گفتگو کی اور ان کی ضروریات کے انتظام کی ذمہ داری لی مگر انھوں نے انکار کیا کہ ہم واپس نہیں ہونگے جب تک ہم امیر المومنین کے پاس جا کر اس سے اپنے واقعے کی شکایت نہ کر لیں۔ عبداللہ ان کے پاس سے واپس ہوا، اس وقت دار الخلافت میں ابونصر محمد بن بغا اور حبشون اور کیغلغ اور مسرور بلخی اور ایک اور گروہ تھا۔ عبداللہ جب یہ خبر پہنچا دی تو حکم ہوا کہ واپس جاؤ اور ان کی ایک جماعت کو واپس لاؤ، حسب الحکم عبداللہ ان سے محل کے قریب ملا اور چاہا کہ وہ اپنے مقام پر ٹھہریں اور اس کے ساتھ ایک جماعت کو روانہ کریں مگر انھوں نے انکار کیا جب ابو نصر کو اور جو اس کے ساتھ دار الخلافت میں تھے، یہ خبر پہنچی کہ ان کا گروہ آ گیا ہے تو وہ سب کے سب باب النزالہ کے سب کی طرف سے دار الخلافت سے نکل گئے۔ دار الخلافت میں سوائے مسرور بلخی کے البطون نائب کیغلغ کے، اور کاتبوں میں سے سوائے عیسیٰ بن فرخانشاہ کے اور کوئی نہ رہا،

اہلِ کرخ کے مطالبات

یہ لوگ باب القصر الاحمر کے قریب سے داخل ہو گئے اور چار ہزار دار الخلافت میں چلے گئے، مہتدی کے پاس گئے اپنی حالت کی شکایت کی انھیں اپنی درخواست میں بھروسہ تھا کہ ان کے افسروں کو معزول کر دیا جائے گا اور ان کا انتظام امیر المومنین کے بھائیوں کے سپرد کر دیا جائے گا، خزانے میں جتنی خیانت کی ہے سب کی تلافی و بازیابی اور ان کا احتساب ہوگا جس کی مقدار پندرہ کروڑ بیان کی تھی۔ مہتدی نے اس معاملے میں اور ان کی درخواست پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ اس دن وہ دار الخلافت میں ہی رہے، مہتدی نے محمد بن مباشر کرخی کو بھیجا اس نے ان کے لئے ستو خریدا اور ابو نصر بن بغا اس کے بعد ہی گیا یہاں تک کہ اس نے الحیر میں حلبہ کے قریب تھا لشکر جمع کیا، اس کے ساتھ تقریباً پانچ ہزار آدمی مل گئے مگر اسی رات کو علیحدہ ہو گئے اب اس کے پاس سو سے بھی کم رہ گئے، وہ چلا گیا جاتے جاتے محمدیہ پہنچ گیا۔

جمعرات کی صبح اس طرح ہوئی کہ یہ لوگ اپنے پہلے مطالبے پر قائم تھے ان سے کہا گیا کہ یہ کام جس کا تم ارادہ کرتے ہو سخت کام ہے، ان سرداروں کے ہاتھ سے حکومت کا نکال لینا تمھیں بھی آسان نہیں۔ چہ جائے کہ معزول بھی کئے جائیں اور سرکاری مطالبے بھی پورے کرا لئے جائیں، اپنے معاملے میں غور کرو، اگر تمھیں یہ خیال ہو کے تم اس معاملے میں اسوقت تک صبر کرو گے جب تک کہ وہ اپنی انتہا کو پہنچے تو امیر المومنین اسے تمھارے لئے قبول کرتے ہیں، دوسری صورت میں امیر المومنین تمھارے لئے غور کو اچھا سمجھتے ہیں، انھوں نے انکار کیا، انھیں اس معاملے میں بیعت کی قسموں کی دعوت دی گئی کہ وہ اسی قول پر قائم رہیں گے اس سے رجوع نہ کریں گے جو شخص ان سے اس معاملے میں لڑائی کرے گا اس سے جنگ کریں گے امیر المومنین کا بھلا سوچیں گے اس سے وفاداری کریں گے، ان لوگوں نے اس

کی یہ بات مان لی، بیعت کی قسمیں لی گئیں اس دن تقریباً ایک ہزار نے بیعت کر لی، احکامات جاری کرنے کا اختیار عیسیٰ بن فرخانشاہ کے ہاتھ میں تھا۔

ابونصر کی طلبی و باریابی

انھوں نے اپنی جانب سے ابونصر کو ایک خط لکھوایا، جسے عیسیٰ بن فرخانشاہ نے ان کے لیے لکھ دیا، اس خط میں بلاوجہ دارالخلافت سے نکل جانے پر ناگواری کا ذکر کیا تھا، کہ صرف اس لئے امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کہ اپنی شکایت کریں جب دارالخلافت کو خالی پایا تو ٹھہر گئے، امیر المؤمنین جب معاودت فرمائیں گے تو ہم بھی لوٹ جائیں گے، ہرگز ہرگز نہ ابھاریں گے، عیسیٰ نے خلیفہ کی جانب سے بھی اسے ایسا ہی لکھا وہ المحمدیہ سے عصر و عشاء کے درمیان آیا اور دارالخلافت میں اس طرح داخل ہوا کہ اس کے ہمراہ اس کا بھائی جشون اور کیغلغ اور بکالیا اور ان کا ایک گروہ تھا موالی ان کے مقابلہ میں مسلح ہو کے کھڑے ہو گئے، اور مہتدی بیٹھ گیا ابونصر اور اس کے ہمراہی اس کے پاس پہنچے سلام کیا قریب آیا المہتدی کے ہاتھ پاؤں اور فرش کو بوسہ دیا اور پیچھے ہٹ گیا

المہتدی نے خطاب کیا کہ اے محمد اس معاملے میں جو آزاد کردہ غلام کہتے ہیں تیرے پاس کیا ہے۔

اس نے کہا وہ کیا کہتے ہیں۔

فرمایا، وہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگوں نے تمام دولت لوٹ لی۔ سلطنت کے کسی معاملے میں غور نہیں کرتے، لوگوں کے مسائل پر کان نہیں دھرتے۔

محمد نے کہا اے امیر المؤمنین میرے ساتھ نہیں ہیں نہ میں دیوان کا کاتب تھا نہ میرے ہاتھ میں کارندے تھے۔

پوچھا: پھر وہ اموال کہاں ہیں، وہ ضرور تیرے ہی پاس ہیں، یا تیرے بھائیوں، کاتبوں، اور ساتھیوں کے پاس۔

ابونصر کی گرفتاری

آزاد غلام قریب آئے عبداللہ بن تکین اور ان میں کی ایک جماعت مقابلے کے لیے آگے بڑھی ابونصر کا ہاتھ پکڑ لیا، اور کہا کہ یہ امیر المؤمنین کا دشمن ہے جو امیر المؤمنین کے سامنے تلوار لے کے کھڑا ہوتا ہے، انھوں نے اس کی تلوار لے لی۔ اسی دوران ابونصر کا ایک غلام اندر آیا جس کا نام تیتل تھا اس نے اپنی تلوار سونت لی۔ اور قدم بڑھایا کہ ان لوگوں کو ابونصر کے پکڑنے سے باز رکھے، اس کا قدم خلیفہ کے قریب تھا، عبداللہ بن تکین بڑھا اور اس کے سر پر ایک تلوار ماری، اس کے بعد دارالخلافت میں کوئی شخص ایسا نہ رہا جس کی تلوار نہ لی گئی ہو، المہتدی اٹھا اور ایک کوٹھری جو قریب تھی میں چلا گیا، محمد بن بغا کو گرفتار کر کے دارالخلافت کے ایک حجرے میں داخل کر دیا گیا اس کے بقیہ ساتھی قید کر دیے گئے لوگوں نے اس غلام کے قتل کا ارادہ کیا تو المہتدی نے انھیں روکا اس کے بارے میں مجھے غور کرنے کی گنجائش ہے، پھر حکم دیا تو اسے خزانے سے ایک کرتہ دیا گیا، اس کے سر کا خون دھونے کا حکم دیا گیا اور قید کر دیا گیا۔

مہتدی کا عبداللہ کو حکم

بدھ کی صبح کو لوگ بہت جمع ہو گئے، بیعت لی جا رہی تھی، عبداللہ بن واثق کو ایک ہزار شاکریوں اور فرغانیوں کے ساتھ الرفیف جانے کا حکم دیا، خراسان کے ان سرداروں میں سے جنھیں اس نے نکلنے کا حکم دیا تھا، محمد بن یحییٰ الواثقی، عتاب بن عتاب، ہارون بن عبدالرحمٰن بن الازہر، ابراہیم برادر ابی عوان یحیی بن محمد بن داؤد، نصر بن شبث کا بیٹا، عبدالرحمٰن بن دینار اور احمد بن فریدوں وغیرہ تھے، عبداللہ بن واثق کو ان سرداروں کی جانب سے یہ خوشخبری پہنچی کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس جگہ سے ان کا آنا جانا مناسب نہیں ہے، اس نے ادھر کا جانا ترک کر دیا ان لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ موسیٰ اور مفلح کی واپسی کے لیے اپنے میں سے کسی سردار کے لشکر کو سپرد کرنے کے بارے میں لکھیں سب نے اس بات پر اتفاق کر لیا، ان دونوں کو یہ مضمون بھیجا جائے اور چند خطوط دوسرے سرداروں کو لکھے جائیں کہ دونوں سے لشکر لیکر اس پر قبضہ کر لیں اور چند خطوط چھوٹوں کو اس درخواست کے متعلق جو ان کے ساتھیوں نے سامرا میں کی تھی اور ان کی وہ درخواست قبول کی گئی تھی، اور ان خطوط کے لکھنے کا حکم دیا تھا، جو سرداروں کو لکھنا منظور تھے اور اس امر کا کہ وہ انتظار کریں اگر موسیٰ و مفلح نے دارالخلافت مع اپنے غلاموں کے آنے میں اور جسے لشکر کی کمان دینے کا حکم دیا گیا ہے سپرد کرنے میں جلدی کی تو خیر ورنہ ان دونوں کو گرفتار کر کے دارالخلافت روانہ کر دو ان لوگوں نے یہ خطوط تیں آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیے، وہ لوگ اسی سال ۵ رجب جمعہ کی رات کو سامرا سے روانہ ہوئے۔

بیعت کی خریداری

ان لوگوں پر یومیہ جاری کیا گیا جن سے دارالخلافت میں فی کس دو درہم یومیہ پر بیعت لی گئی تھی تقسیم کرنے کا ذمہ دار عبداللہ بن تکین ہوا جو کنجور کے لڑکے کا ماموں تھا، جب یہ خبر موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو پہنچی تو اس نے کنجور پر الزام لگایا اور اسے مارنے کے بعد قید کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت موسیٰ السن میں تھا، جب یہ خبر بایکباک کو پہنچی جو الحدیثہ میں تھا تو وہ السن آیا اور کنجور کو قید سے چھڑوایا، لشکر السن میں جمع ہوا، پیامبر نے ان کے پاس خطوط پہنچا دیے بعض اہل لشکر کو پڑھ کر سنائے ان سے مدد کی بیعت لی، ۱۱ رجب جمعرات کو الرفیف کے پل پر اترے اسی دن المہتدی الحیر کی طرف نکلا لوگوں نے روکا وہ تھوڑا ہی چلا تھا کہ پھر لوٹا اور حکم دیا کہ خیمے اور چھولداریاں اکھاڑ کے الحیر میں لگائی جائیں۔

جمعے کی صبح ہوئی تو موسیٰ کے لشکر سے تقریباً ایک ہزار آدمی واپس آ گئے جن میں کو تکین و شنج بھی تھے المہتدی الحیر کی طرف نکلا اس نے اپنے دائیں بازو پر تکین کو مقرر کیا بائیں بازو پر شنج مقرر کیا، خود قلب میں ٹھہرا، سامرا اس حالت میں واپس آئے کہ دونوں لشکروں کے درمیان تھے،

موسیٰ بن بغا کی خواہش تھی کہ وہ کسی ایسے علاقے کا گورنر بنا دیا جائے کہ وہاں وہ چلا جائے قوم کو خواہش تھی کہ موسیٰ مع اپنے غلاموں کے ان کے سامنے آ کر ان سے گفتگو کریں اس دن اس نے کے درمیان کوئی بات طے نہیں ہوئی، جب ہفتے کی رات ہوئی تو جو شخص موسیٰ کے پاس واپس ہونا چاہتا تھا وہ واپس آ گیا موسیٰ و مفلح تقریباً ایک ہزار آدمی کے ساتھ خراسان کے ارادہ سے واپس ہوئے، بایکباک اور اس کے سرداروں کی ایک جماعت اسی شب عیسیٰ کرخی کے ساتھ روانہ ہوئے، اسی کے ہمراہ رات گزاری ہفتے کی صبح ہوئی بایکباک اور اس کے ساتھی دارالخلافت میں داخل ہوئے

تو بایکباک اور یار جوخ اور اساتکین اور احمد بن خاقان اور خطارمش وغیرہ کی تلواریں لے لی گئیں، سب کے سب المہتدی کے پاس پہنچے اور سلام کیا بایکباک کے علاوہ سب کو واپسی کا حکم دیا گیا۔

بایکباک کے ساتھ مہتدی کا سلوک

المہتدی نے اسے اپنے سامنے ٹھہرانے کا حکم دیا تھا، وہ اس کے سامنے اس طرح آیا کہ وہ اس سے قرضے شمار کرا رہا تھا، جو کچھ مسلمانوں کے اور اسلام کے ساتھ اس نے کیا تھا، سب کا حساب کر رہا تھا، کہ موالی اس پر ٹوٹ پڑے، اسے دار الخلافت کے ایک حجرے میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا، پانچ گھنٹے بھی نہ ہوئے تھے، کہ ہفتہ زوال کے وقت قتل کر دیا گیا، حالت اپنے معمول پر آ گئی، پھر کوئی گڑ بڑ نہ ہوئی، کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا، سوائے چند آدمیوں کے جنھوں نے بایکباک کے معاملے کو خراب جانا تھا، انھوں نے بھی پوری پوری بیقراری ظاہر کی۔

جب اتوار ہوا تو ترکوں نے دار الخلافت میں اپنے ساتھ فرغانیوں کی برابری پر ناراضی ظاہر کی، ان کے ذہن میں یہ بات جم گئی، کہ صرف ان کے رؤساء کے قتل کے لیے یہ تدبیر جاری ہوئی ہے تاکہ فرغانیوں اور مغربیوں کو ان پر مقدم کیا جائے لہٰذا وہ سب کے سب دار الخلافت سے نکل گئے، یہاں فقط فرغانی و مغربی رہ گئے، ترکوں نے کرخ کے علاقے میں جا کے اس کی مذمت کی بایکباک کے ہمراہیوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے خود بایکباک کو بھی ساتھ ملا لیا

فرغانیوں کا مہتدی کے ساتھ عہد و پیمان

مہتدی نے فرغانیوں کی ایک جماعت کو اپنے پاس بلا یا ترکوں نے جن باتوں کو ناگوار سمجھا اس کی انھیں خبر دی کہ اگر تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کے مقابلے پر کھڑے ہو سکو گے تو امیر المومنین کو تمھاری قربت ناگوار نہیں ہے، اور اگر تم لوگ اپنے بارے میں ان کے مقابلے ہونے کا خیال کرتے ہو تو معاملے کے شدت اختیار کرنے سے قبل ہم ان لوگوں کو ان کے مطالبات منظور کر کے رضامند کر لیں گے، فرغانیوں نے عرض کی کہ ہم ترکوں کے مقابلے میں کھڑے ہوں گے، اور ان پر غالب آ ئیں گے۔ بشرطیکہ ہم میں اور مغربیوں میں اتفاق ہو جائے، ان لوگوں پر اپنے مقدم کیے جانے کی وجہ سے انھوں نے بہت سی چیزیں تیار کر لیں اور المہتدی سے ترکوں پر چڑھائی کی خواہش کا اظہار کیا، وہ ظہر تک اسی طرح رہا، ظہر کے بعد سوار ہوا، بہت سے فرغانی سواروں اور بہت سے مغربی پیادوں کو ساتھ لیا اور ان کی طرف روانہ ہو گیا، جو کرخ اور قطائع کے درمیان موجود تھے، ترک دس ہزار تھے، اور وہ چھ ہزار، ان کے ہمراہ صالح بن وصیف کے ساتھی ترک ایک ہزار سے بھی کم تھے، ایک جماعت یار جوخ کے ساتھ تھی،

مہتدی کی پسپائی

جب دونوں گروہ کی مڈبھیڑ ہوئی تو یار جوخ مع اپنے ترکی ساتھیوں کے دوسروں کا ساتھ دینے لگا صالح بن وصیف کے ساتھی بھاگ گئے، اور اپنی اپنی جگہوں پر واپس چلے گئے، طاشتمر الدکتہ کے پیچھے سے نکلا انھوں نے ایک لشکر چھپا رکھا تھا لہٰذا فوج آپس میں ہی ٹکرا گئی، دن کے تھوڑے حصے میں جنگ جاری رہی جس میں شمشیر زنی، نیزہ بازی، اور تیر اندازی ہوتی رہی، المہتدی کے ساتھیوں میں بھگدڑ مچ گئی مگر وہ خود ثابت قدم رہا، اور اس طرح مقابلے پر آیا کہ

انھیں اپنی طرف بلا بھی رہا تھا اور قتال بھی کر رہا تھا، جب ان کی واپسی سے مایوس ہو گیا تو اس حالت میں واپس چلا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اس کے جسم پر زرہ اور ایک ریشمی قبا تھی جس پر بندکیاں تھیں، موضع خشبہ بابک تک اس حالت میں پہنچا کہ جہاد کرنے اور اپنی مدد کرنے پر لوگوں کو ابھار رہا تھا، مگر ایک آوارہ گرد جماعت کے علاوہ اور کسی نے اس کی پیروی نہ کی جب وہ لوگ قید خانے کے دروازے پر پہنچے تو اس کے گھوڑے کی لگام کو انھوں نے پکڑ لیا اور اس سے قیدیوں کو رہا کرنے کی درخواست کی، وہ تنہا ان کے پاس سے واپس ہوا، مگر انھوں نے اسے نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اس نے ان کے رہا کرنے کا حکم دیا۔

لوگ واپس آ کر قید خانے کے دروازے میں مشغول ہو گئے، اور وہ تنہا رہ گیا، ابی صالح بن یزداد کے گھر پہنچا، یہاں احمد بن جمیل تھا۔ گھر میں داخل ہوا، دروازے بند کر لیے گئے اپنے کپڑے اور ہتھیار اتارے، جبکہ اس کی ران میں نیزے کا ایک زخم تھا، ایک کرتہ پاجامہ مانگا جو احمد بن جمیل نے حاضر کیا، پھر اپنا خون دھویا، پانی پیا اور نماز پڑھی۔

نئے متوقع خلیفہ کی رہائی

ترکوں کی تقریباً تیس آدمیوں کی ایک جماعت یار جوخ کے ساتھ آئی، یہاں تک کہ وہ لوگ دار ابی صالح پہنچ گئے دروازہ کھٹکھٹایا اور گھر میں گھس گئے جب اسے ان کی آہٹ ملی تو وہ تلوار لیے ہوئے ایک زینے پر چڑھ گیا وہ جماعت داخل ہوئی تو، وہ چھت پر تھا بعض نے اسے گرفتار کرنے کے لیے چڑھنے کا ارادہ کیا اس نے تلوار چلائی مگر خطا کر گئی وہ آدمی زینے سے گر پڑا، انھوں نے اسے تیر مارے ایک تیر اس کے سینے میں لگا اور اسے تھوڑا سا زخمی کر دیا، جس سے اسے یقین ہو گیا کہ یہ موت ہے۔ ناچار اپنے کو ان کے حوالے کر دیا چھت سے اتر آیا اور اپنی تلوار پھینک دی، انھوں نے اسے پکڑ لیا، کسی ایک کے سامنے گھوڑے پر بٹھا کے اسی راستے پر چلے جس راستے سے وہ آیا تھا، یہاں تک کہ اسے یار جوخ کے مکان پہنچایا جو القطائع میں تھا اس کے محل کو لوٹ لیا اس میں کچھ باقی نہ رہا۔ احمد بن متوکل کو نکالا جو ابن فتیان مشہور تھا اور محل میں قید تھا، موسیٰ بن بغا کو لکھا اس سے واپس آنے کی درخواست کی المہتدی انھیں کے پاس رہا اور انھوں نے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔

مہتدی کا ایذاؤں کے جھیلنے کے بعد مرنا

رجب منگل ہوا تو انھوں نے القطائع میں احمد بن متوکل سے بیعت کی بدھ کو اسے محل میں لے گئے۔ ہاشمیوں نے اور سرداروں نے اس سے بیعت کی۔ انھیں دنوں میں انھوں نے المہدی سے معزولی کی خواہش کی، اس نے انکار کیا، بدھ کو وہ مر گیا، پنجشنبہ کو اسے ہاشمیوں اور خاصے کی ایک جماعت کے سامنے ظاہر کیا، اس کا چہرہ کھولا اسے غسل دیا، ۱۸ رجب جمعرات ۲۵۶ھ کو جعفر بن عبدالواحد نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، ۲۰ رجب ہفتہ کے دن موسیٰ بن بغا آیا، ۲۲ رجب پیر کے دن احمد بن فتیان سوار ہو کر دار العامہ گیا لوگوں نے بیعت کی۔

مہتدی کا آخری انجام

محمد بن عیسیٰ القرشی سے مذکور ہے کہ جب مہتدی ان کے ہاتھ آ گیا، تو اس نے اپنے آپ کو معزول کرنے سے انکار کیا ان لوگوں نے اس کی ہتھیلیوں اور تلووں سے اس کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں جدا کر دیں یہاں تک کہ اس کی

دونوں ہتھیلیاں اور دونوں تلوے سوج گئے اس پر بہت تشدد کیا گیا ، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

ابونصر کا قتل

ابونصر محمد بن بغا کے قتل کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ سامرا سے اپنے بھائی موسیٰ کو ملنے کے ارادے سے روانہ ہوا تھا المہتدی نے اپنے بھائی عبداللہ کو مغاربہ وفراغنہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس کی طرف روانہ کیا۔ وہ لوگ اسے الرصیف میں مل گئے اسے پکڑ کر قید کر دیا جبکہ سلام کے لئے ان کی مخالفت سے پہلے وہ مہتدی کے پاس آیا۔

پوچھا اے محمد تیرا بھائی موسیٰ اپنے لشکر اور غلاموں کے ساتھ صرف اس لئے آیا ہے کہ صالح بن وصیف کو قتل کر کے واپس جائے۔

عرض کی اے امیر المؤمنین ، میں اللہ کے واسطے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں موسیٰ تیرا غلام ہے تیری فرماں برداری میں ہے حالانکہ وہ ایک دشمن کنبے کے مقابلے میں ہے۔

فرمایا ، صالح ہمارے لئے اس سے زیادہ مفید تھا اور سیاست ملک کے لئے بھی اس سے اچھا تھا یہ علوی کی حمایت میں آ گیا۔

عرض کی ، اے امیر المؤمنین وہ کیا کرے؟ اس نے تو اسے بھگا دیا ، اس کے ساتھیوں کو قتل کیا اور اسے بالکل تباہ کر چھوڑا ، موسیٰ واپس ہوا تو علوی لوٹ آیا ہمیشہ اس کا یہی کام ہے ، یا اللہ کیا ہوگا البتہ تو اس رے میں ہمیشہ کے لئے ٹھہرنے کا حکم دے ،

فرمایا ، یہ تذکرہ رہنے دے تیرے بھائی نے دولت سمیٹنے اور مال جمع کرنے سے زیادہ کچھ کام نہیں کیا ،

ناراضگی میں یہاں تک حکم دیا جب سے تو گورنر ہوا اس وقت سے حساب کیا جائے جو کچھ مال اس سے اور اس کے اہل بیت کو پہنچا واپس لیا جائے اور جو مال تجھے اور تیرے بھائیوں کو پہنچا وہ بھی واپس لیا جائے۔

حسب الحکم وہ گرفتار کر لیا گیا ، مارا گیا اور اس کا اور ابن ثوابتہ کا گھر لوٹ لیا گیا حسن بن مخلد ، ابن ثوابتہ اور سلیمان بن وہب القطان کاتب مفلح قابل گردن زنی قرار پائے یہ لوگ بھاگ گئے ان کے مکانات لوٹ لئے گئے۔

مہتدی کی مختلف قبائل سے مدد کی درخواست

مہتدی نے فرغانیوں ، اشرو سنیوں ، طبرستانیوں ، دیلمیوں ، اشنا خیوں کو ، بقیہ ترکان کرخ کو ، اور وصیف کے بیٹے کو طلب فرمایا ان سے موسیٰ اور مفلح کے مقابلے میں مدد چاہی ان لوگوں نے پھوٹ ڈال دی انھوں نے مال لے لئے اور غنیمت کو صرف اپنے لئے مخصوص کر لیا مجھے خوف ہے کہ مجھے قتل کر دیں گے اگر تم لوگ میری مدد کرو گے تو میں سب تم کو دوں گا اور تمھاری تنخواہیں بڑھا دوں گا۔

سب نے سر تسلیم خم کیا موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے محل کی حمایت کو اختیار کر لیا دوبارہ بیعت کی ، اس نے شکر اور ستو کا حکم دیا جو ان کے لئے خریدا گیا ہر شخص کو دو درہم یومیہ کے حساب سے جاری کئے بعض بعض دن گوشت روٹی بھی ملی لشکر کے کمانڈر احمد بن وصیف اور عبداللہ بن بغا شرابی مقرر ہوئے ان کے ساتھ بنی

ہاشم بھی متوجہ ہوئے بنو ہاشم کے ساتھ وہ بھی سوار ہو کے بازاروں میں گھومنے پھرنے اور لوگوں سے مدد مانگنے لگا کہ یہ فاسق لوگ خلفاء کو قتل کرتے ہیں، موالی پر حملہ کرتے ہیں، غنیمت کو اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے لہذا امیر المؤمنین کی مدد کرو صالح بن علی بن یعقوب بن منصور اور اس کے سواء دوسرے بنی ہاشم سے گفتگو کی با یکباک کو خط لکھا جس میں اسے یہ حکم تھا کہ پورے لشکر کو صالح بن علی کے حوالے کر دے اب وہی پورے لشکر کا امیر ہے نیز با یکباک کو موسیٰ اور مفلح کے گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا،

ترکوں کا ابونصر کی قبر پر ہزار تلواریں توڑنا

جب مہتدی ہلاک ہو گیا تو انھوں نے ابونصر کو تلاش کیا گمان تھا کہ وہ زندہ ہے انھیں ایک مقام بتایا گیا جو کھودا گیا تو ابونصر کو وہاں مقتول پایا پھر وہ اپنے رشتے داروں میں لایا گیا با یکباک کی لاش بھی لاکر دفن کی ترکوں نے محمد بن بغا ابونصر کی قبر پر ایک ہزار تلواریں توڑدیں وہ اپنے سردار کے مرنے پر ایسا ہی کرتے تھے،

کہا گیا ہے کہ مہتدی نے جب خلافت چھوڑنے سے انکار کیا تو ان لوگوں نے کسی کو اس کے خصیے ملنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ مرگیا کہا گیا ہے کہ جب مہتدی قریب مرگ ہوا تو اس نے یہ اشعر پڑھا

اهم بامر الحزم لو استطیعه

وقد حیل بین العیر والنزوان

(حزم واحتیاط سے کام لینا چاہتا ہوں کاش ایسا کر سکتا افسوس کے مقصد اور کوشش کے درمیان زمانہ حائل ہو گیا)

کہا گیا ہے کہ محمد بن بغا کے معاملے میں جس دن وہ قید کیا گیا ان لوگوں نے کوئی نئی بات نہیں کی اس سے مال کا مطالبہ کیا اس نے بیس ہزار دینار دیئے، پھر انھوں نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی۔ گلا گھونٹ کے قتل کر دیا لاش کنویں میں ڈال دی۔

مہتدی کو قبر سے نکالنا

موالی نے مہتدی کو قید کرنے کے بعد اسے نکالا پھر دفن کر دیا گیا۔

مہتدی کی خلافت ختم حکومت تک ۱۱ مہینے اور ۱۵ دن رہی عمر اڑتیس سال، روشن چہرہ کشادہ پیشانی، ترش رو نیلگوں آنکھیں بڑا پیٹ، چوڑے کندھے، ڈاڑھی چھوٹی تھی، قاطول میں پیدا ہوا تھا۔

اسی سال جحلان صاحب الزنج سے جنگ کرنے کے لئے بصرہ پہنچا۔

صاحب الزنج کی خباثت

بیان کیا گیا ہے کہ جب جحلان بصرہ پہنچا تو آہستہ آہستہ اپنے لشکر کو اس کی جانب لے چلا یہاں تک کہ اس کے اور صاحب الزنج کے لشکر کے درمیان ایک فرسخ (تین میل) کا فاصلہ رہ گیا۔ اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے خندق کھودی جس میں چھ ماہ تک مقیم رہا۔ الزینبی اور بریہ اور بنو ہاشم اور اہل بصرہ میں سے جس نے اس جنگ خبیث کو آسان سمجھا اس دن روانہ ہوئے جس دن جحلان نے اس کے مقابلے کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ جب وہ مقابلے پر آگئے تو ان میں سنگ بازی اور تیر اندازی کے علاوہ کچھ نہ ہوا۔ جحلان کو اس کے مقابلے کا موقع نہ ملا کیونکہ اس مقام پر کھجور کے

درختوں اور دوسرے درختوں کی کثرت کی وجہ سے گھوڑوں کے گزرنے میں تنگی تھی جبکہ اس کے اکثر ساتھی سوار تھے۔

صاحب الزنج کا حملہ

محمد بن حسن سے مذکور ہے کہ جب جعلان کا قیام خندق میں طویل ہوگیا تو صاحب زنج نے کہا کہ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو اس کے لئے چھپادوں جو اس پر (حملہ کرنے کے لئے) خندق کے راستے اختیار کریں اور اس رات کے وقت اسپر حملہ کریں، اس نے ایسا ہی کیا اور رات کے وقت خندق میں اس پر حملہ کردیا، اس کے آدمیوں کی ایک جماعت کو قتل کردیا، بقیہ کو سخت خوف لاحق ہوا، جعلان نے اپنے لشکر کو چھوڑ دیا اور بصرہ واپس آگیا، زینبی نے اس خبیث کے جعلان کے شب خون مارنے سے پہلے بلالیا اور سعدیہ کے مجاہدین کو جمع کیا تھا۔ ان کے لئے گزرنے والی نہر ہزارور کی سمت مقرر کردی انھوں نے دونوں جانبوں سے جنگ کی۔ زنجیوں نے مقابلہ کیا تو وہ مقابلے میں نہیں ٹھہرے زنجی ان پر غالب آگئے ان لوگوں نے قتل عام برپا کیا شکست اٹھا کے سب بھاگے جعلان بصرہ پلٹ گیا اور وہیں مقیم ہوگیا سلطنت نے اپنی کمزوری ظاہر کردی۔

اسی سال جعلان کو خبیث کی جنگ سے واپس کیا گیا اور سعید حاجب کو اس کے بجائے جنگ کے لئے وہاں جانے کا حکم دیا گیا۔

صاحب الزنج کا بحری حملہ

اسی سال صاحب الزنج اس شورزمین سے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا نہر ابی خصیب کی غربی جانب منتقل ہوگیا۔

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا ہے صاحب الزنج نے چوبیس بحری کشتیاں گرفتار کرلیں جو بصرے جانے کے لئے جمع ہوئی تھیں۔ جب ان کے مالکوں کو اس کی اور اس کے ساتھیوں کی اس ڈکیتی کی خبر پہنچی تو سب کے مشورے اس بات پر متفق ہوگئے کہ اپنی کشتیوں کو ایک کو دوسری سے باندھ دیں تاکہ مثل جزیرے کے ہوجائے کہ ان کہ پہلی کشتی آخری کشتی سے متصل ہوجائے اس کے بعد دجلے میں چلیں، ان کشتیوں کی خبر اسے بھی پہنچی اس نے اپنے ساتھیوں کو بلایا انھیں آمادہ کیا کہ یہ موت کی غنیمت ہے۔

زنجیوں کی قتل وغارت گری

ابوالحسن نے کہا کہ میں نے صاحب الزنج کو یہ کہتے سنا کہ جب مجھ کو کشتیوں کی خبر ملی تو میں نماز کے لئے اٹھا اور دعا زاری اور عاجزی میں مشغول ہوگیا مجھ سے کہا گیا کہ فتح عظیم تیرے نزدیک ہوگئی ہے۔ میں متوجہ ہوا تو کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ کشتیاں نظر آئیں، میرے ساتھی چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں ان کی جانب کھڑے ہوگئے، لڑائی شروع ہوئی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ان پر غالب آگئے، لڑنے والوں کو قتل کردیا جو غلام تھے انھیں قید کردیا اس قدر زیادہ مال غنیمت ملا کہ اس کا شمار نہیں ہوسکتا اور نہ اس کی مقدار معلوم ہوسکتی ہے اس کے ساتھیوں نے تین دن تک لوٹ مار کی اس کے بعد اس نے بقیہ کے لئے حکم دیا تو وہ بھی اس کے لئے جمع کرلیا گیا۔

اسی سال ۲۵ رجب کو زنجی آبلہ میں داخل ہوئے وہاں انھوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور شہر کو جلادیا۔

قتل عام وجلاؤ گھیراؤ

بیان کیا گیا ہے کہ جب جعلان اپنی خندق سے جو شاطی عثمان میں تھی نکل کے بصرہ چلا گیا تو صاحب الزنج نے آبلہ پر پے در پے چھاپے مارنا شروع کیے، چنانچہ وہ ان لوگوں سے بذریعہ پیادہ شاطی عثمان کی جانب سے، اور جو کشتیاں اسے ملی تھیں ان کے ساتھ دجلے کی جانب جنگ کرنے گیا، فوجی دستے نہر معقل کے علاقے تک جانے لگے۔

صاحب الزنج سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ عبادان اور الابلہ کے درمیان میں شش و پنج میں تھا، پھر میں نے اپنی توجہ عبادان کی طرف مائل کی آدمیوں کو اسی کے لئے جمع کیا تو مجھ سے کہا گیا کہ جگہ کیا عتاب سے قریب تر اور زیادہ بہتر دشمن کو چھوڑ کے تجھے دوسری طرف مشغول نہ ہونا چاہیے جو کہ اہل ابلہ ہیں، میں نے اپنے اس لشکر کو جسے عبادان کی جانب روانہ کر دیا تھا الابلہ کی طرف پھیر دیا۔ وہ لوگ اہل الابلہ سے بدھ کی رات ۲۵ رجب ۲۵۶ھ تک برابر جنگ کرتے رہے جب یہ رات ہوئی تو اسی رات کو زنجی دجلہ اور نہر الابلہ کے متصل جگہ کے قریب ہو گئے وہاں ابوالحوص اور اس کا بیٹا قتل کیا گیا اور آگ لگائی گئی، شہر لکڑی سے بنا تھا جس کی عمارتیں ملی ہوئیں تھیں اس لئے نہایت تیزی سے آگ لگ گئی اور سخت ہوا چلنے لگی جس نے اس جلتے ہوئے مقام کے شعلوں کو بھڑکایا۔ یہاں تک کہ وہ شاطی عثمان تک پہنچ گئے جس سے وہ بھی جل گیا الابلہ میں بہت سے لوگ قتل ہوئے اور مخلوق کثیر غرق ہوئی چھینے ہوئے مال جمع کئے گئے جو اسباب جل گیا تھا وہ لوٹے ہوئے اسباب سے زیادہ تھا، اسی رات کو عبداللہ بن حمید الطوسی اور اس کا بیٹا قتل کیا گیا اور وہ دونوں نصیر عرف ابوحمزہ کے ساتھ نہر معقل میں ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار تھے۔

اسی سال اہل عبادان نے صاحب الزنج سے صلح چاہی اور اپنا قلعہ اس کے سپرد کر دیا۔

صاحب الزنج کی فتح

بیان کیا گیا ہے کہ جب اس خبیث کے ساتھیوں نے اہل الابلہ کے ساتھ قتل عام کیا تو اہل عبادان ڈر گئے اپنی جان اور اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی جانوں کا خوف ہوا، لہذا وہ قلعہ اپنے ہاتھوں سے دے دیا اور اپنا شہر اس کے سپرد کر دیا زنجی اس میں داخل ہوئے جو غلام تھے انھیں لے لیا و ہتھیار ملے سب کے سب اس کے پاس لے گئے اس نے ان کے درمیان جمع کر دیے۔ اسی سال اس کے ساتھی اہواز میں داخل ہوئے اور انھوں نے ابراہیم بن المدبر کو قید کر لیا۔

خبیث کے ساتھی جب اہل الابلہ پر مصیبت نازل کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکال چکے اور اہل عبادان ان سے صلح طلب کر چکے تو اس نے ان کے غلاموں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھیوں کے ماتحت کر دیا، وہ ہتھیار جو اس نے وہاں سے لئے تھے ان میں تقسیم کر دیے تو اسے اہواز کا لالچ پیدا ہوا اس نے اپنے ساتھیوں کو جبی کی جانب قیام کرنے کا حکم دیا مگر وہاں کے باشندے بھی ان کے مقابلے میں نہ ٹھہرے، اور بھاگ گئے زنجی وہاں داخل ہو گئے قتل کیا، جلایا، لوٹا اور اس کے آس پاس علاقے کو ویران کر دیا یہاں تک کہ اہواز پہنچے وہاں اس زمانے میں سعید بن یکسین گورنر تھا اور وہاں کی جنگ کی کمان اسی کے سپرد تھی، ابراہیم بن محمد بن المدبر کے ذمے جائداد و خراج کا انتظام تھا وہ لوگ بھی ان سے بھاگے ایک نے بھی ان سے قتال نہ کیا، سعید بن یکسین مع اپنے لشکر کے پیچھے ہٹ گیا ابراہیم بن المدبر مع اپنے غلاموں اور خادموں کے ثابت قدم رہا وہ لوگ اس شہر میں داخل ہوئے، اسے گھیر لیا، ابراہیم بن محمد کے چہرے پر تھپڑ مار مار کے اسے قید کر لیا تمام مال و اسباب اور غلام جن کا وہ مالک تھا سب پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ پیر کے دن ۱۲ رمضان ۲۵۶ھ کو ہوا

بصرہ کی بربادی کا آغاز

پہلے ابلہ کا حادثہ پیش آیا پھر سقوط اہواز سے سابقہ پڑا یہ پے در پے حوادث دیکھ دیکھ کر اہل بصرہ سخت مرعوب ہو گئے بہت سے باشندے وہاں سے منتقل ہو کے مختلف شہروں میں چلے گئے خوفناک خبریں بکثرت پھیلنے لگیں۔

اسی سال ذی الحجہ میں صاحب الزنج نے شاہین بن بستام کی جانب ایک لشکر روانہ کیا لشکر کا کمانڈر یحییٰ بن محمد البحرانی تھا مگر یحییٰ کو شاہین سے جو کچھ امید تھی اس میں کامیابی حاصل نہ ہوئی وہ ناکام لوٹ آیا۔

اسی سال سلطنت کی جانب سے صاحب الزنج سے جنگ کے لئے سعید حاجب بصرہ پہنچا۔

اسی سال موسیٰ بن بغا کے ان ساتھیوں کے درمیان جو اس کے ساتھ محمد بن واثق کے مخالف ہو کے الجبل کے علاقے میں روانہ ہو گئے تھے اور مساور بن عبدالحمید الشاری کے درمیان خانقین کے علاقے میں جنگ ہوئی مساور کے ساتھ بڑی جماعت تھی اور موسیٰ اور اس کے ساتھی دو سو کی تعداد میں تھے مگر ان لوگوں نے مساور کو شکست دی اور اس کے ساتھیوں کی بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔

تاریخِ طبری

جلد ہفتم حصہ دوم

تصنیف: ابو جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ: علامہ عبداللہ العمادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ طبری جلد ہفتم حصہ دوم

خلافت المعتمد علی اللہ

خلافت کی بیعت

اسی سال احمد بن جعفر المعروف بابن فتیان سے بیعت کی گئی۔ المعتمد علی اللہ نام رکھا گیا۔
یہ ۱۶ رجب ۲۵۶ھ منگل کا دن تھا۔

متفرقات

اسی سال موسیٰ بن بغا کو جبکہ وہ خانقین میں تھا محمد بن واثق کی موت اور معتمد سے بیعت کی خبر بھیجی گئی۔ وہ بیس رجب کو سامرا پہنچا۔

۲ شعبان کو عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو وزارت پر متقرر کیا گیا۔

اسی سال کوفہ میں علی بن زید طالبی ظاہر ہوا شاہ بن میکال کو اس مقابلے پر زبردست لشکر کے ساتھ بھیجا گیا۔ علی بن زید نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اس کے ساتھیوں کی بڑی جماعت کو قتل کر دیا شاہ بن میکال بچ گیا۔

اسی سال محمد بن واصل بن ابراہیم التیمی نے اہل فارس میں سے تھا اور ایک دوسرے کاشتکار احمد بن لیث نے الحارث بن سیما شرابی فارس کے گورنر پر حملہ کر دیا، دونوں نے اس سے جنگ کی الحارث قتل کر دیا گیا اور محمد بن واصل فارس پر غالب آ گیا۔

اسی سال مفلح کو مساور الشاری کی جنگ کے لئے اور کنجور کو علی بن زید الطالبی کی جنگ کے لئے کوفہ روانہ کیا گیا۔

اسی سال ماہ رمضان میں الحسن بن زید طالبی کا لشکر رے پر غالب آ گیا۔

اسی سال ۱۱ شوال کو موسیٰ بن بغا سامرا سے روانہ ہوا المعتمد نے اس کی مشایعت کی۔

اماجور کی قلت فتح یاب ابن الشیخ کی کثرت ناکام

اسی سال اماجور اور عیسیٰ بن الشیخ کے ایک لڑکے کے درمیان باب دمشق پر جنگ ہوئی۔ میں نے اس شخص سے سنا کہ جس نے بیان کیا کہ وہ اماجور کے پاس حاضر تھا، اور اسی دن کہ جس دن یہ جنگ ہوئی شہر دمشق سے اپنے لئے لشکر کی تلاش میں نکلا۔ ابن عیسیٰ بن شیخ اور اس کا سردار جس کا نام ابوصہبا تھا اپنے لشکر کے ساتھ دمشق کے قریب تھے ان

دونوں کو اماجور سے نکلنے کی خبر پہنچی کہ وہ اپنے چند ہمراہیوں کی مختصر جماعت کے ساتھ نکلا ہے تو دونوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی جانب گئے اماجور کو ان دونوں کے اپنی جانب آنے کا علم نہ تھا یہاں تک کہ وہ دونوں اس سے بھڑ گئے فریقین میں خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی، ابوالصبہا قتل کر دیا گیا اور اس جماعت کو شکست ہوئی جو اس کے اور ابو عیسیٰ کے ہمراہ تھی۔ میں نے ایک شخص سے یہ بھی سنا کہ جو یہ بیان کرتا تھا کہ ابن عیسیٰ اور ابوصہباء اس روز تقریباً بیس ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ اور اماجور دو سو سے چار سو تک۔

اسی سال ۱۳ ذی الحجہ کو احمد بن متوکل مکے سے سامرا آیا۔

ابن الشیخ کو آرمینیہ روانگی کی مشروط اجازت

اسی سال عیسیٰ ابن شیخ اسماعیل بن عبداللہ المروزی المعروف بابی النصر اور محمد بن عبیداللہ الکریزی القاضی اور الحسین الخادم المعروف بعرق الموت کو اس شرط پر ارمینیہ کی ریاست کی طرف بھیجا گیا، وہ شام سے امن کے ساتھ واپس آئے، اسنے اسے قبول کرلیا، اور شام سے اس کی جانب روانہ ہوا۔

اس سال محمد بن احمد بن عیسیٰ بن ابی جعفر المنصور نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۵۷ھ

اس سال کے اہم واقعات میں یعقوب بن اللیث کا فارس کی جانب جانا ہے اسی سال شعبان میں المعتمد نے اس کی جانب طغتار اور اسماعیل بن اسحاق اور ابوسعید الانصاری کو بھیجا تا کہ اس کے نام احمد بن متوکل نے ولایت بلخ وطخارستان اور کرمان وبجستان اور السند وغیرہ کا جو علاقہ اس سے متصل ہے۔ اس کے متعلق اور اس کے خراج کے بارے میں اس کا خط اور پھر اس کا واپس آنا ہے۔

بودھ کا مجسمہ کابل میں

اسی سال ربیع الآخر میں یعقوب بن لیث کا سفیر بتوں کو لے کے بغداد آیا جن کے بارے میں اس نے بیان کیا کہ اس نے انھیں کابل سے لیا ہے۔

المعتمد کا حکام کو بدلنا

۱۲ صفر کو المعتمد نے اپنے بھائی ابواحمد کو کوفہ اور طریق مکہ اور حرمین اور یمن پر گورنر بنایا اس کے بعد اسی کو ۷ رمضان کو بغداد اور سواد اور واسط، کور، دجلہ، بصرہ، اہواز اور فارس پر گورنر بنا کے حاکم بغداد اور اس کے کارندوں پر والی بنانے کا حکم دیا اور بجائے سعید بن صالح کے یارجوخ بصرہ، کور، دجلہ، یمامہ اور بحرین پر گورنر بنایا جائے چنانچہ یارجوخ نے منصور بن جعفر دینار کو بصرہ اور کور و دجلہ سے اہواز کے متصل کا گورنر بنا دیا۔

سعید حاجب کی زنجیوں کے مقابلہ میں فتح

اسی سال بغراج کو سعید حاجب کی طرف دجلہ جانے اور صاحب الزنج کے مقابلے میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا

گیا بغراج نے ایسا ہی کیا سعید حاجب اسی سال رجب میں حکم کی تعمیل کے لئے گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سعید جب نہر معقل گیا تو صاحب الزنج کا لشکر نہر پر پایا جو مرغاب مشہور ہے اور نہر معقل میں گرتی ہے، اس نے ان لوگوں سے جنگ کی انھیں شکست دی لوٹ کا مال اور عورتیں جو ان کے قبضے میں تھیں سب کو چھڑا لیا۔ اس جنگ میں سعید کو چند زخم پہنچے جن میں سے ایک زخم اس کے منہ میں تھا، اس کے بعد سعید روانہ ہو کے اس موضع میں پہنچا جو عسکر ابی جعفر المنصور کے نام سے مشہور ہے، وہاں ایک شب مقیم رہ کے ایک جگہ میں پہنچا جو ھطمہ کے نام سے مشہور اور فرات کے علاقے میں ہے چند روز رہ کر اپنے ساتھیوں کو صاحب الزنج کے مقابلے کے لئے تیار کرتا رہا، اس زمانے میں یہ خبر ملی کہ صاحب الزنج کا ایک لشکر فرات میں ہے اس نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان سے لڑنے کا ارادہ کیا، انھیں اس نے شکست دی ان میں صاحب الزنج کے بیٹے کا نانا عمران بھی تھا جو انکلا می کے نام سے مشہور تھا عمران نے بغراج سے امان مانگ لی اور یہ لشکر متفرق ہو گیا۔

فرات کی ایک عورت کی ہمت

محمد بن حسن نے بیان کیا کہ میں نے فرات کے لوگوں میں سے ایک عورت کو دیکھا جسے ان گھنے درختوں میں چھپے ہوئے زنجی کا علم ہو گیا تھا وہ اسے پکڑے ہوئے اس طرح سعید کے لشکر میں لا رہی تھی جیسا کہ کوئی روکنے والا نہ تھا، سعید نے خبیث کی جنگ کے ارادے سے دجلہ کو غربی جانب سے عبور کیا چند روز پے در پے لڑائیاں کیں اس کے بعد سعید اپنی ھطمہ کی چھاونی میں واپس آ گیا وہاں وہ اس طرح مقیم رہا کہ رجب کے بقیہ ایام اور پورے شعبان مین اس سے جنگ کرتا رہا۔

ابن المدبر کی رہائی

اسی سال ابراہیم بن محمد بن مدبر خبیث کی قید سے رہا ہوا قید سے اس کی رہائی کا سبب یہ ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ یحییٰ بن محمد البحرانی کے مکان میں قید تھا بحرانی کو اپنے مکان میں تنگی محسوس ہوئی لہذا اس نے قیدی کو کسی کوٹھڑی میں ڈال کر بیڑیاں پہنا دیں اس پر دو آدمی نگران مقرر تھے جن کا مکان ابراہیم کے مکان سے متصل تھا ابراہیم نے ان دونوں سے انعام کا وعدہ کیا انھیں لالچ دیا دونوں نے اپنے مکان کی جانب سے اس مکان تک ایک سرنگ کھودی جہاں ابراہیم تھا وہ اور اس کا ایک بھتیجا جو ابو غالب مشہور تھا اور ایک اور بنی ہاشم کا شخص جو ان دونوں کے ساتھ قید تھا نکل آیا۔

اسی سال خبیث کے ساتھیوں نے سعید سے اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کی سعید کو اور اس کے سب لشکر کو قتل کر ڈالا۔

سعید کی بد قسمتی

بیان کیا گیا ہے کہ خبیث نے یحییٰ بن محمد البحرانی کو جو نہر معقل پر عظیم الشان لشکر کے ساتھ مقیم تھا پیغام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھیوں میں سے ایک ہزار آدمی روانہ کرے جن پر سلیمان بن جامع اور ابو لیث کمانڈر رہوں ان دونوں کو یہ حکم دے کے رات کے وقت سعید کے لشکر کا رخ کریں اور فجر ہوتے ہی حملہ کر دیں اس نے ایسا ہی کیا، وہ دونوں سعید کے لشکر کی طرف روانہ ہو گئے انھیں دھوکے اور غفلت میں پا کے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں قتل عام برپا کیا زنجیوں نے اس

دن سعید کے لشکر کو جلا دیا جس سے سعید اور اس کے ساتھی کمزور ہو گئے ایک تو اس حملہ نے مصیبت ڈھائی اور دوسرے فوج کا راش اور تنخواہ بند تھی، اہواز کے مال سے ان کے لئے انتظام کیا گیا تھا مگر منصور بن جعفر الخیط نے تاخیر کی اس کے سپرد اس زمانے میں اہواز کی جنگ تھی، خراج بھی اس کے ہاتھ میں تھا جب سعید بن صالح کا یہ حال ہوا تو اسے دارالخلافت واپس آنے کا اور یہ کہ اس لشکر کو جو وہاں اس کے ساتھ تھا سب کو منصور بن جعفر کے سپرد کر دے، یہ اس لئے ہوا کہ زنجیوں کے شب خون مارنے اور لشکر اسلام میں آگ لگا دینے سے سعید ہمت ہار کے بیٹھ گیا پھر اس نے کچھ نہیں کیا یہاں تک کہ اپنے عہدے سے ہٹا دیا گیا۔

اسی سال منصور بن جعفر الخیاط اور صاحب الزنج کے درمیان جنگ ہوئی جس میں منصور کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت قتل کر دی گئی۔

ایک بڑی مہم

بیان کیا گیا ہے کہ سعید جب بصرہ سے واپس کیا گیا تو بغراج وہاں مقیم رہ کے اس کے لوگوں کی حفاظت کرتا رہا، منصور ان کشتیوں کو جمع کرتا رہا جو المیرہ سے آتی تھیں، بصرہ تک چھوٹی کشتیوں میں ان کی حفاظت کرتا رہا جس سے المیرہ زنجیوں پر تنگ ہو گیا۔ منصور نے اپنے ساتھیوں کو آمادہ کیا اور ان چھوٹی کشتیوں کو جو ان کے ساتھ تھیں دور کی چھوٹی بڑی کشتیوں کو جمع کر کے صاحب الزنج سے لڑنے کا ارادہ کیا جو اپنے لشکر میں تھا، دجلے کے ایک محل پر چڑھ کے اسے اور اس کے اردگرد کو جلا دیا، خبیث کے لشکر میں اسی محل کی طرف سے داخل ہوا لیکن زنجی اس کے پاس پہنچ گئے، انھوں نے ایک لشکر کو پوشیدہ کر دیا، جنھوں نے حملہ کر کے اس کے ساتھیوں میں قتل عام برپا کیا، بقیہ لوگوں نے پانی کی طرف پناہ لی جس کی وجہ سے مخلوق کثیر غرق ہو گئی، بیان کیا گیا ہے کہ اس دن مقتولوں کے تقریباً پانچ سو ستر سر یحییٰ بن محمد البحرانی کے پاس لائے گئے جو نہر معقل پر تھا اس نے وہیں پر ان کے لٹکانے کا حکم دیا۔

اسی سال بغداد کے ایک موضع میں جس کا نام برکۃ زلزل ہے، ایک گلا گھونٹنے والا ہاتھ آیا جس نے بہت سی عورتوں کو قتل کر کے انھیں اسی مکان میں دفن کیا تھا جس میں رہتا تھا وہ گرفتار کر کے معتمد کے پاس لایا، مجھے یہ خبر ملی کہ معتمد نے اسے مارنے کا حکم دیا دو ہزار کوڑے اور چار سو لکڑیاں ماریں گئیں مگر وہ نہ مرا یہاں تک کہ جلادوں نے اس کے خصیے شکنجے میں کس دیے، آخر مر گیا۔ لاش بغداد گئی جہاں پہلے تو سولی دی گئی پھر جلا دی گئی

اسی سال ابراہیم بن بسطام قتل کیا گیا اور ابراہیم بن سیما کو شکست ہوئی۔

قتل شاہین اور ابراہیم کی شکست

بیان کیا گیا ہے کہ البحرانی نے خبیث کو اہواز میں لشکر لانے کا مشورہ دیا تھا اور ترغیب دی تھی کہ اربک کا پل توڑنا شروع کرے تاکہ وہ لشکر اس کے لشکر تک نہ پہنچ سکے خبیث نے علی بن ابان کو پل کاٹنے کے لئے روانہ کیا اس کا مقابلہ ابراہیم بن سیما سے ہو گیا جو فارس سے واپس آ رہا تھا اور وہاں الحارث بن سیما کے ساتھ اس جنگل میں مقیم تھا جو دشت اربک کے نام سے مشہور تھا یہ اہواز اور پل کے درمیان کا جنگل تھا جب علی بن ابان پل پر پہنچا تو اپنے کو اور اپنے ساتھیوں کو چھپا لیا لشکر صحرا میں نکلا تو اس نے مختلف سمتوں سے اس پر حملہ کر دیا جس سے بہت لوگ مقتول ہوئے علی بھاگا اور لشکر نے القندم تک اس کا تعاقب کیا اس کے قدم میں ایک نیزے کا زخم لگا جس سے وہ اہواز جانے سے رک

گیا اور جبی کی جانب واپس ہوا،

سعید بن یکسین کو واپس کر کے ابراہیم بن سیما مقرر کیا گیا جس کا کاتب شاہین تھا دونوں ابراہیم بن سیما کے سامنے فرات کے راستے پر آئے جبکہ وہ نہر جبی کے آخری حصے کے ارادے سے جا رہا تھا علی بن ابان المہلبی زانیہ میں تھا شاہین بن بسطام نہر موسیٰ کے راستے پر آیا اور اس نے ابراہیم سے ملنے کا ارادہ کیا یہ متفقہ قرار داد تھی کہ دونوں کے دونوں علی پر حملہ کریں گے۔ شاہین گزر گیا علی بن ابان کے پاس نہر موسیٰ سے ایک شخص آیا، جس نے اسے شاہین کے آنے کی اطلاع دی علی اس کی طرف روانہ ہوا عصر کے وقت نہر ابو عباس پر دونوں کی مدبھیڑ ہوگئی یہ وہ نہر ہے جو نہر موسیٰ اور نہر جبی کے درمیان ہے دونوں میں جنگ چھڑ گئی، شاہین کے ساتھی ثابت قدم رہے۔ نہایت سخت جنگ ہوئی لیکن زنجیوں نے ایسا زبردست جوابی حملہ کیا کہ لوگ پشت پھیر کے بھاگے اس دن جو سب سے پہلے قتل ہوا وہ شاہین اور اس کا چچازاد بھائی حیان تھا کیونکہ وہ اس جماعت کے آگے والے حصے میں تھا اس کے بہت سے ساتھی مقتول ہوئے۔

علی کا ابراہیم پر حملہ

علی بن ابان کے پاس ایک مخبر آیا جس نے اسے ابراہیم بن سیما کے آنے کی خبر دی شاہین کو تو شکار کر ہی چکا تھا فوراً نہر جبی کی طرف روانہ ہوا ابراہیم بن سیما وہاں اپنی چھاونی ڈالے ہوئے تھا اسے شاہین کے قتل کی خبر تک نہ تھی علی اس کے پاس عشاء کے آخر وقت پہنچا اور ان پر نہایت سخت حملہ کر دیا جس میں اس نے بہت بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا، شاہین کا قتل اور ابراہیم پر حملہ عشاء کے آخر وقت کے درمیان ہوا۔

محمد بن حسن نے کہا کہ میں نے علی بن ابان کو اس واقعہ کا بیان کرتے سنا تھا کہ میں اس روز سخت بخار میں تھا اور جس وقت شاہین سے جو کچھ حاصل ہونا تھا، میرے ساتھی مجھ سے جدا ہو گئے تھے میرے ہمراہ ابراہیم بن سیما کے لشکر تک تقریباً پچاس آدمی سے زیادہ نہ گئے، جب میں اس لشکر تک پہنچا تو اس کے قریب پڑاؤ ڈال دیا اہل لشکر کی چیخ و پکار اور ان کا کلام سننے لگا جب کچھ سکون ہوا تو میں کھڑا ہوا اور ان پر حملہ کر دیا قتل شاہین اور ابراہیم بن سیما کی شکست کے بعد علی بن ابان خبیث کا خط اس کے پاس آنے کی وجہ سے جبی سے واپس ہوا جس میں اس نے اہل بصرہ کی جنگ کے لئے اسے بصرہ جانے کو لکھا تھا۔

اسی سال خبیث کے ساتھی بصرہ میں داخل ہوئے۔

بصرہ پر قبضہ

بیان کیا گیا ہے کہ سعید بن صالح جب بصرہ سے روانہ ہوا تو سلطنت نے اس کی جگہ منصور بن جعفر الخیاط کو مقرر کر دیا منصور اور اس کے ساتھیوں کا جو حال ہوا وہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں منصور کی حالت کمزور ہوگئی تھی خبیث کے ساتھ جنگ کے لئے وہ اس کے لشکر میں واپس نہ ہوا بذرقۃ القیر دانات ہی میں رہ گیا۔ البتہ اہل بصرہ کو غلہ پہنچنے کی وجہ سے فراغت ہوگئی وہ اس سے منقطع ہو گیا تھا لہذا انھیں نقصان پہنچا تھا خبیث کو اس کی اور اہل بصرہ کی فراغت کی خبر پہنچی تو بہت گراں گزرا اس نے علی بن ابان کو جبی کے اطراف میں روانہ کیا جس نے المہلبی زانیہ میں چھاونی بنائی منصور بن جعفر بذرقۃ القیر دانات سے بصرہ چلا گیا اور اہل بصرہ کی حالت تنگی میں بدل گئی خبیث کے ساتھیوں نے اہل بصرہ کی جنگ پر صبح و شام اصرار شروع کیا شوال کا مہینہ آیا تو خبیث نے اہل بصرہ پر حملہ کرنے اور اس کے ویران کرنے کا مصمم

ارادہ ظاہر کیا۔ اسے اہل بصرہ کے ضعف اور ان کے متفرق ہو جانے، محاصرہ سے ان کو نقصان پہنچنے اور اس کے اطراف کے دیہات ویران ہو جانے کا علم تھا نجوم کے حساب میں اس نے غور کر لیا تھا اور اس چاند گرہن کی بنا پر جو منگل کی شب ۱۴ شوال ۲۵۷ھ کو ہونے والا تھا وہیں ٹھہر گیا،

صاحب الزنج کا خواب

محمد بن حسن بن سہل سے مذکور ہے کہ میں نے اسے یہ کہتے سنا کہ میں نے اہل بصرہ پر بددعا کرنے میں خوب کوشش کی اور اس کے جلد ویران کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے بہت گڑگڑایا مجھے خطاب کیا گیا کہ بصرہ تو تیرے لئے روٹی ہے جسے تو اس کے کناروں سے کھاتا ہے جب آدھی روٹی ٹوٹ جائے گی تو بصرہ اجڑ جائے گا، میں نے اس کی تعبیر نکالی کہ آدھی روٹی کے ٹوٹنے سے مراد وہ چاند گرہن ہے جس کی ان دنوں امید ہے بصرے کی حالت اتنی پرانی نہ ہوگی کہ وہ اس کے بعد رہے۔

وہ یہی بیان کرتا تھا یہاں تک کہ اس میں اس کے ساتھی بکثرت جمع ہو گئے محمد بن یزید درامی کو جو بحرین میں اس کے ساتھ رہ چکا تھا بدویوں پر حملہ کرنے کے لئے مقرر کیا درامی کے ساتھ ایک بڑی جمعیت ہو گئی جس نے قندل میں پڑاؤ کیا، خبیث نے ان کے پاس سلیمان بن موسیٰ شعرانی کو روانہ کیا اور انہیں بصرہ جانے اور اس پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

بصرہ کا محاصرہ

بدویوں کو جنگی تربیت دینے اور لڑائی کی باقاعدہ مشق کرنے کیلئے سلیمان بن موسیٰ آگے بڑھا، جب چاند گرہن ہوا تو اس نے علی بن ابان کو کھڑا کیا اور بدویوں کے ایک گروہ کو اس کے ساتھ شامل کر دیا بصرہ میں اس طرف سے آنے کا حکم دیا جو بنی سعد سے متصل ہے۔ یحییٰ بن محمد البحرانی جو اس زمانے میں اہل بصرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس کو اس جانب سے آنے کے لئے لکھا جو نہر عدی سے متصل ہے تمام اعراب کو اس کے ساتھ شامل کر دیا۔

اہل بصرہ پر حملہ کرنے والا

محمد بن حسن نے کہا کہ شبل نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جس شخص نے اہل بصرہ پر حملہ کیا وہ علی بن ابان تھا بغراج اس زمانے میں لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ بصرہ میں تھا وہ اسی طرح ٹھہرا رہا کہ دو روز تک ان سے جنگ کرتا رہا، لوگ اس کی طرف مائل تھے یحییٰ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ قصر انس متصل جسر کے ارادے سے آیا، علی بن ابان مہلبی ۱۷ شوال کو نماز جمعہ کے وقت داخل ہوا جمعے کے دن، ہفتے کی رات اور ہفتہ کے دن تک اس حالت میں مقیم رہا کہ قتل کرتا تھا اور جلاتا تھا یحییٰ اتوار کو صبح کے وقت بصرے میں آیا۔ بغراج اور بریہ نے ایک لشکر کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا ان دونوں نے اسے لوٹا دیا، اس دن تو ٹھہرا رہا پھر پیر کو صبح کے وقت ان کے پاس آیا، وہ داخل ہو گیا لشکر منتشر ہو چکا تھا، بریہ بھاگ گیا تھا اور بغراج اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کنارے ہو گیا تھا، کوئی شخص اس کے سامنے ایسا نہ تھا جو مزاحمت کرتا۔

بدعہدی

ابراہیم بن یحییٰ مہلبی نے اہل بصرہ کے لئے اس سے امن مانگا اس نے انہیں امن دیا، ابراہیم بن یحییٰ کے

منادی نے ندا دیدی کہ جو شخص امان چاہے وہ ابراہیم کے گھر میں حاضر ہو جائے تمام اہل بصرہ حاضر ہو گئے یہاں تک کہ پورا کشادہ مکان بھر گیا یہ اجتماع دیکھا تو فرصت کو غنیمت جانا، راستے گلیاں اور کوچے بند کرا دیے تا کی وہ لوگ منتشر نہ ہونے پائیں اب اس نے ان کے ساتھ بدعہدی کی، اور ساتھیوں کو ان کے قتل کرنے کا حکم دیا سوائے چند کے ہر شخص قتل کر دیا گیا جو اس موقع پر آیا تھا وہ اسی دن واپس ہوا خزبیہ کے قصر عیسیٰ بن جعفر میں قیام کیا۔

خرابی بصرہ

محمد نے کہا کہ مجھ سے فضل بن عدی درامی نے بیان کیا کہا کہ میں اس وقت بنی سعد میں مقیم تھا جب کہ وہ دغا باز اہل بصرہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا، ہمارے پاس ایک شخص رات کے وقت آیا اس نے کہا کہ میں نے لشکر کو دیکھا ہے وہ خزبیہ کے قصر عیسیٰ پر حملہ کا قصد رکھتا ہے مجھ سے میرے ساتھیوں نے کہا کہ نکل اور ہمارے لیے اس لشکر کا حال دریافت کر۔

میں نکلا تو مجھے بنی تمیم و بنی اسد کی ایک جماعت ملی، ان سے حال دریافت کیا تو وہ یہ سمجھے کہ یہ علوی کے ساتھی ہیں جو علی بن ابان کے ساتھ شامل کیے گئے ہیں، علی بن ابان اس شب صبح کو بصرہ پہنچے گا اور اس کا ارادہ بنی سعد کے علاقے پر حملہ کا ہے یحییٰ بن محمد اپنی جماعت کے ساتھ آل مہلب کے علاقے کا قصد رکھتا ہے انھوں نے کہا کہ اپنے بنی سعد والے ساتھیوں سے کہہ دے کہ اگر تم اپنی عورتوں کو بچانا چاہتے ہو تو اس سے قبل کے لشکر تمھارا محاصرہ کرے تم لوگ ان کو نکالنے میں جلدی کرو۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور حال بتایا، کہ لوگ مستعد ہو گئے، اور ان لوگوں کو بریہ کے پاس بھیجا جو اسے اس خبر سے آگاہ کریں وہ بقیہ غلاموں اور لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ فجر کے وقت ان کے پاس پہنچا۔

یہ لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس خندق تک پہنچ گئے جو بنی حمان کے نام سے مشہور ہے ان کے پاس بنو تمیم اور سعدیہ کے مجاہدین بھی پہنچ گئے۔ زیادہ نہ ٹھہرے تھے، کہ علی بن ابان نظر آیا، جو زنجیوں اور بدویوں کی اس فوج کے ساتھ تھا جو گھوڑوں کی پشت پر تھے، بریہ اس جماعت کے مقابلے سے پہلے ہی غائب ہو گیا وہ اپنے مکان واپس گیا اور شکست ہو گئی، بنی تمیم کے جو لوگ جمع ہوئے تھے سب منتشر ہو گئے۔

علی اس حالت میں پہنچا کہ کسی نے مدافعت نہ کی، مربد پر حملے کے ارادے سے گزر گیا، بریہ نے بنی تمیم کے پاس کسی کو بھیجا، جو انھیں پکار رہا تھا، ان میں سے ایک جماعت کھڑی ہو گئی مربد میں بریہ کے گھر کے نزدیک قتال ہوا، بریہ اپنے گھر سے بھاگا، اور لوگ بھی اس کے بھاگنے سے منتشر ہو گئے، زنجیوں نے اس کے گھر کو جلا دیا، اور جو کچھ اس میں تھا سب لوٹ لیا، وہ لوگ اس حالت میں وہیں مقیم ہو گئے کہ قتل کرتے رہے۔

اہل بصرہ کمزور ہو گئے تھے، ان پر زنجی غالب آ گئے تھے، دن کے ختم تک برابر لڑائی ہوتی رہی، علی جامع مسجد میں داخل ہوا اور اسے جلا دیا، ابو شیث کے غلام فتح نے جو بصریوں کے لشکر کے ساتھ تھا علی کو جا پکڑا۔ علی اور اس کے ساتھی چھپ گئے، زنجیوں کی ایک جماعت قتل کی گئی علی واپس ہوا اور اس موضع میں جو مقبرہ بنی شیبان کے نام سے مشہور ہے پڑاؤ کیا۔

غارت گری کے بعد بصرہ کا حال

لوگوں نے ایسے افسر کو تلاش کیا کہ وہ جس کے ساتھ ہو کے جنگ کریں مگر ایسا کوئی شخص نہ مل سکا۔ بریہ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ بھاگ گیا ہے اہل بصرہ نے ہفتے کی صبح اس حالت میں پائی کہ ان کے پاس علی بن ابان نہیں آیا اتوار کی صبح کے وقت ان کے پاس آیا مگر اس کے لیے کوئی نہ ٹھہرا اور وہ بصرہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

محمد بن حسن نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمعان نے بیان کیا کہا کہ میں اس وقت بصرے میں مقیم تھا۔ جب وہاں زنجی داخل ہوئے میں ابراہیم بن محمد بن اسماعیل عرف بریہ کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا، ۱۰ شوال ۲۵۷ھ کو جمعے کا دن ہوا تو اس کے پاس شہاب بن العلا العنبری بھی تھا۔

میں نے شہاب کو یہ بیان کرتے سنا کہ اس دغاباز نے بہت سامال جنگلوں میں روانہ کیا ہے کہ اس کے ذریعے سے عرب کے آدمیوں کو خریدے اس نے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے، انھیں اور پیادہ زنجیوں کو بصرے میں اتارنا چاہتا ہے، اس روز بصرے میں شاہی لشکر میں سے صرف پچاس سے کچھ زیادہ سوار بغراج کے ساتھ تھے بریہ نے شہاب سے کہا کہ عرب مجھ پر برائی کے ساتھ پیش قدمی نہ کریں گے بریہ عرب میں مانا جاتا تھا، اور ان میں محبوب تھا۔

ابن سمعان نے کہا کہ میں بریہ کی مجلس سے واپس آیا پھر میں احمد بن ایوب کاتب سے ملا میں نے اسے ہارون بن عبدالرحیم شیعی سے شکایت کرتے سنا جو اس زمانے میں بصرے کی ڈاک کا افسر تھا کہ اسے وثوق سے اطلاع ملی ہے کہ اس دغاباز نے ۳ شوال کو نو آدمیوں کو جمع کیا، اہل بصرہ کے معززین اور حاکم وقت جو وہاں مقیم تھا، اس دغاباز کے حقیقت حال سے غافل تھے۔

اہل بصرہ کی شکایت

محاصرے نے اہل بصرہ کو سخت تکلیف پہنچائی تھی وبا بکثرت ہو گئی تھی دو گروہوں میں جو بلالیہ وسعدیہ کے نام سے مشہور تھے جنگ کی آگ بھڑک رہی تھی، جب اسی سال ۷ اشوال جمعے کا دن ہوا تو اسی دن صبح کو اس دغاباز کے لشکر نے تین جانب سے بصرے میں داخل ہو کر لوٹ مچائی۔ بنی سعد کی جانب سے، مربد کی جانب سے، اور خزبیہ کی جانب سے اس لشکر کا سردار جو مربد کی جانب گیا علی بن ابان تھا، اس نے اپنے ساتھیوں کے دو حصے کر دیے تھے، ایک گروہ پر رفیق غلام یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن خاقان کو سردار بنایا اور انھیں بنی سعد کی طرف جانے کا حکم دیا، ایک دوسرا گروہ جس میں وہ خود تھا مربد کی طرف روانہ ہوا اس لشکر کا سردار جو خزبیہ کی جانب سے آیا، یحییٰ بن رزق بحرانی تھا، اس نے اپنے ساتھیوں کی ایک ہی جانب سے جمع کیا تھا اور وہ خود ان میں موجود تھا ان میں سے ہر گروہ کے مقابلے کو اہل بصرہ کے کمزوروں میں سے جو لوگ نکلے تعداد میں بھی کم تھے اور بھوک اور محاصرے نے مشقت میں بھی ڈال رکھا تھا۔

جو لشکر بغراج کے ساتھ دو گروہوں میں بٹ گیا، ایک گروہ مربد کی جانب گیا اور ایک خربیہ کی جانب مجاہدین سعدیہ کی اس جماعت سے جو بنی سعد کی جانب وارد ہوئی۔ فتح غلام ابی شیث اور اس کے ساتھیوں نے قتال کیا مگر اہل بصرہ کے وہ تھوڑے سے لوگ جو خبیث کی جماعتوں کے مقابلے کو نکلے کچھ بھی نہ کر سکے، خبیثوں نے اپنے پیادہ اور سوار لشکر سے گھیر لیا۔

شہر بصرہ کا جلانا

ابن سمعان نے کہا کہ میں اس دن جامع مسجد میں تھا یکا یک تین جانب سے آگ کے شعلے بلند ہوئے، ایک ہی وقت میں زہران، المربد اور بنی حمان میں آگ لگ گئی، آگ لگانے والوں نے شاید وقت متعین کر لیا تھا، یہ واقعہ جمعہ کے دن ہوا، مصائب بڑھ گئے، اہل بصرہ کو ہلاکت کا یقین ہو گیا، جو لوگ جامع مسجد میں تھے اپنے اپنے گھروں کو بھاگے، میں بھی بھاگتا ہوا اپنے گھر گیا، جو اس زمانے میں کوچہ مربد میں تھا، مجھے اہل بصرہ کے بھاگنے والے اس گلی میں ملے جو جامع مسجد کی طرف واپس جا رہے تھے ان کے آخر میں قاسم بن جعفر بن سلیمان الہاشمی تھا جو اپنے خچر پر تلوار لٹکائے ہوئے لوگوں کو پکار رہا تھا کہ تمہاری بربادی ہو، کیا تم اپنا یہ شہر اور اپنے اہل و عیال اپنے دشمن کے سپرد کرتے ہو، جو اس شہر میں داخل ہو گیا ہے، مگر لوگ اس کی طرف منہ نہ پھیرے اور نہ اسکی بات سنے، وہ چلا گیا اور کوچہ مربد خالی ہو گیا۔

اس کوچے میں بھاگنے والوں اور زنجیوں کے درمیان ایک ایسا میدان ہو گیا جس میں نظر گزر جاتی تھی جب میں نے یہ حال دیکھا تو اپنے گھر میں گھس گیا دروازہ بند کر لیا، جھانک کر دیکھا تو نظر آیا کہ بدویوں کے سوار اور زنجیوں کے پیادے آ گئے جن کے آگے ایک شخص مشکی گھوڑے پر اپنے ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے تھا جس پر زرد پھریرا ہے، میں نے دریافت کیا تو علی بن ابان نے دعویٰ کیا کہ یہ وہی شخص ہے اور یہ زرد جھنڈا اسی کا جھنڈا ہے وہ قوم داخل ہو گئی لوگ محلہ مربد میں غائب ہو گئے، یہاں تک کہ باب عثمان پہنچ گئے اور یہ واقعہ بعد زوال پیش آیا اس کے بعد وہ لوگ واپس ہو گئے تو بصرے کے چرواہوں اور جاہل لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ یہ قوم نماز جمعہ کے لئے گئی ہے، وہ یوں ڈر کر واپس ہو گئے کہ انھیں یہ خوف ہوا کہ المربد سے سعد یہ و بلالیہ کا گروہ ان پر حملہ کر دے گا اور وہاں انھیں چھپے ہوئے لشکروں کا بھی خوف ہوا، چنانچہ وہ واپس ہوئے اور وہ بھی ہوئے جو زہران و بنی حسن کی جانب تھے، یہ واپسی اس کے بعد ہوئی کہ شہر جلا دیا، لوٹ لیا، غالب آ گئے، قابض ہو گئے، اور یہ جان لیا کہ انھیں شہر سے کوئی روکنے والا نہیں، ہفتہ و اتوار کو دن ہی میں آئے اور دن ہی میں واپس گئے۔ پیر کو صبح کے وقت بصرے میں آئے تو انھیں کوئی مدافعت کرنے ولا نہ ملا۔ یہ لوگ ابراہیم بن یحییٰ مہلبی کے دروازے پر جمع ہو گئے، انھیں امان دیدی گئی۔

یحییٰ کے گھر پر اجتماع

محمد بن سمعان نے کہا کہ مجھ سے الحسن بن عثمان مہلبی ملقب مندلقہ نے جو یحییٰ بن محمد کے ساتھیوں میں سے تھا بیان کیا کہ اس صبح کو مجھے یحییٰ نے مقبرہ بنی لشکر جانے کا اور جو تنور وہاں تھے ان کے لیجانے کا حکم دیا، میں وہاں گیا اور کچھ اوپر بیس تنور لوگوں کے سروں پر لے گیا، یہاں تک کہ میں یحییٰ بن ابراہیم کے گھر میں لایا۔

لوگ یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ ان کے لیے کھانا پکانے کو مہیا کئے گئے ہیں، بھوک اور محاصرے کی شدت اور مشقت سے سب نہایت تکلیف میں تھے ابراہیم بن یحییٰ کے دروازے پر مجمع بہت ہو گیا لوگ نوبت بہ نوبت آتے رہے اور بڑھتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی، اور آفتاب بلند ہو گیا۔

بنی مہلب کو پناہ

میں اس دن کوچہ مربد سے اپنے نانا ہشام عرف داف کے گھر منتقل ہو گیا تھا، جو بنی تمیم میں تھا، یہ اس خبر کی وجہ سے ہوا جو بنی تمیم کے دغاباز کی صلح میں داخل ہونے کے متعلق لوگوں میں مشہور ہو گئی تھی اسی جگہ تھا کہ یک لخت جاسوس اس واقعے کی خبر لائے جو ابراہیم بن یحییٰ کے گھر پر ہوا، بیان کیا گیا کہ یحییٰ بن محمد بحرانی نے زنجیوں کو حکم دیا تو انھوں نے اس مجمع کا محاصرہ کر کے اعلان کیا کہ جو آل مہلب سے ہو وہ ابراہیم یحیی کے گھر میں داخل ہو جائے ایک چھوٹی سی جماعت گھر میں داخل ہوگئی ان کے بعد دروزاہ بند کر دیا گیا زنجیوں سے کہا گیا کہ ان کے علاوہ جو لوگ ہیں انھیں قتل کر دو، ان میں سے کسی کو نہ چھوڑو، لہذا محمد بن عبداللہ المعروف بابی اللیث الاصبہانی نکلا اور زنجیوں سے کہا کہ ''کیلوا'' یہ ایک علامت تھی جس کے ذریعے قتل کا حکم دیا جاتا تھا، انجام کار سب کے سب موت کے گھاٹ اتار دیے گئے الحسن بن عثمان نے کہا کہ میں ان لوگوں کا کلمہ شہادت پڑھنا اور رونا، چلانا، سن رہا تھا، وہ قتل کئے جا رہے تھے اس قدر قتل عام ہوا کہ ان کی آوازیں کلمہ شہادت کے ساتھ اتنی بلند ہوئیں کہ مجھے الطفاوہ میں سنائی دیں، حالانکہ وہ اس مقام سے بہت دور تھے، جب اس مجمع پر آئے جس کا ہم نے ذکر کیا تو زنجی نے اس شخص کو قتل کیا، اس دن علی بن ابان داخل ہوا، اس نے جامع مسجد کو جلا دیا اور الکلا چلا گیا، الجبل سے الجسر تک جو چیز ملی جلا کر راکھ کر دیا، اس تمام واقعے میں آگ ہر اس شے میں لگ جاتی تھی جدھر سے گزرتی تھی خواہ انسان، خواہ چوپایہ، خواہ اسباب وسامان سب کو آگ نے جلا کر راکھ کر ڈالا۔ یہ لوگ رات دن یہی کرتے تھے جسے پاتے تھے، یحیی بن محمد کے پاس لاتے جو کہ ان دنوں سیجان میں تھا جو مالدار ہوتا اس کا مال نکلوا لیتا اور اسے قتل کر دیتا تھا، جو فقیر ہوتا اسے فوراً قتل کر دیتا تھا

علی بن ابان کو قصوروار گردانا

شبل سے مذکور ہے کہ منگل کو ان کے قتل کے بعد جو ابراہیم بن یحییٰ کے دروازے پر قتل کیے گئے یحییٰ صبح کے وقت بصرہ آیا اور لوگوں میں امان کا اعلان کرنے لگا، تاکہ لوگ اعلان سن کر ظاہر ہو جائیں مگر کوئی ظاہر نہ ہوا، یہ خبر خبیث کو پہنچی تو اس نے علی بن ابان کو بصرے سے واپس کر دیا، یحییٰ نے کو قتل کیا وہ اس کے نزدیک صحیح تھا اور یہ سب کچھ اس کی مرضی کے مطابق تھا اس لئے یحییٰ کو تنہا چھوڑ دیا علی بن ابان کو گردانا کہ وہ علاقہ بنی سعد میں فساد سے باز رہا تھا علی بن ابان نے اس خبیث کے پاس بنی سعد کا ایک وفد بھیجا تھا، وہ لوگ اس کے پاس گئے تو وہاں خیریت نہ پائی لہذا نکل کر عبادان چلے گئے، یحییٰ بصرے میں مقیم ہو گیا، خبیث نے ایک خط لکھا جس میں اسے یہ حکم دیا تھا کہ بصرے پر شبل کی خلافت کا ظاہر کرے تاکہ لوگوں کو اطمینان ہو جائے اور چھپنے والے اور مالدار لوگ ظاہر ہو جائیں، جب ظاہر ہو جائیں تو انھیں دفن شدہ مجبور کیا جائے یحییٰ نے ایسا ہی کیا، کوئی دن خالی نہ ہوتا کہ کسی جماعت کو لایا نہ جاتا تھا، جس کی مالداری معلوم ہو جاتی تو جو کچھ اس کے پاس ہوتا سب چھین کے اسے قتل کر دیتا تھا۔ جس کی مفلسی ظاہر ہوتی تھی اسے فوراً قتل کر دیتا تھا کسی کو نہ چھوڑا، جو ملا مار ڈالا۔ جو لایا گیا ذلت میں گرایا گیا۔ سب لوگ منہ کے بل بھاگے خبیث نے اپنا لشکر بصرے سے واپس کر لیا۔

بصرہ کی بدحالی، زنجی کا دعوی

محمد بن حسن نے روایت ہے کہ جب دغاباز نے بصرے کو ویران کر دیا اور اسے وہ سنگین افعال معلوم ہوئے جو اس کے ساتھیوں نے وہاں کیے تو میں نے اسے یہ کہتے سنا کہ "میں نے جس دن میرے ساتھی وہاں داخل ہوئے اس دن کی صبح اہل بصرہ پر بدعا کی تھی، میں نے خوب دعا کی، سجدہ کیا اور اپنے سجدوں میں دعا مانگنے لگا، مجھے بصرے دکھایا گیا میں نے اس میں اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ اس میں قتال کر رہے ہیں، آسمان وزمین کے درمیان ایک شخص کو ہوا میں کھڑا دیکھا کہ جعفر المعلوف کی صورت میں ہے جو سامرا میں دیوان خراج پر مامور تھا وہ اس طرح کھڑا ہے کہ اپنا بایاں ہاتھ نیچا کر دیا ہے داہنا ہاتھ اونچا کر رہا ہے مجھے معلوم ہوا کہ میرے ساتھی ہی نہیں بلکہ فرشتے بھی بصرے کو ویران کرنے پر مامور ہوئے ہیں، اگر صرف میرے ساتھی ہی اس پر مامور ہوتے تو وہ عظیم الشان کام انجام نہ دے سکتے جس کو بیان کیا جاتا ہے"۔ یہ فرشتے ہیں کہ جنگ میں میری مدد کرتے ہیں میری تائید کرتے ہیں اور میرے ساتھیوں کو مضبوط کرتے ہیں جس کا قلب کمزور ہے۔

زنجی کی مکاری

محمد الحسن نے کہا کہ بصرے کو ویران کرنے کے بعد اس خبیث نے اپنے کو یحیی ابن زید بن علی کی طرف منسوب کیا۔ علویوں کی ایک جماعت بصرے میں تھی جو اس کے ساتھ جا ملی، اس میل جول سے اس نے فائدہ اٹھایا، اور اپنے آپ کو انھیں میں شمار کرنے لگا علی بن احمد بن عیسی بن زید وعبداللہ بن علی بھی عورتوں، بچوں کے ساتھ آپہنچے، یہ لوگ اس جگہ آئے تو وہ احمد بن عیسی کو چھوڑ کر اپنے کو یحییٰ بن زید کی طرف منسوب کرنے لگا۔

زنجی کی کذب بیانی

محمد بن الحسن نے کہا کہ جب نوفلیین کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر تھی میں نے خبیث کو سنا کہ القاسم نوفلی نے کہا کہ ہمیں یہ علم ہوا ہے کہ تو احمد بن عیسیٰ بن شید کی اولاد سے ہے اس نے کہا کہ میں عیسیٰ کی اولاد سے نہیں ہوں میں یحییٰ بن زید کی اولاد سے ہوں، حالانکہ وہ خبیث اس معاملے میں جھوٹا ہے اس لئے کہ یحییٰ کے بارے میں اجماع ہے کہ اس کی ایک ہی بیٹی تھی اس کے علاوہ کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور وہ لڑکی بھی بچپن میں مرگئی۔

اسی سال سلطنت نے محمد المولد کو صاحب الزنج کی جنگ کے لئے بصرہ روانہ کیا۔ یکم ذی قعدہ یوم جمعہ کو وہ سامرا سے روانہ ہوا،

کیا گزری

بیان کیا گیا ہے کہ محمد المعروف بالمولد روانہ ہوا اور الابلہ میں پہنچا اور بصرے میں اترا، اہل بصرہ میں سے بہت سے لوگ جو بھاگ گئے تھے بریہ کے پاس جمع ہو گئے، یحییٰ جب بصرے سے واپس آیا تھا تو وہ نہر غوثی پر ٹھہر گیا تھا محمد نے کہا کہ شبل نے خبر دی کہ جب محمد المولد آیا تو خبیث نے یحیی کو خط لکھا جس میں اسے نہر ادا جانے کا حکم دیا تھا، وہ اس طرف لشکر کو لے گیا اور وہاں پر مولد سے دس دن تک جنگ کرتا رہا، لڑتے لڑتے تھک گیا مولد وہیں ٹھہر گیا تھا خبیث نے یحییٰ کو خط لکھا جس میں شب خون مارنے کا حکم دیا تھا، ابو لیث کے ساتھ اس کی کشتی روانہ کی، اس نے شب خون

مارا، المولد نے اپنے ساتھیوں کو تیار کیا، بقیہ شب اور صبح سے عصر تک قتال کیا اس کے بعد پیٹھ پھیر کے واپس ہوا، زنجی اس کی چھاؤنی میں داخل ہو گئے جو کچھ سامان تھا سب لوٹ لیا۔ یحیی نے یہ خبر خبیث کو لکھی تو اس نے تعاقب کرنے کا لکھا ،الحوانیت تک اس کا تعاقب کر کے واپس آ گیا تو جائداد پر گزرا اسکے باشندوں پر مصیبت نازل کی، گاؤں میں جو کچھ تھا سب لوٹ لیا جتنا خون بہا سکتا تھا بہاتا رہا بہت الخالہ میں پڑاؤ کیا اور ایک مدت تک وہاں قیام کر کے نہر معقل لوٹ آیا

متفرقات

اسی سال محمد المولد نے سعید بن احمد بن اسعید بن سلم الباہلی کو گرفتار کیا۔ اسنے اور اس کے باہلی ساتھیوں نے البطائح پولوٹ مار کی تھی اور راستے میں فساد برپا کیا تھا،

اسی سال محمد بن واصل نے فارس میں سلطنت سے بغاوت کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس سال فضل بن اسحاق بن الحسن بن اسماعیل بن العباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

روم کا بادشاہ

اسی سال بسیل المعروف بالصقلبی جسے الصقلبی کہا جاتا تھا اور اہل بیت سلطنت میں سے تھا اس لیے کہ اس کی ماں صقلیہ تھی میخائیل بن توقیل شاہ روم پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا میخائیل تنہا چوبیس سال تک سلطنت پر رہا تھا اس کے بعد الصقلبی روم کا بادشاہ بن گیا۔

واقعات ۲۵۸ھ

سعید اور زنجیوں کی گردن زنی

اس سال کے اہم واقعات میں سعید بن احمد بن سعید بن سلم ال باہلی کا دارالخلافہ آنا اور کوڑے کھانا ہے جیسا کہ بیان کیا ہے اسی سال ماہ ربیع الآخر میں اسے سات سو کوڑے مارے گئے جب مر گیا تو لٹکا دیا۔

اسی سال صاحب الزنج کے ایک قاضی کی جو عبدان میں تھا اور چودہ زنجیوں کی گردنیں سامرا کے باب العامہ پر ماریں گئیں بصرہ کے علاقے سے یہ سب قید کئے گئے تھے۔

متفرقات

اسی سال مفلح نے تکریت میں اعراب سے جنگ کی بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ مساور الشاری کی حمایت کرنے لگے تھے۔

اسی سال محمد بن واصل حلقہ اطاعت میں داخل ہو گیا فارس کا علاقہ اور خراج محمد بن الحسین بن الفیاض کے سپرد کر دیا۔

۲۰ ربیع الاول پیر کے دن المعتمد نے اپنے بھائی ابو احمد کو دیار مضر وقنسرین اور العواصم ولایت سے سرفراز فرمایا۔ جمعرات ماہ ربیع الآخر کی چاندرات کو اسے اور مفلح کو انعام دیا دونوں بصرہ کی جانب روانہ ہوئے اور وہ عوام کے سامنے سوار ہوا ابو احمد کی اس نے اتباع کی اور پھر واپس آیا۔

منصور خیاط کا قتل

اسی سال منصور بن جعفر بن دینار الخیاط قتل کیا گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب اس کے ساتھی بصرہ کے معاملے سے فارغ ہوئے اس خبیث نے علی بن ابان مہلبی کو جو اس زمانے میں اہواز میں تھا منصور بن جعفر کی جنگ کے لئے جبی جانے کا حکم دیا وہ مقابلے میں ایک مہینہ ٹھہرا علی جب خیز رانیہ میں تھا تو منصور اس کے لشکر میں آیا کرتا، ساتھ ہی چند آدمی ہوا کرتے خبیث نے اپنے ساتھیوں کی بھری ہوئی بارہ کشتیاں علی بن ابان کو روانہ کی کشتیوں کا انتظام ابواللیث اصبہانی کے سپرد کر کے اسے علی بن ابان کی اطاعت وفرماں برداری کا حکم دیا۔ ابواللیث علی کی جانب روانہ ہو گیا پھر اس کا مخالف بن کر اس کے خلاف اپنی رائے پر عمل پیرا ہو کے مقیم ہو گیا منصور جنگ کے لئے آیا اس کے ساتھ کشتیاں بھی تھیں ابواللیث نے علی بن ابان کے مشورے اور حکم کے بغیر اس کی طرف پیش قدمی کی لیکن منصور ان کشتیوں پر فتح مند ہو گیا اور قبضہ کر لیا جو عرب زنجی تھے ان میں سے بہت کو قتل کر دیا ابواللیث کو شکست ہوئی۔ وہ خبیث کے پاس واپس گیا علی بن ابان اور وہ تمام لوگ جو اس کے ہمراہ تھے واپس ہوئے اور ایک مہینے تک ٹھہرے رہے اس کے بعد علی اپنے آدمیوں کے ساتھ منصور کے ساتھ جنگ کے لئے لوٹا جب علی نے ایک جگہ پڑاؤ کیا تو اس نے مخبروں کو روانہ کیا کہ وہ منصور اور اس کے لشکر کی خبریں اس کے پاس لائیں۔

منصور اور جعفر بن ابان کی جنگ

منصور کا ایک والی تھا جو کرنبا میں مقیم تھا علی بن ابان نے اس سردار پر شب خون مار کر اسے قتل کر دیا اور اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا جو کچھ اس کے لشکر میں تھا لوٹ لیا گیا، بہت سے گھوڑے قبضے میں لئے چھاونی کو جلا دیا اور رات ہی کو واپس ہوا یہاں تک کہ نہر جبی کے آخری حصے پر پہنچا یہ خبر منصور کو پہنچی تو وہ روانہ ہو کے الخیز رانیہ پہنچا علی اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مقابلے کے لئے نکلا دونوں کے درمیان دن چڑھے سے ظہر تک جنگ ہوتی رہی ظہر کے بعد منصور کو شکست ہوئی، ساتھی اس سے جدا ہو گئے اور وہ ان سے علیحدہ ہو گیا زنجیوں کے ایک گروہ نے نہر عمر بن مہران تک اس کا تعاقب کیا وہ ان پر برابر حملہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس کے نیزے ٹوٹ گئے، تیر ختم ہو گئے، اور اس کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا۔ اس نے اپنے آپ کو نہر میں ڈال دیا تا کہ عبور کر جائے گھوڑے کو اشارہ دیا آواز دی مگر اس نے کام نہ دیا آخر وہ کود پڑا لیکن پاؤں نے کام نہ دیا پانی میں ڈوب مرا۔ شبل نے کہا کہ گھوڑے کا منصور کو نہر عبور نہ کرانے کا سبب یہ تھا کہ زنجیوں میں سے ایک شخص نہر میں کود پڑا جبکہ اس نے منصور کو نہر کی طرف جاتے دیکھا جس سے اس کا ارادہ اسے عبور کرنے کا تھا وہ زنجی تیر کر اس کے آگے ہو گیا پھر جب گھوڑا کودا تو وہ حبشی اس کے سامنے آ گیا گھوڑا بھڑکا دونوں ایک ساتھ ڈوب گئے، پھر منصور نے اپنا سر نکالا تو حبشیوں میں سے ایک غلام اس کی طرف اترا جو مفلح کے پہچاننے والوں میں سے تھا جس کا نام ابرون تھا اس نے اس کا سر کاٹ کے سارا سامان قبضے میں لے لیا ان لوگوں جو اس کے ساتھ تھے ایک بڑی جماعت قتل کر دی گئی منصور کے ساتھ اس کا بھائی خلف بن جعفر بھی قتل کر دیا گیا منصور کے ذمہ جو کام تھا یار جوخ نے اس پر اصغجون کو منتظم بنا دیا۔

اسی سال ۱۸ جمادی الاولیٰ یوم سہ شنبہ کو مفلح اس تیر سے مقتول ہوا جو بغیر نوک کے اس کی کنپٹی میں لگ گیا۔ چار شنبہ کی صبح کو وہ مردہ پایا گیا۔ اس کی لاش سامرا پہنچائی گئی، وہیں دفن کیا گیا۔

مفلح کی موت

میرا وہ بیان گزر چکا ہے جو احمد بن متوکل کا ملعون کی جنگ کے لئے سامرا سے بصرہ جانے سے متعلق ہے۔ یہ روانگی اس وقت ہوئی جب کہ اسے اور معتمد کو وہ بدترین امور معلوم ہوئے جن کا ارتکاب کا اس ملعون نے بصرہ میں اور اس کے قریب کی تمام سرزمین اسلام کے مسلمانوں کے ساتھ کیا۔ میں نے بغداد میں اس لشکر کا معائنہ کیا ہے جس میں ابواحمد اور مفلح روانہ ہوئے۔ جس وقت وہ باب طاق سے گزر رہے تھے تو میں اس دن وہیں موجود تھا، میں نے اہل بغداد کے مشائخ کی ایک جماعت کو یہ کہتے سنا کہ ہم نے خلفاء کے بہت لشکر دیکھے مگر اس لشکر جیسا نہیں دیکھا جو تیزی میں بھی سب سے اچھا ہے۔ ہتھیاروں کی فراوانی اور تیاری میں بھی سب سے اچھا ہے، تعداد اور جماعت کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہے۔ بغداد کے بدمعاشوں کی بھی ایک کثیر جماعت نے اس لشکر کا ساتھ دیا۔

علی کا جبی میں قیام

محمد بن حسن سے مذکور ہے کہ ابواحمد خبیث کے یحییٰ بن محمد البحرانی سے قبل مقام پر پہنچے نہر معقل پر مقیم تھا۔ نہر عباس جانے کی اجازت چاہی تو اس نے اسے ناپسند کیا کیونکہ خوف ہوا کہ سلطانی لشکر اس کے پاس کہیں اس حالت میں نہ پہنچ جائے کہ اس کے ساتھی متفرق ہوں۔ یحییٰ نے اس سے ضد کی یہاں تک کہ اس نے اسے اجازت دے دی۔ وہ اس حالت میں نکلا کہ خبیث کے اکثر اہل لشکر اس کے ساتھ ہو گئے۔ جبکہ علی بن ابان زنجیوں کی جماعت کثیرہ کے ساتھ جبی میں مقیم تھا۔

سلطانی لشکر کی آمد

بصرہ خبیث کے لشکر کی لوٹ مار کی جگہ بن گیا تھا کہ وہ لوگ صبح و شام وہاں ان اشیاء کے منتقل کرنے کے لئے جایا کرتے تھے جو وہاں سے ان کے ہاتھ لگتی تھیں۔ اس دن خبیث کے لشکر میں اس کے ساتھیوں میں سے صرف چند ہی آدمی تھے۔ اسی حال میں تھا کہ ابواحمد اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گیا جس میں مفلح بھی تھا، ایسا زبردست ہولناک لشکر پہنچا کہ خبیث پر ایسی ہولناک مصیبت کبھی نہیں آئی تھی، جب وہ لشکر نہر معقل پر پہنچا تو خبیث کے لشکر کے جو لوگ وہاں تھے سب بھاگے اور دوڑتے ہوئے سب اس سے مل گئے۔ خبیث بھی ڈرا۔ پھر اس نے وہاں کے سرداروں میں سے دو سرداروں کو بلایا سب سے دریافت کیا کہ تم دونوں نے اپنا مقام کیوں چھوڑ دیا، ان دونوں نے اس آنے والے لشکر کی بڑائی، تعداد کی کثرت، سامان کی مضبوطی دیکھی تھی سب نے اسے باخبر کیا کہ اس حالت میں مقابلہ کرنے کی کیا طاقت تھی، انھوں نے جو کچھ دیکھا اس کے مقابلے پر ٹھہرنے کی ان دونوں میں قوت نہیں ہے۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ آیا وہ جانتے ہیں کہ لشکر کا سالار کون ہے۔

خبیث کا کشتیوں میں مخبر روانہ کرنا

ان دونوں نے کہا کہ نہیں ہم نے اس کے معلوم کرنے کی کوشش کی ہے مگر ہمیں کوئی نہ ملا جو صحیح خبر دے۔ خبیث نے کشتیوں میں مخبر روانہ کئے کہ وہ اس کے بارے میں دریافت کریں وہ مخبر بھی اس لشکر کی بڑائی اور

بزرگی کی خبر لے کر اس کے پاس آئے اور کسی کو ان میں سے یہ خبر نہ ملی کہ اس لشکر کا قائد سالار کون ہے۔ اس خبر نے اس کے خوف و ہراس میں اضافہ کیا۔ اس نے علی بن ابان کے پاس قاصد بھیجنے میں جلدی کی اس نے آنے والے لشکر کی خبر سے آگاہ کیا نیز اسے مع اس کے ساتھیوں کے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا۔ وہ لشکر پہنچ گیا اور اس نے اس کے مقابلے میں پڑاؤ کیا۔

جنگ کا دن آیا بدھ کا روز تھا، خبیث نکلا کہ اپنے لشکر میں گھومے اور اس کے گروہ کے ان لوگوں کے حال میں غور کرے جو لوگ اس کے ساتھ مقیم ہیں۔ اس دن آسمان سے کسی قدر بارش ہو گئی تھی۔ زمین تر تھی جس کی وجہ سے اس کے قدم پھسلتے تھے، وہ دن کے اول حصے میں تھوڑی دیر گھوم کے واپس پلٹا۔ دوات اور کاغذ مانگا کہ علی بن ابان کو ایک خط بھیجے، اس لشکر سے آگاہ کرے جو کہ آرہا ہے اور اپنی فوج بھیجنے کا حکم دے۔ اسی فکر میں تھا کہ یکا یک اس کے پاس ابودلف آیا جو حبشیوں کا ایک سردار تھا، اس نے کہا کہ اس جماعت نے حملہ کر دیا۔ زنجی بھاگ گئے مقابلے پر کوئی ایسا شخص نہیں جو مدافعت کر سکے۔ یہاں تک کہ وہ الحبل الرابع تک پہنچ گئے، وہ اس پر چلایا۔ اس نے ڈانٹا کہ میرے پاس سے دور ہو، تو نے جو کچھ بیان کیا اس میں جھوٹا ہے۔ یہ محض گھبراہٹ کی وجہ سے ہے کہ جماعت کی کثرت دیکھ کر تو ڈر گیا ہے، تیرا دل گھبرا گیا ہے اور جو تو کہتا ہے وہ تو سمجھتا نہیں ہے، ابودلف اس کے پاس سے چلا گیا، اور اس کا کاتب اس کے پاس آیا اس نے جعفر بن ابراہیم السجان کو زنجیوں میں اعلان کرنے اور معرکے میں نکلنے کا حکم دیا۔ السجان ان کے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ اعلان کر دیا گیا ہے۔ لوگ مقابلہ پر نکلے دو کشتیوں پر فتح ہوئی، پھر اسے پیادوں میں تحریک کے لئے واپس جانے کا حکم دیا، وہ واپس گیا، ہنوز تھوڑی دیر ٹھہرنے پایا تھا کہ مفلح کو ایک تیر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا اور شکست ہو گئی۔ زنجی ان پر غالب آ گئے، پھر قتل میں جو کامیابی انھیں ہوئی وہ ہوئی۔ لوگ خبیث کے پاس سر لائے جن کو انھوں نے اپنے نیزوں پر لٹکایا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ انھوں نے وہ سر اس کے سامنے ڈال دیئے۔ اس دن سر بہت ہو گئے یہاں تک کہ ہر شے بھر گئی، یہ لوگ مقتولوں کا گوشت تقسیم کرنے لگے اور آپس میں اس کا ہدیہ دینے لگے۔

قیدی کا بیان

اس دغاباز کے پاس ایک قیدی لایا گیا جو فرغانیوں کی اولاد میں سے تھا اس نے لشکر کے سردار کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسے ابواحمد اور مفلح کا سردار ہونا بتایا۔ وہ ابواحمد کے ذکر سے ڈرا اس کی عادت تھی کہ جب کسی امر سے ڈرتا تھا تو اس کی تکذیب کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ لشکر میں سوائے مفلح کے کوئی اور نہیں ہے۔ اس لئے کہ میں سوائے اس کے کسی اور کا ذکر نہیں سنتا۔ اگر لشکر میں وہ ہوتا جس کا اس قیدی نے ذکر کیا تو ضرور دور تک اس کہ شہرت ہوتی، البتہ مفلح اس کے تابع اور اس کی صحبت میں شامل تھا۔

عورتیں اور بچے

جب ابواحمد کے ساتھیوں نے خروج کیا تو خبیث کے اہل لشکر سخت گھبرا گئے اپنے گھروں سے بھاگ کر نہر ابی خصیب میں پناہ لی تھی اس زمانے میں اس پر پل نہ تھا جس کی وجہ سے اس دن بچوں اور عورتوں کی بڑی مخلوق اس میں غرق ہو گئی۔ اس جنگ کے تھوڑی دیر بعد اس خبیث کے پاس علی بن ابان اپنے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ پہنچ گیا۔ مفلح کو بھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہ مر گیا۔

ابواحمد نے ابلہ میں قیام کیا تاکہ شکست نے جسے بوکھلا کر دیا ہے وہ صحیح ہو جائے اور از سر نو سامان کر لے۔ اس کے بعد نہر ابی الاسد گیا اور وہیں ٹھہر گیا۔

حسن کا بیان

محمد بن حسن نے کہا کہ خبیث یہ نہیں جانتا تھا کہ مفلح کیسے قتل ہوا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اسے ایک تیر لگا اور اس نے کسی کو اسے تیر مارنے کا دعویٰ کرتے نہیں دیکھا تو اس نے دعویٰ کیا کہ وہی اس تیر کے چلانے والا تھا۔ اس نے کہا کہ پھر میں نے اسے کہتے سنا کہ میرے سامنے ایک تیر گرا تو اسے میرا خادم واح میرے پاس لایا اور مجھے دے دیا میں نے اسے چلایا۔ مفلح کو میں نے ہی مارا۔ محمد نے کہا کہ اس نے اس بارے میں جھوٹ بولا تھا اس لئے کہ میں اس موقع پر موجود تھا۔ وہ اپنے گھوڑے سے نہ اترا کہ اس کے پاس مخبر شکست کی خبر لایا سر لائے گئے اور جنگ ختم ہو گئی۔

اسی سال دجلہ کے دیہات میں وبا پیدا ہوئی جس میں بغداد، سامرا، اور وسط وغیرہ میں بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

اسی سال خرسخارس اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ بلاد روم میں قتل کیا گیا۔

اسی سال زنجیوں کے سردار کا قریبی ساتھی یحییٰ بن محمد بحرانی قید ہوا اور اسی سال قتل کیا گیا

بحرانی کی گرفتاری اور قتل

محمد بن سمعان کاتب کہتے ہیں کہ جب یحییٰ بن محمد نہر عباس پر پہنچا تو اسے دہانہ نہر پر اصغجون حاکم کے ساتھیوں میں سے تین سو ستر سوار ملے وہ اس وقت اہواز کا حاکم تھا یہ سوار بھی اسی علاقے میں تعینات کئے گئے تھا یحییٰ نے دیکھا تو انھیں قلیل سمجھا اور جو جماعت اس کے ساتھ تھی اسے اتنا زیادہ جانا کہ اسے ان کے ساتھ ہونے میں کوئی اندیشہ نہ ہوا اصغجون کے ساتھیوں نے تیراندازی کی، بہتوں کو زخمی کر دیا جب یحییٰ نے دیکھا تو اپنے ساتھیوں میں سے ایک سو بیس سواروں کو ان کی جانب عبور کرایا اور پیادوں کی بہت بڑی تعداد ان کے ساتھ کر دی، اصغجون کے ساتھی ان کے مقابلے سے بچ کر ایک طرف ہٹ گئے بحرانی اور اس کے ساتھی نہر عباس میں گھس گئے ان دنوں نہر میں پانی کی کمی تھی تیروانات کی کشتیاں کیچڑ میں لگی ہوئے تھی جب ان کشتیوں کے مالک نے زنجیوں کو دیکھا تو کشتیاں چھوڑ دیں، زنجیوں نے ان پر قبضہ کر لیا، تمام مال غنیمت جو بہت زیادہ اور بہت قیمتیاں کشتیوں میں تھا سب لوٹ لیا اور اسے بطحیۃ الصحناء لے چلے، انھوں نے سیدھا راستہ چھوڑ دیا، یہ اسی باہمی حسد کی وجہ سے تھا جو بحرانی اور علی بن ابان مہلبی کے درمیان تھا، یحییٰ کے ساتھیوں، نے اسے یہ مشورہ دیا کہ اس راستے سے نہ چلے جس راستے پر سے علی اپنے لشکر کو گزارتا ہے، اس نے یہ مشورہ مان لیا وہ لوگ اس راستے سے چلے جو بطحیۃ تک پہنچاتا تھا، وہ بھی چلا یہاں تک کہ وہ بطیحۃ میں داخل ہو گیا، اس لشکر کو جانے دیا جو ساتھ تھا، ابولیث صبہانی کو اس کے ہمراہ کر دیا، لشکر کو سردار کے لشکر میں لے جانے کا حکم دیا

کسی کو یحییٰ بحرانی کے پاس روانہ کیا گیا تھا جو اسے لشکر کے آنے کی خبر دے واپسی کے وقت اسے اس بات سے بچنے کا حکم دیا کہ کوئی شخص ان میں سے اس لشکر کا مقابلہ کرے بحرانی نے مخبروں کو دجلہ کی طرف روانہ کیا وہ مخبر اس وقت واپس آئے جب ابواحمد کا لشکر ابلہ سے نہر ابی الاسد کو روانہ ہو رہا تھا،

لشکر کے نہر ابی الاسد کی طرف لوٹنے کا سبب یہ تھا کہ رافعہ بن بسطام وغیرہ نے جو بطیحۃ الصحناء کے قریب تھے ابو احمد کو لکھا کہ بحرانی کے حالات اور اس کے لشکر کی کثرت سے آگاہ کیا کہ اس کا ارادہ یہ ہے کہ پوشیدہ طور پر نہر عباس سے دجلہ کی طرف نکلے پھر نہر ابی الاسد تک بڑھتا چلا جائے اور وہیں چھاؤنی قائم کرے اور لشکر اسلام کو سامان رسد کی فراہمی روک دے ۔ یحییٰ کے مخبر ابو احمد اور اس کے لشکر کے حالات معلوم کر کے مرعوب اور حیرت زدہ لوٹے ، بڑی مشقت سے راہ کٹی تھی بطیحۃ میں مارے مارے پھرنے سے ایک وبا ان میں پھیل گئی اور مرض کی کثرت ان میں ہوگئی نہر عباس پر پہنچے تو یحییٰ نے اپنے ہراول دستے پر سلیمان بن جامع کو سالار مقرر کر دیا اس وہ لوگ اپنی کشتیوں کو نہر عباس سے نکل جانے کے ارادہ سے چلا رہے تھے نہر میں چھوٹی بڑی شاہی کشتیاں تھیں جو اصغجون کی جانب سے دہانہ نہر کیحفاظت کر رہی تھیں ان کیہمراہ ایل فوج سوار اور پیادہ کی تھی ، اس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ڈرا دیا اپنی کشتیاں خالی کر دیں اور اپنے آپ کو نہر عباس کے مغربی حصے میں ڈال دیا اور الزیدان کا راستہ اختیار کیا جو خبیث کے لشکر کی طرف جا رہے تھے ، یحییٰ اس حال میں غافل تھا اس اپنے لشکر کے درمیان میں تھا کہ قورج العباس کے پل پڑاؤ کیا تھا جس میں پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا وہ اپنے ان ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا جو کشتیوں کے چلانے میں مشغول تھے ان میں سے بعض وہ تھیں جو ڈوب رہی تھیں اور بعض کشتیاں بچ رہی تھیں

یحی اور محمد کی ایک خونریز جنگ

محمد بن سمعان نے کہا کہ میں اس حالت میں یحییٰ کے ہمراہ ٹھہرا ہوا تھا کہ اس نے پانی کے تیز بہاؤ سے حیران ہو کر کہا کہ کیا تو نے غور کیا کہ اگر اس حالت میں ہمارا دشمن ہم پر ٹوٹ پڑے تو ہم سے زیادہ بدحال کون ہوگا ،کلام ختم نہ ہوا تھا کہ طاشتمر ترکی اس لشکر کے ساتھ پہنچ گیا جس کو ابوالاحمد نے ابلہ سے نہر ابی الاسد واپس جاتے ہوئے روانہ کیا تھا، لشکر میں ایک شور مچ گیا محمد کہتے ہیں کہ میں بھی دیکھنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہوگیا تو میں نے دیکھا کہ سرخ جھنڈے نہر عباس کی مغربی جانب سے گئے ہیں اور یحییٰ اس میں ہے جب زنجیوں نے یہ منظر دیکھا تو سب نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا اور عبور کر کے شرقی جانب چلے گئے اور وہ مقام سنسان ہوگیا جس میں یحییٰ تھا اس کے ساتھ کچھ اوپر دس آدمیوں کے سوا کوئی اور نہ رہا، اس وقت یحییٰ نے کھڑے ہو کر چمڑے کی ڈھال اور تلوار سنبھال لی اس ایک رمال باندھا اور چند آدمی جو اس کے ساتھ تھے دشمنوں سے بھڑ گیا طاشتمر کے ساتھیوں نے تیر مارے اس نے بھی تیزی کے ساتھ انھیں زخمی کیا، بحرانی تیروں سے زخمی ہو گیا تین زخم اس کے دونوں بازوؤں پر اور بائیں پنڈلی میں لگے، جب اس کے ساتھیوں نے اسے زخمی دیکھا تو سب جدا ہو گئے کوئی ایسا نہ نظر آتا تھا کہ جو کرتا، وہ لوٹا ایک کشتی میں سوار ہوا اور نہر کی شرقی جانب عبور کر گیا،

جنگ کو ترک کرنا

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب دن اچھی طرح چڑھ آیا تھا ، یحییٰ کو زخموں نے بوجھل کر دیا تھا، زنجیوں نے جب اس کی مصیبت دیکھی تو سخت گھبرا اٹھے ، دل کمزور ہو گئے جنگ چھوڑ دی ، فکر ہوئی ، کسی طرح جان تو بچائیں ، شاہی لشکر نے تمام مال غنیمت پر قبضہ کر لیا جو نہر کی غربی جانب کشتیوں میں تھا، جب وہ ان پر قابض ہو گئے تو ان میں سے بعض کشتیوں کو مٹی کے تیل سے آگ لگانے والوں کو بٹھا کے نہر کی شرقی جانب لے گئے وہاں جس قدر کشتیاں زنجیوں کے

قبضے میں تھیں سب کو جلادیں،، زنجی یحییٰ سے جدا ہو گئے ان میں قتل عام کیا گیا اور بکثرت قید کیئے گئے دن میں چھپ کر جارہے تھے، شام ہوئی رات خوب تاریک ہوگئی، تو منہ کے بل گرتے ہوئے بھاگے، جب یحییٰ نے اپنے ساتھیوں کی جدائی دیکھی تو تو ایک کشتی میں بیٹھا اور اپنے ساتھ ایک طبیب کو بٹھایا جس کا نام عباد اور عرف ابوجیش تھا، تا کہ جو زخم لگے ہیں ان کا مداوا ہو سکے، بس بچ کر خبیث کے لشکر تک پہنچنے کی خواہش تھی، چلتے چلتے دہانہ نہر کے قریب ہو گیا، انے کشتیوں کے ملاحوں نے دیکھ لیا جو چھوٹی بڑی کشتیوں میں تھے وہ گھبرا اٹھے اور یقین ہو گیا کہ پکڑ کے لے جائیں گے، نہر عبور کر کے شرقی جانب گئے انھوں نے اور اسے اور اس کے ساتھی کو زمین پر کھیت میں ڈال دیا، وہ نکل کے اس حالت میں چلنے لگا کہ زخموں سے بوجھل تھا، چلتے چلتے گر پڑا، رات بھر وہیں پڑا رہا، صبح ہوئی تو عباد طبیب اٹھ کے دیکھنے لگا کہ آتے جاتے کوئی نظر آئے، شاہی لشکر کے کچھ آدمی دکھائی دیئے، اشارہ کیا انھیں یحییٰ کی خبر دی، ساتھ لایا اور یحییٰ کو ان کے سپرد کر دیا، مؤرخین کی ایک جماعت کا یہ خیال تھا کہ ایک فوج اسے لے گئی فوج نے دیکھا اور پہچانا اور گرفتار کر لیا، خبیث کو یہ خبر پہنچی تو نہایت مضطرب ہوا اور بے قراری بہت بڑھ گئی،

یحیٰ بن محمد کو ابواحمد کے پاس لانا

یحییٰ بن احمد زرق بحرانی کو ابواحمد کے پاس لایا گیا ابواحمد نے اسے معتمد کے پاس سامرا بھیج دیا، اس نے حیر میں محرالحلبہ کے سامنے ایک چبوترہ بنانے کا حکم دیا، لوگوں کے سامنے اس کو چبوترے پر چڑھادیا گیا، پھر تازیانے مارے گئے،

بیان کیا جاتا ہے کہ ۹ رجب بدھ کو ایک اونٹ پر سامرا میں داخل ہوا، اس کے دوسرے دن معتمد بیٹھا، جمعرات کا دن تھا، دوسو تازیانے مارے گئے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے زور زور سے تلواریں ماری گئیں، پھر ذبح کیا گیا اور جلادیا گیا۔

یحی کے متعلق صاحب الزنج کے تاثرات

محمد بن حسن نے کہا کہ جب یحییٰ بحرانی قتل کیا گیا اور اس کی خبر صاحب زنج کو پہنچی تو اس نے کہا کہ مجھ پر اس کا قتل بہت گراں گزرا، میرا انتظام واہتمام اس کی وجہ سے نہایت سخت تھا، پھر مجھ سے خطاب کیا کہ اس کا قتل تیرے لئے بہتر ہے کیوں کہ وہ حریص تھا، پھر ایک جماعت کی طرف متوجہ ہوا جن میں میں بھی تھا اور کہا کہ اس کی حرص کا یہ حال تھا کہ ہمیں غنیمت میں بعض چیزیں ملیں، اس میں دو ہار بھی تھے جو یحییٰ کے ہاتھ لگے تو اس نے اس میں سے زیادہ قیمتی ہار کو مجھ سے چھپایا اور میرے سامنے کم قیمت کا پیش کیا، وہ ہار بھی مجھ سے مانگا، میں نے اسے دے دیا پھر مجھ سے اس ہار کی شکایت کی گئی جو اس نے چھپایا تھا، میں نے اسے بلایا کہ وہ ہار لا جو تو نے چھپایا ہے، میرے پاس وہی ہار لایا جو میں نے اسے دیا تھا، اور اس کا انکار کیا کہ نہ میں نے کوئی ہار لیا ہے نہ میرے پاس ہے، میں اس طرح اس کا مکمل نقشہ دیکھ رہا تھا کہ گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں، وہ حیران ہو گیا، اور وہی ہار میرے پاس لایا، مجھ سے مانگا، میں نے اسے دے دیا اور استغفار کا حکم دیا

صاحب الزنج اور اس کا دعویٰ محمد بن حسن سے روایت ہے کہ محمد بن سمعان نے بیان کیا کہ زنجیوں کے سردار نے مجھ سے کہا کہ مجھ پر نبوت پیش کی گئی مگر میں نے اس کا انکار کیا

میں نے پوچھا کہ یہ کیوں

کہا اس لئے کہ اس کے کچھ اسباب ہیں، مجھے یہ خوف تھا کہ میں اس بار کو برداشت نہ کرسکوں گا،

اسی سال ابواحمد بن متوکل نے اس مقام سے جہاں سے وہ صاحب زنج کے قریب تھا واسطہ کی طرف چلا آیا

واسطہ میں جنگ کا مرکز

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابواحمد نہر ابی الاسد گیا اور وہاں ٹھہر گیا، اس کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں بیماریوں کی کثرت سے موت پھیل گئی، وہ وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ جس نے موت سے نجات پائی وہ اپنے مرض سے اچھا ہو گیا، اس کے بعد وہ باذاورد کا رخ کر کے واپس ہوا اور وہیں چھاؤنی بنالی، آلات کی مرمت لشکر کو تنخواہوں کی ادائیگی اور چھوٹی بڑی کشتیوں کو درست کرنے کا حکم دیا اور انھیں ان سرداروں سے بھردیا جو اس کے آزاد کردہ غلام تھے، پھر وہ خبیث کے لشکر کی جانب چل کھڑا ہوا، اپنے سرداروں کی ایک جماعت کو نہر ابی الحصیب وغیرہ کے ان مقامات پر جانے کا حکم دیا جو ان کے لئے نامزد کردیئے تھے، ایک جماعت کو اپنے ساتھ رہنے اور مقامات میں اپنے ساتھ جنگ میں رہنے کا حکم دیا، جس وقت لڑائی شروع ہوئی، دونوں گروہ نہر ابی خصیب کے پاس لے گئے اور ابواحمد اپنے تھوڑے ساتھیوں کے ساتھ رک گیا تو وہ اس مقام سے اس خوف کی وجہ سے نہ ہٹا کہ مبادا ایسا نہ ہو کہ زنجیوں کا حوصلہ بڑھ جائے، وہ لوگ نہر منکی کی شور زمین میں تھے، ابواحمد کے ساتھیوں کا اس سے ہٹ جانا معلوم ہوا تو زنجی بکثرت جمع ہوگئے اور جنگ بھڑک گئی دونوں فریقوں میں سخت خوں ریزی ہوئی، ابواحمد کے ساتھیوں نے زنجیوں کے مکانات اور محل جلادیئے عورتوں کی ایک جماعت کو چھڑالیا جو قید تھیں زنجیوں نے اپنی جماعت کو اس مقام کی طرف لوٹایا جہاں ابواحمد تھا،

موفق ایک کشتی میں ظاہر ہوا گھمسان کا رن پڑا، عین گرمی معرکہ میں زنجیوں کا انبوہ امڈ آیا

ابواحمد کی پسپائی

موفق سمجھے کہ اپنی اس قلیل تعداد کے ساتھ اس انبوہ کا مقابلہ مناسب نہیں، مقتضائے احتیاط یہی ہے کہ جنگ روک دی جائے اس بناء پر حملہ آوروں کو کشتیوں میں لوٹنے کا حکم دیا جو تو وہ میں تھیں اکثر آدمیوں کے اپنی اپنی کشتیوں میں بیٹھ جانے کے بعد ابواحمد اپنی کشتی میں گیا لوگوں کا ایک گروہ رہ گیا جنھوں نے ان گھنے درختوں اور راستوں میں پناہ لی، وہ لوگ اپنے ساتھیوں سے جدا ہوگئے، ان پر زنجیوں کے پوشیدہ لشکر نکل پڑے انھوں نے مزاحمت کی، نہایت سخت جنگ ہوئی جس میں بہت سے لوگ کام آئے مقتولوں میں ایک سو سپاہی اور دس افسر شامل تھے، جن کے سر صاحب زنج کے پاس لے جائے گئے اس کے تکبر میں اور اضافہ ہوگیا،

واسطہ کی واپسی

ابواحمد لشکر کے ساتھ باذاورد واپس آیا اور وہاں ٹھہر کے اپنے ساتھیوں کو تیار کرنے لگا، لشکر کے ایک کنارے سے آگ لگ گئی اور سخت ہوا چل رہی تھی، چھاؤنی جل گئی، ابواحمد واپسی کے ارادے سے واسطہ روانہ ہوا یہ اسی سال شعبان کا واقعہ ہے، واسطہ پہنچا تھا کہ اکثر لوگ علیحدہ ہوگئے،

صمیرہ کے واقعات

دس شعبان کو صمیرہ میں نہایت سخت ہولناک آواز آئی دوسرے دن پھر وہی آواز سنائی دی یہ اتوار کا دن تھا، یہ آواز پہلے دن کی آواز سے بھی زیادہ بری تھی، اس سے اکثر شہر منہدم ہو گیا دیواریں گر پڑیں کہا جاتا ہے کہ باشندوں میں سے تقریباً بیس ہزار لوگ ہلاک ہوئے،

بے ادبی کی سزا

ایک شخص ابوفقس کے نام سے معروف تھا، اس کی نسبت گواہوں سے یہ ثابت ہوا کہ بزرگوں کو گالیاں دیتا ہے، سامرا کے باب العامہ پر اس کو ایک ہزار بیس تازیانے مارے گئے جس سے وہ مر گیا یہ ۷ رمضان جمعرات کا واقعہ ہے

متفرقات

۸ رمضان یوم جمعہ کو یار جوخ کی وفات ہوئی، ابوعیسیٰ بن المتوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، جعفر بن معتمد نے بھی شرکت کی۔

اسی سال موسیٰ بن بغا اور محسن بن زید کے ساتھیوں میں جنگ ہوئی، موسیٰ نے محسن کے ساتھیوں کو شکست دی

اسی سال سرور بلخی نے مساور الشاری کے مقابلے سے سامرا واپس آیا، اس کے ساتھ شاریوں کے قیدی تھے اس نے اپنے لشکر پر جو حدیثہ میں تھا جعلان کو اپنا نائب بنایا بعد ازاں بوازیج روانہ ہوا، وہاں مساور سے مقابلہ کیا، دونوں کے درمیان جنگ ہوئی مسرور نے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو قید کر لیا، ذی الحجہ میں چند دن باقی تھے کہ واپس آ گیا،

اسی سال بغداد کے اندر لوگوں میں ایک وبا پیدا ہوئی جس کا نام اہل بغداد القفاع بتاتے ہیں،

اسی سال اکثر حجاج القراء سے پیاس کے خوف کے باعث واپس آ گئے، ان میں سے وہ سلامت رہا جو مکے چلا گیا تھا،

اس سال فضل بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا

واقعات ۲۵۹ھ

اس سال کا اہم واقعہ ابواحمد بن متوکل کی واسطہ سے واپسی اور ۲۶ ربیع الاول یوم جمعہ کو سامرا میں اس کی آمد ہے، واسطہ اور ان کے اطراف میں خبیث سے جنگ پر اس نے محمد المولد کو اپنا قائم مقام بنایا تھا اسی سال کنجور قتل ہوا

قتل کنجور

کنجور کوفہ کا والی تھا، وہ وہاں سے بغیر اجازت سامرا کے ارادے سے واپس ہوا، دربار خلافت سے اسے لوٹنے کا حکم دیا تو اس نے انکار کیا، اسے مال بھیجا گیا کہ اسے اپنے ساتھیوں میں تنخواہ تقسیم کر دے، مگر اس نے اس پر قناعت نہ کی اور روانہ ہو گیا یہاں سے وہ ربیع الاول میں عکبرا پہنچا، سامرا سے چند سردار اس کی جانب روانہ ہوئے جن میں ساتکین، تکین، عبدالرحمٰن بن مفلح، موسیٰ بن اتامش وغیرہ تھے، ان لوگوں نے اسے ذبح کر دیا، اس کا سر ۲۹ ربیع الاول کو سامرا لایا گیا، اس کے ساتھ چالیس ہزار سے بھی زیادہ دینار پہنچائے گئے، اس کے ایک نصرانی کاتب کو سرکاری مال

میں خیانت کرنے کے الزام میں ماہ ربیع الآخر میں باب العامہ پر ایک ہزار کوڑے مارے گئے، جس سے وہ مر گیا،

متفرقات

اسی سال شرکب ساربان مرو اور اس کے نواح پر غالب آ گیا اور اسے لوٹ لیا،

اسی سال یعقوب بن اللیث بلخ سے واپس آیا اور قہستان میں قیام کیا، ہراۃ، بوشنج اور بادغیس پر اپنے عامل مقرر کیئے اور سجستان کی طرف لوٹ گیا،

اسی سال عبداللہ السنجری نے یعقوب بن اللیث کا مخالف ہو کر چھوڑ دیا اور نیشاپور کا محاصرہ کر لیا، محمد بن طاہر نے قاصدوں، اور فقہاء کو روانہ کیا، انھوں نے دونوں کے درمیان صلح کے لئے مذاکرات کیئے اس کے بعد اس نے اسے الطبسین وقہستان کا حاکم بنا دیا،

اسی سال ۶ رجب کو مہلبی اور یحیٰی بن خلیف اہواز کے بازار کی نہر بطی میں داخل ہوئے، وہاں انھوں نے بہت زیادہ لوگوں کو قتل کیا انھوں نے وہاں کے صاحب المعونۃ کو بھی قتل کر ڈالا

صاحب الحرب کی ہلاکت

بیان کیا گیا ہے کہ الزنج پر اس آتش زنی کی حالت پوشیدہ رہی جو ابو احمد کے لشکر میں بازاور د میں ہوئی تھی، چنانچہ اسے اس واقعہ کی خبر تین دن کے بعد عبادان کے دو شخصوں کے ذریعے معلوم ہوئی، وہ فساد برپا کرنے کے لئے پلٹا، اس کی رسد منقطع ہو گئی تھی، اس نے علی بن ابان مہلبی کو کھڑا کر کے بہت بڑا لشکر اس کے ساتھ کر دیا، سلیمان بن جامع بھی اس کے ہمراہ روانہ ہوا، وہ لشکر اسی کے ساتھ کر دیا جو یحیٰی بن محمد بحرانی اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی کے ساتھ تھا، سوار اس کے ساتھ کیئے گئے تھے اور بقیہ لوگ علی عبان مہلبی کے ساتھ، اس زمانے میں اہواز کا حاکم اصغجون تھا، اس کے ہمراہ سرداروں کیا یک جماعت کے ساتھ نیزک بھی تھا، علی بن ابان اپنے زنجی ساتھیوں کیساتھ ان لوگوں کی جانب روانہ ہوا، اصغجون نے بھی اسے دیکھ لیا، وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، صحرائے دستماران میں دونوں لشکر بھڑ گئے، یہ اصغجون کی موت کا دن تھا، نیزک اپنے بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ قتل کیا گیا، اصغجون غرق ہو گیا، حسن بن ہرثمہ اور حسن بن جعفر عرف زاوشار قید ہو گئے

حسن بن شار کی قید کا واقعہ

محمد بن حسن نے کہا مجھ سے حسن بن شار نے بیان کیا کہ ہم لوگ اس دن اصغجون کے ساتھ مقابلے کے لئے نکلے، مگر ہمارے ساتھی نہ ٹھہرے اور بھاگے، نیزک قتل کیا گیا اور اصغجون گم ہو گیا جب میں نے دیکھا تو اپنے گھوڑے سے اترا دل میں یہ ارادہ کیا کہ میں اس اونٹنی کی دم پکڑوں جو میرے ساتھ تھی اور زبردستی نہر میں ڈال دوں اور اس کے ذریعے نجات حاصل کروں میرے غلام نے پہل کی وہ بچ گیا اور مجھے چھوڑ گیا، میں موسیٰ بن جعفر کے پاس آیا تا کہ اس کے ساتھ نجات پاؤں، وہ ایک کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہو گیا، میرے لئے نہ ٹھہرا، میں نے ایک چھوٹی کشتی دیکھی، اس کے پاس آیا اور اس میں سوار ہو گیا، بہت سے لوگ میرے پاس جمع ہو گئے، اور سوار ہونے کی خواہش کرنے لگے، کشتی میں لٹک گئے یہاں تک کہ اسے ڈبو دیا، کشتی الٹ گئی تو میں اس کی پشت پر چڑھ گیا، وہ لوگ میرے پاس سے چلے گئے، زنجیوں نے مجھے دیکھا تو تیر برسانے لگے، جب مجھے مرنے کا اندیشہ ہوا تو میں نے کہا کہ تیراندازی سے باز آؤ

اور کوئی چیز میرے پاس ڈالو تاکہ میں اس سے لٹک کر تمھارے پاس آؤں، انھوں نے ایک نیزہ میری طرف بڑھادیا جسے میں نے ہاتھ سے پکڑ لیا اور ان کے پاس آ گیا،

حسن بن جعفر کی گرفتاری

حسن بن جعفر کو اس کے بھائی نے ایک گھوڑے پر سوار ہو کے تیار کیا تاکہ اسے اپنے اور امیر لشکر کے درمیان سفیر بنائے جب شکست ہوگئی تو وہ نجات کی تلاش میں جلدی کرنے لگا، گھوڑے نے گرادیا اور گرفتار کرلیا گیا،

علی بن ابان نے خبیث کو اس جنگ کا احوال لکھا، بہت سے سر اور جھنڈے اس کے پاس روانہ کیئے حسن بن شارانے اور حسن بن جعفر اور احمد بن روح کو روانہ کیا، اس نے ان قیدیوں کو قید خانے لے جانے کا حکم دیا علی بن ابان اہواز میں داخل ہوا، وہاں قیام کر کے فساد کرتا رہا یہاں تک کہ موسیٰ بن بغا کو خبیث کے خلاف جنگ کے لیے تعینات کیا گیا،

موسیٰ بن بغا کی خبیث کے خلاف جنگی تیاریاں

اسی سال موسیٰ بن بغا سامرا سے اس جنگ کے لئے روانہ ہوا یہ ذیقعدہ کا واقعہ ہے، خلیفہ نے شہر پناہ کے باہر تک اس کی ہمراہی کی اور وہاں سے اسے خلعت عطا کی،

اسی سال موسیٰ بن بغا کی جانب صاحب الزنج سے جنگ کے لئے عبدالرحمٰن بن مفلح کو اہواز اور اسحاق بن کنداج کو بصرہ جبکہ ابراہیم بن سیما، بافاورد کی طرف روانہ کیا گیا،

ابن مفلح کی فتح

بیان کیا گیا ہے کہ ابن مفلح جب اہواز پہنچا تو اربد کے پل پر دس دن ٹھہر کے مہلبی کی جانب گیا، اس سے جنگ کی اسے مہلبی نے شکست دی وہ واپس ہوا اور تیاری کی پھر لوٹا اور نہایت سخت جنگ کی بے شمار زنجی مار ڈالے اور بہت سے قیدی گرفتار کر لئے، علی بن ابان بھاگا، اسے اور اس کے ساتھی زنجیوں کو شکست ہوئی، یہاں تک کہ وہ لوگ بیان میں پہنچ گئے، خبیث نے ان کے لوٹانے کا ارادہ کیا، مگر وہ خوف کی وجہ سے نہ لوٹے، جب اس نے یہ دیکھا تو انہیں اپنے لشکر میں داخل ہونے کی اجازت دیدی، سب کے سب اس کے لشکر میں داخل ہوگئے اور اسی کے شہر میں ٹھہر گئے،

عبدالرحمٰن قلعہ مہدی پہنچا تاکہ وہاں چھاؤنی قائم کرے، خبیث نے علی با بان کو ان کی جانب روانہ کیا اس نے جنگ کی مگر اس پر غالب نہ آسکا علی اس مقام کے ارادے سے روانہ ہوا جو کر کے نام سے مشہور ہے۔

ابراہیم بن سیما کی کارکردگی

ابراہیم بن سیما اس زمانے میں بازاورد میں تھا، ابراہیم نے اس سے جنگ کی، علی بن ابان کو شکست ہوئی، دوبارہ پلٹا تو ابراہیم نے پھر شکست دی، وہ رات میں چلتا رہا اور ساتھ میں رہبروں کو لے لیا، وہ لوگ اسے گھنے درختوں اور جھاڑیوں میں لے گئے یہاں تک کہ نہر یحییٰ جا پہنچے، اس کی اطلاع عبدالرحمٰن کو پہنچی تو اس نے طاشتمر کو آزاد کردہ غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا مگر راستے کے دشوار گزار ہونے کے باعث نہ پہنچ سکا، نیستان تھا، بانسوں

سے راہ رکی ہوئی تھی، اس نے آگ لگادی زنجی اس میں سے بھاگتے ہوئے نکلے، اس نے زنجی گرفتار کیئے فتح کر کے قیدیوں کے ساتھ عبدالرحمٰن بن مفلح کے پاس واپس آیا،

علی بن ابان کا نہر السدرہ روانہ ہونا

علی روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ نسوخ پہنچا، وہاں اس نے ان لوگوں کے ساتھ قیام کیا جو اس کے ساتھیوں میں سے اس کے ہمراہ تھے، اس کی خبر عبدالرحمٰن بن مفلح کو پہنچ گئی، اس نے العمود کی طرف توجہ کی، وہاں پہنچ کر ٹھہر گیا، علی بن ابان نہر سدرہ کی طرف گیا، خط لکھا خبیث سے مدد چاہی اور کشتیاں بھیجنے کی درخواست کی، اس نے تیرہ کشتیاں روانہ کی جن میں اس کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت تھی وہ کشتیوں کو لے کر روانہ ہوا یہاں تک کہ عبدالرحمٰن کے سامنے پہنچ گیا عبدالرحمٰن اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی طرف نکلا مگر دونوں میں کوئی جنگ نہ ہوئی اور اس روز دونوں لشکر ٹھہرے رہے جب رات ہوئی تو علی بن ابان نے اپنے ساتھیوں میں سے اس جماعت کو منتخب کیا جن کی قوت اور صبر پر اسے بھروسہ تھا ان کے ساتھ روانہ ہوا سلیمان بن موسیٰ شعرانی ہمرکاب تھا، باقی لشکر کو وہیں اپنی جگہ چھوڑ گیا تا کہ اس کا حال پوشیدہ رہے وہ عبدالرحمٰن کے پیچھے سے گیا اور اس کے لشکر میں شب خون مارا، مگر کچھ مطلب حاصل نہ ہوا، عبدالرحمٰن اس سے کنارہ ہو گیا، چار کشتیوں کو خالی کر دیا، انھیں علی نے لے لیا اور واپس ہو گیا، عبدالرحمٰن اپنے سامنے کے رخ روانہ ہو کے دولاب پہنچا، وہیں ٹھہر گیا، کچھ آدمیوں کو تیار کر کے ان پر طاشتمر کو سالار بنایا اور انھیں علی بن ابان کی طرف روانہ کر دیا، ان لوگوں نے اسے بیاب آزر کے نواح میں پایا جنگ کی وہ بھاگا، طاشتمر نے عبدالرحمٰن کو اس کے بھاگنے کا حال لکھ دیا، عبدالرحمٰن اپنے لشکر کے ساتھ آیا، اور العمود پہنچ کے ٹھہر گیا ساتھیوں کو جنگ کے لئے مستعد کیا، کشتیاں درست کیں اور ان پر طاشتمر کو امیر بنایا وہ نہر سدرہ کے دھانے کی جانب روانہ ہوا علی بن ابان سے ایسی جنگ کی کہ علی بھاگا، اس نے اس سے دس کشتیاں لے لیں علی شکست و ہزیمت اٹھا کے خبیث کے پاس لوٹا،

عبدالرحمٰن فوراً روانہ ہوا، بیان میں پڑاؤ کیا، عبدالرحمٰن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما باری باری ایک دن بیچ خبیث کے لشکر کی جانب جانے لگے اور اس سے جنگ کرنے لگے، جو لوگ اس کے لشکر میں تھے انھیں خائف کرنے لگے،

موسیٰ بن بغا کو خبیث کی جنگ سے واپس بلانا

اسحاق بن کنداج اس زمانے میں بصرہ میں مقیم تھا، اور خبیث کے لشکر سے رسد منقطع ہو چکی تھی، خبیث اس دن اپنے ساتھیوں کو جمع کرتا تھا جس دن اسے عبدالرحمٰن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما کے پہنچنے کا خوف ہوتا تھا، یہاں تک کہ جنگ ختم ہو جاتی تھی تو وہ ان میں سے ایک گروہ کو بصرہ کی جانب روانہ کر دیتا تھا، ان سے اسحاق بن کنداج جنگ کرتا تھا اسی حالت میں دس مہینے سے زیادہ ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ موسیٰ بن بغا کو خبیث کے خلاف جنگ سے واپس بلانے کیلئے مسرور البلخی کو مقرر کیا گیا، یہ خبر اس خبیث کو بھی پہنچ گئی،

متفرقات اسی سال حسن بن زید قومس پر غالب آ گیا اور وہاں اس کے ساتھی داخل ہو گئے،

اسی سال محمد بن الفضل بن سنان قزوینی اور دہسوزان بن جستان کے درمیان جنگ ہوئی، محمد بن الفضل نے دہسوزان کو شکست دی،

اسی سال موسیٰ بن بغا نے صلابی کو رے کا حاکم بنایا، کیغلغ نے کین پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا تھا لہذا اصلابی کی روانگی جلدی ہوئی

اسی سال شاہ روم سمیساط پر غالب آ گیا، اس کے بعد ملطیہ پر پڑاؤ کیا، باشندوں کا محاصرہ کر لیا، اہل ملطیہ نے جنگ کی اور اسے شکست دی، احمد بن محمد بن قابوس نے نصر ازیطشی کو طریق البطارقہ میں قتل کر دیا،

اسی سال ہواز سے زنجیوں کی وہ جماعت سامرا روانہ کی گئی جو قید کئے گئے تھے، سامرا کے عوام نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا لڑکے مار ڈالے گئے، مائیں رونے کے لئے رہ گئیں،

یعقوب صفار کا نیشاپور پر قبضہ

اسی سال یعقوب بن اللیث نیشاپور میں داخل ہوا، بیان کیا جاتا ہے کہ یعقوب بن اللیث ہراۃ کی جانب گیا پھر نیشاپور کا قصد کیا جب اس کے قریب ہوا اور اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو محمد بن طاہر نے اس سے ملنے کی اجازت طلب کی جو نہیں ملی اس نے اپنے چچاؤں کو اور اپنے گھر والوں کو بھیج دیا، جو اس سے ملے، ۴ شوال کو عشاء کے وقت نیشاپور میں داخل ہوا داؤد آباد میں اترا محمد بن طاہر سوار ہو کر اس کے پاس گیا خیمے میں داخل ہوا اس نے حال دریافت کیا، عمل میں کمی کرنے پر ملامت کی پھر واپس ہو گیا عزیز بن سری کو وکیل بنانے کا حکم دیا محمد بن طاہر کو واپس کر دیا، اور عزیز کو نیشاپور کا حاکم بنایا محمد بن طاہر اور اس کے گھر والوں کو قید کر دیا گیا، سلطنت کو خبر پہنچی تو حاتم بن زیرک بن سلام کو اس کے پاس روانہ کیا

قاصدوں کا اہل خراسان کا حال بیان کرنا

۲۰ ذی القعدہ کو یعقوب کے خطوط پہنچے جیسا کہ بیان کیا گیا جعفر بن معتمد اور ابو احمد بن متوکل ایوان خلافت میں بیٹھے، جب سردار حاضر ہوئے، یعقوب کے قاصدوں کو اجازت دیدی گئی تو قاصدوں نے اہل خراسان کا حال بیان کیا کہ شادی (خارجی) اور مخالفین اس پر غالب آ گئے ہیں محمد بن طاہر کمزور ہو گیا ہے، اہل خراسان کی یعقوب سے مراسلت، یعقوب کو دعوت اور اس سے مدد مانگنے کا ذکر کیا، کہ وہ اس طرف گیا کہ جب وہ نیشاد پور سے دس فرسخ کے فاصلے پر تھا، تو اس کے پاس خراسانی باشندے گئے اور انھوں نے اسے اس کے سپرد کر دیا، اس طرح یعقوب نیشاپور میں داخل ہوا،

ابو احمد اور عبید اللہ بن یحییٰ نے قاصدوں سے کہا کہ یعقوب نے جو کچھ کیا امیر المؤمنین اس سے موافقت نہیں کرتے، اسے حکم دیتے ہیں کہ اپنی خدمات پر واپس چلا جائے، بغیر حکم کے ایسا کرنا مناسب نہیں، لہذا اسے واپس چلا جانا چاہیے، اگر اس نے ایسا کیا تو وہ دوستوں میں شمار ہوگا ورنہ اس کے لئے اس کے سوا کچھ نہ ہوگا جو مخالفین کے لئے ہوتا ہے، قاصدوں کو اس جواب کے ساتھ واپس کیا گیا، وہ پہنچے تو اس نے ان میں سے ہر ایک کو خلعت عطا کی جس میں تین تین کپڑے تھے وہ لوگ نیزے پر ایک سر لائے تھے جس میں ایک رقعہ تھا کہ اس میں یہ تحریر تھا کہ: یہ اللہ کے دشمن عبدالرحمن خارجی ساکن ہراۃ کا سر ہے، جو تیس برس سے مدعی خلافت تھا اسے یعقوب بن اللیث نے قتل کر دیا،

اسی سال ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس عرف بریہ نے لوگوں کو حج کرایا

واقعات ۲۶۰ھ

ان واقعات میں جو اس سال ہوئے مساور شاری کے کردوں میں سے ایک شخص کا محمد بن ہارون بن معمر کو قتل کرنا سرفہرست ہے جس کو اس نے سامرا سے آنے والی ایک کشتی میں پا کے قتل کر دیا اور اس کا سر مساور کے پاس لے گیا، جمادی الآخری میں ربیع نے اس کے خون کا دعویٰ کیا مسرور بلخی اور سرداروں کی ایک جماعت کو مساور کا راستہ بند کرنے کے لئے تعینات کیا گیا

اسی سال صاحب الزنج نے علی بن زید العلوی امیر کوفہ کو قتل کر دیا

اسی سال یعقوب بن اللیث نے محسن بن زید طالبی سے جنگ کی اسے شکست دی اور طبرستان میں داخل ہو گیا

عبداللہ سجزی کا واقعہ اور صفار کا طبرستان پر قبضہ

یعقوب کے حالات سے خبر رکھنے والی ایک جماعت نے مجھے خبر دی کہ عبداللہ سجزی سجستان پر فخر کیا کرتا تھا ،یعقوب نے اس پر غصہ کے اظہار کیا، عبداللہ نے اس سے علیحدہ ہو کر محمد بن طاہر سے نیشاپور میں جاملا، جب یعقوب نیشاپور گیا تو عبداللہ بھاگا اور محسن بن زید سے مل گیا، وہ معاملہ جو یعقوب اور محمد بن طاہر کے درمیان تھا اس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، یعقوب اس کے پیچھے روانہ ہوا وہ طبرستان کے راستے اسفرائیم اور اس کے نواح سے گزرا ،وہاں ایک شخص تھا جسے میں پہچانتا ہوں، وہ حدیث کا طالب علم تھا اس کا نام بدیل کشنی تھا، پرہیز گار تھا، امر بالمعرف میں سرگرم رہتا ،اس نواح کے اکثر باشندوں نے اسے قبول کر لیا تھا، جب یعقوب وہاں اترا تو اس کے پاس قاصد بھیجا کہ پرہیز گاری میں وہ بھی اس کے مثل ہے اور وہ اسی کے ساتھ ہے ،اس کی خوشامد کرتا رہا یہاں تک کہ بدیل اس کے پاس گیا، جب وہ اس کے قابو میں آگیا تو قید کر کے اسے اپنے ساتھ طبرستان لے گیا، ساریہ کے قریب پہنچا تو محسن بن زید سے آمنا سامنا ہو گیا،

دیلم و طبرستان میں صفار کی مشکلات

مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ یعقوب نے محسن بن زید کے پاس کسی کو بھیج کر یہ درخواست کی کہ عبداللہ سجزی کو میرے پاس بھیج دیں، تو پھر میں لوٹ جاؤں گا، طبرستان کا قصد محض عبداللہ کی وجہ سے کیا ہے نہ کہ محسن سے جنگ کے لئے، محسن بن زید نے سپرد کرنے سے انکار کیا، یعقوب نے اعلان جنگ دیا، دونوں کے لشکر بھڑ گئے اور جنگ ہوئی مگر معمولی سی ہوئی، محسن بن زید کو شکست ہوئی وہ شیراز اور دیلم چلے گئے، یعقوب ساریہ میں داخل ہو گیا، وہاں سے آمل کی طرف بڑھا، باشندوں سے ایک سال کا خراج وصول کیا، آمل میں محسن بن زید کی تلاش میں شیراز کی جانب روانہ ہوا، یہاں تک کہ وہ طبرستان کے ایک پہاڑ تک پہنچا جہاں اسے بارش نے روک لیا، مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بارش پے در پے تقریباً چالیس دن تک ہوتی رہی، بڑی مشکل کے ساتھ وہاں سے نکل سکا، جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے، یعقوب ایک پہاڑ پر چڑھ گیا تھا، جب اترنے کا قصد کیا تو آدمیوں کی پشت پر لدے بغیر اترنا ممکن نہ ہوا، اکثر جانور ہلاک ہو گئے، محسن بن زید کے بعد شیراز میں داخل ہونے کا ارادہ کیا، مجھ سے اس علاقے کے بعض رہنے والوں نے بیان کیا کہ راستے تک پہنچ کر ٹھہر گیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی ٹھہرنے کا حکم دیا، ان کے آگے آگے سوچتا ہوا بڑھا پھر واپس ہوا اور انھیں بھی واپس ہونے کا حکم دیا کہ اگر راستے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے تو اس کا سرے سے راستہ ہی نہیں ہے،

مجھ سے اسی شخص نے خبر دی کہ اس علاقے کی عورتوں نے اپنے مردوں سے کہا کہ تم لوگ اسے بلاؤ کے راستے میں داخل ہو جائے کیوں کہ اگر وہ راستے میں داخل ہو گیا تو ہم اس سے نمٹنے کے لئے کافی ہونگے، تمھارے ذمہ اسے گھیر لینا ہے، قید کرنا ہمارے ذمے، پھر وہ پلٹنے کے ارادے سے واپس ہو کر حدود طبرستان سے روانہ ہو گیا تو اپنے آدمیوں کو پھیلا دیا، جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ چالیس ہزار کھو گئے، اکثر گھوڑے، اونٹ، اور اسباب جاتا رہا، اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے سلطان کو ایک خط لکھا،

خلافت کو عرضداشت

یعقوب نے دارالخلافہ میں مکتوب بھیجا کہ میں نے حسن بن زید کا قصد کیا، جرجان سے طمیس گیا، اسے فتح کر لیا، پھر ساریہ گیا، حسن بن زید نے سب پلوں کو تباہ کر دیا تھا، عبور ہونے کی کشتیاں اٹھالی تھیں اور راستوں کو پاٹ دیا تھا، الحسن بن زید نے باب ساریہ پر چھاؤنی قائم کر لی تھی، بڑے بڑے کوہستانی میدانوں کو محفوظ کر لیا تھا، خرشاد بن جیلا دوالئی دیلم نے اس کے مدد کی تھی، ان لوگوں کے باعث ان کی طاقت بڑھ گئی تھی، جو طبرستان ودیلم، وخراسان، وقم، وقہستان وشام وجزیرہ وغیرہ سے اس کے پاس جمع ہو گئے تھے، میں نے اس کو شکست دی اور بڑی تعداد کو قتل کیا، کہ میرے زمانے میں اس تک کوئی تعداد نہیں پہنچی، آل ابی طالب میں ستر افراد میں نے قید کر لئے، یہ رجب کا واقعہ ہے، محسن بن زید شرز کی جانب چلے گئے، دیلمی اس کے ساتھ تھے

عالم اسلام میں گرانی کی لہر

اسی سال اکثر بلاد اسلام میں سخت گرانی ہوئی، اور شدت گرانی سے مکے سے لوگ مدینہ وغیرہ شہر میں نکل گئے، اور گورنر مکہ بھی وہاں سے روانہ ہو گیا، اس کا نام بریہ تھا، بغداد میں بھی بھاؤ چڑھ گیا تھا، ایک کر جو ایک سو بیس دینار کا اور گیہوں ایک سو پچاس دینار کا ہو گیا تھا، مہینوں تک ایسا رہا

اسی سال اعراب نے منجور والی حمص کو قتل کر دیا، بکتمر کو عامل بنایا گیا،

عبداللہ سجزی کا قتل

اسی سال یعقوب بن اللیث طبرستان سے واپس ہوا تو رے کی جانب گیا، جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ اس کے وہاں جانے کا سبب عبداللہ سجزی کا یعقوب سے پناہ مانگ کر صلابی کے پاس جانا ہے، جب یعقوب رے کے قریب پہنچا تو اصلابی کو ایک خط لکھا کہ عبداللہ السجزی کو میرے سپرد کر دے تو میں واپس چلا جاؤں گا، علاقے سے کوئی تعرض نہ کروں گا، ورنہ جنگ ہوگی جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ صلابی نے عبداللہ کو اس کے سپرد کر دیا، یعقوب نے اسے قتل کر دیا، اور صلابی کے علاقے سے واپس ہو گیا،

قتل ازدی

اسی سال علاء بن احمد قتل کیا گیا، بیان کیا جاتا ہے کہ علاء بن احمد کو فالج ہو گیا تھا، وہ بیکار ہو گیا تو سلطنت نے ابوردینی عمر بن علی بن مرہ کو گورنری آذربائیجان پر تقرر کے لئے لکھا جو اس سے قبل علاء کے سپرد تھی، ابوردی وہاں گیا، اسے علاء سے اپنے قبضے میں لے لیا، علاء ایک قبے میں بیٹھ کر ماہ رمضان میں ابوردینی سے جنگ کے لئے نکلا، ابوردینی

کے ساتھ شاریوں کی ایک جماعت بھی تھی، علاء قتل کر دیا گیا،

روایت سے مذکور ہے کہ اس نے چند آدمیوں کو اس مال کو اٹھانے کے لئے بھیجا جو علاء چھوڑ گیا تھا، اس کے قلعے سے اتنا مال اٹھایا گیا جس کی قیمت ستائیس لاکھ درہم تک پہنچ گئی،

اسی سال رومیوں نے لولو کو مسلمانوں سے چھین لیا،

اس سال ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن سلیمان بن علی عرف بریہ نے لوگوں کو حج کرا

۲۶۱ھ کے اہم واقعات

حسن بن زید کا طبرستان پر دوبارہ قبضہ

اس سال کا اہم واقعہ حسن بن زید کا طبرستان پر دوبارہ قبضہ اور سالوس کو سپرد آتش کرنا ہے کیوں کہ ان سے یعقوب کی دوستی تھی ان کی جائدادیں بطور جاگیر دیلمیوں کو دیدیں،

اسی سال سلطنت نے عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو ان حجاج کے جمع کرنے کا حکم دیا، جو خراسان، رے، طبرستان ،اور جرجان سے بغداد آئے تھے، انھیں ایک فرمان سنایا گیا کہ خلافت نے یعقوب بن اللیث کو خراسان کا والی نہیں بنایا ،لہذا وہ اس سے علیحدہ رہیں کیونکہ اس کا خراسان میں داخل ہونا اور محمد بن طاہر کو قید کرنا نہایت ناروا فعل تھا،

متفرقات

اسی سال عبداللہ بن واثق کی وفات دغاباز یعقوب کے لشکر میں ہوئی،

اسی سال جمادی الآخری میں مساشاری نے یحییٰ بن حفص کو قتل کر دیا جو کرخ جدان میں طریق خراسان کا والی تھا، مسرور بلخی اسکی تلاش میں روانہ ہوا، ابواحمد بن متوکل اس کے پیچھے گیا، مساور ہٹ گیا اور نہیں ملا،

اسی سال جمادی الاولیٰ میں ابوہاشم داؤد بن سلیمان جعفری ہلاک ہوا

جنگ رام ہرمز اور ابن واصل کی فتح

اسی سال محمد بن واصل، عبدالرحمٰن بن مفلح اور طاشتمر کے درمیان رام ہرمز میں جنگ ہوئی، ابن واصل نے طاشتمر کو قتل کیا اور ابن مفلح کو قید کر لیا اس کا سبب یہ ہوا کہ ابن واصل نے حارث بن سیما کو قتل کر دیا جو فارس میں گورنر تھا ،فارس پر قبضہ کر لیا، پھر فارس، اہواز، بصرہ، بحرین، اور یمامہ بھی موسیٰ بن بغا کے ماتحت کر دیا گیا، ملک مشرق پہلے ہی اس کے سپرد تھا، موسیٰ بن بغا نے عبدالرحمٰن بن مفلح کو اہواز بھیج کے اہواز اور فارس کی حکومت اس کے سپرد کر دی، طاشتمر کو اس کے ماتحت کر دیا گیا، ابن واصل کو موسیٰ کے اس فعل کی خبر ملی کہ ابن مفلح فارس پر قبضہ کے لئے روانہ ہو گیا ہے، وہ اس سے پہلے بصرہ کے علاقے میں خارجی سے جنگ کے لئے اہواز میں مقیم تھا، ابن واصل نے اس پر چڑھائی کی، دونوں رام ہرمز میں ٹکرا گئے، ابوداؤد ابن واصل کا مددگار ہو کر اس سے مل گیا ابن واصل ابن مفلح پر کامیاب ہو گیا، اسے قید کر لیا، طاشتمر کو قتل کر دیا اور ابن مفلح کے لشکر کو قتل کر ڈالا، ابن مفلح اسی کے قبضے میں رہا، اور آخر کار اسے بھی قتل کر دیا، حلانکہ سلطنت نے اسماعیل بن اسحاق کو ابن مفلح کے رہا کرانے کو ابن واصل کے پاس روانہ کیا تھا، مگر ابن واصل نے اسے قبول نہ کیا۔

موسیٰ بن بغا کا حکومت مشرق سے استعفاء

ابن واصل ابن مفلح کے قتل سے فارغ ہوا تو یہ ظاہر کر کے روانہ ہوا کہ اس کا قصد موسیٰ بن بغا کی جنگ کے لئے واسطہ پہنچنے کا ہے یہاں تک کہ وہ اہواز جا پہنچا، وہاں ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ ابن سیما موجود تھا، جب موسیٰ بن بغا نے معاملے کی شدت اور مشرق کے علاقوں پر زبردستی قبضہ کرنے والوں کی کثرت دیکھی کہ اس کے پاس ان کے مقابلے کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے تو درخواست کی کہ اسے مشرق کی ذمہ داریوں سے معاف کر دیا جائے، اسے ان اعمال سے معاف کر دیا گیا، اور ابواحمد کے ماتحت کر دیا گیا اور اس پر ابواحمد بن متوکل کو حکمران بنا دیا گیا، موسیٰ بن بغا اپنے حکام کے ساتھ مشرق سے مستعفی ہو کر سلطنت کے دروازے پر واپس آ گیا،

اسی سال ابوساج کو اہواز اور قائد الزنج سے جنگ کا والی بنایا گیا وہ عبدالرحمٰن بن مفلح کے علاقے فارس روانہ ہونے کے بعد ادھر روانہ ہو گیا،

اسی سال ابوساج کے خسر عبدالرحمٰن اور علی بن ابان کے درمیان علاقے دولاب میں جنگ ہوئی جس میں عبدالرحمٰن قتل کیا گیا، ابوساج عکرم کے لشکر کی طرف ہٹ آیا، زنجی اہواز میں داخل ہو گئے، وہاں باشندوں کو قتل و قید کیا، گھروں کو لوٹ لیا اور جلا دیا، ابوساج کو اس کی خدمت سے واپس کیا گیا اور ابراہیم بن سیما کو جنگ کا والی بنایا گیا، وہ اپنی اس خدمت میں برابر مقیم رہا یہاں تک کہ موسیٰ بن بغا کے حکومت مشرق واپس ہونے سے وہ بھی واپس چلا گیا

متفرقات اسی سال محمد بن اوس بلخی کو طریق خراسان کا والی بنایا گیا،

جب حکومت مشرق کو ابواحمد کے ماتحت کیا گیا تو اسی سال شعبان میں مسرور بلخی کو اہواز، بصرہ، یمامہ، بحرین، اور قائد الزنج سے جنگ کا والی بنایا گیا،

اسی سال نصر بن احمد بن اسد سامانی کو ماوراء نہر بلخ کا والی بنایا گیا

یہ اسی سال رمضان میں ہوا، اسے اس کی ولایت کے لئے لکھ دیا گیا،

صفار کی ابن واصل پر فتح

اسی سال شوال میں یعقوب بن اللیث نے فارس پر چڑھائی کی، ابن واصل اہواز میں مقیم تھا، وہاں سے فارس واپس ہوا، ذی القعدہ میں مقابلہ ہوا، یعقوب نے اسے شکست دی اور لشکر کو تباہ کر دیا، خرمہ میں ابن واصل کے قلعے میں لشکر کو بھیجا، جو کچھ اس میں تھا سب لے لیا، بیان کیا گیا ہے کہ جو کچھ یعقوب نے وہاں سے لیا اس کی قیمت چار کروڑ درہم تھی، ابن واصل کے ماموں مسرور کو قید کر لیا گیا،

اسی سال یعقوب بن اللیث کے ساتھیوں نے موسیٰ بن مہران کردی سے تعلق رکھنے والوں سے جنگ کی اس وجہ سے کہ ان کی دوستی محمد بن واصل سے تھی انھیں ان لوگوں نے قتل کر دیا اور موسیٰ بن مہران بھاگ گیا،

ولایت عہد اسی سال ۱۲ شوال معتمد نے دار العامہ میں دربار کیا اپنے فرزند جعفر کو ولی عہد بنایا، اس کا نام مفوض الی اللہ رکھا اور اسے مغرب کا والی بنایا، موسیٰ بن بغا کو اس کا ماتحت کیا، افریقہ، مصر، شام، الجزیرہ، موصل ارمینیہ، طریق خراسان، مہر جان قذق اور حلوان کی ولایت دی، اپنے بھائی ابواحمد کو جعفر کے بعد ولی عہد مقرر اور اسے مشرق پر والی بنایا، مسرور بلخی کو اس کا ماتحت کیا اور اسے بغداد، السواد، کوفہ طریق مکہ مدینہ، یمن، کسکر، کور دجلہ، الاہواز، فارس، اصبہان، قم الکرج

،الدینور، زنجان، قزوین، خراسان طبرستان، جرجان کرمان بحستان اور سندھ کی ولایت دی، دونوں میں سے ہر ایک کے لئے دو دو جھنڈے ایک سیاہ اور ایک سفید مقرر کیئے،، یہ شرط لگائی اگر معتمد کو موت کا حادثہ پیش آجائے اور جعفر حکومت کے قابل نہ ہو تو حکومت کا سربراہ ابواحمد ہوگا اس کے بعد جعفر، اس پر لوگوں سے بیعت لی گئی، فرمان کی نقلیں شائع کر دیں گئیں، ایک نقل محسن بن محمد بن ابی الشوارب کے ساتھ بھیجی گئی کہ اسے کعبے میں لٹکا دے،

جعفر المفوض نے شوال میں موسیٰ بن بغا کو مغرب کی حکومت دی اور محمد مولد کے ہمراہ اسے اس عہد کی خبر بھیج دی۔

متفرقات

اسی سال محمد بن زیدویہ نے یعقوب بن اللیث کو چھوڑ دیا، اپنے ہزاروں ساتھیوں کے ہمراہ اس کے لشکر سے کنارہ کشی اختیار کر لی، اور ابوساج کے پاس چلا گیا اور اس کے ساتھ اہواز میں مقیم ہو گیا، سامرا سے ایک خلعت بھیجی گئی، زیدویہ نے محسن بن طاہر بن عبداللہ کو اپنے ہمراہ خراسان روانہ کرنے کی درخواست کی،

۷ ذی الحجہ کو مسرور بلخی ابواحمد کا مقدمہ الجیش بن کر سامرا سے روانہ ہوا، اسے اور اس کے چونتیس سرداروں کو خلعت عطا کی گئی، دونو ولی عہد نے کچھ دور تک ہمراہی کی، ۲۱ ذی الحجہ کو سامرا سے روانہ ہو کر الموفق اس کے پیچھے گیا،

اس سال الفضل بن اسحاق بن محسن بن اسماعیل بن العباس، بن محمد بن علیین عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال مکے میں حج کے بعد محسن بن محمد بن ابی الشوارب کا انتقال ہوا۔

واقعات ۲۶۲ھ

صفار کی مزید کامیابیاں

یعقوب بن اللیث محرم میں رامہرمز پہنچا، بغراج اور اسماعیل بن اسحاق کو خلافت نے یعقوب کے پاس سفیر بنا کے بھیجا، یعقوب بن اللیث کے جو رشتہ دار قید تھے، رہا کیئے گئے، محمد بن طاہر کے ساتھ جو برتاؤ اس نے کیا تھا اس سے ناخوش ہو گیا اس کے غلام وصیف کو اور وہاں جتنے رشتہ دار تھے سب کو قید کر لیا گیا، یعقوب کے رام ہرمز پہنچنے کے بعد انھیں رہا کر دیا گیا، یہ ۵ ربیع الاول کا واقعہ ہے،

اسماعیل بن اسحاق یعقوب کے پاس آیا اور اس کے پاس سے پیام لے کے سامرا روانہ ہوا، ابواحمد نے بغداد میں دربار کیا، تاجروں کی ایک جماعت کو بلایا اور ان سے کہا کہ امیرالمومنین نے یعقوب بن اللیث کو، خراسان ،طبرستان،، جرجان، رے، فارس، اور بغداد کی پولیس کا سربراہ بنانے کا حکم دیا ہے، دربار میں یعقوب کا ساتھی درہم بن نصر بھی حاضر تھا، معتمد نے درہم کو سامرا سے یعقوب کے پاس اس عریضے کو جواب دے کے واپس کیا تھا جس میں یعقوب نے اپنے لیے عہدے کی درخواست کی تھی اس کے ہمراہ اس نے اس کے پاس عمر بن سیما اور محمد بن ترکشہ کو بھیجا تھا،

اسی سال ماہ ربیع الاول میں ابن زیدویہ کے قاصد اس کے پاس سے پیام لے کے بغداد پہنچے، ابواحمد نے اسے خلعت عنایت کی،

صفار سے جنگ

اسی سال وہ لوگ جو یعقوب بن اللیث کے پاس گئے تھے واپس آئے اور یہ اطلاع دی کہ وہ اس عہدے پر راضی نہیں ہے، یعقوب کا لشکر مکرم سے روانہ ہو گیا تو ابو ساج اس کے پاس گیا یعقوب نے اس کا احترام کیا اور اکرام سے پیش آیا، اور اچھے سلوک کیے،

قاصد جواب لے کے المعتمد کے لشکر میں یوم ہفتہ ۳ جمادی الآخر کو سامرا کے قائم مقام کے پاس لوٹے، معتمد نے سامرا پر اپنے فرزند جعفر کو اپنا قائم مقام بنا دیا تھا، محمد مولد اس کے ماتحت تھا وہاں سے منگل ۶ جمادی الآخری کو روانہ ہوا اور ۱۴ جمادی الآخری کو بروز بدھ بغداد پہنچا، کنارے کنارے چل کے زعفرانیہ میں منزل کی اور اپنے بھائی ابو احمد کو الزعفرانیہ سے آگے روانہ کر دیا۔

یعقوب مع اپنے لشکر کے ساتھ عسکر مکرم سے روانہ ہوا، یہاں تک کہ واسط سے ایک فرسخ رہ گیا اس نے وہاں پانی کی ایک لہر دیکھی جسے مسرور بلخی نے دجلے سے کاٹ دیا تھا تا کہ وہ اس پر سے نہ گزر سکے وہاں ٹھہر گیا اور بند ھ باندھ کے عبور کیا یہ ۲۴ جمادی الآخری کا واقعہ ہے، باز بین گیا، محمد بن کثیر یعقوب کی جانب سے مسرور بلخی کے لشکر پہنچا اس کے مقابلے پر گیا، مسرور اپنے لشکر کے ساتھ النعمانیہ چلا گیا یعقوب جبکہ واسط میں آ گیا ۲۴ جمادی الآخر کو داخل ہوا معتمد زعفرانیہ سے جمعرات ۲۹ جمادی الآخری کو روانہ ہوا یہاں تک کہ سیب بنی کوما پہنچا، وہاں مسرور بلخی آیا مسرور بلخی کی روانگی دریائے دجلہ کی مغربی جانب سے ہوئی، اس طرف عبور کیا جہاں لشکر تھا معتمد سیب بنی کوما میں چند روز مقیم رہا یہاں تک کہ لشکر جمع ہو گیا یعقوب واسط سے دیر عاقول روانہ ہوا، دیر عاقول سے شاہی لشکر کا رخ کیا، معتمد نے سیب میں قیام کیا اس کے ساتھ عبید اللہ بن یحییٰ بھی تھا اپنے بھائے ابو احمد کو یعقوب سے جنگ کے لئے متعین کیا ابو احمد نے میمنہ پر موسیٰ بن بغا کو اور میسرہ پر مسرور بلخی کو مقرر کیا خود اپنے مخصوص اور منتخب لوگوں کے ساتھ قلب میں رہا

جنگ اصطربد

رجب کے چند روز گزرنے کے بعد اتوار کو ایک مقام پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اس جگہ کا نام اصطربد تھا جو سیب بنی کوما اور دیر عاقول کے درمیان تھی، یعقوب کے میسرہ نے ابو احمد کے میمنہ پر حملہ کر کے شکست دی، بڑی جماعت کو قتل کر دیا جن میں ان کے سرداران فوج ابراہیم بن سیماتر کی اور طباغواتر کی اور محمد بن طغتاتر کی اور مبرقع مغربی وغیرہ بھی شامل تھے، بھاگنے والے دوبارہ واپس لوٹے، ابو احمد کا باقی لشکر ثابت قدم تھا انھوں نے یعقوب اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا تو وہ بھی ثابت قدم رہے اور نہایت سخت جنگ کی، یعقوب کے ساتھیوں میں سے شہزوروں کی بڑی تعداد قتل کر دی گئی، یعقوب کو تین تیر لگے ایک اس کے حلق میں اور دو تیر دونوں ہاتھوں میں۔

صفار کی شکست

کہا جاتا ہے کہ فریقین میں نماز عصر کے آخر وقت تک مسلسل جنگ ہوتی رہی اس کے بعد دیرانی اور محمد بن اوس ابو احمد کے پاس آئے اور وہ سب لوگ جمع ہو گئے جو ابو احمد کے لشکر میں تھے، یعقوب کے ساتھ جنگ بہت سے لوگوں کو ناگوار تھی، مگر جب انھوں نے دیکھا کہ خلیفہ خود برسر پیکار ہے تو ان سب نے یعقوب اور اس کے ثابت قدم ساتھیوں پر حملہ کر دیا، یعقوب کے ساتھی بھاگ گئے تاہم یعقوب اپنے مخصوص ساتھیوں کے ہمراہ ثابت قدم رہا یہاں تک

کہ وہ لوگ مقام جنگ کو چھوڑ گئے،

بیان کیا جاتا ہے کہ یعقوب کے لشکر سے گھوڑے، اور خچر دس ہزار سے زائد ہاتھ آئے دینار و درہم اس قدر ملے کہ اٹھانا دشوار تھا، مشک انبار در انبار، محمد بن طاہر بن عبداللہ رہا ہو گیا جو بھاری بیڑیاں پہنے ہوئے تھا اسی نے اسے رہا کیا جو اس پر نگران مقرر تھا محمد بن طاہر کو لایا گیا اور اسے اس کے مرتبے کے موافق خلعت پہنائی گئی، لوگوں کو ایک فرمان پڑھ کر سنایا گیا جس کا مضمون یہ تھا،

ملعون ابید ین یعقوب بن اللیث کمینہ ہمیشہ طاعت و فرمابرداری کا دعویٰ کرتا تھا، یہاں تک کہ بدترین واقعات پیش آئے ان سے ایک اس کا والی خراسان کے پاس جانا، اس پر غالب آنا، حاکم بن جانا بار بار فارس جانا، اس پر قبضہ کر لینا، امیر المومنین کی بارگاہ میں ان امور کے متعلق اپنی درخواست پیش کرنے کو آنا، جن میں سے امیر المومنین نے ایسے امور منظور بھی کر لئے تھے جن کا وہ مستحق بھی نہ تھا، محض اس لئے کہ صلح و صلاح قائم رہے' اور دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ'' پر عمل ہو، یہی وجہ تھی کہ امیر المومنین نے یعقوب کو خراسان، رے، فارس، قزوین، زنجان، اور بغداد کی پولیس کا والی بنایا، اس کی عزت کرنے کو لکھا، عمدہ جاگیریں دیں، مگر ان سب امور نے سوائے سرکشی اور بغاوت بڑھانے کے اور کچھ نہ کیا، اسے لوٹنے کا حکم دیا تو اس نے انکار کیا، امیر المومنین اس کو دفع کرنے کے لئے اٹھے کیونکہ وہ مدینۃ السلام اور واسط کے درمیانی راستے میں آ گیا تھا، یعقوب نے ایسے جھنڈے بھی ظاہر کئے جن میں بعض پر صلیبیں نقش تھیں، امیر المومنین نے اپنے بھائی ابو احمد الموفق باللہ جو ولی عہد مسلمین ہیں آگے قلب میں کیا، ابو عمران موسیٰ بن بغا کو میمنہ میں، بازو میں ابراہیم بن سیما کو میسرہ میں ابو ہاشم مسرور بلخی کو اور بازو میں الدیرانی کو تعینات کیا، یعقوب نے جنگ میں عجلت کی تو ابو احمد نے بھی اس سے جنگ کی یہاں تک کہا سے اچھی طرح زخم لگے، اور ابو عبداللہ محمد بن طاہر صحیح و سالم ان کے ہاتھ سے چھین لیا گیا، وہ لوگ زخمی ہو کے اپنا اسباب چھنوا کے اور پشت پھیر کے بھاگے اس ملعون نے جو کچھ اس ملک میں تھا سب سپرد کر دیا،

۱۱ رجب بروز منگل کو یہ فرمان لکھا گیا،

معتمد اپنی چھاونی واپس آیا اور ابن واصل کو گورنری کے لئے لکھا جو وہاں جا چکا تھا اور ایک جماعت کو جمع کر چکا تھا، اس کے بعد معتمد مداین لوٹا، ابو احمد بھی روانہ ہوا اس کے ساتھ مسرور، ساتکین، اور سرداروں کی ایک جماعت تھی، ابو ساج کی جائداد اور مکان ضبط کر کے مسرور بلخی کو بطور جاگیر دے دیئے گئے، محمد بن طاہر بن عبداللہ ۱۶ رجب پیر کو آیا وہ خدمت سابقہ پر بحال ہو چکا تھا، رسافہ میں اسے خلعت دیا گیا، محمد اپنے آبائی گھر میں فروکش ہوا نہ کسی کو معزول کیا گیا اور نہ کسی کو والی بنایا گیا، اس کے لئے پانچ لاکھ درہم کا حکم دیا گیا،

شاعرانہ تبصرہ

جس روز خلیفہ اور اس کمینے کے درمیان کے جنگ ہوئی اس دن یوم شعانین (عید انصاری) تھی محمد بن علی بن فید الطائی نے ذیل کا قصیدہ کہا جس میں وہ ابو احمد کی مدح کرتا ہے، اور اس کمینے کا حال بیان کرتا ہے۔

وہ کمینہ کس قدر تیاریوں کے ساتھ آیا تھا مگر کس قدر ذلیل و خوار ہوا،
حکم الٰہی نے فوری موت کو اس کے پاس کھینچ کر پہنچا دیا،
جس پہنچانے والے کے حکم کو سب قبول کرتے رہیں،

اسے ابلیس ملعون نے اپنے مکر سے بہکایا،
اور وہ اس کے جھوٹے وعدہ سے دھوکے میں پڑ گیا،
یہاں تک کہ لوگوں نے آمد و رفت کیا اور اس نے یہ گمان کیا۔
کہ وہ بڑے لشکروں اور چھوٹے لشکروں کے درمیان میں غالب آ گیا،
تو وہ مبارک لشکر اس کے قریب ہو گئے اور وہ ایک غالب آنے والے جھنڈے کو لے کے مقابلہ کر رہے تھے۔

ایسے جوشیلے لشکر کے ساتھ جس کے بہادر لوگ زرہ پہننے والے
نیزہ مارنے والے اور تیر مارنے والے دکھائی دیتے تھے
امام نے ایسے کامیاب جھنڈے کو ظاہر کیا جو محمد ﷺ کا تھا
اور ایسی تلوار کو جو اللہ کی کاٹنے والی تلوار تھی
مسلمانوں کا ولی عہد موفق باللہ شہاب ثاقب سے بھی زیادہ تیز رو تھا
وہ لوگوں میں طلوع کرنے والے چودھویں رات کے چاند کی مانند تھا
جو ستاروں کے درمیان نور سے چمک رہا تھا
جب انھوں نے مقابلہ کیا مشرقی تلواروں اور نیزوں سے
اس طرح کے ایک لڑنے والا دوسرے لڑنے والے کو مارتا اور گھونپتا تھا
غبار اڑا اور اس کے اوپر سفید ابر تھا جو تیر انداز کے تیروں کی بارش کر رہا تھا
تمام گروہوں کو اپنی نورانی عقل اور احتیاط سے شکست دی
اور ایک ساتھی کو دوسرے ساتھی سے جدا کر دیا اللہ ہی کے لئے موفق کی خوبی ہے جو جنگ کے میدان میں ثابت قدم رہنے والا اور حملہ کرنے والا ہے اے عرب کے سوار جس کے مانند لوگوں میں کوئی دوسرا انہیں معلوم ہوتا ایسے مصائب جو کاٹنے والے سخت زمانے کی طرف سے ہوں، اور جو بد عہد سرکش غاصب کے لشکر کے مقابلے سے ہوں۔

زنجیوں کے فتنے میں اضافہ

اسی سال صاحب الزنج نے اپنے لشکروں کو البطحۃ اور دستمیسان کے علاقے میں روانہ کر دیا، بیان کیا گیا ہے کہ موسیٰ بن بغا کو مشرق سے واپس بلا کے اپنے بھائی ابو احمد کے ماتحت کر دیا، اور ابو احمد نے دجلے کا علاقہ مسرور البلخی کے ہاتھ میں دے دیا یعقوب بن اللیث ابو احمد سے جنگ کے سے آیا اور واسط چلا گیا تو سوائے مداین اور مضافات کے ولایت دجلہ ارکان خلافت سے خالی ہو گئے مسرور نے اس سے قبل موسیٰ بن اتامش کی جگہ جعلان ترکی کو باز آور روانہ کر دیا تھا صاحب الزنج کی جانب سے موسیٰ بن اتامش کے مقابلے میں سلیمان بن جامع تھا قبل اس کے کہ ابن اتامش کو باز آور سے واپس کیا جائے سلیمان اس کے لشکر پر غالب آ چکا تھا جب ابن اتامش کی جگہ جعلان کا تقرر کیا گیا تو سلیمان نے اپنی جانب سے ایک شخص کو روانہ کیا یہ بحرانیوں میں سے تھا اور اس کا نام ثعلب بن حفص تھا اس نے

اس سے جنگ کی صاحب الزنج نے اپنی جانب سے ایک شخص احمد بن مہدی جبائی کو چند کشتیوں کے ساتھ روانہ کیا جن میں اس کے ساتھیوں میں سے تیرانداز تھے، اس نے اسے نہر المراۃ روانہ کیا۔

جبائی کا غارت گری کرنا

بیان کیا جاتا ہے کہ جبائی دیہات میں جنگ کرنے لگا جو المرار کے نواح میں تھے، جبائی وہاں فساد کرتا اور فتنہ مچاتا پھر نہر المراۃ لوٹ آیا، اور وہیں مقیم ہو جاتا تھا، جبائی نے قائد الزنج کو ایک خط لکھا یعقوب بن اللیث کے واسط میں وارد ہونے کے وقت بطیحہ خالی ہو گیا ہے قائد الزنج نے سلیمان بن جامع کو اور اپنے سرداروں کی ایک جماعت کو خوانیت جانے کا حکم دیا، عمر بن عمار باہلی کو جو بطیحہ اور اس کی سڑکوں کے راستے سے واقف تھا یہ حکم دیا کہ وہ جبائی کے ساتھ جائے یہاں تک کہ الخوانیت میں ٹھہر جائے،

حسن کا مختصر بیان

محمد بن حسن نے بیان کیا کہ عبادانی نے ان سے کہا کہ جب صاحب الزنج نے بطیحہ اور دستمیسان کے نواح میں لشکروں کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو سلیمان بن جامع کو حکم دیا کہ وہ مطوعہ میں پڑاؤ کرے اور سلیمان بن موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ نہر الیہود کے دہانہ پر پڑاؤ کرے، ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور اس وقت تک وہاں ٹھہرے رہے کہ ان دونوں کے پاس اس کا حکم آ گیا تو وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے، سلیمان کی روانگی تو قادسیہ کی طرف ہوئی

جو معروف بستی ہے ، اور سلیمان بن جامع کی روانگی حیوانیت کی طرف ہوئی، جبائی کشتیوں میں سلیمان بن جامع کے آگے آگے تھا، اباترک تیس کشتیوں کے ساتھ دجلہ آیا اور قائد الزنج کے لشکر سے لڑنے کے ارادے سے اتر گیا، وہ ایک ایسے گاؤں میں سے گزرا جو اس خبیث کی صلح میں داخل تھا اس نے وہاں سے کچھ حاصل کیا اور جلا دیا، خبیث نے سلیمان بن عبداللہ کو لکھا کہ اسے روکے رکھے، سلیمان نے اس کا راستہ بند کر دیا، وہ ایک مہینے تک ٹھہر کے جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ بچ کر بطیحہ چلا گیا،

بلالین کی جماعت کا سلیمان کی طرف روانہ ہونا

محمد بن عثمان نے بیان کیا کہ جباش خادم کا یہ خیال کہ اباترک اس وقت دجلہ نہیں گیا تھا اور جو شخص وہاں مقیم تھا وہ نصیر عرف ابوحمزہ تھا، جب سلیمان بن جامع حوانیت جانے کے قصد سے ایک مقام پر پہنچا جو نہر العتیق کے نام سے مشہور ہے تو جبائی کو مادیان کے راستے میں رئیس ملا جبائی نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی، چوبیس کشتیاں اور تیس سے زیادہ اونٹ جو چھ چھ برس کے تھے لے لئے، رئیس بچ گیا اس نے گھنے درختوں میں پناہ لے لی، جو خانیوں کی ایک قوم آئی اس نے اسے وہاں سے نکالا اس طرح اس کی جان بچ گئی، سلیمان کا نہر العتیق سے نکلنا تھا کہ رئیس کے بھاگنے والے ساتھیوں سے جا بھڑا، اس نے انھیں گھیر لیا، جنگ کی اور کسی قدر کامیاب ہوا رئیس چلتے چلتے اس گاؤں پہنچا جو برمساور کے نام سے مشہور ہے، بلالیین کی ایک جماعت سلیمان کی جانب مائل ہو گئی، یہ لوگ ایک سو پچاس کشتیوں میں سوار تھے، اس سے حال دریافت کیا تو کہا کہ تیرے اور واسط کے درمیان حکام اور والیوں میں سے کوئی نہیں ہے، سلیمان اس سے دھوکے میں آ گیا اور اس طرف چل دیا وہاں سے چل کر اس موضع تک پہنچا جو جازرہ

مشہور ہے۔

سلیمان اور معاذ کی عقلمندی

ایک شخص ملا جس کا نام ابومعاذ قرشی تھا، اس نے اس سے جنگ کی، سلیمان وہاں سے بھاگا ابومعاذ نے اس کے ساتھیوں کی ایک بڑی تعداد کو قتل کر دیا اور زنجیوں کے سرداروں میں سے ایک سردار کو گرفتار کرلیا جس کا نام ریاح قندلی تھا سلیمان اسی مقام کی طرف واپس ہوا جہاں وہ پڑاؤ کیے ہوئے تھا، اس کے پاس بلالیہ میں سے دو شخص آئے کہ واسط میں سوائے ابومعاذ کے کوئی نہیں ہے جو اسے بچائے، ابومعاذ ان پانچ کشتیوں میں ہے جن میں اس نے تجھ سے مقابلہ کیا تھا، سلیمان تیار ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کو جمع کیا، خبیث نے انھیں بلالیوں کے ذریعے جو زیر پناہ تھے ایک خط بھیجا اس چھوٹی سی جماعت کو جو دس کشتیوں میں تھی اپنے ہمراہ ٹھہرنے کے لئے منتخب کرلیا اور ان دونوں کو بھی روک لیا جنھوں نے اسے واسط کے متعلق خبر دی تھی، اور نہر ابان جانے کے لئے روانہ ہو گیا، ابومعاذ نے اسے راستے میں روکا، دونوں کے درمیان جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے، آندھی چلنے لگی، ابومعاذ کی کشتی ڈگمگانے لگی، سلیمان اور اس کے ساتھی زبردست پڑ رہے تھے، اس نے بھاگ کر جنگ سے پشت پھیر لی،

سلیمان کا عورتوں اور بچوں کو قید کرنا

سلیمان چلا یہاں تک کہ نہر ابان تک پہنچ گیا اور زبردستی بستی میں داخل ہو گیا، آگ لگائی، لوٹا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا، اس کی خبر ابواحمد کے وکلا کو پہنچی جو اس کی جائداد نہر سنداد کے علاقے میں مقیم تھے، وہ ایک جماعت کے ساتھ سلیمان کی طرف گئے اور اس سے ایک ایسی جنگ کی کہ زنجیوں کی بہت بڑی تعداد کو قتل کر دیا، سلیمان، احمد بن مہدی اور جوان دونوں کے ہمراہ تھے اپنی چھاؤنی کی طرف بھاگے،

وصیف الرجال کو کشتیوں کے ساتھ روانہ کرنا

محمد بن حسن نے کہا کہ محمد بن عثمان کہتا تھا کہ جب سلیمان بن جامع حونیت میں ٹھہر گیا اور اس نہر میں اترا جو یعقوب بن نضر کے نام سے مشہور ہے تو ایک آدمی کو روانہ کیا کہ واسط کے حالات دریافت کرے، یعقوب کے وہاں سے آنے کی وجہ سے مسرور بلخی اور اس کے ساتھیوں کے وہاں سے نکلنے کے بعد یہ واقع پیش آیا، وہ شخص واپس آیا اور یعقوب کے آنے کی خبر دی مسرور نے واسط سے سیب کی طرف روانہ ہونے سے قبل سلیمان کی جانب ایک شخص کو کشتیوں کے ساتھ روانہ کیا تھا جس کا نام وصیف الرحال تھا، سلیمان نے اس سے جنگ کی اور اسے قتل کر دیا سات کشتیاں لے لیں اور جس پر قابو پایا اسے مار گرایا، مقتولوں کو حوانیت میں ڈال دیا تا کہ لوگ ان کے پاس سے گزریں ان کے دلوں میں خوف بیٹھ جائے جب سلیمان کے پاس یہ خبر آئی کہ مسرور واسط سے چلا گیا ہے تو سلیمان نے اپنے نائب عمیر بن عمار کو اور باہلیین کے سرداروں میں سے ایک شخص کو جس کا نام احمد بن شریک تھا بلایا۔ اس مقام سے کنارے کی طرف ہٹنے کا مشورہ کیا جس کے متصل لشکر اور کشتیاں تھیں ایسے مقام کی تلاش ہوئی جو ایسے راستے سے متصل ہو کہ جب وہاں سے خبیث کے لشکر کی طرف بھاگنے کا ارادہ ہو تو اس پر چلے ان دونوں نے اسے عقر ماور جانے اور طہشاہ میں گھنے درختوں میں محفوظ ہو جانے کا مشورہ دیا، باہلیوں کو سلیمان بن جامع کا اپنے درمیان سے نکلنا

ناگوار ہوا، اس وجہ سے انھیں سزا کا خوف تھا،

خلافت کے لوگوں کی کیفیت معلوم کرنا

سلیمان نے اپنے ساتھیوں کو نہر بردر میں طہشاہ کی جانب روانہ ہونے کے لئے سوار کیا اور جبائی کو کشتیوں کے ساتھ نہر العتیق روانہ کر کے حکم دیا کہ کشتیوں کی اور ان میں خلافت کے جو لوگ آئیں ان کی کیفیت معلوم کر کے فوراً اطلاع دے ایک جماعت کو ان لوگوں کے روانہ کرنے کے دوران چھوڑ گیا جو اس کے ساتھیوں میں سے رہ گئے پھر روانہ ہو کے عقر ماور میں آیا اور اس گاؤں میں اترا جو قریہ مروان کے نام سے نہر طہشاہ کے مشرقی جانب وہاں کے جزیرے میں واقع ہے کنارے کے رہنے والوں اور باہلیوں کے رؤسا کو جمع کیا اور جو کچھ کیا وہ خبیث کو لکھ دیا، اس نے اسے خط لکھا جس میں اس کی رائے کو درست کہا تھا اور اسے اس غلے اور غلیموں کے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا جو اس کے پاس تھیں یہ سب مال اس کے پاس روانہ کر دیا گیا،

مسرور اس مقام کی طرف روانہ ہوا جہاں پہلے چھاونی تھی، اس نے وہاں کسی کا نشان نہ پایا، حالت یہ تھی کہ جو کچھ چھاونی میں تھا سب کا سب نکال لے گئے تھے،

سلیمان کی تلاش میں ناکام ہونا

اباترک سلیمان کی تلاش میں بطاح میں پہنچا گمان یہ تھا کہ اس نے یہ علاقہ ترک کر دیا ہے اور خبیث کے شہر کی طرف روانہ ہو گیا ہے، اسی غم میں خود بھی روانہ ہوا مگر سلیمان کا نشان تک نہ ملا دوبارہ پلٹا تو سلیمان کو اس حالت میں پایا کہ اس نے اپنا لشکر حوانیت کی طرف روانہ کر دیا تھا، اس نے اس راستے کو ترک کر دیا، اور دوسرے راستے سے روانہ ہوا یہاں تک کہ مسرور کے پاس پہنچا اور اسے خبر دی کہ سلیمان کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی،

ایک عجیب فعل کا سلیمان کو ناراض کرنا

سلیمان کا لشکر جو کچھ غلہ جمع تھا لے کے واپس ہوا سلیمان مقیم ہو گیا اس نے بجائی کو کشتیوں کے ساتھ رسد اور غلے کے مقامات دریافت کرنے اور ان کے لانے کے لئے تدبیر کرنے کے لئے روانہ کیا اس بجائی جس علاقے میں پہنچتا جہاں کسی قسم کا غلہ پاتا اسے جلا دیتا تھا، اس فعل نے سلیمان کو ناراض کر دیا، اس نے اسے منع کر دیا مگر وہ باز نہ آیا، وہ یہ کہتا تھا کہ یہ غلہ ہمارے دشمنوں کا سامان زندگی ہے، لہذا اسے چھوڑنا عقل کی بات نہیں ہے،۔

سلیمان کا ایک بڑے لشکر کو دیکھ کر گھبرانا

سلیمان نے خبیث کو خط لکھا جس میں جبائی کی شکایت تھی چنانچہ جبائی کے پاس خبیث کا خط آیا جس میں اسے سلیمان کی بات سننے اور اس کے حکم کی تعمیل کرنے کی اسے ہدایت تھی سلیمان کے پاس اس مضمون کا خط آیا کہ اغرتمیش اور خشیش سوار و پیادہ اور چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آئے ہیں تاکہ سلیمان سے لڑیں سلیمان بہت ہی گھبرایا اور بجائی کو ان دونوں کا حال دریافت کرنے بھیجا خود ان دونوں کے مقابلے کی تیاری کرنے لگا کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ بجائی اس کے پاس بھاگتا ہوا آیا اور خبر دی کہ وہ دونوں باب طنج تک آ گئے ہیں، باب طنج سلیمان کے لشکر سے نصف فرسخ کے فاصلے پر تھا، اس نے اسے پلٹنے اور لشکر کا رخ معلوم کرنے کے لئے حکم دیا یہاں تک کہ وہ اس سے ٹکرا گئے،

سلیمان کا پیچھے سے حملہ کرنا

بجائی کو روانہ کر کے سلیمان ایک سطح پر چڑھ گیا اور وہاں سے دیکھنے لگا لشکر کو آتے دیکھا تو فوراً اترا، نہر طہیشاہ کو عبور کیا اور پیادہ روانہ ہوا، زنجی سرداروں اور ان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت ساتھ ہوگئی یہاں تک کہ باب طنج میں آ گئے اس نے اغرتمیش کو پیچھے چھوڑا انھوں نے اس کے لشکر تک پہنچنے کی خوب کوشش کی اس شخص کو جسے اپنے لشکر پر نائب مقرر کیا تھا، یہ حکم دیا تھا کہ کسی زنجی کو اغرتمیش کے لشکر والوں میں سے کسی پر ظاہر نہ ہونے دے، جہاں تک ہو سکے خود کو چھپائیں، یہاں تک کہ وہ نہر میں داخل ہوں، جب نقارہ جنگ کی آوازیں سنیں تو نکل کر ان پر حملہ کر دیں اغرتمش اپنے لشکر کے ساتھ آیا یہاں تک کہ اس کے اور لشکر کے درمیان سوائے اس نہر کے کچھ حائل نہ تھا جو طہیشاہ سے نکلی ہے اور جس کا نام نہر جاردرہ بنی مروان ہے، بجائی کشتیوں میں بھاگا یہاں تک کہ طہیشاہ پہنچ گیا، اس نے اپنی کشتیوں کو وہیں چھوڑا اور پیادہ سلیمان کے لشکر کی طرف لوٹا، اس سے سلیمان کے لشکر کی گھبراہٹ میں اضافہ ہو گیا، وہ لوگ ایادی سبا میں منتشر ہو گئے، ان میں سے ایک قلیل جماعت کھڑی ہوگئی، جس میں ایک زنجی سردار بھی تھا جس کا نام ابوالنداء تھا انھوں نے ان کا مقابلہ کیا اور ان سے جنگ کی، اور انھیں لشکر میں گھسنے سے روک دیا، سلیمان نے پیچھے سے حملہ کر دیا، زنجیوں نے اپنے ڈھول بجا کر اپنے آپ کو ان کی طرف سے نہر عبور کرنے کے لئے دریا میں ڈال دیا اغرتمش کے ساتھی بھاگے اور ان پر زنجیوں نے حملہ کیا جو طہیشاہ میں تھے ان میں خوب تیغ زنی ہوئی خشیش ایک چتکبرے گھوڑے پر سوار اپنے لشکر کی طرف لوٹنے کے ارادہ سے آیا، زنجیوں نے اسے روک کر پچھاڑ دیا، ان کی تلواریں اس پر پڑنے لگیں وہ قتل ہو گیا اور اس کا سر سلیمان کے پاس پہنچا دیا گیا خشیش نے وہ لوگ جب اس پر ٹوٹ پڑے تو کہا کہ میں خشیش ہوں مجھے قتل نہ کرو اپنے سردار کے پاس لے چلو مگر انھوں نے اس کی بات نہیں سنی اغرتمش بھاگا، آخری صف میں تھا، اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر چلا زنجیوں نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ لشکر میں پہنچ گئے اور ان کشتیوں پر قبضے میں کامیاب ہو گئے جو خشیش کے ساتھ تھیں،

وہ لوگ جنھوں نے پشت پھیرنے والے لشکر کا تعاقب کیا وہ ان کشتیوں پر کامیاب ہو گئے جو اغرتمش کے ساتھ تھیں جن میں مال تھا، جب یہ خبر اغرتمش کو پہنچی تو وہ دوبارہ پلٹا یہاں تک کہ اس نے انھیں ان کے ہاتھوں سے چھین لیا۔

جنگ کی خبر خبیث کے پاس بھیجنا

سلیمان اپنے لشکر کی جانب اس حالت میں لوٹا کہ وہ مال غنیمت سے لدا پھندا اور گھوڑوں پر سامان لادے ہوئے تھا، اس جنگ کی اور جو کچھ اس میں ہوا تھا اس کی خبر خبیث کو لکھی، اس کے پاس خشیش کا سر اور اس کی مہر روانہ کی اور ان کشتیوں کو جو اس نے چھینی تھی انھیں اپنے لشکر میں رکھا جب سلیمان کا خط پہنچا اور اس کا سر پہنچا تو وہ خبیث کے لشکر میں گھمایا گیا اور ایک دن لٹکایا گیا اور پھر علی بن ابان کے پاس روانہ کر دیا گیا جو اس زمانے میں اہواز کے نواح میں مقیم تھا، اور اسے وہاں لٹکانے کا حکم دیا سلیمان اس طرح حوانیت کے علاقے کی جانب نکلا جبائی اور زنجیوں سرداروں کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ تھی اتفاق سے وہاں تیرہ کشتیاں ملیں جو ابو عون اور وصیف ترک کے بھائی ابوتمیم کے ہمراہ تھیں، ان لوگوں نے جنگ کی وہ مقتول ہوا اور ڈوب گیا، انھوں نے گیارہ کشتیاں چھین لیں،

محمد بن حسن نے کہا کہ یہ تو محمد بن عثمان بادانی کی خبر ہے لیکن جباش کا گمان یہ ہے کہ وہ کشتیاں جواب تمیم کے ساتھ تھیں آٹھ تھیں ان میں دو کشتیاں بچ گئیں جو پیچھے تھیں،

سلیمان کو ہتھیار اور لوٹ کا مال ملا ان کشتیوں میں جو لشکر تھا ان میں اکثر پر حملہ کر دیا، سلیمان اپنے لشکر میں واپس آیا، ابوتمیم اور اس کے ساتھیوں کے قتل کا حال خبیث کو لکھ دیا، اور چھینی ہوئی کشتیوں کو اپنے لشکر میں روک لیا

متفرقات

اسی سال ابن عبدویہ نے طیب پر حملہ کر کے اسے لوٹ لیا اسی سال علی بن محمد بن ابی شوارب کو محکمہ قضاء کا حاکم بنایا گیا۔

اسی سال جبکہ اس کے دو دن باقی تھے حسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر بغداد سے نکلا اور الجبل چلا گیا اسی سال صلابی مرگیا اور کیغلغ کو والی بنایا گیا۔

اسی سال ربیع الآخر میں صالح بن علی بن یعقوب بن منصور مر گیا اور اسماعیل بن اسحاق کو بغداد کی جانب مشرقی کی قضاء کا والی بنایا گیا وہ دونوں جانب کی قضا کا ذمہ دار بن گیا اسی سال محمد عتاب بن عتاب قتل کر دیا گیا جو السیبین کا والی بنایا گیا تھا، وہ وہاں جا رہا تھا کہ اعراب نے قتل کر دیا

۱۵ رمضان کو موسیٰ بن بغا رقہ جانے کے لئے الانبار گیا۔

اسی سال مفلح کا ساتھی القطان بھی قتل کر دیا گیا جو موصل میں خراج کی وصولی کا افسر تھا وہاں سے واپس ہوا تو راستے میں قتل کر دیا گیا اسی سال رمضان میں علی بن حسین بن داؤد کاتب احمد بن سہل لالطفی نے کفتمر کو شاہراہ مکہ کا عہدہ دیا۔

اسی سال عطر والوں اور قصابوں کے درمیان الترویہ میں ایک دن قبل یعنی ذی الحجہ قتال ہوا یہاں تک کہ لوگوں کو حج کے باطل ہو جانے کا خوف ہوا، پھر وہ باز آگئے تاکہ لوگ حج کر لیں ان میں سے سترہ آدمی مقتول ہوئے تھے

اسی سال یعقوب بن الليث فارس پر غالب آگیا اور ابن واصل بھاگ گیا،

ابوداؤد زنجی کی گرفتاری۔

اسی سال زنجیوں اور احمد لیثویہ کے درمیان جنگ ہوئی اس نے ان میں سے کثیر تعداد کو قتل کر دیا اور ابوداؤد بدمعاش کو گرفتار کر لیا جو ان کے ساتھ گیا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ مسرور البلخی نے احمد بن لیثویہ کو راہ ہواز کے نواح میں روانہ کیا، جب وہ وہاں پہنچا تو سوس میں اترا اور اس کمینے نے محمد بن عبیداللہ بن آزادمرد کردی کو راہواز کی سپرد کر دیا تھا۔

محمد بن عبداللہ نے قائد الزنج کو خط لکھا جس میں اپنی طرف آنے کی خواہش کی تھی شروع ہی سے اس سے خط و خطابت تھی، اس نے اسے یہ وہم دلا دیا تھا کہ وہ اہواز کی حفاظت کرے گا اور اس کمینے کی مدارت کرے گا یہاں تک کہ وہاں اس کا معاہدہ مکمل ہو جائے، خبیث نے اس بات کو اس شرط پر قبول کیا کہ علی بن ابان اس کا حاکم ہوگا، اور محمد بن عبیداللہ اس کا نائب ہوگا محمد بن عبیداللہ نے اسے قبول کر لیا علی بن ابان نے اپنے بھائی خلیل بن ابان کو زنجیوں کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ روانہ کیا، محمد بن عبیداللہ نے ابوداؤد بدمعاش کے ذریعے ان کی مدد کی، وہ لوگ السوس کی

جانب روانہ ہوئے مگر وہاں تک پہنچے نہ تھے کہ انھیں ابن البشویہ نے اوران شاہی آدمیوں نے جواس کے ہمراہ تھے وہاں سے بھگا دیا، وہ وہاں سے شکست کھا کے واپس ہوئے، قتل عام ہوا اوران کی جماعت گرفتار ہوگئی،

عبید اللہ اور علی کا اتحاد

احمد بن لیثویہ روانہ ہو کہ جندی سابور میں اترا علی بن ابان اہواز سے احمد بن لیثویہ کے خلاف محمد بن عبیدا للہ کی مدد کرنے روانہ ہوا۔ محمد بن عبید اللہ کردوں اور بدمعاشوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسے ملا، قریب ہوئے تو دونوں لشکر مل کے روانہ ہوئے، ایک تو مسرقان کے اس طرف سے چلا، دوسرا دوسری طرف سے روانہ ہوا، محمد بن عبید اللہ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو تین سواروں کے ہمراہ روانہ کیا، وہ علی بن ابان سے مل گیا علی بن ابان اور محمد بن عبید اللہ روانہ ہو کے عسکر مکرم پہنچے، محمد بن عبید اللہ تنہا علی بن ابان کے پاس گیا، دونوں میں مذاکرات ہوئے محمد اپنے لشکر واپس آ گیا علی بن ابان کے پاس اس نے قاسم بن علی اور کردوں کے سرداروں میں سے ایک شخص کو جس کا نام حازم تھا اور کمینے کے ساتھیوں میں سے ایک بوڑھے کو جس کا عرف الطالقانی تھا روانہ کیا، وہ لوگ علی کے پاس آئے اسے سلام کیا، محمد اور علی بدستور دوست رہے، یہاں تک کہ علی فارس کے پل پر آیا اور محمد بن عبید اللہ تستر چلا گیا۔

فارس کے پل پر علی کی آمد

احمد بن لیثویہ کو علی بن ابان اور محمد بن عبید اللہ کے اس کے خلاف جنگ میں آپس میں مددگار ہونے کی خبر پہنچی تو وہ جندی سابور سے نکل کر سوس روانہ ہو گیا فارس کے پل پر علی کی آمد جمعے کے روز ہوئی، محمد بن عبید اللہ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ اس دن خطیب خطبہ پڑھے گا تو تستر کے منبر پر اس کے اور قائد الزنج کے لئے دعا کرے گا، علی اس انتظار میں ٹھہر گیا بہبوذ بن عبدالوہاب کو اس نے جمعے میں حاضر ہونے اوراس کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا جب نماز کا وقت آیا تو خطیب کھڑا ہو گیا اوراس نے معتمد کینہ اور محمد بن عبید اللہ کے لئے دعا کی، بہبوذ یہ خبر لیکر علی کے پاس لوٹا تو علی اسی وقت کھڑا ہو گیا، اور سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کو ہواز کی طرف واپسی کا حکم دیا، انھیں اپنے آگے کیا اوران کے ہمراہ اپنے بھتیجے محمد بن صالح اور محمد بن یحیٰی کرمانی کو روانہ کیا جو اس کا نائب اور میر منشی تھا، وہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب وہ لوگ گزر گئے تو اس نے اس پل کو توڑ دیا جو وہاں تھا تا کہ لشکر اس کا پیچھا نہ کرے۔

خبیث کے ساتھیوں کا لوٹ کے مال پر قبضہ

محمد بن الحسن کہتے ہیں میں علی کے ان ساتھیوں میں سے تھا جو سب سے پہلے واپس ہوئے تھے لشکر اسی رات بہت تیزی کے ساتھ روانہ ہوا، فجر کے وقت تک وہ لوگ عسکر مکرم پہنچ گئے، وہ مقام خبیث کی صلح میں داخل تھا مگر اس کے ساتھیوں نے بدعہدی کی عسکر مکرم میں جنگ کی اور لوٹ کا مال حاصل کیا علی بن ابان اپنے ساتھیوں کے پیچھے پہنچا تو اس حادثے سے آگاہ ہوا مگر کچھ تلافی نہ کر سکا وہ روانہ ہوا یہاں تک کہ اہواز پہنچ گیا جب احمد بن لیثویہ کو علی کے واپس ہونے کی خبر پہنچی تو وہ لوٹ کر تستر آیا محمد بن عبید اللہ اوراس کے ساتھیوں سے جنگ کی محمد بھاگا اسی فرار میں ابو داؤد بدمعاش اس کے ہاتھ لگ گیا، جسے بارگاہ خلافت میں روانہ کر دیا، احمد بن لیثویہ تستر میں ٹھہر گیا۔

محمد بن الحسن نے مجھ سے فضل بن عدیا رمی نے بیان کیا جو قائد الزنج کے ان ساتھیوں میں سے تھا جو محمد بن

ابان برادر علی بن ابان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے اس نے کہا کہ جب احمد بن لیثو یہ تستر میں ٹھہر گیا تو علی بن ابان اس کی طرف مع اپنے لشکر سمیت نکل کے اس گاؤں میں پہنچا جو برنجان کہلاتا ہے، مخبروں کو روانہ کیا کہ خبر لائیں اسے خبر ملی کہ ابن لیثو یہ آ رہا ہے اور اس کے لشکر کا ابتدائی حصہ اس گاؤں تک پہنچ گیا ہے جو قریۃ الباہلیین مشہور ہے،

شاہی لشکر کا زیادہ ہونا

علی بن ابان روانہ ہوا اس دوران وہ اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دے رہا تھا ان سے فتح کا وعدہ کر رہا تھا کہ خبیث نے یہی خوشخبری دی ہے جب قریۃ الباہلیین پہنچا تو اس کا ابن لیثو یہ اور اس کے لشکر کا سامنا ہو گیا جو تقریباً چار سو سوار تھے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ ان کے پاس لشکر کی مدد آ گئی جس سے شاہی لشکر زیادہ ہو گیا اعراب کی اس جماعت نے جو علی بن ابان کے ساتھ تھے ابن لیثو یہ سے امن کی درخواست کی، علی بن ابان کا باقی لشکر بھاگ گیا، پیادوں کی ایک چھوٹی سی جماعت رہ گئی جن میں اکثر منتشر ہو گئے ،دونوں فریقوں کے مابین شدت سے جنگ ہونے لگی علی بن ابان سواری سے اتر پڑا پیادہ ہو کر جنگ کرنے لگا اس کے آگے ایک غلام تھا جس کا نام فتح اور عرف غلام ابی الحدید تھا، وہ بھی علی کے ساتھ قتال کرنے لگا علی کو ابو نصر مہلب اور بدر رومی عرف شعرانی نے دیکھ لیا ان دونوں نے اسے پہچان کے لوگوں کو اس سے ڈرایا وہ پلٹ کر بھاگا یہاں تک کہ مسرقان میں پناہ لی اور اپنے آپ کو اس میں گرا دیا فتح بھی اس کے پیچھے ہو گیا اس نے بھی اپنے آپ کو اس کے پیچھے ڈال دیا چنانچہ فتح غرق ہو گیا اور علی بن ابان نصر رومی سے مل گیا اس نے اسے پانی سے بچا کے ایک کشتی میں ڈال دیا علی کے تیر پنڈلی میں لگا تھا وہ شکست کھا کے واپس ہوا زنجیوں کے بڑے بڑے شجاعوں اور بہادروں میں سے ایک بڑی جماعت قتل کر دی گئی،

واقعات ۲۶۳ھ

اس سال کا اہم واقعہ یعقوب بن اللیث کے ساتھی عزیز بن السری کا محمد بن واصل پر فتحیاب ہونا اور اسے قیدی بنا کر گرفتار کر لینا ہے

اسی سال موسیٰ دالجوعلی اعراب کے ساتھ انبار کے علاقے میں وہ جنگ ہوئی جس میں انھوں نے اسے بھگا دیا اور شکست دیدی ابو احمد نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ ان اعراب کی تلاش میں روانہ کیا جنھوں نے موسیٰ الجویہ کو شکست دی تھی،۔

اسی سال دیرانی نے ابن اوس پر شب خون مارا اس کے گروہ کو منتشر کر دیا، لشکر کو لوٹ لیا ابن اوس جان بچا کر واسط کی طرف چلا گیا،۔

اسی سال موصل کے راستے میں ایک فرغانی نے خروج کیا جس نے راستے میں ڈاکہ ڈالا، آخر گرفتار ہوا اور قتل کر دیا گیا،۔

اسی سال یعقوب بن اللیث فارس سے آیا جب نوبند جان پہنچا تو احمد بن لیثو یہ تستر سے واپس ہو گیا،۔

لیثو یہ کی زنجیوں پر ایک اور فتح

اسی سال یعقوب اہواز گیا۔ ابن لیثو یہ کے تستر سے روانہ ہونے کے قبل علی بن ابان کے بھائی کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی جس میں اسے زنجیوں کی جماعت کثیرہ پر فتح حاصل ہوئی۔

علی بن ابان سے منقول ہے کہ جب ابن لیثویہ نے اسے قریہ باہلہ کی جنگ میں شکست دی تو اس پر جو مصیبت آئی تھی آئی ہواز اس طرح پہنچا کہ وہاں اس نے قیام نہیں کیا اور اپنے ساتھی قائدالزنج کے لشکر میں چلا گیا جو زخم اس کے لگے تھے اس کا علاج کیا یہاں تک کہ صحتمند ہوگیا دوبارہ ہواز کی طرف لوٹا اور اپنے بھائی الخلیل بن ابان اور بھتیجے ابوصالح عرف ابوسہل کے بیٹے بھاری لشکر کے ساتھ ابن لیثویہ کی طرف روانہ کیا جو اس زمانے میں عسکرمکرم میں مقیم تھا۔

وہ دونوں ان لوگوں کے ہمراہ جو ان کے ساتھ روانہ ہوئے ابن لیثویہ نے عسکرمکرم سے ایک فاصلے پر ان کا مقابلہ کیا دونوں لشکر بھڑ گئے، ابن لیثویہ نے ایک لشکر کو پوشیدہ کر دیا تھا جب اچھی طرح قتال ہونے لگا تو ابن لیثویہ دیدہ ودانستہ پیچھے ہٹا زنجیوں نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ پوشیدہ لشکر سے آگے بڑھ گئے وہ ان کے پیچھے سے نکلا تو یہ لوگ بھاگے اور منتشر ہوگئے،

ابن لیثویہ ان پر پلٹ پڑا اور وہ شکست کھا کے پلٹے ابن لیثویہ ان سرداروں کو لے کر جو اسے ملے تستر واپس آیا،

علی بن ابان نے ان کو یہ کوسرقان کے ایک بارانی گڑھے کی جانب احمد بن لیثویہ کے مقابلے میں بھیجا تیس سوار روانہ کیے جو بہادروں میں سے تھے خلیل بن ابان کولیثویہ کے ان ساتھیوں کا اس گڑھے کی طرف جانا معلوم ہوا تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پوشیدہ ہوگیا جب وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو ان پر نکل آیا، کوئی ان میں سے نہ بچا۔ آخر تک سب قتل کر دیئے گئے ان کے سر علی بن ابان کے پاس بھیجے گئے جو اہواز میں مقیم تھا اس نے انہیں خبیث کے پاس روانہ کر دیا۔ اس وقت وہ کمینہ ہواز آیا اور ابن لیثویہ وہاں سے بھاگا،

حرکات مذبوحی

روایت ہے کہ جب یعقوب اللیث جندی سابور پہنچا تو وہاں ٹھہر گیا، اس علاقے سے سب لوگ بھاگ نکلے جو خلافت کی جانب سے مقرر تھے ،یعقوب نے اپنی جانب سے ایک شخص جس کا نام حسن بن عنبر تھا ہواز بھیجا، جب وہ اہواز کے قریب پہنچا تو وہاں سے قائدالزنج کا ساتھی علی بن ابان نکل کے نہر سدرہ میں اترا جب کہ حسن ہواز میں داخل ہو کے وہاں ٹھہر گیا اس کے ساتھی اور علی بن ابان کے ساتھی ایک دوسرے کو لوٹنے لگے، ان میں سے ہر فریق کو اپنے دوسرے ساتھی سے مصیبت پہنچی تھی، یہاں تک کہ علی بن ابان تیاریوں کے ساتھ ہواز روانہ ہوا، اس نے حسن اور اس کے ساتھیوں سے نہایت شدید جنگ کی جس میں یعقوب کے ساتھیوں کی کثیر تعداد قتل کر دی گئی، گھوڑے اور بہت سا مال غنیمت ملا اور حسن اور اس کے ساتھی عسکرمکرم بھاگ گئے، علی اہواز میں ٹھہر گیا، جو کچھ وہاں تھا سب لوٹ لیا وہاں سے نہر سدرہ آیا اور بہبوذ کو خط لکھا جس میں اسے اس شخص سے جنگ کرنے کا حکم تھا، جو کمینے کے کرد ساتھی سے جو دورق میں مقیم تھا، بہبوذ نے اس سے جنگ کی اور اس کے آدمیوں کو قتل کیا، پھر اس پر احسان کر کے رہا کر دیا۔

علی کو ایک عجیب خوش فہمی

علی کو یعقوب کی اپنی جانب آنے کی توقع تھی مگر وہ نہیں آیا اس نے حسن بن عنبر کی اس کے بھائی فضل بن عنبر سے مدد کی، دونوں کو خبیث کے ساتھیوں کی جنگ سے رکنے کا اور اہواز میں محض مقیم رہنے کا حکم دیا علی بن ابان کو مصالحت کا خط لکھا کہ اس کے ساتھیوں کو اہواز میں ٹھہرنے دے علی نے شرط عائد کی کہ وہاں جو سامان رسد اور غلہ

ہے کمینہ اس غلے کو منتقل کرنے سے باز رہے گا علی کمینے کے لئے اس چارے کو منتقل کرنے سے علیحدہ رہے گا جو اہواز میں تھا علی نے غلہ منتقل کردیا اور چارہ چھوڑ دیا دونوں فریق علی کے ساتھی اور کمینے کے ساتھی رک گئے۔

وفیات وواقعات

اسی سال مساور بن عبدالحمید شاری کی وفات ہوئی، اسی سال عبیداللہ یحییٰ بن خاقان میدان میں یوم جمعہ دس ذی القعدہ کو اپنے خادم رشیق کی ٹکر سے اپنے گھوڑے سے گرا اس کی ناک اور کان سے خون جاری ہو گیا گرنے سے تین گھنٹے کے بعد وفات پا گیا ابواحمد بن متوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے جنازے کے ساتھ چلا، دوسرے دن محسن بن مخلد کو وزیر بنایا گیا، ۲۷، ذی القعدہ کو موسیٰ بن بغا سامرا آیا، محسن بن مخلد بغداد بھاگ گیا، چنانچہ اس کے بجائے ۶ ذی الحجہ کو سلیمان بن وہب کو وزیر بنایا گیا عبیداللہ بن سلیمان کو المفتوض اور الموفق کے کاتبوں کا والی بنایا گیا حالانکہ وہ موسیٰ بن بغا کے کاتبوں کا والی تھا، عبیداللہ بن یحییٰ کا مکان کیغلغ کو دیدیا گیا۔

اسی سال شرکب کے بھائی نے محسن بن طاہر کو نیسابور سے نکال دیا، اس پر غالب آگیا اور وہاں کے باشندوں کو اپنا ایک تہائی مال دینے پر مجبور کردیا، محسن مرو چلا گیا وہیں خوارزم شاہ کا بھائی تھا جو محمد بن طاہر کے لئے دعا کرتا تھا۔

اسی سال صلیبیوں نے لولو کو سرکشوں کے حوالے کردیا

اسی سال فضل بن اسحاق بن الحسنبن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا

واقعات ۲۶۴ھ

یعقوب کمینہ کا لشکر صمیرہ پہنچا اور صیغون کو گرفتار کرلیا اور وہ قید کر کے اس کے پاس پہنچا دیا گیا۔ وہیں وہ مرگیا ،۱۱ محرم کو ابواحمد اور اس کے ساتھ موسیٰ بن بغا بھی تھا قائم میں چھاونی قائم کی معتمد نے دونوں کی کچھ دیر تک ہمراہی کی، دو صفر کو دونوں سامرا سے روانہ ہوئے، اچانک موسیٰ بن بغا وفات پا گیا اور سامرا میں دفن کیا گیا اسی سال ماہ ربیع الاول میں قبیحہ والدہ المعتز کا انتقال ہوا۔

اسی سال ابن دیرانی الدینور گیا، اور ابن عیاض اور دلف بن ابی دلف اس کے خلاف آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہو گئے۔

ان دونوں نے اسے شکست دی اس کا مال اور جائداد چھین لیا گیا اور وہ ہزیمت اٹھا کے حلوان لوٹ آیا۔ اسی سال شاہ روم نے عبیداللہ بن رشید بن کاوس کو قید کرلیا،

عبداللہ بن کاوس کی رومیوں کے ہاتھوں گرفتاری

اس کا سبب یہ ہوا کہ عبداللہ شام کے چار ہزار سرحدی باشندوں کے ساتھ ارض رام میں داخل ہوا، مسلمانوں نے مال غنیمت حاصل کیا اور صفر سے واپس ہوئے، البندوں سے کوچ کیا تو اس پر بطریق سلوقیہ، بطریق قذیذیہ، اور بطریق قرہ، اور کوکب خرشنہ، نے حملہ کر کے محاصرہ کرلیا، مسلمان اتر پڑے گھوڑوں کے پاوں توڑ دیئے، اور قتال کیا سوائے پانچ یا چھ سو کے سب قتل کر دیئے گئے پانچ چھ سو مسلمان بھی وہ بھی تھے جنھوں نے اپنے گھوڑوں کی پسلیوں پر کوڑے مارے تھے اور نکل گئے، لشکر روم نے جسے قتل کیا سو قتل کیا، عبداللہ بن رشید کو چند زخم لگے اسے قید

کر کے لولوے گئے پھر ڈاک پر بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔

اسی سال محمد مولد کو واسط کا والی بنایا گیا، سلیمان بن جامع نے اس سے جنگ کی، قائد الزنج کی جانب سے اس علاقے کے متصل حاکم تھا۔ اس نے اسے شکست دے کر واسط سے نکال دیا اور خود داخل ہو گیا۔

جنگ واسط

اس کا سبب یہ ہوا سلیمان بن جامع نے جو قائد الزنج کی جانب سے حوانیت اور بطائح کے نواح میں بھیجا گیا تھا جب اس نے جعلان ترک کو جو شاہی افسر تھا بھگا دیا، اب اس نے اغرتمش سے جنگ کی جس سے اس کے لشکر کو بھی شکست ہوئی، خشیش کو قتل کر دیا، اور جو کچھ تھا سب لوٹ لیا تو قائد الزنج کو ایک خط لکھا جس میں حاضری کی اجازت چاہی کہ کچھ زمانہ اس کے ساتھ گزارے اور اپنے گھر کے کام کاج درست کر سکے، خط روانہ کر چکا تو احمد بن مہدی ا؛ جبائی نے لشکر بخاری کی طرف چلنے کا مشورہ دیا جو اس زمانے میں برداود میں مقیم تھا، اس نے اسے قبول کر لیا اور برداود روانہ ہو گیا، ایک علاقے میں آکر ٹھہرا تھا یہ علاقہ لشکر تکین سے پانچ فرسخ کے فاصلے پر تھا، یہاں آیا تو جبائی نے سلیمان سے کہا کہ تو اسی جگہ قیام کرے، میں کشتیوں کے ساتھ روانہ ہو جاؤں، میں ان لوگوں کو تیرے پاس کھینچ لاؤں، انھیں مشقت میں ڈالوں، وہ تیرے پاس آئیں گے تھکے ہوئے ہوں گے، تجھے ان پر کامیابی ہوگی، سلیمان نے ایسا ہی کیا اس نے اپنے سوار اور پیادہ لشکر کو اسی مقام میں تیار کیا اور صبح سویرے احمد بن مہدی جبائی کشتیوں کے ساتھ روانہ ہو گیا، لشکر تکین میں آیا اور اس سے ایک گھنٹے تک جنگ کرتا رہا۔

تکین نے اپنے پیادہ اور سوار کو تیار کیا، جبائی پسپا ہو گیا، ایک غلام کو سلیمان کے پاس روانہ کیا، کہ تکین کے ساتھی اس پر حملہ آور ہو گئے، اپنے لشکر کے ساتھ ہیں قاصد سلیمان سے ملا جو جبائی کے نشان قدم پر آ رہا تھا، خبر میں دیر لگی اور اس کے لشکر واپس کر دیا گیا، دوسرا قاصد بھی وہی خبر لے کر آیا،

جب سلیمان اپنے لشکر کی طرف لوٹ آیا تو اس نے ثعلب بن حفص بحرانی اور ایک زنجی قائد کو جس کا نام منین تھا مع ایک جماعت کے روانہ کیا، دونوں کو اس صحرا میں چھپا دیا جو لشکر تکین کے میسرہ کے متصل تھا انھیں حکم دیا کہ جب تکین کا لشکر آگے بڑھ آئے تو وہ ان کی پشت پر نکلیں۔

سلیمان کا اپنے لشکر کو مضبوط کرنا

جبائی کو معلوم ہو گیا کہ سلیمان نے ان کے مقابلے کے لئے اپنا لشکر مضبوط کر دیا ہے اور گھات کا حکم دیا ہے اس نے اپنی آواز بلند کی کہ تکین کے ساتھی سنیں اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ تم لوگوں نے مجھے دھوکا دیا اور ہلاک کر دیا میں نے تو یہ حکم دیا تھا کہ اس مقام میں داخل مت ہونا مگر تم نے نہ مانا، اب ہمیں اپنی نجات نظر نہیں آتی، یہ آواز سن کر تکین کے ساتھی لالچ میں آگئے، اس کی تلاش میں انھوں نے خوب کوشش کی، اور پکارنے لگے کہ بلبل پنجرے میں ہے۔

زنجیوں کے ایک پوشیدہ لشکر کا پیچھے سے نکلنا

جبائی نہایت تیزی سے روانہ ہوا وہ لوگ تیر اندازی کرتے ہوئے اس کے پیچھے لگ گئے یہاں تک کہ

پوشیدہ لشکر کے سامنے سے گزر کر سلیمان کے لشکر کے قریب ہو گئے، وہ اپنے لشکر اور ساتھیوں کے ہمراہ ایک پناہ میں تھا، جیسی دیواروں کے پیچھے ہوتی ہے، سلیمان بڑھا اور لشکر سے بھڑ گیا، زنجیوں کا پوشیدہ لشکر اس کے لشکر کے پیچھے سے نکلا، جبائی نے اپنی کشتیوں کو ان لوگوں پر حملہ کا حکم دیا جو نہر میں تھے، غرض ہر طرف سے ہزیمت ہوئی، زنجی ان کشتیوں میں اس طرح سوار ہو گئے کہ انھیں قتل کرتے اور لوٹ رہے تھے، اسی حالت میں انھوں نے تین فرسخ راہ قطع کر لی تو سلیمان کھڑا ہو گیا اور جبائی سے کہا کہ ہم لوٹ چلیں کیونکہ ہم نے مال غنیمت بھی پالیا اور سلامت بھی رہے اور سلامتی ہر چیز سے افضل ہے، جبائی نے کہا کہ ہرگز نہیں ہم نے ان کو لالچ میں ڈالا ہے، ہمارا حیلہ ان میں مشہور ہو گیا عقل کی بات یہ ہے کہ اس شب میں ان پر حملہ کریں شاید ہم انھیں ان کے لشکر سے ہٹا دیں، اور ان کی جماعت کو پارہ پارہ کر دیں، سلیمان جبائی کی رائے کے مطابق لشکر تکین کی طرف گیا، مغرب کے وقت اس کے پاس پہنچ کر حملہ کیا تکین اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑا ہوا اور نہایت شدید قتال کیا، سلیمان اور اس کے ساتھی اس سے چھپ گئے، پھر سلیمان ٹھہر گیا اور اپنے ساتھیوں کو تیار کیا شبل کو ایک جماعت کے ساتھ صحرا کی جانب روانہ کیا اور اس کے ساتھ پیادہ لشکر کی ایک جماعت کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا، جبائی کو حکم دیا تو وہ نہر میں کشتیوں کے ذریعے روانہ ہوا خود اپنے سوار و پیادہ ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا، ساتھیوں کو آگے کیا یہاں تک کہ تکین کے پاس آ پہنچا اسے کسی کی خبر نہ ہوئی وہ سب کے سب حملہ آور ہو گئے، اپنا لشکر چھوڑ دیا جو کچھ پایا سب لوٹ لیا اور لشکر کو جلا دیا، جو غنیمت اسے ملی وہ سب لے کر چھاؤنی واپس آیا۔

سلیمان کی واپسی

وہاں خبیث کا خط پایا جو اسے اس کے مکان آنے کی اجازت کے بارے میں آیا ہوا تھا، اس نے جبائی کو نائب بنایا ان جھنڈوں کو جو اسے تکین کے پاس سے ملے تھے اور ان کشتیوں کو جو اس نے ابو تمیم اور خشیش اور تکین سے چھینی تھیں ساتھ لے کر خبیث کے لشکر میں پہنچ گیا یہ واقعہ جمادی الاولیٰ ۲۶۴ھ کا ہے۔

واقعات ۲۶۴ھ

زنجی واسط میں

جب سلیمان بن جامع تکین کے ساتھ جنگ کر کے صاحب الزنج کے پاس روانہ ہوا تو یحییٰ بن خلف جبائی کشتیوں میں اس لشکر کے ساتھ جسے سلیمان اس کے ساتھ چھوڑ گیا تھا غلے کی تلاش میں مازروان کی طرف نکلا اس کے ہمراہ زنجیوں کی ایک جماعت بھی تھی جعلان کے ساتھی اس کے راستے میں آ گئے، کشتیاں گرفتار کر لیں اور اسے بھگا دیا، وہ ہزیمت اٹھا کے لوٹا، طہیثاہ پہنچا، اہل قریہ کے خطوط ملے کہ جب منجور مولی امیر المومنین اور محمد بن علی حبیب یشکری کو سلیمان بن جامع کے طہیثاہ سے غائب ہونے کی خبر پہنچی تو دونوں نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے قریہ پر قبضے کا ارادہ کیا، وہاں خون ریزی کی اور آگ لگا دی، پھر واپس چلے گئے باقی ماندگان نے بھاگ کے قریہ حاجیہ میں جان بچائی

جبائی نے سلیمان کو ان خطوط کی خبر دی اور اس مصیبت کا حال لکھا جس میں جعلان نے اسے مبتلا کیا، قائد الزنج نے نہایت عجلت کے ساتھ سلیمان کو طہیثاہ روانہ کیا، وہ وہاں آیا اور ظاہر کیا کہ وہ جعلان سے لڑنا چاہتا ہے اس نے اپنا لشکر تیار کیا ہے اور جبائی کو کشتیوں میں اپنے آگے روانہ کر دیا ہے اس کے ساتھ سوار و پیادہ کو کر دیا ہے مازروان یا اور

جعلان کے لشکر کے مقابلے میں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے کہ اپنے گھوڑے ظاہر کرے اور اس طرح چرائے کہ جعلان کے ساتھی انھیں دیکھیں اور ان پر حملہ کرے، اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہوا، سوائے ان چند اشخاص کے جنھیں اس نے اپنی چھاونی میں چھوڑ دیا تھا نالوں میں روانہ ہوا یہاں تک کہ ان دو نالوں پر نکلا جو ریہ اور مرقہ کے نام سے مشہور ہیں، محمد بن علی بن حبیب کی طرف جو اس زمانے میں موضع تلفخار میں تھا، اس پر شدید حملہ کر کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا، بہت سے گھوڑے لے لئے اور کثیر مال غنیمت اکٹھا کیا محمد بن علی کے ایک بھائی کو قتل کر دیا، البتہ محمد بچ گیا۔

سلیمان کا ایک ویران جنگل کی طرف لوٹنا

سلیمان لوٹ کر اس جنگل میں پہنچا جو بزاق اور قریہ کے درمیان ہے اس کے پاس بنی شیبان کے سوار آئے تل فخار پر سلیمان نے جن لوگوں پر مصیبت ڈھائی تھی ان میں بنی شیبان کا ایک سردار بھی تھا جسے اس نے قتل کر دیا، اس کے گھوڑے کو لے لیا یہ خبر اس کے قبیلے کو پہنچی، انھوں نے چار سو سواروں کے ساتھ اس جنگل میں سلیمان کا مقابلہ کیا، جب سلیمان ابن حبیب کی طرف روانہ ہوا تو اپنے الطف کے نائب عمیر بن عمار کو بلا بھیجا تھا، وہ اس کے پاس آ گیا تھا اور اس نے ان راستوں کا علم رکھنے کی وجہ سے ہی رہبر بنایا تھا۔

عمیر کا قتل

سلیمان نے بنی شیبان کے گھوڑے دیکھے مگر وہ سوائے عمیر بن عمار کے اپنے تمام ساتھیوں کو روانہ کر چکا تھا، خود اکیلا تھا بنی شیبان کو اس پر فتح حاصل ہوئی، وہ قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر واپس ہوئے، یہ خبر خبیث کو پہنچی تو اسے عمیر کا قتل بہت گراں گزرا، سلیمان نے وہ سب خبیث کے پاس روانہ کر دیا جو اسے محمد بن علی بن حبیب کے شہر سے ملا تھا، یہ اسی سال کے آخر رجب کا واقعہ ہے۔

شعبان میں سلیمان اپنے ساتھیوں کی یک جماعت کے ساتھ روانہ ہو کر قریہ حسان میں آیا، وہاں اس زمانے میں خلافت کی جانب سے ایک سردار جس کا نام جیش بن حمرتکین تھا، اس پر حملہ کیا وہ اس مقابلے سے بھاگ گیا، قریہ کو فتح کر کے لوٹ لیا، اس میں آگ لگا دی، گھوڑے لے لئے اور اپنے لشکر کی طرف لوٹ آیا۔

دس شعبان کو سلیمان حوانیت کی طرف نکلا جب کہ جبائی کشتیوں میں بر مساور کی طرف چلا وہاں اس نے ایک میدان بے گیاہ میں گھوڑے پائے جو جعلان کے تھے جس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ان کے ذریعے سے نہر ابان میں آئے، وہ خود پر شکار پر گیا ہوا تھا جبائی نے اس میدان پر حملہ کر دیا انھیں قتل کر ڈالا اور گھوڑے چھین لئے جو بارہ تھے پھر طہیثاہ لوٹ آیا، سلیمان بن جامع کی سرگرمیاں اور لوٹ مار ۲۷ شعبان کو سلیمان تل رمانا گیا، اس پر حملہ کیا، باشندے وہاں سے نکل گئے جو کچھ وہاں تھا سب کچھ لوٹ کر اپنے لشکر کے پاس لوٹ آیا۔

خبیث کی دس کشتیاں

۱۰ رمضان کو اس مقام کی طرف روانہ ہوا جو جازرہ کے نام سے مشہور تھا، اس زمانے میں لباً وہاں تھا اور جعلان مازروان میں سلیمان نے خبیث کو اپنے پاس کشتیاں بھیجنے کے لئے لکھا تھا، اس نے اس کے پاس دس کشتیاں عبادان کے ایک شخص کے ہمراہ روانہ کیں جس کا نام صقر بن حسین تھا صقر جب یہ کشتیاں سلیمان کے پاس لایا تو اس

نے یوں ظاہر کیا کہ جعلان کا قصد ہے، یہ خبریں تیزی کے ساتھ جعلان کو پہنچیں کہ سلیمان اس کے پاس آنے کا ارادہ کرتا ہے، اس کا ارادہ اپنے لشکر کو روکنے کا تھا مگر جب سلیمان لبا کے مقام سے قریب ہوا تو اس کی طرف جھک گیا اس پر حملہ کر دیا اور اپنے آنے کے بارے میں اسے دھوکے میں پایا، آخر دھوکے ہی دھوکے میں کامیابی ہوئی، چھ کشتیاں پا گیا۔

جعلان کا کشتیوں پر حملہ

محمد بن الحسن کہتے ہیں کہ جباش کا خیال تھا کہ آٹھ کشتیاں تھیں جنھیں اس نے اس کے لشکر میں پایا، اور ان دو کشتیوں جلا دیا جو ساحل پر تھیں اسے گھوڑے ہتھیار اور لوٹ کا مال ملا، پھر اپنے لشکر کی طرف واپس ہو کے یوں ظاہر کیا کہ اس کا قصد تکین بخاری کا ہے جبائی اور جعفر بن احمد کے ساتھ خبیث ملعون کے بیٹے کا ماموں تھا جس کا عرف انکلائی تھا چند کشتیاں تیار کیں جب وہ کشتیاں جعلان کے لشکر پہنچیں تو جعلان نے کشتیوں پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا، سلیمان نے خشکی کی جانب سے اس پر حملہ کر کے جعلان کو صافنہ تک بھگا دیا، اپنی کشتیاں واپس لے لیں اور ستائیس گھوڑوں اور دو گھوڑوں کے بچے اور تین خچروں پر قبضہ کر لیا لوٹ کا بہت سارا مال اور ہتھیار ملے پھر سلیمان طہیثاہ واپس آ گیا۔

جباش تکین کے ذکر سے انکار

محمد نے کہا کہ جباش کو اس مقام میں تکین کے ذکر سے انکار تھا نہ اسے تکین کے بارے میں عبادانی کی خبر معلوم تھی، اس کے خیال میں اس کا قصد صرف جعلان ہی کیا تھا، سلیمان کی خبر اس کے لشکر سے پوشیدہ تھی یہاں تک کہ انھوں نے بری خبر مشہور کر دی کہ وہ قتل کر دیا گیا ہے، اس کے ساتھ جبائی بھی ہلاک ہوا لوگ بہت ہی گھبرائے حملہ جعلان کے متعلق جب ٹھیک خبر ملی اور واقعات معلوم ہوئے تو انھیں قرار و سکون ہوا یہاں تک سلیمان آیا اور جو پیش آیا تھا اس کا ماجرا خبیث کو لکھا جھنڈے اور ہتھیار روانہ کئے۔

سلیمان ذی القعدہ میں رصافہ گیا اور مطر بن جامع پر حملہ کیا جو اس زمانے میں وہاں مقیم تھا، اسے بہت سا مال غنیمت ملا رصافہ کو جلا دیا اور وہاں کے خون کو حلال سمجھ لیا۔ جھنڈے خبیث کو روانہ کر دیئے۔

۵ ذی الحجہ ۲۶۴ھ کو خبیث کے شہر میں اترا وہاں اس لئے ٹھہر گیا کہ عید کرے اور اپنے مقام میں مقیم ہو مطر بن جامع قریہ حجاجیہ میں آیا، اس پر حملہ کیا، باشندوں میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا سلیمان کی جانب سے جو قاضی تھا وہ وہیں کے باشندوں میں سے تھا اس کا نام سعید بن السید العلوی تھا قاضی صاحب قید کیئے گئے اور مع ثعلب بن حفص اور چار ہمراہی سرداروں کے واسط بھیجے گئے۔

یہ لوگ حرجلیہ پہنچے جو طہیثاہ سے ڈھائی فرسخ ہے جبائی مع سوار و پیادہ مطر کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا، چنانچہ وہ الناحیہ میں آیا مطر کو جو کچھ حاصل کرنا تھا کر چکا تھا جبائی وہاں سے واپس ہوا اور سلیمان کو خبر لکھی۔

سلیمان اسی سال ۲۸ ذی الحجہ کو بروز منگل آیا، جعلان کو واپس کیا گیا احمد بن لیثویہ آیا تو اس نے شدیدیہ میں قیام کیا سلیمان اس گاؤں کی طرف گیا جس کا نام نہرابان تھا وہاں اسے ابن لیثویہ کا ایک سردار ملا جس کا نام ترناج تھا اس نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، محمد نے کہا کہ جباش نے کہا کہ جو شخص اس مقام پر قتل کیا گیا وہ بنیک تھا، طرناج تو مازروان میں قتل ہوا ہے۔

سلیمان بعزم رصافہ روانہ ہوا۔ وہاں اس زمانے میں مطر بن جامع کا لشکر تھا، اس نے اس پر حملہ کیا، لشکر کو حلال

سمجھ لیا اور سب کو قتل کر ڈالا سات کشتیاں لے لیں اور دو جلا دیں یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۲۶۴ھ میں ہوا محمد نے کہا کہ جباش نے کہا کہ یہ واقعہ الشدیدیہ میں ہوا اور وہ بھی جس میں اس دن چھ کشتیاں گرفتار کی گئیں۔

سلیمان پانچ کشتیوں میں روانہ ہوا بہادر سرداروں کو ترتیب سے بٹھایا تکین نجاری نے شدیدیہ میں اس پر حملہ کیا اس زمانے میں ابن لیثویہ کوفہ و جنبلا کے نواح میں چلا گیا تھا تکین نے سلیمان پر حملہ کر کے اس کی سب کشتیاں اسباب و اسلحہ و مقاتلیں لے لیں اس جنگ میں سلیمان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے ابن لیثویہ شدیدیہ چلا گیا اور ان علاقوں کا انتظام کیا یہاں تک کہ ابواحمد نے محمد مولد کو واسط کا گورنر مقرر کر دیا،

محمد نے کہا کہ جباش کے بقول جب ابن لیثویہ شدیدیہ آیا تو سلیمان اس کی جانب روانہ ہوا دو روز تک ٹھہر کے اس سے جنگ کرتا رہا تیسرے دن سلیمان پسپا ہو گیا ابن لیثویہ نے تیزی کے ساتھ اس کا تعاقب کیا، سلیمان لوٹا اسے دہانہ برداود میں ڈال دیا قریب تھا کہ ڈوب جائے مگر بچ گیا سلیمان کو ابن لیثویہ کے سترہ گھوڑے ملے۔

محمد کہتے ہیں کہ سلیمان نے خبیث کو امداد کے لئے لکھا اس نے الخلیل بن ابان کو تقریباً پندرہ سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا اس کے ہمراہ مذوب بھی تھا،

زنجیوں کا واسط میں داخل ہونا

اس مدد کے آنے کے بعد سلیمان نے محمد مولد پر حملہ کیا محمد بھاگ گیا اور زنجی واسط میں داخل ہو گئے مخلوق کثیر قتل کی گئی اسے لوٹا اور جلا دیا گیا جب یہ واقعہ ہوا وہاں کنجور بخاری موجود تھا اس نے عصر کے وقت تک دفاع کیا اس کے بعد قتل کر دیا گیا اس دن سلیمان بن جامع کے لشکر کا سردار الخلیل بن ابان اور عبداللہ عرف مذوب تھا، جبائی بڑی کشتیوں میں تھا ابن مہربان زنجی چھوٹی کشتیوں میں۔ سلیمان بن جامع اپنے سرداروں اور ان کے پیادوں کے ساتھ تھا، سلیمان بن موسیٰ شعرانی اور اس کے دونوں بھائی اپنے پیادہ و سوار مع فوج کے سلیمان بن جامع کے ساتھ تھے ساری قوم منظم اور متحد تھی۔

سلیمان بن جامع واسط سے واپس ہوا اور تمام لشکر کے ہمراہ جنبلا چلا گیا تاکہ وہاں فساد اور شہر کو ویران کرے اس کے اور خلیل کے درمیان اختلاف ہو گیا الخلیل نے یہ واقعہ اپنے بھائی علی بن ابان کو لکھا اس نے قائد الزنج سے درخواست کی اس کو سلیمان کی ہمراہی سے معاف کر دیا جائے، الخلیل کو علی بن ابان کے ساتھیوں اور اس کے غلاموں کے ساتھ خبیث کے شہر واپس آنے کی اجازت دی گئی مذوب اعراب سمیت سلیمان کے پاس رہ گیا چند روز سلیمان اپنی چھاونی میں مقیم رہا پھر نہر الامیر چلا گیا اور وہاں پڑاو ڈالا جبائی اور مذوب کو جنبلا روانہ کیا وہ دونوں وہاں نو دن تک مقیم رہے، سلیمان نہر الامیر میں پڑاو کئے رہا محمد نے کہا کہ جباش کے مطابق سلیمان شدیدیہ میں پڑاو کئے ہوئے تھا۔

سلیمان کی بغداد روانگی

اسی سال سلیمان بن وہب بغداد سے سامرا کی طرف نکلا محسن بن وہب بھی اس کے ہمراہ تھا، احمد بن موفق اور مسرور بلخی اور اکثر سرداروں نے اس کی کچھ دور تک ہمراہی کی، سامرا پہنچا تو خلیفہ نے ناخوش ہو کر قید کر دیا، بیڑیاں ڈال دیں اس کے اور اس کے دونوں بیٹے وہب اور ابراہیم کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ ۲۷ ذی القعدہ کو الحسن بن مخلد کو وزیر بنایا۔

موفق بغداد سے روانہ ہوا، عبداللہ بن سلیمان بھی اس کے ہمرکاب تھا سامرا کے قریب پہنچا تو معتمد غربی جانب منتقل ہو گیا اور وہاں پڑاو کیا ابواحمد موفق اور اس کے ساتھی جزیرہ موید میں اتر گئے دونوں کے درمیان قاصد آمدورفت کرتے رہے ذی الحجہ کے چند دن گزر گئے تو معتمد براہ دجلہ چلا گیا اور اس کا بھائی ابواحمد براہ زلال اس کے پاس گیا، اس نے ابواحمد، مسرور بلخی اور کیغلغ اور احمد بن موسیٰ بن بغا کو خلعت عنایت کیں۔

سلیمان بن وہب کی رہائی

منگل ۸ ذی الحجہ کو یوم الترویہ ہوا، احمد کے لشکر والے معتمد کا لشکر عبور کر گئے، سلیمان بن وہب رہا کر دیا گیا معتمد محل واپس آیا محسن بن مخلد اور احمد بن صالح بن شیراز بھاگ گئے معتمد نے دونوں کے اور ان دونوں کے رشتہ داروں کے مال و متاع پر قبضہ کرنے کے حکم لکھا، احمد بن ابی الاصبع قید کر دیا گیا جو سردار سامرا میں مقیم تھے تکریت بھاگ گئے ابوموسیٰ بن متوکل چھپ گیا پھر ظاہر ہوا جو سردار تکریت چلے گئے تھے موصل روانہ ہو گئے اور خراج جمع کرنے لگے ۔اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کوفی نے لوگوں کو حج کرایا

۲۶۵ھ کے اہم واقعات

ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ اس سال احمد بن لیثو یہ اور سلیمان بن جامع سردار صاحب الزنج کے درمیان جنبلاء کے نواح میں جنگ ہوئی جنگ جنبلاء بیان کیا جاتا ہے کہ سلیمان بن جامع نے صاحب الزنج کو نہر الزہیری کے حال سے خبر دی تھی اور سواد کوفہ بھیجنے کے خرچ کی اجازت چاہی تھی کہ اس میں فاصلہ کم ہے، لہٰذا روانگی کے ساتھ ہی اس تمام رسد کی بار برداری کا انتظام کر دے جو جنبلا اور سواد کوفہ میں ہے اس کے انتظام کیلئے خبیث نے ایک شخص کو روانہ کیا جس کا نام محمد بن یزید البصری تھا، سلیمان کی اس کو مالی ضروریات پوری کرنے کی اور جس کام کے لئے روانہ کیا گیا اس سے فارغ ہونے کے وقت تک لشکر میں قیام کرنے کے لئے لکھ دیا، سلیمان اپنے تمام لشکر سمیت روانہ ہوئے شریطیہ میں ایک مہینے کے قریب ٹھہرا رہا، نہر میں کام کرنے والے لگا دیئے اسے صتین کی راہ سے رسد پہنچتی تھی یہاں تک کہ اس پر ابن لیثو یہ نے جو جنبلا پر ابواحمد کا حاکم تھا حملہ کر کے اس کے چودہ سرداروں کو قتل کر دیا،

محمد بن الحسن نے کہا کہ ابن لیثو یہ نے سینتالیس سرداروں اور اتنی بڑی مخلوق کو جس کی کثرت کا شمار نہیں ہو سکتا تھا قتل کر دیا لشکر کو حلال کر ڈالا کشتیوں کو جلا دیا وہ اسی نہر میں تھیں جسے جاری کرنے پر وہ مقرر تھا، سلیمان ہزیمت اٹھا کر روانہ ہوا یہاں تک کہ طہیثاہ جا پہنچا، وہاں ٹھہر گیا اس کے بعد جبائی آیا پھر وہ بڑھا اور برتمرتا گاؤں میں قیام کیا، خلافت نے نصیر کو شامرج کے مقید کرلانے کے لئے روانہ کیا تھا۔ نصیر زنجی بن مہربان شامرج کو قید کر کے نہر برتمرتا آیا اس سے سات کشتیاں لے لیں مگر چھ کشتیاں زنجی نے واپس لے لیں۔

مہربان کی رائے

احمد بن حسن نے کہا کہ جباش انکار کرتا تھا کہ زنجی بن مہربان نے ان کشتیوں میں سے کوئی واپس نہیں لی تھی اس کہ رائے یہ ہے کہ نصیر تمام کشتیوں کو لے گیا اور جبائی طہیثا کی جانب روانہ ہوا، اس نے سلیمان کو خط بھیجنے میں عجلت کی اور اس کے پاس گیا، پھر سلیمان طہیثا میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اسے موفق کے آنے کی خبر پہنچی۔

متفرقات

اسی سال انطاکیہ میں احمد بن طولون نے سیما طویل پر حملہ کیا اس نے ابن طولون کو گھیر لیا، یہ اسی سال محرم میں ہوا پھر ابن طولون انطاکیہ میں مسلسل مقیم رہا یہاں تک اس نے اسے فتح کر کے سیما کو قتل کر دیا۔
اسی سال اصفہان میں قاسم بن مماہ نے دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا دلف کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے قاسم پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا انھوں نے احمد بن عبدالعزیز کو اپنا رئیس بنایا۔
اسی سال مولد یعقوب بن اللیث سے مل گیا اور اس کے پاس چلا گیا یہ واقعہ محرم میں ہوا خلیفہ نے اس کے مال و جائداد پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔
اسی سال مما نے اعراب نے جعلان عرف عیار کو قتل کر دیا یہ واقعہ جمادی الاولیٰ میں ہوا خلافت نے اپنے آزاد کردہ غلاموں کی جماعت کو قاتلوں کی تلاش میں روانہ کیا، اعراب بھاگ گئے جوان کی تلاش میں روانہ ہوئے تھے عین التم پہنچے پھر بغداد کی جانب لوٹ آئے سردی کی وجہ سے ان میں سے کافی تعداد مر چکی تھی ان دنوں سردی کی شدت تھی جو کچھ دنوں تک رہی بغدا میں برف گری۔

سلیمان اور عبداللہ کے قید کا حکم

اسی سال ابواحمد نے سلیمان بن وہب اور اس کے بیٹے عبداللہ کو قید کرنے کا حکم دیا وہ دونوں اور ان کے چند رشتہ دار ابواحمد کے گھر میں قید کئے گئے ان کے چند رشتہ داروں کے مکانات بھی لوٹ لئے گئے، سلیمان اور اس کے بیٹے عبداللہ کے مکان کی حفاظت پر پہرہ مقرر کر دیا گیا سوائے احمد بن سلیمان کے ان دونوں اور ان کے رشتہ داروں کے مال و جائداد پر قبضہ کرنے کا حکم دیا گیا، سلیمان اور اس کے بیٹے عبداللہ سے سات لاکھ دینار پر صلح ہوئی، ان دونوں کو ایسے مقام کی طرف پہنچا دیا گیا جہاں وہ شخص ان دونوں کے پاس پہنچ سکے جسے یہ دونوں پسند کرتے ہوں۔
اسی سال موسیٰ بن اتامش اور اسحاق بن کنداجیق اور ینجور بن ارخوز اور فضل بن موسیٰ بن بغا نے باب الشماسیہ پر پڑاو کر کے بغداد کے پل کو عبور کیا اور سفینین چلے گئے احمد بن موفق نے ان کا پیچھا کیا مگر یہ لوگ نہیں لوٹے اور صرصر میں اتر گئے۔
اسی سال ابواحمد نے صاعد بن مخلد کو کاتب بنایا، ۱۸ جمادی الآخری کو اس کا تقرر ہوا اسے خلعت دیا صاعد ان سرداروں کے پاس گیا جو صرصر میں تھے ابواحمد نے اپنے بیٹے احمد کو ان کے پاس بھیجا اس نے ان سے مذاکرات کئے وہ لوگ اس کے ساتھ واپس آئے انھیں خلعت دی گئی۔

ارخوز کا قید ہونا

اسی سال جیسا کہ بیان کیا گیا روم کے پانچ بطریق تیس ہزار رومیوں کے ساتھ اذنہ کی جانب نکلے پھر مصلی گئے اور ارخوز کو قید کر لیا جو سرحد کا والی تھا تاہم پہلے ہی معزول کر دیا گیا تھا اور اس نے وہیں تعلق کر لیا تھا وہ قید کیا گیا اس کے ہمراہ تقریباً چار سو آدمی قید کئے گئے ان لوگوں میں سے جوان کی جانب گئے تقریباً چودہ سو آدمی قتل کئے گئے وہ لوگ چوتھے دن واپس ہوئے یہ حادثہ اسی سال جمادی الاولیٰ میں پیش آیا۔

اسی سال رجب میں موسیٰ بن اتامش اور اسحاق بن کنداجیق اور نیجور بن ارجوز نے نہر دیا کی پر پڑاؤ کیا۔
اسی سال احمد بن عبداللہ خجستانی نیشاپور پر قابض ہو گیا حسین بن طاہر جو محمد بن طاہر کی جانب سے گورنر تھا مرو چلا گیا اور وہیں مقیم ہو گیا شرکب جمال کا بھائی حسین اور احمد بن عبداللہ خجستانی کے درمیان رہا۔
اسی سال طوس کو برباد کیا گیا۔
اسی سال اسماعیل بن بلبل کو وزیر بنایا گیا۔

صفار کی وفات

اسی سال یعقوب بن اللیث نے اہواز میں وفات پائی عمرو بن اللیث اس کا جانشین ہوا۔
عمرو نے خلافت کو لکھا کہ وہ اس کا مطیع وفرمابردار ہے۔ چنانچہ اسی سال ذی القعدہ میں احمد بن ابی الاسبغ کو اس کے پاس روانہ کیا گیا۔

علی بن مسرور کا قتل

اسی سال بنی اسد کے اعراب نے علی بن مسرور بلخی کو اس کے مغیثہ پہنچنے سے قبل ہی مکہ کے راستے میں قتل کر دیا ابو احمد نے محمد بن مسرور بلخی کو طریق کا والی بنایا تھا پھر اس کے بھائی علی بن مسرور کو والی بنایا۔
اسی سال شاہ روم نے عبداللہ بن رشید بن کاوس کو واپس کیا چند مسلمان قیدی بھی ساتھ تھے اور چند نسخے کلام اللہ کے بھی بطور ہدیہ دیئے تھے۔
اسی سال زنجیوں کی ایک جماعت تیس کشتیوں میں جنبل گئی، وہاں غلے کی چار کشتیاں گرفتار کر کے واپس گئے۔

عباس بن احمد بن طولون کی بغاوت

اسی سال عباس بن احمد بن طولون اپنے باپ احمد کا مخالف ہو کر اپنے متبعین کے ساتھ برقہ چلا گیا، جیسا کہ بیان کیا گیا کہ اس باپ احمد نے اس سے جب احمد شام کی جانب روانہ ہوا تھا مصر میں اس کی ولی عہدی کی قسم لی تھی، جب احمد شام سے واپس ہوا تو العباس جس قدر مال مصر کے بیت المال میں تھا سب لے کر برقہ چلا گیا، احمد نے اس کی جانب لشکر روانہ کیا وہ اس کے مقابلے میں کامیاب ہوئے، اور اسے اس کے باپ احمد کے پاس واپس لائے، اس نے اسے تو اپنے پاس قید کر دیا اور اس جماعت کو قتل کر دیا جنھوں نے اس بغاوت میں بیٹے کا ساتھ دیا تھا۔
اسی سال زنجی نعمانیہ میں داخل ہوئے بازار اور باشندوں کے اکثر مکانات کو جلا دیا، لوگوں کو قید کر دیا پھر جرجرایا کی جانب چلے گئے، وہاں کے دیہات کے باشندے بغداد میں آ گئے۔
اسی سال ابو احمد نے عمرو بن اللیث کو خراسان، فارس، اصفہان، سجستان، کرمان، اور سندھ کا والی بنایا، احمد بن ابی الاصبغ کے ہاتھ فرمان بھیجا اور اس کے ساتھ ہی اسے خلعت بھی روانہ کی گئی۔
اسی سال ذی الحجہ میں مسرور بلخی النیل گیا عبداللہ بن لیثویہ اپنے بھائی کے ساتھیوں سمیت وہاں سے کنارہ کش ہو گیا۔ اس نے خلافت کی مخالفت ظاہر کی تھی وہ اور اس کے پیروکار احمد اباز چلے گئے مسرور بلخی نے جنگ کے ارادے سے ان کا تعاقب کیا عبداللہ بن لیثویہ اور جو لوگ اس کے ہمراہ تھے بڑھے مسرور کے لئے سواری سے اتر پڑے اور اس کی

طاعت میں اس کے فرمابردار ہو گئے، عبداللہ بن لیثویہ جو اپنی تلوار لئے ہوئے پٹکا اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے تھا قسمیں کھا کر معذرت کرر ہا تھا، کہ جو کچھ اس نے کیا اس پر اسے مجبور کیا گیا تھا، معذرت مقبول ہوئی اور اسے اور اس کے ہمراہ چند سرداروں کو خلعت عطا کی گئی۔

اسی سال تکین نجاری مسرور بلخی کے مقدمہ الجیش میں اہواز روانہ ہوا۔

واقعات اہواز

محمد بن حسن نے بیان کیا کہ جب احمد نے اہواز کی گورنری مسرور بلخی کو تفویض کی تو مسرور نے اپنی طرف سے تکین بخاری کو وہاں مامور کیا، تکین وہاں سے روانہ ہوا، علی بن ابان مہلبی بھی وہاں گیا تھا، پھر اس نے تستر جانے کا قصد کیا۔ علی نے اپنے زنجی ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اس مقام کا محاصرہ کر لیا، باشندے خائف ہوئے اور قریب تھا کی تستر سپرد کر دیں کہ اسی حال میں تکین وہاں آیا، سفر کے کپڑے بھی نہ اتارے تھے کہ علی بن ابان اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا زنجیوں کو شکست ہوئی وہ قتل کئے گئے اور بھگا دیئے گئے اور منتشر ہو گئے علی ان لوگوں کے ہمراہ جو بچ گئے تھے ہزیمت اٹھا کر واپس ہوا، یہ باب کودک کی مشہور جنگ ہے۔

تکین نجاری لوٹا، تستر میں اترا، بدمعاشوں کا بہت بڑا گروہ اس کے ساتھ شامل ہو گیا علی بن ابان نے بھی اپنے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اس کی جانب کوچ کیا، وہ مسرکان کی شرقی جانب اترا اسواروں کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے بھائی کو غربی جانب میں پیادہ زنجی لشکر کو اس کے ساتھ کر دیا، سرداران زنج کی ایک جماعت کو آگے کیا جن میں انکلویہ اور حسین عرف حمامی اور ان دونوں کے علاوہ اور بھی ایک جماعت تھی انھیں فارس کے پل پر قیام کرنے کا حکم دیا۔

علی بن ابان کی تدبیر

علی بن ابان نے جو تدبیر کی تھی اس کی خبر تکین کو پہنچی مخبر وصیف رومی نامی ایک غلام تھا جو علی بن ابان کے لشکر سے بھاگ آیا تھا، اس نے خبر دی کہ وہ فارس کے پل پر قیام ہے شراب خواری کا مشغلہ ہے، ساتھیوں کو غلہ اکٹھا کرنے کے لئے منتشر کر دیا ہے تکین رات کے وقت ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوا اور ان پر حملہ کر دیا، زنجی سرداروں میں سے انکلویہ، حسین عرف حمامی، ابوصالح مفرجا ور اندران کو قتل کر دیا، باقی لوگ بھاگ گئے اور خلیل بن ابان سے مل گئے جو مصیبت ان پر نازل ہوئی تھی وہ اسے بتائی۔

تکین مسرقان کی شرقی جانب روانہ ہو کے علی بن ابان سے ملا جو ایک جماعت کے ساتھ تھا مگر علی اس سے مقابلے کے لئے نہیں ٹھہرا، علی کا ایک غلام جو سواروں میں سے تھا اور جعفرویہ مشہور تھا گرفتار ہو گیا علی اور خلیل اپنی جماعت کے ہمراہ اہواز لوٹ آئے جبکہ تکین تستر لوٹ گیا۔

علی بن ابان کا تکین کو ایک خط

علی بن ابان نے تکین کو ایک خط لکھا جس میں اسے جعفرویہ کے قتل سے باز رہنے کی درخواست کی تھی چنانچہ اس نے اسے قید کر دیا، تکین اور علی بن ابان کے درمیان لطف آمیز نامہ و پیام جاری ہوئے، اس کی خبر مسرور کو پہنچی تو اس نے پسند کیا، مسرور کو یہ خبر ملی کی تکین نے اس کی نافرمانی کی ہے علی بن ابان کی طرف جھک گیا ہے اور اس کی

جانب مائل ہے۔

تکین کے فعل کی خوبی ظاہر کرنا

محمد بن حسن کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن دینار نے بیان کیا کہ اس سے محمد بن عبداللہ بن الحسن بن علی المانی الباز عیسی نے جو تکین البخاری کے ساتھیوں میں سے تھا کہ جب مسرور کو علی بن ابان پر التفات کی خبر پہنچی تو اس نے توقف کیا کہ صحیح حال معلوم ہو سکے اہواز کے ارادے سے روانہ ہوا تکین سے رضامندی اور اس کے فعل کی خوبی ظاہر کر رہا تھا، شاہرزان گیا وہاں سے السوس آیا تکین کو خبر معلوم ہو گئی تھی وہ اس سے اور اس جماعت سے وحشت میں تھا مسرور اور تکین کے درمیان مراسلت سے تکین کو خوف نہ رہا مسرور وادی تستر چلا گیا اور تکین کو بلا بھیجا وہ گیا تو مسرور کے حکم سے اس کی تلوار لے لی گئی اور اس پر نگران مقرر کر دیا گیا تکین کے لشکر نے یہ دیکھا تو اسی وقت منتشر ہو گئے، ان میں سے ایک فرقہ صاحب الزنج کی طرف اور ایک فرقہ محمد بن عبداللہ کردی کے پاس چلا گیا، یہ خبر مسرور کو پہنچی تو اس نے تکین کے بقیہ لشکر کے لئے امان کا اعلان کر دیا، لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔

محمد بن عبداللہ بن الحسن ماموئی نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جو مسرور کے لشکر میں گئے، مسرور نے تکین کو ابراہیم بن جعلان کے سپرد کیا، وہ اسی کے قبضے میں مقید رہا یہاں تک کہ اس کی موت آ گئی مسرور اور تکین کا کچھ حال ہم نے ۶۵ھ میں بیان کیا ہے اور کچھ حال ۲۶ھ میں۔

اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال عرف المغیرہ بن عیسیٰ بن محمد المخزومی جو زنجیوں کے ساتھ شریک تغلب تھا علی کی معیت میں وارد مکہ ہوا۔

۲۶۶ھ کے اہم واقعات

متفرقات

ماہ صفر میں عمرو بن اللیث نے بغداد اور سامرا کی پولیس پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو اپنی جانب سے نائب مقرر کیا ابواحمد نے اسے خلعت دی عبیداللہ بن عبداللہ اپنے گھر گیا تو عمرو بن اللیث نے اسے خلعت دی اور سونے کی ایک چھڑی بھی بھیجی۔

اسی سال صفر میں اساتکین رے پر غالب آ گیا وہاں سے کو نکال دیا جو گورنر تھا وہ اور اس کا بیٹا اذکوتکین قزوین گئے جہاں کیغلغ کا بھائی ابرون عامل تھا، اس سے مصالحت کی اور قزوین میں داخل ہو گئے محمد بن فضل بن سنان عجلی کو گرفتار کر کے اس کا مال و جائداد چھین لی، اساتکین نے اسے قتل کر دیا، رے کی جانب لوٹا تو باشندوں نے قتال کیا وہ ان پر غالب رہا اور داخل ہو گیا۔

اسی سال تل بسمی علاقے دیار ربیعہ میں روم کا ایک لشکر وارد ہوا، بعض مسلمانوں کو قتل کیا اور تقریباً ڈھائی سو کو قید کر لیا، اہل نصیبین اور اہل موصل مقابلے کے لئے بڑھے تو رومی واپس چلے گئے۔

اسی سال ماہ ربیع الآخر میں ابوساج لشکر عمرو بن اللیث بغداد واپس آتے ہوئے جندیسابور میں مر گیا، اس سے قبل اسی سال محرم میں سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کی وفات ہوئی تھی۔

اسی سال عمرو بن اللیث نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اصفہان کا والی بنایا۔
اسی سال محمد بن الساج کو طریق مکہ وحرمین کا والی بنایا گیا۔
اسی سال اغرتمش کو اہواز کے امور کا والی بنایا گیا جن کا تکین البخاری والی تھا۔ اغرتمش وہاں گیا اور ماہ رمضان میں داخل ہوا۔

محمد بن حسن کہتے ہیں کہ مسرور نے اغرتمش اور اتا اور مطر بن جامع کو علی بن ابان کی جنگ کے لئے روانہ کیا، وہ لوگ روانہ ہو کر تستر پہنچے اور وہاں مقیم ہو گئے۔

تکین کی قید میں صاحب الزنج کی ایک جماعت

تکین کی قید میں قائد الزنج کی ایک جماعت کے ساتھ جعفرویہ بھی تھا، وہ سب قتل کر دئے گئے مطر بن جامع ان کے قتل کا ذمہ دار تھا اس کام سے فارغ ہو کر عسکر مکرم پہنچے علی بن ابان نے ان کی جانب کوچ کیا اور اپنے بھائی الخلیل کو اپنے آگے روانہ کیا الخلیل ان کے سامنے ٹھہر گیا اور علی اس کے پیچھے پہنچا مقابلے میں زنجیوں کی تعداد کی کثرت ہو گئی تو انھوں نے پل کو کاٹ دیا اور اپنی حفاظت کا بندوبست کر لیا علی بن ابان اپنے تمام ساتھیوں کی ہمراہی میں واپس اہواز چلا گیا، الخلیل مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے مسرقان میں ٹھہر گیا۔

اس کے پاس یہ خبر آئی کہ اغرتمش، اتا اور مطر بن جامع نے اس کا رخ کیا ہے اور اربک کے پل کی غربی جانب اترے ہیں تا کہ نہر عبور کر کے اس کے پاس آئیں الخلیل نے یہ خبر اپنے بھائی علی بن ابان کو لکھ دی۔

علی کوچ کر کے پل پر آیا اور الخلیل کو پاس آنے کے لئے کہلا بھیجا، وہ اس کے پاس آ گیا علی کے جو ساتھی اہواز میں تھے وہ خوفزدہ ہو گئے۔

خلافت کے سرداروں میں جنگ

انھوں نے اس کی چھاونی اکھاڑ ڈالی اور نہر سدرہ کی طرف چلے گئے، وہاں علی بن ابان اور خلافت کے سرداروں میں جنگ چھڑ گئی اور دن بھر ہوتی رہی آخر افسران خلافت باز آ گئے، علی بن ابان اہواز واپس آیا وہاں کسی کو نہ پایا، اپنے تمام ساتھیوں کو اس حالت میں پایا کہ نہر سدرہ چلے گئے تھے، کسی کو ان کے پاس روانہ کیا کہ واپس لائے یہ وقت سخت گزرا تو وہ بھی پیچھے چلا گیا اور نہر سدرہ میں ٹھہر گیا۔

خلافت کے سردار واپس ہو کے عسکر مکرم میں اترے علی بن ابان جنگ کی تیاری کرنے لگا، بہبوذ بن عبد الوہاب کو بلا بھیجا وہ مع اپنے ساتھیوں کے اس کے پاس آ گیا۔ علی نے ان لوگوں کی جانب جانے پر اتفاق کیا تھا وہ اغرتمش اور اس کے ساتھیوں کو معلوم ہوا تو وہ لوگ اس کی جانب روانہ ہوئے علی بن ابان نے اپنے بھائی کو ہراول پر مقرر کیا اور بہبوذ اور احمد بن زنجی کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا تھا، فریقین کا دولاب میں مقابلہ ہوا۔

علی نے الخلیل بن ابان کو یہ حکم دیا کہ بہبوذ کو کمین گاہ میں محدود رکھے، اس نے ایسا ہی کیا الخلیل روانہ ہوا، ان کے درمیان جنگ چھڑ گئی صبح کا ابتدائی وقت لشکر خلافت کے حق میں سازگار رہا، بعد میں ان پر پوشیدہ لشکر نکل آیا، زنجی ٹوٹ پڑے، انھوں نے ان کو بھگا دیا، مطر بن جامع گرفتار کر لیا گیا جو اپنے گھوڑے سے گر پڑا تھا بہبوذ نے اسے گرفتار کر لیا تھا اور علی کے پاس لے گیا سیما عرف صفراج سرداروں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا گیا۔

بہبوذ جب مطر کو علی کے پاس لایا تو مطر نے امان کی درخواست کی علی نے انکار کیا کہ اگر تو جعفرویہ کو امان دیتا تو ہم بھی تجھے امان دے دیتے، وہ اس کے نزدیک لایا گیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے گردن ماردی۔

علی کی اہواز میں واپسی

علی بن ابان اہواز میں داخل ہو گیا اغرتمش اور ابا ان لوگوں کے جو بچ گئے تھے تستر میں آ گئے علی بن ابان نے خبیث کے پاس سر روانہ کردئے اس نے انھیں اپنے شہر کی چہار دیواری پر لٹکانے کا حکم دیا۔

محمد بن حسن نے کہا کہ علی بن ابان اس کے بعد اغرتمش اور اس کے ساتھیوں کے پاس آتا تھا اور ان میں جنگ مفاخرت کے طور پر ہوتی تھی۔

خبیث نے اپنا لشکر علی بن ابان کی جانب پھیر دیا تھا وہ اغرتمش کے مقابلے میں بہت زیادہ ہو گئے، تو وہ صلح کی طرف مائل ہوا علی بن ابان نے بھی صلح کو پسند کیا دونوں نے آپس میں صلح کر لی علی بن ابان آس پاس کو لوٹنے لگا اسی غارتگری میں قریہ بیروز کو تباہ کر ڈالا اور وہاں سی بہت سا مال غنیمت حاصل کیا خبیث کو لکھا اور جو مال غنیمت پایا تھا روانہ کر دیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

اسی سال اسحاق بن کنداجیق نے احمد بن موسیٰ بن بغا کے لشکر کو خیر آباد کہہ دیا۔ جب احمد بن موسیٰ بن بغا جزیرہ روانہ ہوا تو اس نے موسیٰ بنا تامش کو دیار ربیع پر گورنر بنایا تھا، اسحاق کو یہ ناگوار ہوا اور اس وجہ سے اس نے اس کا لشکر چھوڑ دیا، اور بلد چلا گیا۔

یعقوب نے کردوں پر حملہ کر کے انھیں شکست دی اور ان کا مال لے لیا چنانچہ وہ اس سے قوی ہو گیا، اس کے بعد اس نے مساور شاری کے بیٹے کا مقابلہ کیا پھر اسے بھی قتل کر ڈالا۔

اسی سال شوال میں اہل حمص نے اپنے عامل عیسیٰ کرخی کو قتل کر دیا۔

موسیٰ بن اتامش ابن طولون کی قید میں اسی سال احمد بن طولون کے غلام احمد نے اتامش کو قید کر لیا یہ اس طرح ہوا کہ لولو بنی تمیم کے ٹیلے پر احمد مقیم تھا، موسیٰ بنا تامش راس العین میں تھا موسیٰ نشے کی حالت میں رات کے وقت نکلا تا کہ ان پر حملہ کرے وہ لوگ پوشیدہ ہو گئے اسے پکڑ کر قید کر لیا اور رقہ بھیج دیا۔

لولو کا احمد بن موسیٰ سے مقابلہ

لولو نے احمد بن موسیٰ اور اس کے سرداروں کا اور جو اعراب ان کے ساتھ تھے ان کا شوال میں مقابلہ کیا، لولو کو شکست ہوئی اور اس کے ساتھیوں میں سے بہت بڑی جماعت قتل کی گئی۔

ابن صفوان عقیلی اور اعراب احمد بن موسیٰ کے لشکر کے اسباب کی طرف لوٹے کہ اسے لوٹ لیں، ان پر لولو کے ساتھی ٹوٹ پڑے ان میں سے بچ جانے والوں کی خبر رقہ قیسیا پہنچی، پھر وہ لوگ بغداد اور سامرا چلے گئے وہاں ذی القعدہ میں آئے ابن صفوان بادیہ میں بھاگ گیا۔

متفرقات

اسی سال احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف اور بکتمر کے درمیان جنگ ہوئی یہ واقعہ اسی سال کے شوال میں ہوا۔ احمد بن عبدالعزیز نے بکتمر کو شکست دی وہ بغداد چلا گیا۔

اسی سال جرجان میں محسن بن زید خجستانی نے محسن کی غفلت میں حملہ کیا محسن بھاگ کر آمل میں چلے گئے خجستانی جرجان اور طبرستان کے بعض اطراف پر غالب آ گیا یہ اسی سال کے جمادی الآخر رجب میں ہوا۔

عقیقی کا عروج وزوال

اسی سال محسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن حسن الاصغر عقیقی نے اہل طبرستان کو اپنی بیعت کی دعوت دی، یہ اس طرح ہوا کہ محسن بن زید نے اپنے جرجان روانہ ہونے کے وقت عقیقی کو ساریہ میں اپنا نائب بنایا تھا جرجان میں خجستانی اور حسن کا تصادم ہوا تو عقیقی نے ساریہ میں یہ ظاہر کیا کہ محسن قید ہو گئے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی تو ایک جماعت نے اس سے بیعت کر لی محسن بن زید آئے تو اس نے جنگ کی محسن نے اس سے نمٹنے کے لئے حیلہ کیا یہاں تک کہ کامیاب ہوئے اور اس کو قتل کر دیا۔

اسی سال خجستانی نے اہل جرجان کے تاجروں کے مال لوٹ لئے شہر میں آگ لگا دی۔

اسی سال خجستانی اور عمرو بن اللیث کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں خجستانی عمرو پر غالب آ گیا اور اسے شکست دی، نیشاپور میں داخل ہو گیا اور وہاں سے عمرو کے مقرر کردہ حاکم کو نکال دیا ان لوگوں کی ایک جماعت کو وہاں قتل کر دیا جو عمرو کی جانب مائل تھے۔

اسی سال جعفریہ اور علویہ کے درمیان مدینے اور اس کے نواح میں جھگڑا وفساد ہوا۔

ابتلائے مدینہ منورہ

اس کا سبب یہ ہوا کہ مدینہ اور وادی القریٰ اور اس کے نواح کے معاملات کا منتظم اسحاق بن محمد بن یوسف جعفری تھا اس نے اپنی جانب سے وادی القریٰ پر حاکم مقرر کیا، اہل وادی القریٰ نے اسحاق بن محمد گورنر پر حملہ کر کے اسے اور اس کے دو بھائیوں کو قتل کر دیا اسحاق وادی القریٰ کی جانب نکلا تو اسے مرض لاحق ہوا تو وہیں وفات پا گیا مدینے کے معاملات کا انتظام اس کے بھائی موسیٰ بن محمد نے سنبھالا، اس کے خلاف حسن بن موسیٰ بن جعفر نے خروج کیا اس نے اس کو آٹھ سو دینار سے راضی کر لیا۔

موسیٰ کا قتل اور مدینہ پر قبضہ

اب محسن بن زید والی طبرستان کے چچا کے بیٹے ابوالقاسم احمد بن محمد بن اسماعیل بن محسن بن زید نے حملہ کر کے موسیٰ کو قتل کر دیا اور مدینے پر قابض ہو گیا، احمد بن محمد بن اسماعیل بن محسن بن زید وہاں آئے اور مدینے کا انتظام لیا نرخ گراں ہو گیا تھا اس نے غلہ منگانے کا سامان کیا تاجروں کے مال کی ذمہ داری قبول کی اور مال گزاری معاف کر دی جب نرخ ارزاں ہو گیا اور مدینہ پر امن ہو گیا تو خلیفہ نے ابن ابی ساج کے وہاں آنے تک حسنی کو مدینے کا والی بنا دیا۔

اسی سال اعراب نے غلاف کعبہ پر حملہ کیا اسے لوٹ لیا ان سے بعض لوگ صاحب الزنج کے پاس چلے گئے، حجاج کو نہایت سخت تکلیف پہنچی۔

اسی سال روم نے دیار ربیعہ پر حملہ کیا پھر لوگوں کو بھگا دیا وہ ایسی سردی اور ایسے وقت میں بھاگے کہ راستہ چلنا دشوار تھا۔

اسی سال ابن طولون کے نائب سیما نے سرحد شام پر تین سو آدمیوں کے ساتھ جو اہل طرطوس میں سے تھے

جہاد کیا ان پر دشمن نے جو تقریباً چار ہزار تھے بلاد ہرقلہ میں حملہ کیا، اور انھوں نے شدید قتال کیا، مسلمانوں نے دشمن کی کثیر تعداد کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت پر مصیبت آئی۔

ابن کنداجیق کی ابن ایوب کے خلاف فتح

اسی سال اسحاق بن کنداجیق اور اسحاق بن یعقوب کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں ابن کنداجیق نے اسحاق بن ایوب کو شکست دی اسے اس نے نصیبین پہنچادیا اور جو کچھ اس کے لشکر میں تھا سب لوٹ لیا اس کے ساتھیوں کی بڑی تعداد کو قتل کر دیا ابن کنداجیق نے اس کا تعاقب کیا نصیبین گیا۔ اور اسحاق بن یعقوب اس سے بھاگا اس نے ابن کنداجیق کیخلاف عیسیٰ بن شیخ سے جو آمد میں تھا اور ابوالمغراء بن موسیٰ بن زرارہ جو ارزن میں تھا مدد مانگی، وہ لوگ ابن کنداجیق کے خلاف آپس میں مددگار ہو گئے، خلافت نے یوسف بن یعقوب کے ہمراہ ابن کنداجیق کو موصل اور دیار ربعیہ اور ارمینیہ پر خلعت اور جھنڈا بھیجا ان لوگوں نے صلح کی درخواست کی، ابن کنداجیق کو دو لاکھ دینار اس شرط پر دینے کا اقرار کیا کہ انھیں ان کی خدمات پر باقی رکھے گا۔

اسی سال محمد بن ابی ساج مکہ آیا ابن المخزومی نے جنگ کی ابن ابی ساج نے شکست دی اور اس کے جان و مال کو حلال کر لیا۔ یہ اسی سال یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ ۲۶۶ھ) کو ہوا۔

اسی سال کیغلغ جبل روانہ ہوا اور بکتمر دینور واپس آیا اسی سال قائد الزنج کے ساتھی رام ہرمز میں داخل ہوئے،

فتنہ رام ہرمز

اس سے قبل ہم محمد بن عبیداللہ کردی اور علی بن ابان خبیث کے ساتھی کا وہ معاہدہ بیان کر چکے ہیں جب کہ ان دونوں نے اپنی جانب سے صلح پر اتفاق کیا تھا۔

مذکور ہے کہ علی اپنے دل میں محمد سے کینہ رکھتا تھا، جب وہ اپنے سفر میں تھا تو اس کے برے کرتوتوں کے گھات میں تھا، محمد بن عبیداللہ معاملے کو سمجھ گیا وہ چاہتا تھا کہ بچ نکلے، اس نے خبیث کے بیٹے انکلا سے درخواست کی کہ وہ خبیث کو لکھے کہ علی کو انکلا کے ماتحت کر دے تاکہ علی کا اقتدار زائل ہوئے، اسے ہدیہ بھیجا۔ اس بات نے علی بن ابان کے غصے و کینہ کو بڑھا دیا اس نے خبیث کو لکھا جس میں محمد کا تعارف کرایا تھا اور خبیث کو صحیح خبر پہنچائی تھی کہ علی کی بدعہدی پر محمد اصرار کرتا ہے، علی نے خبیث سے محمد پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی بھی اس معاملے میں سے اس نواح کا خراج علی کے پاس روانہ کرنے کی درخواست کو ذریعہ بنایا جائے۔

علی کی تیاری اور روانگی

خبیث نے اجازت دے دی علی نے محمد بن عبیداللہ کو مال روانہ کرنے کے لئے لکھا اس نے علی کو ٹالنا چاہا علی نے تیاری کی اور اس کی جانب روانہ ہوا، رام ہرمز پر حملہ کیا محمد بن عبیداللہ اس زمانے میں وہیں پر مقیم تھا محمد کی جانب سے مزاحمت نہیں ہوئی وہ بھاگ گیا اور علی رام ہرمز میں داخل ہو گیا اور اس کو غارت کر کے تباہ کر ڈالا، محمد بن عبیداللہ اپنی اربق و بیلم کی انتہائی جائے پناہ چلا گیا علی فتح مند ہو کر واپس ہوا۔

جو کچھ ظلم و ستم علی سے صادر ہوا اس نے محمد کو خوف زدہ کر دیا، اس نے اسے صلح کے لئے لکھا علی نے خبیث کو

اس کی خبر دی اس نے قبول کرنے اور محمد کو روانگی مال پر مجبور کرنے کا حکم دیا، محمد بن عبیداللہ نے اسے دو لاکھ درہم روانہ کئے، علی نے وہ خبیث کے پاس روانہ کر دئے اور خود محمد بن عبیداللہ اور اس کی حکومت سے باز آ گیا۔

اسی سال اربان کے کردوں کی خبیث سے جنگ ہوئی جس میں انھیں زنجیوں کو شکست ہوئی اور وہی پسپا ہوئے۔

کرد مقابلہ زنج

محمد بن عبیداللہ بن آزادمرد سے مذکور ہے کہ اس نے علی بن ابان کو اس مال کے روانہ کرنے کے بعد جس کی مودار ہم نے پہلے بیان کی اور علی کے اس سے اور اس کی حکومت سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے باز آ جانے کے بعد ایک خط لکھا جس میں اس سے اس شرط پر موضع اربان کے کاشتکاروں کے خلاف مدد کی درخواست کی تھی کہ ان لوگوں کا مال غنیمت اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا، علی نے خبیث کو لکھا جس میں اس کام کے لئے اٹھنے کی درخواست کی تھی، اس نے اسے یہ لکھا کہ خلیل بن ابان اور بہبوذ بن عبدالوہاب کو روانہ کر دے اور تو خود وہیں ٹھہر اپنے لشکر کو روانہ نہ کر جب تک تجھے محمد بن عبیداللہ کی جانب سے ان ضمانتوں کیوجہ سے پورا بھروسہ نہ ہو جائے جو اس کی جانب سے تیرے قبضے میں ہوں جن کی وجہ سے تو اس کی بدعہدی سے مامون رہے، کیونکہ تو نے اس سے برائی کی ہے اور تو انتقام سے محفوظ نہیں ہے علی نے حسب الحکم محمد بن عبیداللہ کو لکھ دیا اور اس سے ضمانتیں مانگیں، محمد بن عبیداللہ نے اس پر قسمیں کھائیں عہد و پیمان کیا مگر ضمانت نہ دی۔

علی کو مال غنیمت کی حرص نے برانگیختہ کیا جس کا محمد بن عبیداللہ نے اسے لالچ دیا تھا اس نے لشکر روانہ کر دیا وہ لوگ اس طرح روانہ ہوئے کہ ہمراہ محمد بن عبیداللہ کے آدمی بھی تھے یہاں تک وہ مقام مقصود تک پہنچ گئے۔

کردوں پر زنجیوں کا غالب آ جانا

باشندے نکلے اور جنگ چھڑ گئی شروع میں کردوں پر زنجی غالب آ گئے پھر کردوں نے بہادری ظاہر کی محمد بن عبیداللہ کے ساتھیوں نے ان کی مدد ترک کر دی وہ متفرق ہو گئے اور شکست کھا کر مجبوراً بھاگے۔ محمد بن عبیداللہ نے ان کے لئے ایک جماعت کو تیار کیا تھا جنھیں بھاگتے وقت روکنے کا حکم دیا تھا انھوں نے روکا اور ان پر حملہ کیا ان سے مال وغنیمت حاصل کیا ان کے ایک گروہ کو گھوڑوں سے اتار دیا اور گھوڑے لے لئے زنجی بدحالی کے ساتھ لوٹے مہلبی نے خبیث کو اپنے ساتھیوں کی مصیبت لکھی اس نے بڑی درشتی سے جواب دیا کہ میں نے تجھے پہلے ہی حکم دیا تھا کہ محمد بن عبیداللہ کی طرف مائل نہ ہو اپنے اور اس کے درمیان ضمانتوں کو سہارا بنا مگر تو نے میرے حکم کو نہ مانا اور خواہش نفس پوری کی یہی وہ چیز ہے جس نے تجھے اور تیرے لشکر کو ہلاک کیا، خبیث نے محمد بن عبیداللہ کو لکھا کہ علی بن ابان کے لشکر کے خلاف تیری تدبیر مجھ سے پوشیدہ نہ تھی تو نے جو کچھ کیا اس کا بدلہ تجھے ضرور ملے گا۔

خبیث کی ایک دھمکی

خبیث کی دھمکی سے ڈر کے محمد بن عبیداللہ نے عاجزی کے ساتھ نیاز نامہ بھیجا گھوڑے جو میدان جنگ سے بھاگتے ہوئے علی کی فوج چھوڑ گئی تھی سب روانہ کر دئے اور لکھا کہ میں اپنے تمام ہمراہیوں کے ساتھ اس فوج

کے پاس گیا جنھوں نے خلیل اور بہبوذ پر حملہ کیا تھا انھیں ڈرا دھمکا کے یہ گھوڑے واپس لئے ہیں۔

خبیث اس پر اور بھی غضبناک ہوا اور اسے خط لکھا جس میں ایسے زبردست لشکر کی دھمکی دی تھی جو اسے تیروں پر رکھ لے گا۔ محمد نے عاجزی وزاری کا دوسرا خط لکھا اور بہبوذ کو پیام بھیجا جس میں اس سے مال کی ذمہ داری قبول کیا اور محمد بن یحییٰ کرمانی سے بھی اسی قسم کی ذمہ داری قبول کی۔

خبیث کی چال

محمد بن یحییٰ اس زمانے میں علی بن ابان پر غالب تھا اور اپنی رائے پر اسے چلاتا تھا بہبوذ علی بن ابان کے پاس گیا، محمد بن یحییٰ کرمانی نے اس کی مدد کی دونوں نے مل کر محمد بن عبیداللہ کے بارے میں علی کا خیال تبدیل کر دیا، جو اسے غصہ اور کینہ تھا دونوں نے اس کی تسلی کر دی، پھر وہ دونوں خبیث کے پاس گئے، پہنچے تو اسی وقت محمد بن عبیداللہ کا نیاز نامہ بھی پہنچا ان دونوں نے اس کو نشیب وفراز سمجھایا، آخر کار خبیث نے ظاہر کیا کہ ان کی بات مان لے گا اور محمد بن عبیداللہ سے اس کی مرضی کے مطابق درگزر کریگا اور کہا کہ اس کے بعد میں اس کی معذرت قبول کرنے والا نہیں سوائے اس کے کہ وہ اپنے علاقے کی (مسجد) کے منبروں پر میرے نام کا خطبہ پڑھے۔

بہبوذ اور کرمانی اسی قول وقرار کے ساتھ واپس ہوئے اور محمد بن عبیداللہ کو اس کی اطلاع کر دی اس نے تمام امور منظور کر لئے جن کی خبیث نے خواہش کی تھی اور منبروں پر اس کے حق میں دعا کرنے میں فریب کرنے لگا۔

علی نے ایک مدت تک ٹھہر کے متوث کی تیاری کی مگر متوث اتنا محفوظ تھا اور باشندے انبوہ در انبوہ اس کثرت سے مزاحمت پر آمادہ تھے کہ علی کی طاقت کمزور پڑ گئی، وہاں سے نامراد لوٹا اب اس نے سیڑھیاں اور ایسے آلات بنوائے جن کے ذریعے شہر پناہ پر چڑھ سکے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور پوری تیاری کر لی۔

علی بن ابان کا ذلیل ہو کر واپس لوٹنا

مسرور بلخی کو علی کا ارادہ معلوم ہو گیا وہ اس زمانے میں کور الاہواز میں مقیم تھا جب علی دوبارہ روانہ ہوا تو مسرور بھی اس کی جانب روانہ ہوا وہ اس کے پاس غروب آفتاب سے کچھ قبل ہی پہنچا علی وہاں ٹھہرا ہوا تھا علی کے ساتھیوں نے مسرور کے لشکر کا ابتدائی حصہ دیکھا تو بری طرح بھاگے اپنے تمام آلات چھوڑ دیے جنھیں لاد کر لائے تھے بہت بڑی تعداد قتل ہوئی علی بن ابان ذلیل ومردود ہو کے واپس ہوا تھوڑی ہی دیر ٹھہرا تھا کہ ابواحمد کے آنے کی پے در پے خبریں آنے لگیں متوث سے واپس آنے کے بعد علی کو کسی جنگ کا موقع نہ ملا یہاں تک کہ ابواحمد نے سوق الخمیس اور طہیثا کے علاقے فتح کر لئے، وہ اس خط کی وجہ سے واپس گیا جو خبیث کے ہاں سے آیا تھا جس نے بڑی تیزی کے ساتھ مع لشکر کے اس کو اپنے پاس بلایا تھا۔

اس سال ہارون بن محمد اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی کوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۶۷ھ

اس سال جو واقعات ہوئے ان میں سے محمد بن طاہر بن عبداللہ اور اس کے چند گھر والوں کی قید سر فہرست ہے۔ احمد بن عبداللہ خجستانی کے عمرو بن اللیث کو شکست دینے اور عمرو بن اللیث کے محمد بن طاہر پر خجستانی اور حسین بن طاہر سے خط وخطابت کرنے کی تہمت دھرنے کے بعد یہ واقعہ پیش آیا، حسین اور خجستانی نے خراسان کے منبروں پر محمد بن طاہر کے لئے دعا کی۔

اسی سال ابوعباس الموفق دجلہ کے اکثر دیہات پر غالب آ گیا جن پر قائد الزنج کا افسر سلیمان بن جامع قابض ہو گیا۔

غلبہ عباسیہ

محمد بن حسن نے محمد بن حماد کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ جب زنجی واسط میں داخل ہوئے اور وہاں ان سے وہ ظلم سرزد ہوا جس کا ذکر اس سے قبل ہو چکا ہے اور اس کی خبر ابواحمد بن المتوکل کو پہنچی تو اس نے جنگ کے لئے نواح واسط میں اپنے بیٹے ابوعباس کو نامزد کیا ابوعباس نے جلدی کی نکلنے کا وقت آیا تو ماہ ربیع الآخر میں ۲۶۶ھ میں ابواحمد سوار ہو کے بستان موسیٰ ہادی گیا ابوعباس کے ہمراہی اس کے روبرو پیش کئے گئے وہ ان کی تعداد سے واقف ہوا تمام سوار اور پیادہ دس ہزار تھے جو نہایت اچھی حالت، عمدہ شکل، اور مکمل تیاری میں تھے ان کے ہمراہ چھوٹی بڑی کشتیاں اور پیادہ لشکر کے لئے عبور کرنے کے لئے عارضی پل بھی تھے ہر شے ایسی تھی کہ اس کی بناوٹ نہایت مضبوط کی گئی تھی۔

ابوعباس بستان ہادی سے روانہ ہوا ابواحمد اس کے ساتھ کچھ دیر تک کے لئے سوار ہوا یہاں تک کہ ابوعباس فرک میں اترا اور ابواحمد واپس ہوا۔

ابوعباس فرک میں چند روز مقیم رہا تعداد پوری ہوگئی ساتھی مل گئے تو المدائن گیا وہاں ٹھہر کے دیر عاقول پہنچا، ابوعباس کا دیر عاقول میں اترنا

ابوعباس کا دیر عاقول میں اترنا

محمد بن حماد کہتے ہیں مجھ سے میرے بھائی اسحاق بن حماد اور ابراہیم بن محمد بن اسماعیل الہاشمی عرف بریہ اور محمد بن شعیب شتیام نے روایت کی ہے اس مہم میں ابوعباس کے ساتھ جو کثیر جماعت تھی سب اس روایت میں شریک ہیں تمام روایتیں مجموعی طور پر ملتی جلتی واقع ہوئی ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ابوعباس دیر عاقول میں اترا تو اس کے پاس نصیر عرف ابوحمزہ عہدہ دار کشتی کی عرضداشت پہنچی جسے اس نے اپنے ہراول پر سالار بنا کر روانہ کر دیا تھا عرضداشت میں یہ تھا کہ سلیمان بن جامع سوار و پیادہ فوج کے ساتھ چھوٹی بڑی کشتیاں لئے ہوئے اس طرح آیا کہ جبائی اس کے ہراول پر سالار ہے وہ اس جزیرے میں اترا جو برداود کے سامنے ہے سلیمان بن موسیٰ شعرانی سوار و پیادہ فوج اور کشتی کے ساتھ نہر ابان میں آ گیا۔ ابوعباس نے کوچ کیا۔

لشکر کی آمدنی کی خبر

جرجرایا آیا فم الصلح کا رخ کیا وہاں سے مصلح آیا اور حال دریافت کرنے کے لئے مخبروں کو روانہ کیا، ایک شخص نے حاضر ہو کر لشکر کی آمد کی خبر دی ان کا ابتدائی حصہ مفلح میں اور آخری حصہ زیرین واسط بستان موسیٰ بن بغا میں ہے یہ سن کر ابوعباس شاہراہ عام سے ہٹ کر چلنے لگا اس کے ساتھی قوم کے ہراول سے ملے تو ان سے پسپا ہو گئے فوج کو لالچ لاحق ہوا اور دھوکے میں پڑ کے ان لوگوں کا اچھی طرح تعاقب کیا کہتے تھے کہ لڑنا ہے تو کسی دوسرے امیر کو تلاش کرو تمھارے امیر نے تو اپنے آپ کو شکار میں مشغول کر لیا ہے۔

مصلح میں ابوعباس کے قریب جب لشکر آ گئے تو وہ اپنے ہم رکاب پیادہ وسوار کے ساتھ ان پر نکل پڑا حسب الحکم نصیر سے پکار کر کہا گیا کہ تو کب تک ان کتوں سے تاخیر کرے گا ان لوگوں کی جانب پلٹ۔ نصیر ان کی طرف لوٹا ابوعباس ایک کشتی پر سوار ہوا محمد بن شعیب شتیام بھی ہمرکاب تھا ان لوگوں کو ہر طرف سے گھیر لیا گیا وہ بھاگے اللہ نے ابوالعباس اور اس کے ساتھیوں پر فضل کیا وہ انھیں قتل کر رہے تھے اور بھگا رہے تھے وہ لوگ قریہ عبداللہ میں آئے جو میدان جنگ سے چھ فرسخ کے فاصلے پر تھا پانچ

چھوٹی کشتیاں اور چند بڑی کشتیاں لے لیں ایک جماعت نے امان مانگ لی کچھ قیدی گرفتار ہوئے جو کچھ کشتیوں میں پایا گیا سب ڈبو دیا گیا یہ پہلی فتح تھی جو ابوعباس بن ابی احمد کو ہوئی۔

زنجیوں کی جماعت کا ابوعباس سے مقابلہ

زنجیوں کی جماعت نے ابوعباس کا مقابلہ کیا تھا تو آپس میں رائے لی تھی کہ یہ نوجوان ہے جسے نہ جنگوں کا زیادہ تجربہ ہے اور نہ ان کی عادت ہے۔ اس لئے مناسب رائے یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی پوری طاقت سے اس کا مقابلہ کریں اور پہلے ہی مقابلے میں اسے پسپا کرنے کی پوری کوشش کریں شاید یہ شکست اسے خائف کر دے اور ہمارے مقابلے سے اس کے واپس ہونے کا سبب ہو جائے اس فیصلے کے مطابق سب نے جمع ہو کر خوب کوشش کی مگر اللہ نے ان کے دل میں خوف ورعب ڈال دیا۔

چند افراد کا اپنے مقام کے بارے میں مشورہ

ابوالعباس جنگ کے دوسرے دن سوار ہوا اور واسط میں نہایت عمدہ شکل وصورت میں داخل ہوا، یہ جمعہ کا دن تھا اس نے قیام کیا اس نے نماز جمعہ ادا کی۔ خلق کثیر نے امن کی درخواست کی وہاں سے العمر کی جانب اترا جو واسط سے ایک فرسخ کے فاصلے پر ہے چھاونی کے قیام پر غور کیا کہ میں اپنی چھاونی واسط کے نیچے قائم کروں گا تا کہ اس کے اوپر جو لوگ ہیں یہ انھیں بے فکر کر دے نصیر عرف ابوحمزہ اور شاہ بن مکیال نے اسے یہ مشورہ دیا تھا کہ اپنا مقام واسط سے اوپر کرے مگر وہ اس سے باز رہا اور ان دونوں کو جواب دیا کہ میں تو سوائے العمر کے کہیں نہیں ٹھہروں گا لہذا تم دونوں دہانہ برداود میں اترو۔

ابوعباس کا اپنے ساتھیوں کے مشورہ سے انکار

ابوعباس نے اپنے ساتھیوں کے مشورے اور ان کی رائے سننے سے انکار کیا العمر میں اترا چھوٹی کشتیاں

لینے کی دھن لگی صبح شام غنیم سے لڑتا تھا اس نے اپنے خاص غلاموں کو کشتیوں میں ترتیب دیا تھا ہر ایک کشتی میں دو دو رکھے پھر سلیمان نے تیاری کی اور اپنے ساتھیوں کو تقسیم کر کے تین سمتوں میں روانہ کیا ایک گروپ نہر ابان سے آیا، ایک برتمرتا سے اور ایک برداود سے ابو عباس نے ان کا مقابلہ کیا کچھ ہی دیر ٹھہرے تھے کہ وہ لوگ بھاگے ان کی ایک فوج سوق الخمیس میں رہ گئی اور ایک مازروان میں ایک جماعت تمرتا کے راستے چلی دوسروں نے مادیان کو اختیار کیا جو مادیان کے راستے جا رہے تھے ایک جماعت نے ان کو روکنا چاہا مگر وہ نہ رکے ابو عباس نہر برمساور میں آیا پھر واپس ہوا گاؤں اور سڑکوں پر ٹھہرتے مقام کرتے سفر کرتا رہا رہبر بھی ہمراہ تھے لشکر میں پہنچا تو اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو آرام دینے کے لئے ٹھہر گیا۔

زنجیوں کو مزید شکستیں ایک مخبر نے آ کے خبر دی کہ زنجی جمع ہو کر مقابلے کی تیاری کر رہے ہیں اور اپنے لشکر کو تین سمتوں سے لانے والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ابو عباس ایک مغرور نوجوان ہے جو اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے ان کی آرا پوشیدہ لشکروں کو چھپانے اور ان تین سمتوں سے دھاوا کرنے پر متفق ہوگئی ہے۔

ہم نے ذکر کیا ابو عباس نے حفاظت کا سامان اور تیاری کر لی زنجی مقابلے کو اس طرح آئے کہ تقریباً دس ہزار کا لشکر تمرتا میں اور تقریباً اتنی ہی تعداد قس ہشار میں پوشیدہ کر دی تھی بیس کشتیوں کو اس لشکر کی طرف پہلے روانہ کر دیا تھا کہ ان سے اہل لشکر دھوکا کھائیں اور ان مقامات سے آگے بڑھ جائیں جہاں زنجی فوجیں پوشیدہ ہیں۔

ابو عباس کی ہدایت

ابو عباس نے لوگوں کو تعاقب سے روکا زنجیوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کا داؤ نہیں چلا تو جبائی اور سلیمان چھوٹی بڑی کشتیوں میں نکلے ابو عباس نے اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح تیار کیا تھا اس نے نصیر عرف ابوحمزہ کو حکم دیا کہ چھوٹی کشتیوں میں نکلے اور ابو عباس گھوڑے سے اتر گیا چھوٹی سی کشتی منگائی جس کا نام غزال تھا، محمد بن شعیب کو اس کشتی کے لئے ملاحوں کا انتخاب کا حکم دے کر سوار ہو گیا، مخصوص ساتھیوں اور غلاموں کا ایک گروپ منتخب کر کے نیزے دے دیئے سواروں کو نہر کے کنارے کنارے سامنے چلنے کا حکم دے دیا کہ تم اس وقت تک چلنا نہ چھوڑو جب تک ممکن ہو یہاں تک کہ نہریں تمہارے راستے کو قطع کر دیں گھوڑوں کے عبور کرانے کا حکم دیا جو برداود میں تھے۔

دونوں فریق میں جنگ چھڑ گئی قریہ الرمل کی حد سے رصافہ تک معرکہ جنگ تھا زنجیوں کو شکست ہوئی ابو عباس کے ساتھیوں نے چودہ کشتیوں پر قبضہ کر لیا اس دن جبائی اور سلیمان پیادہ پا ہو کر بچ گئے دونوں کے گھوڑے مع سامان چار جامہ وغیرہ چھین لئے گئے۔

زنجی اس طرح بھاگے کہ ان میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھتا تھا یہاں تک کہ طہیثا میں آئے اسباب و سامان جو کچھ ساتھ تھا سب چھوڑ دیا۔

ابو عباس نے واپس لوٹ کر اپنی چھاونی العمر میں قیام کیا جو چھوٹی بڑی کشتیاں لی تھیں ان کو درست کرنے اور لوگوں کو ان میں ترتیب سے بٹھانے کا حکم دیا۔

بخیر گزشت

زنجی بیس دن تک اس طرح ٹھہرے رہے کہ کوئی شخص ظاہر نہ ہوتا تھا جبائی ہر تیسرے دن مخبروں کے ہمراہ آتا

اورلوٹ جاتا اس نے نہر سنداد کے اوپر کچھ کنویں کھودے تھے جن میں لوہے کی میخیں لگادی تھیں اور انھیں بوریوں سے ڈھانپ دیا تھا اور ان کے نشانات کو چھپا دیا تھا یہ خس پوش کنویں خط مستقیم رہ گزر میں تھے تا کہ ان پر سے گزرنے والے ان میں گر پڑیں لشکر گاہ کے کنارے کنارے سپاہیوں کے مقابلے میں آیا کرتا لشکر اس کی تلاش میں نکلے ایک دن آیا لشکر نے اسے تلاش کرلیا تعاقب میں دوڑے تو ایک خس پوش کنویں میں ایک فرغانی سردار کا گھوڑا گر گیا آخر یہ راز کھل گیا سپاہی بچ گئے اور اس راستے کا چلنا ہی چھوڑ دیا۔

روزانہ صبح کے وقت لشکر سے جنگ کے لئے زنجی آیا کرتے نہر امیر پر بہت بڑی فوج کے ساتھ اپنا لشکر قائم کیا تھا جب یہ ان کے لئے مفید نہ ہوا تو ایک ماہ لڑائی سے رکے رہے۔

ابوعباس کے سپاہی جنگ کے لئے روانہ

سلیمان نے صاحب الزنج کو لکھا کہ کشتیوں سے مدد دے جن میں سے ہر کشتی کے لئے چالیس چالیس چپو ہوں تقریباً بیس دن کے اندر چالیس ایسی کشتیاں آئیں جن میں دو دو لڑنے والے تھے ملاحوں کے پاس تلواریں نیزے اور ڈھالیں تھیں ابوعباس کے لشکر کے اردگرد جبائی پھرتا تھا ہر روز جنگ کے لئے لوٹ لوٹ کر آتے۔ ابوعباس کے سپاہی مقابلے کے لئے نکلتے تو بھاگ جاتے ٹھہرتے نہ تھے وقتاً فوقتاً جاسوس آتے پل کاٹ جاتے لشکر سے جو نکلتا اسے تیر مارتے، پہرے کی کشتیوں میں سے جو نصیر کے ساتھ تھیں جو پاتے اسے آگ لگا دیتے تھے اس طرح دو ماہ رہے

قریہ الرمل میں کمین گاہ کا قیام

ابوعباس نے مناسب سمجھا کہ قریہ الرمل میں گھات لگائے کشتیاں پہلے سے بھیج دیں تا کہ زنجی اس کے لالچ میں آجائیں ابوعباس کے لئے ایک کشتی اور زیرک کے لئے ایک دوسری کشتی تیار کی گئی ان کشتیوں میں اس کے غلاموں کی وہ جماعت سوار کی گئی جس کا اس نے انتخاب کیا تھا اور ان کی شجاعت کو دیکھ لیا تھا بدر اور مونس کو ایک کشتی میں رشیق حجازی اور یمن کو ایک کشتی میں خفیف اور یسر کو ایک کشتی میں۔ نذیر اور وصیف کو ایک کشتی میں سوار کیا۔ پندرہ کشتیاں تیار کیں ہر کشتی میں دو مجاہد تھے انھیں لشکر کے آگے کیا۔

ابوعباس کا اکیس کشتیوں پر قبضہ

محمد بن شعیب اشتیام کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو اس روز آگے گئے تھے زنجیوں نے آگے جانے والی چند کشتیاں اور چند قیدی گرفتار کر لئے میں تیز چلا اور بلند آواز سے پکارا کہ ان لوگوں نے ہماری کشتیاں گرفتار کرلی ہیں ابوعباس نے میری آواز سن لی وہ اس وقت ناشتہ کررہا تھا۔ سنتے ہی کشتی کی جانب اٹھ کھڑا ہوا جو اس کے لئے تیار تھی۔ لشکر سے آگے روانہ ہوگیا ساتھیوں کے ملنے کا بھی انتظار نہیں کیا وہی ساتھ دے سکا جس نے چستی کی ہم نے زنجیوں کو پالیا۔ جب انھوں نے ہمیں دیکھا تو اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ڈر کے مارے پانی میں کود کود کے بھاگے ہم نے اپنے ساتھیوں کو چھڑا لیا۔ اس روز ہم نے اکیس کشتیوں پر قبضہ کرلیا جبائی تین کشتیوں کے ساتھ بچ گیا ابوعباس نے اس دن اپنی کمان سے اتنے تیر چلائے کہ انگوٹھے سے خون بہنے لگا اگر اس روز جبائی کی تلاش میں کو

شش کرتے تو میرا گمان یہ ہے کہ ہم لوگ اسے پا لیتے مگر تھکن کی شدت رکاوٹ بن گئی۔

ابوعباس کا خلعت کا حکم

ابوعباس اور اس کے اکثر ساتھی اپنے اپنے مقام پر لوٹ آئے جب وہ اپنے لشکر پہنچا تو ان لوگوں کے لئے جو ساتھ تھے خلعت کا حکم یا زنجیوں سے جو کشتیاں چھینی تھیں درست کرائیں ابوحمزہ کو حکم دیا کہ ان کشتیوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ ہیں دجلہ خسرسابور کے سامنے مقام کرے ابوعباس نے یہ مناسب سمجھا کہ مازروان وحجاجیہ و نہرامیر کی خود دیکھ بھال کرے ان مقامات سے واقف ہو جائے اور ان راستوں کو معلوم کرلے جدھر سے زنجیوں کی کشتیاں گزرتی ہیں نصیر کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے روانہ ہونے کا حکم دیا مگر اس نے مازروان کا راستہ چھوڑ کے نہرالامیر کے علاقے کا ارادہ کیا ابوعباس اپنی کشتی میں سوار ہوا اس کے ساتھ محمد بن شعیب بھی تھا مازروان میں داخل ہوا اور محمد سے کہا کہ مجھے نہر میں آگے جانے دے تاکہ نصیر کا حال معلوم ہو اس نے چھوٹی بڑی کشتیوں کو اپنے پیچھے چلنے کا حکم دیا حجاجیہ کے قریب پہنچ گئے تو ہمیں نہر میں کشتی دکھائی دی جس میں دس زنجی سوار تھے ہم اس کی طرف تیزی سے چلے تو زنجیوں نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا ان کی کشتی ہمارے قبضے میں آ گئی تھی۔ وہ جو سے بھری ہوئی تھی اس میں ہم نے ایک زنجی کو پایا اور اسے گرفتار کرلیا نصیر اور اس کی کشتیوں کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اس نہر میں چھوٹی بڑی کشتیوں میں سے کوئی بھی نہیں آئی ہمیں حیرت لاحق ہوئی بچنے والے زنجیوں نے بھاگ کے اپنے ساتھیوں کو ہماری آمد کی خبر دی ملاحوں کو جو ہمارے ساتھ تھے کچھ بھیڑیں نظر آئیں وہ ان کو لوٹنے کے لئے نکل گئے۔

زنجیوں کی ایک اور ہزیمت

محمد بن شعیب کا بیان ہے کہ میں تنہا ابوعباس کے ساتھ رہ گیا ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ ہمارے پاس ایک زنجی سردار جس کا نام منتاب تھا ایک جماعت کے ساتھ نہر کی ایک جانب سے آیا اور دوسری جانب سے دس زنجی آئے یہ دیکھتے ہی ابوعباس نکلا کاندھے پر کمان اور ہاتھ میں تیر تھے میں اپنا نیزہ لے کر نکلا جو میرے ہاتھ میں تھا نیزے سے اس کی حفاظت کرنے لگا وہ زنجیوں پر تیر برسانے لگا دو زنجیوں کو زخمی کیا وہ لوگ حملہ کرنے لگے اور بکثرت جمع ہونے لگے زیرک کی زیرکی کام آئی وہ کشتیوں کے ساتھ تھا اور اس کے ہمراہ غلام بھی تھے ہمیں مازروان کے دونوں جانب سے دو ہزار زنجی گھیر چکے تھے اللہ ہی نے کفایت کی اور انھیں ذلت و پستی کے ساتھ پسپا کیا۔

مال غنیمت میں چند جانور

ابوعباس اپنے لشکر میں لوٹا ساتھیوں کو بھیڑوں، گایوں اور بھینسوں میں سے بہت کچھ غنیمت میں ملا تھا ان تین ملاحوں کے متعلق قتل کا حکم دیا جو اس کے ساتھ تھے اور بھیڑیں لوٹنے کے لئے چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کی گردنیں ماردی گئیں جو باقی رہے ان کی ایک ماہ کی تنخواہ روکنے کا حکم دیا ملاحوں میں یہ اعلان ہوا کہ جنگ کے وقت کوئی شخص کشتیوں سے نہ ہٹے جو ایسا کرے گا اس کا خون حلال ہوگا۔

تمام زنجی بھاگ کر طہیثاہ پہنچ گئے ابوعباس العمر کی چھاونی میں مقیم ہوگیا اس نے ہر طرف اپنے مخبروں کو پھیلا دیا ایک زمانے تک ٹھہرا رہا سلیمان بن جامع نے اپنے لشکر اور ساتھیوں کو طہیثاہ میں جمع کیا اور محفوظ ہوگیا سوق

الخمیس میں شعرانی نے بھی یہی کیا

صیفیہ کی فتح

صیفیہ میں ان کا بہت بڑا لشکر تھا جس کا سردار انھی میں سے ایک شخص نصر السندی تھا، وہ لوگ ہر اس چیز کو برباد کرنے لگے جس کے برباد کرنے کا موقع پاتے تھے غلوں کو لاد کرلے جانے لگے جن پر قادر ہوتے تھے، ان مقامات کو آباد کرنے لگے جہاں وہ مقیم تھے۔ ابوعباس کو اپنے سرداروں کی جماعت کو الصیفیہ کے نواح میں گھوڑوں پر روانہ کیا جن میں شاہ اور لکمشجور اور فضل بن موسیٰ بن بغا اور اس کا بھائی محمد تھے۔ ابوعباس چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ سوار ہوا نصیر اور زیرک ہمرکاب تھے ایک گھوڑا دشت مساور سے طریق النطیہ تک عبور کرایا گیا لشکر روانہ ہو کر الہرث تک پہنچا گھوڑے الہرث تک لائے گئے پھر دریائے دجلہ کے جانب سے غربی سے دیر العمال کے راستے انھیں لے جایا گیا۔

ابوالعباس کی فتح

زنجیوں نے لشکر کو دیکھا تو ان پر سخت ہیبت طاری ہوئی انھوں نے کشتیوں میں پناہ لی زیادہ دیر نہ ٹھہرے تھے کہ چھوٹی بڑی کشتیاں آگئیں انھیں کوئی جائے پناہ نہ مل سکی، اور امن مانگنے لگے ایک گروہ قتل ہو گیا اور ایک گروہ قید ہو گیا بعض نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ ابوعباس کے ساتھیوں نے ان کی کشتیاں گرفتار کر لیں جو چانولوں سے بھری ہوئی تھی، ان کے سردار نصر السندی کی کشتی کو بھی گرفتار کر لیا گیا، بقیہ بھاگ گئے۔ ایک گروہ طہیثا اور ایک گروہ سوق الخمیس گیا۔ ابوعباس فتح مند ہو کر واپس اپنے لشکر آیا اس نے الصیفیہ فتح کر لیا تھا اور زنجیوں کو وہاں سے نکال دیا تھا۔

زنجیوں کا فرار

محمد بن شعیب نے کہا کہ جس وقت ہم لوگ الصیفیہ میں زنجیوں کے خلاف جنگ میں مشغول تھے ابو عباس کو ایک کونج نظر آئی ایک تیر مارا اور زنجیوں کے سامنے گری۔ انھوں نے اسے لے لیا جب اس کے تیر لگنے کی جگہ دیکھی اور یہ معلوم ہوا کہ وہ تیر ابوعباس کا تیر تھا تو سخت خوفزدہ ہو گئے، یہی اس دن ان کے بھاگنے کا سبب ہو گیا دوسرے راوی سے جو نا قابل اعتبار نہیں، یہ روایت ہے کہ اس تیر کا واقعہ دوسرے دن کا ہے۔

ابوعباس کو یہ خبر پہنچی کہ عبدسی میں بہت بڑا لشکر ہے جس کے سردار ثابت بن ابی دلف زنجی اور لولو زنجی ہیں، ابوعباس حملہ کرنے کے ارادے سے تنہا سرداروں کے دستے کے ساتھ اس کے بہادروں غلاموں اور جری ساتھیوں سے انتخاب کیا گیا تھا روانہ ہوا۔

اس مقام پر جہاں ان کا مجمع تھا صبح کے وقت پہنچا۔

ایسا شدید حملہ کیا کہ ان کے شجاعوں اور بہادروں میں سے کثیر تعداد قتل ہو گئی۔ وہ بھاگے، زنجیوں کے سر خیل ثابت بن ابی دلف پر قابو پالیا گیا، مگر ابوعباس نے اس پر احسان کیا اسے زندہ رہنے دیا اور اسے اپنے ایک سردار کے سپرد کر دیا، لولو کو ایک تیر لگا جس سے ہلاک ہو گیا۔

اس دن ان عورتوں میں سے جو زنجیوں کے قبضے میں تھیں مخلوق کثیر کو چھڑا لیا گیا۔ ابو عباس نے ان کو آزاد کرنے اور ان کے اعزہ کی طرف واپس کرنے کا حکم دیا۔

اور سب مال لے لیا جو زنجیوں نے جمع کیا تھا چھاؤنی میں پہنچ کر ابو عباس نے فوج کو آرام کرنے کا حکم دیا کہ دم لے لیں تو سوق الخمیس کی طرف چلیں نصیر کو بلایا چلنے کے لئے حکم دیا نصیر نے کہا کہ سوق الخمیس کہ نہر تنگ ہے اس لئے آپ ٹھہرئے اور مجھے جانے کی اجازت دیجئے تا کہ اس کا معائنہ کرلوں ابو عباس نے اپنے والد ابو احمد کے آنے سے پہلے اسے چھوڑنے سے انکار کیا کہ وہ اس کا معائنہ کرے وہ معلومات حاصل کرے۔ جس کی اسے وہاں سے ضرورت ہے یہ واقعہ پہلے کا ہے۔

محمد بن شعیب کہتے ہیں کہ ابو عباس نے مجھے بلا کے کہا کہ سوق الخمیس میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں میں نے عرض کی کہ اگر یہ امر ناگزیر ہے تو تعداد زیادہ نہ بڑھائے جن کو اپنے ہمراہ کشتیوں میں سوار کر کے لے جاتا ہو۔ تیرے غلاموں میں دس تیر انداز ہوں اور تین کے ہاتھ میں نیزے ہوں نہر کہ تنگی دیکھتے ہوئے کشتیوں کی کثرت مناسب نہیں۔

ابو عباس اس کے لئے تیار ہو گیا نصیر اس کے سامنے تھا دشت مساور کے دہانے پر پہنچا تو نصیر کی درخواست کے مطابق اسے آگے کر دیا نصیر پندرہ کشتیوں کے ساتھ نہر میں داخل ہوا آزاد کردہ غلاموں کے سرداروں میں سے ایک شخص نے جس کا نام موسیٰ والجوعیہ تھا سامنے چلنے کی اجازت چاہی اس نے اجازت دے دی وہ روانہ ہوا ابو عباس نے بسامی، دہانہ براطق، نہر الرق اور اس نہر کو عبور کرنا چاہا جو رواطا اور عبدی تک جاتی تھی یہ تین نہریں تین جداگانہ راستوں کی لے جاتی ہیں نصیر نے نہر براطق کا راستہ اختیار کیا یہ وہ نہر ہے جو سلیمان بن موسیٰ شعرانی کی بستی تک پہنچتی ہے اس کا نام اس نے المنیعہ رکھا تھا یہ سوق الخمیس میں تھی ابو العباس اسی نہر کے دھانے پر مقیم ہو گیا۔ نصیر غائب ہو گیا اور اس کی خبر ملنا بھی مشکل ہو گئی اس مقام پر زنجیوں کی بہت بڑی تعداد نے ہمیں نہر کے اندر جانے سے روکا ہمارے اور شہر پناہ تک پہنچنے اور اس مقام کے درمیان جہاں ہم پہنچے تھے وہ لوگ حائل ہو گئے شہر پناہ جو شعرانی کی بستی گھیرے ہوئی تھی تقریباً دو فرسخ کے تھی وہ لوگ وہیں ٹھہر کے ہم سے جنگ کرنے لگے ہمارے اور ان کے درمیان صبح سے ظہر تک شدت سے جنگ ہوتی رہی۔ وہ لوگ زمین پر تھے اور ہم لوگ کشتیوں پر تھے نصیر کی خبر ہم سے مخفی تھی۔

زنجی ہمیں یہ بری خبر سنانے لگے کہ ہم نے نصیر کو گرفتار کر لیا ہے اب تم کیا کرو گے اور ہم تمھارا پیچھا کرینگے خواہ تم کہیں جاؤ ابو عباس نے یہ خبر سنی تو غمگین ہو گیا محمد بن شعیب نے اس سے جانے کی اجازت چاہی تا کہ نصیر کی خبر دریافت کرے۔

اجازت ملی تو مع اپنے بیس ملاحوں کہ ایک بڑی کشتی میں روانہ ہو کے نصیر ابو حمزہ کے پاس آیا وہ ایک بند کے قریب تھا جسے ان فاسقوں نے باندھ دیا تھا اسے اس حالت میں پایا کہ اس نے ان کے شہر میں آگ لگادی تھی نہایت شدید جنگ کی تھی اور اسے ان پر فتح حاصل ہوئی تھی زنجی ابو حمزہ کی چند کشتیوں پر قابض ہو گئے تھے اس نے جنگ کر کے سب کچھ چھین لیا۔

محمد بن شعیب ابو عباس کی جانب لوٹا نصیر اور اس کے ہمراہیوں کی خیریت کی خوشخبری دی اور اس کا حال بتایا وہ اس سے مسرور ہوا۔ اس دن نصیر نے زنجیوں کی بہت بڑی جماعت کو قید کر کے واپس کیا اور ابو عباس کی فرودگاہ پر

حاضر ہوا۔

زنجیوں کو ایک اور ہزیمت کا سامنا

جب نصیر لوٹا تو ابو عباس نے کہا کہ میں اس وقت تک یہاں سے ٹلنے والا نہیں جب تک میں آج شب میں ان لوگوں سے قتال نہ کرلوں اس نے ایسا ہی کیا ان کشتیوں میں سے جو ہمراہ تھیں صرف ایک کشتی کو ظاہر کرنے کا حکم دیا بقیہ پوشیدہ رکھیں انھوں نے اس کشتی کو دیکھا اور لالچ کی اس کا پیچھا کیا جو لوگ اس کشتی میں تھے نہایت آہستہ آہستہ چلنے لگے یہاں تک کہ زنجیوں کو وہ کشتی ہاتھ آہی گئی وہ اس میں بیٹھنے والوں سے چمٹ گئے ملاح چلتے چلتے اس مقام تک آگئے جہاں پوشیدہ کشتیاں تھیں ابو عباس ایک بڑی کشتی میں سوار ہو گیا تھا چھوٹی کشتی کو اپنے پیچھے کر لیا تھا وہ اس چھوٹی کشتی کی جانب چلا زنجی چمٹے ہوئے تھے ابو عباس کو یہ کشتی مل گئی زنجی اس کے بیٹھنے والوں کو اس طرح روکے ہوئے تھے کہ تمام اطراف سے کشتی کو گھیرے ہوئے تیر اور اینٹیں پھینک رہے تھے۔

ابو عباس تیر کمان سے آراستہ تھا قمیص کے نیچے زرہ تھی اس روز ہم نے ابو عباس کی قمیص سے پچیس تیر نکالے میں نے اپنے لبادے سے جو میرے جسم پر تھا چالیس تیر اور باقی ملاحوں سے کے لبادوں سے پچیس تیس۔ اللہ نے زنجیوں کی چھ کشتیوں پر ابو عباس کو فتح دی وہ کشتی بھی ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ لوگ بھاگے ابو عباس اور اس کے ساتھی کنارے کی جانب پلٹے ڈھال تلوار لے کر مجاہدین زنجیوں پر نکل پڑے خوف ان کے قلوب میں جاگزین تھا اس لئے اس طرح بھاگے کہ کسی طرف رخ نہ کیا ابو عباس صحیح و سالم اور فتح مند واپس آیا ملاحوں کو خلعت اور انعام دیا اپنی چھاونی العمر میں موفق کے آنے تک ٹھہرا رہا۔

ابواحمد کی جنگ کے لئے روانگی

اسی سال ۱۱ صفر کو ابو احمد بن متوکل نے فرق میں پڑاو کیا وہ مدینۃ السلام سے اس لئے نکلا کہ اس کا ارادہ صاحب زنج سے جنگ کے لئے روانہ ہونے کا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس سے یہ خبر پہنچی کہ صاحب زنج نے اپنے ساتھی علی بن ابان المہلبی کو ایک خط لکھا ہے جس میں اسے مع ان تمام لوگوں کے جو اس کے ہمراہ ہیں سلیمان بن جامع کے علاقے میں جانے کا حکم دیا ہے کہ ابو عباس بن ابی احمد سے جنگ میں دونوں متحد ہو جائیں فرق میں ابو احمد نے چند روز تک قیام کیا یہاں تک ہمرکاب لشکر اس کے ساتھ مل گئے اس سے قبل اس نے چھوٹی بڑی اور بہت بڑی کشتیاں اور عارضی پل تیار کر لئے تھے۔

فرق سے جیسا کہ بیان کیا گیا کہ دو ربیع الاول بروز منگل اپنے آزاد کردہ غلاموں اور سواروں اور پیادوں کے ساتھ کوچ کر کے رومیۃ المدائن پہنچا وہاں سے روانہ ہو کے السیب میں اترا پھر دیر عاقول میں پھر جرجرایا میں پھر قنی میں پھر جیل میں پھر الصلح میں پھر واسط سے ایک فرسخ کے فاصلے پر پہنچا وہاں ایک دن اور ایک رات قیام کیا وہیں اس کے بیٹے ابو عباس نے اس سے ملاقات کی جو تنہا ایک سوار دستے کے ساتھ تھا جس میں اس کے سردار اور لشکر کے بڑے بڑے لوگ تھے ابو احمد نے اس کے ساتھیوں کا حال پوچھا تو اس نے ان کی خیر خواہی کا بیان کیا۔ ابو احمد نے اس کے اور سب کے لئے خلعت کا حکم دیا سب کو خلعت عطا کی گئی ابو عباس نے اپنی چھاونی واپس ہو کر ایک دن قیام کیا۔

دوسرے دن صبح ہوئی تو ابو احمد نے پانی کے راستے کوچ کیا اس کے فرزند ابو عباس نے تمام ہمراہی لشکر کے

ساتھ جنگ کی شکل اور اس وضع میں اس سے ملاقات کی جس میں زنجیوں سے مقابلہ کیا کرتے تھے ابوعباس ہراول بن کر چلنے لگا یہاں تک کہ اپنے لشکر گاہ میں پہنچا جو نہر شیرزاد میں واقع تھی۔ ابواحمد بھی وہیں اتر پڑا وہاں سے ۲۸ ربیع الاول بروز جمعرات کو کوچ کر کے نہر سنداد پر اترا جو قریہ عبداللہ کے بالمقابل ہے اپنے فرزند ابوعباس کو مقدمۃ الجیش بنایا وہ دجیت دواد کے مقابلے میں دجلے کی شرقی جانب اترا لشکر میں تنخواہ تقسیم کر دی گئی اپنے فرزند کو اپنے آگے تمام سامان جنگ لے کر دہانہ دشت مساور کی طرف چلنے کا حکم دیا۔

ابوعباس اپنے منتخب سرداروں اور آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوا جن میں ذیرک ترک پیش پیش تھا نصیر عرف ابو حمزہ چھوٹی بڑی کشتیوں کا افسر تھا اس کے بعد ابواحمد نے مع منتخب سوار اور پیادہ کے کوچ کیا عام لشکر اور بہت سے سوار و پیادہ کو چھاونی چھوڑ گیا ابوعباس نے اس سے اور ان مقتولین کے سروں سمیت جنھیں اس نے شعرانی کے ساتھ قتل کیا تھا ملاقات کی۔

واقعہ یوں ہوا کہ ابواحمد کے آنے سے پہلے اسی دن شعرانی اس کے لشکر آیا ابوعباس نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے اس کے بہت سے فوجیوں کو مار ڈالا اور ایک جماعت کو قید کر دیا ابواحمد کے حکم سے قیدیوں کی گردنیں ماری گئیں۔

المنیعہ کی فتح اور شعرانی کی سرکوبی

دہانہ دشت مساور میں ابواحمد نے دو روز قیام کر کے اسی سال ۲۸ ربیع الآخر میں بروز منگل اپنے ہمراہی لشکر اور اسباب جنگ کے ساتھ کوچ کیا اس کا ارادہ سوق الخمیس کی اس بستی کا تھا جس کا نام صاحب الزنج نے المنیعہ رکھا تھا برمساور میں کشتیوں میں چلا لشکر اس کے بالمقابل برمساور کی شرقی جانب چلنے لگا یہاں تک کہ وہ اس نہر براطق کے سامنے آ گیا جو شعرانی کے شہر تک پہنچتی ہے۔

ابواحمد نے صرف اس وجہ سے سلیمان بن جامع کے خلاف جنگ سے پہلے سلیمان بن موسیٰ شعرانی سے ابتدا کی تھی کہ شعرانی ابواحمد کے پیچھے تھا اندیشہ تھا کہ وہ اگر ابن جامع سے ابتدا کرے گا تو شعرانی پیچھے سے آ کے اسے روک دے گا لشکر کے عبور کرانے اور نہر براطق کے دونوں جانب سے چلنے کا حکم دیا۔ ابوعباس کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے اور اکثر لشکر کو اس کے پیچھے کر دیا سلیمان اور اس کے ساتھی زنجیوں نے سوار و پیادہ لشکر کو جو نہر کے دونوں جانب چل رہے تھے نیز نہر میں چھوٹی بڑی کشتیوں کو چلتے دیکھا ابوعباس اس سے پہلے ہی پہنچ چکا تھا انھوں نے ایک ایسی کمزور جنگ کی کہ بھاگ کر متفرق ہو گئے۔

ابوعباس کے ساتھی شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے جو ملا اسے تلوار پر رکھ لیا زنجی اور ان کے پیرو متفرق ہو گئے ابوعباس کے ساتھی بستی میں داخل ہو گئے بے شمار کو قتل اور بہت سوں کو قید کیا بستی میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا شعرانی اور اس کے بچ جانے والے ساتھی بھاگے ابواحمد کے ساتھیوں نے بطائح تک ان کا تعاقب کیا مخلوق کثیر ڈوب گئی اور باقی لوگوں نے جھاڑیوں میں پناہ لی۔

ابواحمد نے منگل کو غروب آفتاب سے قبل اپنے ساتھیوں کو اپنی چھاونی واپس جانے کا حکم دیا، خود اس طرح واپس ہوا کہ تقریباً پانچ ہزار مسلمان عورتیں چھڑا لیں تھیں جو ان زنجی عورتوں کے علاوہ تھیں جن پر وہ سوق الخمیس میں فتح مند ہوا تھا۔ ابواحمد نے تمام عورتوں کو حفاظت سے واسط لے جانے کا حکم دیا تا کہ اپنے سرپرستوں کو دے دی

جائیں۔

نہر براطق کے اردگرد شب گزاری گئی صبح کے وقت دوسرے دن ابواحمد اس بستی میں گیا زنجیوں کے سامان پر قبضہ کرنے اور جو کچھ اس میں تھا سب لینے کی اجازت دی فصیل کے منہدم کرنے خندقوں کو پاٹنے اور جو کشتیاں باقی تھیں ان کے جلانے کا حکم دیا۔ گاؤں کے غلے، گیہوں، جو، چاول جو شعرانی کے قبضے میں تھے سب لے کے لشکر گاہ دشت مساور کیطرف فاتحانہ کوچ کیا۔ غلوں کے فروخت کرنے اور اس کی قیمت آزاد کردہ غلاموں اور لشکر اور اہل لشکر کے عطیات میں صرف کرنے کا حکم دیا، سلیمان شعرانی اور اس کے دونوں بھائی جو جو بچے تھے سب بھاگ گئے۔ الشعرانی سے اس کا لڑکا اور جو مال اس کے قبضے میں تھا چھین لیا وہ مذار چلا گیا صاحب الزنج کو اپنا حال اپنی مصیبت اور اپنا المذر میں پناہ گزین ہونا لکھا۔

صاحب الزنج کا شکستوں پر ردعمل

محمد بن محسن نے بیان کیا کہ محمد بن ہشام عرف ابو واثلۃ کرمانی نے کہا کہ میں اس دغا باز کے سامنے تھا، وہ باتیں کررہا تھا کہ اس کے پاس سلیمان شعرانی کا خط المذر بھاگ جانے کے متعلق آیا اس نے خط کو چاک ہی کیا تھا کہ شکست کی خبر پر نظر پڑی شکم کی طنابیں کھل گئیں اور حاجت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا پھر آیا اور خط لیا اسے دوبارہ پڑھنے لگا پھر جب اس مقام پر پہنچا تو اٹھ کھڑا ہوا چند بار یہی صورت پیش آتی رہی یہ دیکھ کر مجھے عظیم الشان مصیبت کے بارے میں شک نہ رہا مگر اس سے دریافت کرنے کو مناسب نہ سمجھا۔

جب یہ معاملہ طول پکڑ گیا تو میں نے جرات کی کہ کیا یہ سلیمان بن موسیٰ کا خط نہیں ہے کہا ہاں وہ کمر توڑنے والی خبر لایا ہے جو لوگ اس کے مقابلے میں اترے تھے انہوں نے اس پر ایسا سخت حملہ کیا کہ کوئی باقی نہ رہا یہ خط اس نے المذار سے لکھا ہے سوائے اس کی جان کی اور کوئی شے سلامت نہ رہی۔

میں نے اس پر افسوس کیا حالانکہ اس پوشیدہ خوشی کو اللہ ہی جانتا ہے جو میرے قلوب کو حاصل ہوئی وہ بہادری ظاہر کرنے لگا اور سلیمان بن جامع کو خط لکھا جس میں اسے اس طرح کی مصیبت سے ڈرایا تھا جو شعرانی پر نازل ہوئی اسے بیدار رہنے اور اپنے نواح کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔

سلیمان بن جامع سے جنگ کی تیاری

محمد بن حسن کہتے ہیں کہ محمد بن حماد نے کہا کہ موفق نے بر مساور کی چھاؤنی میں قیام کیا تا کہ شعرانی اور سلیمان کے حالات معلوم کرے اور ابن جامع کے ٹھکانے سے واقف ہو کہ کوئی شخص آیا جسے اس کام کے لئے روانہ کیا تھا اس نے خبر دی کہ سلیمان بن جامع حوانیت میں لشکر کے ساتھ مقیم ہے اسی وقت اس نے سوار لشکر کو عرض کسکر عبور کرانے کا حکم دیا جو وجلے کہ غربی جانب ہے خود خشکی کے راستے سے روانہ ہوا کشتیاں کثیثہ کی جانب اتار دی گئیں عام لشکر کو آدمیوں، مویشیوں کی کثیر تعداد کو دہانہ دشت مساور میں چھوڑ گیا۔ بغراج کو اسی مقام پر ٹھہرنے کا حکم دیا ابواحمد صبیہ آیا اور ابوعباس کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ تیزی کے ساتھ الحونیت جانے کا حکم دیا کہ سلیمان بن جامع کی صحیح حالت بیان کرے اور اگر اسے دھوکے میں پائے تو اس پر حملہ کرے۔

ابوعباس اسی دن کی رات کو حوانیت روانہ ہو گیا مگر اس نے وہاں سلیمان کو نہ پایا زنجی سرداروں میں شبل اور ابو

الندا، طاقت وشجاعت میں مشہور تھے جو اس فاسق کے قدیم ساتھیوں میں سے تھے جنھیں اس نے ابتدائے بغاوت کے زمانے میں ساتھ لیا تھا سلیمان بن جامع ان دونوں سرداروں کو اپنے مقام پر ان کثیر غلوں کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا جو وہاں تھے ابو عباس نے ان دونوں سے جنگ کی اور چھوٹی کشتی کو نہر کے ایک تنگ مقام میں داخل کر دیا ان کے آدمیوں میں سے کثیر تعداد کو مقتول اور تیروں سے زخمی کر دیا یہ لوگ سلیمان بن جامع کے نہایت چیدہ چیدہ بہادروں میں سے تھے جن پر اسے اعتماد تھا ان کے درمیان برابر جنگ ہوتی رہی یہاں تک کہ رات حائل ہوگئی محمد بن حسن نے کہا کہ محمد بن حماد کے قول کے مطابق کونج کے شکار والا واقعہ اس دن ہوا جس کو محمد بن شعیب نے الصیبہ والے دن بیان کیا ہے۔

ابن کامع کی پناہ گاہ

محمد بن حسن نے کہا کہ اس قوم میں ایک شخص نے ابو عباس سے پناہ مانگی ابو عباس نے وہ مقام دریافت کیا جہاں سلیمان بن جامع تھا اس نے بتایا کہ وہ طہیشا میں مقیم ہے ابو عباس نے واپس جا کر اپنے والد سے سلیمان کی اس بستی میں مقیم ہونے کی صحیح خبر بیان کی جس کا نام اس نے المنصورہ رکھا تھا اور اس مقام میں تھا جو طہیشا کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں اس کے ہمراہ سوائے شبل اور ابو الندا کے اس کے تمام ساتھی ہیں جبکہ وہ دونوں حوانیت میں اپنے مقام پر ہیں کیونکہ انھیں اس کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔

ابو احمد کی روانگی

ابو احمد کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے دشت دواد کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا کیونکہ طہیشا کا راستہ وہیں سے تھا ابو عباس چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ آگے آیا اور لوگوں کو جنھیں دشت مساور چھوڑا تھا یہ حکم دیا کہ سب کے سب دشت دواد روانہ ہو جائیں ابو احمد نے جس دن ابو عباس کو حکم دیا خود بھی اس دن صبح سویرے کوچ کیا دو دن کے سفر کے بعد ۱۸ ربیع الآخر یوم جمعہ ۲۶۷ھ کو وہاں پہنچا، وہاں ٹھہر کے ان اشیاء کی اصلاح کرتا رہا جو قابل اصلاح تھیں عطیات تقسیم کرنے اور پلوں کی کشتیاں درست کرنے کا حکم دیا تاکہ انھیں اپنے ساتھ اتارے کثیر تعداد میں مزدور جمع کئے بیشتر آلات فراہم کئے جن سے نہریں بند کی جاتی ہیں اور لشکر کے لئے راستے درست کئے جاتے ہیں۔

دشت دواد میں بغراج ترک کو چھوڑ دیا گیا جب اس نے دشت دواد کا ارادہ کیا تھا تو اپنے ایک غلام کو جس کا نام جعلان تھا بلا بھیجا جو بغراج کے ساتھ اس کے لشکر میں چھوڑ دیا گیا تھا اسے خیمے اکھاڑنے ان گھوڑوں اور ہتھیاروں کے ساتھ جو اس کے پاس چھوڑ دیئے گئے تھے دشت دواد لے جانے کا حکم ملا جعلان نے یہ کام عشاء کے آخر تک پورا کر لیا لوگ بے خبر اور غافل تھے کہ اس نے لشکر میں منادی کرادی انھوں نے یہ سمجھا کہ یہ منادی شکست ہو جانے کی وجہ سے ہے سب کے سب باہر نکل پڑے لوگوں نے اپنے اپنے سامانوں کو اس گمان کی وجہ سے چھوڑ دیا کہ دشمن ان کے قریب آ گیا ہے کسی نے کسی کو پلٹ کر بھی نہ دیکھا سب نے دشت دواد کی جانب جانے کا ارادہ کیا بیچ رات میں روانہ ہوئے بعد میں حقیقت وحال ظاہر ہوئی تو سکون واطمنان ہوا۔

کیغلغ کی ابن ابی دلف کے خلاف فتح اور پھر شکست

اسی سال صفر میں علاقہ قرماسین میں کیغلغ ترک کے ساتھیوں اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے ساتھیو ں میں جنگ ہوئی کیغلغ نے انھیں شکست دی اور وہ ہمدان کی جانب چلا گیا۔

پھر صفر میں احمد بن عبدالعزیز اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے پاس آیا جنگ کی کیغلغ بھاگا اور صمیرہ میں پناہ لی۔

فتح طہیشا اور جبائی کا قتل

اسی سال ۲۷ ربیع الآخر کو ابواحمد اور اس کے ساتھی طہیشا میں داخل ہوئے سلیمان بن جامع کو وہاں سے نکال دیا جبکہ احمد بن مہدی جبائی قتل کیا گیا۔

محمد بن حسن سے محمد بن حماد نے بیان کیا کہ ابواحمد نے اپنے ساتھیوں کو دشت دواد میں تنخواہ تقسیم کر کے سامان جنگ کی اصلاح کی جنھیں معرکہ میں بھیجنا تھا ان کے ساز و سامان کی تکمیل کر کے طہیشا کی طرف روانہ ہوا یہ واقعہ ۲۰ ربیع الآخر ۲۶۷ھ کو پیش آیا اس کی روانگی اپنے سواروں کے ہمراہ خشکی کے راستے سے تھی کشتیاں پیادہ لشکر واسلحہ وآلات اتار دی گئیں عارضی پل اور چھوٹی بڑی کشتیاں بھی اتار دی گئیں جو نہر مہروز میں جو کہ قریہ الجوزیہ کے سامنے لائی گئیں ابواحمد وہاں ٹھہر گیا نہر مہروز پر پل باندھنے کا حکم دیا ایک دن رات اس نے قیام کیا صبح ہوئی تو اپنے سامنے سواروں میں اور اسباب کو پل عبور کرایا بعد میں خود عبور کیا سب کو طہیشا جانے کا حکم دیا لوگ اس، مقام تک گئے جسے ابواحمد نے اپنی فرودگاہ کے لئے پسند کیا تھا یہ مقام سلیمان بن جامع کی بستی سے دو میل کے فاصلے پر تھا ۲۲ ربیع الآخر کو صاحب الزنج کے بالمقابل وہیں قیام کیا آسمان سے اچھی بارش ہوئی سردی تیز ہوگئی بارش اور سردی کی وجہ سے جنگ سے باز رہنا پڑا۔

ابوعباس کا حملہ

جمعے کی رات ہوئی تو ابواحمد اپنے چند سرداروں اور آزاد غلاموں کے ساتھ سواروں کے گزرنے کے قابل مقام کی تلاش میں سوار ہوا سلیمان بن جامع کی شہر پناہ کے قریب تک پہنچا تھا کہ ایک بڑی جماعت نے اس سے مقابلہ کیا مختلف مقامات سے پوشیدہ لشکر نکل پڑے جنگ چھڑ گئی اور شدت سے ہونے لگی۔ سواروں کی ایک فوج نے گھوڑوں سے اتر کر مزاحمت کی اور پھر تنگ راستوں سے نکل گئے۔

ابواحمد کا ایک غلام جس کا نام وصیف علمدار تھا اور زیرک کے چند سردار گرفتار کر لئے تھے۔

ابوعباس کا نشانہ

ابوعباس نے احمد بن جبائی کے نتھنے میں ایسا تیر مارا کہ وہ اسے چیرتا ہوا دماغ میں گھس گیا وہ چت گر پڑا اور اسے دغاباز کے لشکر پہنچا دیا گیا اس نے اپنا ہاتھ دے مارا اس کی وجہ سے بڑی مصیبت نازل ہوئی کیونکہ جبائی صاحب الزنج کے خاص بھروسے کے لوگوں میں شامل تھا اور بڑی تیز بصیرت رکھتا تھا چند روز تک تو جبائی کا علاج ہوتا رہا مگر آخر موت نے اپنا جبہ اوڑھا دیا زنج لشکر کا غم بہت بڑھ گیا اس کے غسل، کفن، نماز جنازہ، اور قبر پر کھڑے ہونے کا انتظام کیا، یہاں تک کہ وہ دفن کر دیا گیا خبیث نے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کے نصیحت کی جبائی کی موت کا تذکرہ

کیا اس کی وفات رعد و برق والی رات میں ہوئی تھی۔

جبائی کے متعلق ملائکہ کی دعا سننا

اس نے کہا کہ (جیسا کہ بیان کیا گیا کہ) مجھے اس کی روح کے قبض ہونے کا وقت موت کی خبر پہنچنے سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کیونکہ میں نے اس کے حق میں رحم کی دعا کرتے ہوئے، ملائکہ کی آواز سنی۔

محمد بن حسن نے کہا کہ ابو واثلہ میری طرف متوجہ ہوا وہ بھی ان لوگوں میں سے تھا جو اس وقت موجود تھے جو کچھ اس نے سنا تھا کمال، استعجاب کے ساتھ مجھے سناتا تھا اور میرا تعجب بڑھاتا تھا محمد بن سمعان نے بھی آ کے مجھے محمد بن ہشام کی سی خبر دی، دغاباز جبائی کے دفن سے اس طرح واپس آیا کہ اس پر کوہ غم ٹوٹا ہوا تھا۔

ابو عباس کی پیش قدمی

فتح منصورہ محمد بن حسن سے محمد بن حماد نے بیان کیا کہ ابو احمد اس جنگ سے واپس ہوا جو ۲۶ ربیع الآخر جمعہ کی رات ہوئی تھی، اس کی خبر اس کے لشکر کو بھی پہنچ گئی۔

اکثر لشکر اس کے پاس آیا انھوں نے اسے واپس جاتا ہوا پایا تو اس نے انھیں اپنی چھاونی کی طرف واپس روانہ کیا، یہ مغرب کے وقت کا واقعہ ہے جب اہل لشکر جمع ہوئے تو انھیں رات میں ہوشیار رہنے اور جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔

۲۸ ربیع الآخر ہفتہ کے دن صبح ہوئی تو ابو احمد نے اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے انھیں اس طرح چھوٹے چھوٹے دستوں میں تقسیم کیا کہ پیادہ و سوار ایک دوسرے کے پیچھے رہیں چھوٹی بڑی کشتیوں کو حکم دیا انھیں اس کے ہمراہ اس نہر میں روانہ کیا جائے جو نہر المنذر کے نام سے مشہور ہے اور شہر طہیثا کے بیچ سے گزرتی ہے خود زنجیوں کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ اس بستی کی فصیل تک پہنچ گیا اپنے غلاموں کے سرداروں کو ان مقامات پر ترتیب سے کھڑا کیا جہاں سے زنجیوں کے حملہ آور ہونے کا اندیشہ تھا پیادہ لشکر کو سواروں کے آگے کیا اور ان مقامات پر مقرر کیا جہاں سے پوشیدہ لشکر نکلنے کا اندیشہ تھا پھر اتر کے چار رکعت نماز ادا کی اور خوب گڑگڑا کر اللہ عزوجل سے اپنی اور مسلمانوں کی نصرت کی دعا کی، ہتھیار منگائے انھیں زیب بدن کیا اور اپنے فرزند ابو عباس کو شہر پناہ کی جانب بڑھنے اور غلاموں کو جنگ پر برانگیختہ کرنے کا حکم دیا اس نے ایسا ہی کیا۔

واقعات جنگ

سلیمان بن جامع نے اپنی بستی کی شہر پناہ کے آگے جس کا نام اس نے منصورہ رکھا تھا ایک خندق تیار کر رکھی تھی جب غلام وہاں پہنچے تو اسے عبور کرنے سے ڈرے اور ان کے سرداروں نے انھیں برانگیختہ کیا اور ان کے ہمراہ خود بھی پیادہ ہو گئے وہ بھی جرات کر کے گھس گئے اور اسے عبور کر لیا یہ لوگ زنجیوں کے پاس ایسی حالت میں پہنچے کہ وہ اپنے شہر پناہ سے دیکھ رہے تھے آتش حرب مشتعل ہو گئی تھی ہتھیار کام آئے سواروں کے ایک گروہ نے گھس کر خندق عبور کر لیا زنجیوں نے دیکھا تو پشت پھیر کے بھاگے اور ابو احمد کے ساتھیوں نے ان کا تعاقب کیا اور ہر طرف سے بستی

میں داخل ہو گئے حالانکہ زنجیوں نے اس بستی کو پانچ خندقوں سے محفوظ کیا تھا ہر خندق کے آگے ایک دیوار بنائی تھی جس پر سے مدافعت کرتے تھے وہ ہر دیوار وخندق کے پاس ٹھہرنے لگے ابواحمد کے ساتھی انھیں ہر مقام سے بھگانے لگے جہاں وہ ٹھہرتے تھے۔

ان کے بھاگنے کے بعد چھوٹی بڑی کشتیاں نہر سے داخل ہو گئی جو ان کی بستی کے درمیان سے گزرتی ہے جس چھوٹی بڑی کشتی پر گزرتی تھی اسے غرق کر دیتی تھیں جو لوگ نہر کے دونوں کناروں پر تھے ان کا تعاقب کر کے قتل اور قید کر رہے تھے یہاں تک کہ وہ اس بستی اور مضافات سے جو کے ایک فرسخ کے اندازے میں ہے بالکل دفع ہو گئے ابو احمد نے سب پر قبضہ کر لیا۔

ابواحمد طہیثا میں

سلیمان اپنے چند ساتھیوں سمیت بچ گیا ہنگامہ قتل وقید گرم رہا ابواحمد نے واسط اور اس کے مضافات اور نواح کوفہ کے تقریباً دس ہزار عورتوں اور بچوں کو چھین لیا ان کی حفاظت اور مصارف کی کفالت کا حکم دے کر سب کو واسط بھیج کے ان کے سرپرستوں کے حوالے کر دیا گیا ابواحمد اور اس کے ساتھیوں نے بستی کے تمام ذخائر، مال، غلہ ، اور چوپایوں پر قبضہ کر لیا جن کی مقدار اور تعداد بہت زیادہ تھی ابواحمد نے غلہ وغیرہ جو اسے ملا اس کے بیچنے قیمت کو بیت المال بھیجنے اور آزاد غلاموں اور عام لشکر کی تنخواہوں میں صرف کرنے کا حکم دیا وہ لوگ اس میں سے جس کو اٹھا سکے اٹھالے گئے سلیمان کی عورتوں اور بچوں میں سے بھی چند گرفتار کئے گئے وصیف عملدار کو اور جو لوگ جمعے کی شب وصیف کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے قید سے نکالا گیا اس جنگ نے زنجیوں کو ان کے فوری قتل سے باز رکھا تھا۔

باقی بچ جانے والوں کی ایک بہت بڑی جماعت نے جھاڑیوں میں پناہ لی جو اس بستی کو گھیرے ہوئی تھیں ابواحمد کے حکم سے نہر المنذر پر پل باندھا گیا لوگوں نے اس کے مغربی جانب عبور کیا ابواحمد نے طہیثا میں سترہ دن قیام کیا بستی کی شہر پناہ منہدم اور خندقیں پاٹ دی گئیں جھاڑیوں میں جو دشمن پناہ گزین تھے ان کی تلاش ہونے لگی ہر اس شخص کے لئے جو ان میں سے کسی ایک آدمی کو لائے انعام مقرر کیا گیا لوگ ان کی تلاش میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگے جب ان میں سے ایک بھی اس کے پاس لایا جاتا تھا تو اسے معاف کر دیتا تھا خلعت دیتا تھا اور اسے اپنے غلاموں کے سرداروں کے سپرد کر دیتا تھا یہ ان لوگوں کو برگشتہ کرنے اور دشمن کی اطاعت سے باز رکھنے کی تدبیر تھی۔

زیرک کو طہیثا میں ٹھیرنے کا حکم

ابواحمد نے نصیر کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ سلیمان بن جامع اور جو زنجی اس کے ہمراہ بھاگے تھے ان کی تلاش کے لئے تعینات کیا اور اسے پوری کوشش کے ساتھ ان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ بطائح سے گزر کے دجلہ کی اس شاخ میں داخل ہو جائے جو عوراء کے نام سے مشہور ہے اس پر فاسق نے بند ھ باندھے تھے تاکہ ان چھوٹی کشتیوں کو دجلے سے منقطع کر دے جو دجلے اور نہر ابی خصیب کے درمیان ہوں ابواحمد نے یہ بندھ کھلوا دئے زیرک کو طہیثا میں قیام کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ باشندے واپس آ جائیں جنھیں فاسق نے وہاں سے نکال

دیا تھا اسے ان زنجیوں کی تلاش کا حکم دیا جو جھاڑیوں میں رہ گئے تھے۔

اسی سال ربیع الآخر میں ام حبیب دختر ہارون الرشید کا انتقال ہوا جب ابواحمد نے ضبط واستحکام کے جو کام کرنے تھے کر لئے تو اس نے دشت دواد کی چھاونی کے جانب کوچ کیا تا کہ وہاں سے اہواز جائیں اور اس کے معاملات درست کریں اس طرف مہلبی کے حملے کا اندیشہ تھا جو اس نے وہاں کئے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ دیہات پر غالب آجائے۔ اسی بنا پر کوچ سے پہلے ابوعباس کو روانہ کر دیا تھا۔

زنجیوں کا تعاقب

چھاونی میں پہنچ کر چند روز قیام کیا اور ان اشیاء کی تیاری کا حکم دیا جن کی خشکی کے راستے ضرورت تھی کچھ لوگوں کو آگے روانہ کر دیا جو راستوں اور منزلوں کی مرمت واصلاح کریں اور ان لشکروں کے لئے رصد مہیا کریں جو اس کے ساتھ تھے روانگی سے قبل زیرک اس کے پاس طہیثا سے یہ خبر لے کر واپس آ گیا کہ ان علاقوں میں جہاں زنجی تھے باشندے پلٹ آئے ہیں اور اس نے انہیں امن کی حالت میں چھوڑا ہے ابواحمد نے اسے تیار ہونے اپنے منتخب اور بہادر ساتھیوں کے ہمراہ چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ ٹھہرنے کا حکم دیا کہ ان سب کو دجلہ العوراء میں لے جائے، وہ اور ابوحمزہ دونوں مل کے ساحلات دجلہ کو چوروں سے پاک کر دیں مفرور زنجیوں کی جستجو میں لگے رہیں فاسق کے ساتھیوں میں سے جو ملے اس کی سرکوبی کریں۔ اور اسی رفتار عمل کے ساتھ اس بستی تک پہنچ جائیں جو نہر ابوالخصیب میں تھی جنگ کا موقع پائیں تو جنگ کریں تمام حالات ابواحمد کو لکھتے رہیں تا کہ وہ انہیں اپنے حکم سے آگاہ کرے جس کے مطابق انہیں عمل کرنا چاہیئے۔

ابواحمد نے جن کو واسط میں جو لشکر چھوڑا تھا اس پر اپنے فرزند ہارون کو نائب مقرر کیا تھا جو لوگ جلد تیار ہو گئے تھے انہیں کے ساتھ روانگی کا عزم کر لیا ہارون کو ہدایت کی کہ حکم کے آتے ہی لشکر کو کشتیوں میں سوار کر کے چھاونی دجلہ کی طرف اتار دے۔

ابواحمد کا اہواز روانہ ہونا

اہواز کی طرف اسی سال ۲ جمادی الآخر یوم جمعہ کو ابواحمد نے اہواز کا رخ کیا منزل بہ منزل واسط سے باز بین میں اترا پھر جوخی میں پھر طیب میں پھر قرقوب میں پھر درستان میں پھر وادی السوس میں وہاں پل باندھا گیا تھا اس نے صبح سے آخر وقت ظہر تک قیام کر کے اپنے تمام لشکر کو پار اتر وادیا تب خود روانہ ہو کے سوس میں آیا مسرور کو جو اہواز میں اس کا عامل تھا اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا وہ دوسرے دن اپنے لشکر اور سرداروں کے ساتھ حاضر ہوا خلعت سے سرفرازی ہوئی سوس میں تین دن قیام رہا۔

قلوص کی موت

فاسق کے ان ساتھیوں میں سے جو طہیثا میں گرفتار ہوئے تھے ایک احمد بن موسیٰ بن سعید عرف قلوص بھی تھا جو اس کے قدیم ساتھیوں اور گنتی کے لوگوں میں سے ایک تھا جو ایسے زخم لگنے کے بعد گرفتار ہوا تھا جن سے اس کی موت ہو گئی پھر جب ہلاک ہو گیا تو ابواحمد نے اس کا سر کاٹنے اور واسط کے پل پر لٹکانے کا حکم دیا۔

ان لوگوں میں جو اس دن گرفتار ہوئے تھے عبداللہ بن محمد بن ہشام کرمانی بھی تھا خبیث نے اسے اس کے باپ سے چھین کے طہیثا روانہ کر دیا تھا اور وہاں کے محکمے قضاء وصلاۃ کا حاکم بنا دیا تھا۔

زنجیوں کی وہ جماعت بھی قید کی گئی جن کی ہمت وطاقت وشجاعت پر وہ بھروسا کرتے تھے۔

مہلبی کو خط

خبیث کو ان لوگوں کے مصائب کی خبر پہنچی تو اس سے کچھ کرتے دھرتے نہ بنی ہوش وحواس گم ہو گئے شدت پریشان سے مجبور ہو کے مہلبی کو جو اس زمانے میں تقریباً تیس ہزار فوج کے ساتھ اہواز میں مقیم تھا ایک ایسے شخص کے ہمراہ خط لکھ کے روانہ کیا جو اس کی مصاحبت میں تھا یہ خط مہلبی کے پاس ایسی حالت میں پہنچا کہ اہواز کے مضافات میں ابواحمد کے آنے کی خبر آ چکی تھی۔ وہ اس وجہ سے بدحواس تھا جو کچھ اس کے پاس تھا سب چھوڑ دیا۔ محمد بن یحییٰ بن سعید کرمانی کو قائم مقام بنایا کربنائی کا دل بھی خوف سے پریشان ہو گیا تھا وہ بھی سب کچھ چھوڑ کر مہلبی کے پیچھے ہو گیا اس زمانے میں جبی، اہواز اور اس کے نواح واطراف میں قسم قسم کے غلوں، کھجوروں اور چوپایوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع تھا وہ اس سب سے رہ گیا۔

فاسق کا بہبوذ بن عبدالوہاب کو بلانا

فاسق نے بہبوذ بن عبدالوہاب کو اپنے پاس آنے کا لکھا تھا جس کے سپرد اس زمانے میں فندم اور البامیان ، اور فارس اور اہواز کے درمیانی دیہات تھے اسے بھی اپنے پاس بلایا تھا بہبوذ نے جو کچھ غلہ اور کھجور اس کے پاس تھی سب چھوڑ دیا یہ ذخیرہ بہت بڑی مقدار میں تھا سب پر ابواحمد نے ابو نے قبضہ کر لیا اسی سامان کے بدولت ابواحمد قوی ہو گیا اور فاسق بے سروسامان ہوا۔

جب مہلبی اہواز سے جدا ہوا تو اس کے ساتھی ان دیہاتوں میں منتشر ہو گئے جو اہواز اور خبیث کی لشکر کے درمیان میں تھے ان لوگوں نے انھیں لوٹ کے باشندوں کو وہاں سے نکال دیا حالانکہ وہ لوگ ان سے صلح کر کے رہ رہے تھے سوار و پیادہ فوج میں سے جو مہلبی کے ساتھ تھی کثیر تعداد اس کے ساتھ جانے سے رہ گئی تھی انھوں نے اہواز کے اطراف میں قیام کیا ابواحمد سے امان کی درخواست کی وہ سن چکے تھے کہ خبیث کے ساتھیوں کو معافی مل گئی ہے جن پر وہ قابو پانے میں طہیثا میں کامیاب ہوا تھا جبکہ مہلبی مع اپنے پیروؤں کے نہر ابوالخصیب چلا گیا۔

فاسق کی پریشانی کا باعث

وہ بات جو فاسق کو مہلبی اور بہبوذ کو سرعت کے ساتھ اپنے پاس بلانے کی طرف داعی ہوئی اس کا یہ خوف تھا کہ ایسا نہ ہو اسی حالت خوف وشدت ورعب میں ابواحمد آ جائے اس وقت مہلبی اور بہبوذ مع اپنے ہمراہیوں کے اس سے جدا ہوں گے حالانکہ واقعہ اس طرح نہیں ہوا جیسا کہ اس نے اندازہ کیا ابواحمد نے اس وقت تک قیام کیا جب تک تمام اشیاء جنھیں بہبوذ اور مہلبی چھوڑ گئے تھے سب پر قبضہ نہ کر لیا اور تمام بندھ کھول دیے گئے جو خبیث نے دجلے میں بنائے تھے راستے اور سڑکیں درست کی گئیں۔

ابو احمد کی روانگی

ابو احمد نے سوس سے جندیسابور کی جانب کوچ کیا وہاں تین دن قیام کیا لشکر پر دانہ چارہ کی تنگی ہو رہی تھی تلاش کرنے اور اس کے لانے کے لئے مہم روانہ کی گئی جندیسابور سے تستر کی جانب کوچ کر کے حکم دیا کہ اہواز سے سامان فراہم کیا جائے ہر گاؤں پر ایک سردار روانہ کیا کہ اس کے ذریعے سامان کی روانگی کا انتظام ہو جائے۔

ابن عبداللہ کیلئے درگزر

احمد بن ابی اصبغ کو محمد بن عبیداللہ کردی کے پاس روانہ کیا جو اس بات سے خائف تھا کہ ابو احمد کے اہواز آنے سے قبل فاسق کا ساتھی اس کے پاس آ جائے گا ابو احمد نے احمد کو محمد سے مانوس، لغزش کی پردہ پوشی اور اس کی معافی کے اعلان کرنے کا حکم دیا کہ سامان کے اٹھانے اور اہواز کے بازار میں لے جانے کی جلدی کرے۔

مسرور بلخی کو جو اہواز میں گورنر تھا ان آزاد کردہ غلاموں اور لشکر کے حاضر کرنے کا حکم دیا جو اس کے ہمراہ تھے تاکہ ان کا معائنہ کرے تنخواہوں کی تقسیم کا حکم دے اور انھیں اپنے ہمراہ جنگ کے لئے لے جائے اس نے ان سب کو حاضر کیا وہ سب لوگ ایک ایک کر کے پیش کئے گئے اور ان میں تنخواہ تقسیم کی گئی۔

زنجیوں کو پل قنطرۃ اربک کی تعمیر کا حکم

یہاں سے عسکر مکرم کی جانب کوچ کیا منزل سے آگے بڑھ گیا اہواز پہنچا تو اس کا خیال تھا کہ اس سے پہلے وہاں رسد پہنچ گئی ہوگی جو اس کے لشکر کو روانہ کی جائے گی اس دن حالت نہایت شدید تھی لوگوں کو سخت پریشانی لاحق تھی تین دن ٹھہر کے رسد کے آنے کا انتظار کرتا رہا مگر نہیں آئی لوگوں کا اور بھی برا حال ہوا یہ معاملہ ایسا تھا کہ جماعت کو منتشر کر دیتا ابو احمد نے اس کی آمد میں تاخیر کے سبب کی تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ لشکر نے اس قدیم عجمی پل کو کاٹ دیا تھا جو اہواز کے بازار اور رام ہرمز کے درمیان تھا یہ پل قنطرۃ اربک کہلاتا تھا اس پل کے کٹ جانے کی وجہ سے تاجر اور غلہ لے جانے والے رک گئے ابو احمد سوار ہو کے وہاں گیا وہ مقام اہواز کے بازار سے دو فرسخ کے فاصلے پر تھا ان زنجیوں کو جمع کیا جو اس کے لشکر میں باقی تھے انھیں پتھر اور بڑی بڑی سلیں پل کی مرمت کے لئے اٹھانے کا حکم دیا خاطر خواہ معاوضہ دینے کے وعدے کئے اس وقت تک روانگی کا قصد نہ کیا جب تک اس دن پل کی مرمت نہ ہو گئی ویسا ہی ہو گیا جیسا پہلے تھا لوگ اس پر چلنے لگے غلوں کے قافلے آ گئے اہل لشکر جی اٹھے حال درست ہو گیا۔

ابو احمد کا دجیل تعمیر کرنا

ابو احمد کی عطاء و بخشش

ابو احمد نے دجیل پر پل باندھنے کے لئے کشتیاں جمع کرنے کا حکم دیا جو اہواز کے دیہات سے اکٹھا کی گئیں پل باندھنا شروع کر دیا گیا اہواز میں چند روز قیام کر کے اپنے ساتھیوں کی حالت درست کی اور جن اسباب کی انھیں ضرورت تھی سب کی اصلاح کر لی گھوڑوں کی حالت بھی درست ہو گئی وہ تکلیف درست ہو گئی جو چارہ نہ ملنے کی وجہ سے پہنچی تھی ان جماعتوں کے خطوط آئے جو مہلبی کے پیچھے رہ گئے تھے اور اہواز کے بازار میں مقیم تھے انھوں نے امان کی

درخواست کی تھی جو قبول کی گئی، اس کے پاس تقریباً ایک ہزار آدمی آئے اس نے سب کے ساتھ احسان کیا اپنے غلاموں کے سرداروں میں شامل کر کے ان کے لئے تنخواہ مقرر کر دی۔

پل کو خیریت کے ساتھ عبور کرنا

ابواحمد کا مامون میں قیام

دجیل پر پل باندھ لیا گیا لشکر کو روانہ کرنے کے بعد خود روانہ ہوا پل کو عبور کر کے دجیل کی غربی جانب قصر مامون میں چھاؤنی قائم کی وہاں تین دن ٹھہرا اس مقام پر رات کے وقت لوگوں پر ایک ہولناک زلزلے کی مصیبت آئی جس کے شر سے اللہ نے محفوظ رکھا اور اس کو دفع کر دیا۔

ابواحمد نے دجیل پر باندھے ہوئے پل کو عبور کرنے سے پہلے اپنے فرزند ابو عباس کو دجلۃ العورا کے اس گاؤں کی جانب روانہ کر دیا تھا جس میں اترنے کا ارادہ تھا وہ گاؤں نہر المبارک کے نام سے مشہور اور فرات وبصرہ میں شامل ہے ہارون کو بھی اس تمام لشکر کے بارے میں جو اس کے ہمراہ چھوڑ دیا گیا تھا نہر المبارک روانہ کرنے کو لکھا تا کہ سب وہاں جمع ہو جائیں۔

قصر مامون سے کوچ کر کے قورج عباس میں قیام کیا یہاں احمد بن ابی الاصبغ مع ان لوازم کے جن پر اس نے محمد بن عبیداللہ سے صلح کی تھی چرند و درندہ جانوروں کے ساتھ محمد نے اس کی نظر کئے تھے حاضر ہوا قورج سے کوچ کر کے جعفریہ میں اترا اس گاؤں میں سوائے ان کنووں کے پانی نہ تھا جن کو چھاؤنی میں کھودنے کا حکم دیا تھا قورج عباس سے عبیداللہ بن محمد بن عمار کے آزاد غلام سعد حبشی کو روانہ کیا تھا جس نے یہ کنویں کھد وائے تھے اس مقام پر ایک دن اور ایک رات قیام کیا رسد کو فراہم پایا لوگوں کو فراغت ہوگئی توشہ باندھ لیا گیا۔

ابواحمد کی ہارون اور ابو عباس سے ملاقات

موضع بشیر کی جانب کوچ کیا تو وہاں ایک بارانی تالاب پایا اس نے ایک دن اور ایک رات قیام کیا اور آخر شب میں نہر المبارک جانے کے قصد سے کوچ کیا وہاں بعد نماز ظہر پہنچا یہ ایک دراز مسافت کا پڑاؤ تھا اپنے دونوں فرزندوں ابو عباس اور ہارون سے راستہ میں ملا دونوں نے سلام کیا اور اسی کے ساتھ چلنے لگے یہاں تک کہ نہر المبارک پہنچ گیا یہ نصف رجب ۲۶۷ھ ہفتہ کا دن ہے۔

زیرک اور نصیر کے کارنامے

خبیث کے اس بھاگے ہوئے لشکر کے بارے میں جس کی تلاش میں ابواحمد نے زیرک کو طہیثا سے روانہ کیا تھا ابواحمد کے واسط سے نکل کر نہر المبارک جانے کے حالات کے درمیان زیرک اور نصیر کے بھی کچھ حالات ہیں یہ حالات محمد بن حسن نے محمد بن حماد سے سنے ہیں کہ زیرک اور نصیر دجلۃ العورا سے ایک ساتھ روانہ ہوئے ابلہ پہنچے خبیث کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے جس نے ان سے امن طلب کیا تھا بتایا کہ خبیث نے بہت سی چھوٹی بڑی کشتیاں جو زنجیوں سے بھری ہوئی ہیں روانہ کی ہیں جن کے سالار کا نام محمد بن ابراہیم اور کنیت ابو عیسیٰ ہے۔

محمد بن ابراہیم کی اپنے امیر جبائی کی جگہ تقرری کی خواہش کرنا

ایک شخص یسار جو فاسق کی پولیس کا افسر تھا بصرہ ویران کرنے کے دوران محمد بن ابراہیم کو لایا تھا یہ یسار کا کاتب تھا یسار مر گیا اور احمد بن مہدی جبائی کا درجہ خبیث کے ہاں بلند ہو گیا تو اس نے اسے اکثر اعمال کا والی بنا کر محمد بن ابراہیم کو اس کے ماتحت کر دیا جبائی کی ہلاکت تک یہ اس کا کاتب رہا۔

محمد بن ابراہیم نے اس کے مرتبے کی حرص کی کہ خبیث اسے جبائی کی جگہ مقرر کر دے قلم و دوات پھینک کر آلات وحرب سے مسلح ہو کر قتال کے لئے تیار ہو گیا خبیث نے اسے اس لشکر میں روانہ کیا ہے اور دجلہ میں آنے کا حکم دیا ہے ان لشکروں سے مزاحمت کرے جو وہاں آئیں وہ کبھی دجلے میں ہوتا ہے اور کبھی اپنے ساتھ والی جماعت کو نہر یزید لاتا ہے اس کے ہمراہ اس کے لشکر میں شبل بن سالم اور عمر و عرف غلام بوذی اصحشیوں کے بڑے بڑے بہادر ہیں۔

لشکر کے ایک شخص نے زیرک اور نصیر سے امن طلب کر کے دونوں کو اس کی خبر دیدی کہ محمد بن ابراہیم نصیر کو قتل کرنے کے ارادے میں ہے، نصیر اس زمانے میں نہر المراۃ میں پڑاو کیے ہوئے تھا معلوم ہوا کہ وہ لوگ اس ارادے میں ہیں کہ ان نہروں کے راستے جو نہر معقل اور جوئے شیریں پر گزرتی ہیں موضع شرطہ میں آئیں، لشکر کے پیچھے سے نکلیں اور اس کے دونوں جانب ٹوٹ پڑیں۔

نصیر وابوعیسیٰ کی لڑائی

نصیر یہ خبر سن کر تیزی کے ساتھ ابلہ اپنی چھاونی کی طرف لوٹا اور زیرک بحزم جوئے شیریں میں اس کے پیچھے موضع بیشان پہنچ گیا اس کا اندازہ تھا کہ وہ محمد بن ابراہیم اور اس کے ساتھی نصیر کے لشکر میں اس راستہ سے آئیں گے ایسا ہی ہوا جس کا گمان تھا وہ ان سے راستہ میں ہی ملا مقابلے میں صبر و ثبات وجہد وجہاد کے بعد اللہ نے غلبہ عطا فرمایا وہ لوگ بھاگے نہر یزید میں پناہ لی جہاں ان کی کمینگاہ تھی زیرک نے زیرکی سے ان کے ٹھکانے کی ٹوہ لگائی اس کی چھوٹی بڑی کشتیاں اس پر چڑھ دوڑیں ایک بڑی تعداد قتل اور ایک گروہ قید ہوا قید ہونے والوں میں ابوعیسیٰ محمد بن ابراہیم اور عمر و عرف غلام بوذیکا نام بھی شامل تھا جتنی کشتیاں اس کے ساتھ تھیں سب چھین لی گئیں یہ تقریباً تیس کشتیاں تھیں جن کی جانیں بچ رہیں ان میں شبل بھی تھا جو خبیث کے لشکر چلا گیا

زیرک شبق شیریں سے فتحیاب ہو کر نکلا اس کے ہمراہ قیدی اور مقتولین کے سر کے علاوہ ان چھوٹی بڑی کشتیوں کے تھے جن پر اس نے قبضہ کیا تھا۔

زیرک کی زیرکی

دجلۂ عورا سے وسط واپسی کے بعد زیرک نے ابواحمد کو جنگ میں فتح ونصرت کی اطلاع دی زیرک کے زیرکانہ طرز عمل سے خبیث کے پیروکاروں میں جو دجلہ اور اس کے دیہات میں تھے گھبراہٹ پیدا ہوگئی ابوحمزہ سے جو نہر المراۃ میں مقیم تھا تقریباً دو ہزار آدمی امن کے طالب ہوئے اس نے ابواحمد سے مشورہ کیا ابواحمد نے ہدایت کی کہ ان کی درخواست روانہ کرو امان دیدو اور تنخواہ جاری کر دو اپنے ساتھ ملا لو اور انھیں دشمن کے مقابلے میں بھیجو۔

خبیث کی کمر ٹوٹنا

زیرک واسط میں اس وقت تک مقیم رہا۔ابواحمد کا فرمان ہارون کے پاس لشکر کو نہر مبارک لے جانے کے بارے میں آیا جو اس کے ہمراہ چھوڑ دیا گیا تھا زیرک ہارون کے ساتھ روانہ ہوا۔

ابواحمد نے نصیر کو بھی جو نہر المراۃ میں تھا اپنے پاس نہر المبارک آنے کے لئے لکھا وہ اس کے پاس آ گیا ابو عباس نہر مبارک کی جانب روانگی کے وقت چھوٹی بڑی کشتیوں کے ساتھ فاسق کے لشکر کی جانب اتر گیا اس کی بستی جو نہر الخصیب میں تھی پر حملہ کیا یہ جنگ صبح سے آخر وقت ظہر تک رہی سلیمان بن جامع کے ماتحتوں میں سے ایک سردار نے جس کا نام منتاب تھا ایک جماعت کے ساتھ امان کی درخواست کی اس کا سلیمان سے ٹوٹنا تھا کہ خبیث اور اس کے ساتھیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ابو عباس فتح کے ساتھ واپس ہوا اس نے منتاب کو خلعت عطا کی انعامات دیئے اور سواری عطا فرمائی ابو عباس اپنے والد سے ملا منتاب کا حال بتایا،ابواحمد نے بھی منتاب کے لئے خلعت اور انعام وسواری کا حکم دیا زنجی سرداروں میں یہ پہلا شخص تھا جس نے امان کی درخواست کی تھی۔

ابواحمد کا زنجی کے نام خط

ابواحمد نصف رجب ۲۶۷ھ بروز ہفتہ نہر المبارک پر اترا تو اس نے خبیث کے معاملے میں سب سے پہلا کام یہ کیا کہ (جیسا کہ محمد بن حسن بن سہل نے محمد بن حماد بن اسحاق بن حماد بن زید کے واسطے سے بیان کیا ہے) کہ صاحب الزنج کے نام ایک خط بھیجا جس میں اسے خون ریزی، فعل حرام، بربادی آبرو ریزی اور اموال کے حلال کرنے اور نبوت ورسالت کا دعویٰ کرنے سے جس کا اللہ نے اسے اہل نہیں بنایا تھا توبہ کر کے اللہ کی طرف لوٹنے کی دعوت دی تھی،توبہ کے بعد امن کی راہ کشادہ اور امان کا سامان تیار ہے اگر وہاں گناہوں سے علیحدہ ہو گیا جو اللہ کو ناراض کرتے ہیں اور مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو گیا تو یہ اس کے گزشتہ بڑے بڑے جرائم کو مٹا دے گا اور اس کے لئے دنیا میں بڑا حصہ ہوگا۔

خبیث کی سرکشی

ابواحمد نے یہ خط اپنے قاصد کے ذریعے خبیث کے پاس روانہ کر دیا وہاں پہنچ کر جب قاصد نے اس کو پیش کرنا چاہا تو کسی کو اس کی جرات نہ ہوئی ناچار قاصد نے اس خط کو پھینک مارا انھوں نے اسے لے لیا اور خبیث کے پاس لے گئے اس نے پڑھا مگر جو نصیحت اس میں تھی اس نے سوائے نفرت واصرار کے اور کسی بات میں اضافہ نہ کیا خط کا کچھ جواب نہ دیا اپنے غرور پر قائم رہا قاصد ابواحمد کے پاس لوٹ آیا اور حال سنایا

فتح مختارہ

ابواحمد ہفتہ،اتوار،پیر،منگل، بدھ،کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے معائنہ سرداروں،آزاد غلاموں،اور غلاموں کے تقرر،تیر اندازوں کے انتخاب اور چھوٹی بڑی کشتیوں میں ان کی تعیناتی کے کام میں مشغول رہا جمعرات کا دن ہوا تو ابو احمد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جن میں اس کا فرزند ابو عباس بھی شامل تھا خبیث کی اس بستی کی جانب روانہ ہوا جس کا نام اس نے مختارہ رکھا تھا اور جو نہر الخصیب کے علاقے میں واقع تھی اس نے غور کیا تو اسے اس کی حفاظت ومضبوطی کا اس

چہار دیواری اور خندقوں سے اندازہ ہوا جو اسے گھیرے ہوئے تھیں بگڑے ہوئے راستے دیکھے جو بستی تک پہنچاتے تھے سنگ اندازوں پر نظر ڈالی منجنیقیں دیکھیں چہار دیواری پر تمام آلات معائنہ کئے جن کی نظیر اس سے پہلے خلافت کے باغیوں میں اور کہیں دکھائی نہ دی تھی مجاہدین کی کثرت تعداد اور ان کا اجتماع دیکھنے سے معاملہ شدید ہو گیا ابو احمد کو دیکھ کر اس قدر آوازیں بلند ہوئیں جن سے زمین ہل گئی۔

اس وقت ابو احمد نے اپنے فرزند ابو عباس کو شہر پناہ کی جانب بڑھ کے تیر اندازی کا حکم دیا تعمیل حکم میں ابو عباس اتنا بڑھا کہ خبیث کے محل کی خندق والی اندرونی دیوار تک پہنچ گیا فاسقین اس مقام تک آئے جہاں سے چھوٹی کشتیاں قریب تھیں سب اکٹھا ہو گئے تیروں کی بارش ہونے لگی سنگ بار آلات مسلسل چلنے لگے عوام اپنے ہاتھوں سے پتھر پھینکنے لگے یہاں تک کہ کسی دیکھنے والے کی نظر کشتی کے کسی حصے پر نہیں پڑ سکتی تھی بغیر اس کے وہاں پر تیر یا پتھر دیکھے ابو عباس ثابت قدم رہا دغا باز اور اس کے گروہ نے وہ صبر وہ سعی وہ کوشش دیکھی کہ ایسا لڑنے والے سے دیکھنے کا موقع نہ ملا تھا۔

ابو احمد کی عطاء

ابو احمد نے ابو عباس اور اس کے ہمراہیوں کو اپنے اپنے ٹھکانے پر واپس آنے کا حکم دیا تا کہ کچھ آرام کر کے اپنے زخموں کا علاج کریں اسی حالت میں کشتیوں کے جنگجوؤں میں سے دو لڑنے والوں نے امن کی درخواست کی وہ اس کے پاس اپنی کشتیاں اور جو اس میں اسباب و آلات تھے لے آئے۔

اس نیکی کے بدلے ابو احمد نے دونوں کو دیبا کی خلعت اور آراستہ دستاریں دیں انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا ملاحوں کو سرخ ریشم کی خلعت اور سفید کپڑے دئے سب کو عام طور پر انعامات دئے اور ان کو اس مقام سے قریب کرنے کا حکم دیا جہاں سے ان کے ساتھی انھیں دیکھیں فاسق نے جو دام فریب بچھا رکھا تھا سب کو سب سے زیادہ یہی تدبیر اس فریب کو پارہ پارہ کرنے والی ثابت ہوئی ،اس اکرام اور عفو عام کے نظارے سے سب میں طلب و امان و اطاعت کے ولولے جاگ اٹھے ایک پر ایک رشک کھاتا حسد کرتا۔اس دن ابو احمد کے پاس بڑی کشتی والوں کی ایک فوج آ گئی اس نے ان کے لئے بھی اسی انعام و اکرام کا حکم دیا جو ان کے ساتھیوں کیلئے دیا تھا۔

زنجی کا ملاحوں کو الخصیب نہر جانے کا حکم

جب خبیث نے کشتی والوں کا حصول امان کی جانب میلان اور اسے غنیمت سمجھنے کا رجحان دیکھا تو ان میں سے جو لوگ دجلہ میں تھے تو انھیں نہر الخصیب کی جانب پلٹنے کا حکم دیا دہانہ نہر پر ایسے شخص کو مقرر کیا جو انھیں نکلنے سے روکے چھوٹی کشتیاں نکلوائیں ان پر بہبوذ بن عبدالوہاب کو تعینات کیا جو اس کے حامیوں میں سب سے زیادہ با اقتدار اور تیاری اور تعداد لشکر میں بڑھ چڑھ کے تھا بہبوذ نے اس ذمہ داری کو قبول کر لیا یہ واقعہ پانی میں آنے اور اس کے زور پکڑنے کے وقت پیش آیا۔

ابو احمد کی چھوٹی کشتیاں پھیلی ہوئیں تھیں ابو حمزہ ہمراہ ان چھوٹی کشتیوں کے جو اس کے ساتھ تھیں دجلے کی شرقی جانب چلا گیا تھا اور وہیں ٹھہرا ہوا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ لڑائی ختم ہو چکی ہے اور اسے بے فکری ہو گئی ہے جب بہبوذ چھوٹی کشتیوں کے ساتھ نکلا تھا تو ابو احمد نے اپنی کشتیوں کو آگے بڑھانے اور ابو عباس کو ان چھوٹی کشتیوں کے ذریعے

جو اس کے ساتھ تھیں بہبوذ پر حملہ کرنے کا حکم دیا غلاموں اور سرداروں کو بھی اس کے ساتھ حملہ کرنے کا حکم ہوا یہ چھوٹی چھوٹی بارہ کشتیاں تھیں جن میں غلاموں کے سردار ترتیب سے بٹھائے گئے تھے۔ جنگ چھڑ گئی فاسق کی جماعت للچائی کہ ابو عباس کی افواج کی تعداد تھوڑی ہے کشتیاں بھی تھوڑی ہیں ان کو مارنے میں کمی نہ کرو مگر جب حملہ ہوا تو سب واپس بھاگے ابو عباس اور اس کے ساتھی رکاب بہبوذ کی تلاش میں روانہ ہوئے انھوں نے اس حالت میں اسے خبیث کے محل تک بھگایا کہ اسے نیزے کے دو زخم اور تیروں کے بہت سے زخم لگ چکے تھے اس کے اعضاء پتھروں کے ضربات سے کمزور ہو گئے تھے جو کچھ تھا اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چھوڑ گیا تھا قریب الموت تو تھا ہی مجاہدین نے نہر ابوالخصیب میں اس کا بیڑا غرق کرنے کی ٹھان لی جو سردار بہبوذ کے ساتھ تھے اس روز ان میں سے ایک مار ڈالا گیا یہ نہایت بہادر، طاقتور، اور جنگ میں پیش پیش تھا عمیرہ نام تھا ابو عباس کے ساتھی بہبوذ کی کشتی پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے کشتی والے قتل کر دئے گئے ڈبو دئے گئے اور کشتی چھین لی گئی۔

کشتی والے زنجیوں کی ابواحمد سے امان طلبی

ابواحمد کا خط آیا کہ کشتی مشرقی دجلہ لے جائیں اور لشکر کو واپس لے آئیں ابو عباس نے اسی پر عمل کیا جب فاسق نے ابواحمد کے لشکر کو واپس جاتے ہوئے دیکھا تو اس نے ان لوگوں کو جو اپنی کشتیوں میں نہر الخصیب کی جانب بھاگے تھے نکالنے کا حکم دیا تا کہ اس طرح سے عوام میں سکون ہو اور لوگ سمجھیں کہ بغیر شکست کے واپس کیا ہے۔

ابواحمد نے اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ ان کی کشتیاں نکلیں تو ان کے مقابلے میں ثابت قدم رہیں جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو مارے ڈر کے پشت پھیر کے بھاگے ان کی کشتی پیچھے رہ گئی کشتی والوں نے ابواحمد سے امان کی درخواست کی ایک سفید جھنڈے کو جو ساتھ ساتھ تھا جھکا دیا اس کے پاس کشتی میں حاضر ہوئے انھیں امان دی گئی تقرب عطا ہوا خلعت سے سرفرازی ہوئی اس وقت فاسق نے کشتیوں کو نہر کی جانب لوٹا کے باہر سے نکلنے سے روکنے کا حکم دیا اس دن بھی ابواحمد سے اس کی واپسی کے وقت زنجیوں کی کثیر تعداد امان کی طالب ہوئی اس نے یہ مطالبہ قبول کر لیا انھیں چھوٹی بڑی کشتیوں میں سوار کرایا کہ انھیں خلعت دی جائے انعام دیا جائے ان کو مقربان بارگاہ میں شمار کیا جائے جو لوگ ابو عباس کے ماتحت ہیں وہ بھی رہیں۔

ابواحمد کی پیش قدمی

آخر وقت ابواحمد عشاء کے وقت کوچ کر کے اپنے لشکر پہنچا وہاں اس نے ہفتہ و اتوار کو قیام کیا لشکر کو ایسی جگہ منتقل کرنے کا ارادہ کیا جہاں سے معرکہ جنگ نزدیک ہو۔

۲۴ رجب ۲۶۷ھ بروز پیر چھوٹی کشتی میں سوار ہوا ابو عباس اور اس کے آزاد غلام اور غلاموں کے سردار ہمر کاب تھے جن میں زیرک اور نصیر بھی تھے وہ نہر جطی میں آیا جو دجلے کی شرقی جانب نہر الیہودی کے مقابل ہے وہاں ٹھہر کے اپنے مقصد کا اندازہ کیا اور واپس آ گیا ابو عباس، زیرک اور نصیر کو وہیں چھوڑ دیا خود اپنی چھاؤنی واپس آیا حسب الحکم منادی کر دی گئی کہ نہر جطی میں جو جگہ منتخب ہو چکی ہے وہیں سے کوچ ہو گا راستوں کو درست کرنے اور نہروں پر پل باندھنے کے بعد چوپایوں کو لے جانے کا حکم دیا گیا ۲۵ رجب بروز پیر صبح کو تمام لشکر کے ہمراہ روانہ ہو کے یہاں

تک کہ نہر حبطی میں اترا ۱۴ شعبان ۲۶۷ھ ہفتہ کے دن تک قیام کیا اس زمانے میں کسی قسم کی کوئی جنگ نہیں کی اس دن سوار و پیادہ لشکر کے ہمراہ اس طرح روانہ ہوا کہ تمام سوار فوج ہمرکاب تھی پیادہ لشکر اور رضا کار مجاہدین کو چھوٹی بڑی کشتیوں میں اس طرح بٹھا دیا گیا کہ ان میں سے ہر شخص زرہ سے مسلح تھا تو احمد روانہ ہوا فرات آیا اور لشکر کے مقابل ہو گیا۔

ابواحمد اور فاسق کی فوج کا موازنہ

اس زمانے میں ابواحمد کے ساتھی اور پیرو کار تقریباً پچاس ہزار تھے یا کچھ زیادہ ہو نگے جب کہ فاسق کے ساتھ تین لاکھ انسان تھے جو سب کے سب لڑتے اور مزاحمت کرتے تھے کتنے ہی تیغ آزما، نیزہ زن، تیرانداز سنگ بار اور منجنیق سے پتھر پھینکنے والے بھی ہمرکاب تھے جن کا حال سب سے زیادہ کمزور تھا وہ اپنے ہاتھ سے پتھر پھینکتے تھے وہی لوگ تماشائی تھے جو مجمع کو بڑھاتے اور چیخ و پکار سے شور مچاتے عورتیں بھی تمام امور میں ان کی شریک تھیں۔

صلائے امن عام ہے، خبیث کے سواسب کیلئے

ابواحمد نے اس روز فاسق کے لشکر کے مقابل قیام کیا یہاں تک کہ دن چڑھ آیا اس کے حکم سے منادی کردی گئی کہ سوائے خبیث کے تمام لوگوں کے لئے امان کا دروازہ کھلا ہوا ہے، خواہ زنجی ہوں یا نہ ہوں تیروں میں پرچیاں باندھ دی گئیں جن میں امان اور لوگوں سے احسان کا وعدہ تھا ان تیروں کو خبیث کے لشکر میں پھینک دیا گیا گمراہوں کے دل اس کی جانب خوف و طمع کی بنا پر مائل ہو گئے اس روز بہت بڑی تعداد جنھیں کشتیاں لا رہی تھیں ان کے پاس آ گئیں اس نے انھیں انعام دیا اور نیکی کی پھر اپنی چھاونی کی طرف واپس ہوا جو نہر حبطی میں تھی اس دن بھی کوئی جنگ نہ ہوئی آزاد کردہ غلاموں میں سے دو سردار حاضر ہوئے ایک بکتمر اور دوسرا اغر جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھے ان دونوں کی آمد ابواحمد کے ساتھیوں کی قوت میں اضافے کا باعث ہوئی۔

زنجی کا گھیراؤ

ابواحمد نے نہر حبطی سے اس چھاونی کی جانب کوچ کیا جس کی مرمت اور اس کی نہروں پر پل باندھنے اور اس نہر کے کاٹنے کا حکم دیا تھا تا کہ اسے فرات سے بصرہ تک فاسق کی بستی کے مقابل وسعت دے چھاونی میں اس کا قیام نصف شعبان ۲۶۷ھ بروز اتوار ہوا یہاں ٹھہر کے اس نے اپنے سرداروں اور ساتھیوں کے مراتب ترتیب دیئے نصیر کو لشکر کے ہراول میں چھوٹی بڑی کشتیوں کا سردار بنایا جس کا آخری حصہ نہر جوئی کور کے مقابل تھا، زیرک ترک کو اس کے ساتھیوں کے ہمراہ ابوعباس کے ہراول کا سردار بنایا نہر ابی الخصیب کے جس کا نام نہر تراک ہے۔ اور نہر مغیرہ کے درمیان جوی کو واقع ہے اپنے دربان یعلی بن جہستار کو اس کے لشکر سمیت زیرک کے تابع کیا۔ ابواحمد اور اس کے دونوں بیٹوں کے خیمے موضع دیر جابیل کے سامنے تھے اپنے آزاد غلام راشد کو اپنے ترکی اور تنگ چشم خزر، رومی، دیلمی، طبری، مغربی، اور زنجی غلاموں کے ساتھ نہر ہطمہ پر اتارا۔ صاعد بن مخلد کو جو آزاد کردہ غلاموں اور غلاموں کے لشکر پر تھا راشد کے لشکر پر سردار بنایا مسرور بلخی کو مع اس کے لشکر کے نہر سنداوان پر اتارا گیا۔ فضل اور محمد فرزندان موسیٰ و بغا کو ان کے لشکروں کے ساتھ نہر ہالہ پر اتارا۔ موسیٰ دالجویہ کو اس کے لشکر کے اور ساتھیوں کے ہمراہ ان دونوں کے تابع کر دیا۔ بغراج ترک کو

اپنے ساقہ پر تعینات کیا جہاں وہ نہر حبطی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ وہیں مقیم ہو گئے۔

ابواحمد کا عزم و صبر

ابواحمد نے خبیث کے حال، اس کے مقام کی حفاظت اور اس کی جماعت کی کثرت کا جو عالم دیکھا تھا اس سے اندازہ کر لیا بجز اس کے چارہ نہیں کہ ثابت قدم رہیں۔ صبر کریں، محاصرہ کیے رکھیں، جو ان میں سے توبہ کرے اس کو امان دیں احسان کریں لیکن جو گمراہی سے باز نہ آئیں ان کو سختی سے پریشان کرنے کی تدبیر کی جائے۔

چھوٹی کشتیاں درکار ہوئیں ایسے آلات و ادوات کی ضرورت پڑی جن سے پانی میں جنگ کی جاتی ہے خشکی اور تری میں غلہ لانے کے لئے قاصد بھیجے، نو آباد شہر کی چھاؤنی میں جس کا نام ''موفقیہ'' رکھا تھا سامان رسد جاری رکھنے کا انتظام کیا۔ اطراف کے حکام کو موفقیہ کے بیت المال میں باج و خراج روانہ کرنے کے لئے لکھا، ایک قاصد کو سراف اور جنابا کثیر تعداد میں چھوٹی کشتیاں بنوانے کو بھیجا کیونکہ ان چھوٹی کشتیوں کو ان مقامات میں ترتیب دینے کی ضرورت تھی جہاں سے دغاباز اور اس کے گروہوں کی رسد قطع کر دی جائے۔ اطراف کے حکام کو احکام بھیجے کہ ایسے کارگذار اشخاص روانہ کریں جو دفتری کام کی صلاحیت رکھتے ہوں اور کام کے خواہشمند بھی ہوں ابواحمد تقریباً ایک ماہ ٹھہر کر انتظار کرتا رہا، غلے اس طرح پے در پے آئے کہ ایک کے پیچھے ایک آ رہا تھا تاجروں نے مختلف قسم کا اسباب تجارت تیار کیا اور اسے شہر موفقیہ لے گئے بازار بنائے گئے تاجروں اور ہر شہر سے اسباب لانے والوں کی کثرت ہو گئی، دریائی کشتیاں بھی آئیں جن کی آمد دس برس سے زیادہ فاسق اور اس کے ساتھیوں کی رہزنی کے باعث بند تھی جامع مسجد بنائی اور اس میں لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ دار الضرب بنائے جن میں دینار و درہم ڈھالے جاتے تھے شہر میں راحت کی تمام چیزیں جمع ہو گئیں۔ ہر قسم کی نفع کی چیزیں لائیں گئیں باشندوں سے کوئی ایسی شے خارج از دسترس نہ تھی جو بڑے بڑے پرانے شہروں میں پائی جاتی ہو مال و متاع لائے گئے لوگوں کی تنخواہیں ٹھیک وقت پر ملنے لگیں جس سے خوشحالی ہو گئی حالت سنبھل گئی حتیٰ کہ تمام لوگ شہر موفقیہ جانے اور اس میں رہنے کی خواہش کرنے لگے۔

زنجیوں کا شب خون

خبیث نے ابواحمد کے شہر موفقیہ میں قیام کے دو دن بعد بہبوذ بن عبدالوہاب کو حملہ کرنے کا حکم دیا، لوگ غافل تھے اس نے بڑی کشتیوں کے ہمراہ ابوحمزہ کے لشکر کے کنارے کی جانب سے عبور کر کے حملہ کر دیا ایک جماعت کو قتل اور ایک کو قید کیا ان جھونپڑوں کو جلا دیا جو اس مقام پر عمارت بنانے سے پہلے قائم تھے۔

ابراہیم ہمدانی اور ابوعباس کی جھڑپ

ابواحمد نے اس واقعہ کے ردعمل میں نصیر کو اپنے ساتھیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا کہ کسی کو اپنے لشکر سے جدا نہ ہونے دیا جائے، اس کے لشکر کو ہر طرف سے ان چھوٹی بڑی کشتیوں سے مباب روزان کے آخر تک اور قندل اور البرسان تک گھیر لیا جائے جن میں پیادہ لشکر ہو فاسق کے ان ساتھیوں پر حملہ کرنے کے لئے جو وہاں ہیں، میان روزان میں فاسق کے سرداروں میں سے ابراہیم بن جعفر ہمدانی بھی چار ہزار زنجیوں اور محمد بن ابان عرف ابوحسن برادر علی بن ابان

القندل کے ہمراہ تھے۔

ابو عباس نے ہمدانی سے ابتدا کی اس پر حملہ کیا دونوں میں متعدد لڑائیاں جاری رہیں جن میں ہمدانہ کے ساتھیوں میں سے کثیر تعداد قتل ہوئی ایک جماعت قید ہوئی جبکہ ہمدانی اپنی کشتی میں بچ گیا جو خاص اپنے لئے مہیا کی تھی وہ اس میں بیٹھ کر مہلبی کے بھائی حسن سے جا ملا ابو عباس کے ساتھیوں نے ان تمام اشیاء پر قبضہ کر لیا جو زنجیوں کے قبضے میں تھیں انھیں اپنے لشکر تک اٹھا لے گئے۔

ابو احمد کا زنجیوں کو پناہ کا اعلان

ابو احمد نے اپنے فرزند ابو عباس کو ان لوگوں کو امان دینے کا حکم دیا تھا جو اس کہ خواہش کریں تا کہ جو اس کے پاس آئے اس کے لئے احسان کا ذمہ دار ہو۔ ایک گروہ اس کے پاس امان کا طالب ہو کر گیا اس نے انھیں امان دی اپنے والد کے پاس لے گیا جس نے ہر شخص کو اس کے واقعی مرتبے کے مطابق خلعت دی، انعام دئے اور حکم دیا کہ ان کو نہر الخصیب کے مقابل کھڑا کیا جائے تا کہ انھیں ان کے ساتھی دیکھیں کچھ عرصے ابو احمد نے دغا باز سے یہ چال کی تھی جو زنجی اس سے رجوع کریں ان کو امان دے کر اس سے توڑ لیا جائے اور جو اپنی زد پر قائم رہیں ان کو محصور رکھیں تنگ کریں، رسد بند کر دیں کہ ہر قسم کے فوائد و منافع ان سے منقطع ہو جائیں۔

زنجیوں کا ایک اور شب خون

علاقہ اہواز و مضافات کے غلے اور گوں ناگوں اشیاء تجارت نہر بیان کی راہ سے لائی جاتی تھیں ایک شب بہبوذ اپنے بہادروں کے ہمراہ روانہ ہوا اسے ایک قافلے کے ہر قسم کے مال و تجارت اور غلے لانے کی خبر ملی تھی کھجور کے باغ میں اس نے لشکر پوشیدہ کر دیا قافلہ آیا تو لشکر نکل آیا وہ لوگ غافل تھے بہتوں کو قتل و قید کیا جو مال چاہا لے لیا ابو احمد نے اس قافلے کی رہنمائی کے لئے ایک شخص کو مع ایک جماعت کے ہمراہ روانہ کیا تھا مگر اس شخص کو جو اس غرض کے لئے بھیجا گیا تھا بہبوذ کے ساتھیوں کی کثرت اور سواروں کی تنگی کی وجہ سے مقابلے کی طاقت نہ رہی۔

ابو عباس کو بحری رستوں کی حفاظت کا حکم

جب یہ خبر ابو احمد کو پہنچی تو اس پر بہت گراں گزری کہ جان کا بھی زیاں ہوا اور تجارت میں بھی خسارہ ہوا عوض دینے کا حکم دیا، جو کچھ جاتا رہا تھا اس کے مساوی انھیں دینے کا وعدہ کیا بیان اور ان دوسری نہروں کے دہانے پر چھوٹی کشتی مقرر کی جن میں سواروں کا چلنا اور بہبوذ کی جانب آنا ممکن تھا اس کے پاس اصلاح کے بعد چند کشتیاں آئیں تو اس نے ان میں آدمیوں کو ترتیب سے بٹھایا سرداری اپنے فرزند ابو عباس کے سپرد کی اور اسے حکم دیا کہ ہر ایسے مقام پر پہرہ مقرر کرے جہاں سے فاسقوں کے پاس رسد آتی ہے، ابو عباس دہانہ بحر میں کشتیوں میں روانہ ہوا تمام راستے سرداروں کے کنٹرول کی حدود میں آگئے اور پہرہ نہایت مضبوط کر لیا۔

متفرقات

اسی سال رمضان میں اسحاق بن کنداج، اسحاق بن ایوب، عیسیٰ بن شیخ، ابو المغرہ، حمدان شاری، اور ان لوگوں کے درمیان جو قبائل ربیعہ و تغلب و بکر و یمن میں سے ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے ایک جنگ ہوئی جس میں ابو

کنداج نے ان لوگوں کو نصیبین تک بھگایا، آمد کے قریب تک ان کا تعاقب کیا۔ مال ومتاع پر قبضہ کر لیا وہ لوگ آمد میں ٹھہرے، باہم کئی لڑائیاں ہوئیں۔

اسی سال رمضان میں صندل زنجی قتل کیا گیا اس کے قتل کا سبب یہ ہوا (جیسا کہ بیان کیا گیا) خبیث کے ساتھیوں نے اسی سال یعنی ۲۶۷ھ میں ۲ رمضان کو نصیر اور زیرک کے لشکر پر حملے کے ارادے سے نہر کو عبور کیا دشمن نے انہیں تاڑ لیا ان کی جانب نکلے اور انہیں نامراد واپس کر دیا صندل پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے۔

صندل زنجی کو ہاتھ باندھ کر قتل کیا جانا

لوگوں کا بیان ہے کہ عادۃً صندل کو یہ درد سر لاحق تھا کہ آزاد شریف مسلمان بیبیوں کے چہروں اور سروں کو کھولا کرتا تھا اور ان کی آزادی کو غلامی میں تبدیل کر دیتا تھا اگر ان عورتوں میں کوئی رکتی تھی تو اس کے چہرے پر مارتا تھا اور اسے کسی زنجی کافر کے حوالے کر دیتا تھا جو اسے بہت کم قیمت میں فروخت کر ڈالتا تھا جب اسے ابواحمد کے پاس لایا گیا تو اس کے دونوں ہاتھ باندھے گئے تیر مارے گئے پھر اس نے حکم دیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔

اسی سال زنجیوں کی بہت بڑی تعداد نے ابواحمد سے امن کی درخواست کی۔

زنجیوں کی اطاعت

جیسا کہ بیان کیا گیا کہ خبیث کے مذکورہ بالا ساتھیوں اور سرداروں اور بہادروں میں سے ایک شخص نے جس کا نام مہذب تھا ابواحمد سے امان کی درخواست کی تھی اسے چھوٹی کشتی میں سوار کر کے ابواحمد کے پاس روانہ کر دیا گیا وہ افطار کے وقت سامنے لایا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ خیر خواہ بن کر امن کی خواہش سے آیا ہے، زنجی اسی وقت شب خون مارنے کو ابواحمد کے لشکر کی جانب نہر عبور کرنے کو تیار ہیں جن لوگوں کو فاسق نے اس غرض سے نامزد کیا ہے وہ بڑے بہادر اور شجاع ہیں ابواحمد نے لوگوں کو روانہ کرنے کا حکم دیا جو ان سے جنگ کریں جب زنجیوں کو یہ معلوم ہوا کہ انہیں تاڑ لیا گیا ہے تو بھاگتے ہوئے پلٹ گئے پھر زنجیوں میں سے بہت سے امان مانگنے والے پے در پے آنے لگے آخر رمضان تک ان سیاہ سفید لوگوں کی تعداد جو ۲۶۷ھ میں ابواحمد کے لشکر میں آئے پانچ ہزار تک پہنچ گئی۔

خجستانی کا نیشاپور پر قبضہ

اسی سال شوال میں خجستانی کے نیشاپور میں داخل ہونے اور عمرو بن اللیث اور اس کے ساتھیوں کے بھاگنے کی خبر آئی اس نے وہاں کے باشندوں کے ساتھ نہایت بدسلوکی کی آل معاذ بن مسلم کی اولاد کے مکانات منہدم کر دیئے ان میں سے جس پر قابو پایا اسے مارا ان کی جائدادوں پر قبضہ کر لیا محمد بن طاہر کا ذکر چھوڑ دیا اور خراسان کی بستیوں میں جن پر غالب آیا ان کے منبروں پر اپنے لئے اور معتمد کے لئے دعا کی ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں کے لئے دعا ترک کر دی۔ ابوعباس کی زنجیوں کے ساتھ بڑی جھڑپ اسی سال شوال میں ابوعباس کی زنجیوں کے ساتھ وہ جنگ ہوئی جس میں ان کی بہت بڑی جماعت مقتول ہوئی۔

زنجی کا پروگرام

اس کا پس منظر یہ ہے کہ فاسق نے اپنے سرداروں کی فوج سے بہادر، طاقتوروں کا انتخاب کرلیا مہلبی کو ان کو عبور کرانے کا حکم دیا کہ ابواحمد کے لشکر پر شب خون مارے تقریباً پانچ ہزار زنجیوں نے دریا کو عبور کیا جن میں اکثر زنجی تھے، ان میں تقریباً دوسو سردار تھے دجلہ کی مشرقی جانب عبور کر کے ارادہ کیا کہ جتنے سردار ہیں وہ نخلستان کی سرحد پر جو بیابان کے متصل ہے چلے جائیں اور ابواحمد کے لشکر کی پشت پر ہو جائیں ایک بڑی جماعت چھوٹی بڑی کشتیوں اور عارضی پلوں سے عبور کر کے ابواحمد کے لشکر کے سامنے آجائے جب ان میں جنگ چھڑ جائے تو خبیث کے وہ سردار جو دریا عبور کر چکے ہوں اس حالت میں ابواحمد کے لشکر پر ٹوٹ پڑیں تاکہ وہ غافل ہو جائیں اور اپنے سامنے والوں سے جنگ میں مشغول ہوں اس نے یہ اندازہ کیا کہ اس طریقے سے جو کچھ اس نے چاہا وہ واقع ہو جائے گا۔

ابواحمد کو زنجی کے شب خون مارنے کی اطلاع

رات بھر لشکر کو فرات میں ٹھہرایا تاکہ صبح کے وقت حملہ کریں ملاحوں میں سے ایک غلام نے ابواحمد سے امان طلب کی اسی کے ساتھ اس سازش کی خبر بھی دی ابواحمد نے ابوعباس، سرداروں اور غلاموں کو اس علاقے پر مامور کیا جہاں خبیث کی فوج جمع تھی غلاموں کے سرداروں میں سے ایک گروپ کو سواروں کے ہمراہ فرات میں اس سرحد پر روانہ کیا جو النھل کے آخر میں ہے تاکہ وہ ان کے نکلنے کی راہ کو قطع کرے، چھوٹی بڑی کشتی والے دریائے دجلہ میں پھیل گئے پیادہ لشکر کو النھل کی جانب پر ٹوٹ پڑنے کا حکم دیا۔

صیاد اپنے ہی دام میں

جب زنجیوں نے دیکھا کہ ان پر مصیبت آگئی ہے جس کا انھیں کبھی گمان بھی نہ تھا تو وہ نجات کی تلاش میں دوبارہ اسی راستے پر پلٹے جس سے آئے تھے ان کا ارادہ جویث بارویہ میں جانے کا تھا ان لوٹنے کی خبر الموفق کو پہنچی تو اس نے ابو عباس اور زیرک کو فوری طور پر کشتیوں میں روانہ ہونے کا حکم دیا تاکہ ان سے پہلے نہر پر پہنچ جائیں اور انھیں اس کے عبور کرنے سے روکیں۔

زنجیوں کا قتلِ عام

اپنے ایک غلام کو جس کا نام ثابت تھا اور وہ بہت سے حبشی غلاموں پر سردار تھا حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کو عارضی پلوں اور کشتیوں کے ذریعے اللہ کے دشمنوں پر حملہ کرنے کے لئے لے جائے خواہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں ثابت نے اپنی جماعت کے ہمراہ ان لوگوں کو جویث بارویہ میں پکڑ لیا وہ ان کی طرف نکلا اور ان سے طویل جنگ کی وہ لوگ اس کے مقابلے میں جم گئے اور انھوں نے اس کی جماعت کا مقابلہ کیا حالانکہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت تقریباً پانچ سو آدمی تھے۔ اس لئے کہ وہ پورے نہ ہونے پائے تھے ان لوگوں نے خود اس کا لالچ کیا اس نے ان پر زبردست حملہ کیا اور ان پر ٹوٹ پڑا اللہ نے اسے ان کے بازو عطا کر دیئے۔ کتنے ہی مقتول۔ اسیر، غریق، اور پانی میں تیرنے کی طاقت بھر غوطہ

لگانے والے تھے جنھیں چھوٹی بڑی کشتیوں نے دجلہ اور نہر میں سے نکال لیا تھا نہایت قلیل تعداد کے علاوہ اس لشکر میں سے کوئی نہیں بچا ابو عباس فتح اور کامرانی کے ساتھ اس طرح واپس ہوا کہ اس کے ہمراہ ثابت بھی تھا سروں کو کشتیوں میں لٹکا دیا گیا تھا۔ قیدیوں کو سولی چڑھا دیا گیا تھا۔ ان کو ان کی بستی کے سامنے پیش کیا تا کہ ان کے گروہ والے ڈریں جب انھوں نے دیکھا تو بہت گھبرائے اور انھیں ہلاکت کا یقین ہو گیا قیدیوں اور سروں کو موفقیہ میں داخل کر دیا گیا۔

زنجیوں کے کٹے ہوئے سروں کا قصہ

ابو احمد کو یہ خبر پہنچی کہ صاحب الزنج نے اپنے ساتھیوں کو دھوکہ دیا ہے اور انھیں یہ وہم دلایا ہے کہ وہ سر جو بلند کئے گئے تھے وہ تصویریں ہیں جو ان کے لئے بنالی گئی ہیں تا کہ وہ ڈریں اور وہ قیدی جو امن مانگنے والوں میں سے تھے بنائے گئے ہیں یہ خبر سن کر موفق نے ابو عباس کو تمام سر جمع کر کے فاسق کے محل کے سامنے لے جانے اور منجنیق کے ذریعے سے جو کشتی میں لگی ہوئی تھی خبیث کے لشکر کی طرف پھینکنے کا حکم دیا جب سر ان کی آبادی میں گرے اور مقتولین کے وارثوں نے اپنے ساتھیوں کے سر پہچان لئے تو علانیہ رونا دھونا شروع ہو گیا اور انھیں فاجر کا جھوٹ اور اس کی دغابازی اچھی طرح معلوم ہو گئی۔

ابن ابی ساج کی فتح

اسی سال شوال میں ابن ابی ساج کے ساتھیوں کی ہیصم العجلی کے ساتھ وہ جنگ ہوئی جس میں انھوں نے اس کے ہراول دستے کو قتل کر دیا اور اس کے لشکر پر غالب آ کے قبضہ کر لیا۔

زیرک کی زنجیوں کے خلاف بڑی کامیابی

بیان کیا جاتا ہے کہ صاحب الزنج نے چھوٹی کشتیاں بنانے کا حکم دیا تھا، کشتیاں بنائی گئیں تو اس نے انھیں ادھر منتقل کر دیا جہاں جنگ ہو رہی تھی اس نے اپنی چھوٹی کشتیوں کو بہبوذ، نصر، رومی، اور احمد بن الزنجی کے درمیان تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ان میں سے ہر ایک پر اس نقصان کا تاوان لازم کر دیا تھا جو ان میں سے کسی کے ہاتھ سے ضائع ہو تقریباً پچاس کشتیاں تھیں جن میں تیر انداز اور نیزہ گزار تعینات کردیے تھے، اپنے سامان اور ہتھیار کے مکمل کرنے میں بڑی کوشش کی تھی انھیں دجلہ میں جا کے مشرقی جانب عبور کرنے اور موفق کے ساتھیوں سے جنگ چھیڑنے کا حکم دیا۔

اس زمانے میں موفق کے پاس کشتیوں کی تعداد بہت کم تھیں کیونکہ اس کے پاس وہ کشتیاں نہیں آئیں تھیں جن کے بنانے کا اس نے حکم دیا تھا جو کشتیاں اس کے پاس تھیں وہ دہانہ بحر اور ان نہروں کے دہانوں میں پھیلی ہوئی تھیں جہاں سے زنجیوں کے پاس رسد آتی تھی فاجر کے حامیوں کی حالت محفوظ ہو گئی انھیں موفق کی کشتیوں میں سے کشتی پر کشتی لے جانے کا موقع مل گیا۔

نصیر عرف ابو حمزہ ان کے ساتھ قتال اور ان کے اوپر حملہ کرنے سے جیسا کہ وہ کیا کرتا تھا کشتیوں کی قلت کی وجہ سے باز رہا حالانکہ موفق کی اکثر کشتیاں موفق کے پاس تھیں اور وہی ان کے معاملات کا نگران تھا اس وجہ سے موفق کے لشکر والے ڈرے اور انھیں یہ خوف ہوا کہ کہیں زنجی ان کے لشکر پر پیش قدمی نہ کریں مگر اتنے میں وہ

کشتیاں آ گئیں جن کے بنانے کا حکم دیا گیا تھا، اس نے دجلہ میں زنجیوں کے ان پر ٹوٹ پڑنے کے خوف سے ابو عباس کو اپنی کشتیوں کے ساتھ جا کے ان کو لینے کا حکم دیا تا کہ لشکر میں صحیح وسالم پہنچا دے۔ ابوعباس انھیں لے آیا وہ نصیر کے لشکر میں پہنچ گئیں زنجیوں نے دیکھا تو للچائے، خبیث نے اپنی کشتیوں کے نکالنے اپنے ساتھیوں کو ان کو روکنے اوران کے لوٹنے میں خوب کوشش کا حکم دیا وہ لوگ اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

وصیف کی بہادری

ابوعباس کا ایک بہادر غلام جس کا نام وصیف اور عرف حجری تھا ان کشتیوں میں سے جو اس کے ہمراہ تھیں تیزی سے بڑھا اوران کشتیوں پر حملہ کر دیا جس سے باغی منتشر ہو گئے اس نے تعاقب کر کے نہر ابوالخصیب تک بھگا دیا دوران تعاقب وصیف اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا دشمن نے اپنی کشتیاں دوبارہ اس کی طرف پھیر دیں وہ ایک تنگ مقام تک پہنچ گیا جس سے کشتیوں کی پتواریں دوسری کشتیوں کی پتواروں میں گھس گئیں وصیف کی کشتی کنارے سے ہٹ گئی اور ساحل سے ٹکرا کے ٹوٹ گئی دوسروں نے اسے گھیر لیا ہر طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا گیا شہر پناہ کی دیوار سے بھی زنجی اس پر اتر آئے اس نے مع اپنے ساتھیوں سمیت اتنی سخت جنگ کی کہ یہ لوگ قتل کر دئے گئے زنجیوں نے ان کی کشتیاں لے لیں اورانھیں نہر ابوالخصیب میں دھکیل دیا۔

ابوعباس کا کشتیوں پر قبضہ

ابوعباس جنابا کی کشتیوں کو مع ان ہتھیاروں اور آدمیوں کے جو ان میں تھے صحیح سالم لے آیا ابواحمد نے ابو عباس کو تمام کشتیوں کی سرداری اوران کے ذریعے سے جنگ کرنے اوران لوگوں کے مقامات رسد کو ہر سمت سے قطع کرنے کا حکم دیا کشتیاں درست کی گئیں اوران میں منتخب تیر انداز اور نیزہ باز ترتیب سے بٹھائے گئے پوری طرح مضبوطی پیدا کر لی گئی ان مقامات میں ان کو مقرر کیا گیا جہاں خبیث کی کشتیاں شورش وہنگامہ کیا کرتی تھیں۔

عادت کے مطابق خبیث کی کشتیاں سامنے آئیں ابوعباس اپنی کشتیاں لے کر مقابلے کو نکلا بقیہ ساتھیوں کو یہ حکم دیا کہ اس کے حملہ کرتے ہی وہ بھی حملہ کر دیں لوگوں نے ایسا ہی کیا ان میں گھس گئے تیر برسانے، نیزہ چلانے اور پتھر مارنے لگے اللہ نے دشمنوں کو ذلیل کر دیا وہ پشت پھیر کر بھاگے ابوعباس نے تعاقب کر کے انھیں نہر الخصیب میں دھکیل دیا ان کی تین کشتیاں ڈوب گئیں اور دو کشتیاں لڑنے والوں اور ملاحوں سمیت جو ان میں تھے لے لیں گئیں جن پر فتح ہوئی ابوعباس نے ان کی گردنے مارنے کا حکم دیا۔

ابن الحارث کا امان طلب کرنا

خبیث نے جب یہ مصیبت دیکھی جو اس کے ساتھیوں پر نازل ہوئی تو اپنے محل کے سامنے کے میدان سے کشتیوں کے نکالنے سے رک گیا سوائے ان واقعات کے جن میں دجلہ موفق کی کشتیوں سے خالی ہوا ان کشتیوں کو ساحل سے آگے بڑھانے کو منع کر دیا ابوعباس کے حملے سے زنجیوں کی گھبراہٹ بہت بڑھ گئی خبیث کے بڑے بڑے ساتھیوں نے امان حاصل کر لی ان میں محمد بن حارث می بھی تھا اس کے سپرد لشکر منکی اوراس فصیل کی حفاظت تھی جو موفق کے لشکر سے متصل تھی ایک جماعت کے ساتھ رات کے وقت نکل آیا الموفق نے اسے بہت سے انعامات دئے

خلعت دیا گھوڑے مع ساز و براق مرحمت فرمائے اور خاطر خواہ عطا جاری کر دی محمد بن حارث نے اپنی بیوی کے لانے کی بھی تدبیر کی تھی جو اس کے چچا کی بیٹی تھی مگر وہ عورت اس سے نہ مل سکی اسے زنجیوں نے پکڑ لیا اور خبیث کے پاس لوٹا لے گئے اس نے ایک مدت تک اسے قید رکھا پھر نکال کر بازار میں فروخت کے لئے صدا لگانے کا حکم دیا چنانچہ وہ فروخت کر دی گئی۔

برزعی کی ذہانت کا قصہ

احمد برزعی بھی امان حاصل کرنے والوں میں تھا کہا گیا ہے کہ وہ خبیث کے ان آدمیوں میں جو مہلبی کے ماتحت تھے سب سے زیادہ بہادر تھا زنجیوں کے سرداروں میں سے مدید اور ابن انکلویہ اور منینہ بھی امان لینے والوں میں سے تھے ان سب کو اس نے خلعت دیئے بہت سے انعامات دیئے گئے اور انھیں گھوڑے کی سواری دی گئی سب کے ساتھ اس نے اچھا برتاؤ کیا خبیث سے رسد کے مقامات ختم ہو گئے راستے بند کر دیئے گئے۔

معرکۂ نہر

خبیث نے شبل اور ابو نداء کو جو اس کے پرانے معتمد اور رفیق تھے اور جن پر وہ بھروسا کرتا تھا، دس ہزار زنجیوں کے ہمراہ نہر الدیر اور نہر المراۃ اور نہر ابی الاسد کے راستے ان نہروں سے بطیحہ کی جانب مسلمانوں کو لوٹنے اور جو غلہ اور اشیاء خورد نوش پائیں اس کے چھین لینے کی غرض سے حملہ کرنے کا حکم دیا تا کہ واسط اور بغداد اور اس کے اطراف سے جو غلہ موفق کے لشکر میں آتا ہے وہ منقطع ہو جائے۔

جب موفق کو ان کی روانگی کی خبر پہنچی تو اس نے زیرک کو جو ابو العباس کے ہراول کا سردار نامزد کیا اسے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کی طرف جانے کا حکم دیا پیادہ لشکر میں سے جن کو اس نے منتخب کیا اس کے ساتھ کر دیا زیرک چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ روانہ ہوا اس نے پیادہ لشکر کو ڈونگیوں اور ہلکی کشتیوں میں سوار کر کے تیزی سے روانہ کیا یہاں تک کہ وہ نہر الدیر پہنچ گیا اسے وہاں ان لوگوں کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی تو وہاں سے شق شیریں چلا گیا۔

پھر نہر عدی میں روانہ ہوا یہاں تک کہ نہر ابن عمر کی طرف نکلا تو اسے زنجیوں کا لشکر اتنی بڑی تعداد کے ساتھ ملا اس کی کثرت نے اسے خوف زدہ کر دیا اس نے ان کے جہاد میں اللہ سے دعائے خیر کی اور ان پر اپنے بصیرت اور استقلال والے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کر دیا اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ بھاگے اسلحہ سے پورا کام لیا بڑا ان پڑا بے شمار غرق کر دیئے اور بہت سوں کو گرفتار کر لیا۔

ان کی کشتیوں میں سے وہ لے لیں جن کا لینا ممکن ہوا اور وہ غرق کر دیں جن کا غرق کرنا ممکن ہوا جو کشتیاں لیں وہ تقریباً چار سو تھیں جو قیدی اور سر ہمراہ تھے وہ لے کے موفق کے لشکر میں آ گیا۔

صاحب زنج کی بستی میں داخلہ

اسی سال ۲۴ ذی الحجہ کو خود موفق اور اس کے لشکر نے فاسق کی بستی کو اس کی جنگ کے لئے عبور کیا۔

سبب عبور

اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ فاسق کے سردار ساتھیوں نے جب یہ دیکھا کہ ان پر مصیبت نازل ہے

کہ جوان میں سے نکلا قتل کر دیا گیا اور جو بستی میں رہا اس کا سخت محاصرہ کیا گیا تو پھر ان میں سے کوئی نہ نکلا اور اس شخص کا حال دیکھا جو ان میں سے امان کے ساتھ نکلا اس کے ساتھ احسان کیا گیا اور اس کے جرم سے درگزر کی گئی تو وہ لوگ امان کی طرف مائل ہوئے اور ہر طرح سے بھاگنے لگے اور ابواحمد کی امان میں جانے لگے۔ جب کبھی اس کی طرف جانے کا راستہ پاتے۔

اس سے اس پر رعب بیٹھ گیا اور اسے ہلاکت کا یقین ہو گیا اس نے ہر اس سمت میں جہاں سے اس کے لشکر کے بھاگنے کا امکان تھا دربان اور محافظ مقرر کر دیئے اور انھیں ان کو روکنے کا حکم دیا اور نہروں کے دہانوں پر ان لوگوں کو مقرر کیا جو کشتیوں کے نکلنے کو روکیں اس نے ہر سڑک اور ہر راستے اور بنائے ہوئے سوراخوں کے بند کرنے میں پوری کوشش کی تا کہ اس کی بستی سے کوئی نہ نکل سکے۔

زنجیوں کی جنگ طلبی

صاحب الزنج کے سرداروں کی ایک جماعت نے موفق کو پیام بھیجا جس میں امان کی درخواست کی تھی کہ وہ جنگ کے لئے لشکر روانہ کرے تا کہ لوگ اس کے پاس آنے کا موقع پائیں موفق نے ابوعباس کو اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ موضع نہر مغربی کی جانب جانے کا حکم دیا اس زمانے میں علی بن ابان اس نہر کو گھیرے ہوئے تھا۔

چنانچہ ابوعباس اپنے منتخب ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا اور اس کے ہمراہ چھوٹی بڑی کشتیاں عارضی پل کے لئے کشتیاں بھی تھیں اس نے نہر المغربی کا ارادہ کیا اور مہلبی اور اس کے ساتھی اس کی ابوعباس کی جنگ کے لئے تیار ہو گئے تو فریقین کے درمیان آتش جنگ بھڑک اٹھی۔ ابوعباس کے ساتھی غالب آئے اور زنجی مغلوب ہوئے۔

ابوعباس اور علی کی جنگ

فاسق نے سلیمان بن جامع سے مع زنجیوں کی ایک جماعت کثیر المہلبی کی امداد کی اور اس روز صبح سے آخر وقت عصر تک برابر جنگ ہوتی رہی اور اس دن فتح ابوعباس اور اس کے ساتھیوں کی ہوئی اور خبیث کے سرداروں کی وہ جماعت جنھوں نے امان طلب کی تھی اس کے پاس چلی گئی اور ان کے ہمراہ زنجیوں کے سواروں وغیرہ کی بھی بہت بڑی تعداد تھی تو اس وقت ابوعباس نے اپنے ساتھیوں کو چھوٹی بڑی کشتیوں کی جانب واپس ہونے کا حکم دیا اور وہ بھی واپس ہوا چنانچہ وہ اپنی واپسی میں خبیث کی بستی سے آگے نکل گیا یہاں تک نہر الاتراک نامی گاؤں تک پہنچا۔

اس کے ساتھیوں نے نہر کے اس مقام میں زنجیوں کی اتنی کم تعداد دیکھی کہ انھیں ان لوگوں کا جو وہاں تھے لالچ پیدا ہوا انھوں نے ان زنجیوں کی جانب قصد کیا حالانکہ ان کے اکثر ساتھی مدینۃ الموفقیہ واپس ہو چکے تھے وہ لوگ زمین کے قریب ہوئے اور اس پر چڑھے اور انھوں نے ان سڑکوں میں داخل ہونے کی بڑی کوشش کی۔

ان کی ایک جماعت فصیل پر چڑھ گئی اس پر چنانچہ وہاں ان میں سے جس کے پاس پہنچے اسے انھوں نے قتل کر دیا اور فاسق نے انھیں دیکھ لیا وہ لوگ ان کی جنگ کے لئے جمع ہو گئے اور ان میں سے ایک نے دوسرے سے زیادہ کوشش کی جب ابوعباس نے خبیثوں کا اجتماع اور اتفاق اور ان لوگوں کی کثرت دیکھی جو ان میں سے اس مقام پر واپس آ گئے تھے باوجود اپنے ساتھیوں کی قلت تعداد کے وہ ان لوگوں کے ساتھ جو کشتیوں میں اس کے ہمراہ تھے

دوبارہ ان پر پلٹ پڑا اور موفق کے پاس بطلب قاصد روانہ کر دیا۔

غلاموں میں سے تیزی کے ساتھ اس کے لئے تیار ہو گئے اس کی مدد کے لئے چھوٹی بڑی کشتیوں میں اس کے پاس پہنچ گئے چنانچہ وہ زنجیوں پر غالب آ گئے اور انھیں شکست دے دی اور سلیمان بن جامع نے جب ابوعباس کے ساتھیوں کو زنجیوں پر غلبہ دیکھا تو وہ بڑی جماعت کے ہمراہ اوپر چڑھنے کے ارادے سے نہر میں کود پڑا تھا چنانچہ وہ نہر عبداللہ تک پہنچا تھا کہ ابوعباس کے ساتھیوں نے پشت پھیر لی حالانکہ وہ لوگ جنگ میں اس شخص کے مقابل کو ان سے جنگ کرتا تھا مقابلے پر جمے رہتے تھے اور زنجیوں میں سے جو بھاگتا تھا اس کی تلاش میں پوری کوشش کرتے تھے۔

سلیمان کا ابوعباس پر عقب سے حملہ

سلیمان پیچھے سے ان پر ٹوٹ پڑا ڈھول بجے تو ابوعباس کے ساتھی بھاگے اور ان پر وہ زنجی بھی پلٹ پڑے جو ان کے سامنے سے بھاگے تھے موفق کے غلاموں اور اس کے لشکر وغیرہ کی ایک جماعت پر مصیبت آ گئی اور چند جھنڈے اور بھاگنے والے ان زنجیوں کے قبضے میں آ گئے ابوعباس نے اپنے بقیہ ساتھیوں کا دفع کیا تو ان میں سے اکثر محفوظ رہے وہ انھیں بچالایا اس واقعے نے زنجیوں کو اور اس کے پیروکاروں کو لالچ میں ڈال دیا اور ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔

ابواحمد کی پیش قدمی

پھر موفق نے خبیث کی جنگ کے لئے اپنے تمام لشکر کے عبور کرانے کا ارادہ کیا ابوعباس کو اور تمام سرداروں اور غلاموں کو عبور کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا اور ہر قسم کی کشتیوں اور عارضی پلوں کو جمع کرنے اور ان کو ان لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

صرف اس دن ابواحمد ٹھہر گیا کہ جس میں اس نے عبور کرنے کا ارادہ کیا تھا ایسے جھکڑ چلے کہ جنھوں نے اسے اس سے باز رکھا اور مدت تک تیز و تند ہوا چلتی رہی الموفق نے مہلت دے دی آندھی ختم ہونے پر اس نے عبور دریا اور فاجر سے قتال کی تیاری شروع کر دی جب حسب خواہش سب کچھ مہیا ہو گیا تو بڑی جماعت اور پوری تیاری کے ساتھ ۲۴ ذی الحجہ ۲۶۷ھ بروز بدھ کو دریا عبور کیا اکثر سپاہیوں کو کشتی میں سوار کرانے اور ابوعباس کو ان کے ہمراہ روانہ ہونے کا حکم دیا، تمام پیادہ و سواروں کے سردار بھی ساتھ تھے عزم یہ تھا کہ نہر سکی کے پچھلے حصے سے فاجروں کے پیچھے آئے اپنے آزاد کردہ غلام مسرور بلخی کو نہر خربی کی جانے کا حکم دیا اس وجہ سے خبیث اپنے ساتھیوں کو متفرق کرنے پر مجبور ہو جائے نصیر عرف ابوحمزہ اور ابوعباس کے غلام رشیق کو جو اس کے ساتھیوں میں سے تھا اس کی کشتیاں بھی اس کی کشتیوں کے برابر تھیں جن میں نصیر تھا دہانہ نہر ابوالخصیب جانے اور خبیث کی کشتیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا اس نے خبیث سے کہیں زیادہ کشتیاں جمع کر لیں سپاہی تیار کر کے مقابلے کے لئے منتخب کر لئے۔

ابواحمد کا استحکام

ابواحمد نے ان تمام لوگوں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے خبیث کے شہروں کی دیواروں میں سے اس دیوار پر قبضہ کا ارادہ کیا جس کو اس نے اپنے بیٹے انکلائے کے ذریعے سے مضبوط کر دیا تھا اور اسے علی بن ابان اور سلیمان بن

جامع اور ابراہیم بن جعفر ہمدانی کے ذریعے سے محفوظ کر دیا تھا سنگ اندازوں منجنیقوں (عرادات) اور ناوک کی کمانوں سے چھپا دیا تھا تیر انداز لگا دیئے تھے اور اپنا اکثر لشکر جمع کر دیا تھا۔

جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو موفق نے اپنے تیر انداز اور نیزہ باز غلاموں اور حبشیوں کو اس دیوار کے نزدیک ہونے کا حکم دیا جس میں فاسق جمع تھے اس کے اور ان لوگوں کے درمیان نہر الاتراک حائل تھی جو بہت چوڑی اور بہت گہری تھی وہ لوگ نہر کے پاس پہنچ کر رک گئے غل مچا کر عبور کرنے پر برانگیختہ کیا تو پار کر گئے حالانکہ فاسقین پتھر برساتے اور تمام آلات مزاحمت سے لڑ رہے تھے مگر ان لوگوں نے ان سب پر جہاد کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ نہر سے گزر گئے اور دیوار تک پہنچ گئے وہ مزدوران کے ساتھ نہیں پہنچے تھے جو اسے منہدم کرنے کے لئے مہیا کئے گئے تھے غلام اپنے ہتھیاروں کے ذریعے سے دیوار توڑنے کے لئے آمادہ ہو گئے تھے۔

اللہ نے یہ مشکل بھی آسان کر دی ااس پر چڑھنے کے لئے سہل راہ نکال لی چند سیڑھیاں موجود تھیں جن کے سہارے دیوار پر چڑھ گئے وہاں موفق کا جھنڈا نصب کر دیا فاسقوں نے دیوار کی حفاظت ترک کر دی اور شدید جنگ کے بعد ان لوگوں کا صفایا ہو گیا اور دونوں فریق کی کثیر تعداد مقتول ہوئی۔

موفق کے غلام کا قتل

موفق کے ایک غلام (جس کا نام ثابت تھا) پیٹ میں ایک تیر لگا وہ مر گیا یہ غلاموں کے سرداروں اور ان کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا موفق کے ساتھی دیوار پر غالب آ گئے تو جتنے آلات حرب وضرب وآتشیں کمانیں اس پر تھیں سب کو جلا دیا علاقے کا صفایا کر دیا اور اس کی حفاظت ترک کر دی۔

ابوعباس اور ابن ابان کا سامنا

ابوعباس نے لشکر کے ہمراہ نہر منکی کا قصد کیا علی بن ابان المہلبی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مقابلہ اور روکنے کے ارادے سے روانہ ہوا دونوں کا مقابلہ ہوا تو ابوعباس اس پر غالب آ گیا اسے شکست دی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا مہلبی پلٹ کر بھاگا ابوعباس اس مقام تک پہنچ گیا جہاں سے اس نے فاسق کے شہر میں پہنچنے کا اندازہ کیا تھا جو نہر منکی کے ختم پر تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس مقام سے داخل ہونا سہل ہے خندق تک پہنچا تو اسے اتنا چوڑا پایا کہ اس سے داخل ہونا دشوار تھا اپنے ساتھیوں کو اس امر پر آمادہ کیا کہ اپنے گھوڑوں کے ذریعے سے عبور کریں پیادہ لشکر نے رتیر کر عبور کیا یہ لوگ دیوار تک پہنچ گئے اس میں اتنا بڑا شگاف کر دیا کہ اس میں داخل ہونے کی گنجائش ہو گئی۔

سلیمان بن جامع سے سامنا

اندر گئے تو آگے والے حصے سے سلیمان بن جامع کا مقابلہ ہوا جب مہلبی کے وہاں سے بھاگ جانے کی خبر پہنچی تو اس علاقے سے ان لوگوں کے دفاع کے لئے سامنے آ گیا تھا ان لوگوں نے اس سے جنگ کی اس جماعت کے آگے موفق کے دس غلام تھے انھوں نے سلیمان اور اس کے کثیر التعداد ساتھیوں سے جنگ کی ان کو بہت مرتبہ شکست دی اور بقیہ ساتھیوں سے انھیں دفع کر دیا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے اپنے مقامات پر واپس ہو گئے۔

حفاظتی دیوار کا انہدام

محمد بن حماد کہتے ہیں کہ جب موفق کے ساتھی اس مقام پر غالب آگئے جسے فاسق نے اپنے بیٹے اور مذکورہ بالا ساتھیوں اور اپنے سرداروں کے ذریعے سے محفوظ کر دیا تھا موفق کے ساتھیوں نے اس دیوار کو جس کے پاس تک وہ پہنچے تھے حتیٰ الامکان توڑ پھوڑ ڈالنا چاہا ان کے پاس اپنی کدالوں اور آلات کے ساتھ وہ لوگ پہنچے جو منہدم کرنے کے لئے مہیا کئے گئے تھے انھوں نے دیوار میں کئی شگاف کر دیئے موفق نے خندق کے لئے ایک پھیلتا ہوا پل تیار کیا تھا جو اس پر پھیلا دیا گیا تمام لوگوں نے عبور کیا خبیثوں نے یہ دیکھا تو خوف زدہ ہو کر اپنی اس دیوار سے بھی بھاگنے لگے جس کی انھوں نے پناہ لی تھی۔

شہر میں جنگ

موفق کے ساتھی اس خائن اور دغا باز کے شہر میں داخل ہو گئے فاجروں اور اس کا گروہ پشت پھیر کر بھاگے موفق کے ساتھی ان کا تعاقب کر رہے تھے ان میں سے جس کے پاس تک پہنچ جاتے تھے اسے قتل کر ڈالتے یہاں تک کہ وہ لوگ نہر ابن سموان تک پہنچ گئے۔

ابن سمعان کے مکان کا انہدام

ابن سمعان کا مکان موفق کے ساتھیوں کے قبضے میں آ گیا انھوں نے جو کچھ اس میں تھا سب جلا دیا اور مکان کو منہدم کر دیا باغی نہر ابن سمعان پر بہت دیر تک ٹھہرے رہے اور سخت مزاحمت کرتے رہے موفق کے بعض غلاموں نے علی بن ابان مہلبی پر حملہ کیا تو وہ اس سے پشت پھیر کر بھاگا اس نے اس کی تہبند کو پکڑ لیا تو اس نے اپنی تہبند کو اتار کے اپنے غلام کے حوالے کر دیا اور موت کے قریب پہنچ کر بچ گیا موفق کے ساتھیوں نے زنجیوں پر نہایت سخت حملہ کر کے انھیں نہر ابن سمعان کے پاس سے بھگا دیا اور میدان کے کنارے تک پہنچا دیا۔

فاسق کی شکست وفرار

فاسق کو اپنے ساتھیوں کی شکست اور موفق کے ساتھیوں کی تمام اطراف سے شہر میں داخل ہونے کی خبر پہنچی تو وہ ایک جماعت کے ہمراہ سوار ہو کے روانہ ہوا، اسے موفق کے ساتھ مل گئے حالانکہ وہ لوگ اسے میدان کے کنارے سمجھتے تھے انھوں نے اس پر حملہ کر دیا جو لوگ ہمراہ تھے وہ منتشر ہو گئے اور اسے انھوں نے اسے تنہا چھوڑ دیا کوئی پیادہ اس کے قریب پہنچ گیا اس نے اپنی ڈھال گھوڑے کے منہ پر ماری اور یہ بالکل غروب آفتاب کے وقت ہوا۔

موفق کی واپسی

موفق نے اپنے ساتھیوں کو اپنی اپنی کشتیوں میں واپس جانے کا حکم دیا وہ اس طرح صحیح سالم لوٹے کہ خبیثوں کے بہت سے سر لادے ہوئے تھے اور قتل، زخم، مکانات اور بازاروں کی آتش زنی میں سے جو کچھ ان کی خواہش تھی اسے حاصل کر چکے تھے۔

دن چڑھے فاجر کے سرداروں اور سواروں کی ایک جماعت نے ابو عباس سے امن حاصل کر لیا تھا اس لئے ان کو کشتیوں میں سوار کرنے کے لئے غور و فکر کرنے کی حاجت ہوئی رات کی تاریکی پھیل گئی اور شمالی تیز ہوا چلنے لگی اور جزر یعنی پانی کا اتار پڑ گیا اکثر کشتیاں کیچڑ میں پھنس گئیں خبیث نے اپنے گروہوں کو حملہ پر ابھارا تو ان میں سے

ایک جماعت نکلی اور پیچھے رہ جانے والی کشتیوں پر حملہ کر دیا اور ان پر قابو پانے میں کسی قدر کامیاب ہو گئے اور ایک گروپ کو قتل کر دیا۔

اسی روز نہر مغربی میں مسرور بلخی اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں بہبوذ تھا جس نے حملہ کر کے ایک جماعت کو قتل اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا ان کے چند گھوڑے اس کے قبضے میں چلے گئے اس سانحے نے الموفق کے ساتھیوں کی خوشی کو مکدر کر دیا۔

زنجیوں کی کشتیوں کو غرقاب کرنا

اسی روز خبیث نے اپنی تمام کشتیاں دجلے میں نکال دی تھیں جن میں رشیق سے جنگ کرنے والے تھے اور رشیق نے ان میں سے چند کشتیوں پر حملہ کر کے کچھ غرقاب کر دیں اور کچھ جلا ڈالیں بچے کچھے باغی نہر ابوالخصیب کی جانب بھاگ گئے۔

فاسق پر مشکل وقت

مذکور ہے کہ اس روز فاسق اور اس کے ساتھیوں پر ایسی مصیبت نازل ہوئی جس نے انھیں نہر امیر، قندل براسان، عبادان اور تمام دیہات کی جانب منتشر ہونے اور اپنے منہ کے بل بھاگنے پر مجبور کر دیا اس روز محمد برادر سلیمان بن موسیٰ شعرانی اور عیسیٰ بھاگے دونوں دیہات کے ارادے سے جا رہے تھے کہ موفق کے ساتھیوں کے واپس جانے کی خبر پہنچی تو پلٹ آئے، عربوں کی ایک جماعت بھی بھاگی جو فاسق کے لشکر میں تھے وہ بصرہ چلے گئے انھوں نے ابواحمد سے پناہ مانگنے کے لئے قاصد بھیجے، اس نے انھیں پناہ دی اور ان کے پاس کشتیاں روانہ کیں سوار کر کے موفقیہ بھیج دیا حسب حکم انھیں خلعت، انعام اور وظائف ملنے لگے۔

ریحان کا امن مانگنا

فاجر کے ان بڑے بڑے سرداروں میں سے جنھوں نے امان کی خواہش کی تھی ریحان ابن صالح المغربی بھی ہے جو خبیث کے بیٹے عرف انکلائے کے دربانوں کا والی تھا۔ ریحان نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے لئے امان طلب کی اور ایک عریضہ لکھا اس کی درخواست کو قبول کر لیا گیا اس کے پاس زیرک کے سردار کے ہمراہ جو ابوعباس کے ہراول کا سردار تھا بہت سی چھوٹی بڑی کشتیاں اور عارضی پل بھیج دیئے گئے زیرک نہر یہود سے روانہ ہو کے اس مقام پر پہنچا جو مطوعہ کے نام سے مشہور ہے، وہاں اس نے ریحان اور اس کے ساتھیوں کو پایا، زیرک کے ریحان اور اس کے ساتھیوں کے پاس اس مقام پر پہنچنے کے بارے میں پہلے سے وعدہ ہو چکا تھا، زیرک ان لوگوں کو موفق کی خدمت میں لے آیا تو موفق نے ریحان کے لئے کئی خلعتوں کا حکم دیا، چند گھوڑے مع ساز و سامان سرفراز فرمائے اور عمدہ عمدہ عطیات دئے گئے اسے ابوعباس کے ماتحت کر دیا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو سوار کرا کے خبیث کے مکان کے سامنے لے جانے کا حکم دیا گیا، وہاں وہ لوگ کشتی میں ٹھہر گئے زنجیوں کو ریحان اور اس کے ساتھیوں کے متعلق امن کے ساتھ چلنے اور انعام و اکرام پانے کی خبر ملی۔ اسی وقت ریحان کے ان ساتھیوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے اور ان کے علاوہ دوسری جماعت نے بھی امان حاصل کر لی۔ وہ بھی اکرام و احسان کے ساتھ اپنے ساتھیوں

میں شامل کر دیئے گئے ریحان کی امان کا واقعہ بدھ والی جنگ کے بعد ۲۸ ذی الحجہ یوم اتوار ۲۶۷ھ کو ہوا۔

متفرقات

اس سال احمد بن عبداللہ الخجستانی اپنے گمان کے مطابق عراق پر قبضے کے ارادے سے سامنے آیا سمنان تک پہنچا اہل رے نے اپنی حفاظت کر لی اور اپنے شہر کو محفوظ کر لیا پھر وہ سمنان سے خراسان واپس جانے کو لوٹا۔

اسی سال شروع ہی میں گرمی کی شدت کے باعث تعداد کثیر مکے کے راستے سے واپس آ گئی اور زیادہ تعداد روانہ ہو گئی جو لوگ روانہ ہو گئے تھے ان میں سے بہت سے گرمی کی شدت اور بہت سے پیاس سے مارے گئے یہ سب شروع میں ہوا۔

اسی سال قبیلہ فزارہ نے تاجروں پر حملہ کیا بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے اس سے سات سو گھٹری کپڑا چھین لیا۔

اسی سال زمانہ حج میں احمد بن طولون کا گورنر مع اپنے لشکر کے اور عمرو بن اللیث کا گورنر مع اپنے لشکر کے بھڑ گئے۔ ہر ایک نے دوسرے سے مسجد ابراہیم خلیل اللہ میں منبر کے داہنی جانب اپنا جھنڈا نصب کرنے میں جھگڑا کیا ہر ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ حق متولیت اس کے ساتھی کو حاصل ہے دونوں نے تلواریں سونت لیں تو بڑے بڑے لوگ مسجد سے نکل گئے، ہارون بن محمد کے زنجی نے عمرو بن اللیث کے ساتھی، کی مدد کی وہ جہاں چاہتا تھا ٹھہر گیا ہارون نے جو مکّے کا عامل تھا خطبے کو مختصر کر دیا اور لوگ صحیح صالم رہے اس زمانے میں وہ شخص جو ابو مغیرہ مخزومی کے نام سے مشہور تھا اپنی مختصری فوج کے ساتھ دربانی کیا کرتا تھا۔

اسی سال طباع کو سامرا سے جلاوطن کیا گیا۔

اسی سال خجستانی نے اپنے نام کے درہم و دینار ڈھلوائے جن میں سے دینار کا وزن دس دانگ تھا اور درہم کا آٹھ دانگ کہ اس پر **الملک و القدرۃ للہ والحول و القوۃ باللہ ،لا الہ الا اللہ،محمد رسول اللہ** لکھا ہوا تھا اس کے ایک کنارے المعتمد علی اللہ بالیمن والسعادۃ اور دوسرے کنارے الوافی احمد بن عبداللہ لکھا ہوا تھا

اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا،

۲۶۸ھ کے اہم واقعات

جعفر کا احمد سے پناہ مانگنا

یکم محرم بروز منگل کو جعفر بن ابراہیم سجان نے ابو احمد موفق سے پناہ مانگی بیان کیا گیا ہے اس کا سبب وہ جنگ ہوئی جو آخر ذی الحجہ ۲۶۷ھ میں ہوئی تھی جس کا ہم نے اس سے قبل ذکر کیا ہمراہ ریحان بن صالح المغربی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ فاجر کے لشکر سے بھاگ گیا اور ابو احمد سے جاملا اسی لئے خبیث کا قلب کمزور ہو گیا، بیان کیا جاتا ہے کہ سجان اس کے قابل اعتماد ساتھیوں میں سے ایک تھا ابو احمد نے سجان کے لئے خلعت عطایا، انعامات،

تنخواہوں اور سواریوں کے لئے حکم دیا، جاگیر مقرر کی گئی اسے ابوعباس کے ماتحت کر دیا گیا۔ اسے کشتی میں سوار کر کے فاسق کے محل کے سامنے لے جانے کا حکم بھی دیا گیا فاسق اور اسکے ساتھیوں نے اسے دیکھا سجان نے ان سے گفتگو کی اور یہ بتایا کہ وہ خبیث کی جانب سے دھوکے میں ہیں۔ اس کے جھوٹ اور بدکاری سے اسے کچھ واقفیت تھی اس سے انھیں آگاہ کیا اسی دن جب سجان کو سوار کر کے لے جایا گیا خبیث کے لشکر کے بہت سے سرداروں نے امن حاصل کر لیا ان کے ساتھ اچھا برتاو کیا گیا امن کے مانگنے اور خبیث کے پاس سے آنے والوں کا تانتا بندھ گیا جنگ ۲۸ ذی الحجہ ۲۶۷ھ کے بعد ابواحمد اس طرح ٹھہر گیا کہ جنگ کے لئے خبیث کی طرف دریا عبور نہیں کرتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو ربیع الآخر تک اس سے باز رکھے رہا۔

ابن لیث کی گرفتاری

اسی سال عمرو بن اللیث اپنے عامل فارس محمد بن للیث سے جنگ کے لئے فارس گیا عمرو نے اسے شکست دی اس کے لشکر کو تباہ کر دیا محمد بن اللیث ایک جماعت کے ہمراہ بچ گیا عمر اصطخر میں داخل ہوا اس کو اس کے ساتھیوں نے لوٹ لیا عمرو نے محمد بن اللیث کی تلاش میں روانہ کیا اس پر قابو پانے میں کامیابی حاصل ہوگئی وہ گرفتار کر کے لایا گیا، پھر عمر شیراز جا کے مقیم ہو گیا۔

بغداد پر سماوی آفت

اسی سال کے ماہ ربیع الاول میں ۸ تاریخ کو بغداد میں زلزلہ آیا اور اس کے بعد تین دن تک سخت بارش ہوتی رہی اور چار مرتبہ بجلی گری۔

عباس اور ابن طولون کی جنگ

اسی سال عباس بن احمد بن طولون اپنے باپ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا اس کا باپ بھی جنگ کے لئے نکل کے سکندریہ تک آیا اس نے بیٹے پر فتح حاصل کر لی اور اسے مصر تک لوٹا دیا پھر خود بھی اس کے ساتھ مصر لوٹ گیا۔ موفق پھر شہر فارس میں اسی سال ۱۶ ربیع ال آخر کو ابواحمد نے اس کے بعد کے اس نے اپنے قیام موفقیہ کے زمانے میں فاجر پر تنگی اور محاصرہ اور اس کے پاس رسد پہنچنے کے انسداد کے ذریعے سے اس کی قوت کو اتنا مضمحل کرنے کے بعد اس کے ساتھیوں میں سے کثیر تعداد نے امن حاصل کر لیا اس کے شہر کی جانب دریا عبور کیا۔

ابواحمد کے پیش قدمی کیلئے مختلف احکام

جب اس نے عبور کا ارادہ کیا تو بیان کیا گیا ہے کہ اپنے فرزند ابوعباس کو اس مقام پر جانے کے قصد کا حکم دیا جس کا اس نے خود ارادہ کیا تھا یہ خبیث کے شہر کی وہ دیوار تھی جس کو وہ اپنے بیٹے اور بڑے بڑے ساتھیوں اور سرداروں کے ذریعے سے گھیرے ہوئے تھا جب کہ خود ابواحمد نے اس مقام کا قصد کیا جو نہر منکی اور نہر ابن سمعان کے درمیان تھا اپنے وزیر صاعد کو دہانہ نہر جوئی کور کے ارادے کا حکم دیا زیرک اس کی مدد پر مقرر ہوا مسرور بلخی کو نہر

المغربی سے حملے کا حکم دیا مزدوروں کی ایک جماعت قریبی دیوار کے ڈھانے کے لئے ساتھ کر دی ان سب کو یہ حکم دیا کہ دیوار منہدم کرنے سے زیادہ کچھ نہ کریں اور نہ خبیث کے شہر میں داخل ہوں جن اطراف میں سرداروں کو روانہ کیا ان میں سے ہر طرف ایسی کشتیاں مقرر کیں جن میں تیر انداز تھے انھیں حکم دیا کہ ان مزدوروں اور آدمیوں کی جو دیوار منہدم کریں تیروں کے ذریعے سے ان کی ان لوگوں سے حفاظت کریں جو شگافوں کے لئے نکلیں دیوار میں بہت سے شگاف کر دیئے گئے۔

ابواحمد کی خبیث کے شہر میں داخلی

ان تمام شگافوں سے ابواحمد کے ساتھی فاجر کے شہر میں داخل ہو گئے خبیث کے ساتھی ان سے جنگ کرنے کے لئے آئے تو ابواحمد کے ساتھیوں نے انھیں شکست دی تعاقب کرتے ہوئے اندر گھس گئے شہر کے راستوں نے انھیں جدا اور گلی کوچوں نے انھیں منتشر کر دیا اس مقام سے بہت دور پہنچ گئے جہاں اس سے پہلی مرتبہ پہنچے تھے انھوں نے آگ لگائی اور قتل کیا خبیث کے ساتھی پلٹ پڑے اور ابواحمد کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا ان اطراف سے جنھیں صرف وہ جانتے تھے اور کوئی دوسرا ان سے واقف نہ تھا ان کے پوشیدہ لشکر نکل آئے ابواحمد کے وہ ساتھی جو شہر میں داخل ہو گئے تھے حیران ہو گئے اپنی جان کی حفاظت کی اور دجلے کی جانب لوٹے اکثر وہاں پہنچ گئے اور بعض وہ تھے جو کشتی میں داخل ہو گئے بعض وہ تھے کہ اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا تھا اور انھیں کشتیوں والوں نے پکڑ لیا اور بعض قتل کر دیئے گئے خبیث کے ساتھیوں کو کچھ ہتھیار اور لوٹ کا مال مل گیا۔

مفلح اور راشد کی ثابت قدمی

ابواحمد کے غلاموں کی ایک جماعت جن کے ہمراہ راشد اور موسیٰ بن اخت مفلح بھی غلاموں کے سرداروں کی جماعت کے ہمراہ تھے جو ان لوگوں کے علاوہ تھے جو کہ اس معرکہ میں مستقل مزاج رہے تھے ابن سمعان کے مکان کے سامنے ثابت قدم رہے انھیں زنجیوں نے گھیر لیا بکثرت جمع ہو کے ان کے اور کشتیوں کے درمیان حائل ہو گئے انھوں نے مزاحمت کی یہاں تک کہ کشتیوں تک پہنچ کے سوار ہو گئے تقریباً تیس دیلمی غلام زنجیوں کے مقابلے میں ٹھہر کے لوگوں کی حفاظت کرتے رہے یہاں تک لوگ صحیح سالم رہے وہ تیسوں غلام فاجروں سے نجات حاصل کر چکے تھے کہ اغیار کی شرارت سے قتل کر دیئے گئے اس جنگ میں فتح زنجیوں کو حاصل ہوئی وہ لوگوں کو بہت گراں گزری ابواحمد ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے اپنے شہر موفقیہ میں واپس ہوا اور ان سب کو جمع کرنے کا حکم دیا انھیں اپنے حکم کی مخالفت اور اپنی رائے اور تدبیر کی نافرمانی پر جو ان سے سرزد ہوئی ملامت کی اور دوبارہ نافرمانی پر نہایت سخت سزا کی دھمکی دی گم شدہ ساتھیوں کو شمار کرنے کا حکم دیا شمار ہو چکا تو ان کی فہرست پیش کی گئی اس نے جو وظیفہ ان لوگوں کے لئے جاری تھا ان کے اہل و عیال اور ان کی اولاد پر اسے برقرار رکھا جب ان لوگوں نے ان کے پس ماندگان کے ساتھ جن کی ان کی فرمانبرداری میں مصیبت آئی اس سلوک کو دیکھا تو سب کے دل خوش ہو گئے اور عام تعریف کی گئی۔

جنگ اعراب

اسی سال اعراب کی ایک جماعت سے ابو عباس کو جنگ کرنی پڑی جو فاسق کو رسد پہنچاتے تھے ابو عباس نے ان سب کو قتل کر دیا۔

سبب جنگ

بیان کیا جاتا ہے کہ جب فاسق نے بصرہ ویران کر دیا تو اپنے قدیم ساتھیوں میں سے وہیں کے ایک باشندے کو گورنر بنایا جس کا نام احمد بن موسیٰ ابن سعید عرف القلوص تھا بصرہ فاسق کے لئے ایک بندرگاہ بن گیا جس میں اعراب اور تاجر قیام کرتے تھے اور غلہ اور ہر قسم کا مال تجارت لاتے تھے جو کچھ وہاں اترتا تھا وہ خبیث کے لشکر کے لئے روانہ کر دیا جاتا تھا یہاں تک کہ ابو احمد نے طہیثا فتح کر لیا اور القلوص کو گرفتار کر لیا خبیث نے قلوص کے بھانجے کو جس کا نام مالک بن بشران تھا بصرے اور اس کے مضافات کا والی بنا دیا جب ابو احمد فرات بصرہ میں آیا تو فاجر ڈرا کہ مالک بن بشران پر ابو احمد کی جانب سے حملہ ہوگا مالک اس زمانے میں نہر ابن عتبہ کے دہانے پر ٹھہرا ہوا تھا اس نے مالک کو ایک خط لکھا جس میں اسے اپنا لشکر نہر دیناری کی طرف منتقل کرنے اور اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو مچھلی کے شکار کے لئے روانہ کرنے، شکار کو مسلسل اس کے روانہ کرنے اور ایک گروپ کو اس راستے کی طرف سے روانہ کرنے جس سے دیہات کے اعراب آتے ہیں حکم تھا کہ اسے ان کے آنے کا علم ہو جو ان میں سے غلہ لائیں جب اعراب کی کوئی حامی جماعت اترے تو ان کی طرف جائے جو کچھ وہ لائیں ہوں اسے خبیث کی طرف روانہ کر دے۔

خبیث کے لشکر کیلئے مچھلیوں کی بہتات

قلوص کے بھانجے نے موضع بسمی کے باشندوں میں سے دو آدمیوں کو البطیحہ روانہ کیا جن میں سے ایک عرف الریان اور دوسرا کا خلیل تھا دونوں خبیث کے لشکر میں مقیم تھے خلیل اور ریان روانہ ہوئے لطف کے باشندوں کے گروہ کو جمع کیا اور وہ دونوں موضع بسمی میں آ گئے وہاں ٹھہر کے شروع شروع بطیحہ سے ان چھوٹی کشتیوں میں جو تنگ نہروں میں چلائی جاتی تھیں اور بڑی کشتیاں وہاں نہیں چلائی جاتی تھیں خبیث کے لشکر میں مچھلیاں بھیجتے رہے اس طرح مچھلیوں کا ذخیرہ مسلسل خبیث کے لشکر میں پہنچتا رہا، اعراب کا غلہ اور جو کچھ وہ دیہات سے لاتے تھے وہ بھی برابر پہنچتا رہا جس سے اس لشکر والوں کی خوشحالی سے بسر ہونے لگی۔

زیرک کا حملہ

فاجر کے ان ساتھیوں میں سے جو قلوص کے ساتھ شامل تھے ایک شخص نے جس کا نام علی بن عمرو نقاب تھا موفق سے امن حاصل کر لیا اس نے مالک بن بشران نہر الدینار اور وہاں سے بطیحہ کی مچھلیوں زنجی لشکر میں پہنچانے میں اور اعراب کی رسد لانے کی خبر سے آگاہ کیا الموفق نے اپنے آزاد کردہ غلام زیرک کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ اس مقام پر روانہ کیا جہاں ابن اخت قلوص تھا زیرک نے حملہ کر کے کچھ قتل اور کچھ کو گرفتار کیا خبیث نے اسے ایک

لشکر کے ہمراہ نہر یہود کے دہانے پر واپس کیا وہاں اس نے نہر فیاض کے قریب ایک گاؤں میں لشکر کی چھاؤنی قائم کی فیاض کی زمین شور کے متصل سے برابر خبیث کے لشکر میں غلہ پہنچاتا رہا۔

مالک کی موفق سے امان طلبی

مالک اور اس کے نہر یہود کے دہانے پر قیام کرنے اور اس علاقے کا غلہ خبیث کے لشکر میں پہنچائے جانے کی خبر موفق کو پہنچی تو اس نے اپنے فرزند ابو عباس کو حقیقت معلوم کرنے کے لئے نہر امیر اور نہر فیاض جانے کا حکم دیا لشکر روانہ ہو گیا اتفاق سے بدویوں کی ایک جماعت ملی جن کا رئیس ایک شخص تھا جو بادیہ سے اونٹ بکریاں اور غلہ لایا تھا ابو عباس نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا ایک گروپ کو قتل اور بقیہ کو گرفتار کر لیا اس جماعت میں سے ان کے سردار کے علاوہ کوئی نہ بچا کیونکہ وہ اپنی گھوڑی پر سوار پہلے ہی چلا گیا اور اس نے بھاگنے کی بڑی کوشش کی تمام اونٹ بکریاں اور غلہ جو یہ اعراب لائے تھے سب کو ابو عباس نے چھین لیا قیدیوں میں سے ایک کا ہاتھ کاٹ کر اسے چھوڑ دیا وہ خبیث کی چھاؤنی میں پہنچا اس کی مصیبت کی خبر دی جو اس پر نازل ہوئی مالک ابن اخت قلوص کو ابو عباس کے ان اعراب پر حملہ کرنے سے خوف لاحق ہو گیا اس نے ابو احمد سے امن مانگا اسے امن دے دیا گیا اس کے ساتھ نیکی کی گئی خصوصی لباس پہنایا گیا ابو عباس کے ماتحت کر دیا گیا تنخواہ جاری کی گئی، جاگیر دی گئی۔

خبیث کا چھاؤنی کے قیام کیلئے حکم

خبیث نے مالک کی جگہ ایک اور شخص کو گورنر مقرر کیا جو قلوص کے ساتھیوں میں سے تھا جس کا نام احمد بن جنید تھا اسے یہ حکم دیا کہ موضع اللہ ہر شیر میں اور نہر ابی الخصیب کے کنارے پر چھاؤنی قائم کر کے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایسے مقام پر چلا جائے جہاں بطیحہ کی مچھلیاں اس کی نظر میں رہیں اور انھیں خبیث کے لشکر میں روانہ کرتا رہے ابو احمد کو احمد بن جنید کے تقرر کی خبر پہنچی تو اس نے آزاد کردہ غلاموں کے سرداروں میں سے ایک سردار کو جس کا نام رمدان تھا ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا اس نے جزیرہ وحیہ میں چھاؤنی قائم کی جس سے لشکر خبیث میں بطیحہ کی مچھلیاں آنے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

موفق کا خبیث کے لشکر کی رسد بندی کیلئے مہم روانہ کرنا

موفق نے شہاب بن علاء عنبری کو ایک لشکر کے ہمراہ اعراب کو لشکر خبیث میں غلہ لے جانے سے روکنے کے لئے روانہ کیا بصرہ میں ان کے لئے بازار کھولنے اور ان کھجوروں کو لے جانے کا حکم دیا جنھیں جمع کرنا چاہیں کیونکہ وہ لوگ اسی غرض سے خبیث کے لشکر میں جاتے تھے شہاب اور محمد جس کام پر مامور ہوئے تھے اس پر روانہ ہو کے ایک گاؤں میں جو قصر عیسیٰ کے نام سے مشہور تھا مقیم ہو گئے اعراب جو کچھ البادیہ سے حاصل کرتے تھے وہ ان دونوں کے پاس اتارتے تھے اور کھجوروں کو ان دونوں کے پاس جمع کر لیتے تھے ابو احمد نے رمدان کو بصرہ سے واپس بلا کے اس کی جگہ ایک فرغانی سردار کو روانہ کیا جس کا نام قیصر بن ارخوز اختاء وفرغانہ تھا نصیر عرف ابو حمزہ کو چھوٹی بڑی کشتیوں کے ہمراہ روانہ کیا کہ بصرہ کے پانی کے بھاؤ کی جگہ اور نہر دبیس میں قیام کرے، نہر بلہ، نہر معقل، اور نہر غربی میں جائے اس نے ایسا ہی کیا،

خبیث کی رسد کا بند ہونا

اور خبیث کا دوسری صورت پیدا کر لینا

ابن حسن اور محمد بن حماد کہتے ہیں کہ جب نصیر اور قیصر کے بصرے میں قیام کی وجہ سے اور ان کی رسد کو البطیحہ اور دریا سے بذریعہ کشتی روکنے کی وجہ سے خبیث اور اس کے گروہوں سے رسد کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو ان خبیثوں نے نہر میر سے چل کے قندل تک پھر مسیحی سے چل کر ان راستوں تک جو خشکی اور تری تک پہنچانے والے تھے جاسوسی کی اس طرح خشکی اور تری سے ان کی رسد پہنچنے لگی اور دریا سے مچھلیاں جمع کرنا بھی آسان ہو گیا یہ بات بھی موفق تک پہنچی اس نے ابو عباس کے غلام رشیق کو دجلے کی شرقی جانب نہر الامیر کے مقابل جویث باروبہ میں چھاؤنی بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ اس چھاؤنی کے لئے محفوظ خندق کھودی جائے ابو عباس کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے منتخب ساتھیوں میں سے پانچ ہزار آدمیوں اور تیس کشتیاں رشیق کے ہمراہ کردے، رشیق کو ان کشتیوں کو دہانہ نہر امیر پر ترتیب وار تعینات کرنے کا حکم دیا کہ وہ ان میں سے ہر کشتی کی باری مقرر کردے اور ان میں بیٹھ کے نہر امیر میں داخل ہو کے اس کشادہ مقام تک پہنچ جائے جہاں سے زنجی دریا اور قندل اور نہر اسیحی کی طرف جاتے تھے اہل لشکر وہیں پڑاو ڈالیں اگر خبیثوں میں سے کوئی ان کے سامنے آجائے تو اس پر حملہ کریں جب ان کی باری ختم ہو جائے تو واپس آجائیں ان کے بعد ان کے وہ ساتھی روانہ ہوں جو دہانہ نہر پر مقیم ہیں اور وہ بھی ایسا ہی کریں رشیق نے اس مقام پر چھاؤنی قائم کر دی جہاں اسے قائم کرنے کا حکم دیا گیا تھا فاجروں کے وہ تمام راستے منقطع ہو گئے جن کے ذریعے وہ دبا اور قندل اور مسیح تک جاتے تھے ان کے لئے کوئی راستہ نہ رہا نہ خشکی کا اور نہ تری کا تمام راستے تنگ ہو گئے یہ محاصرہ نہایت شاق گزرا۔

متفرقات

اسی سال شرکب نے بختانی پر حملہ کر کے اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔

اسی سال ابن شبث بن حسن نے حملہ کر کے حلوان عمر بن سیما گورنر کو گرفتار کر لیا۔

اسی سال احمد بن ابی الاصبغ عمرو بن للیث کے پاس سے واپس آیا عمرو نے اسے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے پاس روانہ کیا تھا وہ اپنے ہمراہ مال لایا عمرو نے جو اس سے مطالبہ کیا تھا اس میں سے تین لاکھ دینار زیادہ اور ہدایا جس میں پچاس من مشک پچاس من عنبر دو سو من عود تین سوزری کے کپڑے سونے چاندی کے برتن چوپائے اور غلام جو دو لاکھ دینار کی قیمت کے تھے جو کچھ روانہ کیا گیا اور ہدیتاً بھیجا گیا وہ پانچ لاکھ دینار کی قیمت کا تھا۔

اسی سال کیغلغ نے خلیل بن ریمال کو حلوان کا گورنر بنایا اس نے ان لوگوں پر عمرو بن سیما کی وجہ سے ظلم کیا انھیں ابن شیث کے جرم پر پکڑا انھوں نے اس سے ابن سیما کی رہائی کی اور ابن شیث کی حالت کی اصلاح کی ذمہ داری کی۔

ابو عباس کے غلام رشیق کا بنی تمیم پر حملہ

اسی سال ابو عباس بن موفق کے غلام رشیق نے بنی تمیم کی ایک قوم پر حملہ کیا جنھوں نے بصرے میں داخل

ہونے اور آتش زنی کرنے میں زنجیوں کی مدد کی تھی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہا سے یہ خبر پہنچی تھی کہ ان اعراب کی ایک جماعت خشکی سے خبیث کے لشکر کے لئے رسد لے جا رہی ہے جس میں غلہ اونٹ اور بکریاں ہیں وہ لوگ نہر امیر کے سرے پر ان کشتیوں کے منتظر ہیں جو فاسق کے لشکر کی پشت کی جانب سے ان کے پاس آئیں گی اور انھیں سامان سمیت سوار کرلیں گی رشیق کشتیوں کے ساتھ روانہ ہوکے اس جگہ پہنچا جہاں وہ لوگ گھسے ہوئے تھے وہ نہر اسحاقی تھی

رشیق کی فتح

رشیق نے ان پر اس طرح حملہ کیا کہ وہ لوگ غافل تھے اس نے ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا ان کی ایک جماعت کو گرفتار کرلیا جو تاجر تھے اور خبیث کے لشکر سے غلہ لینے کے لئے نکلے تھے۔ ان تمام اقسام کے غلوں، اونٹوں بکریوں، جو ان کے ہمراہ تھے اور ان گدھوں پر کہ جن پر اپنا غلہ لادا تھا قبضہ کرلیا قیدیوں کو ان چھوٹی بڑی کشتیوں میں جو ان کے ہمراہ تھیں موفقیہ پہنچایا موفق کے حکم سے مقتولین کے سر کشتیوں میں لٹکا دئے گئے قیدیوں کو وہیں سولی پر چڑھا دیا گیا، رشیق اور اس کے ساتھیوں کو جو کچھ حاصل ہوا اسے ظاہر کیا گیا، اسے تمام اطراف لشکر میں گھمایا گیا اس نے سروں اور قیدیوں کے متعلق حکم دیا تو انھیں خبیث کے لشکر میں بھیج دیا گیا تا کہ انھیں اپنے پاس رسد لانے والوں پر رشیق کے حملے کا حال معلوم ہو جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ہاتھ پاؤں کاٹے جانے کا حکم

ان لوگوں میں جن پر رشیق کو فتح حاصل ہوئی تھی اعراب میں کا ایک شخص بھی تھا جو صاحب زنج اور اعراب کے درمیان غلہ حاصل کرنے میں سفارت کرتا تھا ابو احمد کے حکم سے اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹ کے اسے خبیث کے لشکر میں ڈال دیا گیا اسکے بعد قیدیوں کی گردنیں ماری گئیں اس نے وہ مال رشیق کے ساتھیوں کو دے دیا جو انھیں ان لوگوں سے حاصل ہوا رشیق کے لئے خلعت وانعام کا حکم دے کر لشکر کی جانب واپس کیا بکثرت امن مانگنے والے رشیق کے پاس جمع ہو گئے۔

ابو احمد نے ان لوگوں کو جو زنجیوں سے جدا ہو کے رشیق کے پاس آ گئے تھے رشیق کے ساتھ شامل کرنے کا حکم دیا وہ بکثرت جمع ہو گئے یہاں تک کہ گویا وہ اپنی تعداد میں تمام لشکر سے بڑھ گئے۔

زنجی باغیوں کی رسد بندی

باغیوں کی بدحالی خبیث اور اس کے ساتھیوں کے لئے ہر طرف سے رسد کا سلسلہ منقطع ہو گیا ان کے تمام راستے منقطع کر دئے گئے اس محاصرے نے انھیں بہت نقصان پہنچایا اور ان کے جسموں کو کمزور کر دیا جو قیدی گرفتار ہوتا تھا اور امن لے لیتا تھا اسے اس کی روٹی ملنے کی مدت پوچھی جاتی تھی وہ تعجب سے کہتا تھا کہ روٹی ملے تو ایک یا دو برس گزر چکے ہیں۔

نئے حملوں کی لہر

جب خائن کے ساتھی اس حالت کو پہنچ گئے تو موفق نے یہ مناسب سمجھا کہ ان پر پے در پے حملے کئے جائیں کیونکہ یہ طریقہ ان کے ضرر اور مشقت کو زیادہ کر دے۔ اس وقت کثیر تعداد میں عوام امان میں ابو احمد کی طرف نکل آئی

ان لوگوں کو جو فاسق کے مکان میں مقیم تھے اپنی غذا کے لئے تدبیر کی حاجت ہوئی وہ اپنے لشکر سے دور دراز دیہات اور نہروں میں غذا کی تلاش میں منتشر ہو گئے ابو احمد کو اس کی اطلاع ہوگئی تو اس نے اپنے حبشی غلاموں کے سرداروں اور ان کے مالکوں کو حکم دیا کہ ان مقامات کہ طرف روانہ ہوں جہاں زنجیوں نے آمد ورفت کی عادت بنا لی ہے انھیں مائل کر کے انھیں اپنی فرمانبرداری کی خواہش کریں جو شخص اس میں داخل ہونے سے انکار کرے اسے قتل کر دیں اور اس کا سر لے لیں ان کے لئے اجرت بھی مقرر کر دی اس لالچ میں انھوں نے صبح وشام کا معمول مقرر کر لیا کوئی دن ایسا نہ جاتا تھا کہ ایک گروہ پر قابو نہ پاتے ہوں سروں کو لے آتے تھے اور قیدیوں کو گرفتار کر لاتے تھے۔

موفق کے اخلاق

محمد بن حسن نے بحوالہ محمد بن حماد بیان کیا کہ جب زنجیوں کے بہت سے قیدی موفق کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے ان کو پیش کرنے کا حکم دیا ان میں سے جو شخص طاقتور بہادر اور ہتھیار اٹھانے کی قوت رکھتا تھا اس پر احسان واکرام کیا اور اسے اپنے حبشی غلاموں میں شامل کر لیا اور اپنی نیکی اور احسان سے انھیں آگاہ کر دیا اور جو ایسا کمزور تھا کہ جنبش نہ کر سکتا تھا یا ایسا قریب المرگ بوڑھا جو ہتھیار اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا یا ایسے زخموں سے گھائل تھا جس نے اسے بے کار کر دیا تھا اس کے متعلق حکم دیا کہ دو کپڑے پہنائے جائیں چند درہم انعام دیئے جائیں زاد راہ دیا جائے اور خبیث کے لشکر کی طرف روانہ کر دیا جائے اس نے جو کچھ موفق کے پاس آنے والوں کے ساتھ اس کا احسان دیکھا وہ سب کچھ بیان کر دے کہ موفق کی یہی رائے ہے ان تمام لوگوں کے بارے میں جو امن لے کے اس کے پاس آئیں یا گرفتار ہو کر آئیں اس نے صاحب زنج کے ساتھیوں کو مائل کرنے کے لئے جو کچھ چاہا وہ مہیا کیا یہاں تک ان لوگوں نے اس کی طرف میلان ظاہر کرنے اور اس کی امن واطاعت میں داخل ہونے کو اپنا شعار بنا لیا۔ موفق اور اس کا فرزند ابو عباس دونوں خود بھی اور اس کے ساتھی بھی خبیث اور ان لوگوں کی جنگ میں جو اس کے ہمراہ تھے صبح وشام مشغول رہتے تھے۔ جس سے وہ ان لوگوں کو قتل بھی کرتے تھے اور زخمی بھی کرتے تھے ابو عباس کو ان میں سے بعض جنگوں میں زخم بھی لگے مگر وہ ان سے تندرست بھی ہو گیا۔

بہبوذ کا قتل، اسباب وواقعات

اسی سال رجب میں خبیث کا ساتھی بہبوذ قتل کیا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ فاسق کے ساتھیوں میں سے سب سے زیادہ لوٹ مار کرنے والا اور سب سے بڑھ کر رہزنی کرنے والا اور مال چھیننے والا بہبوذ بن عبدالوہاب تھا اس نے اسی راستے سے مال کی بہت بڑی مقدار جمع کر لی تھی وہ ہلکی کشتیوں کے ساتھ بہت زیادہ نکلا کرتا تھا اور ان نہروں پر سفر کیا کرتا تھا جو دجلے تک پہنچاتی تھیں۔

جب موفق کے ساتھیوں کی کوئی کشتی پاتا تھا تو اسے گرفتار کر کے نہر میں داخل کر لیتا تھا اگر کوئی پیچھا کرنے والا اس کا پیچھا کر کے تلاش کرتے ہوئے نہر میں گھس جاتا تو اس کے ساتھیوں کی وہ جماعت اس پر ٹوٹ پڑتی جس کو وہ اس کام کے لئے تیار رکھتا تھا وہ لوگ اس راستے کو بند کر دیتے تھے اور اس پر حملہ کر دیتے تھے پھر جب یہ طرز عمل بہت بڑھ گیا اور اس سے احتیاط کی جانے لگی تو وہ ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہوتا تھا جو موفق کی کشتیوں کی مشابہ ہوتی اور اسی کے جھنڈوں کی طرح ایک جھنڈا اس پر نصب ہوتا تھا اسے دجلے میں لے جاتا تھا اہل لشکر کو غافل پاتا تو حملہ آور ہوتا

اور قتل و غارت گری کرتا تھا نہر بلہ اور نہر معقل، بثق شیریں اور نہر الدیر تک پہنچ جاتا تھا رہزنی کرتا اور راہگیروں کے جان و مال کو ضائع کر ڈالتا تھا۔

موفق کی حکمت عملی

جب موفق کو بہبوذ کے کرتوتوں کی خبر پہنچی تو یہ مناسب سمجھا کہ ان تمام نہروں پر بند باندھ دیا جائے جہاں بند باندھنا آسان ہو اور بڑی نہروں کے دہانوں پر کشتیاں مقرر کر دی جائیں تا کہ بہبوذ اور اس کے ساتھیوں کی شرارت سے امن مل جائے راستے اور سڑکیں مامون ہو جائیں، جب ان سڑکوں کو محفوظ کر دیا گیا اور ان نہروں پر بند باندھ دیا گیا جن پر بند باندھنا ممکن ہوا اور بہبوذ اور اس کے جرائم کے درمیان رکاوٹ بنا دی گئی تو بہبوذ ان کشتی والوں کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فرصت کو غنیمت جان کے ٹھہر گیا۔ موقع ملتے ہی نہر ابی الخصیب کے پچھلے حصے سے ایسی کشتیوں کے ساتھ آگے بڑھا جو موفق کے ساتھیوں کی چھوٹی بڑی کشتیوں کے مشابہ تھیں ان پر اس نے انھی کی طرح جھنڈے نصب کئے ان میں اپنے بہادر جری اور شجاع ساتھی سوار کئے اس کشتیوں کو اس نے کھلے اور چوڑے راستے میں پھیلا دیا جو نہر الیہودی تک پہنچاتا تھا خود نہر نافذ کو چلا اور اس سے نکل کے نہر بلہ اور پھر ان چھوٹی بڑی کشتیوں تک پہنچ گیا جو نہر کی حفاظت کے لئے مقرر تھیں کشتی والے دھوکے میں اور غافل تھے اس نے ان پر حملہ کیا اور ایک تعداد کو قتل کیا چند قیدی گرفتار کئے چھ کشتیاں چھین لیں اور دوبارہ نہر الابلہ میں واپس آیا۔

ابو عباس کا حملہ

موفق کو خبر پہنچی تو اس نے ابو عباس کو کشتی میں نہر الیہود سے اس کے روکنے کا حکم دیا اور امید ظاہر کی کہ وہ کشادہ راستے تک اس سے پہلے پہنچ جائے گا اور اس کے اس راستے کو کاٹ دے گا جو اسے اس کی پناہ گاہ تک پہنچاتا ہے ابو عباس مقام مطوعہ میں آیا حالانکہ بہبوذ پہلے گزر چکا تھا اور نہر سعید میں داخل ہو گیا تھا جو نہر ابو الخصیب تک پہنچاتی ہے ابو عباس نے بہبوذ کی کشتیوں کو دیکھا اور ان کو پکڑ لینے کی توقع کر کے ڈھونڈنے میں خوب کوشش کی اور انھیں پالیا اور جنگ ہونے لگی ابو عباس نے بہبوذ کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کو قتل اور ایک گروہ کو گرفتار کر لیا اور ایک گروہ نے اس سے امان لے لی۔

بہبوذ کو کمک ملنا

بہبوذ کے ساتھ کثیر تعداد مل گئی جنھوں نے اس کی مدد کی اور نہایت سختی سے اس کی طرف سے مزاحمت کی پانی اتر گیا تھا جس سے ابو عباس کی کشتیاں نہروں اور کشادہ راستوں کے ان مقامات میں جہاں پانی اتر گیا تھا کیچڑ میں پھنس گئیں بہبوذ اور اس کے بقیہ ساتھی ڈوبتے ڈوبتے بچ گئے۔

موفق کا خبیث کی رسد بند رکھنا

موفق مسلسل خبیث اور اس کے ساتھیوں کے محاصرے اور راستوں کے روکنے پر جن سے ان لوگوں کے پاس رسد آتی تھی جما رہا بہت سے امن خواہ جمع ہو گئے تو موفق نے ان کے لئے خلعت و انعامات کا حکم دیا انھیں عمدہ

گھوڑوں کی زین وساز عنان واسباب کے ساتھ سواری دی گئی اوران کے لئے تنخواہ جاری کی گئی، اس کے بعد موفق کو یہ خبر پہنچی کہ بدحالی اور خبیث کی ساتھیوں کی ایک جماعت کو مچھلی اور کھجور وغیرہ غذا کی تلاش میں دیہات میں منتشر ہونے پر مجبور کر دیا اس نے اپنے بیٹے ابو عباس کو ان دیہات اور اطراف کی جانب چھوٹی بڑی کشتیوں اور تیز رفتار ڈونگیوں میں تیزی کے ساتھ جانے کا حکم دیا کہ اپنے جری، بہادر، اور شجاع ساتھیوں کو ہمراہ لے کے ان لوگوں کو اور صاحب زنج کے شہر کی طرف واپسی کے درمیان حائل ہو جائے۔

بہبوذ کا قتل

ابو عباس اس مقصد کے لئے روانہ ہوا اور خبیث کو بھی ابو عباس کے اس کام کے لئے جانے کا معلوم ہو گیا اس نے بہبوذ کو حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کنارے کی پوشیدہ نہروں اور کشادہ راستوں روانہ ہو تا کہ اس کا حال پوشیدہ رہے یہاں تک قندل، ابرسان اور اس کے اطراف میں پہنچ جائے۔

بہبوذ اس کام کے لئے روانہ ہوا جس کا خبیث نے اسے حکم دیا تھا راستے میں ابو عباس کی کشتی اس کے سامنے آ گئی جس میں اس کے تیرانداز غلاموں میں سے چند غلام زنجیوں کی ایک گروپ کے ساتھ سوار تھے بہبوذ اس کشتی کے لالچ میں اس کی طرف روانہ ہوا کشتی والوں نے اس سے جنگ کی لڑنے والوں میں سے ایک حبشی غلام کے ہاتھ سے اس کے پیٹ میں نیزے کا ایک زخم لگا اور وہ پانی میں گر گیا اس کے ساتھیوں نے جلدی سے اسے اٹھا کے کشتی میں سوار کیا اور پشت پھیر کے خبیث کی کشتی کی طرف بھاگے وہ لوگ اسے اس کے پاس پہنچانے بھی نہ پائے تھے کہ اللہ نے اس سے مسلمانوں کو راحت دی۔

اس وجہ سے فاسق اور اس کے دوستوں پر بڑی مصیبت پڑی ان کی بے صبری بہت بڑھ گئی اس ناپاک کا قتل بہت بڑی فتح تھی اس کی ہلاکت ابو احمد سے پوشیدہ رہی یہاں تک کہ ملاحوں میں سے ایک شخص نے اس سے امان حاصل کر کے یہ خبر دی جس سے وہ بہت مسرور ہوا اس نے اس غلام کو حاضر کرنے کا حکم دیا جو اس کے قتل کا ذمہ دار تھا وہ حاضر کیا گیا تو اس نے اسے خلعت وانعام اور طوق پہنایا، تنخواہ میں اضافہ کیا اور ان سب لوگوں کے لئے جو کشتی میں حاضر تھے انعام، صلے اور خلعت کا حکم دیا۔

ایک دلچسپ اتفاق

اسی سال ماہ رمضان کا پہلا دن اتوار تھا اس کے دوسرے اتوار کو شعانین ہوئی (شعانین، عید نصارہ جو ماہ اپریل میں شروع ہوتی ہے) تیسرا اتوار کو فصح ہوئی (فصح، یہود کی مصر سے روانگی کا یادگار دن ہے) چوتھے اتوار کو نوروز ہوا اور پانچویں اتوار کو مہینہ ختم ہو گیا۔

متفرقات

اسی سال ابو احمد نے ذوابی پر فتح پائی جو صاحب زنج کی طرف مائل تھا

اسی سال یدکوتکین بن اساتکین اور احمد بن عبدالعزیز میں جنگ ہوئی یدکوتکین نے اسے شکست دی اور قم کی جنگ میں اس پر غالب آ گیا۔

اسی سال عمرو بن للیث نے ابواحمد کے حکم سے ایک سردار کو محمد بن عبیداللہ بن ازداد مرد کردی کی جانب روانہ کیا اس سردار نے اسے گرفتار کرلیا اور اسے اس کے پاس لے گیا۔

اسی سال ذی القعدہ میں شام میں سلمیہ، حلب اور حمص کے درمیان عبدالملک بن صالح الہاشمی کی اولاد میں سے ایک شخص نے خروج کیا جس کا نام بکار تھا اس نے ابواحمد کی خلافت کے لئے دعوت دی ابن عباس کلابی نے اس سے جنگ کی کلابی کو شکست ہوئی ابن طولون کے ساتھی لولو نے ایک سردار کو جس کا نام بودن تھا بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کی طرف روانہ کیا وہ
اس طرح لوٹا کہ اس کے ہمراہ بہت میں سے ایک بھی نہ بچا تھا۔

اسی سال لولو نے ابن طولون کی مخالفت کی۔

اسی سال صاحب الزنج نے ابن مالک زنجی کو قتل کردیا اسے یہ خبر ملی تھی کہ وہ ابواحمد سے مل جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

اسی سال احمد بن عبداللہ خجستانی قتل کیا گیا جس کو اس کے غلام نے ماہ ذی الحجہ میں قتل کردیا۔

اسی سال ابن ابی ساج کے ساتھیوں نے واسط کے قریب قریہ میں محمد بن علی بن حبیب یشکری کو قتل کردیا اور اس کا سر بغداد میں لٹکا دیا گیا۔

اسی سال محمد بن کمشجور نے علی بن حسین کفتمر سے جنگ کی کمشجور نے کفتمر کو گرفتار کرکے پھر اسے رہا کردیا یہ واقعہ ذی الحجہ میں ہوا۔

اسی سال علوی جس کا نام معرف حرون تھا گرفتار کرلیا گیا یہ اس لئے ہوا کہ اس نے اس خریطے (لفافہ) کو روکا جو زمانہ حج کے حالات کے متعلق بھیجا جاتا ہے۔ اس نے اسے لے لیا ابن ابی ساج کے طریق مکہ کے نائب نے کسی کو روانہ کیا جس نے حرون کو گرفتار کرلیا اور اس نے اسے موفق کے پاس روانہ کردیا۔

اسی سال ابومغیرہ مخزومی کی روانگی مکہ اور اس کے گورنر ہارون بن محمد اسحاق الہاشمی کی جانب ہوئی۔ ہارون نے دو ہزار کے قریب ایک جماعت تیار کی ان کی وجہ سے وہ اس سے محفوظ رہا مخزومی چشمہ مشاش کی طرف گیا اسے پاٹ دیا گیا جدے کی طرف گیا وہاں کا غلہ لوٹ لیا اور باشندوں کے مکانات جلادیے جس سے مکے میں روٹی ایک درہم دو اوقیہ ہوگئی۔

اسی سال ابن صقلبیہ نے روم کے سرکشوں پر چڑھائی کی اس نے ملطیہ میں پڑاو کیا اور مرعش اور حدث کے باشندوں نے ان کی مدد کی سرکش لوگ بھاگ گئے اور وہ لوگ السریع تک اس کے ساتھ رہے۔

شامی سرحد کے علاقے سے گرمائی جنگ ابن طولون کے عامل خلف الفرغانی نے کی اس نے دس ہزار سے زیادہ رومیوں کو قتل کردیا اور لوگوں کو اس قدر مال غنیمت حاصل ہوئی کہ ایک حصہ چالیس ہزار دینار تک پہنچ گیا۔

اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اور ابن ابی ساج راستے اور حوادث کی نگرانی پر مقرر تھا۔

واقعات ۲۶۹ھ

علوی کا موفق کے مطیع ہونا

محرم میں علوی حرون ریشمی قبا اور لمبی ٹوپی پہنے اونٹ پر سوار ابو احمد کے لشکر میں داخل ہوا اس کے بعد اسے ایک کشتی میں سوار کر کے روانہ کیا گیا ایسی جگہ کھڑا کیا گیا کہ اسے صاحب الزنج دیکھے اور قاصدوں کا کلام سنے۔

حج اور گرہن

اسی سال کے محرم میں توز اد میرا کے درمیان بدوؤں نے حجاج کے ایک قافلے پر رہزنی کی ان کو لوٹ لیا بہت سے آدمیوں اور تقریباً پانچ ہزار اونٹوں کو ان کے سامان کے ساتھ وہ ہنکا کے لے گئے۔

اسی سال کے محرم میں چودھویں شب کو چاند گرہن ہوا اور گہنا کے بالکل غائب ہو گیا ۲۸ محرم یوم جمعہ کو غروب کے وقت سورج گرہن ہوا اور گہن کی حالت میں غائب ہو گیا لہٰذا محرم میں چاند گہن اور سورج گہن اکٹھے ہو گئے۔

ابراہیم کے خلاف شورش

اس سال کے صفر میں بغداد میں ابراہیم خلیجی پر عام لوگوں نے حملہ کر دیا، ان لوگوں نے اس کا مکان لوٹ لیا سبب یہ تھا کہ اس کے ایک غلام نے ایک عورت کو تیر مار کر قتل کر دیا خلافت سے اس کے خلاف مدد چاہی گئی حکام نے غلام کو نکالنے کے بارے میں اس سے کہلا بھیجا تو وہ رکا۔ اس کے غلاموں نے لوگوں پر تیر اندازی کر کے ایک جماعت کو قتل اور ایک جماعت کو زخمی کر دیا جن میں دو اعوان سلطنت بھی تھے آخر وہ (ابراہیم) بھاگ گیا۔ اس کے غلام گرفتار کر لئے گئے اور اس کا مکان اور جانور لوٹ لئے گئے محمد بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر نے جو اپنے باپ کی جانب سے تعینات تھا ابراہیم کے جانوروں اور اس کے لٹے ہوئے مال کو جس پر اس نے قابو پایا تھا جمع کر لیا اور اس کے سپرد کرنے کا حکم دیا اس مال کو اسے واپس کرنے پر شہادت قائم کی گئی۔

کشتیوں پر قبضہ اور فرغانیوں کی گرفتاری

اسی سال ابن ابی ساج نے طائف جانے کے بعد کے سے جدے کی طرف واپس ہوتے ہوئے ایک لشکر روانہ کیا ان لوگوں نے مخزومی کی دو کشتیوں کو گرفتار کر لیا جن میں مال اور ہتھیار تھے۔

اسی سال رومی بن خشنج نے فرغانی سرداروں میں سے تین اشخاص میں سے جن میں سے ایک کا نام صدیق اور دوسرے کا نام طخشی اور تیسرے کا طغان تھا گرفتار کر لیا اور انھیں قید کر دیا صدیق کو چند زخم لگے اور وہ بچ گیا۔

ابن طولون کے حالات وواقعات

اسی سال ماہ ربیع الاول میں احمد بن طولون کے ساتھی خلف نے سرحد وشام میں جن پر وہ اس کی جانب سے گورنر بھی تھا فتح بن خاقان کے آزاد کردہ غلام یازمان خادم پر حملہ کیا اس نے یازمان کو قید کر دیا سرحدیوں کی ایک

جماعت نے خلف پر حملہ کر کے یازمان کو چھڑا لیا اور خلف بھاگ گیا ان لوگوں نے خطبات جمعہ میں ابن طولون کے لئے دعا ترک کر کے برسر منبر لعنت کی۔

یہ خبر جب طولون کو پہنچی تو وہ مصر سے نکل کے دمشق ہوتے ہوئے سرحد شام پر گیا اذنہ میں اترا، یازمان اور طرطوس کے باشندوں نے آذنہ کے تمام دروازے سوائے باب الجہاد اور باب البحر کے بند کر دئے پانی کو کاٹ دیا جو اذنہ اور اس کے گرداگرد تک بہنے لگا اس طرح وہ محفوظ ہو گئے، ابن طولون اذنہ میں مقیم ہو گیا پھر واپس ہو کے انطاکیہ کی طرف جاتے ہوئے حمص گیا پھر دمشق پہنچ کے وہاں مقیم ہو گیا۔

اسی سال ابن طولون کے غلام لولو نے اپنے آقا کی مخالفت کی جس وقت اس نے اس کی مخالفت کی اس قبضے کے میں حمص، حلب، دیار مضر، اور قنسرین تھے۔ لولو بالسکی طرف گیا اسے لوٹ لیا، سعید اور اس کے بھائی کو جو عباس کلابی کے بیٹے تھے گرفتار کر لیا۔

اس کے بعد لولو نے ابو احمد سے اس کے پاس جانے اور ابن طولون کے چھوڑ دینے کے بارے میں خط وخطابت کی جس میں اس نے اپنے لئے کچھ شرطیں لگائیں ابو احمد نے اس کی درخواست قبول کر لی لولو رقہ میں مقیم تھا وہاں سے روانہ ہوا اہل رقہ وغیرہ کی ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے کر قرقیسیا گیا وہاں ابن صفوان عقیلی تھا اس نے اس سے جنگ کی لولو نے قرقیسیا پر قبضہ کر لیا اور اسے احمد بن مالک بن طوق کے سپرد کر دیا۔ ابن صفوان بھاگ گیا لولو بغداد کے ارادے سے آگے بڑھا۔

اسی سال ابو احمد موفق کو ایک تیر مارا گیا جسے خبیث کے ایک قرطاس نامی ایک رومی غلام نے چلایا۔ اس شہر میں جس کو اس نے بنوایا تھا دیواریں منہدم کرنے کے لئے ابو احمد داخل ہو رہا تھا۔

اس کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا یہ ہوا کہ جب ناپاک بہبوذ ہلاک ہو گیا تو صاحب الزنج کو ان خزانوں کا لالچ ہوا جنھیں بہبوذ نے جمع کیا تھا، اسے وثوق کے ساتھ یہ خبر ملی تھی کہ اس کی ملک میں دو لاکھ دینار اور بڑی مقدار میں جواہر اور سونا چاندی جمع ہیں، اس نے اسے ہر تدبیر سے تلاش کیا اور اس پر حرص کی، بہبوذ کے قرابت داروں اور ساتھیوں کو قید کر دیا اور انھیں تازیانے مارے، اس لالچ سے اس کے تمام مکانات ڈھا دئے اور اس کی تمام عمارتیں منہدم کر دیں کہ شاید ان میں سے کوئی دفینہ پائے مگر کچھ نہ پایا۔

وہ سلوک جو اس نے مال کی طلب میں بہبوذ کے ورثا کے ساتھ کیا اس سے اس کے ساتھیوں کا دل بیزار ہو گیا اور انھیں اس کے پاس سے بھاگ جانے اور اس کی حمایت ترک کرنے کی دعوت دی گئی۔ موفق نے بہبوذ کے ساتھیوں میں امان کی منادی کرنے کا حکم دیا ندا دی گئی تو وہ لوگ امان کی طلب میں اس کی طرف دوڑے، وہ لوگ بھی صلہ وانعام خلعت وتنخواہ میں اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ شامل کر دئے گئے۔

ابو احمد کی نئی چھاونی کا قیام

جن اوقات میں تیز ہوائیں چلتی ہیں اور دجلے میں موجیں اٹھنے لگتی ہیں فاجر کے لشکر کی طرف دریا عبور کرنا دشوار ہوتا تھا ایسے وقت کے لئے ابو احمد نے مناسب خیال کیا کہ دجلے کی غربی جانب اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے کوئی وسیع مقام بنا لے، اس مقام میں دیر جابیل اور نہر مغیرہ کے درمیان چھاونی قائم کرے، اس نے کھجور کے درخت کاٹنے اور موضع خندق کو درست کرنے کا حکم دیا کہ خندقوں سے اسے محصور کر کے فصیل کے ذریعے سے اسے محفوظ

کر دیا جائے تاکہ زنجیوں کے شبخون اور دھوکے سے قتل و غارت کا اندیشہ نہ رہے۔ اپنے سرداروں پر باری مقرر کر دی ان میں سے ہر ایک باری باری صبح کے وقت اپنے آدمیوں کے ہمراہ جاتا تھا اس کے ہمراہ اس چھاؤنی کے کام کو مضبوط کرنے کے لئے جس کو اس نے وہاں بنانے کا ارادہ کیا تھا کام کرنے والے ہوتے تھے فاسق نے اس ارادے کا اس طور مقابلہ کیا کہ علی بن ابان مہلبی سلیمان بن جامع اور ابراہیم بن جعفر ہمدانی پر باریاں مقرر کر دیں۔

ان میں سے ہر ایک کے لئے وہ دن مقرر ہو گیا جس میں اس کی باری تھی خبیث کا بیٹا انکلائے ہر روز سلیمان کی باری میں آیا کرتا تھا اور بسا اوقات ابراہیم کی باری میں بھی خبیث نے اسے ابراہیم کی جگہ کر دیا سلیمان بن جامع بھی اس کی باری میں اس کے ساتھ آتا رہا۔ سلیمان بن موسیٰ شعرانی اور اس کے دونوں بھائیوں کو بھی خبیث نے اس کے ساتھ شامل کر دیا وہ سب اس کے آنے پر آتے اور اس کے جانے پر چلے جاتے۔

اور خبیث نے یہ جان لیا کہ موفق جب لڑائی میں اس کے قریب ہو جائے گا اور جو شخص بھاگ کے موفق سے ملنا چاہے گا اس کی مسافت قریب ہو جائے گی، دونوں لشکروں کے قریب ہو جانے سے اس کے ساتھیوں کے دلوں میں ڈر بیٹھ جائے گا تو اس میں اس کی تدبیر ناکام ہو جائے گی اور اس کے تمام معاملات ابتر ہو جائیں گے اس نے اپنے ساتھیوں کو ان سرداروں سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو روزانہ عبور کریں اور ان کے اپنے اس لشکر کے حال کی اصلاح سے روکنے کا حکم دیا جس کی اصلاح کا ارادہ کر کے وہ مغربیہ جانب منتقل ہونا چاہتے تھے۔

ایک دن تیز ہوا اس وقت چلنے لگی جب موفق کا کوئی سردار اپنے اس کام کے لئے جس کے لئے وہ عبور کرتا تھا جانب غربی میں تھا فاسق نے اس کے سردار کے تنہا ہونے کا اور اس کا اپنے ساتھیوں سے جدا ہونے کا اور تیز ہواؤں کے چلنے کی وجہ سے دجلے کے عبور سے مانع ہونے کا موقع غنیمت جانا، اس نے اس سردار پر حملہ کرنے کا قصد کیا جو مغربی دجلے میں مقیم تھا اور اپنے آدمیوں کی کثرت سے اس پر غالب آ گیا۔

کشتیوں نے جو اس فرستادہ سردار کے ہمراہ تھیں اس مقام پر ٹھہرنے کی وجہ سے جہاں وہ ٹھہرتی تھیں اس وجہ سے کوئی گنجائش نہ پائی کہ ہوا نے انھیں پتھروں پر پہنچا دیا تھا کشتی والوں کو ان کے ٹوٹ جانے کا خوف تھا زنجیوں کو اس سردار اور اس کے ساتھیوں پر قابو پانے کی ہمت ہو گئی۔ انھوں نے ان کو اپنے مقام سے ہٹا دیا وہ ان کے ایک گروہ کو پانے میں کامیاب ہو گئے جو ثابت قدم رہے، دوسرے قتل کر دئے گئے ایک گروہ نے پانی کی طرف پناہ لی، زنجیوں نے ان کا تعاقب کر کے ان میں سے چند گرفتار کر لئے اور ایک جماعت کو قتل کر دیا، وہ اپنی کشتیاں پا گئے انھوں نے اپنے آپ کو ان کشتیوں میں ڈال دیا اور شہر موفقیہ کی جانب عبور کر گئے زنجیوں سے جو کچھ بن پڑا اس سے لوگوں کی پریشانی بہت بڑھ گئی اور بہت غم ہوا۔

منصوبے کی ناکامی

ابو احمد نے دجلے کی غربی جانب اترنے کے بارے میں جو سوچا اس میں غور کیا کہ وہ کامیاب نہیں ہوا فاسق اور اس کے ساتھیوں کے اس حیلے پر بھی غور کیا۔

جس سے وہ رات کے وقت لشکر پر حملہ کر دے گا یا کسی ایسی بات کی گنجائش پائے گا جس میں اس کے لئے سہولت ہو اس وجہ سے اس مقام پر ابو احمد کے مخالف بہت سے امور تھے راستے نہایت دشوار تھے۔

زنجی ایسے ویران مقامات میں گھسنے پر زیادہ قادر ہیں اور وہ ان لوگوں پر بہ نسبت ابو احمد کے ساتھیوں کے زیادہ

آسان ہے ان وجوہ کی بنا پر ابواحمد نے دجلے کے غربی جانب اترنے کی رائے واپس لے کے فاسق کی دیوار توڑنے کا اور اسی سے اپنے ساتھیوں کے لئے راستے اور سڑکیں بنانے کا عزم کیا۔

حکم دیا کہ دیوار توڑنے کی ابتدا اس مقام سے کی جائے جو نہر منکی کے متصل ہے اس دن اس بارے میں خبیث کی تدبیر اس کام کے رد کنے کے لئے اپنے بیٹے انکلائے اور علی بن ابان اور سلیمان بن جامع میں سے ہر ایک کو اپنی باری میں بھیجنا تھی لیکن جب ان پر موفق کے ساتھیوں کا ہجوم ہو گیا تو وہ سب کے سب ہر اس شخص سے مزاحمت کے لئے تیار ہو گئے جو ان کے پاس آتا تھا جب موفق نے خبیثوں کے اتحاد اور دیوار کے منہدم کرنے سے روکنے میں باہم مددگار ہونے کو دیکھا تو اس نے خود اس کام کو کرنے اور اپنے موجود رہنے کا عزم کیا تا کہ اس کے ذریعے سے اپنے ساتھیوں سے سعی کوشش کی استدعا کرے اور ان کی توجہ اور محنت میں اضافہ کرے اس نے ایسا ہی کیا مسلسل جنگ ہونے لگی اور دونوں فریق پر شاق گزرنے لگی دونوں فوجوں میں مجروحین ومقتولین کی کثرت ہوگئی۔

نہر منکی کے پلوں کی تباہی

موفق نے ٹھہر کے صبح وشام فاسقوں سے جنگ جاری رکھی، وہ لوگ بھی جنگ میں کسی روز سستی نہ کرتے تھے ابواحمد کے ساتھی ان دونوں پلوں کے ذریعے سے جو نہر منکی پر تھے خبیثوں پر داخل نہ ہو سکتے جن پر جنگ کی شدت کے وقت زنجی چلتے تھے اور ان کے ذریعے سے اس راستے تک پہنچ جاتے تھے جو انھیں ابواحمد کے ساتھیوں کی پشت پر پہنچادیتا تھا اور وہ ان سے کامیابی حاصل کر لیتے تھے اور انھیں دیوار کے منہدم کرنے سے روک دیتے تھے۔

موفق نے ان دونوں پلوں کے توڑنے کی تدبیر پر عمل کرنا مناسب سمجھا تا کہ فاسقوں کو اس راستے سے روک دے جس کے ذریعے سے وہ شدت جنگ کے وقت اس کے ساتھیوں کی پشت پر حملہ کرنے کے لئے جاتے تھے اس نے اپنے غلاموں کے سرداروں کے ذریعے سے چند سرداروں کو ان دونوں پلوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا کہ وہ زنجیوں کو کمزور کر دیں اور ان دونوں پلوں پر قبضہ کرنے کے لئے ان لوگوں کی غفلت سے فائدہ اٹھائیں یہ بھی حکم دیا کہ وہ لوگ ان دونوں پلوں کے لئے آری بسولوں اور ان آلات میں سے جن کی کاٹنے کی ضرورت ہو اور جو کام جلد ہو جانے میں ان کے مددگار ہوں تیار کر لیں۔

غلام مقررہ مقام تک پہنچ گئے دوپہر کے وقت نہر منکی پر پہنچے تو زنجی مقابلے کو نکلے انھوں نے سبقت اور عجلت کی ان پیشروں میں ابوندامع اپنے ان ساتھیوں کے تھا جو پانچ سو سے زائد تھے۔

موفق کے ساتھیوں اور زنجیوں کے درمیان جنگ ہونے لگی دوپہر کے اختتام تک جنگ کی، پھر ابواحمد کے غلام فاسقوں پر غالب آئے اور ان دونوں کو پلوں سے ہٹادیا ابو ندا کے سینے میں ایک ایسا تیر لگا جو اس کے دل تک پہنچ گیا کاری زخم نے اسے گرادیا ساتھیوں نے اس کی لاش کی حفاظت کی، اسے اٹھالیا اور پشت پھیر کے بھاگے الموفق کے غلاموں کے سردار دونوں پلوں کے کاٹنے کا موقع پا گئے ان دونوں پلوں کو کاٹ ڈالا اور ان کو دجلے تک نکال دیا لکڑی ابواحمد کے پاس روانہ کر دی اور سلامتی کے ساتھ لوٹ آئے۔

شہر پناہ میں شگاف

موفق کو ابوالنداء کے قتل اور دونوں پلوں کو کاٹ دینے کی خبر دی گئی تمام اہل لشکر کو بہت مسرت ہوئی۔ اس نے

ابو ندا کے تیر مارنے والے کے لئے بہت سے انعام کا موقع دیا خبیث اوراس کے گروہوں سے ابواحمد مسلسل لڑتا رہا اور دیوار کا اتنا حصہ منہدم کر دیا جس سے ان لوگوں پر دفاع ناممکن ہو گیا ان لوگوں نے ان کے شہر کے اندر کی جنگ سے انھیں اپنی دیوار کے دفاع سے باز رکھا، تیزی سے انھیں منہدم کر کے ابن سمعان اور سلیمان بن جامع کے مکان تک پہنچ گیا یہ دونوں مکان اس طرح موفق کے ساتھیوں کے قبضے میں آ گئے کہ فاسق کو نہ تو مزاحمت کی طاقت تھی اور نہ وہاں تک پہنچنے سے روکنے کی۔ یہ دونوں مکان بھی منہدم کر دیے گئے اور جو کچھ ان میں تھا لوٹ لیا گیا۔

موفق کے ساتھی صاحب الزنج کے ایک بازار تک پہنچے جس نے اسے دجلے کے کنارے سایہ دار بنایا تھا نام میمونہ رکھا تھا۔ موفق نے ابوعباس کے ہراول کے سردار زیرک کو اس بازار کے لیے جانے کا حکم دیا وہ اس کے لئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گیا اور اس پر ٹوٹ پڑا یہ بازار منہدم اور ویران کر دیا گیا موفق نے اس مکان پر حملے کا قصد کیا جسے صاحب زنج نے جبائی کے لئے بنایا تھا اسے بھی منہدم کر دیا اور جو کچھ اس میں اور فاسق کے ان خزانوں میں تھا جو اس سے متصل تھے لوٹ لیا۔

اپنے ساتھیوں کو موفق نے اس مقام میں جانے کا حکم دیا جہاں فاسق نے ایک عمارت بنائی تھی اور اس کا نام مسجد جامع رکھا تھا اس مقام کی فاسقوں کی طرف سے سخت دفاع وحمایت ہوئی کیونکہ خبیث انھیں اس پر برانگیختہ کرتا تھا اور یہ وہم دلاتا تھا کہ ان پر مسجد کی مدد وتعظیم واجب ہے۔ وہ اس بارے میں اس قول کو سچا سمجھتے تھے اور اس کی رائے کی پیروی کرتے تھے موفق کے ساتھیوں پر یہ معاملہ دشوار ہو گیا جس کا انھوں نے ارادہ کیا تھا اس مقام پر جنگ میں بہت زمانہ گزر گیا۔

زنجیوں کی شجاعت

جو لوگ اس دن فاسق کے ہمراہ ثابت قدم رہے وہ اس کے منتخب ساتھی اور ان کے بڑے بہادر لوگ تھے اس کے ہمراہ اپنے آپ کو صبر کے ساتھ جمائے ہوئے تھے وہ ایک مقام پر کھڑے ہوتے تھے ان میں سے کسی کو تیر یا نیزہ یا تلوار لگتی تھی اور وہ گر پڑتا تھا تو جو اس کے پہلو میں ہوتا اس کو کھینچ لیتا اور اس خوف سے خود اس کی جگہ کھڑا ہو جاتا تھا کہ ان کے ایک آدمی کی جگہ خالی ہونے سے کہیں ان کے تمام ساتھیوں میں خلل نہ آ جائے۔

ابواحمد نے اس جماعت کے صبر واستقلال اور حزم واحتیاط پر نظر کی اور مدافعت زمانہ کو طویل ہوتے دیکھا تو اس نے ابوعباس کو اس تعمیر کی ایک دیوار گرانے کا حکم دیا جس کا نام خبیث نے مسجد رکھا تھا کہ وہ اس کے لئے اپنے بہادر ساتھیوں اور غلاموں کو نامزد کرے، ان کے ساتھ اس نے ان مزدوروں کو ملا دیا جو منہدم کرنے کے لئے تیار کئے گئے تھے حکم دیا کہ جب انھیں کسی شے کو منہدم کرنے کا موقع ملے تو اس میں عجلت کریں، دیوار پر سیڑھیاں لگانے کا حکم دیا جو انھوں نے لگا دیں، تیر انداز چڑھ گئے اور ان فاسقوں پر جو دیوار کے پیچھے تھے تیر برسانے لگے جبائی کے مکان سے اس مقام تک جہاں اس نے ابوعباس کو کھڑا کیا تھا آدمیوں کا سلسلہ باندھ دیا گیا۔

عمارتوں کی تباہی اور خزانوں میں لوٹ مار

موفق نے ان لوگوں کے لئے مال، طوق، اور کنگن کا اعلان کیا جو لوگ فاسق کی دیوار اس کے بازار اور اس کے ساتھیوں کے مکانات منہدم کرنے میں عجلت کریں طویل وشدید جنگ کے بعد وہ کام آسان ہو گیا جو دشوار تھا وہ عمارت منہدم

کردی گئی جس کا نام اس خبیث نے مسجد رکھا تھا اس کے منبر تک رسائی ہوگئی اسے اٹھالیا گیا اور موفق کے پاس لایا گیا اور فرحت و مسرت کے ساتھ اس کو شہر الموفقیہ واپس کیا گیا۔

الموفق دیوار منہدم کرنے کے لئے واپس آیا جسے انکلائے کے مکان سے جبائی کے مکان تک منہدم کردیا موفق کے ساتھی خبیث کے چند دفتروں تک اور اس کے چند خزانوں تک پہنچ گئے وہ لوٹے اور جلائے گئے یہ واقعہ ایسے دن ہوا جس میں نہایت دھند چھائی ہوئی تھی آدمی سے دوسرا آدمی پوشیدہ تھا۔ آدمی اپنے ساتھی کو بھی تقریباً نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ابواحمد پر تیر سے حملہ

اسی دن موفق کے لئے فتح کی خوشخبریاں بلند آواز سے ہونے لگیں لوگ انھی مسرتوں میں تھے کہ فاسقین کے تیروں میں سے ایک تیر جسے ایک رومی غلام نے پھینکا تھا جو فاسق کے ساتھ تھا جس کا نام قرطاس تھا وہ تیر اس کے سینے میں لگ گیا، یہ واقعہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۲۶۹ھ کو ہوا موفق نے اس تیر کو جو اسے لگا تھا پوشیدہ رکھا اور شہر موفقیہ واپس ہوگیا اسی رات کو اس کے زخم کا علاج کیا گیا اور وہ سو گیا۔

باوجودیکہ زخم کی تکلیف تھی مگر موفق جنگ کے لئے واپس آیا اپنے دوستوں کے دلوں کی کمزوری یا وہم داخل ہونے سے بچا کر مضبوط کرے جو حرکت اس نے اپنے اوپر برداشت کی اس نے اس کے مرض میں اضافہ کردیا مرض بڑھ گیا اور تکلیف اتنی ترقی کرگئی کہ جان جانے کا خوف کیا جانے لگا علاج کے لئے ان بڑی بڑی چیزوں کی حاجت ہوئی جن سے زخموں کا علاج کیا جاتا ہے لشکر، فوج اور رعیت پریشان ہوگئی انھیں اپنے اوپر فاسق کے غالب آنے کا اندیشہ ہوگیا یہاں تک شہر سے ان لوگوں کی ایک جماعت نکل گئی جو وہاں مقیم تھی کیونکہ ان کے قلوب میں خوف جا گزین ہوگیا تھا۔

شدت مرض کی شدت حالت میں اس پر ایک حادثہ پیش آگیا ساتھیوں اور معتبر لوگوں نے لشکر سے مدینۃ اسلام (بغداد)

روانہ ہونے کا مشورہ دیا کہ وہ کسی کو اپنا قائم مقام کردے مگر اس نے اس سے انکار کیا اسے خبیث کے اس گروہ کے جو متفرق ہوگیا ہے جمع ہوجانے کا اندیشہ تھا مرض کی سختی اور پیش آنے والے واقعے کی اپنے مرض میں شدت کے باوجود وہیں ٹھہرا رہا۔ اللہ نے احسان کیا وہ اپنے ان سرداروں اور خاص آدمیوں کے سامنے ظاہر ہوا جن سے وہ زمانہ دراز سے پوشیدہ رہا تھا اس سے ان کی ہمتیں مضبوط ہوگئیں اور اسی سال شعبان تک وہ تندرست ہوکر اپنے آپ کو فرصت دے کر مقیم رہا جب اچھا ہوگیا اور جنگ کے جانے کی طاقت آگئی تو وہ آمادہ ہوگیا اور پھر اسی معرکے میں اتر آیا جسے پہلے سر کرتا رہا تھا۔

صاحب زنج کی خوش فہمیاں خبیث کو وثوق کے ساتھ ابواحمد کے حادثے کی خبر پہنچی تو وہ اپنے ساتھیوں سے بہت سے وعدے کرنے لگا اور انھیں جھوٹی امیدیں دلانے لگا ابواحمد کے پھر آنے اور کشتی میں سوار ہونے کی مسلسل خبر پہنچنے کے بعد وہ اپنے منبر پر قسم کھا کے بیان کرنے لگا کہ یہ محض غلط ہے جس کی کوئی اصل نہیں جسے انھوں نے کشتی میں دیکھا ہے وہ ایک تصویر ہے جو ان کے لئے بنالی گئی ہے۔

ضعف خلافت اور معتمد کی گرفتاری

اسی سال ۱۵ جمادی الاولیٰ ہفتہ کے دن معتمد مصر جانے کے ارادے سے روانہ ہوا اور شکار کھیلنے کے لئے

کحیل میں قیام کیا، صاعد بن مخلد ابواحمد کے پاس آیا جمادی الآخری میں سرداروں کی ایک جماعت کے ہمراہ سامرا کی جانب روانہ ہوا ابن طولون کے دو سردار جن میں ایک کا نام احمد بن جیغویہ اور دوسرے کے نام محمد ابن عباس کلابی تھا رقہ میں آئے جب معتمد اسحاق بن کنداج علاقے میں پہنچا جو موصل اور جزیرہ کا عامل تھا تو ابن کنداج نے ان لوگوں پر حملہ کردیا جو معتمد کے ہمراہ سامرا سے مصر جانے کے ارادے سے آئے تھے یہ تینک، احمد بن خاقان اور خفار میش تھے جنھیں اس نے قید کردیا اور ان کے مال اور جانوروں کو اور ان کے رفقاء کو چھین لیا اور اسے ان لوگوں کی گرفتاری اور معتمد پر قبضہ کرنے کا لکھا جاچکا تھا اسحاق ابن کنداج نے ان کی اور فارس بن بغا کی جائداد بھی چھین لی تھی۔

اس واقعہ کا سبب یہ ہوا کہ معتمد اسحاق کے علاقے میں پہنچا ہی تھا کہ اس پر قبضے کے بارے میں صاعد کی جانب سے خطوط آچکے تھے، ابن کنداج نے یہ ظاہر کیا کہ وہ بھی سب کے ساتھ ہے اور اس کی رائے بھی معتمد کی اطاعت کے بارے میں انھی کی سی ہے کیونکہ وہ خلیفہ ہے جس کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ سرداروں نے جو معتمد کے ہمراہ تھے معتمد کو اس کے پاس جانے سے ڈرایا تھا مگر اس نے ان تمام باتوں سے انکار کیا کہ وہ میرا خادم اور غلام ہے اور میرا ارادہ شکار کا ہے اور اس کی طرف کے راستے میں آبہت شکار ہے۔

- جب وہ لوگ اس کے علاقے میں پہنچے تو وہ ان سے ملا اور ان کے ساتھ روانہ ہوا معتمد ابن طولون کے علاقے میں پہنچنے سے پہلے کسی منزل میں اتر جائے جب صبح ہوئی تو وہ خدام اور غلام جو معتمد کے ساتھ تھے اور وہ لوگ جوان کے ہمراہ سامرا سے روانہ ہوئے تھے روانہ ہوگئے ابن کنداج نے ان سرداروں میں سے جو معتمد کے ساتھ تھے تنہائی میں ملاقات کی اور ان سے کہا کہ تم لوگ ابن طولون کے علاقے سے اور اس کے اس سردار سے جو رقہ میں مقیم ہے قریب ہوگئے ابن طولون کے پاس پہنچو گے تو اسی کی حکومت ہوگی اور تم اس کے اور اس کے لشکر کے ماتحت ہوگے کیا اس پر راضی ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ تم ہی میں سے کسی ایک جیسا ہے۔ اس معاملے میں ان لوگوں کے درمیان اتنی دیر تک گفتگو ہوتی رہی کہ دن چڑھ گیا معتمد نے اپنے سرداروں کو اپنے روبرو آپس میں بحث میں مشغول ہونے کی وجہ سے اب تک کوچ نہیں کیا تھا ہنوز ان کی آراء کسی بات پر متفق نہیں ہوئی تھیں ابن کنداج نے ان سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو تاکہ اس معاملے میں اس جگہ کے علاوہ کہیں اور گفتگو کریں امیر المومنین کی مجلس کا ادب کرو کہ یہاں آواز بلند نہ ہو اس نے ان کا ہاتھ پکڑلیا اور انھیں معتمد کے خیمے سے اپنے خیمے میں لے گیا جس کے سوا کوئی اور خیمہ نہ تھا جسے روانہ کردیا گیا ہو، معتمد کا اپنے خدام اور حاشیہ نشینوں کو اس روز یہ حکم تھا کہ تم اس کے بغیر کوچ نہ کرنا۔

جب وہ لوگ اس کے خیمے تک پہنچ گئے تو اس کے دوسرے سردار جو اس کے ہمراہ تھے ان کے پاس اسکے بڑے بڑے غلام اور ساتھی آئے، بیڑیاں لائی گئیں اور اس کے غلاموں نے ان تمام سرداروں کو جو معتمد کے ہمراہ سامرا سے آئے تھے باندھ کے مقید کردیا جب وہ لوگ قید کردئے گئے اور اس کام سے فراغت ہوگئی تو وہ معتمد کے پاس گیا اور اسے اور اپنے آباء کے دارالسلطنت سے روانہ ہونے اور اپنے بھائی کو ایسے شخص کی جنگ کی حالت میں چھوڑنے پر ملامت کی جو اسے اور اس کے اہل بیت کو قتل کرنا اور ان کی سلطنت کو زائل کرنا چاہتا تھا خلیفہ کو اور جو اس کے ہمراہ بیڑیوں میں تھے لے کے چلا یہاں تک کہ سامرا میں لایا۔

متفرقات

اسی سال رافع بن ہرثمہ نے خراسان کے ان مواضع اور دیہات کا انتظام کیا جن پر خجستانی غالب آگیا تھا

،رافع بن ہرثمہ نے پہلے ہی خراسان کے متعدد علاقوں سے دس سال سے کچھ زیادہ کا خراج وصول کر لیا تھا جس سے اس نے وہاں کے باشندوں کو فقیر اور علاقوں کو ویران کر دیا تھا۔

اسی سال حسینیوں اور جعفریوں کے درمیان جنگ ہوئی جن میں جعفریوں کے آٹھ آدمی مارے گئے اور جعفر ہی غالب آئے انھوں نے فضل بن عباس عباسی کو چھڑالیا جو مدینے پر گورنر تھا۔

جمادی الآخری میں ہارون بن موفق نے ابن ساج کو انبار شاہراہ فرات اور رحبہ طوق کا گورنر بنایا احمد بن محمد طائی کو کوفے اور اس کے خراج کا والی بنایا معاون کو علی بن الحسین کفتمر کے نام سے کر دیا گیا۔

احمد بن محمد نے ہیصم العجلی سے کوفے میں مقابلہ کیا ہیصم کو شکست ہوئی اور طائی نے اس کے مال و جائداد پر قبضہ کر لیا۔

اسی سال ۴ شعبان کو اسحاق بن کنداج نے معتمد کو سامرا واپس کیا جہاں وہ قصر مطل میں بخیریت پہنچ گیا ۸ شعبان کو خلعت پہنائی گئی اور اس کے دو تلواریں لٹکائی گئیں جس میں ایک حمائل داہنی طرف سے تھی دوسری بائیں طرف سے اس کا نام ذوالسیفین (دو تلواروں والا) رکھا گیا۔ دو دن بعد اسے دیبا کی قبا خلعت میں دی گئی اور دو کمانیں اور ایک تاج پہنایا گیا اور ایک تلوار لٹکائی گئی ہر شے جواہرات سے مرصع تھی اس کی منزل ہارون بن موفق اور ساعد بن مخلد اور سرداروں نے ہمراہی کی اور ان لوگوں نے اس کے پاس ناشتہ کیا۔

اسی سال شعبان میں ابواحمد کے ساتھیوں نے فاسق کا محل جلا دیا اور جو کچھ اس میں تھا لوٹ لیا۔

فاسق کا محل نذر آتش

محمد بن حسن کہتے ہیں کہ جب ابواحمد اس زخم سے اچھا ہو گیا جو اس کو لگا تھا تو دوبارہ فاسق سے صبح و شام کی جنگ پر سے لوٹا خبیث نے بعض شگافوں کو دوبارہ بنالیا تھا جو دیوار میں کر دئے گئے تھے موفق نے ان کو دوبارہ منہدم کرنے کا اس حکم دیا۔ اول وقت عصر سے عشاء تک سوار رہا اس روز نہر منکی سے متصل جنگ جاری رہی، اس علاقے میں زنجی بھی جمع تھے جنھوں نے اپنے آپ کو جنگ میں مشغول کر دیا تھا اور انھیں یہ گمان تھا کہ اس مقام کے سوا ان سے کہیں اور جنگ نہ ہوگی۔

موفق آیا مزدور تیار کر لئے گئے، وہ نہر منکی کے قریب ہو گیا زنجی بھی فوراً وہاں آگئے جنگ بھڑک اٹھی تو موفق نے لکڑی کاٹنے والوں اور پیمائش کرنے والوں کو حکم دیا کہ خشکی سے روانہ ہو کے نہر جوئی کور تک پہنچیں۔

یہ وہ نہر ہے جو دجلے سے نہر الخصیب کے نیچے سے نکلتی ہے انھوں نے ایسا ہی کیا خود بھی جوئی کور تک آیا آدمی اور سپاہی گزر چکے تھے وہ قریب ہوا اور مزدوروں کو نکالا اور دیوار کا وہ حصہ منہدم کر دیا جو نہر سے متصل تھا سپاہی چڑھ گئے اور نہر میں گھس گئے جہاں بہتوں کو قتل کیا فاسق کے محلات تک پہنچ گئے جو کچھ ان محلوں میں تھا سب لوٹ لیا اور ان کو جلا دیا ان عورتوں کو چھڑالیا جو وہاں قید تھیں فاجر کے گھوڑے لے لئے اور دجلے کے غربی جانب لے گئے۔

موفق غروب آفتاب کے وقت فتح کے ساتھ واپس ہوا انھیں جنگ کے لئے اور دیوار منہدم کرنے کے لئے قصد سے صبح کو لے گیا اتنی تیزی کی کہ سلسلہ انہدام انکلائے کے مکان تک پہنچ گیا جو خبیث کے مکان سے متصل واقع تھا، جب خبیث کو انہدام دیوار روکنے اور موفق کے ساتھیوں کو اپنے شہر میں داخل ہونے کی تمام تدبیروں نے تھکا دیا تو حیران ہو گیا اور اسے معلوم نہ تھا کہ اب کیا تدبیر کرے۔ علی بن ابان مہلبی نے اسے اپنی شور زمینوں پر پانی

جاری کرنے کا مشورہ دیا جن پر موفق کے ساتھی چلتے تھے تاکہ انھیں چلنے کا راستہ نہ ملے متعدد مقامات میں خندقیں کھودی جائیں جو شہر میں داخل ہونے سے روکیں اس پر بھی اگر اندر گھسنا برداشت کرلیا اور انھیں شکست ہوگئی تو اپنی کشتیوں کی طرف پلٹنا آسان نہ ہوگا انھوں نے اپنے شہر کے متعدد مقامات میں اور اس میدان میں جسے خبیث نے راستہ بنایا تھا ایسا ہی کیا یہ خندقیں اس کے مکان تک پہنچ گئیں۔

موفق نے یہ دیکھ کے کہ اللہ نے فاسق کے شہر کی دیوار منہدم کرنے کے اسباب مہیا کر دئے یہ مناسب سمجھا کہ خندقوں اور نہروں کے پاٹنے اور پٹے ہوئے مقامات سے گزرنے کا انتظام کرے تاکہ سوار اور پیدل فوج سے سڑکیں درست کرائی جاسکیں۔ اس عزم کے مطابق عمل شروع ہوا تو زنجیوں نے مزاحمت کی جنگ ہونے لگی جس کا سلسلہ بڑھ گیا دونوں فریقین کو قتل وجراحت سے بڑا نقصان پہنچا انھی دونوں میں زخمیوں کی تعداد تقریباً دوسو ہوگئی جنگ کے وقت دونوں فریق کے نزدیک ہونے اور ہر فریق کے اپنے مقابل کو خندقوں سے روکنے اور ہٹانے کی وجہ سے یہ نوبت آئی۔

موفق نے یہ دیکھا تو دجلے کی جانب سے اس کے مکان پر حملہ کرنے اور اس کے جلانے کا قصد کیا خبیث نے جتنے جنگجو اپنے مکان کی حفاظت کے لئے تیار کئے تھے ان کی کثرت اس ارادے سے روکتی تھی جب کشتی اس کے محل کے قریب ہوتی تھی تو وہ لوگ دیوار پر سے تیر پھینکتے تھے اور محل کے اوپر سے پتھر برساتے تھے تیر چلاتے اور پگھلے ہوئے سیسے کو جنگی پچکاریوں میں بھر بھر کے ڈالتے تھے ان وجوہ سے مکان کا جلانا نہایت دشوار تھا

آگ بجھانے والے

موفق نے کشتیوں کے لئے لکڑیوں کے سائبان بنانے انھیں بھینس کی کھال سے منڈھنے اور ان پر کتان کا دبیز کپڑا لپیٹنے کا حکم دیا جو مختلف اقسام کی جڑی بوٹیوں اور دواؤں کے تیل سے موم جامہ بنایا گیا ہو جو آگ کو روکتی ہیں یہ سائبان بنائے گئے اور متعدد کشتیوں پر لگادئے گئے ان سب میں اس نے اپنے بہادر تیرانداز اور نیزہ باز غلام اور ایک تجربہ کار آگ لگانے والوں کی ٹیم مقرر کی اور انھیں اس بدکار صاحب زنج کا مکان جلانے کے لئے تیار کیا۔

محمد بن سمعان کی امان طلبی

۱۸ شعبان یوم جمعہ ۲۶۹ھ کو محمد بن سمعان نے جو خبیث کا کاتب اور اس کا وزیر تھا موفق سے امان لے لی۔ اس کے امن لینے کا سبب محمد بن حسن نے یہ بیان کیا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے اس کی صحبت میں اسے جانچا وہ اس کی گمراہی معلوم ہونے پر اس سے بیزار تھے محمد بن حسن نے کہا کہ میں بھی اس بات پر اس سے متفق تھا، ہم دونوں رہائی کے لئے تدبیر سوچتے تھے جو دشوار تھی جب خبیث پر محاصرے کی مصیبت نازل ہوئی، ساتھی اس سے جدا ہوگئے اور اس کی حالت کمزور ہوگئی تو اس نے رہائی کے لئے ایک فوری تدبیر سوچی اور اس کی مجھے اطلاع دی کہ میں اس بات پر اپنے دل میں خوش ہوں کہ بیوی بچوں کو اپنے ہمراہ نہ لوں اور تنہا نجات حاصل کرلوں، جو کچھ میں نے قصد کیا ہے اس میں تیری کیا رائے ہے میں نے جواب دیا کہ تیرے لئے یہی مناسب ہے جو تونے سوچی ہے کیونکہ تو صرف ایسے کمسن بچے کو چھوڑے گا جس پر حملہ کرنے کی یا کوئی ایسی بات پیدا کرنے کی جس سے تجھے عار آئے گنجائش نہیں ہے، لیکن میں، تو میرے ساتھ ایسی عورتیں ہیں جن کی عار مجھے لاحق ہوگی اور مجھے فاجر کی قوت کی وجہ

سے ان کی حفاظت کی قدرت نہ ہوگی لہذا تو اپنے حال پر قائم رہ، تجھے فاجر کی مخالفت اور اس کی صحبت کی ناگواری کے بارے میں میری نیت کا جو کچھ علم ہے اس کی اطلاع کر دینا اگر اللہ نے میرے لئے میرے بچوں کی رہائی کا سامان کر دیا تو میں بھی بہت جلد تجھ سے ملوں گا اگر تقدیر نے کچھ اور کر دیا تو ہم دونوں ساتھ ہوں گے اور صبر کریں گے۔

محمد بن سمعان نے اپنے ایک وکیل عراقی کو روانہ کیا وہ موفق کے لشکر میں آیا اور اس نے اس کے لئے اس کی خواہش کے مطابق امان لے لی۔ اس کے لئے کشتی تیار کی گئی وہ سحر میں اس روز اس کے پاس گیا پھر موفق کے لشکر چلا گیا۔

موفق نے اس دن کی صبح جس دن محمد بن سمعان نے امان لیا تھا دوبارہ خبیث سے جنگ اور آگ لگانے کا قصد کیا جو نہایت عمدہ طریقے اور کامل تیاری کے ساتھ تھا یہ ۱۹ شعبان ۲۶۹ھ ہفتہ کا دن تھا، اس کے ساتھ وہ کشتیاں بھی تھیں جن پر ان چیزوں کا سائبان تھا جو ابھی ہم نے بیان کیں، تمام چھوٹی بڑی کشتیاں تھیں جن میں اس کے آزاد کردہ غلام تھے وہ کشتیاں بھی تھیں جن میں اس کی پیادہ فوج تھی، موفق نے اپنے فرزند ابو عباس کو محمد بن یحییٰ عرف کرنبائی کے مکان پر حملے کا حکم دیا جو نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب خائن کے مکان کے سامنے تھا جس کا راستہ نہر اور دجلے سے تھا اسے اس کے اور اس کے برابر کے سردار زنج کے مکانات جلانے کا اور ان سرداروں کو اس میں مشغول کر کے خائن کی مدد اور اعانت سے باز رکھنے کا حکم دیا جو لوگ سایہ دار کشتیوں میں تعینات تھے انھیں خبیث کی ان جھونپڑیوں اور عمارتوں کے قصد کا حکم دیا جو دجلے کے کنارے بنائی گئیں تھیں انھوں نے ایسے ہی کیا اپنی کشتیوں کو محل کی دیوار سے ملا دیا، فاجروں سے نہایت شدید جنگ کی اور آگ سے ان کی مزاحمت کی، فاسقوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور جنگ کی اللہ نے ان کے خلاف مدد کی تو وہ ان جھونپڑیوں اور مکانوں سے ہٹ گئے جن کی حفاظت کر رہے تھے۔ انھیں موفق کے ان غلاموں نے جلا ڈالا جو کشتیوں میں تھے وہ خبیث کے ان تیروں اور پتھروں اور پگھلے ہوئے سیسے کے پھینکے جانے سے جن کے ذریعے وہ لوگ جنگ کر رہے تھے ان سایہ بانوں کی وجہ سے بچ گئے جنھیں موفق نے کشتیوں پر لگا دیا تھا، کشتیوں خبیث کے مکان پر قابو پانے کا یہی سبب بن ہو گیا اور موفق نے ان لوگوں کو واپس ہونے کا حکم دیا جو کشتیوں میں تھے، وہ واپس ہو گئے جو غلام تھے انھیں نکال دیا اور دوسروں کو بٹھایا اور پانی کے مد (چڑھاو) اور اس کی بلندی کا انتظار کیا۔

وقت آگیا تو سایبان دار کشتیاں خبیث کے محل کی طرف لوٹیں موفق نے ان لوگوں کو جو ان میں سوار تھے، فاسق کے محل کی ان کوٹھڑیوں کو جو دجلے پر بنی ہوئیں تھیں جلانے کا حکم دیا، انھوں نے ایسے ہی کیا، ان کوٹھڑیوں میں آگ بھڑکنے لگی اور جو پردے ان سے متصل تھے ان میں بھی آگ لگ گئی جن کے ذریعے سے خبیث نے اپنے مکان پر سایہ کیا تھا اب ان پردوں میں آگ لگ گی جو دروازوں پر تھے اور اس وقت آگ اور زیادہ بھڑک اٹھی، اس نے خبیث کو اور اس کے ساتھ والوں کو ان اشیاء کے متعلق فکر کرنے کا بھی موقع نہ دیا جو اس کے مکان میں قسم قسم کے مال و متاع جواہر وخزانہ وغیرہ تھے، وہ بھاگ نکلا اور یہ تمام چیزیں اس نے چھوڑ دیں۔

موفق کے غلام خبیث کے محل پر چھا گئے وہ تمام مال و اسباب فاخرہ اور چاندی اور سونا اور جوہر زیور وغیرہ لوٹ لیا جس تک آگ نہیں پہنچی تھی، عورتوں کی ایک جماعت کو بھی چھڑا لیا جنھیں خبیث اغواء کئے ہوئے تھا، خبیث اور اس کے بیٹے انکلائے کے تمام مکانات میں گھس گئے اور ان سب میں آگ لگا دی۔

اس روز لوگوں کو اس پر بڑی مسرت ہوئی جو اللہ نے انکے لئے مہیا کر دیا تھا ایک جماعت ظہر کے فاسقوں سے ان شہر میں اور خبیث کے محل کے اس دروازے پر جو میدان کے متصل تھا جنگ کرتی رہی، ان کے بہت سے لوگوں کو قتل، قید، زخمی کیا، ابو عباس کر نبائی نے اور اس کے متصل کے مکانات میں بھی اس طرح آگ لگائی اور لوٹا اور منہدم کیا۔

اسی دن ابو عباس نے اس بڑی بھاری اور مضبوط لوہے کی زنجیر کو کاٹ ڈالا جس کے ذریعے خبیث نے نہر الخصیب کو بند کر دیا تھا کہ کشتیوں کو اس میں داخل ہونے سے روکے اس نے انھیں زنجیروں کو اکٹھا کر لیا جو کشتیوں میں لادیں گئیں، موفق نماز مغرب کے وقت بہترین فتح کے ساتھ لوگوں کو اس طرح واپس لایا۔

اس روز فاسق کے جان مال اور اولا دان مسلمان عورتوں کے بارے میں جن پر وہ غالب تھا ایسی ہی کامیابی حاصل ہی تھی جیسی کہ اس سے پہلے مسلمانوں کو پریشانی جلاوطنی اور پراگندگی جماعت کی مصیبت اپنے اہل وعیال کے بارے میں پہنچی تھی۔

اسی روز اس کے بیٹے انکلائے کے پیٹ میں ایسا شدید زخم لگا جس سے وہ قریب مرگ ہو گیا اسکے دوسرے دن بروز اتوار ۲۰ شعبان کو نصیر غرق ہو گیا۔

نصیر کی غرقابی کے واقعات

محمد بن حسن نے بیان کیا کہ جب دوسرا روز ہوا تو موفق نے صبح کے وقت خبیث سے جنگ شروع کی اور نصیر عرف ابو حمزہ کو اس پل پر حملے کا حکم دیا جو خائن نے نہر ابو الخصیب پر بنایا تھا اور جو ان دونوں پلوں سے کمزور تھا جنھیں اس نے اس مقام پر بنایا تھا، زریک کو اس مقام پر اپنے ساتھیوں کو لے جانے کا حکم دیا جو جبائی کے مکان سے متصل تھا تاکہ جو فاجرین وہاں جمع ہیں ان سے جنگ کرے۔ اس کے سرداروں کی ایک تعداد کو اس مقام پر ان کی جنگ کے لئے لے جانے کا حکم دیا جو انکلائے کے مکان سے متصل تھا۔ نصیر فوراً روانہ ہو گیا اور اپنی متعدد کشتیوں کے ساتھ شروع مد میں (چڑھاؤ میں) داخل ہو گیا پانی کے چڑھاؤ نے (مد) انھیں اٹھا کے پل سے ملا دیا چند کشتیاں موفق کے آزاد غلاموں اور گلاموں کی بھی داخل ہوئیں جو ان لوگوں میں شامل تھے جنھیں داخل ہونے کا حکم نہیں دیا گیا تھا ان لوگوں کو بھی مد نے اٹھا کے نصیر کی کشتیوں پر ڈال دیا، بعض کشتیاں بعض سے ٹکرا گئیں ملاحوں کو کوئی تدبیر نہ بن پڑی اور نہ کوئی کام۔

زنجیوں نے دیکھا تو کشتیوں میں جمع ہو گئے اور انھیں نہر ابی الخصیب کے دونوں جانب سے گھیر لیا، ملاحوں نے خوف اور اندیشے سے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا زنجی کشتی میں گھس گئے، بعض سپاہیوں کو قتل کر دیا اور اکثر غرق ہو گئے نصیر نے جنگ کی گرفتاری کا اندیشہ ہوا تو اس نے اپنے آپ کو پانی میں گرا دیا اور ڈوب گیا۔

موفق اس روز جم کر فاسقوں سے جنگ کرتا رہا اور لوٹتا رہا اور ان کے مکانات جلاتا رہا وہ اس روز ان لوگوں پر اور اس پر جو اس دن خائن کے محل کی حفاظت کر رہے تھے غالب رہا سلیمان بن جامع بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ثابت قدم رہا، الموفق کے ساتھیوں اور اس کے درمیان جنگ ہوتی رہی سلیمان جس جگہ مقیم تھا اس سے نہیں ہٹا، یہاں تک کہ اس کی پشت پر الموفق کے حبشی غلاموں کا ایک پوشیدہ لشکر نکل آیا جس کی وجہ سے وہ بھاگا غلاموں نے اس طرح اس کا تعاقب کیا کہ اس کے ساتھیوں کو قتل کر رہے تھے اور ان میں سے بعض کو قید کر رہے تھے اسی وقت سلیمان کی پنڈلی میں ایک زخم لگا جس سے وہ ایک ایسے مقام پر منہ کے بل گرا جہاں آگ لگ چکی تھی جس میں کچھ چنگاریاں تھیں جس سے اس کے جسم کا کچھ حصہ جل گیا باغیوں کے ایک لشکر نے اس کی حفاظت کی تقریباً گرفتاری اسے گھیر چکی تھی

کہ بچ گیا۔

موفق کامیاب اور سلامت واپس ہوا فاسقین کمزور ہو گئے، برگشتگی دیکھی تو اس سے ان کا خوف بہت بڑھ گیا ابو احمد کو جوڑوں کے درد کی بیماری پیدا ہو گئی جس سے وہ بقیہ شعبان اور ماہ رمضان اور چند روز شوال میں ٹھہر کے فاسق کی جنگ سے رکا رہا جب اسے اپنے مرض سے افاقہ ہوا اور تندرست ہو گیا تو ان اشیاء کی تیاری کا حکم دیا جن کی مقابلے کے لئے ضرورت تھی اس کے لئے تمام ساتھی تیار ہو گئے۔

متفرقات

اسی سال عیسیٰ بن شیخ بن سلیل کی وفات ہوئی۔

اسی سال معتمد نے دربار عام میں ابن طولون پر لعنت کی اور منبروں پر اس کو لعنت کرنے کا حکم دیا جمعے کے دن جعفر مفوض (ولی عہد) جامع مسجد گیا اور اس نے ابن طولون پر لعنت کی، اسحاق بن کنداج کو ابن طولون کے علاقے کا گورنر بنایا اسے باب شماسیہ سے افریقہ تک کا ذمہ دار بنایا۔ شرطہ خاص (خاص پولیس) کا بھی والی بنایا گیا۔

اسی سال رمضان میں ابن طولون نے اہل شام کو ایک خط لکھا جس میں انھیں خلیفہ کی مدد کی دعوت دی تھی، فیج کو اسی طرح پایا گیا کہ وہ ابن طولون پر حملہ کا قصد رکھتا تھا اس کے ہمراہ اس کے نائب جواب کی جانب سے واقعات کے متعلق چند خطوط تھے جواب قید کر دیا گیا اور اس کا مال و غلام اور جانور لے لئے گئے۔

اسی سال شوال میں ابن ابی ساج اور بدوؤں کے درمیان ایک جنگ ہوئی جس میں ان لوگوں نے اسے شکست دی اس نے شبخون مارا بعض کو قتل کیا اور بعض کو گرفتار کیا مقتولین کے سروں اور قیدیوں کو بغداد بھیج دیا جو اسی سال شوال میں پہنچ گئے۔

اسی سال ۱۹ شوال جعفر مفوض نے صاعد بن مخلد کو شہر زر رود راباز، صامغان حلوان اور ماسب ذان اور مہر جان قذق اور فرات کے امور پر عہدہ دار بنایا احمد بن موسیٰ اور کیغلغ اور اسحاق بن کنداجیق اور ساتکین کے سوا موسیٰ بن بغا کے سب سرداروں کو اس کے ساتھ شامل کر دیا۔

صاعد نے ۲۲ شوال ہفتے کو ان مقامات میں سے ان پر جن پر اسے عہدے دار بنایا گیا تھا لولو کو عہدہ دار بنایا ابن ابی ساج کو اپنی جانب سے اس حکومت کے لئے کہلا بھیجا جس کا وہ والی تھا وہ انبار اور شاہراہ کفرات اور رحبتہ، طوق بن مالک پر ہارون بن موفق کی جانب سے والی تھا رمضان میں ادھر روانہ ہوا تھا جب یہ صاعد کے ماتحت کیا گیا تو ان میں سے جو کچھ اس کے سپرد تھا صاعد نے اسے اس پر برقرار رکھا۔

اسی سال آخری شوال میں رحبتہ طوق بن مالک میں وہاں کے باشندوں نے ابن ابی ساج سے جنگ کی مگر وہ ان پر غالب آیا اور رحبتہ میں داخل ہو گیا احمد بن طوق بن مالک شام کی طرف بھاگ گیا ابن ابی ساج قرقیسیا کی طرف روانہ ہوا وہاں داخل ہوا تو ابن صفوان قیلی اس سے کنارے ہٹ گیا۔

اسی سال دس شوال بروز منگل کو ابو احمد اور زنجیوں کے درمیان فاسق کے شہر میں ایسی جنگ ہوئی جس میں آثار پائے گئے جن کے ذریعے سے وہ اپنی مراد تک پہنچ گیا۔

جنگ اور زنگ

اسباب و نتائج

محمود بن حسن نے بیان کیا کہ خبیث دشمن خدا نے موفق کے مرض کے زمانے میں اس پل کو دوبارہ بنالیا جس سے نصیر کی کشتیاں ٹکرائی تھیں کچھ اور سامان بھی بڑھالیا جس کو اس نے باعث استواری سمجھا تھا اس طرح لکڑی کے لٹھے گاڑ دیئے جنھیں ایک کو دوسرے سے ملا دیا اور ان پر لوہا چڑھا دیا اس کے آگے پتھروں سے بند باندھ دیا کہ کشتی کی گزرگاہ تنگ ہو جائے اور نہر ابی الخصیب میں پانی کا بہاؤ تیز ہو جائے کہ لوگ اس میں داخل ہونے سے ڈریں۔

مزید پلوں کی تباہی

موفق نے اپنے غلاموں کے دو سرداروں کو چار ہزار غلاموں کے ساتھ نامزد کیا کہ نہر الخصیب میں جائیں ان دونوں میں سے ایک مشرقی جانب ہو اور دوسرا مغربی جانب یہاں تک کہ دونوں پل تک پہنچ جائیں جسے فاجر نے درست کر دیا تھا اور جس کے سامنے اس نے بند باندھ دیا ہے پھر وہ دونوں خبیث کے ساتھیوں سے جنگ کر کے انھیں پل سے ہٹا دیں۔

بڑھئی اور مزدور پل اور ان متفرق چیزوں کے کاٹنے کے لئے مہیا کیے جو اس کے آگے بنائی گئیں تھیں ایسی کشتیاں تیار کرنے کا حکم دیا جن پر مٹی کا تیل چھڑکا ہوا ہو بانس بھرے ہوئے ہوں تاکہ وہ چڑھاؤ کے وقت نہر ابو الخصیب میں داخل کی جائیں اور ان میں آگ لگا دی جائے تاکہ ان کے ذریعے سے وہ پل جلا دیا جائے۔

موفق اسی روز لشکر کے ہمراہ سوار ہو کے روانہ ہوا اور دہانہ نہر ابی الخصیب تک پہنچا خبیث کے لشکر کے اوپر اور نیچے مقامات میں سپاہیوں کو حملے کا حکم دیا تاکہ اس طرح وہ انھیں پل کی حفاظت سے باز رکھ سکیں، دونوں سردار اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آگے بڑھے خائن کے زنجی ساتھی ملے جن کی کمان اس کا بیٹا انکلائے، علی بن ابان مہلبی، اور سلیمان بن جامع کر رہے تھے۔

فریقین کے درمیان جنگ جاری ہوگئی اور ہوتی رہی پل کی حفاظت کے لئے فاسقوں نے نہایت سخت جنگ کی اس پل کے کٹ جانے میں ان کا جو کچھ ضرر تھا اسے وہ خوب جان گئے تھے کیونکہ اس کے بعد کے ان دونوں بڑے پلوں تک جنھیں خبیث نے نہر ابی خصیب پر بنایا تھا پہنچنا سہل تھا۔

فریقین میں بکثرت مقتول اور مجروح ہوئے جنگ نماز عصر تک برابر ہوتی رہی موفق کے غلاموں نے باغیوں کو پل سے ہٹا دیا اور اس سے آگے بڑھ گئے، بڑھئی اور مزدوروں نے اسے کاٹا اور توڑ دیا مذکورہ بالا لٹھے جو بنائے گئے تھے اور فاسق نے اس پل کو لٹھوں سے ایسا مضبوط کیا تھا کہ بڑھئی اور مزدوروں کے ساتھ ان کا تیزی کے ساتھ کاٹنا دشوار ہو گیا اس وقت الموفق نے ان کشتیوں کو داخل کرنے کا جن میں بانس اور مٹی کا تیل تھا ان میں آگ لگا دینے اور انھیں پانی کے ہمراہ روانہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ یہی کیا گیا۔

وہ کشتیاں پل کے پاس پہنچ گئیں اور اسے جلا دیا، بڑھئی وہاں تک پہنچ گئے جہاں انھوں نے لٹھے کاٹنے کا ارادہ کیا تھا، انھوں نے ان کو کاٹ دیا اور کشتی والوں کو نہر میں داخل ہونا آسان ہو گیا، وہ اس میں داخل ہو گئے کشتیوں کے داخل ہونے سے غلاموں کی خوشی بہت بڑھ گئی، انھوں نے فاسق کے ساتھیوں کو ان مقامات سے بھگا کر اس پہلے پل

تک پہنچا دیا جو اس پل کے بعد تھا باغیوں میں بہت سے مقتول ہوئے۔

زنجیوں کی امان طلبی

ایک گروہ طالب امن ہوا موفق نے حکم دیا کہ انھیں اسی وقت خلعت دے کے ایسی جگہ کھڑا کیا جائے کہ انھیں ان کے ساتھی دیکھ سکیں اور وہ بھی رغبت کریں، غلام پہلے پل کے پاس پہنچ گئے یہ مغرب سے کچھ ہی پہلے ہوا موفق نے تاریکی شب میں پسند نہ کیا کہ لشکر نہر ابی الخصیب میں گھسا ہوا ہو اور فاجروں کو فرصت غنیمت سمجھنے کا موقع مل جائے اس نے لوگوں کو واپس ہونے کا حکم دیا وہ صحیح سالم موفقیہ واپس لوٹ آئے۔

موفق نے فتح وظفر کے متعلق جو اللہ نے اسے عطا کی تھی تمام علاقون میں ایک فرمان بھیجنے کا حکم دیا کہ اسے منبروں پر پڑھا جائے اچھی طرح کام کرنے والے غلاموں کے لئے ان کی حاجت روائی اور محنت اور حسن وطاعت کے برابر انعام دینے کا حکم دیا تا کہ اس سے اپنے دشمن کے خلاف جنگ کی ان کوشش اور محنت میں اضافہ ہو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

اپنے آزاد کردہ غلاموں اور غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ چھوٹی بڑی کشتیوں اور تیز رفتار ڈونگیوں میں دہانہ نہر ابی الخصیب تک عبور کیا خبیث نے اسے ان دو برجوں کے ذریعے سے تنگ کر دیا تھا جو پتھروں سے بنائے گئے تھے تا کہ گزرگاہ تنگ اور پانی کی رفتار تیز ہو جائے۔

جب کشتیاں نہر میں داخل ہوئیں تو اس میں پھنس گئیں ان کو نکالنے کی کوئی آسان راہ نہ نکلی تو موفق نے دونوں برجوں کو توڑنے کا حکم دیا اس دن کے اول پہر میں ان دونوں کے توڑنے کا کام کیا گیا جو کام رہ گیا تھا اس کی تکمیل کے لئے دوسرے دن لوٹے تو اس حالت میں پایا کہ جتنا توڑ دیا گیا تھا اسی رات میں اسے دوبارہ بنا دیا تھا، ابو احمد نے ان دونوں پر عرادوں (پتھر پھینکنے والے آلات) کو نصب کرنے کا حکم دیا جو دو کشتیوں میں تیار کئے گئے تھے اور انھیں نہر ابی الخصیب کے اردگرد نصب کیا گیا تھا، اور ان کے لنگر ڈال دیے گئے یہاں تک کہ وہ ٹھہر گئیں ان دونوں پر کشتی والوں کی ایک جماعت کو تعینات کیا گیا اور ان دونوں برجوں کو توڑنے کا حکم دیا۔ دونوں منجنیق والوں کو فاسق کے ان ساتھیوں پر پتھر مارنے کا حکم دیا جو رات یا دن میں ان میں سے کسی کے دوبارہ بنانے کے لئے نزدیک آئیں باغی اس مقام کے نزدیک آنے سے باز رہے اور اس سے ہٹ گئے ان لوگوں نے جو ان پتھروں کو توڑنے پر تعینات تھے خوب کوشش کی یہاں تک کہ ان کا ارادہ تھا اس کو انھوں نے پورا کیا اور کشتیوں کے لئے نہر میں داخل ہونے اور اسے خارج ہونے کا راستہ وسیع ہو گیا

صاحب الزنج کی مشرقی جانب منتقلی

اسی سال فاسق نہر ابی الخصیب کی غربی جانب سے اس کی شرقی جانب منتقل ہو گیا اور اس پر ہر طرف سے رسد منقطع ہو گئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب موفق نے صاحب زنج کے مکانوں کو ویران کر کے انھیں جلا دیا تو اس نے ان مکانات میں جو نہر ابی الخصیب کے اندر تھے حفاظت کی خاطر پناہ لی وہ اس مکان میں اترا جو احمد بن موسیٰ عرف قلوص کا تھا

اور اپنے اہل وعیال کو اپنے اردگرد جمع کرلیا اپنے بازاروں کو اس بازار کی طرف منتقل کیا جو اس مقام کے قریب تھا جہاں اس نے پناہ لی تھی اور وہ بازار سوق الحسین کے نام سے مشہور تھا۔

زنجیوں کی بدحالی اور مصائب

صاحب الزنج کی حالت نہایت کمزور ہوگئی لوگوں پر بھی اس کا زوال اچھی طرح ظاہر ہوگیا چنانچہ وہ اس کے پاس غلہ لے جانے سے ڈرے جس سے ہر قسم کا غلہ اس سے منقطع ہوگیا آدھ سیر گیہوں کی روٹی کی قیمت دس درہم ہوگئی تو وہ جو کھانے لگے اس کے بعد مختلف اقسام کے غلے کھانے لگے، آدمیوں کو تلاش کرتے تھے جب ان میں سے کوئی شخص کسی عورت، یا بچے یا مرد کو تنہا پاتا تھا تو اسے ذبح کر کے کھالیتا تھا طاقتور زنجی کمزوروں پر ظلم کرنے لگے جسے تنہائی میں پاتے اسے ذبح کر کے کھالیتے تھے انھوں نے اپنی اولاد تک کا گوشت کھایا مردوں کی قبر کھودتے تھے ان کے کفن بیچ ڈالتے تھے اور ان کا گوشت کھالیتے تھے خبیث ان لوگوں کو جو کوئی جرم کرتے تھے سوائے قید کے کوئی سزا نہ دیتا تھا جب اس کی قید کا زمانہ لمبا ہوجاتا تھا تو اسے رہا کردیتا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب فاسق کا مکان منہدم اور جلا دیا گیا اور جو کچھ اس میں تھا لوٹ لیا گیا اور نہر ابی الخصیب کی غربی جانب سے دھکیل کے اور مال چھین کے اسے نکال دیا گیا تو وہ مشرقی جانب چلا گیا اب ابواحمد نے یہ مناسب سمجھا کہ شرقی جانب بھی اجاڑ دی جائے تا کہ اس میں خبیث کا حال ویسا ہی ہو جیسا کہ غربی جانب سے نکالنے میں ہوا چنانچہ اپنے فرزند ابو عباس کو ایک جماعت کے ساتھ کشتی نہر ابی الخصیب میں ٹھہرنے کا حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں اور غلاموں میں سے کچھ لوگ منتخب کر کے اس مقام پر روانہ کرے جہاں نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب کرنبائی کا مکان ہے اور اس کے ہمراہ مزدوروں کو بھی مکانات منہدم کرنے کے لئے روانہ کرے موفق قصر ہمدانی میں ٹھہر گیا ہمدانی اس مقام کی نگرانی پر مقرر تھا اور وہ خبیث کے لشکر کا ایک سردار اور اس کا قدیم ساتھی تھا۔

موفق کے حکم سے سردار آزاد کردہ غلاموں نے الہمدانی کے مکان پر حملہ کیا ان کے ہمراہ مزدور بھی تھے، یہ مقام خبیث کے زنجی وغیرہ زنجی ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ محفوظ تھا اس پر عرادات (پتھر پھینکنے والے آلات) اور مجانیق سنگ بار اور ناوک کی کمانیں نصب تھیں دونوں فوجوں میں جنگ ہونے لگی مقتولین اور زخمیوں کی کثرت ہوگئی موفق کے ساتھیوں نے خبیث کے لشکر کو شکست دے دی اتنے ہتھیار چلائے کہ ان لوگوں کا قتل عظیم ہوا ابو عباس کے ساتھیوں نے بھی ان فاسقوں کے ساتھ جو ان کے
پاس سے گزرے تھے ایسا ہی سلوک کیا۔

"ابو عباس کے ساتھی اور موفق کے سپاہی زنجیوں کے مقابلے میں متحد ہوگئے۔ خبیث (باغی) پشت پھیر کے بھاگے اور ہمدانی کے مکان تک پہنچ گئے جس کو اس نے محفوظ کرلیا تھا عرادات نصب کئے تھے اور اسے فاجر کے سفید جھنڈوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا جن پر اس کا نام لکھا ہوا تھا موفق کے ساتھیوں کے لئے اس مکان کی دیوار پر چڑھنا اس کی حفاظت دیوار کی بلندی کی وجہ سے دشوار ہوگیا، لمبی لمبی سیڑھیاں لگائیں مگر وہ بھی اتنی اونچائی تک نہ پہنچیں بعض غلاموں نے میخوں کو پھینکا جنھیں تیار کر کے ایسے ہی مقام کے لئے ان میں رسیاں باندھ دیں تھیں، میخوں کو فاسق کے جھنڈوں میں پھنسا کے انھیں کھینچا جھنڈے دیوار پر سے الٹ کر گر پڑے موفق کے ساتھیوں کے قبضے میں آگئے۔

دیوار کے محافظوں کو اس میں کوئی شک نہ رہا کہ ابواحمد کے ساتھی اس پر چڑھتے ہیں وہ ڈرے اور بھاگے اور

اسے اور اس کے آس پاس کو سپرد کر گئے، مٹی کے تیل سے آگ لگانے والے چڑھ گئے اس پر جتنی منجنیقیں تھیں اور ہمدانی کا جتنا ساز و سامان تھا سب جلا ڈالا اور ارد گرد جتنے مکان فاجروں کے تھے سب جلا دئے۔ اس دن مسلمان عورتوں کی بھی بہت بڑی تعداد رہا کرائی گئی۔ موفق نے ان سب کو کشتیوں میں سوار کر کے موفقیہ بھیجنے کا اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا۔ دن چڑھے سے عصر کی نماز تک مسلسل جنگ ہوتی رہی۔

زنجیوں کے آخری بازار کی تباہی

فاسق کے ساتھیوں کے ایک گروپ نے اور اس کے خاص غلاموں نے بھی جو اس کی خدمت میں دن رات حاضر باش رہتے تھے امان طلب کی موفق نے ان کی درخواست قبول کر کے ان کے ساتھ احسان کرنے خلعت و انعام دینے اور تنخواہ جاری کرنے کا حکم دیا۔

واپس ہوتے ہوئے موفق نے یہ حکم دیا کہ کشتیوں کے کناروں پر فاسق کے جھنڈوں کو الٹا کر کے لٹکا دیا جائے جنھیں اس کے ساتھی دیکھیں امن لینے والوں کی ایک جماعت نے موفق کو خبیث کے اس بازار کا پتہ بتایا جو ہمدانی کے مکان کی پشت پر اس پہلے پل سے متصل تھا جسے نہر ابی الخصیب پر باندھا گیا تھا اس کا نام خبیث نے مبارکہ رکھا تھا یہ بھی بتایا گیا کہ اگر جلانا پڑے تو ان لوگوں کے لئے کوئی بازار نہیں رہے گا وہ تاجر چلے جائیں گے جن کی وجہ سے ان کی روزی ہے سب کے سب گھبرا اٹھیں گے اور امان چاہنے کے لئے مجبور ہوں گے۔

موفق نے بازار اور اس کے آس پاس اپنے لشکر کو تین سمتوں سے بھیجنے کا حکم دیا جو پہلے پل سے متصل تھی اپنے غلام راشد کو اس سمت بھیجا جو ہمدانی کے مکان سے متصل تھی حبشی غلاموں کے سرداروں میں سے ایک سردار کو نہر ابی شاکر کی طرف حملہ کا حکم دیا ہر ایک نے وہی کام کیا جس پر وہ مقرر تھا زنجیوں نے لشکر کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا تو مقابلے میں کھڑے ہو گئے جنگ بھڑک اٹھی اور سخت کارن پڑا فاجر نے اپنے ساتھیوں کی امداد کی انبلبی، انکلائے اور سلیمان بن جامع بھی اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ نکل آئے ان کے پاس خبیث کی امداد بھی اس بازار میں پہنچ گئی جس کی حفاظت میں وہ شدید جنگ کر رہے تھے الموفق کے ساتھی اپنے ابتدائی حملے میں بازار کے ایک کنارے تک پہنچ گئے تھے اسے آگ لگا دی جس سے وہ حصہ تو جل گیا اور بازار کے اکثر حصے تک آگ پہنچ گئی۔

دونوں فریق اس طرح جنگ کر رہے تھے کہ آگ انھیں گھیرے ہوئے تھی۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ جو اوپر تھا وہ جلتا تھا اور جنگ کرنے والوں کے سروں پر گر کے بعض کو جلا دیتا تھا سورج غروب ہونے اور رات ہونے تک یہی حال رہا پھر وہ لوگ رک گئے موفق اور اس کے ساتھی کشتیوں میں واپس ہوئے بازار جل گیا باشندے اور وہ لوگ جو خائن کے لشکر کے سوداگر اور ان کی رعیت تھے چلے گئے فاسقوں کے سپاہی اپنے سرکشوں کی طرف لوٹے، سوداگر شہر کے اوپر والے حصے میں اپنا وہ مال و اسباب لے گئے جسے بچا لیا گیا تھا وہ لوگ پہلے ہی اپنا بڑا مال تجارت اور سرمایہ اس بازار سے اس قسم کے حادثے کے خوف سے منتقل کر چکے تھے۔

اس جنگ کے بعد خبیث نے مشرقی جانب خندقیں کھودنے اور راستے مسدود کرنے کا وہی کام کیا جو غربی جانب کیا تھا ایک چوڑی خندق جوی کور کی حد سے نہر غربی تک کھودی گئی۔ اکثر توجہ کرنبائی کے گھر سے نہر جوے کور تک کا علاقہ محفوظ کرنے پر تھی کیونکہ اس مقام پر اس کے ساتھیوں کے بڑے بڑے مکانات اور ٹھکانے تھے جوی کور سے نہر غربی تک باغ اور وہ مقامات تھے جن کو خالی کر دیا گیا تھا دیوار اور خندق انھیں گھیرے ہوئے تھی جب جنگ اس مقام میں ہوئی

تھی تو وہ لوگ اپنے مقام سے ان کی حفاظت کے لئے اس کی جانب گئے تھے اس وقت الموفق نے یہ مناسب سمجھا کہ باقی دیوار کو بھی نہر غربی تک منہدم کر دیا جائے طویل جنگ اور مدت دراز کے بعد ایسا ہی کیا گیا۔

ایک مضبوط دیوار

فاسق مغربی نہر کی شرقی جانب ایک ایسے لشکر میں تھا جس میں زنجیوں کی محفوظ دیوار اور خندقوں کی حفاظت کرنے والی جماعت تھی وہ لوگ بہادر اور شجاع تھے۔ وہ اس دیوار کی حفاظت کرتے تھے جو نہر غربی کے قریب تھی یہ لوگ جوئی کور اور اس کے متصل سے مقام کی جنگ میں موفق کے ساتھیوں کی پشت پر حملہ کرتے تھے موفق نے وہاں جا کے جنگ کرنے دیوار ڈھانے اور محافظوں کو ہٹانے کا حکم دیا ابو عباس اور اپنے غلاموں اور آزاد کردہ غلاموں کے چند سرداروں کو اس کے لئے تیار کیا ان لوگوں کو نہر غربی لے جایا گیا اس نے کشتیوں کے متعلق حکم دیا تو نہر جوئی کور سے موضع باسین تک ان کا سلسلہ قائم کر دیا گیا۔ سپاہی نہر غربی کے دونوں طرف روانہ ہوئے، دیوار پر سنگ انداز نصب تھے تاہم سیڑھیاں لگالیں گئیں جنگ ہونے لگی جو دن چڑھے سے ظہر کے بعد تک مسلسل جاری رہی دیوار کئی جگہ سے منہدم ہو گئی اس پر جتنے سنگ انداز تھے سب جلا دئے گئے دونوں فریق رک گئے کسی کو ایک دوسرے پر فوقیت حاصل نہ تھی سوائے اس کے کہ موفق کے ساتھیوں کی ان مقامات تک رسائی ہو گئی تھی جنھیں ان لوگوں نے منہدم کر دیا تھا سنگ انداز بھی قبضے میں آ گئے اور جلا دیئے گئے دونوں فوجوں کو نہایت شدید زخموں کی تکلیف پہنچی موفق اور اس کے تمام ساتھی موفقیہ واپس آئے زخمیوں کے علاج کا حکم دیا ہر شخص کو زخموں کے مطابق انعام دیا فاسق کے خلاف جنگ کی ابتدا سے اللہ تعالیٰ کے اس کو قتل کرنے تک تمام جنگوں میں اسی طور پر تدبیر جاری رہی۔

اس جنگ کے بعد مدت تک موفق رکا رہا پھر اس مقام کی طرف لوٹنا اور پھر وہیں پر برسر جنگ رہنا مناسب سمجھا وہ اس کی حفاظت اور جو لوگ وہاں تھے ان کی شجاعت اور استقلال کو دیکھ چکا تھا یہ بھی خیال تھا کہ نہر غربی اور جوئی کور کے درمیان اس نے اس بات کا ارادہ کیا تھا جب تک زنجی نہ ہٹا دئے جائیں تو اس کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ کھودنے کے آلات مہیا کئے گئے جن کی ضرورت تھی بہت سے مزدور جمع کئے گئے اس نے تیر اندازوں نیزہ بازوں اور شمشیر زن حبشیوں کا انتخاب کیا اور اس مقام پر اسی طرح حملہ کیا جس طرح پہلی مرتبہ کیا تھا پیادہ لشکر کو ایسے مقامات پر روانہ کیا جہاں اس نے مناسب سمجھا چند کشتیاں نہر میں داخل کیں۔

جنگ شروع ہو گئی اور ہوتی رہی فاسقوں نے نہایت ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا ان کے مقابلے میں موفق کے ساتھی بھی ثابت قدم رہے، فاسقین نے اپنے سرکشوں سے امداد طلب کی مہلبی اور سلیمان بن جامع اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پاس آ گئے تو ان کے دل مضبوط ہو گئے۔

انھوں نے موفق کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا، سلیمان ایک پوشیدہ مقام سے کہ جوئی کور سے متصل تھا نکل آیا ان لوگوں نے موفق کے ساتھیوں کو پسپا کر دیا یہاں تک کہ اپنی اپنی کشتیوں میں پہنچ گئے ان کی ایک جماعت قتل کر دی گئی موفق ناکام لوٹا۔

ظاہر ہو گیا تھا کہ یہ ضروری ہے کہ متعدد مقامات سے فاسقین سے جنگ کر کے ان کی جماعت کو متفرق کر دیا جائے، پھر اس سخت مقام پر حملہ کرنے والے کو روند ڈالنا آسان ہو جاتا۔

اس نے ان پر دوبارہ حملہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ابو عباس اور دوسرے سرداروں کو دریا عبور کرنے کا اور اپنے

آدمیوں میں سے بہادروں کے انتخاب کا حکم دیا مسرور کو نہر منکی پر مقرر کیا کہ وہ اپنے آدمیوں کو اس مقام کے پہاڑوں اور کھجور کے باغوں میں روانہ کرے تا کہ فاجروں کا دھیان بٹ جائے اور وہ یہ دیکھ لیں کہ ان کے خلاف اس جانب سے بھی کوئی تدبیر کی جارہی ہے، اور ابو عباس کو اپنے ساتھیوں کو جوئی کو روانہ کرنے اور اس مقام پر کشتیوں کا سلسلہ قائم کرنے کا حکم دیا کہ وہ موضع باسین تک پہنچے جو نہر غربی کے نیچے ہے خود موفق نہر غربی کی طرف روانہ ہوا اور اپنے غلاموں کے سرداروں کو یہ حکم دیا کہ ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوں فاسقین سے ان کے قلعے اور جائے پناہ میں اس قدر جنگ کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں فتح دے یا اللہ تعالیٰ کا ارادہ پورا ہو (یعنی موت آئے) دیوار پر اس کے منہدم کرنے والے کو تعینات کیا اپنی عادتوں کے مطابق فاسقوں نے عجلت کی ان دونوں جنگوں نے جس کا ہم نے ذکر کیا ان کو کامیابی کا لالچ دلا رکھا تھا مگر موفق کے غلام ثابت قدم رہے اور خوب مقابلہ کیا اللہ نے ان پر اپنی مدد نازل کی انھوں نے فاسقوں کو ان مقامات سے پسپا کر دیا، موفق کے ساتھی قوی ہو گئے اور ان پر ایسا حملہ کیا کہ وہ بھاگے قلعے کو خالی چھوڑ دیا جو موفق کے غلاموں کے قبضے میں آ گیا انھوں نے اس کو منہدم کر دیا مکانات جلا دئے اور جو کچھ تھا سب لوٹ لیا بھاگنے والوں کا تعاقب کر کے بیشتر کو مار ڈالا اور بہت سے قید کر لئے گئے قلعے میں سے قیدی عورتوں کی بڑی تعداد کو چھڑا لیا۔ موفق نے ان کو روانہ کرنے کا اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ساتھیوں کو اپنی اپنی کشتیوں میں واپس جانے کا حکم دیا انھوں نے اس پر عمل کیا وہ موفقیہ میں اس طرح روانہ ہوا کہ اس مقام پر جو کچھ اس کی مراد تھی اسے حاصل کر چکا تھا۔

اسی سال موفق فاسق کے شہر میں نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب سے داخل ہوا اور اس کے مکانات جلا دئے۔

زنجیوں کے مستقر پر قبضہ

بیان کیا جاتا ہے کہ ابو احمد نے اس مکان کی دیوار منہدم کرنے کے بعد جب اس پر قبضہ کا ارادہ کیا تو وہ ٹھہر کے نہر ابی الخصیب کی دونوں جانب کے اور قصر فاسق کے راستے درست کرنے لگا تا کہ جنگ کے لئے فوج کے آنے جانے کا راستہ وسیع ہو جائے، خبیث کے محل کے اس دروازے کے اکھیڑنے کا حکم دیا جو اس نے بصرے کے قلعے ارو خ سے نکالا تھا، اسے اکھیڑ کے مدینۃ السلام روانہ کر دیا گیا، نہر ابی الخصیب کا پل کاٹنا مناسب سمجھا کہ ان کے لشکر کے اطراف میں جنگ کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرنے سے روکنے کی گنجائش تھی، بہت بڑی کشتی تیار کرنے کا حکم دیا جنھیں مٹی کا تیل پلائے ہوئے بانسوں سے بھر دیا جائے، اس کے درمیان ایک بہت لمبی بلی (دقل) نصب کرنے کا حکم دیا جو کشتی کو جب کہ وہ پل سے مل جائے آگے بڑھنے سے روکے، فاسقوں کی غفلت اور ان کے منتشر ہونے کے موقع کا منتظر رہا۔

دن کے آخر میں یہ موقع ملا تو کشتی آگے کی گئی اسے ایک بادبان کشتی نے کھینچا نہر میں داخل ہو گئی اس میں آگ لگا کے روانہ کر دیا گیا پانی کا چڑھاؤ بھی زوروں پر تھا وہ کشتی پل کے پاس پہنچ گئی زنجیوں نے جب اسے دیکھ لیا تو اس کثرت سے جمع ہو گئے کہ پل اور جو اس کا علاقہ تھا اس کو چھپا لیا کشتی کو اینٹوں اور پتھروں سے مارنے لگے اس پر مٹی ڈالنے لگے اور پانی برسانے لگے بعض نے غوطہ لگا کے اس میں سوراخ کر دیا پل کا کچھ حصہ بھی جل چکا تھا فاسقین نے اسے بجھا دیا اور کشتی کو ڈبو دیا اس پل پر جمع ہو گئے اور وہ ان کے قبضے میں آ گیا۔

ابو احمد نے جب یہ دیکھا تو اس نے پل پر جنگ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تا کہ اسے کاٹ دے اس کے لئے اپنے

دو غلام سرداروں کو نامزد کیا اور ان دونوں کو اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ جو تیر، ہتھیاروں، محفوظ زرہوں اور مضبوط آلات سے مسلح ہو کر دریا عبور کرنے اور مٹی کے تیل سے آگ لگانے والوں کو ان آلات کے تیار کرنے کا حکم دیا جن سے پلوں کو کاٹا جاتا ہے ایک سردار کو نہر کی مغربی جانب جانے کا حکم دیا اور دوسروں کو اس کی مشرقی جانب روانہ کیا موفق اپنے آزاد کردہ غلاموں اور خدام اور غلاموں
بادبانوں اور کشتیوں میں سوار ہوا اور دہانہ نہر ابی الخصیب کی طرف جانے کا قصد کیا اور یہ واقعہ ہفتے کی صبح ۱۴ شوال ۲۶۹ھ کا ہے۔

پل تک وہ سردار گیا جس کو موفق نے مغربی جانب سے آنے کا حکم دیا تھا اس نے فاسق کے ان ساتھیوں پر حملہ کیا جو پل پر تعینات تھے ان کی ایک بڑی تعداد قتل کی گئی پل میں آگ لگا دی گئی اس پر بانس اور جلانے والی اشیاء مہیا تھیں وہ ڈال دی گئیں خبیث کے وہ مددگار جو وہاں تھے دور ہٹ گئے اس کے بعد وہ سردار پہنچا جس کو شرقی جانب سے پل پر یلغار کا حکم دیا گیا تھا اس نے حسب الحکم آتش زنی شروع کر دی۔

خبیث نے اپنے بیٹے انکلائے اور سلیمان بن جامع کو پل کی حفاظت کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیا تھا دونوں نے ایسا ہی کیا وہ سرداران کی طرف متوجہ ہوا جو ان دونوں کے مقابل تھا ان لوگوں نے ان سے شدید جنگ کی انکلائے اور سلیمان پسپا ہو گئے ان لوگوں کو پل جلانے کا موقع مل گیا ان لوگوں نے اسے جلا دیا اور اس سے گزر کے اس مقام تک پہنچ گئے جہاں فاسق کی بادبانیں، کشتیاں، اور تمام آلات حرب بنائے جاتے تھے چند بادبانوں اور کشتیوں کے سوا جو نہر میں تھیں سب جلا دیے گئے انکلائے اور سلیمان بن جامع بھاگے۔

موفق کے غلام نہر ابی الخصیب کے غربی جانب خبیث کے ایک قید خانے تک پہنچ گئے زنجیوں نے دن کے ایک پہر تک اس قید خانے کی حفاظت کی ایک جماعت کو نکال لیا گیا قید خانے پر موفق کے غلام غالب آ گئے مردوں اور عورتوں کو جو اس میں بند تھے چھوڑ دیا گیا۔

موفق کے وہ غلام جو شرقی جانب تھے پل کے اس حصے کو جلانے کے بعد جس پر مقرر کئے گئے تھے ایک مقام تک بڑھے جو دار مصلح کے نام سے مشہور تھا، مصلح فاسق کے قدیم سرداروں میں سے تھا، لوگ اس کے گھر میں گھس گئے اسے لوٹ لیا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا راستے میں جس چیز کو جلا سکے اسے جلا دیا پل کے بیچ میں کچھ تنے رہ گئے جنھیں خبیث نے مضبوطی کے ساتھ لگایا تھا موفق نے ابو عباس کو چند بادبان کشتیاں اس مقام تک روانہ کرنے کا حکم دیا اس نے ایسا ہی کیا جو لوگ روانہ ہوئے ان میں سے چند اپنے ساتھیوں کے ہمراہ زیرک بھی تھا۔

وہ ان تنوں تک پہنچ گیا ان تنوں کے پاس ایک جماعت کو روانہ کیا جن کے ہمراہ بسولے اور آریاں بھی تھیں انھوں نے ان لٹھوں کو کاٹ ڈالا وہ کھینچ کر نہر سے نکال دیے گئے، بقیہ پل گر پڑا الموفق کی بادبان کشتیاں نہر میں داخل ہو گئیں دونوں سردار اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ دونوں کناروں پر روانہ ہوئے فاجر کے ساتھیوں کو دونوں جانب شکست ہوئی اور موفق اور اس کے ساتھی صحیح وسالم واپس ہوئے اور بہت سے لوگوں چھڑا لیا گیا۔

موفق کے پاس فاسقوں کے بہت سے سر لائے گئے جو انھیں لایا اسے اس نے انعام دیا اس کے ساتھ احسان کیا اور اس کا صلہ دیا، اس روز اس کی واپسی دن کے تین گھنٹے بعد ہوئی تھی جب کہ فاسق اور اس کے تمام زنجی ساتھی نہر الخصیب کے شرقی جانب بھاگ گئے اور انھوں نے اس کی غربی جانب خالی کر دی۔

اس پر موفق کے ساتھیوں نے قبضہ کر کے فاسق کے اور اس کے ساتھیوں کے محلوں کو جو فاجروں کے خلاف جنگ میں حائل تھے منہدم کر دیا۔ ان تنگ راستوں کو جو نہر الخصیب پر تھے انھیں وسیع کر دیا۔ یہ ایسے افعال تھے جنھوں نے خائن کے ساتھیوں کے خوف میں اضافہ کر دیا اس کے سرداروں اور ساتھیوں کی ایک بہت بڑی جماعت جن کے متعلق یہ گمان نہ ہوتا تھا کہ یہ اسے چھوڑ دیں گے۔

امان مانگنے کی طرف مائل ہوگئی، سب کو پناہ دی گئی گروہ کے گروہ نکلے اور قبول کئے گئے ان کے ساتھ احسان کیا گیا اور انھیں تنخواہ اور انعام اور خلعت میں ان کے ساتھیوں کے ساتھ ملا دیا گیا۔

موفق نے کشتیوں کو نہر میں داخل کرنے کی اور خود اپنے غلاموں کے ہمراہ داخل ہونے کا معمول بنالیا، فاجروں کے ان مکانات کے جلانے کا جو اس کے دونوں کناروں پر تھے اور ان کشتیوں کے جو اس کے اندر تھیں جلانے کا حکم دیا نہر میں داخلہ کو آسان اور راستہ کو حل کرنا چاہا اس طرح دوسرے پل کے جلانے اور فاجروں کے انتہائی مقامات تک پہنچنے کا ارادہ تھا۔

صاحب الزنج کے قاضی کی امان طلبی اور اس کے منبر پر قبضہ

انھی دنوں میں جب موفق پابندی سے جنگ خبیث میں مشغول تھا وہ نہر کے ایک مقام پر ٹھہر گیا یہ جمعے کا دن تھا اتفاقاً فاجر کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اس سے پناہ مانگی اور اس کے پاس خبیث کا ایک منبر لایا جو مغربی جانب میں تھا اس نے منبر کو اپنے ساتھ منتقل کرنے کا حکم دیا اس شخص کے ہمراہ ایک اور بھی تھا جو خبیث کے شہر میں اس کا قاضی تھا یہ بھی ان باتوں میں سے تھے جنھوں نے ان کی قوت کو توڑ دیا۔

خبیث کے پاس جتنی کشتیاں باقی رہ گئیں تھیں اس نے انھیں جمع کر کے دوسرے پل کے قریب کر دیا اپنے سرداروں، ساتھیوں، اور بہادروں کو وہاں جمع کیا تھا موفق نے اپنے بعض غلاموں کو اس پل کے پاس جانے اور جو بحری کشتیاں اس کے قریب تھیں ان میں سے جن کا جلانا ممکن ہوا ان کے جلانے اور ان میں سے جن کا گرفتار کرنا ممکن ہوا گرفتار کر لینے کا حکم دیا، غلاموں نے اس پر عمل کیا اس فعل نے فاجر کی ہوشیاری اور دوسرے پل کی حفاظت میں اضافہ کر دیا اس نے اس خوف سے اس کی حفاظت و نگرانی اپنے اور اپنے تمام ساتھیوں کے اوپر لازم کر لی کہ اگر کوئی تدبیر بن پڑی تو جانب غربی بھی اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا اور اسے موفق کے ساتھی روندڈالیں گے جو اس کے بالکل برباد ہو جانے کا سبب ہوگا۔

ایک اور بڑی جنگ

پہلا پل جلانے کے بعد موفق چند روز ٹھہر کے اپنے غلاموں کے ایک ایک گروہ کو نہر ابی الخصیب کی غربی جانب عبور کراتا رہا جو فاجرین کے بقیہ مکانات جلاتے جاتے تھے اور دوسرے پل کے قریب ہوتے جاتے تھے اور اس پر زنجی ان سے جنگ کرتے تھے ان کی ایک جماعت ان مکانوں میں رہ گئی تھی جو مغربی جانب دوسرے پل کے قریب تھے۔

موفق کے غلام اس مقام پر آتے تھے اور ان راستوں اور سڑکوں پر کھڑے ہوتے تھے جو خبیث کے لشکر کو ان سے چھپائے ہوئے تھے جب موفق اپنے غلاموں اور ساتھیوں کے اس راستے کو جان لینے اور ان کے اس راستے کے

چلنے کے لئے رہبر ہونے سے واقف ہوگیا تو اس نے دوسرے پل کو جلانے کا قصد کیا تا کہ غربی جانب کو بھی خبیث کے لشکر سے چھین لے تا کہ اس کے ساتھیوں کے لئے ایسی ہموار زمین پر چلنے کا انتظام ہو جائے کہ اس میں سوائے نہر ابی الخصیب کے دونوں لشکر کے درمیان اور کوئی حائل نہ ہو۔

اس وقت موفق نے ابو عباس کو اپنے ساتھیوں اور غلاموں کے ہمراہ غربی جانب جانے کا حکم دیا اور یہ ۲۲ شوال بروز ہفتہ ۲۶۹ھ کا واقعہ ہے۔

اس نے حکم دیا کہ اس کا حملہ اس عمارت پر ہو جس کا نام فاجر نے جامع مسجد رکھا تھا اور وہ راستہ اختیار کرے جو اس مقام تک پہنچانے والا ہے جس کو خبیث نے عید گاہ بنایا تھا جب عید گاہ تک پہنچے تو اس پہاڑ کی طرف پھرے جو مہلبی کے بھائی کے نام پر جبل ابو عمر کے نام سے مشہور ہے اپنے غلاموں کے سوار و پیادہ سرداروں میں سے تقریباً دس ہزار آدمی اس کے ہمراہ کر دیئے کہ اپنے ہراول کے سردار زیرک کو اس کے ساتھیوں سمیت عید گاہ کے صحرا میں مقرر کرے تا کہ اگر اس مقام پر فاسقوں کا کوئی پوشیدہ لشکر ہو تو اس کے حملہ کا خوف نہ رہے،

ایک جماعت کو یہ حکم دیا کہ وہ جبل ابو مقاتل زنجی اور جبل ابو عمر کے درمیان ان پہاڑوں پر منتشر ہو جائیں جو اس صحرا میں ہیں یہاں تک کہ سب کے سب ان پہاڑوں سے نہر ابی الخصیب کے دوسرے پل کے مقام تک پہنچ جائیں۔

ایک جماعت کو جو ابو عباس کے ساتھ تھی یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ فاسق کے مکان اور اس کے بیٹے انکلائے کے مکان کے درمیان روانہ ہوں اور ان کی روانگی نہر ابی الخصیب کے کنارے اور مضافات پر ہوں انھیں حکم دیا کہ ان غلاموں کے ابتدائی حصے سے مل جائیں جو پہاڑوں پر آئیں گے سب کی روانگی پل کی طرف سے ہو۔

انھیں کدال، بسولہ اور آری وغیرہ آلات نفاطین (مٹی کے تیل سے آگ لگانے والوں کی) کی ایک جماعت کے ساتھ اس حصے کو کاٹنے کے لئے جس کا کاٹنا ممکن ہو اور اس حصے کو جلانے کے لئے جس کا جلانا ممکن ہو لے جانے کا حکم دیا۔

راشد کو ویسی ہی تیاری کے ساتھ جو ابو عباس کے لئے تھی نہر ابی الخصیب کی شرقی جانب اور پل پر جنگ کرنے کا حکم دیا۔

ابو احمد نہر ابی الخصیب میں کشتی میں داخل ہوا اپنے ساتھ ایسی کشتیاں تیار کی تھیں جن میں بہادر تیر انداز و نیزہ باز غلام چن چن کے بٹھائے تھے وہ آلات مہیا کیے گئے جن سے بدر ضرورت پل کاٹا جائے انھیں اپنے آگے نہر ابہ الخصیب میں روانہ کیا۔

دونوں جانب سے دونوں فوجوں میں سخت خون ریزی ہونے لگی۔ مغربی جانب ابو عباس اور اس کے ہمراہیوں کے مقابلے میں فاسق کا بیٹا انکلائے اور سلیمان بن جامع اپنے لشکر کے ہمراہ تھے، شرقی جانب راشد اور اس کے ہمراہیوں کے مقابلے میں صاحب الزنج اور مہلبی اپنے باقی لشکر کے ساتھ تھے۔ اس دن جنگ دن کے تین گھنٹے ہوئی تھے کہ فاسقین اس طرح بھاگے کہ کسی طرف رخ نہ کرتے تھے، تلواروں نے ان میں سے راستہ صاف کر لیا ۔فاسقوں کے اتنے سر کاٹ لئے گئے کہ کثرت کی وجہ سے ان کا شمار نہ ہو سکا موفق کے پاس جب کوئی سر لایا جاتا تو وہ نہر ابی الخصیب میں ڈالنے کا حکم دیتا تا کہ مجاہدین سروں کے جمع

کرنے میں مشغولی کو ترک کر دیں اور اپنے دشمن کے تعاقب میں خوب سعی کریں کشتی والوں کو جن کو اس نے نہرابی الخصیب میں مقرر کیا تھا پل کے نزدیک ہونے کا اور اس کے جلانے کا اور جو نجی اس کی حفاظت کریں انھیں تیروں سے دفع کرنے کا حکم دیا، انھوں نے ایسا ہی کیا اور پل کو آگ لگادی۔

اسی وقت انکلائے اور سلیمان نہرابی الخصیب کی شرقی جانب کو عبور کرنے کے ارادے سے زخمی ہو کر بھاگتے ہوئے آئے۔ ان دونوں اور پل کے درمیان آگ حائل ہوگئی۔ دونوں نے اور ان کے محافظین نے جو ہمراہ تھے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا ان میں سے کثیر تعداد غرق ہوگئی، انکلائے اور سلیمان ہلاکت کے قریب پہنچ کر بچ گئے پل پر دونوں جانب سے مخلوق کثیر جمع ہوگئی وہ پل آگ لگے ہوئے بانسوں سے بھری ہوئی ایک کشتی ڈالنے کے بعد کاٹ دیا گیا کشتی نے بھی اس کے کاٹنے اور جلانے میں مدد کی دونوں جانب سے پورا لشکر خبیث کے شہر میں منتشر ہوگیا لوگوں نے ان کے مکانات، محلات، اور بازاروں میں سے بہت کچھ جلا دیا، قیدی عورتوں اور بچوں میں سے اتنے زیادہ افراد چھڑائے جن کا شمار نہیں ہو سکتا، موفق نے مجاہدین کو اپنی کشتیوں میں سوار کرا کے موفقیہ تک عبور کرانے کا حکم دیا۔

فاجر اپنا محل اور مکانات جلا دئے جانے کے بعد احمد بن موسیٰ قلوص اور محمد بن ابراہیم ابو عیسیٰ کے مکانوں میں رہتا تھا اس نے اپنے بیٹے انکلائے کو مالک بن اخت قلوص کے گھر میں رکھا تھا موفق کے غلاموں کی ایک جماعت نے ان مقامات کا قصد کیا جن میں خبیث رہتا تھا چنانچہ یہ لوگ گھس گئے چند مقامات جلا دیے پہلی آتش زنی اور خبیث کے بھاگنے سے جو مال بچ گیا تھا سب لوٹ لیا گیا اس روز اس کے مال کے مقامات کی اطلاع نہ ہو سکی۔

اسی روز چند علوی عورتیں بھی چھڑائی گئیں جو اس مکان کے قریب جن میں وہ رہتا تھا ایک جگہ قید تھیں موفق نے انھیں اپنے لشکر میں روانہ کرنے کا حکم دیا ان کے ساتھ احسان کیا اور صلہ دیا۔ موفق کے غلاموں کی اور امن لینے والوں کی ایک جماعت نے جو ابو عباس کے ساتھ کیے گئے تھے ایک قید خانے پر حملہ کیا جس کو فاسق نے نہرابی الخصیب کے شرقی جانب بنایا تھا اس کو کھول کے مخلوق کثیر کو نکالا جو کہ ان لشکروں میں سے قید ہوئے تھے جو فاسق اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کرتے تھے ان کے علاوہ دوسرے بھی تھے سب اپنی بیڑیوں اور طوقوں کے ساتھ نکالے گئے موفق کے پاس لایا گیا تو اس نے بیڑیوں کے علیحدہ کرنے اور موفقیہ روانہ کرنے کا حکم دیا۔ اس روز تمام اقسام کی کشتیاں شندا، ہمراکب چھوٹے بڑے سفینے، حراقات، زلالات وغیرہ جو نہرابی الخصیب میں باقی تھیں نہر سے دجلہ روانہ کر دی گئیں ان کشتیوں کو ان کے اندر کے لوٹے اور چھینے ہوئے مال سمیت جس کو اس روز ان لوگوں نے لشکر خبیث سے حاصل کیا تھا، الموفق نے اپنے ساتھیوں اور غلاموں کو دے دیا اس کی بہت بڑی مقدار اور بڑی قیمت تھی۔

اسی سال معتمد کا واسط میں نزول ہوا ذی القعدہ میں وہاں گیا اور اس نے زیرک کے مکان میں قیام کیا۔

انکلائے کی امان طلبی اور دوبارہ سرکشی

اس سال فاسق کے بیٹے انکلائے ابو احمد سے امن کا طالب ہوا ایک قاصد بھیجا اور چند اشیاء کا سوال کیا موفق نے اس کی ہر درخواست کو منظور کر کے قاصد کو اس کے پاس واپس کر دیا، اسی کے بعد موفق کو کوئی ایسی بات پیش آئی جس نے اسے جنگ سے باز رکھا۔

انکلائے کے باپ فاسق کو اس کے بیٹے سے سرزد ہونے والی بات کا علم ہو گیا تو اس نے اسے ملامت کی اور طلب امن کی رائے سے پھیر دیا وہ پھر موفق کے ساتھیوں سے خون ریزی اور جنگ کرنے کی طرف پلٹ گیا۔

شعرانی کو امان

اسی سال سلیمان بن موسیٰ شعرانی نے فاسق کے سرداروں میں سے تھا کسی کو روانہ کیا جو اس کے لئے ابواحمد سے امان طلب کرے مگر ابواحمد نے اس کی سابقہ خون ریزی اور بیہودگی کی وجہ سے امان دینے سے انکار کر دیا۔

خبر ملی کہ خبیث کے ساتھیوں کی ایک جماعت پریشان ہوگئی ہے شعرانی کی درخواست قبول نہ ہوئی تو دوسروں کو کیا امید ہے۔ چنانچہ ابواحمد نے اس مقصد سے اس کو امان دینا منظور کر لیا کہ اس خبیث کے دوسرے ساتھیوں کی بھی اصلاح ہوگی اس مقام پر کشتی بھیجنے کا حکم دیا جہاں پر شعرانی نے ان سے وعدہ کیا تھا، ایسا ہی کیا گیا شعرانی، اس کا بھائی اور اس کے سرداروں کی ایک جماعت نکلی انھیں کشتی میں روانہ کر دیا گیا، خبیث نے اسی کے ذریعے نہر ابی الخصیب کے آخری حصے کی حفاظت کی ہوئی تھی، ابوعباس اسے موفق کے پاس لے گیا تو اس نے اس پر احسان کیا امان کو پورا کیا اور انعام دیا اسے بھی انعام دیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی انعام دیا گیا سب کو خلعت دیئے گئے اور اسے زین وسامان سمیت چند گھوڑوں کی سواری دی گئی اس کی اور اس کے ساتھیوں کی نہایت خوبی سے مہمان داری کی گئی، ان لوگوں کو ابو عباس کے ماتحت کر کے اس کے ساتھیوں میں شامل کر دیا۔

اسے کشتی میں سوار کر کے خائن کے ساتھیوں کے لئے ظاہر کرنے کا حکم دیا گیا تا کہ اس کی امان پر ان لوگوں کا اعتماد زیادہ ہو جائے، وہ کشتی نہر ابی الخصیب میں اپنے مقام سے نہ ہٹی تھی کہ زنجی وغیرہ سرداروں میں سے بہت بڑی جماعت نے امان طلب کیا، وہ سب ابواحمد کے پاس لائے گئے اس نے انھیں صلہ دیا اور خلعت وانعام میں ان لوگوں سے ملا دیا جو ان سے پہلے آئے تھے۔

جب شعرانی نے امن لے لیا تو خبیث اپنے لشکر کے پیچھے کے حصے کا جو انتظام کیا کرتا تھا اس میں خلل پڑ گیا انتظامی حالت سست اور ضعیف ہوگئی خبیث نے اس کی حفاظت جو شعرانی کے سپرد کی تھی وہ شبل بن سالم کے سپرد کی اور اسے نہر ابی الخصیب کے پچھلے حصے میں ٹھہرا دیا۔

شبل بن سالم کو امان اور اس کے کارنامے

جس دن شعرانی کو خبیث کے ساتھیوں کے سامنے کیا گیا تھا اس کی شام نہ ہوئی تھی کہ موفق کے پاس شبل بن سالم کا قاصد امان کے لئے درخواست لے کر آیا کہ ابن سمعان کے مکان کے پاس کشتیاں کھڑی کی جائیں تا کہ ہم ان لوگوں کے ہمراہ جو اس کے سرداروں اور آدمیوں میں سے اس کے ساتھ ہوں اس کا رات کے وقت ان کشتیوں کی جانب قصد ہو قاصد کو امان دے کے اس کے پاس واپس بھیج دیا گیا اور اس کے لئے اس مقام پر کشتیاں کھڑی کی گئیں جہاں اس نے کھڑی کی جانے کی درخواست کی تھی وہ ان کشتیوں کے پاس آخر شب میں آیا اہل وعیال اور اس کے سرداروں اور آدمیوں میں سے بھی ایک جماعت ہمراہ تھی ساتھیوں نے اپنے ہتھیار اتار لئے تھے، زنجیوں کی ایک جماعت ان سے ملی جن کو خبیث نے ان کی کشتیوں کی طرف جانے سے روکنے کے لئے روانہ کیا تھا جس کی خبر اس کو پہنچ گئی تھی، شبل اور اس کے ساتھیوں نے ان سے جنگ کی اور ان کی خاصی تعداد کو قتل کر دیا آخر یہ لوگ صحیح وسالم کشتیوں تک پہنچ گئے

انھیں موفق کے محل میں موفقیہ لایا گیا وہ ایسے وقت اس کے پاس پہنچا کہ صبح کی روشنی پھیل چکی تھی موفق نے یہ حکم دیا کہ شبل کو کثیر انعام دیا جائے بہت سی خلعتیں دی جائیں اور اسے کئی گھوڑوں کی سواری اس کے زین وساز سمیت دی جائے شبل خبیث کے گنتی کے لوگوں، اس کے قدیم ساتھیوں، اور اس کی مدد کرنے والے بڑے بہادروں میں سے ایک تھا شبل کے ساتھیوں کو بھی صلہ ملا خلعت عطا ہوئی اچھی طرح مہمانی ہوئی اور تنخواہیں مقرر کی گئیں اور سب کے سب موفق کے غلاموں کے سرداروں میں سے ایک سردار کے ساتھ کر دیئے گئے۔ اس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتیوں میں روانہ کیا، وہ اس طرح کھڑے ہوئے کہ خبیث اور اس کے گروہ دیکھتے تھے فاسق اور اس کے دوستوں پر یہ گراں گزرا کہ انھوں نے امان کو غنیمت جاننے میں اپنے سرداروں کو رغبت کرتے دیکھا۔

جب موفق پر شبل کی وفاداری اور اس کی فہم خوبی اچھی طرح واضح ہوگئی تو خبیث جو داؤ پیچ کھیلتا تھا شبل کی قابلیت اس کے توڑ کے لئے کافی سمجھی۔ چنانچہ شبل کو خبیث کے لشکر پر شب خون مارنے کا حکم دیا ساتھ وہ لوگ گئے جو زنجیوں سے ٹوٹ کے پناہ گزیں ہوئے تھے، کیونکہ یہ لوگ خبیث کے لشکر کی سڑکیں جانتے تھے۔

حکم کے مطابق شبل روانہ ہوگیا اس مقام کا ارادہ کیا جسے وہ جانتا تھا صبح کے وقت یکا یک وہاں پہنچا تو زنجیوں کی ایک ایسی جماعت ملی جو اپنے چند محافظوں اور سرداروں کے ساتھ تھی جن کو خبیث نے ابوعیسیٰ کے مکان کے دفاع کے لئے مقرر کیا تھا اس وقت وہی خبیث کا مکان تھا اس نے اس حالت میں ان پر حملہ کیا کہ وہ غافل تھے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے سرداران زنج کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا اور ان کے بہت سے ہتھیار چھین لئے وہ اس کے ساتھی صحیح وسالم لوٹ آئے الموفق کے پاس لایا تو اس نے اچھا انعام دیا خلعت دی اور ان کی ایک جماعت کو کنگن پہنائے۔

اس جنگ میں شبل کے ساتھیوں نے خائن کے ساتھیوں پر حملہ کر کے ان کو اتنا ڈرایا ایسا خوف دلایا کہ ان کا خواب وآرام ترک ہوگیا، ہر رات پہرا دینے لگے اندیشے سے ان کے لشکر میں نفرت پیدا ہوتی رہی اتنی وحشت بڑھی کہ ان کا شور وغل اور پہرہ دینا موفقیہ میں سنائی دیتا تھا موفق وقفے وقفے سے نہر ابی الخصیب کی دونوں جانب سے رات دن خبیثوں کی جانب لشکر بھیجتا رہا پسپا کرتا رہا ان کی راتوں کی نیند حرام کر دی اور بیچ میں ایسا حائل ہوا کہ رسد پہنچنے کی کوئی راہ نہ رہی اس کے ساتھی راستوں کو پہچانتے رہے خبیث کے شہر میں گھس کے زبردستی داخل ہونے کا تجربہ کرتے رہے اور اس ہیبت پر غالب آتے رہے جو ان کے اور اس کے درمیان حائل تھی۔

موفق کا دربار عام اور خطاب

جب موفق کو یقین ہوگیا کہ کامیابی کے لئے جن وسائل کی ضرورت تھی وہ سب فراہم ہو چکے ہیں اور نہر ابی الخصیب کی شرقی جانب فاسق کی جنگ کے لئے عبور کرنے کا اس کا ارادہ پختہ ہوگیا تو اس نے دربار عام میں پناہ گیر زنجیوں، عرب سرداروں، اور سوار اور پیدل افواج کے جمعہ داروں کو حاضر کرنے کا حکم دیا، وہ لوگ دربار میں ایسے مقام پر کھڑے کئے گئے جہاں سے اس کا کلام سن سکیں اس نے پناہ گیروں کو مخاطب کر کے جس جہل وگمراہی اور حرام امور کے ارتکاب میں وہ سرگرم رہا کرتے تھے ان سب کی توضیح کی۔

فاسق نے اللہ کی نافرمانی کو ان کا دین بنایا تھا اور ان امور قبیحہ نے ان کا خون حلال کر دیا تھا اس کے باوجود خلافت نے ان کی لغزش کو معاف کر دیا بیہودگی سے درگزر کیا اور امن دے دیا جس شخص نے اس کی پناہ لی اس پر اپنے کرم کے ساتھ رجوع کیا سب کو اس نے کثیر انعامات دئے عمدہ تنخواہیں دیں اور انھیں اپنے دوستوں اور وفاداروں میں

شامل کرلیا جو احسانات ان پر ہوئے ہیں اس کے بدلے اخلاص واطاعت ان پر لازم ہے۔

پروردگار کی اس سے بڑی کوئی عبادت نہیں اور خلافت کی خوشنودی کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ ان دشمنان خدا کے مقابلے میں جہاد فی سبیل اللہ کا حق ادا کریں وہ خبیث کے لشکر کے راستوں سے اس کے شہر کی تنگ گلیوں سے اور محفوظ مقامات پناہ

سے جن کو اس نے بھاگنے کے لئے تیار کیا ہے اس قدر باخبر ہیں کہ ان کے سوا دوسروں کو اتنی خبر نہیں اس لئے کہ وہ اس بات کے زیادہ اہل ہیں کہ خلافت کے ساتھ اپنی سچی خیر خواہی کا ثبوت دیں خبیث پر حملہ میں اور اس کے قلعوں کے اندر اس کے پاس جانے میں خوب کوشش کریں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس پر اور اس کے گروہوں پر قابو دے دے جب وہ ایسا کریں گے تو ان کے لئے حسن سلوک ہے اور زائد احسان ہے جو ان میں قصور کرے گا تو اس کے افسر سے اس کی حالت کے گرانے اور اس کی قدر رکھٹانے اور اس کے مرتبے گرانے کی درخواست کی جائے گی۔

سب کی آوازیں ایک دم بلند ہوئیں جس میں الموفق کے لئے دعا تھی اس کے احسان کا اقرار تھا صدق دل سے اطاعت وفرمابرداری دشمن کے مقابلے میں کوشش اور اپنی جان وتن کو ہر ایسے کام میں سرف کرنے کا اقرار تھا جو ان کو اس کا مقرب بنادے اس نے جس بات کی دعوت دی تھی اس نے ان کی نیتوں کو قوی کر دیا ہے انھیں اس طرف رہنمائی کی ہے کہ اس کو ان پر اعتماد ہے ان کو اپنے وفاداروں کے مرتبے میں داخل کیا ہے۔

پناہ گزینوں نے درخواست کی کہ تنہا انھیں کسی علاقے میں تعینات کر دیا جائے جس میں وہ جنگ کریں تا کہ ان کی نیک نیتی اور دشمن کے قتل سے وہ بات ظاہر ہو جس سے ان کا اخلاص نمایاں ہو اور پرانی نادانی سے ان کی بیزاری عالم آشکارا ہو جائے۔

موفق نے ان کی درخواست قبول کر لی ان کی تعریف کی اور وہ لوگ خوش خوش اس کے پاس سے روانہ ہوئے۔

اسی سال ذی القعدہ میں موفق نہر ابی الخصیب کی شرقی جانب سے فاسق کے شہر میں داخل ہوا اس نے اس کا گھر تباہ کر دیا اور جو کچھ اس میں تھا سب لوٹ لیا۔

صاحب الزنج کی تباہی

شہر پر حملے کی تیاریاں

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابو احمد نے نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب سے فاسق کے شہر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو دجلہ اور بطیحہ اور اس کے اطراف کی تمام کشتیوں اور عبور کرنے کے عارضی پلوں کے لئے حکم دیا کہ انھیں ان کشتیوں میں ملا دیا جائے جو اس کے لشکر میں ہیں بادبانوں، کشتیوں، اور چڑھاؤ کی کشتیوں کا شمار کرایا لشکر انھی کے ذریعے عبور کرتا تھا تو ان میں تقریباً دس ہزار ایسے ملاح تھے جنھیں بیت المال سے ماہانہ تنخواہیں دی جاتیں تھیں ان کشتیوں کے سوا جن پر غلہ لادا جاتا تھا اور جن پر لوگ اپنی ضروریات سے سوار ہوتے ہیں۔ اور اس زمانے میں کئی طرح کی کشتیاں تھیں جن کو سمیریہ، جربیہ، اور زورق کہتے تھے ان سب میں ملاح مقرر تھے اور خزانہ خلافت سے ان کا ماہانہ وظیفہ مقرر تھا۔

جب کشتیاں اور عبور کے عارضی پل حسب خواہش مکمل ہو گئے تو اس نے ابو عباس اور اپنے آزاد غلاموں کے سرداروں کو دشمن کے مقابلے کے لئے تیار اور مستعد ہونے کا حکم دیا، کشتیوں اور عارضی پلوں کو سوار اور پیادہ فوج کے سوار

کرنے کے لئے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ ابو عباس کو مقرر کیا کہ اس کی روانگی اپنے لشکر کے ساتھ نہر ابی الخصیب کے غربی جانب ہو۔ تقریباً آٹھ ہزار غلام سردار اس کے ہمراہ کئے اور حکم دیا کہ فاسق کے لشکر کے پچھلے حصے پر حملہ کر کے مہلبی کے مکان سے آگے بڑھ جائے۔ فاسق نے اسے محفوظ کر دیا تھا اور اپنے ساتھیوں میں کثیر تعداد کو اس کے قریب ٹھہرایا تھا تا کہ اپنے لشکر کے پچھلے حصے پر حملے سے محفوظ رہے اور جو شخص اس مقام پر حملے کا قصد کرے اسے چلنا دشوار ہو۔

ابو احمد نے ابو عباس کو اپنے ساتھیوں کو نہر ابی الخصیب کی غربی جانب عبور کرانے کا حکم دیا کہ وہ اس علاقے میں اس کی پشت سے داخل ہو۔ اپنے آزاد کردہ غلام و پیادہ فوج کی کثیر تعداد کے ہمراہ جو تقریباً بیس ہزار تھی نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا کچھ فوج کو مہلبی کے کاتب کربنائی کی دیوار کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا یہ مکان نہر ابی الخصیب کی شرقی جانب اس کی ایک شاخ پر تھا انہیں یہ حکم دیا کہ اپنی روانگی نہر کے کنارے کنارے چلتے ہوئے اس مکان پر پہنچ جائیں جس میں خبیث ٹھہرا ہوا ہے، یہ ابو عیسیٰ کا مکان تھا اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو نہر ابی شاکر کے دہانے پر روانہ ہونے کا حکم دیا جو نہر ابی الخصیب سے پستی میں واقع تھی دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نہر جوئی کور کے دہانے پر روانہ ہونے کا حکم دیا، ان سب کو سواروں کے آگے کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ سب کے سب خائن کے مکان کی طرف حملہ کریں اگر اللہ تعالیٰ اس پر اور اس کے اہل وعیال پر کامیاب کر دے تو خیر ورنہ مہلبی کے مکان پر قبضہ کریں وہاں وہ لوگ بھی مل جائیں جنھیں ابو عباس کے ہمراہ دریا عبور کرنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ فاسقوں کے مقابلے میں سب ایک ہو جائیں، ابو عباس اور راشد اور آزاد غلام اور غلاموں کے ان تمام سرداروں نے جو انھیں حکم دیا گیا تھا اس پر عمل کیا۔

لشکروں کی روانگی

۷، ذی قعدہ ۲۶۹ھ بروز پیر بوقت عشاء کشتیوں میں سوار ہو کے ایک دوسرے کے پیچھے روانہ ہوئے اور پیادہ بھی چلے پیر کو نماز ظہر سے منگل کی رات آخر وقت عشاء تک دجلے میں کشتیاں چلتی رہیں لوگ ایک ایسے مقام تک پہنچے جو لشکر کے نیچے تھا الموفق نے جو خراب اور خوفناک گھاٹیاں تھیں ان کو درست کرنے اور پاک صاف کرنے اور اس کی چھوٹی بڑی نہریں پاٹنے کا حکم دیا تھا تا کہ برابر ہو کے فرح ہو جائے اور اس کے کنارے دور تک پھیل جائیں وہاں ایک محل اور ایک میدان سوار و پیادہ کو فاسق کے محل کے مقابلہ میں پیش کرنے کے لیئے بنایا گیا، اس کی غرض فاسق کے اس دعوے کو باطل کرنا تھی جو اپنے ساتھیوں سے الموفق کے اپنے مقام سے جلد منتقل ہونے کے متعلق کرتا تھا اس نے ارادہ کیا کہ دونوں فریق کو یہ بتا دے کہ وہ کوچ کرنے والا نہیں ہے جب تک اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کر دے لشکر اس مقام پر فاسق کے لشکر کے مقابل منگل کی رات کو آرام کرتا رہا وہ سب کے سب تقریباً پچاس ہزار سوار پیادہ آدمی تھے جو نہایت اچھی صورت اور ہیبت میں تھے تکبیر کہتے تھے لا الٰہ الا اللہ کے نعرے لگاتے تھے کلام اللہ کی تلاوت کرتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور آگ جلاتے رہتے تھے۔

خبیث نے فوج کا مجمع اور سامان تعداد کی اتنی کثرت دیکھی کہ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی عقلیں جاتی رہیں الموفق پیر کو عشاء کے وقت بادبان میں سوار ہوا اس روز ایک سو پچاس بادبان تھے جن کو اس نے اپنے آزاد غلاموں کے بہادر نیزہ بازوں اور تیر اندازوں سے بھرا ہوا تھا خائن کے لشکر کے شروع سے آخر تک ان کا سلسلہ قائم کیا تھا تا کہ لشکر کے لیئے اس کی پشت سے آڑ ہو جائیں۔ ایسے مقام پر ان کے لنگر ڈال دئے گئے جو ساحل سے قریب تھا کچھ کشتیاں

علیحدہ کرلیں جن کو اس نے اپنے لئے منتخب کر کے ان میں اپنے غلاموں کے خاص سرداروں کو بٹھایا کہ وہ لوگ نہر ابی الخصیب میں داخل ہونے کے وقت اس کے ہمراہیوں، سواروں اور پیادوں میں سے دس ہزار کا انتخاب کر کے حکم دیا کہ نہر ابی الخصیب کے دونوں کناروں پر اس کے ساتھ ساتھ چلیں، وہ ٹھہریں تو خود بھی ٹھہر جائیں لڑائی میں جدو جدھر وہ رخ کرے اسی طرح مڑ جائیں۔

واقعہ شب جنگ

منگل کو الموفق فاسق صاحب الزنج سے جنگ کے لیے صبح کو روانہ ہوا سرداروں میں ایک سردار اس مقام کی طرف روانہ ہوا جس کا اسے حکم دیا گیا تھا لشکر اس کے ساتھی فاسق کی جانب روانہ ہوئے خبیث نے اپنے لشکر کے ہمراہ ان کا مقابلہ کیا اور جنگ جاری ہوگئی دونوں طرف بکثرت مقتول زخمی ہوئے، فاسقین نے اپنے شہر کی نہایت شدید حفاظت کی حفاظت پر ان کا دارومدار تھا اس کے دفاع میں جان دینے پر آمادہ ہوگئے موفق کے ساتھیوں نے صبر کیا اور جم کر جنگ کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد سے ان پر احسان کیا اور فاسقین کو شکست ہوئی ان لوگوں نے قتل عام کیا ان کے سپاہیوں اور بہادروں میں سے بہت بڑی تعداد کو گرفتار کرلیا قیدیوں کو موفق کے پاس لایا گیا، ان کی گردنیں میدان جنگ ہی میں ماری گئیں اب اس نے اپنی جماعت کے ہمراہ فاسق کے مکان پر حملہ کیا جہاں اس حالت میں پہنچا کہ خبیث اس میں پناہ لئے ہوئے تھا اور اس کی حفاظت کے لیے اس نے اپنے بہادر ساتھیوں کو جمع کیا تھا مگر جب وہ لوگ دفاع کے لیے کچھ کام نہ آسکے تو تو اس نے اس جگہ کو بھی سپرد کر دیا اور اس کے ساتھی وہاں سے منتشر ہوگئے

صاب زنج کے اہل خانہ کی گرفتاری

موفق کے غلام گھر میں گھس گئے خبیث کا جو مال واسباب بچ گیا تھا سب لوٹ لیا اس کی عورتوں اور اولاد کو گرفتار کرلیا جو عورتیں اور بچے ملا کر سو سے زائد تھے تاہم فاسق خود بچ گیا اور اس طرح مہلبی کے مکان کی طرف بھاگتا ہوا روانہ ہوا کہ وہ اپنی کسی عورت و بچہ اور مال کی طرف رخ بھی نہ کرتا تھا اس کا مکان جو بقیہ سامان اور اسباب اس میں تھا جلا دیا گیا اور عورتوں بچوں کو موفق کے پاس لایا گیا تو اس نے ان کو موفقیہ بھیجنے اور ان پر پہرہ مقرر کرنے اور ان کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا

ابو عباس کو نقصان

ابو عباس کے سرداروں کی ایک جماعت نہر ابی الخصیب کو عبور کر کے مہلبی کے مکان پر حملہ کیا تھا انھوں نے اپنے ساتھیوں کے آنے کا انتظار نہیں کیا تھا مہلبی کے مکان پر پہنچے جہاں خبیث کو شکست ہونے کے بعد اکثر زنجیوں نے پناہ لی تھی۔

ابو عباس کے ساتھی اس مکان میں داخل ہوئے اور لوٹ میں مشغول ہوگئے مسلمان عورتیں جن پر مہلبی غالب آ گیا تھا اور اس کی وہ اولاد جوان سے ہوئی تھی گرفتار کرلی گئیں جو شخص جس کو پکڑنے میں کامیاب ہوتا تھا اسے لیکر اپنی کشتی کی طرف جو کہ نہر ابی خصیب میں تھی لوٹ جاتا تھا۔ زنجیوں کو ان میں سے جو باقی تھے ان کی قلت کا اور ان کے غنیمت میں مشغول ہونے کا علم ہوا تو انھوں نے ان پر چند ایسے مقامات سے حملہ کر دیا جن میں وہ پوشیدہ تھے۔

چنانچہ ان کو ان مقامات سے پسپا کر دیا یہ لوگ بھاگے زنجیوں نے ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ نہر ابی خصیب میں پہنچ گئے

اوران کے سوار اور پیادہ میں سے ایک قلیل تعداد مقتول بھی ہوئی۔ ان لوگوں نے بعض عورتوں اور اسباب کو جوانھوں نے گرفتار کرلیا تھا واپس چھین لیا۔

موفق کے غلاموں اور ساتھیوں میں سے ایک گروہ جس نے نہر ابی خصیب کے شرقی جانب سے خبیث کے برکان پر حملہ کیا تھا لوٹ میں مال اور غنیمت کے اپنی کشتیوں کی طرف لے جانے میں مشغول تھا اس کوتاہی نے زنجیوں کو حرص دلائی وہ ان پر ٹوٹ پڑے انھیں شکست دیدی اور لشکر زنج کے سوق الغنم کے مقام تک ان کا تعاقب کیا غلاموں کے سرداروں کی ایک جماعت اپنے بہادر اور شجاع ساتھیوں کے ساتھ رک گئی۔ انھوں نے زنجیوں کا منہ پھیر دیا۔ لوگ واپس ہوئے اور اپنے اپنے مقامات کی طرف لوٹے ان کے درمیان نماز عصر تک جنگ ہوتی رہی۔

اس وقت ابواحمد نے غلاموں کو حکم دیا کہ سب مل کر فاسقوں پر ایک زبردست حملہ کردیں۔ انھوں نے ایسا کیا تو زنجی بھاگے یہاں تک کہ خبیث کے مکان تک پہنچ گئے موفق نے یہ مناسب سمجھا کہ اپنے غلاموں اور ساتھیوں کو واپس بلالے اس نے انھیں واپس ہونے کا حکم دیا وہ سکون وہ اطمینان کے ساتھ واپس ہوئے، موفق اور جو سردار اس کے ہمراہ تھے نہر کے اندر کشتی میں ٹھہر کر ان لوگوں کی حفاظت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی کشتیوں میں داخل ہو گئے اور اپنے گھوڑوں کو بھی داخل کرلیا۔ آخری جنگ میں جو مصیبت آئی اس کی وجہ سے زنجی ان کے تعاقب سے باز رہے۔ موفق اور اس کے ہمراہ ابوعباس اور باقی سردار اور تمام لشکر اس طرح واپس ہوئے کہ انھوں نے فاسق کے بہت سے اموال غنیمت میں پائے تھے اور مسلمانوں کی عورتوں میں سے ایک کثیر تعداد کو بھی چھڑا لیا تھا جو اس روز نہر ابی خصیب کی طرف گروہ کی گروہ روانہ ہونے لگیں۔ وہ کشتیوں میں سوار کرکے جنگ کے ختم ہونے تک موفقیہ کی طرف روانہ کردیں گئیں۔

موفق نے اس روز ابوعباس کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنے سرداروں میں سے کسی کو پانچ کشتیوں کے ہمراہ خبیث کے لشکر کے پچھلے حصے کی جانب جو نہر ابی خصیب میں ہے ان کھیتوں کو جلانے کے لیے روانہ کرے جن کی وہاں بڑی کثرت ہے۔

خبیث اپنے زنجی اور غیر زنجی ساتھیوں کو انھیں کھیتوں سے غذا دیتا تھا۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور اس کا اکثر حصہ جلا دیا گیا یہ جلانا خبیث اور اس کے ساتھیوں کو کمزور کرنے میں نہایت مؤثر ہوا کیونکہ ان کی غذا کے لئے اس کے سوا کوئی ٹھکانہ نہ تھا اس روز جو کچھ خبیث اور اس کے ساتھیوں پر گزری ابواحمد نے ایک فرمان اس کے متعلق تمام اطراف میں بھیجنے کا حکم دیا کہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے ایسا ہی کیا گیا۔

صاعد بن مخلد اور لولو کی آمد

اسی سال دو ذی الحجہ یوم بدھ کو ابواحمد کے لشکر میں اس کا کاتب صاعد بن مخلد سامرا سے اس کی جانب واپس ہوکر آیا اور اپنے ہمراہ بہت بڑا لشکر لایا کہا جاتا ہے کہ پیادہ اور سوار کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی۔ ابواحمد نے اس کے ساتھیوں کو آرام دینے اور ان کے ہتھیاروں کو نیا کرنے اور ان کی حالت کو درست کرنے کا حکم دیا اور انھیں جنگ خبیث کے لیے تیار ہونے پر مقرر کیا آمد کے بعد وہ چند روز ٹھہرا۔ لوگ اسی حالت میں تھے کہ ابن طولون کے سا اور اس ساتھی اور اس کے بعض سرداروں کا حکم آیا جس میں اس نے اس کے پاس آنے کی اجازت کی درخواست کی تھی

تا کہ اس کے ساتھ جنگ فاسق میں حاضر ہو اس درخواست کو قبول کر لیا اور اس کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیدی۔

اس نے لولو کی آمد کے انتظار میں جنگ فاسق کے ارادے کو مؤخر کر دیا اور لولو فرغانی وطرق وروم وبربر وہ سودان وغیرہ کے ہمراہ جو ابن طولون کے منتخب ساتھیوں میں سے تھے رقہ میں مقیم تھا۔ جب لولو کو ابو احمد کا فرمان اپنے پاس آنے کی اجازت کے بارے میں ملا تو وہ دیار مضر سے روانہ ہو کے اپنے تمام ساتھیوں کے ہمراہ مدینۃ السلام میں آ کے مدت تک وہاں مقیم رہا۔ پھر ابو احمد کی جانب روانہ ہوا، وہ اس کے لشکر میں ۲ محرم ۲۷۰ھ جمعرات کے دن پہنچا۔

لولو کا اعزاز

ابو احمد نے اس کے اعزاز میں دربار کیا۔ اس کا بیٹا ابو عباس، صاعد، اور سردار اپنے اپنے مرتبہ پر موجود تھے لولو کو اچھی ہیئت میں اس کے پاس داخل کیا گیا۔ ابو عباس نے اسے حکم دیا کہ اس چھاؤنی میں قیام کرے جو اس کے لیے نہر ابی الخصیب کے سامنے تیار کی گئی ہے وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس میں ٹھہر گیا۔ صبح کے وقت موفق کو سلام کے لیے اس کے گھر پر اپنے سرداروں کے ساتھیوں کے ساتھ جانے کا حکم ملا

تین محرم بروز منگل کی صبح لولو بہت بڑے مجمع کے ہمراہ روانہ ہوا اور موفق کے پاس پہنچ کر اسے سلام عرض کیا اس نے اپنے قریب بلایا اس سے اور اس کے ساتھیوں سے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے اور اس کے سرداروں میں سے پچاس سرداروں کو خلعت دی اور بہت سے گھوڑے سونے چاندی کی جڑاؤ لگاموں اور زینوں کے ساتھ سرفراز کیا۔ اس کے سامنے اس قدر اقسام کے کپڑے اور مال جو تھیلوں میں تھے روانہ کیے گئے جن کو سو غلام اٹھائے ہوئے تھے اس کے سرداروں میں بھی ہر شخص کے لیے اس کے مرتبہ کے مطابق انعامات اور سواریاں اور کپڑے دینے کا حکم دیا اسے بڑی قابل قدر جاگیر دی اور اس کے لشکر کی جانب جو نہر ابی خصیب کے سامنے تھا نہایت اچھی حالت کے ساتھ پیش کیا اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لیئے ضیافت کا کھانا اور گھوڑوں کے لیے دانا چارا مہیا کیا گیا اسے اپنے ساتھیوں کے وہ کاغذات پیش کرنے کا حکم دیا جن میں ان کے مراتب کے مطابق ان کی تنخواہیں درج ہوں وہ پیش کیے گئے تو ہر شخص کے لیئے اس سے دگنی تنخواہ کا حکم دیا گیا کاغذات پیش کرنے کے وقت وظیفہ جاری کیا گیا اور جو کچھ ان کے لیئے مقرر کیا گیا وہ پورا کر دیا گیا۔ لولو کو فاسق اور اس کے ساتھیوں کی جنگ کے لیئے غربی دجلہ کی جانب عبور کی تیاری اور مستعد ہونے کا حکم دیا۔

جب خبیث کا نہر ابی خصیب پر غلبہ ختم ہو گیا اور وہ پل اور گزرگاہیں جو اس پر تھیں کاٹ دیں گئیں تو اس نے نہر کے دونوں جانب ایک نیا بند باندھ دیا بند کے درمیان ایک تنگ دروازہ بنایا تا کہ اس میں پانی کی روانی تیز ہو جائے جس سے اتار کے وقت کشتیاں اس میں داخل ہونے سے رکیں اور پانی کے چڑھاؤ کے وقت اس میں سے نکلنا دشوار ہو۔ ابو احمد کی رائے ہوئی کہ اس بند کو توڑے بغیر جنگ ممکن نہ ہو گی یہ قصد کیا تو فاسقوں کی طرف سے اس کی شدید مزاحمت ہوئی وہ صبح شام اس کی حفاظت میں اضافہ کرنے لگے۔ یہ بند ان کے گھروں کے بیچ میں تھا اس وجہ سے مشقت ان پر سہل تھی اور موفق پر گراں تھیں جس نے اس کو اکھاڑنے کا ارادہ کیا تھا مناسب سمجھا گیا کہ لولو کے ساتھیوں میں سے مختلف گروہ یکے بعد دیگر تا کہ زنجیوں سے جنگ کے لیے مضبوط ہو جائیں اور شہر کی سڑکوں اور گلیوں سے واقف ہو جائیں اس لئے لولو کو حکم ملا کہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اس بند پر جنگ کے لیے حاضر ہو توڑنے کے لیے مزدوروں کے حاضر کرنے کا حکم دیا اس نے ایسا کیا موفق نے لولو کی بہادری اور اس کی پیشقدمی اور اس کے ساتھیوں کی شجاعت اور زخم

کی تکلیف پر ان کا صبر اور ان کی قلیل جماعت کی زنجیوں کی کثیر تعداد کے مقابلہ میں ثابت قدمی دیکھی جس سے خوش ہو گیا۔ اس نے لولو کو شفقت اور محبت کی وجہ سے ان کو واپس بلانے کا حکم دیا موفق نے انھیں صلہ اور ان کے ساتھ احسان کیا اور ان کو ان کے لشکر گاہ کی طرف واپس کر دیا۔

موفق نے اس بند پر پے در پے جنگ کی وہ خبیث کے ان ساتھیوں سے جو اس کی حفاظت کرتے تھے لولو کے ساتھیوں اور ان کے علاوہ دوسروں کے ذریعہ سے جنگ کرتا تھا۔ مزدور اس بند کے اکھاڑنے میں لگ جاتے تھے وہ مختلف طریقوں سے فاجر اور اس کے گروہوں سے جنگ کرتا تھا ان کے مکانات جلا دیتا جنگجوؤں کو قتل کرتا تھا۔ ان کے سرداروں کی جماعتوں کی جماعتیں اس سے امان لیتی جاتی تھی خبیث اور اس کے ساتھیوں کے لیے نہر غلمی کے علاقے میں صرف چند زمینیں باقی رہ گئیں تھیں جن میں ان کے کھیت اور ترکاریاں تھیں نہر الغربی پر دو پل تھے جن پر سے وہ زمینوں تک عبور کرتے تھے۔ ابو عباس اس سے واقف ہو گیا اس نے اس علاقہ پر حملہ کا قصد کیا اور اس بارے میں موفق سے اجازت مانگی اس نے اجازت دیدی۔

اور اسے آدمیوں کو منتخب کرنے کا حکم دیا کہ اپنے غلاموں اور ساتھیوں میں سے بہادروں کو ساتھ لے لے ابو عباس نے ایسا ہی کیا اور نہر الغربی کی جانب روانہ ہوا، زیرک کو اس نہر کی غربی جانب اپنے ساتھیوں کے ایک گروپ کے ہمراہ کمین گاہ میں بٹھا دیا اس نے اپنے غلام رشیق کو حکم دیا کہ وہ اپنے بہادر اور منتخب آدمیوں کے بہت بڑے گروہ کے ساتھ نہرا عمیین کا قصد کر کے اس وقت زنجیوں کی پشت پر سے حملہ آور ہو جب وہ غافل ہوں وہیں ان پر حملہ کریں۔ زیرک کو یہ حکم دیا کہ جب جب رشید کے مقابلہ سے ان کی شکست کو محسوس کرے تو ان لوگوں کے سامنے سے حملہ آور ہو۔

ابو عباس نے ان چند کشتیوں کے ساتھ جس کے جنگجوؤں کا اس نے انتخاب کیا تھا نہر غربی کے دہانے پر قیام کیا، اس کے ہمراہ اس کے سیاہ و سفید غلاموں میں سے وہ جماعت تھی جن کو اس نے منتخب کیا تھا جب رشیق نہر غربی کی شرقی جانب فاجروں کے سامنے ظاہر ہوا تو اس نے انھیں خائف کر دیا۔ وہ نہر کی غربی جانب عبور کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے تاکہ اپنے لشکر کی طرف بھاگ جائیں، ابو عباس نے انھیں دیکھ لیا، کشتیاں نہر میں داخل کر دیں پیادہ لشکر اس کے دونوں کناروں پر پھیلا دیا، وہ ان کو پا گئے تو ان پر تلوار چلائی جس سے کثیر تعداد نہر میں اور اس کے دونوں کناروں پر قتل ہوئی اور بہت سے قیدی گرفتار ہوئے جو بچ گئے ان کو زیرک اور اس کے ساتھیوں نے اس طرح قتل کر دیا سوائے چند آدمیوں کے کسی کی جان نہ بچی، ابو عباس کے ساتھیوں نے ان لوگوں کے اس قدر ہتھیار چھین لیے جن کا لادنا بھی ان پر گراں تھا یہاں تک کہ ان کا اکثر حصہ پھینک دیا ابو عباس نے دونوں پل کاٹ دیئے ان میں جتنے تنے اور لکڑیاں تھیں انھیں دجلے لے جانے کا حکم دیا سر اور قیدی لے کے موفق کے پاس لوٹا تو سروں کو لشکر میں گھمایا گیا فاسقوں سے وہ کھیت بھی منقطع ہو گئے جن سے وہ فائدہ حاصل کیا کرتے تھے اور جو نہر الغربی میں تھے۔

متفرقات

اسی سال یعنی ۲۶۹ھ کے ذی الحجہ میں صاحب الزنج کے اہل و عیال کو بغداد میں داخل کیا گیا۔

اسی سال صاعد کو ذوالوزارتین کا خطاب دیا گیا۔

اسی سال ذی الحجہ میں ابن طولون کے ان دو سرداروں اور ان کے ہمراہی لشکر میں جنگ ہوئی جن میں سے ایک کا نام محمد بن سراج اور دوسرے کا نام عرف غنوی تھا جن کو ابن طولون نے روانہ کیا تھا، یہ دونوں دو ہزار پیادے اور

۲۷۰ چار سو ستر سواروں کے ہمراہ ۲۸ ذی القعدہ کو بروز منگل مکہ پہنچے، انھوں نے قصابوں اور گیہوں فروشوں کو دو دو دینار دئے سرداروں کو سات سات اس وقت گورنر ہارون بن محمد بستان ابن عامر میں تھا، جعفر بن باغمردی تقریباً دو سو سواروں کے ہمراہ ۳ ذی الحجہ کو مکے میں آیا۔ ہارون نے ایک سو بیس سواروں اور دو سو حبشیوں اور عمرو بن اللیث کے ساتھیوں میں سے تیس سواروں اور عراق سے آنے والوں میں سے دو سو پیادے کے ہمراہ اس سے ملاقات کی، ان کی وجہ سے جعفر مضبوط ہو گیا، انھوں نے اور ابن طولون کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا خراسان کے حجاج نے جعفر کی مدد کی، مکے کے اندر ابن طولون کے ساتھیوں میں سے تقریباً دو سو آدمی قتل ہوئے باقی لوگ پہاڑوں میں بھاگ گئے، انھوں نے ان گھوڑے اور مال چھین لئے، جعفر نے تلوار روک لی، اور غنوی کے خیمے پر قبضہ کر لیا، کہا جاتا ہے کہ اس میں دو لاکھ دینار تھے، اس نے مصریوں اور قصابوں اور گیہوں فروشوں کو امن دیا، مسجد حرام میں ابن طولون کی لعنت میں ایک مضمون پڑھ کر سنایا گیا، دوسرے لوگوں اور تاجروں کا مال مخفی رہا۔

اس سال ہارون ابن محمد بن اسحاق الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال اسحاق بن کنداج جس کو پورے مغرب کا والی بنایا گیا تھا سامرا سے اس وقت تک نہ ٹلا جب تک یہ سال ختم نہ ہو گیا۔

واقعات ۲۷۰ھ

اسی سال محرم میں ابواحمد اور صاحب زنج کے درمیان ایک جنگ ہوئی تھی جس نے صاحب زنج کے قویٰ کو کمزور کر دیا۔

اسی سال صفر میں فاجر قتل کیا گیا اور سلیمان بن جامع اور ابراہیم بن جعفر الہمدانی گرفتار ہوئے، اور فاسق کے پیروکاروں سے مسلمانوں کو راحت مل گئی۔

صاحب زنج کا انجام اور قتل

آخری مقابلے کی تیاریاں

ہم اس بند کے بارے میں پہلے بیان کر چکے ہیں جو خبیث نے بنالیا تھا اور اس کے بارے میں ابواحمد اور اس کے ساتھیوں نے جو کوششیں کیں وہ بھی بیان کر چکے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابواحمد اس بند پر مسلسل جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ اسے اپنی مراد حاصل ہو گئی، پانی کے اتار چڑھاؤ میں کشتیوں کا نہر ابی الخصیب میں داخل ہونا سہل ہو گیا، ابواحمد کے لئے اپنے اس مقام میں جہاں وہ مقیم تھا سودے کی ارزانی اور غلوں کی مسلسل درآمد اور شہروں سے مال کا اس کے پاس لانا اور خبیث اور اس کے گروہوں کے خلاف جہاد میں لوگوں کی رغبت غرض جو کچھ اس نے چاہا سب کچھ اس کے لئیے اسان ہو گیا۔

رضاکار مجاہدین کی آمد

رضاکار مجاہدین میں سے جو اس کے پاس آئے ان میں سوار اور پیادہ کی کثیر تعداد کے ہمراہ احمد بن دینار بھی شامل تھا، جو کور اہواز کے اطراف اور ایذج کا گورنر تھا وہ خود بھی اور اس کے ساتھی بھی جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ خبیث قتل کر دیا گیا۔

اہل بحرین میں سے بھی (جیسا کہ بیان کیا گیا) ایک کثیر تعداد تقریباً جن کا سردار قبیلہ قیس کا ایک آدمی تھا۔ ابو

احمد نے ان کے لیئے دربار منعقد کیا۔ ان کا سربراہ اور معززین داخل ہوئے تو اس نے انھیں خلعت دینے کا حکم دیا ان کے سب آدمی بھی حاضر کیے گئے اس نے ان سب کی مہمانی کا حکم دیا۔

تقریباً ایک ہزار آدمی اضلاع فارس سے وارد ہوئے جن کا سردار رضا کار مجاہدین میں سے ایک بوڑھا تھا جس کی کنیت ابوسلمہ تھی۔ موفق نے ان کے لیئے بھی دربار منعقد کیا۔ یہ بوڑھا اور اس کے معززین ساتھی پہنچے تو اس نے انھیں خلعت دینے کا حکم دیا اور ان کی مہمانی کی۔ شہروں سے پے درپے رضا کار مجاہدین آنے لگے۔

جب موفق کے ہاتھوں وہ بند فتح ہو گیا تو اس نے خبیث سے مقابلے کا مصمم ارادہ کیا کشتیاں اور عارضی پل تیار کرنے اور پانی اور خشکی کے آلات جنگی کی مرمت کا حکم دیا۔ پیادا اور سواروں کو منتخب کیا جن کی قوت اور جنگ میں بہادری پر اسے بھروسہ تھا میدان جنگ بہت تنگ تھا مقام دشوار گزار جبکہ نہروں اور خندقوں کی کثرت تھی جن لوگوں کا اس نے انتخاب کیا ان میں سے سواروں کی تعداد تقریباً دو ہزار تھی اور پیادوں کی پانچ ہزار یا اس سے زائد یہ لوگ ان رضا کار مجاہدین اور ان اہل لشکر کے علاوہ تھے جن کے لیئے کوئی دفتر شمار نہ تھا۔ انھوں نے دریا عبور کیا ان لوگوں کو جن کو سوار کرنے کی کشتیوں میں گنجائش نہ تھی بہت بڑی تعداد کو موفقیہ میں چھوڑ دیا گیا جن میں اکثر سوار تھے۔

حملہ کی منصوبہ بندی

موفق نے ابوعباس کو اپنے ساتھیوں، غلاموں، اور ان پیادہ اور سواروں کے ساتھ جو اس نے ہمراہ کیے گئے تھے کشتیوں کی مشرقی جانب مہلبی کے مکان کے سامنے اس مقام پر حملہ کا حکم دیا جہاں وہ دس ذیقعد بروز منگل ۲۶۹ کو گیا تھا سعد بن مخلد کو بھی نہر ابی خصیب کے شرقی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا دہانہ نہر ابی خصیب سے نہر غربی تک اپنے آزاد غلاموں اور غلام سرداروں کا سلسلہ قائم کیا گیا جو لوگ نبائی کے مکان نے سے نہر ابی شاکر تک نکلتے ان میں الموفق کے دونوں آزاد غلام راشد اور لولو تقریباً بیس ہزار پیادے اور سواروں کے ہمراہ تھے جن میں ایک کے پیچھے ایک تھا نہر ابی شاکر سے جوئی کور تک آزاد غلاموں اور غلاموں کے سرادروں کے ایک جماعت تھی جوئی کور سے نہر الغربی تک اسی طرح تھا۔

شبل کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نہر الغربی جانے کے لئے المہلبی کے مکان کی پشت کی طرف سے آئے پھر جنگ شروع ہونے پر اس کے پیچھے سے نکلے اور حملہ آور ہو۔

اور لوگوں کو یہ حکم دیا کہ وہ سب کے سب ایک دم سے فاسق کی طرف اس طرح چلیں کہ ایک دوسرے سے آگے نہ بڑھیں پیش قدمی کا اشارہ اس سیاہ جھنڈے کہ حرکت کو قرار دیا جس کو اس نے نہر ابی الخصیب پر نبائی کے مکان کے ایک مضبوط اور بلند مقام پر نصب کرنے کا حکم دیا تھا ان کے لئے بلند آواز سے بغل بجایا جائے گا آغاز جنگ ۲۷ محرم سنہ ۲۷۰ پیر کو دریا عبور کیا گیا بعض لوگ جو نہر جوئی کور پر تھے وہ علامت کے ظاہر ہونے سے پہلے چلنے لگے یہاں تک کہ وہ المہلبی کے مکان سے قریب ہو گئے انھیں المہلبی اور اس کے زنجی ساتھی ٹکرائے جنھوں نے ان کو ان کے مقامات کی طرف واپس کر دیا اور ان کی خاصی تعداد کو قتل کر ڈالا۔ جنگ میں عجلت کرنے والوں پر جو حادثہ گزرا بقیہ لوگوں کو اس کی خبر نہ ہوئی کیونکہ لوگوں کی کثرت تھی اور درمیانی فاصلہ بہت زیادہ تھا جب سردار اور ان کے آدمی ان مقامات سے حملہ آور ہوئے جہاں سے حملے کا انھیں حکم دیا گیا تھا اور پیادہ سوار اپنے اپنے مقامات پر اطمینان سے ٹھہر گئے موفق نے جھنڈا ہلانے اور بغل بجانے کا حکم دیا موفق نہر کے اندر کشتی میں داخل ہو گیا اور لوگ یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے

صاحب الزنج کو شکست ہو گئی

زنجیوں نے جو متفق ہو کے جمع ہو گئے تھے اور جو لوگ عجلت کر کے ان کی طرف گئے تھے ان پر زنجیوں کو جو کامیابی حاصل ہوئی تھی اس نے جری بنا دیا تھا لشکر نے سچی نیت اور پوری بصیرت کے ساتھ مقابلہ کیا بہت سے حملوں کے بعد ان کو اپنے مقامات سے پسپا کر دیا گیا ابو احمد کے ساتھیوں نے استقلال کا مظاہرہ کیا اللہ تعالیٰ نے مدد سے ان پر احسان کیا اور انھیں فاسقوں پر قابو عطا فرما دیا وہ لوگ پشت پھیر کے بھاگے۔ اب الموفق کے ساتھی ان کا تعاقب کر کے انھیں قتل اور گرفتار کر رہے تھے۔

فاجرین کا ہر مقام سے محاصرہ کر لیا گیا اللہ نے اس روز ان میں سے اتنے لوگ قتل کر دئے کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا اسی طرح بہت لوگ نہر جوئی کور میں غرق ہو گئے۔

موفق کے ساتھیوں نے پورے شہر پر قبضہ کر لیا مردوں عورتوں اور بچوں کو چھڑا لیا گیا جو اس میں قید تھے۔ علی بن ابان المہلبی کے تمام اہل دعیال اس کے دونوں بھائی خلیل بن ابان اور محمد بن ابان اور ان کی اولاد پر ان لوگوں نے قابو پا لیا اور ان کو شہر موفقیہ کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

باغیوں کا فرار

فاسق اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جن میں المہلبی اور اس کا بیٹا انکلائے سلیمان بن جامع اور زنجیوں کے سردار بھی شامل تھے بھاگتا ہوا روانہ ہوا ان لوگوں کا اس مقام کا ارادہ تھا جسے خبیث نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے اس وقت کے لئے جائے پناہ بنایا تھا جب کہ اس کے شہر پر قبضہ کر لیا جائے یہ مقام نہر سفیانی پر تھا خبیث اسی کی طرف بھاگا۔

اس کے خلاف جو فتح ہو چکی تو لوگ مہلبی کے مکان کے پاس جو نہر ابی الخصیب کے اندر تھا ٹھہر گئے جو کچھ اس مکان میں اور اس سے متصل تھا اس کو لوٹنے اور جلانے میں مشغول اور غنیمت کی تلاش میں منتشر ہو گئے تھے تمام چیزیں جو بچ گئیں تھیں وہ سب اسی مکان میں جمع تھیں ابو احمد کشتی میں بیٹھ کر نہر سفیانی جانے کے قصد سے آگے روانہ ہو گیا۔ اس کے ہمراہ لولو بھی اپنے پیادہ سوار ہمراہیوں کے ساتھ تھا۔

ابو احمد اپنے باقی لشکر سے علیحدہ ہو گیا لوگوں نے خیال کیا کہ وہ واپس ہو گیا وہ بھی اس مال سمیت جس پر انھوں نے قبضہ کیا تھا اپنی کشتیوں میں لوٹ گئے

باغیوں کی مزید سرکوبی اور تعاقب

موفق اپنے ہمراہیوں کے ساتھ فاسق اور اس کے ساتھیوں کی لشکر گاہ تک پہنچ گیا وہ لوگ بھاگ رہے تھے لولو اور اس کے ساتھیوں نے ایسا تعاقب کیا کہ ان لوگوں نے نہر صفیانی کو عبور کیا لولو نے بھی اپنا گھوڑا نہر میں ڈال دیا اور اس کے ساتھیوں نے اس کے پیچھے عبور کیا فاسق چلتا رہا یہاں تک کہ نہر القریری تک پہنچ گیا۔ لولو اور اسکے ساتھی بھی اس کے پاس پہنچ گئے ان لوگوں نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور انھیں شکست دی وہ پشت پھیر کے بھاگ رہے تھے ۔ یہ لوگ ان کا تعاقب کر رہے تھے یہاں تک کہ انھوں نے نہر القریری کو بھی عبور کر لیا لولو اور ان کے ساتھیوں نے بھی ان کے پیچھے عبور کیا اور انھیں نہر مساوان تک دھکیل دیا انھوں نے اسے بھی عبور کیا اور ایک پہاڑ کے پاس پناہ لے لی جو اس کے پیچھے تھا۔

لولواور اس کے ساتھی باقی لشکر علیحدہ اور اس کام میں تنہا تھے ان کو فاسق اور اس کے گروہ کی تلاش کی کوشش دن کے آخر حصے میں اس مقام تک لے گئی تھی موفق نے اسے واپس ہونے کا حکم دیا۔ وہ اپنے کام پر تعریف کئے جانے کے بعد واپس ہوا موفق نے اسے اپنے ساتھ کشتی پر بٹھالیا اس کی ایک بار پھر عزت افزائی کی اور شایان شان اس کا مرتبہ بلند کردیا۔

موفق کی واپسی اور اہل لشکر پر اظہار ناراضگی

موفق کشتی میں نہر ابی الخصیب کی طرف واپس ہوا لولو کے ساتھی بھی اس کے ہمراہ چل رہے تھے مہلبی کے مکان کے سامنے آیا تو تو اس نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نہ دیکھا۔ یقین ہوگیا کہ وہ لوگ واپس چلے گئے ہیں۔ اسے ان پر بہت سخت غصہ آیا اپنے محل جانے کے ارادے سے روانہ ہوا لولو کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھاونی میں جانے کا حکم دیا۔ اور اس نے جب شکست ،اور ان کا اپنے شہر سے اخراج اور، اور ان کے تمام مال واسباب وذخیرہ ہتھیار کا حصول اور تمام لوگوں کی رہائی جوان کے ہاتھ میں قید تھے میسر فرمائی اس پر اس نے لوگوں کو خوش خبری دی۔

ابو احمد کے دل میں اپنے ساتھیوں پر اس کے حکم کی مخالفت کرنے اور اس مقام میں قیام ترک کرنے کی وجہ سے جہاں اس نے انھیں اسے کھڑا کیا تھا۔ غصہ تھا غلاموں اور آزاد غلاموں کے سرداروں اور معززین کو جمع کرکے جرم ان سے سرزد ہوا تھا اس پر غصہ کیا اور اتنی ملامت کی کہ وہ عاجز آگئے انھوں نے عذر کیا "ہم سمجھے آپ چلے گئے ہمیں آپ کے تعاقب کی خبر نہ ہوئی کہ فاسق کا پیچھا کیا ہے ورنہ ہم بھی تیزی سے وہیں جاتے اب وہ اپنے مقام سے نہ بڑھے یہاں تک کہ قسم کھائی اور عہد کیا کہ "اب جب خبیث کی طرف روانہ ہونگے تو ان میں سے کوئی شخص واپس نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالی انھیں اس پر فتح دے، اگر اس کام نے انھیں ناکارہ کردیا تو وہ اپنے مقام پر کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالی ان کے اور اس کے درمیان فیصلہ کرے ان لوگوں نے موفق سے یہ درخواست کی کہ وہ ان لوگوں کے موفقیہ سے جنگ کے لئے روانہ ہونے کے وقت ان کشتیوں کے واپس کرنے کا حکم دے دیا کرے جن میں وہ دریا عبور کرکے موفقیہ جاتے ہیں تاکہ اس طرح ان لوگوں کی امید منقطع ہوجائے جو فاسق کی جنگ سے ہٹنا چاہتے ہیں۔ ابو احمد نے اقرار خطا اور وعدہ احسان پر انھیں جزائے خیر کی دعا دی اور عبور کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا تاکہ وہ اپنے ساتھیوں کو بھی اسی طرح نصیحت کریں جس طرح انھیں کی گئی۔

باغیوں کی نئی پناہ گاہ پر حملہ کی منصوبہ بندی

موفق نے منگل بدھ جمعرات اور جمعے کو ضروریات کی فراہمی کے لئے قیام کیا۔ جب یہ کام ہوگیا تو احکام جاری کئے جن کے مطابق عبور کے وقت عمل ہو جمعے کو عشاء کے وقت ابو عباس اور اپنے آزاد غلاموں اور غلاموں کے سرداروں کو ان مقامات کی طرف روانگی کا حکم دیا جس کو مقرر کردیا تھا۔ ابو عباس کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ عسکر ریحان جانے کا حکم دیا جو نہر سفیانی اور اس کے مقام کے درمیان تھا جہاں فاسق نے پناہ لی تھی یہ بھی حکم دیا کہ اس کی روانگی اس کے ساتھ لشکر کے نہر المغیرہ میں ہو یہاں تک وہ انھیں نہر ابی خصیب کے وسط میں نکالے اس طرح انھیں عسکر ریحان میں پہنچادے۔ حبشی غلاموں کے ایک سردار کو حکم دیا کہ نہر امیر کا کر نصف حصہ پر رک جائے بقیہ سرداروں اور غلاموں کو دریائے دجلہ کے مشرقی جانب میں فاسق کے لشکر کے مقابل ہو اس طور پر

رات میں جانے کا حکم دیا کہ صبح کو جنگ پر تیار رہیں۔ موفق جمعہ کی عشاء کی وقت اور جمعہ کی رات کو اپنے سرداروں اور آدمیوں پر کشتی میں گشت کرنے لگا اور انھیں لشکر فاسق کے مقامات اور علاقوں میں تقسیم کرنے لگا جس طرح طے ہوا ہے اسی طرح صبح کے وقت ان کی روانگی ہو۔

صاحب الزنج پر حملہ اور اس کا فرار

موفق دوصفر ہفتہ ۲۷۰ھ کو صبح کے وقت روانہ ہوا کشتی میں نہر الخصیب آ کے اس قدر ٹھہرا کہ لوگوں کا عبور اور کشتیوں سے نکلنا مکمل ہو گیا۔ سوار اور پیادوں نے اپنے اپنے مقرر جگہ میں قیام کر لیا۔ اس نے کشتیوں اور آلات عبور کو واپس لے جانے کے متعلق کو حکم دیا تو وہ مشرقی جانب واپس کر دیئے گئے اور لوگوں کو فاسق کی جانب روانگی کی اجازت دیدی گئی،

تو وہ موفق خود ان لوگوں کے آگے آگے روانہ ہو کے اس مقام پر پہنچا جہاں اس نے یہ اندازہ کیا تھا کہ فاسقین اس جگہ میں لشکر سے مزاحمت کے لیے ثابت قدم رہیں گے۔ حالانکہ فاسق اور اس کے ساتھی پیر کو لشکر کی واپسی کے بعد اسی وقت اس شہر میں لوٹ گئے تھے اور وہیں مقیم ہو گئے تھے انھیں یہ امید تھی کہ ان کو طویل مدت گزرے گی۔ اور جنگ ان سے دور رہے گی مگر موفق اپنے غلاموں میں سے پیادوں اور سواروں کی تیزی کو اس حالت میں پایا کہ وہ بڑے لشکر سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ انھوں نے فاجر اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر کے پسپا کر دیا وہ لوگ بھاگے اور اس طرح منتشر ہو گئے کہ ایک دوسرے کی طرف رخ بھی نہ کرتے تھے۔ اہل لشکر ان کا تعاقب کر کے جن کے پاس پہنچ جاتے انھیں قتل کر ڈالتے یا گرفتار کر لیتے۔

فاسق لشکر کے سرداروں اور ان کے آدمیوں میں سے جو اس کے محافظ تھے ایک گروہ کے ہمراہ علیحدہ ہو گیا ان میں مہلبی بھی تھا اس کے بیٹے انکلائے اور سلیمان بن جامع نے بھی اسے چھوڑ دیا۔ ہر فریق پر موفق کے سوار اور پیادہ غلاموں اور آزاد غلاموں کی بہت بڑی تعداد روانہ ہوئی۔

سلیمان بن جامع کی گرفتاری

ابوعباس کے وہ ساتھی جن کو اس نے عسکر ریحان میں مقرر کیا تھا فاجر کے بھاگنے والے ساتھیوں سے ٹکرا گئے۔ انھوں نے ان پر تلوار چلائی وہ سردار جو نہر امیر میں تعینات تھا پہنچ گیا اس نے فاجرین کو روک کے ان پر حملہ کیا اور سلیمان بن جامع کو پا کے اس سے جنگ کی۔ محافظین کی ایک جماعت کو قتل کر دیا سلیمان پر قابو پا لیا گیا اسے گرفتار کر لیا اور بلا عہد و پیمان موفق کے پاس لایا گیا۔ لوگ سلیمان کی گرفتاری سے خوش ہوئے۔ تکبیر اور شور کی کثرت ہوئی فتح کا یقین ہو گیا کہ خبیث کو اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ اعتماد اسی پر تھا۔

اس کے بعد ابراہیم بن جعفر حمدانی گرفتار ہوا جو اس کا ایک سپہ سالار تھا نادر حبشی عرف حفار گرفتار ہوا جو فاجرین کے قدیم ساتھیوں میں سے تھا موفق نے ان پر زبردست پہرے اور ان کو ابوعباس کی کشتی میں لیجانے کا حکم دیا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

صاحب الزنج کا قتل

وہ زنجی جو فاسق کے ساتھ رہ گئے تھے لوگوں پر اس طرح پلٹ پڑے کہ ان کو ان کے مقامات سے دھکیل دیا وہ

اس سے کمزور ہو گئے موفق نے بھی اپنے لوگوں کی کمزوری محسوس کر لی اس نے خبیث کی تلاش میں کوشش کی نہر ابی نصیب میں گھس گیا۔ اس اقدام نے اس کے آزاد غلاموں اور غلاموں کے دل مضبوط کر دیئے۔ انھوں نے بھی اس کے ہمراہ تلاش میں کوشش کی۔

موفق نہر ابی خصیب تک پہنچا تھا کہ اس کے پاس ایک آدمی فاجر کے قتل کی خوشخبری لایا ابھی ٹھہرا نہ تھا کہ ایک دوسرا آدمی خوشخبری دینے والا آیا اس کے پاس ایک ہاتھ تھا جس کے متعلق اس کا گمان تھا کہ یہ خبیث کا ہاتھ ہے اس سے خبر میں کسی قدر قوت آ گئی۔ لولو کے ساتھیوں میں سے غلام آیا جو ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ایڑ مار رہا تھا۔ اس کے ہمراہی خبیث کا سر تھا جسے اس نے موفق کے قریب کیا اس نے اسے امن لینے والے سرداروں کی ایک جماعت کے سامنے پیش کیا جو اس کے پاس تھے تو انھوں نے پہچان لیا۔ موفق اللہ کے سامنے سجدے میں گر گیا اس بناء پہ کہ اس نے انعام دیا اور اعزاز فرمایا۔

ابو عباس نے اور موفق کے غلاموں اور آزاد غلاموں کے سرداروں نے بھی اللہ کا سجدہ شکر کیا اور انھوں نے اللہ کی بہت حمد و ثناء کی۔

موفق نے فاجر کے سر کو ایک نیزے پر لگا کر سامنے نصب کرنے کا حکم دیا لوگوں نے اسے غور سے دیکھا اور اس کے قتل کی خبر کے صحیح ہونے کا یقین ہو گیا۔ الحمد اللہ کے ساتھ ان کی آوازیں بلند ہوئیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب موفق کے ساتھیوں نے خبیث کو گھیر لیا تو اور سرداروں میں سے اس کے ہمراہ سوائے مہلبی کے کوئی نہ رہا تو مہلبی بھی اس سے پشت پھیر کر بھاگا اور

اس نے نہر امیر کا قصد کیا تھا اور نجات کے ارادے سے اپنے آپ کو نہر میں ڈال دیا۔ انکلائی جو اس کا بیٹا تھا پہلے ہی اسے چھوڑ دیا تھا وہ نہر دیناری کے ارادے سے روانہ ہوا اور گھنے ہوئے درختوں اور جھاڑیوں کی پناہ لے کے وہیں مقیم ہو گیا۔

موفق کی واپسی اور زنجی کے سر کی تشہیر

موفق اس طرح واپس ہوا کہ خبیث کا سر اس کے آگے ایک کشتی میں نیزے پر نصب تھا جس کو وہ نہر ابی الخصیب میں لے جا رہا تھا لوگ نہر کے دونوں کناروں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ دجلہ میں آیا اور اس کی طرف روانہ ہوا۔ کشتیاں جن پر صبح سویرے دجلے کی شرقی جانب کو عبور کیا گیا تھا واپس کر دیں گئیں تا کہ اور لوگ بھی دریا عبور کریں۔

وہ اس طرح روانہ ہوا کہ خبیث کا سر اس کے آگے ایک نیزے پر تھا اور سلیمان ابن جامع اور حمدانی کشتیوں میں لٹکے ہوئے تھے یہاں تک کہ موفقیہ میں اپنے محل پہنچ گیا۔ ابو عباس کو کشتیوں میں سوار ہونے کا اور صاحب الزنج کے سر کو اور سلیمان بن جامع اور حمدانی کو اس کے حال پر برقرار رکھنے کا اور ان کو نہر جطی میں لے جانے کا حکم دیا۔ نہر جطی موفق کی پہلی چھاونی تھی غرض یہ تھی کہ جو لوگ لشکر میں ہیں سب کی نگاہ ان پر پڑے، ابو عباس نے ایسا ہی کیا اور اپنے والد ابو احمد کے پاس واپس ہوا تو اس نے سلیمان اور ہمدانی کو قید کرنے اور سر کو درست کرنے اور صاف کرنے کا حکم دیا

باقی ماندہ زنجیوں کا انجام

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ ہی ان زنجیوں کے آنے کا سلسلہ بند ہو گیا جو خبیث کے ساتھ مقیم تھے اور

انھوں نے اس کی صحبت اختیار کر رکھی تھی۔ اسی روز ان میں سے تقریباً ایک ہزار آدمی آئے موفق نے انھیں امان دینا اس لئے مناسب سمجھا کہ ان کی کثرت بھی تھی اور ان میں شجاعت بھی تھی تاکہ کوئی ایسی جماعت نہ رہے جس کی شرارت سے اسلام اور اہل اسلام کو ضرر کا اندیشہ ہو ہفتہ کے باقی دن اتوار اور پیر کو جوز نجیوں کے سردار اور ان کے آدمی آئے وہ تقریباً پانچ ہزار تھے جو لوگ جنگ کے روز قتل اور غرق ہوئے اور جو گرفتار ہوئے تھے وہ اس قدر کثیر تھے کہ ان کی تعداد معلوم نہیں ہو سکتی تقریباً ایک ہزار زنجی آدمیوں کی جماعت جدا ہوگئی جو صحرائے خشک کی جانب چلی گئی ان میں اکثر پیاسے مر گئے، جو بچ گئے ان پر اعراب نے قابو پالیا اور اغوا کر کے لے گئے۔

مہلبی اور انکلائے کی گرفتاری

موفق کو مہلبی اور انکلائے کے مقام کی خبر پہنچی جہاں ان دونوں نے ان بڑے بڑے زنجی سرداروں اور سپاہیوں کے ہمراہ قیام کیا تھا اس نے بہادر غلاموں کو اس کی تلاش میں پھیلا دیا تاکہ ہر طرف سے تنگ کریں جب انھیں یقین ہو گیا کہ کوئی جائے پناہ نہیں ہے تو انھوں نے اپنے آپ کو حوالے کر دیا موفق نے ان پر اور جو باغی ان کے ساتھ تھے ان پر قابو پالیا یہاں تک کہ کوئی نہ بچا وہ بھی تقریباً اسی تعداد میں تھے جتنے فاجر کے قتل کے بعد موفق کی امان میں آئے تھے موفق کے حکم سے انکلائے اور مہلبی سخت پہرے میں قید رکھے گئے۔

قرطاس کا انجام

ان لوگوں میں سے جو ہفتہ کے روز لشکر خبیث سے بھاگے تھے اور امان کی طرف مائل نہ ہوئے تھے قرطاس بھی تھا جس نے موفق کے تیر مارا تھا یہ مصیبت اسے رام ہرمز تک لے گئی۔ ایک شخص نے پہچان لیا جس نے اسے لشکر خبیث میں دیکھا تھا اس نے گورنر شہر کو خبر دی جس نے اسے گرفتار کر کے پہرے میں روانہ کر دیا، ابو عباس نے اپنے والد سے درخواست کی تھی کہ اس کے قتل پر مجھے مامور کیا جائے چنانچہ وہ حوالے کر دیا گیا اور اس نے قرطاس کو قتل کر ڈالا۔

درمویہ کی امان طلبی

اسی سال درمویہ زنجی نے ابو احمد سے پناہ لی۔ یہ درمویہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ بڑا بہادر اور شجاع تھا، فاجر نے اپنی ہلاکت سے مدتوں پہلے اسے نہر فہرج کے آخری حصے کے غربی جانب روانہ کیا تھا، وہاں ایک دشوار گزار نخلستان میں جہاں گنجان جھاڑیوں اور گھنے درختوں کی کثرت تھی۔ وہ بطیحہ سے متصل مقیم ہو گیا۔ درمویہ اور جو زنجی اس کے ساتھ تھے چھوٹی اور ہلکی بڑی کشتیوں میں جو خود ہی بنائی تھیں راہگیروں پر ڈاکہ ڈالتے تھے سرکاری کشتی والے انھیں تلاش کرتے تو تنگ نہروں میں گھس جاتے گنجان مقامات میں پناہ لیتے تھے کسی نہر میں تنگی کی وجہ سے نکل جاتے اور انھیں اپنی پشت پر لاد کے دشوار گزار مقامات کی پناہ لیتے تھے اس دوران بطیحہ کے دیہات اور اس کے قرب و جوار میں لوٹ مار کرتے تھے اور قتل بھی کرتے تھے اور جس پر قابو پاتے تھے اور اس کا مال و مطاع چھین لیتے تھے۔

ایک زمانے تک یہی جرائم کرتے رہے یہاں تک کہ فاجر قتل کر دیا گیا۔ وہ اسی مقام پر تھے جو حادثہ گزرا انھیں اس کا کچھ علم نہ تھا خبیث کے قتل کے بعد اس کا ٹھکانہ فتح ہو گیا، روزی کی تلاش میں روانہ ہوئے مال تجارت بار ہونے لگا اور راہ گیر دجلے میں چلنے لگے تو درمویہ نے ان پر حملہ کیا قتل کیا اور لوٹ لیا اس حرکت نے لوگوں کو پریشان کر دیا، شریروں اور بدمعاشوں کے ایک گروہ نے غور سے اس کے حرکات دیکھے اور اسکا قصد کیا کہ اسی کے ساتھ رہ کے خود بھی

یہی حرکتیں کریں موفق نے حبشی غلاموں اور جو لوگ تنگ نہروں اور جھاڑیوں کی جنگ کے آزمودہ کار تھے ان کا ایک لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا چھوٹی چھوٹی کشتیاں اور کئی قسم کا اسلحہ مہیا کیا۔

اسی میں مشغول تھا کہ اس کے پاس درمویہ کا قاصد آیا جس نے امان کی درخواست کی موفق نے یہ مناسب سمجھا کہ اسے امان دے کے اس کے شر سے ماؤے کو قطع کر دے جس میں فاجر اور اس کے گروہ کے لوگ تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ درمویہ کے طلب امان کا یہ سبب تھا کہ جن لوگوں پر اس نے حملہ کیا تھا ان میں ان لوگوں کی بھی ایک جماعت تھی جو موفق کے لشکر سے بغداد اپنے مقامات میں جانے کے قصد سے روانہ ہوئی تھی اور ان میں عورتیں بھی تھیں، اس نے ان مردوں کو قتل کر دیا اور ان کو لوٹ لیا اور ان عورتوں پر غالب آ گیا جو ان کے ہمراہ تھیں۔

جب وہ عورتیں اس کے قبضے میں پہنچیں تو انھوں نے حالات بیان کئے۔ فاسق کے قتل بہلبی، انکلائے اور سلیمان بن جامع اور دوسرے ساتھیوں اور سرداروں پر فتح حاصل ہونے کی، ان میں سے اکثر کے موفق کے امان میں جانے اور اس کے انھیں قبول کر لینے اور ان کے ساتھ احسان کرنے کی اسے خبر دی۔ تو اس سے بجز اس کے کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ موفق سے اپنے جرم کی معافی کی درخواست کرے۔

اس بارے میں قاصد روانہ کیا اور اسے جواب دیا گیا امان کی خبر ملی تو وہ نکلا اس کے ساتھی بھی ہمراہ تھے موفق کے لشکر میں آیا ان کی کافی بڑی جماعت پہنچی تھی جیسا کہ خبیث کے باقی ساتھیوں کی پہنچی تھی اس لئے کہ ان لوگوں کے پاس مال اور غلّہ پہنچتا رہتا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب درمویہ کو امن دے دیا گیا اور اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ احسان کیا گیا تو اس نے لوگوں کو وہ تمام مال واسباب جو اس کے اور ان لوگوں کے قبضے میں تھا ظاہر کر دیا گیا اور ہر شے کھلم کھلا اس کے مالک کو واپس کر دی اس سے اس کی توبہ سچی معلوم ہوئی تو اسے اور اس کے معزز ساتھیوں اور سرداروں کو خلعت اور صلہ دیا گیا، موفق نے ان کو اپنے غلاموں کے سرداروں میں سے ایک سردار کے ساتھ شامل کر دیا۔

متاثرہ شہروں کی دوبارہ آبادی

موفق نے یہ حکم دیا کہ تمام اسلامی شہروں میں اہل بصرہ، ابلہ، کور دجلہ، اہل اہواز کو، اہل واسط اور اس کے اطراف والوں میں جہاں زنجی داخل ہو گئے تھے فاسق کے قتل کا اعلان ہوا اور ان کو اپنے اپنے وطن واپس آنے کو کہا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

لوگ تیزی سے بڑھے اور تمام اطراف سے الموفقیہ میں آ گئے وہ خود موفقیہ میں ہی مقیم رہا تا کہ اس کے قیام کی وجہ سے لوگوں کے اطمینان اور بے خوفی میں اضافہ ہو۔ اس نے بصرہ، آبلہ، کور دجلہ پر اپنے آزاد غلاموں کے سرداروں میں سے ایسے شخص کو گورنر بنایا اس کا طریقہ پسندیدہ تھا اور جس کی خوش خصالی سے وہ واقف تھا اس کا نام عباس بن ترکس تھا۔ اس کو بصرہ منتقل ہونے اور وہاں قیام کرنے کا حکم دیا بصرہ اور آبلہ اور واسط اور کور دجلہ کا قاضی محمد بن حماد کو مقرر کیا اپنے فرزند ابو عباس کو مدینۃ الاسلام روانہ کیا اس کے ہمراہ صاحب الزنج خبیث کا سر بھی تھا تا کہ لوگ اسے دیکھ کر خوش ہوں۔

ابو عباس اپنے لشکر کے ہمراہ روانہ ہو کے اسی سال ۱۸ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ مدینۃ الاسلام بغداد پہنچا جہاں نہایت عمدہ ہیئت میں داخل ہوا خبیث کا سر اس کے آگے آگے ایک نیزے پر روانہ کیا گیا لوگ جمع ہو گئے۔

زنجی فتنہ ایک نظر میں

۲۶ رمضان بروز بدھ ۲۵۵ھ کو صاحب الزنج کا خروج ہوا اور ۶ صفر ۲۷۰ھ ہفتہ کے دن وہ قتل کیا گیا اس کے خروج سے قتل تک کا عرصہ چودہ سال چار ماہ چھ دن اہواز میں سترہ رمضان ۲۵۶ھ کو داخلہ ہوا بصرہ میں اس کا داخلہ اور وہاں کے باشندوں کا قتل اور آتش زنی ۱۷ شوال ۲۵۷ھ کو ہوئی تھی۔

استیصال فتنہ پر عوامی شعراء کا رد عمل

موفقیہ اور اس بد بخت کے بارے میں شعراء نے بہت سے اشعار کہے ان میں سے یحییٰ بن محمد الاسلمی کا کلام یہ ہے

میں کہتا ہوں کہ خوش خبری دینے والا ایک ایسی جنگ کی خوش خبری لایا جس نے اسلام کو کمزور ہونے کے بعد طاقتور کر دیا

اللہ تعالیٰ بہترین انسان موفق کو ان لوگوں کی جانب سے جن کی اس نے حفاظت کی بہترین جزا دے

اس وقت جبکہ کسی نے اللہ کے دین کی مدد نہ کی اس نے تنہا اس دین کی تجدید کی جو بوسیدہ ہو چلا تھا

اس نے تنہا ملک کو مضبوطی عطا کی جو اپنے غلبے کے بعد کمزور ہو چکا تھا اس نے از سر نو وہ انتقام لئے جو دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں

اس نے تنہا ان عمارتوں کو واپس لیا جو ویران کر دی گئیں تھیں تا کہ وہ سایہ پورا پورا واپس آ ئے جو منقطع ہو گیا تھا۔

وہ شہر اصلی حالت پر واپس آ گیا جو ویران اور متعدد بار جلا دیے گئے تھے اور ان کی شان اس طرح ہوئی تھی کہ ایک بیابان ہو گئے تھے

تا کہ ایسی جنگ سے مومنین کا دل ٹھنڈا کرے جس سے ہماری رونے والی آنکھوں کو ٹھنڈک آئے

کتاب اللہ کی ہر مسجد میں تلاوت کی جائے۔ اور دشمنان خدا کو غائب و فاسر بنایا جائے موفق نے اپنے احباب اپنی نعمت اور لذت سے منہ پھیر لیا اور غازی بن کر سامنے آ گیا

ایک اور قصیدہ

ایک اور طویل قصیدے کا اقتباس یہ ہے

جھوٹے بے دین کے ستارے کہاں گئے جو نہ طبیب تھا نہ حاذق تھا

ایک ایسے مبارک ہاتھ والے سردار نے جو زبان کا سچا ہے اسے صبح کے وقت نحوست میں داخل کر دیا

وہ اپنی جنگ میں اس طرح گھر گیا اور ایسے لوگوں کے قبضے میں تھا جو جنگ میں جنگل کے شیر ہیں

اس نے موت کے کنویں سے ایک ایسا گھونٹ پیا جو چکھنے والے کے لئے بدمزہ ہے

یحییٰ بن خالد کا قصیدہ

خلفاء کے فرزند جو ہدایت کے ستونوں میں سے تھے اور اپنے فضل و کرم سے لوگوں کو ڈھانکے ہوئے تھے

اپنے دشمنوں کو حرم سے دفع کرنے والے تھے اور روز جنگ کے لئے قابل ہدایت تھے

ایسا فرماں روا جس نے دین بوسیدہ ہونے کے بعد تازہ کر دیا اور دغابازوں سے قیدیوں کو رہا کر ڈالا تو ہی زمانے سے پناہ دینے والا ہے جب زمانہ غلبہ کرے اور تیرے ہی پاس مسائل سوال لے کر آتا ہے تیری خوبی اللہ ہی کے لئے ہے تو خلفاء کی اولاد میں سے ہے اپنے عزم کو پورا کرنے والا اور پاک لباس والا تو نے بے دینوں کے گروہ کو اس طرح فنا کر دیا کہ انھوں نے اس طرح حیران و پریشان صبح کی کے زوال کا یقین ہو گیا

تو نے نشانہ تاک کر تیروں کو ان پر برسا دیا اور ان کے قلوب کو دہشت سے بھر دیا جب ناپاک ملعون نے سرکشی کی تو اس پر مشرقی تلوار سے لچکنے والے نیزے سے حملہ کیا۔ اس کی گردن کی رگیں اور جوڑ بند کاٹ کے چھوڑ تا کہ پرندے اس کے گرد منڈلاتے رہیں۔

وہ ان بھاری بیڑیوں کے ساتھ جنھیں اس نے سست کر دیا تھا جہنم کی گرمی اور اس کے گڑھے کی طرف مائل ہے۔

یہ سب اس کے کرتوتوں کی وجہ سے ہے اور جن برے اعمال کا اس نے ارتکاب کیا ان کا نتیجہ ہے

تو نے دین کی آنکھ کو تو اس شخص سے ٹھنڈا کر دیا جس نے مکاری کی تھی۔ تو نے دین کو بچوں کے قاتل سے چھڑا دیا

الموفق نے عراق میں حملہ کیا تو مغرب والوں کو بہادروں کے حملے نے پریشان کر دیا۔

خالد بن مروان کا قصیدہ

خالد بن مروان کا کلام یہ ہے

اے منزل ویران مجھے جواب دے (خدا کرے) تیرے صحنوں میں ہمیشہ بارش ہوتی رہی۔

مجھے پڑوسیوں کی اطلاع دے کہ وہ کہاں چل دیئے۔ کیا دنیا پھر لوٹ آئی اور کہا مسافر واپس ہوئے؟

مکان اپنی بربادی کے بعد کیونکر جواب دے۔ اس کے باشندوں کے تو نشان بھی باقی نہیں۔

وہ ایسی منزلیں ہیں جن کے حال نے مجھے رلا دیا۔ دنیا مجھ پر تنگ ہو گئی اور صبر جاتا رہا۔

انھیں زمانے کی گردشوں نے برباد کر دیا جس نے بہت عجلت کی زمیں والوں کے شر نے ہلاک کر دیا زمانے نے نہیں کیا

دنیا خوش ہو گئی اور اس کی سبزی پک گئی اور حالت بدل گئی

ولی عہد کی برکت سے جو لوگ بھاگے ہوئے تھے وہ اپنے وطنوں میں پھر آ گئے اور کسی مقام پر ملعون کا کوئی اثر باقی نہ رہا

ولی عہد کی تلوار سے درست ہدایت دراز ہو گیا۔ دین کا چہرہ روشن ہو گیا اور کفر کی بنیاد اکھڑ گئی۔

ولی عہد نے اللہ کے راستے میں ان لوگوں کے ساتھ جہاد کا حق ادا کر دیا ایسی جان کے ساتھ حق جہاد ادا کیا کہ اس کے لئے درازئی سلامی اور مرد ہو

یحییٰ بن محمد کا قصیدہ

یحییٰ بن محمد کا کلام یہ ہے

اے محبوبہ تو مجھ سے بےزار ہے اور میں تجھ سے بےزار ہوں تو ایسے شخص کو ملامت نہ کر جس کو ملامت سے شرف ملتی ہے

میرے کوچ پر مجھے ملامت نہ کر کیونکہ میں ایسا شخص ہوں جو کجاوا کسنے اور سفر کرنے اور کوچ کرنے کے لئے وقف ہے اسی جگہ قیام ہو جبکہ میرے لئے ہر شہر اس طرح تنگ ہے گویا کہ میں آنکھوں سے نابینا ہوں اور گراہوں۔

اس ہمت نے کسی کو بیدار نہ کیا جس نے صاحب ہمت کو بیدار نہ پایا جس کے اندر آنکھوں کی لذت سرایت کئے ہوئے ہو۔

وہ شخص آرام سے نہ سویا جس نے اس خوف میں رات گزاری کہ اس کا پڑوسی خوف کی حالت میں رات گزارتا ہے

جہاد روم

اسی سال ماہ ربیع الاول میں مدینۃ السلام میں یہ خبر آئی کہ تقریباً ایک لاکھ رومی باب کلمیہ کے علاقے میں اتر آئے ہیں جو طوس سے چھ میل پر ہے ان کا سپہ سالار بطریق البطارقہ اندریاس ہے، اس کے ساتھ چار دوسرے بطریق بھی ہیں یازمان خادم رات کے وقت نکلا اور ان پر شبخون مارا اس نے بطریق البطارقہ اور بطریق القباذیق اور بطریق الناطلق کو قتل کر دیا بطریق زخمی ہو کر بچ گیا ان کی سونے چاندی کی سات صلیبیں چھین لیں۔

جن میں سب سے بڑی سونے کی جڑاؤ صلیب بھی ہے۔ پندرہ ہزار گھوڑے اور خچر بھی چھین لئے گئے اور زین بھی اسی قدر، مرصع تلواریں اور بہت سے برتن بھی تقریباً دس ہزار ریشمی جھنڈے اور بہت سے ریشمی کپڑے اور سمور کے لحاف ہاتھ آئے، ۷ ربیع الاول بروز ہفتہ اندریاس کی جانب کوچ کیا، رات کے وقت حملہ کیا گیا، بہت سے رومی قتل ہوئے اندازہ یہ ہے کہ ان میں سے ستر ہزار مقتول ہوئے۔

وفیات

اسی سال مدینۃ الاسلام میں ۲ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات کو ہارون بن ابی احمد موفق کی وفات ہوئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اسی سال شعبان کو احمد بن طولون کی موت کی خبر مدینۃ الاسلام میں آئی بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کہ وفات اسی سال ۱۸ ذی القعدہ بروز پیر ہوئی

اسی سال حسن بن زید علوی کی طبرستان میں رجب یا شعبان میں وفات ہوئی۔

متفرقات

نصف شعبان کو معتمد بغداد میں داخل ہوا قطربل کے قریب جلوس کے ساتھ اترا محمد بن طاہر اس کے آگے آگے نیزہ لئے ہوئے چل رہا تھا پھر سامرا کہ طرف روانہ ہوا۔

اسی سال اختتام رجب پر یازمان کے ہاتھوں اہل ساتید ما کا فدیہ ادا ہوا

اسی سال ۲۱ شعبان کو بروز اتوار کو بغداد میں ابو عباس بن موفق کے ساتھیوں نے ساعد بن مخلد سے جو موفق کا وزیر تھا تنخواہوں کا مطالبہ کیا صاعد کے سپاہی ان کی طرف گئے تاکہ ان کو دفع کریں ابو عباس کی پیادہ فوج پل کے میدان کی طرف چلی گئی، صاعد کے ساتھی سوق یحییٰ میں دروازوں کے اندر ہو گئے آپس میں جنگ کی ان میں قتل بھی ہوئے اور زخمی بھی پھر رات حائل ہو گئی دوسرے دن صبح ہوئی تو انھیں تنخواہیں دی گئیں اور صلح ہو گئی۔

اسی سال شوال میں اسحاق بن کنداج اور ابن دعباش میں جنگ ہوئی ابن دعباش ابن طولون کی جانب سے رقہ اور اس کے صوبوں، سرحد، واصم پر مامور تھا اور ابن کنداج خلافت کی جانب سے موصل پر حاکم تھا۔

اسی سال بغداد میں اس کی غربی جانب یاسریہ کی نہر عیسیٰ سے ایک دم پھوٹ گئی جس سے کرخ میں دباغت کرنے والے اور لکڑی والے غرق ہو گئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس سیلاب نے سات ہزار مکانات توڑ دیے۔

اسی سال روم کا بادشاہ الصقلبی قتل کیا گیا۔

اسی سال ہارون بن محمد اسحاق الہاشمی ابن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۷۱ھ

پہلا دن اتوار ۲۹ حزیران ۱۱۹۵ عہد ذی القرنین۔

عالم اسلام میں فسادات کی لہر

یکم صفر کو محمد و علی فرزندان حسین بن جعفر بن موسیٰ بن محمد بن علی ابن حسینؓ مدینے میں داخل ہوئے وہاں کے باشندوں کی بڑی تعداد قتل کر ڈالی مال کا مطالبہ کیا اور ایک جماعت سے وصول بھی کیا اور اہل مدینہ مسجد رسول اللہ ﷺ میں چار جمعوں تک نہ پہنچ سکے نہ تو جمعہ ہوا نہ جماعت ہوئی۔

شہر آشوب مدینہ

ابو عباس بن الفضل علوی نے کہا ہے۔

نیکی کرنے والے محمد مصطفیٰ ﷺ کا دار ہجرت ویران کر دیا گیا جس کی ویرانی نے مسلمانوں کو رلا دیا۔

آنکھ کو مقام جبریل نے اور قبر مبارک نے رلایا تو وہ روئی اور عنبر مبارک نے بھی رلایا۔

اس مسجد پر جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی جو ہمیشہ عبادت کرنے والوں سے ہی آباد رہی

اس پاک سرزمین پر جس پر اللہ نے خاتم المرسلین سے برکت نازل کی۔

اللہ تعالیٰ اس جماعت کو برباد کرے جنھوں نے اسے ویران کیا اور ہلاک ہونے والوں کی اطاعت کی۔

متفرقات

اسی سال خراسان کے وہ حجاج جو بغداد آئے تھے معتمد کے پاس لائے گئے اس نے انھیں بتایا کہ عمرو بن للیث کو جو کچھ اس کے سپرد تھا اس سے معزول کر دیا گیا ہے اس نے اس پر لعنت کی اور انھیں خبر دی کہ خراسان کو محمد بن طاہر کے سپرد کر دیا ہے یہ واقعہ ۲۶ شوال کو ہوا اس نے منبروں پر بھی عمرو بن للیث پر لعنت کرنے کا حکم دیا چنانچہ لعنت کی گئی۔

اسی سال ۲۲ شعبان کو صاعد بن مخلد ابو احمد کی واسط کی چھاؤنی سے عمرو بن للیث سے جنگ کے لئے فارس کی جانب روانہ ہوا ۱۰ رمضان کو اسی سال احمد بن محمد طائی کو مدینے اور طریق کا والی بنایا گیا

ابو عباس کی شکست

اسی سال عباس بن موفق اور خمارویہ بن احمد بن طولون کے درمیان طواحین میں جنگ ہوئی۔ ابو عباس نے خمارویہ کو شکست دی، خمارویہ مصر کی طرف بھاگنے کے لئے گدھے پر سوار ہوا۔ ابو عباس کے ساتھی لوٹ مار میں پڑ گئے۔ ابو عباس خمارویہ کے خیمے میں اس طرح بے فکری سے ٹھہر گیا کہ وہ یہ نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی اس کی تلاش میں ہے اس پر خمارویہ کا پوشیدہ لشکر حملہ آور ہو گیا۔ سعد، عسر، اس کے سرداروں اور لشکر نے بھی جو پہلے سے کمین گاہ میں بٹھا دئے گئے تھے اس پر حملہ کیا۔

ابو عباس کے ساتھیوں نے ہتھیار رکھ دئے تھے اور گھوڑوں سے اتر گئے تھے کہ ان پر خمارویہ کے لشکر نے حملہ کر دیا۔ وہ بھاگے اور جماعت منتشر ہو گئی۔

ابو عباس اپنے ساتھیوں کی ایک قلیل جماعت کے ہمراہ طرسوس چلا گیا، اور دونوں لشکروں میں لشکر ابو عباس اور لشکر خمارویہ میں جو کچھ مال واسباب ہتھیار وغیرہ تھے سب لوٹ لیا گیا۔ یہ واقعہ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اسی سال ۱۶ شوال کو ہوا۔

اسی سال یوسف بن ابی ساج نے جو والی مکہ تھا طائی کے ایک غلام جس کا نام بدر تھا حملہ کیا جو حاجیوں کا مددگار بن کے نکلا تھا چنانچہ اسے یوسف نے قید کر دیا لشکر کی ایک جماعت نے ابن ابی ساج سے جنگ کی اور حاجیوں نے ان کی مدد کی۔ طائی کے غلام کو چھڑا لیا گیا اور ابن ابی ساج کو گرفتار کر لیا گیا جو قید کر کے مدینۃ السلام روانہ کر دیا گیا یہ جنگ مسجد حرام کے دروازے پر ہوئی تھی

گرجا گھر کی تباہی اور تعمیر جدید

اسی سال عوام نے دیر عتیق کو تباہ کر دیا جو نہر عیسیٰ کے پیچھے تھا اس میں جس قدر مال واسباب تھا سب لوٹ لیا۔ دروازے اور لکڑیاں وغیرہ اکھاڑ لیں کچھ چھتیں اور دیواریں بھی منہدم کر دیں حسین ابن اسماعیل جو محمد بن طاہر کی جانب سے بغداد کی پولیس کا حاکم تھا وہاں گیا جو حصہ بچ گیا تھا اس کے منہدم کرنے سے انھیں روکا چند روز تک وہ بھی اور عوام بھی آمدورفت کرتے رہے یہاں تک کہ قریب تھا کہ سلطانی لشکر اور ان لوگوں کے درمیان خون ریزی ہو جائے چند روز کے بعد عوام نے جو حصہ منہدم کر دیا تھا بنا دیا گیا۔ اور اسکی دوبارہ تعمیر جیسا کہ بیان کیا گیا عبدون بن مخلد برادر صاعد بن مخلد کی قوت سے ہوئی۔

اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن عیسیٰ بن موسیٰ العباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۷۲ھ

اس سال کا پہلا دن جمعہ ۱۸ حزیران ۱۱۹۶ ذی القرنیلی کو ہوا۔

متفرقات

اہم واقعات میں اہل طرسوس کا ابو عباس بن موفق کو طرسوس سے نکال دینا سرفہرست ہے۔ یہ اس اختلاف کی وجہ سے ہوا جو اس کے اور یازمان کے درمیان واقع ہو گیا تھا وہ وہاں سے اسی سال کی پندرھویں محرم کو بغداد کے ارادے سے نکلا۔

اسی سال ۱۸ صفر منگل کو موفق کی قید میں سلیمان بن وہب کی وفات ہوئی۔

اسی سال ۸ ماہ ربیع الآخر جمعرات کو عوام جمع ہوئے۔البیعہ (معبد یہود) کی جس قدر تعمیر ہوئی تھی اسے منہدم کر دیا۔

اسی سال ایک شاری (خارجی) کو راہ خراسان میں حاکم بنایا گیا وہ دسکرۃ الملک گیا تھا کہ قتل کر دیا گیا اور لوٹ لیا گیا۔

اسی سال مدینۃ الاسلام میں حمدان بن حمدون اور ہارون شاری (خارجی) کی شہر موصل میں داخل ہونے کی خبر آئی۔شاری نے لوگوں کو مسجد جامع میں نماز پڑھائی۔

اسی سال ۲۱ جمادی الآخر کو ابوعباس بن موفق طواحین میں ابن طولون کے ساتھ اپنی جنگ سے واپس ہو کے بغداد آیا۔

اسی سال قید خانے میں اندر کی جانب سے نقب لگائی گئی دوابی علوی کو دو آدمیوں کے ساتھ نکالا گیا،ان لوگوں کے لئے گھوڑے مہیا کئے گئے تھے جو ہر رات کھڑے کئے جاتے تھے تا کہ نکلیں اور ان پر سوار ہو کے بھاگیں مگر انھیں دیکھ لیا گیا اور شہر ابی جعفر منصور کے دروازے بند کر دئے گئے اور دوابی کو اور جو لوگ اس کے ساتھ نکلے تھے انھیں گرفتار کر لیا گیا۔

یہ واقعہ ابن موفق کو لکھ دیا گیا جو واسط میں مقیم تھا اس نے یہ حکم دیا کہ دوابی کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں جانب مخالف کا کاٹ دیا جائے۔

صاعد بن مخلد کا زوال

اسی سال رجب میں صاعد بن مخلد فارس سے آیا اور واسط میں داخل ہوا موفق نے تمام سرداروں کو اس کے استقبال کا حکم دیا ان لوگوں نے استقبال کیا۔پیادہ پا اس کے ساتھ چلے اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

اسی سال موفق نے صاعد بن مخلد اور اس کے اعزہ کو واسط میں گرفتار کر لیا ۹ رجب پیر کو ان کے مکانات لوٹ لئے گئے اس کے دونوں بیٹے ابی عیسیٰ اور ابی صالح بغداد میں گرفتار کر لئے گئے اس کا بھائی عبدون اور اعزہ بھی سامرا میں گرفتار کر لئے یہ سب ایک ہی دن میں ہوا اور یہ وہی دن ہے جس دن صاعد کو گرفتار کیا گیا موفق نے اسماعیل بن بلبل کو کاتب بنایا اور اسے صرف کتابت پر ہی رکھا

اسی سال یہ خبریں آئیں کہ جمادی الآخر میں مصر میں ایسے زلزلے آئے کہ مکانات اور جامع مسجد کو تباہ کر دیا ان زلزلوں سے ایک دن میں ایک ہزار جنازے شمار کئے گئے۔

اسی سال بغداد میں سودا گراں ہو گیا کیونکہ اہل سامرا نے آٹے کی کشتیوں کو جانے سے روکا طائی نے جائداد والوں کو غلے کا بھس نکالنے اور اس کے تقسیم کرنے سے روکا کیونکہ اس کو سودوں کی گرانی کا انتظار تھا اہل بغداد نے تیل،صابن،اور کھجور وغیرہ کو سامرا کی جانب لادنے سے روکا یہ نصف ماہ رمضان کو ہوا۔

اسی سال سودے کی گرانی کی وجہ سے عوام نے شور مچایا اور طائی پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہوئے نصف شوال کو جامع مسجد سے اس کے مکان کی طرف جو باب بصرہ اور باب کوفہ کے درمیان تھا لوٹے اس کے پاس کرخ کی جانب سے آئے طائی نے اپنے ساتھیوں کو چھتوں پر چڑھا دیا انھوں نے تیر مارے اس نے اپنے آدمیوں کو اپنے دروازے پر

اور اپنے مکان کے سامنے میدان میں تلواروں اور نیزوں کے ساتھ کھڑا کیا بعض عوام قتل ہوئے اور ایک بڑی تعداد مجروح ہوئی شام تک برابر خون ریزی کرتے رہے جب رات ہوگئی تو واپس ہوئے دوسرے روز صبح آئے تو محمد بن طاہر سوار ہو کے گیا اور اس نے لوگوں کو تسکین دے کر واپس کیا۔

اسی سال ۱۹ شوال منگل کو اسماعیل بن بریہ الہاشمی کی وفات ہوئی۔

اسی سال ۲۲ شوال کو عبید اللہ بن عبداللہ ہاشمی کی وفات ہوئی۔

اسی سال واسط میں زنجیوں میں حرکت ہوئی انھوں نے انکلائے یا منصور کی صدا لگائی۔ انکلائے، مہلبی، سلیمان بن جامع، شعرانی، ہمدانی اوران کے ہمراہ ایک دوسرا زنجی سردار محمد بن عبداللہ بن طاہر کے مکان واقع مدینۃ الاسلام کے دارالبطیخ میں موفق کے غلام فتح سعیدی کے زیر نگرانی قید تھے موفق نے فتح کو لکھا کہ وہ ان چھ آدمیوں کے سر روانہ کردے وہ ان کے پاس داخل ہوا ایک ایک کو نکالتا جاتا تھا جنھیں ایک غلام ذبح کرتا تھا۔ مکان کے چہ بچے کا ڈھکنا اٹھایا گیا دھڑ اس میں ڈال کے ڈھکنا بند کر دیا گیا اور ان کے سروں کو موفق کے پاس روانہ کر دیا گیا۔

اسی سال ان چھ مقتولین کی لاشوں کے بارے میں محمد بن طاہر کے پاس موفق کا خط آیا تو اس نے انھیں جسر کے سامنے لٹکانے کا حکم دیا، وہ چہ بچے سے نکالیں گئیں سب پھول گئیں تھیں اور ان کی بو بدل گئی تھی اور بعضوں کی کھال اتر گئی تھی۔ یہ لاشیں محملوں میں لادیں گئیں، ان میں سے تین کو شرقی جانب لٹکا دیا گیا اور تین کو غربی جانب۔ یہ واقعہ اسی سال ۲۳ شوال کو ہوا محمد بن طاہر بھی سوار ہو کے گیا تھا اسی کے سامنے لٹکائے گئے۔

اسی سال مدینہ رسول اللہ ﷺ کی حالت درست ہوگئی، وہ آباد ہوگیا اور لوگ اس میں واپس آگئے۔

اسی سال سرمائی جہاد یازمان نے کیا۔

اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن عیسیٰ بن موسیٰ الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۷۳ھ

اسی سال ۱۶ ربیع الاول کو بدمعاش عمر بن اللیث اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے درمیان جنگ ہوئی۔

اسی سال رقہ میں اسحاق بن کنداج اور محمد بن ابی ساج کے درمیان جنگ ہوئی اسحاق کو شکست ہوئی یہ واقعہ ۹ جمادی الاولیٰ منگل کو ہوا۔

اسی سال طرسوس سے یازمان کے قاصد آئے اور بیان کیا کہ روم کے سرکش (بادشاہ) کے تین بیٹوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور ان میں سے ایک بادشاہ بن بیٹھا ہے۔

اسی سال ۸ ذی القعدہ کو لولو کو جو اس کے پاس امان لے کے ابن طولون کے پاس سے آیا تھا قید کر دیا اس کا کل مال چھین لیا بیان کیا جاتا ہے کہ جس قدر مال لیا اس کی مقدار چار لاکھ دینار تھی۔ لوگوں سے لولو نے بیان کیا کہ میں نے سوائے اپنے مال کی کثرت کے کوئی ایسا گناہ نہیں کیا جس کی وجہ سے میں اس سلوک کا مستحق ہوتا جو میرے ساتھ کیا گیا۔

اسی سال ۱۴ ذی الحجہ کو محمد بن ابی ساج اور اسحاق بن کنداج کے درمیان ایک دوسری جنگ ہوئی جس میں ابن کنداج کو شکست ہوئی۔

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۷۴ھ

۱۸ ماہ ربیع الاول کو عمرو بن اللیث کے خلاف جنگ کے لئے ابواحمد کی کرمان کو روانگی ہوئی۔

اسی سال یازمان نے جہاد کیا، مسکینین پہنچ گیا اس نے کفار کو قید کیا اور مال غنیمت حاصل کیا جب کہ خود اور تمام مسلمان محفوظ رہے یہ واقعہ اسی سال ماہ رمضان میں ہوا۔

صدیق طائی کا فتنہ

اسی سال صدیق فرغانی سامرا کے مکانات میں گھسا تاجروں کا مال لوٹا اور لوگوں کے ساتھ بہت فساد کیا یہی صدیق پہلے راستے کی حفاظت کرتا تھا اس کے بعد وہ ایک جنگی چور بن گیا جو ڈاکہ ڈالتا ہے۔

اسی سال ہارون بن محمد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۷۵ھ

صدیق طائی کا انجام

طائی کا لشکر سامرا روانہ ہوا تا کہ صدیق کے حادثے کا سدباب ہو، اپنے بھائی کو قید خانے سے رہا کر لیا جو اس کے پاس قید تھا یہ واقعہ اسی سال محرم میں ہوا۔

طائی نے صدیق کے پاس قاصد بھیجا وعدے کیئے احسان کیا اور اسے امن دے دیا صدیق نے اس کے پاس امان میں داخل ہونے کا ارادہ کر لیا تو ایک غلام نے جس کا نام ہاشی تھا ڈرایا وہ بہادر تھا اس لئے اس نے اس کی بات کو قبول نہ کیا، اور سامرا میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ داخل ہو کے طائی کے پاس چلا گیا طائی نے اسے اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا صدیق کا ایک ہاتھ پاؤں ہاشی کا ایک ہاتھ پاؤں اور اس کے ساتھیوں کا ایک ایک پاؤں کاٹ کے بحالت قید کجاؤں میں لاد کے مدینۃ الاسلام میں اس طرح روانہ کر دیا کہ ان کے کٹے ہوئے ہاتھ پاؤں کھلے ہوئے تھے تا کہ لوگ انہیں دیکھیں اس کے بعد قید کر دے گئے۔

اسی سال یازمان نے بحری جہاد کیا رومیوں کی چار کشتیاں گرفتار کر لیں۔

عبدی اور طائی کی جنگ

اسی سال فارس عبیدی نے بدمعاشی کی۔ سامرا کے علاقے میں فساد کیا اور سامرا کے کرخ تک چلا گیا آل خشنج کے مکانات لوٹ لئے، طائی اس کی طرف روانہ ہوا وہ اس کو حدیثہ میں ملا، دونوں نے جنگ کی، طائی نے اسے شکست دی اور اس کی پارٹی کو گرفتار کر لیا، طائی دجلے کی طرف چلا گیا اپنی چھوٹی کشتی میں داخل ہوا تا کہ دجلے کو عبور کرے اسے عبدی کے ساتھیوں نے پکڑ لیا وہ لوگ کشتی کے پچھلے حصے میں لٹک گئے، طائی نے اپنے آپ کو دجلے میں ڈال دیا دریا کو تیر کے عبور کیا جب اس سے نکلا تو اپنی داری سے پانی کو جھٹکا اور کہا عبدی کا کیا خیال ہے کیا میں مچھلی سے زیادہ تیراک نہیں ہوں طائی شرقی جانب اتر گیا اور عبدی اس کے مقابل جانب غربی میں رہا۔

طائی کی واپسی کے بارے میں علی بن محمد بن منصور بن نصر بن بسام نے ذیل کے اشعار کہے۔

طائی مقابلے کو آیا ہے (خدا کرے) وہ اقبالمند ہو اس نے برے کام کیئے اچھا نہ کیا

گویا وہ اپنے نرم الفاظ کی وجہ سے ایک لڑکی ہے جو غم کی مشقت کو چباتی ہے۔

اسی سال ابواحمد نے طائی کو بیڑی ڈالنے اور اس کو قید کرنے کا حکم دیا ۱۴ رمضان کو اس پر عمل کیا گیا اور اس کی ہر چیز پر مہر لگادی گئی وہ کوفے اور اس کے دیہات، راہ خراسان، سامرا، بغداد کی پولیس، بادوریا، قطربل، اور مسکین کے خراج اور کچھ جاگیر خاص کا والی تھا۔

ابوعباس کی گرفتاری

اسی سال ابواحمد نے اپنے بیٹے ابوعباس کو قید کیا تو اس کے ساتھیوں نے شور کیا اور ہتھیار اٹھالئے اور اس کے غلام سوار ہو گئے۔ اس وجہ سے بغداد میں پریشانی ہو گئی۔ ابواحمد سوار ہو کے باب رصافہ پہنچا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ابوعباس کے ساتھیوں اور اس کے غلاموں سے کہا کہ تم لوگ اپنے آپ کو مجھ سے زیادہ میرے بیٹے پر شفیق سمجھتے ہو؟ وہ میرا بیٹا ہے مجھے اس کی اصلاح کی ضرورت ہوئی، یہ سن کر لوگ پلٹ گئے اور ہتھیار رکھ دیئے، یہ واقعہ اسی سال ۶ شوال بروز ہفتہ کو ہوا۔

اس سال ہارون بن محمد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۷۶ھ

مدینۃ الاسلام کی پولیس عمر بن اللیث کے تحت کی گئی، اور اسی سال ان جھنڈوں اور پردوں، اور ڈھالوں پر جو الجسر کی مجلس میں ہوتے ہیں اس کا نام لکھا گیا، یہ تقرر محرم میں ہوا۔

اسی سال ۱۴ ربیع الاول کو ابواحمد مدینۃ الاسلام سے الجبل روانہ ہوا، بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی وہاں روانگی کا یہ سبب ہوا کہ مازائی کا تب اذکوتکین نے اسے یہ خبر دی کہ وہاں پر بہت مال ہے اگر وہ روانہ ہوا تو سب مل جائے گا وہ اس طرف گیا مگر اس مال میں سے کچھ نہ پایا کرخ روانہ ہو کے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے ارادے سے اصفہان چلا۔ احمد بن عبدالعزیز مع اپنے لشکر و عیال کے کسی طرف ٹل گیا، اپنا مکان فرش سمیت چھوڑ گیا تا کہ جب ابواحمد آئے تو اس میں اترے، ابواحمد کے باب خراسان سے اپنے خیمے سے روانہ ہونے سے قبل اس کے پاس محمد بن ابی ساج آیا جو ابن طولون سے چند لڑائیاں کرنے کے بعد بھاگا تھا جن کے آخر میں ابی ساج اپنے ساتھیوں کی قلت اور ابن طولون کے ساتھیوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے مقابلے سے عاجز ہو گیا تھا، ابواحمد سے ملا تو اس نے اسے اپنے ساتھ شامل کر لیا، خلعت دیا اپنے ہمراہ الجبل لے گیا۔

اسی سال ماہ ربیع الآخر میں عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو عمرو بن اللیث کی جانب سے بغداد کی پولیس کا والی بنایا گیا۔

دنیا کے اس پار

اسی سال نہر صلہ کے ایک ٹیلے کی سات قبروں کے پھٹ جانے کی خبر آئی۔ وہ ٹیلہ اٹل بنی شقیق کے نام سے مشہور تھا، ان سات قبروں میں سے سات صحیح و سالم جسم تھے جن پر نئے اور نرم کفن تھے جن سے مشک کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، ان میں ایک جوان تھا جن کے سر پر پٹے تھے، پیشانی اور دونوں کان اور دونوں رخسار اور ناک اور دونوں ہونٹ اور ٹھڈی اور اس کی آنکھوں کی پلکیں صحیح و سالم تھیں۔ دونوں ہونٹوں پر پانی کی تری تھی گویا اس نے پانی پیا ہے اور گویا سرمہ لگایا ہے، کولے پر تلوار کا زخم تھا، دوبارہ اسے کفنا دیا گیا۔

ہمارے بعض ساتھیوں نے بیان کیا کہ ان میں سے کسی کے بال کھینچے تو اس کے بال کی جڑ کو زندوں کی طرح

پایا۔

بیان کیا گیا ہے کہ وہ ٹیلہ جوان قبروں سے پھٹ گیا وہ پتھر کے حوض سے مشابہ تھا جو دانت کے رنگ کا تھا جس پر کچھ تحریر تھی جو معلوم نہ ہوتی تھی کہ کیا ہے۔

اسی سال ان پردوں، جھنڈوں اور ڈھالوں کے پھینک دینے کا جو پولیس کی چوکیوں میں تھے جن پر عمرو بن لیث کا نام تھا اس ذکر کو ترک کرنے کا حکم دیا گیا یہ واقعہ ااشوال کو ہوا۔

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اور وہی مکے اور مدینے اور طائف کا والی تھا۔

واقعات ۲۷۷ھ

خمارویہ ابن طولون کا جہاد روم کے لئے عطیہ

یازمان نے طرسوس میں خمارویہ بن احمد بن طولون کے حق میں دعا اور اس کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ خمارویہ نے تیس ہزار دینار اور پانچ سو کپڑے اور ڈیڑھ سو گھوڑے اور ڈیڑھ سو بارانیاں (لبادے یا واٹر پروف) ہتھیار اس کے پاس بھیجے جب یہ چیزیں پہنچیں تو اس نے اس کے لئے دعا کی اس کے بعد اسے پچاس ہزار دینار بھیجے۔

خدام وصیف کا فتنہ

ربیع الآخر کے شروع میں ابن ابی ساج کے خادم وصیف اور ابی صقر کے بربری ساتھیوں کے درمیان جھگڑا شروع ہوا انھوں نے آپس میں جنگ کی۔ خادم کے چار غلام اور بربریوں میں سے سات آدمی قتل ہو گئے۔ یہ جنگ شام کے اس دروازے پر ہوئی جو باب کوفہ کی سڑک کی طرف ہے۔ ابو الصقر سوار ہو کے گیا اور ان سے گفتگو کی تو وہ لوگ منتشر ہو گئے، دو دن کے بعد انھوں نے دوبارہ جھگڑا کیا ابو صقر دوبارہ سوار ہو کر گیا اور اس نے انھیں تسلی دی۔

وزیر مظالم کا تقرر

اسی سال یوسف بن یعقوب کو مظالم کا والی بنایا گیا اس نے حکم دیا کہ اعلان کیا جائے کہ جس کسی کا کوئی مقدمہ امیر الناصر الدین اللہ سے پہلے کا ہو اور کسی شخص کے پہلے کا تو وہ حاضر ہو پولیس کے حاکم کو یہ حکم دیا کہ قیدیوں میں سے اس وقت تک کسی کو رہا نہ کرے جب تک ان کے واقعات پیش کرنے کے بعد یوسف ان کی رہائی کو مناسب نہ سمجھے۔

شعبان کے پہلے روز ابن طولون کا ایک سردار بغداد آیا جس کے ہمراہ سوار اور پیادہ کا ایک بہت بڑا لشکر تھا۔

اس سال ہارون بن محمد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا،

واقعات ۲۷۸ھ

متفرقات

وصیف خادم کے ساتھیوں اور بربر موسیٰ ابن اخت مفلح کے درمیان پے در پے چار روز تک جنگ ہوئی پھر انھوں نے صلح کر لی دس سے کچھ زائد آدمی قتل ہوئے یہ واقعہ محرم میں شروع ہوا شرقی جانب نصر مین اور یونس کے

ساتھیوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں ایک شخص قتل ہوا پھر وہ لوگ جدا ہو گئے۔

وصیف کی واسط روانگی

اسی سال ابن ساج کا خادم وصیف ابی صقر کے حکم سے واسط روانہ ہوا تا کہ اس کا مددگار ہو جائے، اس نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو منتخب کیا تھا اور انھیں بڑے بڑے انعامات دیئے تھے وظائف جاری کئے تھے ابو احمد کے آنے کی خبر پہنچی تو وہ ڈرا کیونکہ ابو احمد کے بیت المال میں جو کچھ تھا وہ اس نے تلف کر دیا تھا خلعت وانعام وصلہ واکرام میں سب کچھ خرچ کر ڈالا تھا، جائداد والوں سے ان کی زمینوں کے غیر متعین سال کا خراج طلب کیا اور اس مطالبے میں ایک بڑی تعداد کو قید کر دیا، اس کی جانب سے انتظام پر زغل مامور تھا اس نے لوگوں پر ظلم کیا، ہنوز یہ مطالبات وصول نہ ہونے پائے تھے کہ ابو احمد آ گیا۔ ناچار وہ اپنے مطالبے سے رک گیا وصیف کی آمد ۷ محرم یوم جمعہ کو ہوئی تھی۔

اسی سال ۲۸ محرم کو ایک ستارہ طلوع ہوا جس میں بال نظر آتے تھے پھر وہ بال پیشانی کے بال بن گئے۔

ابو احمد الموفق کی رحلت حالات بیماری اور وفات

اسی سال ابو احمد الجبل سے عراق واپس آیا اسے اتنا شدید درد نقرس تھا کہ سوار ہونے پر قادر نہ تھا، ایک چھتری دار تخت بنایا گیا جس پر بیٹھتا تھا ہمراہ ایک خادم ہوتا جو ٹھنڈی چیزوں سے اس کے پاؤں کو ٹھنڈا کرتا تھا اس حال پر پہنچ گیا کہ وہ اس پر برف رکھتا تھا۔ اس کے بعد یہ مرض (فیل پا) بن گیا اس کا تخت مزدور اٹھایا کرتے تھے اس پر بیس بیس کی باری ہوتی تھی کبھی کبھی مرض کی شدت ہو جاتی تھی تو وہ انھیں حکم دیتا تھا کہ وہ اسے رکھ دیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ایک روز ان لوگوں سے کہا جو اس کو اٹھاتے تھے کہ تم میری محبت سے میرے لادنے پر مجبور ہو میں تم میں سے کسی ایک کو اٹھاؤں تو تھک جاؤں اب میں کسی قدر، آرام میں ہوں۔

اسی مرض میں کہا کہ میرا دفتر ایک لاکھ تنخواہ داروں پر مشتمل ہے ان میں سے کسی نے مجھ سے زیادہ بری حالت کے ساتھ صبح نہیں کی۔

اسی سال ۲۷ محرم پیر کو ابو احمد نہروان آیا لوگوں نے اس کا استقبال کیا وہ نہروان روانہ ہوا پھر نہر دیالی پھر دجلے میں زعفرانیہ تک، شب جمعہ کو فرک گیا۔ ۲ صفر یوم جمعہ کو اپنے مکان میں داخل ہوا۔

۲۸ صفر جمعرات کا دن ہوا تو ابو صقر کے اپنے گھر سے واپس آنے کے بعد ابو احمد کی موت کی خبر شائع ہوئی، یہ اس نے ابو عباس کی حفاظت میں پیش بندی کی تھی۔ دروازے مقفل کر دیئے گئے ابو صقر ابن فیاض کو اپنے مکان لے گیا ، وہی اس کی طرف باقی تھا، اس روز ابو صقر اپنے گھر میں ہی رہا۔ ابو احمد کی موت کی خبر بڑھتی رہی حالانکہ اس پر غشی طاری تھی،

ابو صقر نے جمعے کے دن المدائن قاصد بھیجا وہاں سے معتمد اور اس کے لڑکوں کو روانہ کیا گیا انھیں ابو احمد کے گھر لائے ابو صقر اپنے گھر میں ہی مقیم رہا جب ابو احمد کے غلاموں نے جو ابو عباس کی طرف مائل تھے اور ابو عباس کے غلاموں کے سالاروں نے جو حاضر تھے حالت دیکھی تو دروازوں کے قفل توڑ ڈالے۔

اس غلام سے جو عباس کے ساتھ حجرے میں تھا جب ابو عباس نے تالوں کی آواز سنی تو وہ توڑے جاتے ہیں تو اس نے کہا کہ ان لوگوں کا میری جان لینے کے علاوہ کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس نے تلوار لے لی اور اسے سونت لیا اور اس

طرح حملے کے لئے تیار ہو کے بیٹھ گیا کہ تلوار اس کی آغوش میں تھی مجھ سے کہا کہ تو ایک طرف ہٹ جا بخدا وہ مجھے ضرور صدمہ پہنچائیں گے جب تک مجھ کو کچھ بھی جان ہوگی۔

جب دروازہ کھل گیا اور سب سے پہلے جو شخص اس کے پاس داخل ہوا تو وہ وصیف کا موشگیر تھا جو ابو عباس کا غلام تھا جب اس نے اسے دیکھا تو اس نے یہ جان لیا کہ ان کا ارادہ خیر کے سواہ کچھ نہیں، قید سے نکال کے ان لوگوں نے اس کو اس کے باپ کے پاس بٹھا دیا جو غشی کے آخری وقت میں تھا جب ابو احمد نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اسے افاقہ ہو گیا تو اسے دیکھا پھر اسے اپنے نزدیک کر لیا۔

جس روز معتمد کو لانے کے لئے بھیجا گیا تھا وہ جمعے کا دن تھا، وہ اسی نصف نہار کے وقت جمعے کی نماز کے قبل ۹ صفر کو بغداد پہنچا ہمراہ اس کا بیٹا جعفر مفوض الی اللہ ولی عہد اور اس کے بیٹے عبدالعزیز، محمد اور اسحاق بھی تھے، وہ ابو صقر کے پاس ٹھہرا۔

ابو صقر کو یہ خبر پہنچی کہ ابو احمد نہیں مرا تو اس نے اسماعیل بن اسحاق کو روانہ کیا کہ خبر دریافت کرے، یہ ہفتہ کا دن تھا، ابو صقر نے سرداروں اور لشکروں کو جمع کیا اس کا مکان اور اس کے اردگرد آدمیوں اور ہتھیاروں سے بھر گیا، اس کے گھر سے جسر تک یہی حال تھا، دونوں پل کاٹ دیئے گئے تھے ایک جماعت مشرقی جانب جسر پر ٹھہری ہوئی ابو صقر کے ساتھیوں سے جنگ کر رہی تھی جس میں قتل بھی ہوئے اور زخمی بھی شرکب کا بھائی ابو طلحہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ باب بستان میں مقیم تھا، اسماعیل نے واپس آ کے ابو صقر کو بتایا کہ ابو احمد زندہ ہے سرداروں میں سے سب سے پہلے جو اس کی طرف روانہ ہوا وہ محمد بن ابی ساج تھا جس نے نہر عیسیٰ کو عبور کیا اس کے بعد ان لوگوں میں سے جو نہر عبور کرتے تھے کچھ لوگ ابو احمد کے دروازے پر زمین پر چلتے تھے کچھ لوگ اپنے مکان کو لوٹتے تھے کچھ لوگ بغداد سے نکل جاتے تھے۔

جب ابو صقر نے یہ دیکھا اور اسے ابو احمد کی حیات کا وثوق ہو گیا تو وہ اور اس کے دونوں بیٹے ابو احمد کے محل کی طرف روانہ ہوئے، ابو احمد نے اس کا کچھ ذکر نہ کیا اور نہ کوئی برائی کی وہ ابو احمد کے گھر میں ہی ٹھہر گیا۔

معتمد نے دیکھا کہ وہ گھر میں تنہا رہ گیا ہے تو وہ اور اس کے بیٹے اور بکتمر اکٹھے ایک کشتی میں سوار ہوئے انھیں ابو لیلیٰ بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی تیز رفتار کشتی ملی اس نے انھیں اپنی کشتی میں سوار کر لیا اور اپنے مکان پر لے گیا وہ علی بن جشیار کا مکان تھا جو جسر کے سرے پر تھا معتمد نے اس سے کہا کہ میں اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتا ہوں اس نے اسے اور اس کے ہمراہیوں کو اپنے گھر سے ابو احمد کے مکان پر پہنچا دیا

ابو صقر کے مکانات میں لوٹ مار

ابو صقر کا مکان اور جو کچھ اس میں جمع تھا سب لوٹ لیا گیا یہاں تک کہ اس کی عورتیں برہنہ پا اور بغیر چادر کے نکلیں اس کے کاتب محمد بن سلیمان کا مکان لوٹا گیا ابو الواثق کا مکان بھی لوٹ کر جلا دیا گیا اس کے اعزہ کے مکان بھی لوٹ لئے گئے زندانوں کے دروازے توڑ ڈالے گئے دیواروں میں نقبیں لگا دیں گئیں جو لوگ وہاں تھے سب نکل گئے اور جو لوگ قید خانے میں تھے وہ بھی بھاگ گئے جسر کی دونوں چوکیاں لوٹ لیں گئیں جو کچھ تھا سب لے لیا گیا وہ مکانات بھی لوٹ لئے گئے جو ابو صقر کے مکان کے قریب تھے

ابو احمد نے اپنے بیٹے ابو عباس کو اور ابو صقر کو خلعت سے سرفراز کیا پہن کر سوق الثلاثہ ہمنگل بازار باب طاق تک سوار ہو گئے ابو صقر ابو عباس کے ہمراہ اپنے مکان پر جو صاعد کا گھر تھا گیا دیکھا کہ لٹ چکا ہے شاہ کے گھر سے

اس کے پاس ایک بوریہ لایا گیا تو اس پر بیٹھ گیا۔

ابوعباس نے اپنے غلام بدر کو پولیس کا افسر بنایا اور محمد بن غانم بن شاہ کو مشرقی جانب پر اور عیسیٰ منوشری کو مغربی جانب پر اپنا نائب بنایا یہ تقرر اسی سال ۱۴ صفر کو ہوا

وفات

اسی سال ۲۲ صفر بروز بدھ کو ابواحمد موفق کی وفات ہوئی اسے رصافہ میں اپنی والدہ کی قبر کے پاس جمعرات کی شب کو دفن کیا گیا ابوعباس نے جمعرات کو تعزیت کے لئے دربار عام منعقد کیا۔

ابوعباس کی ولی عہدی

اسی سال جمعرات کو سرداروں اور غلاموں نے مفوض کے بعد ابوعباس کے لئے ولی عہدی کی بیعت کی اور معتضد باللہ اس کا خطاب ہوا لشکر کے لئے تنخواہ نکالی گئی جمعے کو معتمد کے لئے پھر مفوض کے لئے پھر ابوعباس معتضد کے لئے خطبہ پڑھا گیا

متفرقات

اسی سال ۲۶ صفر کو ابوصقر اور اس کے رشتہ داروں کو قید کر لیا گیا اور ان کے مکانات لوٹ لئے گئے فرات کے بیٹے تلاش کئے گئے دیہات کا دفتر انہی کے سپرد تھا وہ لوگ چھپ گئے

اسی سال ۲۷ صفر منگل کو عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کو خلعت عطا کی گئی اور اسے وزارت کا قلم دان سپرد کیا گیا

اسی سال محمد بن ابی ساج نے کسی کو واسط بھیجا کہ وہ اس کے غلام مدینۃ الاسلام میں لوٹا دے مگر وصیف اہواز بھاگ گیا اور بغداد پلٹنے سے انکار کیا اس نے طیب کو لٹوا دیا اور سوس میں فساد کیا۔

اسی سال ابواحمد بن محمد بن فرات کو قید کر کے مال کا مطالبہ کیا گیا زغل بھی قید کر دیا گیا کچھ مال پر بھی قبضہ ہوا

اسی سال صفار عمرو بن لیث کے بھائی علی بن لیث کے قتل کی خبریں آئیں رافع بن ہرثمہ نے اپنے کسی حق کی وجہ سے جو اس پر واجب تھا قتل کر دیا اور اس کے بھائی کو چھوڑ دیا۔

اسی سال مصر سے خبریں آئیں نیل کا پانی اتر گیا اور سودا گراں ہو گیا۔

فتنہ قرامطہ

ابتدائی حالات

اسی سال ایک قوم کی خبریں آئیں جو کوفے کے دیہات میں قرامطہ کے نام سے مشہور تھے ان کی ابتداء یہ ہوئی کہ ایک شخص خوزستان سے کوفے کے دیہات میں آیا اور ایک مقام جس کا نام نہرین تھا قیام کیا زہد اور تنگدستی ظاہر کرتا تھا کھجور کے پتے بنتا تھا اپنی کمائی سے کھاتا تھا اور نماز بکثرت پڑھتا تھا اسی حالت پر ایک مدت تک قائم رہا۔ جب کوئی پاس بیٹھتا تو اس سے دینی امور کا تذکرہ کرتا دنیا سے نفرت دلاتا اور یہ بتاتا تھا کہ لوگوں پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں یہ بات پھیل گئی تو اس نے ان سے کہا کہ وہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے ایک امام کی طرف دعوت

دے گا وہ جماعت اس کے پاس بیٹھتی رہی وہ ان کو ایسی خبریں دیتا تھا جس سے ان کے دل مائل رہیں وہ اس گاؤں میں ایک سبزی فروش کے پاس بیٹھا کرتا تھا اس کے قریب ایک کھجور کا باغ تھا جسے تاجروں کی ایک جماعت نے خرید کر گودام بنایا تھا جس میں ان کھجوروں کے ڈھیر جمع کرتے تھے وہ اتارتے تھے وہ لوگ اس سبزی فروش کے پاس آئے اور اس سے یہ درخواست کی کہ ان کے لئے کوئی ایسا شخص تلاش کرے جو ان کی اتاری ہوئی کھجور کی حفاظت کر سکے اس نے مذکورہ شخص کی طرف اشارہ کیا اگر اس نے تمہاری کھجور کی حفاظت منظور کر لی تو یہ تمہاری چاہت کے عین مطابق ہے ان لوگوں نے اس سے گفتگو کی اس نے چند مقررہ درہموں پر گودام کی حفاظت قبول کر لی وہ اس کی حفاظت کرتا تھا دن کے اکثر حصے میں نماز پڑھا کرتا تھا اور روزہ رکھتا تھا افطار کے وقت سبزی فروش سے ایک رطل کھجور لے لیتا تھا

گٹھلیوں کے دام

ان لوگوں نے اس کی اجرت کا حساب کیا اور اسے دے دیا اس نے سبزی فروش سے جتنی کھجوریں لیں تھیں اس کا حساب کیا اور اس میں سے اس نے ان گٹھلیوں کی قیمت کم کر لی جو وہ سبزی فروش کو دے دیتا تھا گٹھلیوں کے بارے میں اس کے اور سبزی فروش کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ گودام کے مالکان نے سنی تو انھوں نے اسے مارا کہ تو ہماری کھجوریں کھانے پر راضی نہ ہوا کہ گٹھلیاں بھی بیچ ڈالیں سبزی فروش نے ان سے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ اس نے تمہاری کھجوروں کو چھوا تک نہیں ۔

پورا قصہ بیان کیا گیا تو لوگ اس کے مارنے پر نادم ہوئے اور معافی کی درخواست کی اس نے معاف کر دیا اس واقعے کی وجہ سے بستی والوں میں اس کی بزرگی مزید بڑھ گئی اور وہ اس کے تقویٰ سے واقف ہو گئے

بیماری کی برکت

ایک مرتبہ وہ بیمار ہوا اور راستے میں پڑ گیا اس قریے میں ایک شخص تھا جو بیلوں پر بار کرتا تھا اس کی آنکھیں بہت سرخ تھیں اہل قصبہ اسے آنکھوں کی سرخی کی وجہ سے کریتہ کہتے تھے کریتہ کے معنی عجمی عوام کے نزدیک سرخ آنکھوں والے کے ہیں۔

سبزی فروش نے اس کریتہ سے اس بارے میں گفتگو کی وہ اس بیمار کو اپنے گھر اٹھا لے جائے۔ اور اپنے گھر والوں کو اس کی تیمارداری کی ہدایت کرے۔

وہ اس کے پاس مقیم رہا یہاں تک کہ تندرست ہو گیا اس کے گھر پر رہتے ہوئے اہل قصبہ کو اپنے مسلک کی دعوت دی اور ان سے اپنا مذہب بیان کیا علاقے کے باشندوں نے اس کا مسلک قبول کر لیا۔

نذرانہ

ہر آدمی سے جو اس کے مذہب میں داخل ہوتا تھا ایک دینار لیتا تھا اور باور کراتا تھا کہ وہ ایک دینار امام کے لئے لیتا ہے اسی حالت میں وہ اس دیہات کے باشندوں کو اپنے مسلک کی تبلیغ کرتا رہا اور وہ اسے قبول کرتے رہے

بارہ نقیب

اس نے بارہ نقیب بنائے جن کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دیں تم لوگ ایسے ہو جیسے عیسیٰ بن مریم کے حواری علاقے کے کاشت کار اپنے کاموں سے رک گئے کیونکہ اس نے دوسری پانچ نمازیں مقرر کیں اور

بیان کیا کہ وہ ان پر فرض ہیں

ہیصم کا اختلاف اور قرامطہ کی گرفتاری

اس علاقے میں ہیصم نامی شخص کی بھی جائداد تھی اسے کاشتکاروں کے کام میں کوتاہی کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک شخص اس کے پاس آیا ہے ایک دینی مسلک کا اظہار کیا ہے اور بتایا کہ اللہ نے جو کچھ ان پر فرض کیا ہے وہ رات دن میں پانچ نمازیں ہیں وہ ان نمازوں میں لگ کے اپنے کاموں سے رک گئے ہیں۔

اس نے کسی کو ان کی تلاش میں روانہ کیا وہ گرفتار کر کے اس کے پاس لایا گیا حال دریافت کیا اس نے اپنا قصہ سنایا۔ ہیصم نے قسم کھائی کہ اسے قتل کر دے گا وہ اس کوٹھڑی میں قید کر دیا گیا دروازے میں تالا لگا دیا گیا کنجی اس کے تکئے کے نیچے رکھ دی ہیصم خود شراب میں مشغول ہو گیا۔

قید خانے سے آسمان پر

کسی لونڈی نے جو گھر میں تھی قصہ سنا تو اس پر ترس آیا ہیصم سو گیا تو اس نے تکئے کے نیچے سے کنجی نکال لی۔ دروازہ کھول کر اسے نکال دیا، دروازہ مقفل کر دیا اور کنجی پھر اپنی جگہ رکھ دی، ہیصم نے صبح کو کنجی مانگی دروازہ کھولا تو اسے نہ پایا۔

یہ خبر پھیل گئی تو اس علاقے کے باشندے فتنے میں مبتلا ہو گئے کہ وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے اس کے بعد وہ دوسرے مقام پر ظاہر ہوا اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت ملی اس سے قصہ دریافت کیا گیا اس نے کہا کہ کوئی شخص میرے ساتھ برائی نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس پر قادر ہو سکتا ہے لوگوں کی نگاہ میں اس کی عظمت بڑھ گئی اپنی جان کا خوف ہوا تو علاقہ شام کی طرف بھاگ نکلا پھر اس کی کوئی خبر معلوم نہ ہو سکی۔

قرمط لقب کا شان نزول

اس بیل والے شخص کے نام پر جس کے گھر میں وہ رہ رہا تھا اس کا نام کرمیتہ رکھ دیا بعد کو اس لفظ میں تخفیف کر لی گئی لوگ اسے قرمطہ کہنے لگے اس قصے کو ہمارے ساتھی نے اس شخص سے نقل کیا جس نے اس سے بیان کیا کہ وہ محمد بن داؤد بن جراح کے پاس تھا جب اس نے قید خانے سے قرامطہ کی ایک جماعت کو بلایا ان سے ذکرویہ کے بارے میں دریافت کیا یہ اس وقت کے بعد کا واقعہ ہے جب کہ محمد بن داؤد نے ذکرویہ کو قتل کر دیا تھا قرامطہ اور اس کے قصے کے بارے میں دریافت کیا ان لوگوں نے اپنے میں سے ایک بوڑھے کی طرف اشارہ کیا یہ ذکرویہ کا پرانا ساتھی ہے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اس کے قصے سے زیادہ واقف ہے تو چاہتا ہے تو اس سے دریافت کر اس نے اس سے دریافت کیا تو اس نے اس قصے کی خبر دی۔

محمد بن داؤد سے مذکور ہے کہ قرمط کوفے کے ایک دیہات کا شخص تھا جو دیہات کے غلے اپنے بیلوں پر لادا کرتا تھا اس کا نام حمدان اور لقب قرمط تھا۔

وظائف کا تقرر

اب قرامطہ کا حال اور ان کا مذہب پھیل گیا کوفے کے دیہات میں ان کی کثرت ہو گئی احمد بن طائی کو ان

کے حال کی خبر ہوئی تو اس کے حکم سے ان میں ہر شخص کے لئے ایک دینار سالانہ وظیفہ مقرر کیا گیا اس وجہ سے مال کثیر جمع ہو جاتا تھا۔

نیا دین

کچھ کوفے سے آئے اور قرامطہ کی شکایت کی کہ انھوں نے سوائے اسلام کے بجائے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے، وہ لوگ امت محمد ﷺ پر سوائے اس شخص کے جوان کی بیعت کرلے تلوار چلانا مناسب سمجھتے ہیں طائی ان کا حال چھپاتا ہے۔

اس شکایت پر التفات نہ کیا گیا اور نہ ان کی بات سنی گئی تو وہ لوٹ گئے۔ان میں سے ایک شخص ایک طویل مدت تک مدینۃ الاسلام میں مقیم رہ کر شکایت کرتا رہا اور یہ سمجھتا رہا کہ اسے طائی کے خوف سے اپنے شہر کی طرف لوٹنا ممکن نہیں ہے۔ان لوگوں نے ان قرامطہ کا جو مذہب بیان کیا تھا وہ یہ تھا کہ وہ کتاب لائے تھے جس میں یہ مضمون تھا۔

قرمطی شریعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فرج بن عثمان کہتا ہے جو اس نصرانہ نامی قصبے کا باشندہ ہے جو مسیح کی طرف سے دعوت دینے والا ہے وہی عیسیٰ ہے وہی کلمہ وہی مہدی، وہی احمد بن محمد بن حنفیہ اور وہی جبریل، اس نے بیان کیا کہ مسیح اس کے لئے ایک انسان کے جسم میں ظاہر ہوا اس سے کہا کہ تو ہی الداعیہ (دعوت دینے والا) اور تو ہی حجت ہے تو ہی ناقہ اور تو ہی دابۃ الارض تو ہی روح القدس اور تو ہی یحییٰ بن ذکریا ہے۔

اسے یہ بتایا کہ نماز چار رکعتیں ہیں دو رکعتیں طلوع آفتاب سے قبل اور دو رکعتیں اس سے غروب سے قبل۔

ہر نماز میں آذان یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ دو مرتبہ اشھد ان آدم رسول اللہ

اشھد ان نوحً رسول اللہ، اشھد ان ابراھیم رسول اللہ

اشھد ان موسیٰ رسول اللہ اشھدان عیسیٰ رسول اللہ

اشھد ان محمد رسول اللہ واشھد ان محمد بن احمد الحنفیہ رسول اللہ

ہر رکعت میں ثناء پڑھی جائے جو ان چیزوں میں سے ہے کہ محمد بن احمد الحنفیہ پر نازل کی گئی قبلہ بیت المقدس کی جانب ہے اور حج بیت المقدس کا، اور جمعہ پیر کو ہے جس میں کوئی کام نہ کیا جائے گا اور سورۃ یہ ہے

قرمطی قرآن

الحمد للّٰہ بکلمتہ وتعالیٰ باسمہ لا ولیائہ با ولیائہ قل ان الاھلۃ مواقیت للناس ظاھرھا لیعلم عدد السنین والحساب والشھود والایام و باطنھا اولیائی الذین عرفوا عبادی سبیلی اتقون یااولی الالباب ۔وانا الذی لا اسئل عما افعل و انا العلیم الحکیم ۔ وانا الذی ابلو عبادی و امتحن خلقی فمن صبر علی بلائی و محنتی و اختیاری القیتہ فی جنتی واخلہ تہ مھانا فی عذابی واتممت اجلی واظھرت امریٰ علی السنتہ رسلی ، وانا لم یعل علیّ جبار الا وضعتہ ولا عزیز الا اذللتہ و لیس الذی اصرّ علی امرہ وداوم علی جھالتہ وقالو الن نبرح علیہ عاکفین و بہ مومنین اولئک ھم الکافرون ۔

یعنی سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اس کے کلمے کے سبب سے، وہ اپنے اس کلمہ کی برکت سے برتر ہے جو وہ اپنے اولیا کے لئے اپنے اولیا کے سبب سے بنانے والا ہے کہدے کہ ہلال لوگوں کے لئے وقت کی شناخت کا آلہ ہے ان چاندوں کا ظاہر یہ ہے کہ سالوں مہینوں اور دنوں کا شمار اور حساب معلوم ہو باطن یہ ہے کہ میرے اولیا وہ ہیں جنھوں نے میرے بندوں کو میرا راستہ شناخت کروادیا، اے صاحبان عقل مجھ ہی سے ڈرو اور میں وہ ہوں میں جو کچھ کرتا ہوں مجھ سے اس کی باز پرس نہیں کی جاسکتی، میں علم و حکمت والا ہوں میں وہ ہوں کہ اپنے بندوں کو آزماتا ہوں اپنی مخلوق کا امتحان کرتا ہوں جو شخص میری آزمائش وامتحان اور میری مرضی پر صبر کرتا ہے اسے اپنی جنت میں ڈال دیتا ہوں اور اپنی نعمت میں ہمیشہ رکھتا ہوں اور جو میرے حکم سے ہٹ گیا اور اس نے میرے رسول کو جھٹلایا تو اسے ذلیل کر کے ہمیشہ کے لئے اپنے عذاب میں ڈال دیتا ہوں میں نے اپنی مدت پوری کردی اور اپنے رسولوں کی زبان پر اپنا حکم ظاہر کردیا ، میں وہ ہوں کہ میرے آگے جو متکبر تکبر کرتا ہے اسے پست کردیتا ہوں اور جو عزت والا عزت کا دعویٰ کرتا ہے اسے ذلیل کردیتا ہوں وہ شخص جس نے اصرار کیا اور ہمیشہ اپنی جہالت پر قائم رہا وہ اس کے حکم پر نہیں ہے اور جن لوگوں نے کہا کہ ہم جمنے والے ہیں اور اسی پر ایمان لانے والے ہیں وہی لوگ کافر ہیں۔

اس کے بعد رکوع کرے اور اپنے رکوع میں کہے **"سبحان ربی رب العزة و تعالیٰ عما یصف الظالمون"**

اس کو دو مرتبہ کہے جب سجدہ کرے تو کہے۔

اللہ اعلیٰ . اللہ اعلیٰ . اللہ اعظم .اللہ اعظم۔

من گھڑت مسائل

اس کی شریعت یہ ہے۔

روزہ سال میں دو دن ہے مہرجان (ایرانیوں کی عید) کو اور نوروز کو نبیذ (تاڑی) حرام اور شراب حلال ہے جنابت (حاجت غسل میں) غسل نہیں ہے صرف ایسی ہی وضو ہے جیسا کہ نماز کے لئے ہے نیز یہ کہ جو اس سے جنگ کرے گا وہ مستوجب قتل ہوگا اور جو اس کی مخالفت سے جنگ نہ کرے گا اس سے جزیہ لیا جائے گا ذی ناب کچلی دار اور ذی مخلب (گوشت خور) پرندے کا گوشت نہیں کھایا جائے گا۔

صاحب الزنج سے محبت کی پینگیں

قرمط کا کوفے کے دیہات میں صاحب الزنج سے پہلے جانا ہوا تھا یہ اس لئے کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے ذکرویہ کے بزرگ سے نقل کیا کہ مجھ سے قرمط نے کہا کہ میں ایک مذہب پر ہوں میری پشت پر ایک لاکھ تلواریں ہیں لہذا مجھ سے مذاکرات کر اگر ہم لوگ اس مذہب پر متفق ہو گئے تو اپنے ہمراہیوں سمیت تیری طرف مائل ہو جاؤں گا اگر دوسری بات ہوئی تو میں تیرے پاس سے واپس جاؤں گا امان لینے کے بعد میں نے ظہر تک اس سے بحث کی آخری گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہ میرے طریقے کے خلاف ہے، وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا تو میں خشکی کے راستے روانہ ہوا اور اس کے شہر سے باہر چلا گیا اور کوفے کے دیہات میں چلا گیا۔

جہاد روم اور یازمان کی شہادت

اسی سال ۲۵ جمادی الآخر کو احمد عجیفی شہر طرسوس میں داخل ہوا، اس نے یازمان کے ہمراہی گرمستانی جہاد کیا، وہ سلندو پہنچ گیا، انھیں مجاہدین کی ہمراہی میں یازمان گیا۔

اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ منجنیق کے پتھر کا ایک ٹکڑا اس کی پسلیوں میں لگا جبکہ وہ سلندو کے قلعے پر مقیم تھا تو لشکر نے کوچ کیا حالانکہ وہ اس فتح کے قریب تھے وہ راستے میں ہی جمعے کو ۱۴ رجب کو وفات پا گیا اور لوگوں کے کندھوں پر لاد کر طرسوس لایا گیا پھر وہاں دفن کیا گیا۔

اسی سال ہارون بن محمد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا

واقعات ۲۷۹ھ

حکم ہوا کہ مدینۃ الاسلام میں کوئی شخص راستے پر نہ بیٹھے نہ مسجد جامع میں کوئی قصہ گو، نجومی، یا زاجر (شگون لینے والا) داخل ہو، کتاب فروشوں کو اس بات کی قسم دی گئی کہ وہ علم کلام اور جدل اور فلسفے کی کتابیں نہ بیچیں گے۔

ولی عہدی معتضد

اسی سال ۲۲ محرم کو جعفر مفوض کو ولی عہدی سے معزول کیا گیا، اسی روز معتضد کے لئے بیعت کی گئی کہ معتمد کے بعد وہی خلیفہ ہوگا، جعفر کی معزولی اور معتضد کی تقرری کے فرمان لکھے گئے اور شہروں میں روانہ کر دیئے گئے۔

جمعے کو معتضد ولی عہدی کا خطبہ پڑھا گیا، المعتمد کی جانب سے بھی گورنروں اور حکام کو خط لکھے گئے کہ امیر المومنین نے اسے ولی عہد بنا دیا ہے جس قسم کے اختیارات موفق کو حاصل تھے ان کو اس کے سپرد کر دیا ہے۔

اسی سال ۵ ربیع الاول کو ابوصقر کے کاتب جرادہ کو گرفتار کیا گیا، موفق نے اسے رافع بن ہرثمہ کے پاس روانہ کیا تھا، وہ اپنی گرفتاری سے چند روز قبل مدینۃ الاسلام میں آ گیا تھا۔

اسی سال ۲۴ جمادی الاولیٰ یوم ہفتہ کو طرسوس میں محمد بن موسیٰ اور موفق کے آزاد غلام راغب کے غلام مکنون کے درمیان جنگ ہوئی، اس کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے طغج بن جف حلب میں راغب سے ملا تو اس نے اسے یہ بتایا کہ خمارویہ بن احمد تجھ سے ملنا چاہتا ہے اس کی جانب سے ان چیزوں کا وعدہ کیا جو وہ چاہتا تھا، راغب مصر سے حلب جانے کے لئے اپنے پندرہ غلاموں کے ہمراہ نکلا اس نے اپنے خادم مکنون کو اس لشکر کے ساتھ جو ہمراہ تھا اور اپنے مال و ہتھیار کے ساتھ طرسوس روانہ کر دیا طغج نے محمد بن موسیٰ عرج کو ایک خط لکھا کہ اس نے راغب کو روانہ کر دیا ہے اور اس کے ہمراہ جس قدر مال و ہتھیار اور غلام تھے وہ اس کے غلام مکنون کے ساتھ ہیں اور وہ طرسوس روانہ ہو گیا ہے، مناسب یہ ہے کہ وہ اس پر اور جو کچھ اس کے ساتھ ہے سب پر طرسوس میں داخل ہوتے ہی قبضہ کر لے۔ اہل طرسوس نے عرج پر حملہ کر دیا اور اس کے اور مکنون کے درمیان حائل ہو گئے، انھوں نے عرج کو گرفتار کر لیا پھر اسے مکنون کے قبضے میں قید کر دیا اور جان لیا کہ راغب کے ساتھ حیلہ چل گیا جو کچھ عرج کے ساتھ کیا گیا اس کی خبر خمارویہ بن احمد کو دی، اور انھوں نے اس پر پہرا مقرر کر دیا۔ تو راغب کو رہا کر دے کہ وہ ہمارے پاس آ جائے تو ہم عرج کو رہا کر دیں۔

خمارویہ نے راغب کو رہا کر کے طرسوس روانہ کر دیا اور احمد بن طغان کو بھی اس کے ہمراہ روانہ کر دیا جو سرحدوں کا والی تھا عرج کو معزول کر دیا جب راغب طرسوس پہنچا تو محمد بن موسیٰ نے عرج کو رہا کر دیا اور احمد بن طغان طرسوس کا اور سرحدوں کا والی بن کر ۱۳ شعبان بروز منگل طرسوس میں داخل ہوا اس کے ہمراہ راغب بھی تھا۔

اسی سال ۱۹ رجب پیر کی شب معتمد کی وفات ہوئی اس اتوار کو الحسنی کے ساحل پر بہت سی شراب پی اور رات کا کھانا بہت کھا گیا پھر رات میں ہی مر گیا اس کی خلافت جیسا کہ بیان کیا گیا تیئس سال اور چھ روز بیان کی جاتی ہے۔

معتضد باللہ کی خلافت

بیعت اور اصلاحات

اسی شب صبح کو ابو عباس معتضد باللہ سے بیعت خلافت کی گئی اس نے اپنے غلام بدر کو پولیس کا، عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کو وزارت کا اور محمد بن شاہ میکال کو محافظین (یعنی باڈی گاڈ) کا ناظم مقرر کیا دربان خاصہ اور عامہ کی ذمہ داری صالح کو دی اور خاصہ اور دربانوں کا صالح کو والی بنایا جو امین مشہور تھا صالح نے خفیف سمرقندی کو اپنا نائب مقرر کیا۔

صفار کی سفارت

اسی سال ۲ شعبان کو معتضد کے پاس عمرو بن لیث کا قاصد آیا اور تحفہ لایا اور حکومت خراسان کی درخواست کی معتضد نے عیسیٰ نوشری کو قاصد کے ہمراہ روانہ کیا اور اس کے ہمراہ خلعت اور خراسان کی گورنری کا فرمان اور جھنڈا بھی تھا سفرائے خلافت رمضان میں اس کے پاس پہنچے اسے خلعت پہنائی گئی اور جھنڈا تین دن اس کے مکان میں نصب رہا۔

اسی سال نصر بن احمد کی موت کی خبر آئی اور نہر بلخ کے اس طرف کی حکومت اس کے سپرد تھی اس کا انتظام اس کے بھائی اسماعیل بن احمد نے سنبھال لیا۔

خمارویہ اور ابن طولون کی سفارت

اسی سال حسین بن عبداللہ عرف ابن بصاص مصر سے خمارویہ بن احمد ابن طولون کا قاصد بن کے پیر تین شوال کو آیا اس کے ہمراہ ہدایا تھے بہترین اشیاء بیس خچروں پر لدی ہوئی تھیں دس خادم تھے دو صندوق تھے جن میں کپڑے تھے بیس آدمی بیس عمدہ گھوڑوں پر ان زین سمیت جو کثیر چاندی کے زیور سے آراستہ تھے ان کے ہمراہ چاندی کے نیزے تھے اور ریشمی قبائیں اور آراستہ پٹکے لگائے ہوئے تھے سترہ گھوڑے زین و باگ سمیت تھے جن میں سے پانچ سونے کی اور باقی چاندی کی تھیں اور سینتیس گھوڑے مشہور جھولوں سمیت تھے اور پانچ خچر زین وعنان سمیت اور شتر مرغ تھے۔

یہ سفارت معتضد کے پاس پہنچی تو اس نے اسے اور اس کے ہمراہی سات آدمیوں کو خلعت دی اور ابن بصاص نے خمارویہ کی لڑکی کی شادی کا علی بن معتضد کے لئے پیام دیا تو معتضد نے کہا کہ میں اس سے شادی کروں گا چنانچہ اس سے شادی کر لی۔

متفرقات

اسی سال احمد بن عیسیٰ ابن مشیخ نے قلعہ ماردین کو محمد بن اسحاق کنداج سے چھین لیا۔

اسی سال ابراہیم بن محمد بن مدبر کی وفات ہوئی اور وہ دفتر جاگیر کا افسر تھا پھر اس کی جگہ محمد بن عبدالحمید

کو والی بنایا گیا اور اس کی موت ۱۶ یا ۱۷ شوال کو ہوئی۔

اسی سال ۲۳ شوال ہفتہ کو موفق کے آزاد غلام راشد کو دینور کا والی بنایا گیا اسے خلعت عطا کی گئی پھر راشد ۱۰ ذی القعدہ ہفتہ کو اپنے علاقے کی جانب گیا۔

اسی سال عید الضحیٰ کو معتضد اس عیدگاہ کی طرف سوار ہوا جسے اس نے الحسنی کے قریب تعمیر کیا تھا اور اس کے ہمراہ سردار اور لشکر بھی سوار ہو کے گیا پھر اس نے لوگوں کو نماز پڑھائی،

مذکور ہے کہ اس نے پہلی رکعت میں چھ تکبیریں اور دوسری رکعت میں ایک اس کے بعد وہ منبر پر چڑھا تو اس کا خطبہ نہیں سنا جا سکا پرانی عیدگاہ معطل کر دی گئی اور اس میں نماز نہیں پڑھی گئی۔

اسی سال احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو رافع بن ہرثمہ سے جنگ کے لئے لکھا گیا رافع رے میں تھا چنانچہ احمد اس کی طرف روانہ ہوا پھر تئیس ذی القعدہ دہ جمعرات کے دن ان کا مقابلہ ہوا اور رافع بن ہرثمہ کو شکست ہوئی اور وہ رے سے نکل گیا اور ابن عبدالعزیز اس میں داخل ہو گیا۔

اسی سال بھی ہارون بن ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اور یہ اس کا آخری حج تھا جس کو اس نے کیا ۶۴ سے اس سن تک اس نے لوگوں کو سولہ حج کرائے (یعنی ۲۶۴ھ سے ۲۷۹ھ تک)

واقعات ۲۸۰ھ

بغاوت کی ناکام سازش

اس سال جو اہم واقعات ہوئے ان میں ایک واقعہ عبداللہ بن مہتدی اور محمد بن حسن ابن نہل عرف شیلمہ کی گرفتاری ہے۔ شیلمہ صاحب الزنج کے آخری زمانے تک اس کے ہمراہ رہا۔ پھر موفق سے مل گیا جس نے اس کو جان و مال کی امان دی۔

گرفتاری کا سبب یہ ہوا کہ کسی امن لینے والے نے معتضد سے اس کی چغلی کھائی کہ وہ کسی ایسے شخص کی خلافت کی دعوت دیتا ہے جس کا نام معلوم نہیں اس نے لشکر کی ایک جماعت کو فساد پر آمادہ کر دیا ہے۔

اس کے ہمراہ صیدنانی کو اور اس کے بھتیجے کو بھی جو مدینے کا رہنے والا تھا گرفتار کر لیا معتضد نے اس سے اقرار کرایا مگر اس نے کسی بات کا اقرار نہ کیا، اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جس کی خلافت کی وہ دعوت دیتا تھا مگر اس نے کچھ اقرار نہ کیا اور کہا کہ اگر میرے دونوں قدموں کے نیچے وہ شے ہو جس سے میں انھیں اٹھالوں گا اگر تو مجھے شکنجے میں بھی کسے تو تب بھی میں ہرگز اس کی خبر نہ دوں گا، خلیفہ نے حکم دیا آگ سلگائی گئی اس کے بعد اسے خیموں کے لکڑیوں میں سے کسی لکڑی سے باندھا گیا اور آگ پر گھمایا گیا یہاں تک کہ اس کی کھال کٹ گئی پھر اس کہ گردن ماردی گئی اور اسے جسر افاسفل کے قریب غربی جانب لٹکا دیا گیا، ابن معتدی کو اس وقت تک قید رکھا گیا جب تک اس کی برائت کا یقین نہ ہو گیا پھر اسے رہا کر دیا گیا، سات محرم کو اسے لٹکایا گیا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ معتضد نے شیلمہ سے کہا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تو ابن مہتدی کی دعوت دیتا ہے اس نے جواب دیا کہ جو بات مجھ سے منسوب کی گئی ہے وہ اس کے علاوہ ہے میں تو آل ابی طالب سے محبت کرتا ہوں۔

اس کے بھتیجے سے اقرار کرایا گیا جس نے اعتراف کرلیا تھا اس بناء پر اس سے کہا کہ تیرے بھتیجے نے تو اقرار کرلیا ہے اس نے کہا کہ یہ نوخیز لڑکا ہے اس نے یہ بات قتل کے خوف سے کہدی ہے اس کی بات مانی نہیں جائے گی پھر اس کا بھتیجا اور صیدنانی طویل مدت کے بعد رہا کردئے گئے۔

بنوشیبان پر حملہ کے لئے روانگی

یکم صفر کو معتضد بغداد سے بنی شیبان کے ارادے سے روانہ ہوا اور بشر بن ہاون کے باغ میں اترا وہاں سے بدھ کو روانہ ہوا اور قصر خلافت اور بغداد کا اپنے حاجب صالح امین کو قائم مقام بنادیا پھر اس نے جزیرے سے اس مقام پر حملہ کا قصد کیا جسے شیبان نے جائے پناہ بنایا تھا جب انھیں اس ارادے کی خبر ملی تو اپنے مال وعیال اپنے ساتھ کر لئے ،معتضد کا فرمان آیا کہ وہ سن کے بدووں کی طرف رات کو روانہ ہوا،ان پر حملہ کیا اور بے شمار قتل کئے اور بے شمار دریائے ز ابین میں غرق ہوگئے ،عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرلیا لشکر کو اس قدر غنیمت ملی کہ بار برداری دشوار ہوگئی ،اتنے اونٹ اور بھیڑ بکریاں ملیں کہ ایک ایک بکری ایک درہم کی اور ایک اونٹ پانچ درہم کا بیچا گیا،عورتوں اور بچوں کے متعلق یہ حکم دیا کہ وہ اس وقت تک محفوظ کئے جائیں جب تک بغداد نہ پہنچادئے جائیں۔

معتضد موصل کی طرف روانہ ہوا واپس آیا تو اس سے بنی شیبان نے ملاقات کی جو معافی کی درخواست لے کے آئے تھے انھوں نے ضمانتوں کا بھی وعدہ کیا۔

کہا جاتا ہے کہ خلیفہ نے ان میں سے پانچ سو آدمی بطور یرغمال کے لے لئے معتضد مدینۃ الاسلام جانے کے ارادے سے لوٹا تو ے ماہ ربیع الاول بروز بدھ کو احمد بن ابی صبغ اس کے پاس وہ مال لایا جس پر اس نے احمد بن عیسیٰ بن شیخ سے فیصلہ کیا تھا جس کو اس نے اسحاق بن کنداج سے لیا تھا۔

فتح مراغہ

ماہ ربیع الاول میں یہ خبر آئی کہ محمد بن ابی ساج نے سخت محاصرہ اور شدید جنگ کے بعد جوان کے درمیان ہوئی مراغہ فتح کرلیا،اور عبداللہ بن حسین کو پناہ دینے کے بعد اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا۔بیڑیاں پہنادیں قید کردیا اس کے تمام مال کا اس سے اقرار کرالیا اور اس کے بعد اسے قتل کردیا۔

متفرقات

ماہ ربیع الآخر میں احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی وفات کی خبر آئی اس کی وفات آخر ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔

لشکر نے اپنی تنخواہیں طلب کیں اسماعیل بن محمد منشی کا مکان لوٹ لیا گیا۔

عبدالعزیز کے دونوں بیٹوں عمرو بکر نے حکومت پر جھگڑا کیا عمر از خود حکومت کا نگران کار بن بیٹھا معتضد نے اس کی حکومت کے لئے پروانہ نہیں لکھا تھا۔

اسی سال محمد بن ثور نے عمان فتح کیا اور وہاں کے باشندوں کی بڑی تعداد کے سر روانہ کئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال جعفر بن معتمد کی ۱۲ ماہ ربیع الآخر بروز اتوار کو وفات ہوئی اس کا قیام معتضد کے مکان میں تھا کہ نہ وہ نکلتا تھا اور نہ لوگوں کے سامنے آتا تھا معتضد نے بارہا اس کے ساتھ نبیذ پی تھی۔

اسی سال جمادی الآخری میں عمرو بن لیث کے جمادی الاولیٰ میں نیشاپور میں داخل ہونے کی خبر آئی۔
اسی سال یوسف بن ابی ساج نے موصل کے راستے سے بتیس خارجیوں کو بھیجا جن میں سے پچیس کی گردن ماردی گئی اور انھیں لٹکا دیا گیا اور سات کو نئے قید خانے میں قید کر دیا گیا۔

جہاد روم

اسی سال ۵ رجب کو احمد بن ابا خمارویہ کی جانب سے گرمستانی مجاہدین کو لے کر طرسوس میں داخل ہوا دونوں نے لکر بجیفی امیر طرسوس سے جہاد کیا اور لڑتے لڑتے بلقسور تک پہنچ گئے۔
اسی سال اسماعیل بن احمد کے بلاد ترک میں جنگ کرنے ان کی سلطنت فتح کرنے اور اس کے اور اسکی ملکہ کاتون اور تقریباً دس ہزار کے قید کرنے کی خبر آئی ان میں سے ایک کثیر تعداد کو اس نے قتل کر دیا اور اس قدر غنیمت اور گھوڑے ملے جن کی تعداد معلوم نہیں ہوسکتی ہر ایک مسلمان سوار کو غنیمت کی تقسیم میں ہزار درہم ملے۔

وفیات

۲۸ رمضان کو اسی سال موفق کے آزاد راشد کی دینور میں وفات ہوئی اور اسے ایک تابوت میں بغداد لایا گیا
اسی سال ۱۳ شوال کو مسرور بلخی کی وفات ہوئی۔

زلزلہ دیبل

بیان کیا جاتا ہے کہ ذی الحجہ میں دیبل سے ۱۴ شوال کو چاند گرہن کے متعلق خط آیا پھر آخری شب میں روشنی ہوگئی ان پر اس شب کی صبح اس طرح طلوع ہوئی کہ مکمل طور پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ یہ تاریکی ان پر قائم رہی پھر جب عصر کا وقت قریب ہوا تو ایک سیاہ آندھی چلی جو کہ تہائی شب تک رہی پھر جب تہائی رات ہوئی تو زلزلہ آیا اسی حالت میں صبح طلوع ہوئی شہر تباہ ہو چکا تھا مکانات میں سے سوائے چند کے کوئی نہ بچا تقریباً سو گھر تھے اس خط کے لکھنے تک تیس ہزار آدمی دفن کئے گئے تھے جو ملبے کے نیچے سے نکلے تھے اور دفن کئے گئے تھے گرنے کے بعد ان پر پانچ مرتبہ زلزلہ آیا تھا بعض متاثرین سے روایت ہے وہ تمام لوگ جو ملبے کے نیچے سے مردہ نکالے گئے ڈیڑھ لاکھ تھے۔
اسی سال ابوبکر محمد بن ہارون عرف ابن ترنجہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۸۱ھ

متفرقات

۹ محرم کو ترک بن عباس کا جو دیار مضر پر عامل سلطان تھا مدینۃ الاسلام میں سمیات کے حاکم ابو اغر کے ساتھیوں میں سے چالیس سے زیادہ آدمیوں کو اونٹوں پر لایا جن کے سر پر لمبی ٹوپیاں اور ریشمی عبائیں تھیں ان کو قصر خلافت پہنچایا گیا پھر وہ جدید قید خانے میں واپس کر دئے اور قید کر دئے گئے ترک کو خلعت دی گئی اور وہ اپنے مکان واپس گیا۔
اسی ال اس جنگ کی خبر آئی جو ابن ساج کے خادم وصیف کی عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف سے ہوئی اور وصیف نے عمر بن عبدالعزیز کو شکست دی وصیف اسی سال ماہ ربیع الآخر میں اپنے آقا محمد بن ابی ساج کے پاس چلا گیا۔

اسی سال جیسا کہ کہا گیا نصف جمادی الآخری جمعرات کو گرمستانی جہاد کے لئے کمارویہ کی جانب سے طغج بن جف نے طرسوس میں داخل ہو کے جہاد کیا پھر طرایوں پہنچا اور ملوریہ کو فتح کر لیا۔

۲۵ تاریخ کو احمد بن محمد طائی کا کوفے میں انتقال ہوا اور وہیں اس مقام پر دفن کیا گیا جو مسجد سہلا کہلاتا ہے۔

اسی سال رے اور طبرستان کا پانی خشک ہو گیا۔

حکام کی تبدیلی

اسی سال ۲ رجب کو معتضد صوبہ جبل کی طرف روانہ ہوا پھر دینور کے علاقے کا قصد کیا، ولایت رہے، قزوین، زنجان،، ابہر، قم، ہمزان اور دینور ابو محمد علی بن معتضد کے سپرد کئے اس کے کاتبوں کو احمد بن ابی اصبع کی نگرانی میں دیا اور لشکر کی تنخواہ اور رے کی جاگیر کو حسین بن عمرو کے سپرد کیا۔ اور عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے اصفہان اور نہاوند اور الکرج سپرد کیا اس نے غلے کی کمی اور سودے کی گرانی کی وجہ سے واپسی میں جلدی کی ۲۷ رمضان بدھ کو واپس آ گیا۔

اسی سال رافع کے گورنر حسین بن علی کورہ نے تقریباً ایک ہزار آدمیوں کے ہمراہ علی بن معتضد سے امان طلب کی، اس نے سب کو خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا۔

اسی سال ذی القعدہ میں بدوی سامرا میں داخل ہوئے اور انھوں نے ابن سیما انف کو گرفتار کیا اور لوٹا۔

۲۴ ذی القعدہ کو معتضد حمدان بن حمدون کے ارادے سے دوبارہ موصل کی طرف نکلا یہ خبر ملی تھی کہ ہارون بن شاری وازقی (خارجی) کی طرف مائل ہو گیا ہے اور اس کے لئے دعا کی ہے۔

کرخ جدان سے نجاح حری خادم کے پاس معتضد کا اس جنگ کے متعلق جو اس کے اور کردوں اور اعراب کے درمیان ہوئی فرمان آیا اور وہ جنگ ۳۰ ذی القعدہ یوم جمعہ کو ہوئی تھی۔

فرمان خلافت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میرا یہ فرمان شب جمعہ کا ہے اللہ جس کے لئے حمد ہے اسی نے کردوں اور بدویوں کے مقابلے میں ہماری مدد کی اور ان کے بہت بڑے گروہ اور اہل وعیال پر ہم کو فتح دی خواب دیکھا کہ ہم لوگ گائیں اور بکریاں چرا رہے ہیں جیسا کہ ہم ان کو پہلے چراتے تھے۔ اور نیزے اور تلواریں ان میں در آتی ہیں حتیٰ کہ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان رات حائل ہو گئی پہاڑوں کی چوٹیوں پر آگ روشن کر دی گئی صبح کو رسائی ہوئی میرا لشکر انھیں کرخ تک تلاش کر رہا تھا اور ہمارا حملہ ان پر ہوتا تھا ہم نے ان کو پچاس میل تک قتل کیا، ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا اللہ ہی کے لئے حمد کثیر ہے، بے شک اللہ کا شکر ہم پر واجب ہو گیا **والحمد للہ رب العالمین و اکثیرا۔**

معتضد کی فتوحات

جب کردوں اور بدویوں کے درمیان معتضد کے روانہ ہونے کی خبر پہنچی تھی تو انھوں نے آپس میں قسم کھائی تھی کہ وہ ایک خون پر بھی جنگ کریں گے اور وہ متفق ہو گئے تھے، انھوں نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تیار کیا تھا ایک حصہ دوسرے کے بعد عیال دار اولاد کو آخری حصے میں کر دیا تھا۔

پہلے معتضد نے صرف سواروں کے ساتھ اپنا لشکر روانہ کیا، اس نے ان پر حملہ کیا اور لوگوں کو قتل کیا ان کی کثیر تعداد دریائے زاب میں غرق ہو گئی۔

معتضد قلعہ مارو ین پر قبضہ کے قصد سے موصل کی طرف نکلا جو حمدان بن حمدون کے قبضے میں تھا، جب اسے معتضد کی آنے کی خبر پہنچی تو بھاگا اور اپنے بیٹے کو وہیں چھوڑ گیا۔

معتضد کا لشکر قلعے پر اترا جو لوگ اس میں موجود تھے اس دن انھوں نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ جب دوسرا دن ہوا تو معتضد سوار ہوا اور قلعے پر چڑھ کے دروازے تک پہنچ گیا پھر اس نے پکارا اے حمدون اس نے جواب دیا لبیک اس نے کہا کہ تیری بربادی ہو دروازہ کھول اس نے کھول دیا معتضد دروازے میں بیٹھ گیا اور جو اس میں داخل ہوا اسے حکم دیا کہ قلعے میں جو مال واسباب ہو سب کو منتقل کردے پھر وہ منہدم کردیا گیا حمدان بن حمدون کے پیچھے کسی کو روانہ کیا اس نے سخت تفتیش کی اور اس کے ذخائر جو چھپا رکھے تھے لے لئے گئے آخر اس میں فتح حاصل ہوگئی۔

معتضد ایک بستی کی طرف روانہ ہوا جس کا نام حسنیہ تھا ایک شخص جس کا نام شداد تھا اتنے بڑے لشکر کے ہمراہ تھا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ دس ہزار آدمی تھے اسی بستی میں اس کا ایک قلعہ بھی تھا معتضد کو اس پر بھی فتح حاصل ہوئی اور اس کو اس نے گرفتار کرلیا پھر اس کا قلعہ منہدم کردیا۔

مصر میں سردی

اسی سال طریق مکہ سے یہ خبر آئی کہ مصر میں لوگوں کو سخت سردی اور خوب بارش کی مصیبت آئی ایسی سردی جس میں پانچ سو آدمیوں سے زیادہ پر مصیبت گزری۔

جہاد روم

اسی سال شوال میں مسلمانوں نے رومیوں سے جہاد کیا چنانچہ ان لوگوں میں بارہ روز جنگ جاری رہی پھر مسلمان فتح مند ہوئے، کثیر غنیمت پائی اور واپس ہوگئے۔

واقعات ۲۸۶ھ

متفرقات

اسی سال محرم میں معتضد کا یہ حکم تھا کہ دیہات اور شہروں کے حکام کو یہ فرمان لکھے جائیں کہ وہ اس نوروز میں خراج کی ابتداء ترک کردیں جو عجم کا نوروز کہلاتا ہے اور اسے حزیران کی گیارہویں تاریخ تک مؤخر کردیں، اس تاریخ کا نام نوروز معتضدی رکھا گیا اس کے متعلق موصل سے فرمان لکھ لئے گئے معتضد بھی وہیں تھا، فرمان ابن یعقوب کے پاس آیا جس میں یہ تھا کہ اس تبدیلی کا مقصد لوگوں کے ساتھ آسانی اور ان کے ساتھ نرمی کرنا ہے یہ بھی حکم تھا کہ وہ فرمان پڑھ کر لوگوں کو سنائے، اس نے یہی کیا۔

اسی سال ابن حصاص مصر سے ابو جیش خمارویہ ابن احمد بن طولون کی اس بیٹی کو لایا جس سے معتضد نے نکاح کیا تھا اس کے ہمراہ اس کی ایک پھوپھی بھی تھی، بغداد میں ان کی آمد دو محرم بروز اتوار کو ہوئی اسی شب شہزادی کی رخصتی ہوئی اور وہ صاعد بن مخلد کے گھر میں اس حالت میں اتری کہ معتضد موصل میں تھا اسی سال عوام کو اس رسم سے روکا گیا جو نوروز عجم میں منایا کرتے تھے کہ پانی ڈالتے تھے اور آگ بلند کرتے تھے۔

حمدان کی گرفتاری

اسی سال معتضد نے موصل سے اسحاق بن ایوب کو حمدان بن حمدون کو اپنے پاس آنے کو لکھا، اسحاق بن ایوب

تو فوراً اس طرف بڑھا مگر حمدان بن حمدون اپنے قلعے میں محفوظ ہو گیا اور اپنے مال اور عورتوں کو غائب کر دیا، معتضد نے وصیف موشیکر اور نصر قشوری وغیرہ کے ہمراہ اس کی طرف لشکر روانہ کیے۔

وہ لوگ اتفاقاً الحسن بن علی کورہ کے ساتھ اس وقت پہنچے کہ اس کے ساتھی حمدان کے قلعے میں مقیم تھے جو موصل کے علاقے میں موضع دیر زعفران میں تھا اور حسین ابن حمدان اس میں تھا، جب حسین نے لشکر کے ابتدائی حصے کو دیکھا تو امان مانگی چنانچہ اسے امان دی گئی، حسین معتضد کے پاس چلا گیا اور قلعے سپرد کر دیا اس قلعے کے منہدم کر دیا گیا۔

وصیف موشیکر نے حمدان کی تلاش میں تیزی سے روانگی کی وہ ایک مقام پر چلا گیا تھا جو دجلہ اور ایک بڑی نہر کے درمیان باسورین کے نام سے مشہور تھا پانی زیادہ تھا وصیف کے ساتھیوں نے دریا عبور کیا اس نے انھیں دیکھ لیا وہ اور اس کے ساتھی سوار ہو گئے اور اپنی جان کی حفاظت تو کی مگر ان میں سے اکثر آدمی قتل کر دیے گئے، حمدان نے اپنے آپ کو اس کشتی میں ڈال دیا جو اس کے لئے دجلہ میں تیار تھی اس کے ہمراہ اس کا نصرانی کاتب ذکریا ابن یحییٰ بھی تھا اپنے ہمراہ مال بھی لا دلیا اور دجلہ کی غربی جانب دریا ربیعہ کے علاقے کی طرف عبور کر گیا۔

بدویوں سے مل جانے کا قصد کیا ہی تھا کہ اس کے اور شرقی جانب کے کردوں کے درمیان رکاوٹ کر دی گئی تھی۔ اسی کے نقش قدم پر لشکر کی ایک چھوٹی سی جماعت نے دریا عبور کیا اور پیچھے پیچھے روانہ ہو کے اس دیر کے سامنے پہنچ گئے جس میں وہ ٹھہرا ہوا تھا۔

جب اس نے دیکھا تو دیر سے نکل کے بھاگا ہمراہ اس کا کاتب بھی تھا دونوں نے اپنے آپ کو کشتی میں ڈال دیا اور مالکو دیر میں چھوڑ دیا جو معتضد کے پاس روانہ کر دیا گیا،

خلافت کے سپاہی اس کی تلاش میں خشکی پر بھی اور پانی میں بھی روانہ ہوئے۔

۔اس سے ملے تو وہ تباہی کی حالت میں کشتی سے دجلہ کی شرقی جانب اپنی ایک زمین کی طرف پھر اپنے وکیل کے گھوڑے پر سوار ہو کے ساری رات چلتا رہا یہاں تک کہ اسحاق بن ایوب کے پاس اس سے پناہ مانگنے کے لئے پہنچا جو معتضد کے لشکر میں تھا۔

اسحاق نے اسے المعتضد کے خیمے میں حاضر کر دیا۔ اس نے اس کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور سواروں کو اس کے اعزا کی تلاش میں ہر طرف روانہ کیا اس کے کاتب پر اور چند رشتہ داروں پر اور اس کے غلاموں پر قابو پا لیا گیا کردوں کے سردار پے در پے امان میں داخل ہونے کے لئے آنے لگے۔ یہ واقعہ اسی سال کے آخر محرم کا ہے۔

اسی سال ربیع الاول میں بکتمر بن طاشتمر کو گرفتار کر لیا گیا بیڑیاں ڈال کر اسے قید کر دیا گیا اور اس کا مکان اور جائداد اور مکانات ضبط کر لئے گئے۔

اسی سال خمارویہ ابن ابن احمد کی بیٹی کو معتضد کے پاس ۴ ماہ ربیع الآخر کو منتقل کیا گیا اور بغداد کے دونوں جانب میں یہ ندا دی گئی کہ کوئی شخص دجلہ میں عبور نہ کرے ان راستوں کے دروازے بند کر دیے گئے جو ساحل سے متصل تھے دجلہ تک پہنچنے والے راستوں پر قناتیں لگا دیں گئیں دجلہ کے دونوں کناروں پر پہرہ مقرر کر دیا گیا تا کہ لوگ اپنے مکانوں سے کناروں پر ظاہر نہ ہوں۔ جب تاریکی پھیل گئی تو ایوان خلافت سے کشتیاں آئیں جن میں خادم تھے اور ان کے ہمراہ شمعیں تھیں صاعد کے مکان کے آگے کھڑے ہو گئے چار آتشبازی کی کشتیاں تیار کی گئیں جو

صاعد کے مکان سے بندھی ہوئی تھیں جب کشتیاں آئیں تو آتش بازی کی کشتیاں روانہ کی گئیں اور کشتیاں ان کے آگے روانہ ہوئیں پیر کو حرہ (لڑکی) نے ایوان میں قیام کیا ۵ ربیع الاول کو منہ دکھائی ہوئی۔

متفرقات

اسی سال معتضد جبل روانہ ہوا کرج پہنچا اور اس نے ابن ابی ولف کے مال چھین لئے اور عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو ایک فرمان لکھا جس میں اس سے وہ جواہرات طلب کئے تھے جو اس کے پاس تھے عمر نے جواہرات واپس کر دئے۔

اسی سال معتضد کی روانگی کے بعد ابن طولون کے غلام لولو کو رہا کر دیا گیا اور اسے گھوڑوں اور خچروں کی سواری دی گئی۔

اسی سال یوسف بن ابی ساج کو فتح قلانسی کی مدد کے لئے صیمرہ روانہ کیا گیا مگر وہ ان لوگوں کے ہمراہ جنھوں نے اس کی اطاعت کی اپنے بھائی محمد کے پاس مراغہ بھاگ گیا اور راستہ میں سلطان کا کوئی مال ملا تو اسے بھی اس نے چھین لیا، عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر بن سلیمان وزیر کو اپنے فرزند ابو محمد کے پاس روانہ کیا۔

سادات سے حسن سلوک

اسی سال محمد بن زید علوی نے طبرستان سے محمد بن ورد عطار کے پاس بتیس ہزار دینار روانہ کئے تا کہ انھیں بغداد اور کوفے اور مکے اور مدینے میں اس کے اہل وعیال پر تقسیم کر دے پھر اس کی چغلی کھائی گئی تو اسے بدر کے مکان پر حاضر کیا گیا باز پرس کی گئی تو اس نے بیان کیا کہ وہ ہر سال اسی قدر مال اس کے پاس روانہ کیا کرتا ہے جو حسب معمول مستحقین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے بدر نے معتضد کو اس سے آگاہ کیا کہ وہ آدمی اور مال اس کی قید میں ہے اس کی رائے دریافت کی کہ اس کے متعلق کیا بیان دیتا ہے۔

ابو عبد اللہ حسنی سے روایت ہے کہ معتضد نے بدر سے کہا کہ اے بدر تجھے وہ خوب یاد نہیں جو میں نے تجھ سے بیان کیا تھا، اس نے کہا کہ اے امیر المومنین نہیں، اس نے کہا کہ کیا تجھے یاد نہیں میں تجھ سے بیان کیا تھا کہ ناصر نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا کہ جان لے کہ یہ حکومت عنقریب تیرے پاس آئے گی تو تو غور کر لے کہ تو اولاد علی بن ابی طالب کے ساتھ رہتا ہے۔

پھر اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں بغداد سے باہر ہوں اور اپنے لشکر کے ہمراہ نہروان پر حملہ کا ارادہ کر رہا ہوں۔ لوگ میری طرف دیکھ رہے ہیں اچانک ایک ایسے شخص پر میرا گزر ہوا جو ایک ٹیلے پر کھڑا نماز پڑھ رہا ہے میری طرف التفات نہیں کرتا میں نے اس کی بے پراوئی پر تعجب کیا جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو مجھ سے کہا کہ سامنے آ میں اس کے سامنے آیا تو مجھ سے کہا گیا کہ تو مجھے پہچانتا ہے میں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میں علی بن ابی طالب ہوں پھاوڑا لے اور اسے زمین پر مار میں نے اسے لیا اور چند ضربیں لگائیں مجھ سے کہا کہ عنقریب تیری اولاد میں اتنے لوگ ان ضربوں کے مساوی جو تو نے ماری ہیں خلیفہ ہوں گے تو ان کو میری اولاد کے ساتھ نیکی کی نصیحت کر دے۔

بدر نے کہا کہ میں نے عرض کی ہاں اے امیر المومنین آپ نے بیان کیا ہے معتضد نے کہا کہ پھر مال کو بھی رہا کر دے اور اس شخص کو بھی رہا کر دے اسے یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھی کو طبرستان میں لکھ دے کہ وہ جو کچھ روانہ کیا کرتا ہے اسے کھلم کھلا روانہ کیا کرے اور محمد بن ورد جو تقسیم کرتا ہے اسے کھلم کھلا تقسیم کیا کرے محمد اس کے متعلق جو مدد چاہے اس کی مدد کا حکم دیا۔

اسی سال ۱۹ شعبان کو منصور بن مسلم کی معتضد کی قید میں وفات ہوئی

اسی سال ۸ رمضان کو عبیداللہ بن سلیمان وزیر رے سے چل کے بغداد آیا تو اسے خلعت عطا کی گئی۔

اسی سال ۲۲ رمضان کو ام قاسم بنت محمد بن عبداللہ کی جاریہ ناعم کے یہاں معتضد سے بچہ پیدا ہوا جس کا نام اس نے جعفر رکھا معتضد نے اس جاریہ کا نام شغب رکھا۔

خمارویہ کا قتل

اسی سال ۱۸ ذی القعدہ کو ابراہیم بن احمد مازائی دمشق سے خشکی کے راستے بغداد آیا گیارہ دن میں بغداد پہنچا معتضد کو یہ اطلاع دی کہ خمارویہ بن احمد اپنے بستر پر قتل کر دیا ہے جسے اس کے مخصوص خدام میں سے کسی خادم نے ذبح کر دیا، یہ بھی کہا گیا کہ اس کا قتل ۳ ذی الحجہ کو ہوا یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابراہیم دمشق سے بغداد سات دن میں آیا اور ان خادموں میں سے جو اس کے قتل میں مشتبہ تھے بیس سے زیادہ خادم قتل کئے گئے۔

معتضد نے ابن جصاص کے ہمراہ خمارویہ کو کچھ تحفے بھیجے تھے اور اسے اس کے نام کا پیام سپرد کیا تھا ابن جصاص اس کام کے لئے چل دیا جب سامرا پہنچا تو معتضد کو خمارویہ کے قتل کی خبر پہنچی اس نے ابن جصاص کو لکھا کہ واپس آجائے ۲۳۰ ذی الحجہ کو وہ لوٹا اور بغداد میں داخل ہوا۔

واقعات ۲۸۳ھ

ہارون شاری کی گرفتاری

۷ محرم کو معتضد ہارون شاری سے جنگ کے لئے روانہ ہوا اس پر فتح ہوئی فتح کے متعلق معتضد کا فرمان بغداد میں ۹ ربیع الاول بروز منگل کو پہنچا۔

فتح کا سبب یہ ہوا کہ اس نے اپنے گھر والوں اور دوسرے ساتھیوں کی سوار و پیادہ جماعت کے ہمراہ حسین بن حمدان بن حمدون کو اس کی طرف روانہ کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حسین بن حمدان نے معتضد سے کہا کہ اگر میں اسے امیر المومنین کے پاس لے آیا تو امیر المومنین سے میری تین گزارشات ہیں کہا بیان کر کہا ان میں پہلی میرے والد کی رہائی سے دو درخواستیں اور ہیں جنھیں میں اس کے امیر المومنین کے پاس لانے کے بعد مانگوں گا، معتضد نے جواب دیا کہ وہ بھی منظور ہیں تو جا ۔ حسین نے کہا کہ مجھے ایسے تین سو سواروں کی ضرورت ہے جنھیں میں منتخب کروں گا معتضد نے موشگیر سمیت تین سو سوار اس کے ہمراہ کئے اس نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ امیر المومنین یہ حکم دیں کہ جو میں اسے حکم دوں تو میری مخالفت نہ کریں معتضد نے موشگیر کو اس کا حکم دے دیا۔

حسن روانہ ہوا دجلہ کے ایک گھاٹ تک پہنچ کے وصیف (موشگیر) اور اس کے ساتھیوں کو گھاٹ پر ٹھہرنے کا حکم دیا کہ ہارون کے لئے اگر وہ بھاگے تو سوائے اس کے کوئی راستہ نہیں لہذا تم ہرگز اس مقام سے نہ ٹلنا ہارون

تمہارے پاس سے گزرے تو اسے عبور کرنے سے روکنا یہاں تک کہ میں تیرے پاس آجاؤں یا تجھے یہ خبر پہنچے کہ میں قتل کر دیا گیا۔

حسین ہارون کی تلاش میں روانہ ہو گیا اس سے ٹکرایا جنگ کی دونوں کے درمیان قتل بھی ہوئے ہارون شاری بھاگا وصیف گھاٹ پر تین روز تک ٹھہرا اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ اس مقام میں ہمارا قیام بہت ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے ہم اس بات سے بے خوف نہیں ہیں کہ حسین شاری کو گرفتار کر لے تو فتح اسی کو ہو گی نہ کہ ہم کو یہ بہتر ہے کہ ہم لوگ ان کے نشان قدم پر چلیں اس نے ان کا کہنا مان لیا اور روانہ ہو گیا۔

ہارون شاری بھاگ کر گھاٹ پر آیا اور عبور کر گیا حسین اس کے پیچھے آیا تو اس نے اس مقام پر جہاں وصیف اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑا تھا کسی کو نہ پایا نہ اسے ہارون کی کوئی خبر معلوم ہوئی نہ ہی اس کا کوئی نشان دیکھا ہارون کا حال دریافت کرنے لگا اس کے عبور پر واقف ہو کے اس نے بھی اس کے نشان پر عبور کیا اور قبائل عرب میں سے ایک قبیلے میں آیا دریافت کیا تو ان لوگوں نے اس کا حال پوچھا اس نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور انھیں بتایا کہ معتضد اس کی تلاش میں ہے انھوں نے اسے بتایا کہ وہ ان سے آگے بڑھ گیا ہے اس نے ان کا گھوڑا لے لیا اور اپنا گھوڑا جو تھک گیا تھا ان کے پاس چھوڑ دیا اور اس کے تعاقب میں روانہ ہوا چند روز کے بعد اس سے ملا شاری تقریباً سو آدمیوں کے ہمراہ تھا شاری نے اسے قسم دی اور دھمکایا مگر اس نے اس کی جنگ کے سوا اور کچھ نہ مانا آخر اس سے جنگ کی۔

روایت ہے کہ حسین بن حمدان نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا تو اس کے ساتھی بھی اس پر جھپٹ پڑے اور اس کو گرفتار کر لیا صحیح وسالم بغیر کسی عہد و پیمان کے معتضد کے پاس لے آیا تو معتضد نے حمدان بن حمدون کی بیڑیاں کھولنے اور اس کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا کہ آئے تو وہ اسے رہا کرے اور خلعت دے جب شاری گرفتار ہو گیا اور معتضد کے قبضے میں چلا گیا تو مدینۃ الاسلام کی طرف لوٹا ۲۲ ربیع الاول کو وہاں پہنچا اور باب شماسیہ پر اترا اور وہیں لشکر تیار کیا معتضد نے حسین بن حمدان کو خلعت دیا سونے کا طوق پہنایا اور اس کے اعزا کی ایک جماعت کو بھی خلعت دیا ایک ہاتھی ریشمی کپڑوں سے آراستہ کیا اور شاری کے لئے ہودج بنایا گیا اس میں بٹھایا گیا ریشم کی قبا پہنائی گئی اور سر پر ریشم کی بہت بلند ٹوپی تھی۔

متفرقات

اسی سال ۲۰ جمادی الاول کو معتضد نے سہام میراث میں سے زائد حصوں کو ذوی الارحام پر تقسیم کرنے کے لئے تمام اطراف میں فرمان لکھنے کا اور دفتر میراث کے بند کرنے کا اور ان کے حکام واپس کرنے کا حکم دیا اس کے متعلق فرمان جاری کر دئے گئے اور منبروں پر پڑھ کر سنائے گئے۔

اسی سال عمرو بن لیث نیشاپور سے نکلا تو رافع بن ہرثمہ نے اس پر حملہ کا قصد کیا عمرو نے محمد بن زید طالبی اور اس کے باپ کے لئے خطبہ پڑھا کہ اے اللہ حق کی دعوت دینے والے کی اصلاح فرما ۱۰ ماہ ربیع الآخر کو عمرو نیشاپور لوٹا بستی کے باہر پڑاؤ کیا چھاؤنی پر خندق بنائی اور اہل نیشاپور کا محاصرہ کر کے ٹھہر گیا۔

اسی سال ۴ جمادی الآخرہ کو محمد بن اسحاق بن کنداجیق اور خاقان المفلحی اور محمد بن کمشجور عرف بندقہ اور بدر بن جف برادر طغج اور ابن حسنج سرداروں کی ایک اچھی خاصی تعداد کے ہمراہ مصر سے امان لے کے بغداد آئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کا معتضد کے پاس بحالت امان آنے کا سبب یہ ہوا کہ ان لوگوں نے ابن خمارویہ

بن احمد بن طولون کے لشکر پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس سے ان کی چغلی کھائی یہ لوگ اسی روز نکلے، بر یہ روانہ ہوئے اپنے مال واہل وعیال کو چھوڑ دیا کچھ دن بھٹکتے پھرے ان کی ایک بڑی تعداد پیاس سے مرگئی طریق مکہ پر کوفے سے دو تین منزل اوپر نکلے، سلطنت نے محمد بن سلیمان سردار لشکر کو گے روانہ کیا اس نے ان کے نام لکھ لئے کوفے سے تنخواہ مقرر کی گئی جب بغداد کے قریب پہنچے تو ان کے پاس تنخواہیں اور خیمے اور کھانا روانہ کیا گیا جس روز وہ داخل ہوئے اسی روز معتضد کے پاس پہنچادئے گئے اس نے انھیں خلعت دی ہر سردار کو زین وگام سمیت سواری دی گئی اور باقی لوگوں کو بھی خلعت پہنائی گئی ان کی تعداد ساٹھ تھی۔

۱۶ تاریخ ہفتہ کو وزیر عبیداللہ بن سلیمان ابن ابی دلف سے جنگ کے لئے جو اصفہان میں تھا الجبل روانہ ہوا۔

جہاد روم

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے طرطوس سے ایک مراسلہ آیا کہ صقالبہ نے فوج کثیر کے ساتھ رومیوں سے جنگ کی کچھ لوگوں کو قتل کیا اور ان کے بہت سے دیہات تباہ کر دیے یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔ رومیوں نے پناہ لی، اور شہر کے دروازے بند کر لئے، رومی سرکش (بادشاہ) نے صقالبہ کے بادشاہ کے پاس قاصد روانہ کیا کہ ہمارا دین اور تمھارا دین ایک ہے پھر ہم لوگ کیوں آپس میں لوگوں کا قتل کریں، صقالبہ کے بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ میرے باپ دادا کا ملک ہے اور میں اس کے بغیر تجھ سے باز نہ رہوں گا جب صقالبہ سے نجات نہ مل سکی تو رومیوں نے مسلمانوں کو جمع کیا جو اس کے پاس تھے انھیں ہتھیار دیدے، اور ان سے صقالبہ کے خلاف اپنی مدد کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے مدد کی اور صقابلہ کو شکست دی جب شاہ روم نے دیکھا تو اسے ان سے خوف محسوس ہوا ان کے پاس قاصد بھیج کر انھیں واپس کر دیا ان سے ہتھیار لے لئے اور اس خوف سے کہ ان پر حملہ نہ کریں۔

ابن خمارویہ کا قتل

اسی سال کے نصف رجب کو مصر سے یہ خبر آئی کہ اہل مغرب اور بربر کے لشکر نے ابن خمارویہ کے لشکر پر حملہ کر دیا کہ ہم لوگ اپنے اوپر تیری حکومت سے راضی نہیں تو ہم سے دور ہٹ جا تا کہ ہم تیرے چچا کو حکمراں بنالیں، اس کے کاتب علی بن احمد المازائی نے ان لوگوں سے گفتگو کی اور ان سے درخواست کی کہ وہ لوگ اسی روز ان کے پاس واپس جائیں، وہ لوگ واپس ہو گئے۔

دوسرے دن لوٹے تو ایک لشکر اس کے چچا کے خلاف روانہ ہوا جس کے متعلق ان لوگوں نے بیان کیا تھا کہ وہ اسے امیر بنائیں گے اس نے اس کی بھی گردن ماردی اور اپنے ایک دوسرے چچا کی بھی گردن ماردی۔ دونوں کے سروں کو ان کے پاس پھینک دیا لشکر نے ابن خمارویہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اس کی ماں کو بھی قتل کر ڈالا، اس کا مکان لوٹ لیا مصر کو لوٹ لیا اس میں آگ لگادی اور ہارون ابن خمارویہ کو اپنے بھائی کی جگہ تخت پر بٹھا دیا۔

اسی سال رجب میں معتضد نے نہر جبل سے ایک اور نہر نکالنے اور اسے انتہا تک پہنچانے اور اس کے دہانے کی پتھر کی چٹان توڑنے کا جو پانی روکتی تھی حکم دیا کچھ اوپر چار ہزار دینار جمع کر کے اس پر صرف کئے گئے اور یہ کام زیرک کاتب اور معتضد کے خادم کے سپرد کیا گیا۔

رومیوں سے قیدیوں کا تبادلہ

اسی سال شعبان میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان احمد بن طغان کے ہاتھوں پر قیدیوں کا باہم تبادلہ ہوا س کے متعلق طرسوس سے آنے والے مراسلے میں یہ مضمون تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں آگاہ کرتا ہوں کہ احمد بن طغان نے لوگوں میں اعلان کیا کہ وہ ۴ شعبان ۲۸۳ھ بروز جمعرات کو میں حاضر ہوں گے ۵ شعبان یوم جمعہ کو لامس کی طرف نکلا جو مسلمانوں کی چھاؤنی ہے اور لوگوں کو اسی روز اپنے ہمراہ نکلنے کا حکم دیا اسے نماز جمعہ پڑھی اور مسجد جامع سے سوار ہوا اس کے آزاد غلام راغب اور اس کے آزاد غلام بھی تھے شہر کے معززین اور آزاد غلام سردار و مجاہدین، رضا کار بھی نہایت عمدہ ہیت میں نکلے۔ لوگ آٹھ شعبان تک لامس سے نکلتے رہے فریقین کے درمیان ۱۲ روز تک تبادلہ ہوتا رہا ان مسلمان عورتوں اور بچوں اور مردوں کی کل تعداد جن کی طرف سے فدیہ دیا گیا دو ہزار پانچ سو چار تھی ۲۳ شعبان بروز منگل کو مسلمانوں نے شاہ روم کے سفیر سمیون کو رہا کیا اس کے عوض میں رومیوں نے یحییٰ بن عبدالباقی سفیر اسلام کو رہا کیا جو معاملہ فدیہ میں بھیجا گیا تھا امیر اور اس کے ساتھ کے لوگ واپس ہوئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ احمد بن طغان اپنے فدا سے واپس ہونے کے بعد اسی مہینے میں دریا میں نکلا اور طرسوس میں اپنے محل پر دمیانہ کو نائب کر دیا اس کے بعد یوسف بن باغمردی کو طرسوس پر روانہ کیا اور خود اس کی طرف نہیں لوٹا۔

اسی سال دس رمضان یوم جمعہ کو مدینۃ السلام کی جامع مسجد کے منبر پر ایک مراسلہ پڑھ کر سنایا گیا کہ عمر بن عبدالعزیز ابن دلف ۲۷ شعبان ہفتہ کو بدر اور عبیداللہ بن سلیمان کے امان میں امیر المومنین کا مطیع اور فرمانبردار بن کر اور اس کی اطاعت میں ان دونوں کے ہمراہ اس کے دروازے پر جانے کو واجب جان کر چلا گیا۔ عبیداللہ بن سلیمان اس کی طرف نکلا تو وہ اسے ملا اور اس کے ساتھ بدر کے خیمے میں چلا گیا۔ بدر نے اس سے اور اس کے اہل بیت سے اور اس کے ساتھیوں سے امیر المومنین کی بیعت لی خلعت دیا اور اس کے خیمے کی طرف واپس ہوئے جو ان کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

اس سے قبل بکر بن عبدالعزیز اور عبیداللہ ابن سلیمان کی امان میں داخل ہو گیا تھا ان دونوں نے اسے اس کے بھائی عمر کی ریاست پر اس شرط کے ساتھ والی بنایا تھا کہ وہ اس کی طرف نکلے گا اور اس سے جنگ کرے گا۔ جب عمر امان میں داخل ہو گیا تو دونوں نے بکر سے کہا کہ تیرا بھائی سلطنت کی طاعت میں داخل ہو گیا ہے ہم دونوں نے تجھے محض اس بناء پر اس علاقے کا والی بنایا تھا کہ اس نے نافرمانی کی تھی انحصار امیر المومنین کی رائے پر ہے تم دونوں کے مقابلے میں جو مناسب سمجھے سب سے برتر ہے، لہذا تم دونوں اس کے دروازے پر چلو، عیسیٰ نوشری کو اصفہان کا والی بنایا گیا اور یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے ہے بکر بن عبدالعزیز اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بھاگ گیا۔

یہ واقعہ معتضد کو لکھا گیا تو اس نے بدر کو ایک فرمان لکھا جس میں اسے اپنے مقام پر ٹھہرنے کا حکم دیا تھا یہاں تک کہ اسے بکر کی خبر معلوم ہو کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

بدر مقیم ہو گیا اور عبیداللہ بن سلیمان وزیر ابو محمد علی بن معتضد کی طرف چلا جو رے میں تھا۔ بکر بن عبدالعزیز بن دلف ہواز چلا گیا معتضد نے اس کی تلاش میں وصیف موشکیر کو روانہ کیا جو بغداد سے روانہ ہو کے حدود فارس میں پہنچا۔

بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس سے مل گیا اور اس پر حملہ نہیں کیا دونوں نے ایک دوسرے کے قریب رات گزاری

بکررات کو کوچ کر گیا، وصیف نے اس کا تعاقب نہیں کیا بکر اصفہان چلا گیا اور وصیف بغداد کی طرف پلٹ آیا معتضد نے بدر کو لکھا جس میں اسے بکر اور اس کے عرب کی تلاش کا حکم دیا، بدر نے عیسیٰ نوشری کو اس کا حکم دیا۔ بکر بن عبدالعزیز نے چند اشعار کہے جن کا مطلع یہ ہے

تو اپنی ملامت مجھ سے دور رکھ کیونکہ یہ ملامت کا وقت نہیں ہے

افسوس کے میں ملامت کرنے والوں کے لئے ایک زائد چیز ایجاد کرتا ہوں

ان اشعار میں وہ اپنے مقابلے سے نوشری کے بھاگ جانے کا ذکر کرتا ہے وصیف کو اپنے مقابلے سے باز رہنے پر عار دلاتا ہے اور بدر کو دھمکاتا ہے۔

اسی سال ۷ شوال یوم جمعہ کو علی بن محمد بن ابی شوارب کا انتقال ہوا اسی روز ایک تابوت میں سامرا لایا گیا وہ مدینۃ الجعفر میں چھ مہینے تک قاضی رہا۔

اسی ال ۲۹ شوال پیر کو عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف اصفہان سے آتے ہوئے بغداد میں داخل ہوا بیان ہے کہ معتضد نے سرداروں کو اس کے استقبال کا حکم دیا القاسم بن عبیداللہ اور سرداروں نے اس کا استقبال کیا معتضد نے اس کے لئے دربار کیا صلہ دیا، خلعت بخشی اسپ تازی مع زین ولگام زر عطا فرمایا اس کے دونوں بیٹوں اور اس کے بھتیجے احمد بن عبدالعزیز کو اور اس کے سرداروں میں سے دو آدمیوں کو بھی خلعت دیا اور اس مکان میں اتارا جو جسر کے سرے کے پاس عبیداللہ بن عبداللہ کا تھا اور پہلے سے اس کے لئے آراستہ کیا گیا تھا۔

اسی سال ایوان خلافت میں سرداروں کو وہ معروضہ پڑھ کر سنایا جو عمرو بن لیث کے پاس سے اس مضمون کے ساتھ آیا تھا کہ اس نے رافع بن ہرثمہ پر حملہ کیا۔ اسے شکست دی وہ بھاگ کر چلا گیا اور اس خیال میں ہے کہ اس کا تعاقب کرے یہ جنگ ۲۵ رمضان کو ہوئی تھی اور یہ معروضہ ۱۲ ذی القعدہ بروز منگل کو سنایا گیا تھا ۱۷ ذی القعدہ بروز اتوار کو جیسا کہ بیان کیا گیا المعتضد کے پاس جب کہ وہ حبلہ میں تھا عمرو ابن لیث کا ایک معروضہ آیا تو وہ دارالعوام واپس ہوا سرداروں کو عمرو بن اللیث کا معروضہ پڑھ کر سنایا جس میں اس نے یہ اطلاع دی کہ اس نے شکست کے بعد رافع کے پیچھے محمد بن عمرو بلخی کو ایک اور سردار کے ہمراہ روانہ کیا ہے۔

رافع طوس کی طرف چلا گیا تھا۔ ان لوگوں نے اس سے جنگ کی تو وہ بھاگا اس کا پیچھا کیا تو وہ خوارزم میں گھس گیا، پھر خوارزم قتل کر دیا گیا، اس عریضے کے ہمراہ اس کی مہر بھی روانہ کی تھی اور بیان کیا تھا کہ قاصد سر کے بارے میں جو کچھ حکم ہوگا اسے پہنچا دے گا۔

اسی سال ۲۲ ذی القعدہ یوم جمعہ کو رافع بن ہرثمہ کے قتل کے متعلق خطوط منبروں پر پڑھ کر سنائے گئے۔

واقعات ۲۸۴ھ

۴ محرم بروز جمعرات کو عمرو بن لیث کا قاصد معتضد کے پاس رافع بن ہرثمہ کا سر لایا، جانب مشرقی کی مجلس (چوکی) میں جو خشکی پر تھی اس کے لٹکانے کا پھر اسے غربی جانب کر دینے کا اور وہاں رات تک لٹکانے کا پھر اسے واپس کرنے کا حکم دیا گیا۔ قاصد کو خلعت پہنائی گئی۔

۷ صفر بروز جمعرات کو طرسوس میں راغب اور دمیانہ کے درمیان سخت خون ریزی ہوئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سبب یہ ہوا کہ موفق کے آزاد غلام دراگب نے خماردیہ بن احمد کے لئے دعا چھوڑی اور

معتضد کے مولیٰ بدر کے لئے دعا کی، اس کے اور احمد بن طغان کے درمیان اختلاف ہوا جب ابن طغان ۲۸۳ کے مذاکرات فدیہ سے واپس ہوا تو براہ دریا سوار ہو کے طرسوس میں داخل نہیں ہوا اور چلا گیا دمیانہ کو طرسوس کے لئے نائب کر گیا جب اس سال کا صفر ہوا تو اس نے یوسف بن باغمردی کو روانہ کیا کہ وہ طرسوس میں اس کی نیابت کرے وہ داخل ہوا اور دمیانہ اس کی وجہ سے قوی ہو گیا تو ان لوگوں نے راغب کی دعا کو ناپسند کیا جو وہ بدر کے لئے کرتا تھا جس سے ان کے درمیان فتنہ واقعہ ہوا اور راغب نے ان پر فتح حاصل کی اس نے دمیانہ اور باغمردی اور ابن طمیم کو مقید کر کے معتضد کے پاس روانہ کر دیا۔

اسی سال ۲۰ صفر پیر کو جبل سے ایک مراسلہ آیا نوشیری نے حدود اصفہان میں بکر بن عبدالعزیز بن ابی دلف پر حملہ کیا۔ اس کے آدمیوں کو قتل کیا اور اس کے لشکر کو تباہ کر دیا اور قلیل جماعت کے ساتھ بچ گیا،

اسی سال ۱۴ ربیع الاول بروز جمعرات کو ابو عمر بن یعقوب کو خلعت بخشی گئی اور اسے علی بن محمد بن ابی شوارب کے بجائے مدینہ ابو جعفر منصور کا قاضی بنایا، اور قطربل، مسکن، برز جسابور، الرازانین کا عہدہ قضا بھی سپرد کیا گیا، اسی روز اس نے اہل مقدمہ کے لئے جامع مسجد میں اجلاس طلب کیا، مدینہ ابو جعفر جب سے ابن ابی الشوارب کا انتقال ہوا بغیر قاضی کے رہا ایسے پندرہ مہینے چار دن گزرے۔

جناب رسالت مآب میں گستاخی کا سانحہ

اسی ماہ کی ۱۳ تاریخ یوم چہار شنبہ کو نصرانی طبیب سلطانی غالب کا ایک خادم جس کا نام وصیف تھا گرفتار کیا گیا۔ اس پر یہ شہادت ثابت ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیں ہیں اسی بناء پر قید کر دیا گیا، اس کے دوسرے روز اس خادم کے سبب سے عوام کے کچھ لوگ جمع ہوئے ابو قاسم بن عبید اللہ کا شور مچایا اور اس کی شہادت کی وجہ سے جو اس کے خلاف دی گئی اس پر حد قائم کرنے کا مطالبہ کیا۔

گستاخ کو سزا کا مطالبہ

جب اسی ماہ کی سترہ تاریخ اتوار کا دن ہوا تو باب طاق کے باشندے ابردان اور اس سے متصل کے بازاروں میں جمع ہوئے آپس کے لوگوں کو بلایا باب خلافت کو چلے ابو حسین بن الوزیر ملا تو اس کو آواز دی۔

ابن الوزیر نے تسلی دی کہ معتضد کو اس کی خبر پہنچا دی گئی ہے عوام نے اسے جھٹلایا اور اسے اتنا سخت سست کہا کہ اسے ناگوار ہوا اس کے آدمیوں اور مددگاروں پر حملہ کر دیا وہ لوگ بھاگ کے معتضد کے قصر الثریا تک گئے۔ پہلے اور دوسرے دروازے سے داخل ہو گئے تو اندر جانے سے روک دیا گیا عوام روکنے والوں پر حملہ آور ہوئے قصر سے نکل کے کسی نے واقعہ دریافت کیا تو انھوں نے بتایا اس نے معتضد کو لکھ بھیجا ایک جماعت کو اندر آنے کی اجازت ملی۔

عوام کی برہمی

حاضر ہونے پر خلیفہ نے واقعہ دریافت کیا انھوں نے بیان کیا خلیفہ نے خفیف سمرقندی کو ان کے ساتھ یوسف قاضی کے پاس روانہ کیا اور خفیف کو حکم دیا کہ وہ یوسف کو اس معاملے میں غور کرنے کا حکم دے اور اس بارے میں

جو خبر ملے اس سے آگاہ کرے۔ خفیف ان لوگوں کے ساتھ یوسف کے پاس روانہ ہوا، وہاں پہنچ کے عوام نے اس قدر ہجوم کیا کہ قریب تھا کہ اسے بھی قتل کر دیں اور یوسف کو بھی مگر یوسف ان سے بچ گیا۔ ایک دروازے میں گھسا اور دروازہ اندر سے بند کر لیا اس کے بعد نہ کوئی خادم کا ذکر ہوا اور نہ اس بارے میں عوام کا اجتماع ہوا۔

متفرقات

اسی سال کے اسی مہینے میں اہل طرسوس کی ایک جماعت نے حکام کی خدمت میں حاضر ہو کے درخواست کی کہ ان پر کسی کو حکمران مقرر کیا جائے کیونکہ ان کا شہر بغیر حکمران کے ہے طرسوس اس سے قبل ابن طولون کے قبضے میں تھا اس نے بدسلوکی کی تو رعایا نے اسے شہر سے نکال دیا ابن طولون نے نامہ اور پیام کا سلسلہ جاری رکھا احسان کے وعدے کیے مگر رعایا اڑی رہی کہ اس کے کسی غلام کو بھی شہر میں داخل نہ ہونے دیں، صاف کہہ دیا کہ تیری جانب سے جو شخص ہمارے پاس آئے گا ہم اس سے جنگ کریں گے، آخر ابن طولون باز آ گیا۔

اسی سال ۲۷ ماہ ربیع الآخر بروز جمعرات کو جیسا کہ بیان کیا گیا مصر میں ایک تاریکی اور آسمان پر ایسی گہری سرخی ظاہر ہوئی کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو دیکھتا تو وہ اسے سرخ نظر آتا تھا، یہی حال دیواروں کا بھی تھا عصر سے آخر عشاء تک یہی حال رہا لوگ اپنے مکانوں سے نکل کے اللہ کی جانب بدست بدعا تھے اور گریہ زاری کر رہے تھے۔

۳ جمادی الاولیٰ بروز بدھ مطابق ۱۱ حزیران کو بغداد کے محلوں اور بازاروں میں شب نوروز میں آگ جلانے اور نوروز کے دن رنگ کھیلنے کی ممانعت کا اعلان کیا گیا جمعرات کو بھی اسی قسم کا اعلان کیا گیا جمعے کو عشاء کا وقت ہوا تو مدینۃ السلام کی مشرقی جانب سعید بن تسکین افسر پولیس کے دروازے پر اعلان کیا گیا کہ امیر المومنین نے آگ جلانے اور رنگ کھیلنے کی پابندی سے لوگوں کو آزاد کر دیا ہے عوام اتنا کھیلے کہ حد سے گزر گئے بیان کیا جاتا ہے کہ جسر کی چوکی پر پولیس کے آدمیوں پر بھی رنگ ڈال دیا گیا۔

اسی سال عوام الناس نے حبشی خدام میں سے جسے دیکھا اسے یا عقیق کی زامانوس سے پکارا، وہ لوگ اس سے غضبناک ہوتے تھے معتضد نے ایک حبشی خادم کو جمعے کو رات کے وقت ایک رقعے کے ساتھ ابن حمدون مصاحب کے پاس روانہ کیا یہ خادم جسر کے مشرقی جانب کے سرے تک پہنچا ہی تھا کہ عوام میں سے کسی نے یا عقیق پکارا خادم نے گالی دی اور اسے ذلیل کیا عوام کی ایک جماعت جمع ہوگئی خادم کو گرا کر مارا وہ رقعہ کھو گیا جو اس کے ہمراہ تھا خادم معتضد کے پاس اور اس پر جو کچھ گزری تھی اس کے متعلق خبر دی معتضد نے طریف مخلدی خادم کو سوار ہو کے اس کے ہر اس شخص کو گرفتار کرنے اور تازیانے مارنے کا حکم دیا جو خدام کے ساتھ سختی کرے، طریف ۱۳ جمادی اولیٰ کو سوار و پیادہ کی ایک جماعت کے ہمراہ سوار ہوا، ایک حبشی خادم کو اپنے آگے روانہ کیا وہ اس حکم کی بناء پر کہ ہر اس شخص کو گرفتار کر لیا جائے جس نے خادم کو یا عقیق کہہ کر پکارا ہو باب طاق تک گیا۔

مذکور ہے کہ اس نے باب طاق تک سات آدمیوں کو گرفتار کیا۔ ان میں سے ایک اس کا رضاعی بھائی بھی تھا انھیں شرقی جانب ج، پولیس کی چوکی میں تازیانے مارے گئے طریف عبور کر کے کرخ پہنچا تو وہاں بھی یہی کیا پانچ آدمیوں کو گرفتار کر کے الشرقیہ کی پولیس کی چوکی میں تازیانے مارے سب کو اونٹوں پر لادا گیا اور یہ منادی کی گئی جو خادمان خلافت کے ساتھ سختی کرے اور انھیں یا عقیق پکارے دن بھر قید رکھے گئے رات کو رہا کر دیے گئے۔

حضرت معاویہ کی ناروا مساعی

اسی سال معتضد باللہ نے منبروں پر حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ پر لعنت کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس کے متعلق ایک فرمان لکھنے کا حکم دیا تا کہ لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے۔ عبیداللہ بن سلیمان بن وہب نے عوام کے اضطراب کا خوف دلایا کہ اندیشہ ہے کہ فتنہ ہوگا مگر اس نے کسی طرف التفات نہ کیا۔

کہا جاتا ہے کہ جب معتضد نے اس کا ارادہ کیا تو اس نے سب سے پہلے جو بات کی وہ عوام کو اپنے کام میں مشغول رہنے قضیہ اور شہادت میں حکام کے پاس اجتماع کو ترک کرنے کا حکم تھا بجز اس صورت کے وہ شاہد حال ہوں اور ان سے کوئی شہادت طلب کی جائے، قصہ گو لوگوں کو راستوں پر بیٹھنے کی ممانعت کر دی اس کے متعلق تحریریں تیار کی گئیں جو مدینۃ الاسلام بغداد کے دونوں محلوں اور بازاروں کوچوں میں اسی سال ۲۴ جمادی الاولیٰ بروز بدھ کو پڑھ کر سنائی گئیں۔ ۲۶ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ کو قصہ گو لوگوں کو دونوں جامع مسجدوں میں بیٹھنے سے منع کیا گیا علماء و مفتان اور اسی قبیل کے دوسرے لوگ دونوں مسجدوں میں بیٹھنے سے روکے گئے۔ تاجروں کو ان مساجد کے صحن میں بیٹھنے سے منع کیا گیا۔

جمادی الآخرہ میں لوگوں کو کسی قصہ گو وغیرہ کے پاس جمع ہونے سے ممانعت کا اعلان کیا گیا اور قصہ گوں اور حلقے والوں کو بیٹھنے سے منع کیا گیا گیارویں تاریخ کو جمعہ تھا ہر جامع مسجد میں اعلان کیا گیا جو لوگ مناظرہ یا بحث کے لئے جمع ہوں گے سلطنت ان سے بری الذمہ ہے، جو شخص یہ کرے گا وہ اپنے اوپر تشدد کو حلال کرے گا اور پانی والوں کو جو لوگ دونوں جامع مسجد میں پانی پلاتے تھے ان سب کو حکم دیا کہ وہ حضرت معاویہ پر رحمت نہ بھیجیں (یعنی رحمت اللہ نہ کہیں) اور نہ بھلائی کے ساتھ ان کا ذکر کریں۔

چرچے ہونے لگے کہ حضرت معاویہ پر لعنت کے متعلق جس کتاب کے لکھنے کا حکم دیا ہے وہ بعد نماز جمعہ منبر پر پڑھ کر سنائی جائے جب لوگوں نے نماز پڑھ لی تو منبر و مقصورہ کی طرف بڑھے تا کہ کتاب سنیں مگر وہ نہیں پڑھی گئی۔

کہا جاتا ہے کہ معتضد نے اس کتاب کے نکالنے کا حکم دیا جو لعن معاویہ میں مامون کے حکم سے لکھی گئی تھی، یہ کتاب اس کے حکم سے دفتر سے نکالی گئی اس کے جمع کرنے والوں سے اس کتاب کی نقل لے لی گئی۔

مامون کی کتاب لعنت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو بزرگ و برتر ہے علم و حکمت والا ہے جو اپنی وحدانیت میں تنہا اور یکتا ہے اپنی قدرت کے ساتھ غلبہ رکھنے والا ہے اپنی خواہش و حکمت سے پیدا کرنے والا ہے سینے میں پنہاں اور دلوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ کوئی خفی سے خفی بات اس سے پوشیدہ نہیں بلند آسمانوں اور پست زمینوں میں ذرے کے برابر بھی کوئی شے اس سے غائب نہیں، کیونکہ ہر شے اس کے احاطہ علم میں ہے۔ ہر شے اس کے شمار میں ہے، ہر شے کی حد اس نے مقرر کر دی ہے اور وہ علیم و خبیر ہے۔

سب تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی مخلوق کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ اپنے بندوں کو اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا مطیع کی طاقت بھی اس کے علم سابق میں ہے نافرمان کی نافرمانی پر بھی اس کا حکم گزر چکا

ہے۔اس نے انسانوں سے وہ سب بیان کردیا ہے جسے وہ کریں اور جس سے وہ بچیں نجات کے راستے بتادیئے ، ہلاکت کے راستوں سے ڈرایا، ان پر حجت کو غالب کردیا، ان کے لئے معذرت کو مقدم کردیا جس دین کو خود اس نے پسند فرمایا تھا وہی ان کے لئے منتخب کیا اور اس کی وجہ سے ان کا اکرام واعزاز کیا اپنی رسی کے پکڑنے والوں اور اپنے کڑے کے تھامنے والوں کو اپنا ولی اور اہل طاعت بنایا، انکار، مخالفت کرنے والوں کو اپنا دشمن اور اہل معصیت بنایا کہ جو ہلاک ہو وہ بھی دلیل سے ہو اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل سے زندہ رہے بے شک اللہ سمیع اور بصیر ہے۔

سب تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو اپنی تمام مخلوق سے افضل کیا آپ کو اپنی رسالت کے لئے منتخب کیا اپنے تمام بندوں کی طرف ہدایت کے لئے پسندیدہ دین کے ساتھ آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا آپ پر نہایت صاف اور واضح کتاب نازل فرمائی آپ کے لئے مدد اور طاقت پہنچانے کا اعلان کیا غلبہ اور مضبوط دلیل سے ان کی تائید کی جس نے ہدایت پائی اس کے فضل سے ہدایت پائی اور وہی نابینائی سے بچا جس نے اسے قبول کرلیا جس نے اس سے پشت پھیری اور روگردانی کی۔

یہاں تک کہ اللہ نے اپنے امر کو غالب فرمایا اپنی مدد کو غالب کردیا اور اسے مغلوب کردیا جس نے اس کی مخالفت کی آپ ﷺ سے اپنا وعدہ پورا کردیا آپ ﷺ پر اپنے رسولوں کو ختم کردیا اور انھیں اس حالت میں اٹھالیا کہ وہ اس کا حکم پہچاننے والے اس کی رسالت کے تبلیغ کرنے والے اپنی امت کے خیر خواہ پسندیدہ پلٹنے والوں کے بہترین انجام کی اور اس کے انبیاء مرسلین کیا اور اس کے کامیاب بندوں کے مراتب میں سے سب سے برتر مرتبہ کی راہ پانے والے تھے۔اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر ایسی رحمت نازل کرے جو افضل، مکمل بزرگ و برتر پاک وصاف ہو اور ان کی آل پاک پر۔

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے امیر المومنین کو اور اس کے نیک اور ہدایت یافتہ بزرگوں کو خاتم النبیین سید المرسلین کا وارث اور دین کا قائم کرنے والا اپنے مومن بندوں کے لئے عدل کرنے والا حکمت کی امانتوں اور نبوت کی میراثوں کا محفوظ کرنے والا بنایا، امت میں خلیفہ بنایا، جن کی مدد وعزت حفاظت تائید اور غلبے سے کی گئی کہ اللہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کردے اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہو۔

امیر المومنین کو خبر پہنچی ہے کہ جماعت شبہہ میں مبتلا ہے جو ان کے دین میں داخل ہوگیا ہے اس فساد کی اطلاع ملی ہے جو ان عقیدے میں شامل ہوگیا ہے اور اس تعصب سے آگاہی ہوئی ہے جس پر ان کی نفسانی خواہشیں غالب آگئی ہیں اور جس کو ان کی زبانیں بے سمجھے بوجھے بیان کررہی ہیں اس میں انھوں نے گمراہی کے پیشوا کی بلا دلیل اور بے سوچے سمجھے تقلید کرلی ہے سنت جو قابل پیروی ہے کی مخالفت کرکے ہوائے بدعت کو اختیار کرلیا ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جس نے اللہ کی (فرمودہ) ہدایت کو ترک کرکے اپنی خواہشیں نفسانی کی پیروی کرلی ہے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا جنھوں نے جماعت سے نکل کر فتنے کی طرف تیزی کے ساتھ سبقت کی، نااتفاقی کو اختیار کیا کلمے کو پراگندہ کیا ہے۔

ان لوگوں نے ان کی دوستی کو ظاہر کیا ہے جن سے اللہ نے دوستی قطع کردی اس کی پناہ کو منقطع کردیا اسے ملت سے نکال دیا اور اس پر لعنت کرنا واجب کردیا۔

اور اس کی تعظیم کی ہے جس کے حق کو اللہ نے کم کیا ہے اس کے معاملے کو کمزور کیا ہے اس کی دیوار کو کمزور کیا

ہے جو بنی امیہ کا شجرہ ملعونہ ہے۔

اور اس کی مخالفت کی ہے جس کی وجہ سے اللہ نے انھیں ہلاکت سے نکالا ہے جن کی وجہ سے اللہ نے ان پر اپنی بکثرت نعمتیں نازل کی ہیں جو برکت و رحمت کے اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ فضل والا اور عظمت والا ہے۔

امیر المومنین کو اس بارے میں جو خبر ملی اس کو اس نے بہت بڑا جانا ہے اس کا انکار کرنے میں اپنے او پر دین میں حرج اور اس شخص کے لئے فساد سمجھا جس کے سپرد اللہ نے اپنی حکومت دی ہے مخالفین کے درست کرنے میں جاہلوں کے سمجھانے میں شک کرنے والوں پر حجت قائم کرنے میں، اور منکرین پر دست درازی کرنے میں اللہ نے اس پر جو کچھ واجب کیا اسے بیکار کر دینا سمجھا ہے۔

اے گروہ انسان امیر المومنین تمھاری طرف سے اس امر کے ساتھ رجوع کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو اپنے دین کے ساتھ مبعوث کیا اور انھیں یہ حکم دیا کہ اس کے حکم کی اچھی طرح تبلیغ کر دیں جس کو انھوں نے اپنے گھر والوں اور قرابت داروں سے شروع کیا انھیں اپنے پروردگار کی طرف سے بلایا ان کو ڈرایا انھیں خوشخبری دی خیر خواہی کہ انھیں نیک راستہ بتایا وہ لوگ جنھوں نے آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا آپ کے قول کی تصدیق کی آپ کے حکم کا اتباع کیا وہ ایک قلیل جماعت تھی جو آپ کے والد کی اولاد میں سے تھے بعض وہ تھے کہ آپ کی ان باتوں پر ایمان لائے جو آپ اپنے پروردگار کے پاس سے لائے تھے ان لوگوں میں بعض وہ تھے کہ آپ کے مددگار تھے گرچہ انھوں نے آپ کے دین کا اتباع نہیں کیا ان میں سے جسے اللہ نے منتخب کیا وہ اپنے اس علم کی وجہ سے جو اسے پہلے سے ہے اور جس کے بارے میں اس کی مشیت نافذ ہو چکی ہے خاص اسی کو وہ اپنی خلافت اور اپنے نبی کی میراث سپرد کرے گا۔

ان میں سے جو مومن تھے وہ آپ ﷺ کی مدد اور حمایت کرنے میں پوری کوشش کرنے والے تھے ان لوگوں کو دفع کرتے تھے جو آپ ﷺ کی مخالفت کریں انھیں جھڑکتے تھے جو آپ میں عیب لگائیں اور آپ سے عداوت کریں وہ لوگ جو آپ ﷺ کی مدد کرتے تھے وہ آپ کے قابل اعتماد ہو جاتے تھے جن کے پاس آپ کی مدد کی گنجائش ہوتی تھی وہ آپ سے بیعت کر لیتے تھے، آپ کے دشمنوں کے حالات کی جستجو کرتے تھے اور پس پشت بھی آپ کے لئے ویسی ہی تدبیر کرتے جیسی کی نظر کے سامنے آپ کے لئے کوشاں رہتے تھے۔

یہاں تک کہ مدت پوری ہوگئی ہدایت پانے کا وقت آ گیا، وہ اللہ کے دین اور اس کے رسول کی تصدیق اس پر ایمان لانے میں پوری بصیرت عمدہ ہدایت اور رغبت کے ساتھ داخل ہوئے ان سے ناپاکی کو دور کر دیا اور ان کو ایسا پاک کر دیا جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے ان کو معدن حکومت، وارث نبوت، اور موضع خلافت بنادیا ان کی فضیلت کو واجب کر دیا اور اپنے بندوں پر ان کی اطاعت لازم کر دی۔

آپ کے خاندان کے وہ لوگ جنھوں نے آپ سے عداوت کی مخالفت کی تکذیب کی، آپ سے جنگ کی، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ان کا گروہ بہت بڑا ہے جو بدگوئی اور تکذیب سے آپ کا مقابلہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ کو ایذا رسانی کا قصد کرتے تھے عداوت کی وجہ سے آپ سے جھگڑتے تھے جنگ کرتے تھے جو آپ سے ملنے کا قصد کرتا تھا اسے آپ سے روکتے تھے جو آپ کی پیروی کرتا اسے دکھ پہنچاتے تھے۔

ایک مجاہد ہو کر جنگ کرنا

اس بارے میں سب سے زیادہ عداوت کرنے والا سب سے بڑا آپ کا مخالف ان میں سب سے پہلے ہر ایک جنگ اور ہر لڑائی میں حتیٰ کہ کوئی جھنڈا اسلام کے خلاف بلند نہ ہوتا تھا جو اسکے ہاتھ میں نہ ہوتا بدر واحد وخندق اور فتح مکہ کی جنگ میں جو اس جنگ کا سپہ سالار اور سردار ہوتا تھا وہ بنی امیہ کا ابوسفیان بن حرب اور اس کے گروہ تھے جن پر کتاب اللہ میں لعنت کی گئی۔ جن پر مختلف مقامات ومواضع میں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لئے ہوا کہ ان کا کفر ونفاق ان کا حال پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا اس نے مجاہد ہو کر جنگ کی یا مشقت اٹھا کے مدافعت کی یا مخالف بن کے مقیم رہا یہاں تک کہ اسے تلوار نے مغلوب کر دیا اور اس طرح اللہ کا حکم بلند ہو گیا کہ ان کو ناگوار تھا تو منافقانہ طور پر اسلام کا قائل بن گیا اور اس کفر کو پوشیدہ کئے رہا جسے اس نے جدا نہیں کیا تھا۔ [1]

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے اسے پہچان لیا اسے مولفہ القلوب کے لقب سے ممتاز کر دیا، اور اسے اور اس کے بیٹے کو باوجود اس منافقت کا علم رکھنے کے قبول کر لیا۔

[1] یہ شنیع قول بہتان محض ہے، تمام علمائے اسلام اس پر متفق ہیں کہ سیدنا ابوسفیان اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت امیر معاویہؓ اسلام لانے کے بعد سچے اور پکے مسلمان اور سرکار دو عالم ﷺ کے جاں نثار رہے آپ ﷺ کا حضرت معاویہؓ کے لئے دعا کرنا احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے (ث،م)۔

ان ایات میں سے جن میں اللہ نے اپنے رسول کی زبان سے ان پر لعنت کی اور اس کے متعلق قرآن نازل کیا (والشجرة الملعونة فی القرآن ونخوفهم فمايزيدهم الاطغيانا كبيرا) اور وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے اور ہم انھیں ڈراتے ہیں مگر ان میں سوائے زبردستی سرکشی کے اور کچھ نہیں بڑھتا۔

کسی کی درمیان اختلاف نہیں کہ اس سے اللہ کی مراد بنوامیہ ہیں [1]

([1] شجرہ ملعونہ سے مراد جہنم کا درخت زقوم ہے (مظہری) لہٰذا اس سے بنوامیہ کو مراد لینا شیعہ کی من گھڑت تفسیر ہے، ث،م)۔

انھی میں سے رسول ﷺ کا اس حالت کے متعلق ارشاد ہے جبکہ وہ ایک گدھے پر سوار آ رہا تھا اور اس کا بیٹا یزید اسے ہنکار رہا تھا کھینچنے والے اور سوار ہانکنے والے پر خدا کی لعنت ہے [2]

([2] اس روایت کے من گھڑت ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کے عہد مسعود میں یزید پیدا بھی نہیں ہوا تھا یاد رہے کہ یزید کی پیدائش سیدنا عثمانؓ کے آخری دور میں ہوئی (ث،م)۔

ان کا قول جسے راوی روایت کرتے ہیں کہ "اے اولاد عبد مناف! ایسے ہی کرہ کے لینے کی طرح جلدی لے لو کیونکہ نہ وہاں جنت ہے اور نہ دوزخ"۔ یہ ایسا صریح کفر ہے جس کی وجہ سے اللہ کی طرف سے لعنت ملتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل میں کفر کرنے والوں کو داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر ملی یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ لوگ حد سے بڑھا ہی کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غمگین ہونا

اسی طرح ان کا وہ قول ہے جو راویوں نے اس کی بصارت جانے کے بعد احد کی گھاٹی پر اس کے کھڑے ہونے

اور اس کے اپنے سردار سے کہنے کے متعلق روایت کیا ہے کہ اسی مقام پر ہم نے محمد ﷺ اور ان اصحاب کو دھکیلا تھا ان کے وہ خواب ہے جو نبی ﷺ نے دیکھا جس سے آپ نہایت غمگین ہوئے حتیٰ کہ اس کے بعد آپ ہنستے ہوئے نہیں دیکھے گئے پھر اللہ نے یہ آیت نازل کی وما جعلنا الرویا التی اریناك الافتنة للناس (اور جو ہم نے آپ کو دکھایا (یعنی معراج) وہ صرف لوگوں کے امتحان کے لئے ہے) راویوں نے بیان کیا کہ آپ نے بنو امیہ کے ایک گروہ کو اپنے منبر پر کودتے ہوئے دیکھا ۳

(۳ اس روایت کی تمام سندیں ضعیف ہیں (ث،م))

اسی طرح رسول ﷺ کا الحکم بن ابی العاص کو اس حکایت کی وجہ سے شہر بدر کر دینا ہے جب کہ آپ نے اسے دیکھا کہ وہ نتر ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کی دعوت کے ساتھ اسے باقی رہنے والی نشانی بنا دیا آپ نے اس سے فرمایا کہ ''تو ایسا ہی رہ جیسا کہ ہے'' وہ اپنی ساری عمر اسی پر باقی رہا یہاں تک کہ مروان سے سب سے پہلا فتنہ اسلام میں اسی کے افتتاح سے ہوا جو محرم خون اس میں بعد ازاں بہایا گیا وہ اسی کے اسباب جمع کرنے سے تھا۔

اسی طرح وہ ہے جو اللہ نے اپنے نبی پر سورۃ القدر میں نازل فرمایا ہے لیلۃ القدر خیر من الف شھر)شب قدر بنی امیہ کی سلطنت کی ہزار راتوں سے بہتر ہے ۱

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا کہ وہ آپ کا حکم آپ کے سامنے لکھے مگر اس نے آپ کے حکم کو ٹال دیا اور اپنے کھانے کا بہانہ کر دیا نبی ﷺ نے فرمایا اللہ اس کے وہ ایسا ہی رہا سیر نہ ہوتا تھا کہتا تھا کہ کھانا سیری کے لئے نہیں نازل کیا گیا مگر اس نے تھکا دیا ۲

اسی طرح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس پہاڑی راستے سے میری امت میں ایک شخص نکلے گا جس کا حشر میرے دین کے خلاف ہوگا، یہ معاویہ نکلا۔ ۳

اسی طرح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم لوگ معاویہ کو میرے منبر پر دیکھنا تو اسے قتل کر دینا ۴

اسی طرح وہ حدیث مرفوع و مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا معاویہ آگ کے ایک صندوق میں ہے جو اس کے سب سے نیچے کے درجے میں ہے جو یا حنان یا منان کی صدا لگاتا ہے یا اللہ اس وقت مجھ پر رحم کر حالانکہ اس سے قبل میں نے نافرمانی کی تھی اور میں فسادیوں میں سے تھا۔ ۵

اسی طرح آپ کا اس جنگ کی وجہ سے بری ہوتا ہے جو ایسے شخص سے ہوئی کہ باعتبار مرتبے کے اسلام میں مسلمانوں سے افضل تھے جو سب سے پہلے اس کی طرف سبقت کرنے والے تھے یہ علی بن ابی طالب تھے جن سے وہ ان کے حق کے مقابلے میں باطل کے ساتھ جھگڑا ان کے مددگاروں سے اپنے بے راہوں اور گمراہوں کے ذریعے سے جہاد کرتا تھا اور اسی کا ارتکاب کرتا تھا۔

(۱، ۲، ۳، ۴، ۵ یہ سب روایت عقائد اہل سنت کی روشنی میں نامقبول ہیں تفصیل کے لئے حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق کا مطالعہ فرمائیں)

جو اپنی اس بغاوت سے بے وقوفوں کو مائل کرتا تھا نادانوں کو فریب دیتا تھا جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے خبر دیدی ہے آپ نے عمارہ سے فرمایا'' تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی تو انھیں جنت کی طرف بلائے گا اور وہ تجھے دوزخ کی طرف بلائیں گے''۔

جس نے دنیا کو اختیار کیا تھا اسے آخرت سے انکار تھا جو اسلام کے حلقے سے خارج تھا جو حرام خون کو حلال سمجھتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے فتنے میں اور اپنی گمراہی کے راستے میں ان مسلمانوں کے اتنے خون بہائے جن کا شمار نہیں ہو سکتا ایسے مسلمانوں کے خون بہائے جو برگزیدہ تھے اللہ کے دین کے محافظ تھے اس کے حق کے مددگار تھے،

اللہ کا نافرمان

یہ شخص اللہ سے جھگڑنے والا اس امر کی کوشش کرنے والا تھا کہ اللہ کی نافرمانی کی جائے اس کی اطاعت نہ کی جائے اس کے احکام اس طرح باطل ہو جائیں کہ پھر نہ قائم ہوں اس طرح اس کے دین کی مخالفت ہو کہ پھر دین ہی نہ باقی رہے گمراہوں کا بول بالا ہو باطل کی دعوت بلند ہو حالانکہ اللہ ہی کا بول بالا ہے، اسی کا دین منصور ہے اسی کا حکم مانا جاتا ہے اور نافذ ہے اور اسی جا حکم غالب ہے۔ اس شخص مکر مغلوب اور باطل ہے جو اللہ سے عداوت کرے۔

یہاں تک کہ اس نے ان تمام جنگوں کیا اور جو ان کے بعد ہوئیں سب کے بار برداشت کئے ان خونوں کا طوق جو ان کے بعد ہوئے اپنی گردن میں ڈالا فساد کے ایسے طریقے ایجاد کئے کہ ان کا گناہ اس پر ہے اور قیامت تک اس کا بھی گناہ اس پر ہے جو اس پر عمل کرے گا ایسے شخص کے لئے اس نے محرموں کو حلال کر دیا جس نے اس کا ارتکاب کیا اہل حقوق کے حقوق کو روکا اسے مہلت دینے سے دھوکے میں ڈالا اس کے ڈھیل دینے سے مکاری کی حالانکہ اللہ اس کی گھات میں ہے۔

ان امور میں سے ایک جن کی وجہ سے اللہ نے اس پر لعنت واجب کر دی اس کا ان اہل فضیلت و دیانت و نیک صحابہ و تابعین کو قتل کرنا ہے جو صبر کے ساتھ قتل کئے گئے مثلاً عمرو بن الحمق[1]، حجر بن عدی، ان کو محض اس لئے قتل کیا گیا تاکہ عزت و بادشاہت اور غلبہ اسی کا ہو حالانکہ اللہ ہی کے لئے ملک وقدرت ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے جو مومن کو عمداً قتل کرے گا اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہے اور لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے عذاب دردناک تیار کیا ہے۔ ([1] درست اور رائج روایات کے مطابق حضرت عمرو بن الحمق کی وفات ایک سانپ کے ڈسنے سے ہوئی تھی اور ان کی وفات کا الزام بھی حضرت معاویہ پر دھرنا محض بہتان ہے ش،م)۔

ان امور میں سے ایک جن کی وجہ سے وہ اللہ اور اس کے رسول کی لعنت کا مستحق ہے اس کا زیاد ابن سمیہ کو اللہ پر جرات کر کے ابوسفیان[2] کا بیٹا پکارنا ہے حالانکہ اللہ فرماتا ہے کہ انھیں ان کے باپ کے نام سے پکارو ہی اللہ کے نزدیک زیادہ درست ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص ملعون ہے جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی کو باپ بنایا اور اپنے آقا کے سوا اپنے کو کسی اور سے منسوب کیا اور فرماتے ہیں کہ بیٹا (جو زنا سے ہو) ماں کا ہے اور زانی کی سزا یہ ہے کہ اس پر سنگ بارہ ہو اس نے اللہ جل کے حکم کی اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اعلانیہ مخالفت کی اولاد کو غیر صاحب فراش کے حوالے کر دیا اور نافرمانی کرنے والے کو اس طرح کر دیا اس کی نہ فرمانی اسے نقصان نہ دے۔ اپنی اس دعوت کی وجہ سے اس نے اللہ اور رسول کے محارم میں سے ام حبیبہ زوجہ نبی ﷺ میں ان کے علاوہ دوسرے ان معزز ین میں، جن کو اللہ نے محترم کیا داخل کر دیا ان کے ذریعے سے اس نے وہ قرابت ظاہر ثابت کی جس کو اللہ نے بعید کیا اس کی وجہ سے وہ امر مباح کر لیا جس کو اللہ نے حرام کیا جو ان امور میں تھا کہ اسلام میں اس کے مانند خلل نہیں آیا اور اس جیسا کوئی دین کو بدلنے والا نہیں ملا۔

ان میں سے ایک اللہ کے دین کے لئے اس کا اپنے بیٹے یزید کو اختیار کرنا ہے اور اللہ کے بندوں کو اس کی طرف دعوت دینا ہے، جو بکثرت شراب خوار، متکبر، مرغ باز، بندر باز چیتے باز تھا۔ اس کا بہترین مسلمانوں سے قہر و غلبہ و دہشت و خوف و جبر اکراہ کے ساتھ اس کی بیعت لینا ہے حالانکہ وہ اس کی نادانی جانتا تھا اس کی خباثت اور ظلم سے آگاہ تھا اس کے نشے و فسق و فجور و کفر کو دیکھتا تھا پھر جب اسے وہ قدرت حاصل ہوگئی جو اس نے اپنی طرف سے اسے دی اس کے لئے اسے درست کر دیا اس کے بارے میں اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو اس نے مشرکین کا انتقام مسلمانوں سے لینا چاہا اہل حرہ پر ایسا حملہ کیا جس سے بدتر اسلام میں نہیں ہوا اس میں صالحین کے ساتھ جو کچھ کیا اس سے زیادہ فحش نہیں کیا گیا اس کے ذریعے اس نے اپنے نفس کے بندوں اور اپنے کینے کو تسکین دی اور گمان کیا کہ اولیا اللہ سے انتقام لے لیا اور اللہ کے دشمنوں کی مراد کو پہنچ گیا اس نے اپنے کفر کا اعلان کر کے اور شرک کا اظہار کر کے چند اشعار کہے۔

یہ دین کا خلاصہ ہے اور اس شخص کا قول ہے جو نہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے نہ اس کی کتاب کی طرف نہ اس کے رسول کی طرف نہ اللہ پر ایمان لاتا ہے نہ اس پر جو اللہ کے پاس سے آیا۔

اس کا شدید ترین جرم عظیم ترین قتل حضرت حسین بن علی ابن فاطمہ بنت رسول ﷺ کی خون ریزی ہے ان کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تعلق اور مرتبہ اور دین میں ان کے مرتبہ و فضیلت اور رسول اللہ ﷺ کی ان کے اور ان کے بھائی کے لئے جوانان اہل جنت کی سرداری کی بشارت کے باوجود اللہ تعالیٰ پر جرات کے باعث اللہ کے دین پر کفر کے سبب اللہ کے رسول ﷺ کی عداوت رکھنے کی بناء پر رسول اللہ ﷺ کی اولاد کو مشقت میں ڈالنے اور ان کے احترام میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے یہ حرکتیں اس سے سرزد ہوئیں۔

اہل بیت نبوت کو اس طرح تہ تیغ کر رہا تھا گویا کفار ترک و دیلم کی جماعت کو قتل کرتا تھا کہ نہ وہ اللہ کے انتقام سے ڈرتا نہ اس کی گرفت کا اندیشہ کرتا تھا اللہ نے اس کی عمر ختم کر دی اس کی جڑ اور شاخ اکھاڑ دی، جو کچھ اس کے ہاتھ میں تھا چھین لیا اور اس کے لئے اپنے عذاب سے وہ تیار کیا جس کا اللہ کی جانب سے اپنی نافرمانی کی وجہ سے وہ مستحق تھا،

وہ امور ہیں جو بنی مروان سے سرزد ہوئے جن کی فہرست یہ ہے۔

کتاب اللہ کو بدل دینا

اس کے احکام کو معطل کر دینا

اللہ کے مال کو اپنے آپس میں دولت بنالینا

اللہ کے گھر کو منہدم کرنا۔

حرام کو حلال کر لینا۔

خانہ کعبہ پر منجنیق اور اس پر آگ ڈالنا جبکہ انھیں اس کے جلنے اور تباہ ہونے کی بھی پرواتھی

اللہ نے جو حرام کیا اسکو حلال کر لیا۔ حرام کے مرتکب ہوئے جس نے اللہ کی پناہ لی اس کو قتل کرنے اور ہلاک کر ڈالنے میں سرگرم رہے۔

جس کو اللہ نے امن دیا اسے خوف دلاتے رہے۔

جب ان کے لئے عذاب ثابت ہو گیا اور وہ اللہ کے انتقام کے مستحق ہو گئے م زمین کو ظلم و تعدی سے بھر دیا اللہ

کے بندوں کے ساتھ عام طور پر ظلم و جبر کرنے لگے تو ان پر اللہ کی ناراضگی نازل ہوئی اللہ کی جانب سے ان پر کر دیا گیا اللہ نے ان کے لئے اپنے نبی کی اولاد میں سے اور آپ ﷺ کے ورثاء میں سے ایسے شخص کو تیار کیا جس نے انھیں اپنی خلافت کے ذریعے سے ان لوگوں سے نجات دی، جیسا کہ اللہ نے ان کے اسلاف مؤمنین اور مجاہدین آباء کو ان کے پیشرو کافروں کے لئے تیار کیا تھا اللہ نے ان کے ذریعے سے ان کے کافر و مشرک آبا کا خون بہایا تھا، اللہ نے ظالموں کی جماعت کی جڑ کاٹ دی اور اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے۔

اللہ نے کمزوروں کو طاقت دے دی، حق کو وہ حق دلایا، جس کے مستحق تھے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ "ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور سمجھے جاتے ہیں، اور انھیں پیشوا بنائیں اور انھیں وارث بنائیں"۔

اے لوگو! خوب سمجھ لو اللہ عز و جل نے اس کا حکم کیا ہے اطاعت کی جائے اس لئے فرمان نافذ کیا ہے تاکہ اسے مانا جائے اسی لئے حکم دیا ہے تاکہ قبول کیا جائے۔ جو لوگ گمراہ ہوئے ان میں سے اکثر نے اسے ملتوی کر دیا اور بہت سے جاہل اور نادان ہٹ گئے کیونکہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے اپنے عالموں اور عابدوں کو اللہ کے سوا اپنا پروردگار بنا لیا تھا حالانکہ اللہ عز و جل کا ارشاد ہے کہ کہ "کفر کے پیشواؤں سے جہاد کرو"۔

اے گروہ انسان ان باتوں سے باز آؤ جو اللہ کو تم سے ناراض کرتی ہیں ان چیزوں کی طرف رجوع کرو جو تم سے اسے راضی کرتی ہیں، خدا سے ان چیزوں پر راضی رہو جو اس نے تمھارے لئے پسند کیں اسی کو اکتیار کرو جس کا اس نے تمھیں حکم دیا اس سے بچو جس سے اس نے منع کیا، راہ راست دلیل ظاہرہ، واضح اور ان اہل بیت رحمت کی پیروی کرو جن کی وجہ سے ابتدا میں اللہ نے تمھیں راہ راست دکھائی اور آخر میں تمھیں ظلم و جور سے انھیں کی بدولت رہائی دی انھی کے طفیل امن و عافیت و عزت تک پہنچایا اور دین و دنیا میں تمھیں خوشحال کیا۔

اس پر لعنت کرو جس پر اللہ اور اس رسول نے لعنت کی اس سے مفارقت اختیار کرا جس سے جدا ہوئے بغیر تم اللہ کی قربت حاصل نہیں کر سکتے۔

اے اللہ لعنت کر ابو سفیان بن حرب اور اس کے بیٹے معاویہ پر یزید ابن معاویہ پر اور مراون بن الحکم پر اور اس کے بیٹے پر (العیاذ باللہ! یہ حضرات لعنت کے مستحق نہیں تھے اس پورے مضمون کو (اگر معتضد کی طرف اس کا اسناد ثابت ہو) بنو امیہ اور بنو عباس کی باہمی سیاسی آویزش اور روافض کی جانب سے پھیلائی گئی من گھڑت اور بے اصل روایت کا مسموم نتیجہ سمجھنا چاہیے اس کی مکمل تفصیل حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی طالیف حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق میں ملاحظہ فرمائیں ش،م)

اے اللہ لعنت کر کفر کے اماموں پر گمراہی کے پیشواؤں، دین کے دشمنوں، رسول سے لڑنے والوں، احکام میں غیر کرنے والوں، کتاب کے بدلنے والوں، اور محترم خون بہانے والوں پر۔

اے اللہ ہم تیرے دشمنوں کی دوستی سے تیرے گناہ گاروں سے چشم پوشی کرنے سے تیرے سامنے اپنی بیزاری ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ تو نے کہا ہے کہ تو کسی جماعت کو جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں ایسا نہ پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ اور رسول کے دشمن ہیں۔

لوگو، حق کو پہچانو اور اہل حق کو پہچانو گمراہی کے راستوں کے بارے میں غور کرو اور ان کے چلنے والے کو پہچانو

کیونکہ لوگوں سے ان کے اعمال صاف صاف بیان کردئے جاتے ہیں اوران کے آباء انھیں گمراہی اور نیکی میں مبتلا کرتے ہیں لہذا اللہ کے راستے میں تمھیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہ روکے، کوئی خواہش نفسانی کا طالب ہو جواوہوس کا خواستگار ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھیں اللہ کی راہ سے بھٹکادے کسی ایسے کا مکر جو تم سے چالبازی کرتا ہے اس شخص کی اطاعت جس کی فرمابرداری تمھیں اپنے پروردگار کی نافرمانی تک لے جاتی ہے اللہ نہ کرے کہ تمھیں اللہ کے دین سے ہٹائے۔

لوگو ہماری وجہ سے اللہ نے تمھیں ہدایت دی ہمیں تم لوگوں میں سے اللہ کے حکم کے محافظ ہیں ہمیں رسول اللہ کے وارث اور اللہ کے دین کے قائم کرنے والے ہیں لہذا اس بات سے واقف ہو جاؤ جس سے ہم تمھیں واقف کرائیں اس پر عمل کرو جس کا ہم تمھیں حکم دیں کیونکہ جب تک تم اللہ کے خلفا اور آئمہ ہدیٰ اور ایمان وتقویٰ کے ساتھ طاعت کرتے رہو گے امیرالمومنین اللہ سے تمھارے لئے گناہوں سے حفاظت کی دعا کرے گا اس سے تمھاری توفیق کی دعا کرے گا تمھارے نیک ہونے کے لئے اپنے دین کی تم پر حفاظت کرنے کے لئے اللہ کی طرف رجوع کرے گا یہاں تک کہ تم اس سے اس حالت میں ملو کہ اس کہ طاعت کے مستحق ہو کہ اس کی رحمت کے امیدوار بنو۔

اللہ ہی تم میں امیرالمومنین کے لئے کافی ہے اسی پر اس کا بھروسہ ہے تمھارے معاملات میں جو اللہ نے اس کے سپرد کئے ہیں اسی سے وہ مدد چاہتا ہے سوائے اللہ کیا امیرالمومنین کے لئے نہ کوئی قوۃ ہے نہ پناہ، والسلام

بقلم ابوقاسم عبیداللہ بن سلیمان ۲۸۴ھ۔

سازش سے معتضد کا رجوع

کہا جاتا ہے کہ عبیداللہ بن سلیمان نے قاضی یوسف بن یعقوب کو بلا کے حکم دیا کہ معتضد نے جو کچھ ارادہ کیا ہے وہ اس کو ختم کرنے کا کوئی راستہ نکالے یوسف بن یعقوب نے اس معاملے میں معتضد سے گفتگو کی اے امیرالمومنین مجھے یہ خوف ہے اس سے عوام میں اضطراب پھیل جائے گا اور اس کتاب کے سننے سے ان میں ایک ہرکت پیدا ہو جائے گی۔

خلیفہ نے جواب دیا کہ اگر عوام متحرک ہوئے یا احتجاج کیا تو میں شمشیرزنی کروں گا قاضی نے کہا کہ اے امیرالمومنین ان طالبین کے بارے میں کیا کیا جائے گا جو ہر علاقے میں بغاوت کرتے رہتے ہیں اور لوگ ان کی قرابت رسول ﷺ اور ان کے اعمال حسنہ کی وجہ سے ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اس کتاب میں انھیں پیش کیا گیا ہے ، جب لوگ یہ سنیں گے تو ان کی طرف اور زیادہ مائل ہو جائیں گے ان کی زبانیں بھی اور زیادہ کشادہ ہو جائیں گی اور آج سے زیادہ ان کا استحقاق مضبوط ہو جائے گا

معتضد رک گیا اور اس نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ اس کتاب کے متعلق کوئی حکم دیا۔

متفرقات

اسی سال ۱۶ رجب یوم جمعہ کو جعفر بن بغلا غز عمرو بن لیث کے پاس جو نیشاپور میں تھا معتضد کی جانب سے خلعت وتحائف اور ولایت رے کا جھنڈا لے کے روانہ ہوا۔

اسی سال بکر بن عبدالعزیز بن ابی دلف محمد بن زید علوی سے طبرستان میں جاملا بدر اور عبیداللہ بن سلیمان بکر کی

حالت میں انجام کے انتظار میں اور اصلاح وفلاح کے لئے ٹھہرے رہے۔

اسی سال بیان کیا جاتا ہے کہ موفق کے آزاد غلام راغب اور ابن قلوب کے ہاتھ پر رومیوں کے شہروں میں سے قرہ فتح ہوا یہ فتح رجب کے جمعے میں ہوئی۔

خلیفہ ماروائی اثر میں

شعبان کی ۱۲ تاریخ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے، بدھ یا جمعرات کی رات کو ایک شخص معتضد کے قصر الثریا میں اس طرح ظاہر ہوا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی، کوئی خادم گیا کہ دیکھے کون ہے، اسی شخص نے اسے ایک ایسی تلوار ماری کہ کمر کے پٹکے کو کاٹ کے اس کے بدن تک پہنچ گئی۔ خادم اس کے پاس سے پلٹ کے بھاگا وہ شخص باغ کے کسی چمن میں پوشیدہ ہو گیا بقیہ شب اسے تلاش کیا گیا اور صبح کو بھی مگر اس کے نشان قدم کی بھی اطلاع نہ مل سکی، معتضد کو تردد ہوا لوگ بھی اس کے متعلق طرح طرح کی خیال آفرینیاں کرنے لگے یہاں تک کہ کہا کہ وہ جن ہے اس کے بعد بھی یہ شخص بہت مرتبہ ظاہر ہوا معتضد نے دیوار پر پہرہ مقرر کر دیا دیوار اور اس کے بالائی حصے کو مضبوط کر دیا اس پر چھت کو بنا دیا تاکہ اگر کتا بھی چڑھے تو اس پر نہ ٹھہر سکے قید خانے سے چوروں کو لایا گیا اس بارے میں گفتگو کی گئی کیا نقب لگا کے چڑھ کر یہ ممکن ہے کہ اس میں داخل ہو۔

اسی سال ۲۲ شعبان یوم شنبہ کو کرامۃ بن مر نے کوفہ سے ایک جماعت کو قید کر کے روانہ کیا جن کے متعلق بیان کیا گیا کہ وہ قرامطہ ہیں انھوں نے ابو ہاشم بن صدقہ کاتب کے بارے میں اقرار کیا کہ وہ ان سے خط و کتابت کرتا تھا اور وہ ان کے سرداروں میں سے ہے، اسے گرفتار کر لیا گیا اور مقید کر کے مطامیر میں قید کر دیا گیا۔

اسی سال ہفتہ ۷ رمضان کو اس شخص کی وجہ سے جو اس کے لئے ظاہر ہوا کرتا تھا معتضد کے قصر الثریا میں مجنونوں اور جھاڑ پھونک کرنے والوں کو جمع کیا گیا۔

وہ لوگ داخل ہوئے معتضد ایک شہ نشین پر ان کے سامنے آیا پھر جب اس نے انھیں دیکھا تو ایک عورت جو مجنونوں میں سے ان کے ہمراہ تھی گر پڑی، گھبرا گئی اور اس کی چادر کھل گئی معتضد ڈر کر وہاں سے چلا گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے اس نے پانچ پانچ درہم کا حکم دیا اور وہ لوگ واپس کر دیئے گئے۔ اس سے پہلے اس نے کسی کو جھاڑ پھونک کرنے والوں کے پاس روانہ کیا تھا اس شخص کا حال دریافت کرے کہ آیا یہ ممکن ہے کہ اپنے علم سے اس کی خبر دیں کچھ عاملوں نے بیان کیا کہ وہ کسی مجنون پر کوئی عمل (تعویز) کریں گے وہ گر پڑا تو اس جنی سے اس شخص کی خبر دریافت کی جائے گی کہ وہ کون ہے مگر جب معتضد نے اس عورت کو دیکھا جو گر پڑی تھی تو ان لوگوں کے واپس کرنے کا حکم دے دیا۔

شفیع خادم کا قتل

اسی سال ذی القعدہ میں اصفہان سے حارث بن عبدالعزیز بن ابی دلف عرف ابو لیلیٰ کے خادم پر حملہ کرنے کی خبر آئی جو وہاں مقرر کیا گیا تھا اس نے اسے قتل کر دیا اس کے بھائی عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف نے گرفتار کر کے زر میں آل ابی دلف کے قلعے میں اسے قید کر دیا تمام اشیاء جو آل ابن دلف کی تھیں مال و جواہر و اسباب وہ سب قلعے میں تھیں ان کا مولیٰ شفیع ان اشیاء اور قلعے کی حفاظت پر مامور تھا اس کے ساتھ عمر کے غلاموں اور خاص آدمیوں کی بھی ایک

جماعت تھی جب عمر نے خلافت سے امان لے لیا اور بکر نافرمانی کر کے بھاگ گیا تو قلعہ اپنی تمام اشیاء سمیت شفیع کے قبضے میں رہ گیا، ابو لیلیٰ نے اپنی رہائی کے بارے میں اس سے گفتگو کی اس نے انکار کیا کہ میں تیرے بارے میں اور جو کچھ میرے قبضے میں ہے اس کے بارے میں سوائے اس کے کچھ نہ کروں گا جو مجھے عمر حکم دے۔

ابو لیلیٰ کی ایک جاریہ سے روایت ہے کہ ابو لیلیٰ کے ساتھ قید میں ایک چھوٹا سا غلام بھی تھا جو اس کی خدمت کرتا تھا اور ایک دوسرا غلام تھا جو اپنی ضرورت کے لئے نکل جاتا تھا اس کے پاس نہیں سوتا تھا اس کے پاس ایک چھوٹا غلام سوتا تھا ابو لیلی نے اس غلام سے کہا جو اپنی ضرورت کے لئے نکل جاتا تھا میرے پاس کسی بہانے سے سوہن پہنچا دے اس نے کھانے میں چھپا کے پہنچا دیا اور شفیع خادم ہر رات کو سونے کا ارادہ کرتا تھا تو اس کی کوٹھڑی میں آتا تھا جس میں ابو لیلیٰ تھا اسے دیکھ لیتا تھا خود اپنے ہاتھ سے کوٹھڑی میں تالا لگا دیتا تھا اور پھر جا کے سو رہتا تھا اس کے بستر کے نیچے ایک ننگی تلوار رہتی تھی ابو لیلیٰ کی درخواست پر اس کے پاس ایک کمسن لونڈی پہنچائی گئی۔

ابو لیلیٰ کی لونڈی دلفا نے اس لونڈی سے نقل کیا کہ ابو لیلی نے بیڑی کو اس سوہان سے رگڑ رگڑ کر ایسا کر لیا تھا کہ جب چاہتا اپنے پاؤں سے نکال لیتا تھا شفیع خادم کسی شب کو ابو لیلیٰ کے پاس آیا ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگا ابو لیلیٰ کے کہنے پر اس نے بھی چند پیالے شراب کے پئے۔ پھر اٹھا تو میں نے حسب حکم بچھونا بچھا دیا اس نے بچھونے پر آدمی کی جگہ پر کپڑے کھڑے کر دئے اور ان کپڑوں پر لحاف ڈھانپ دیا مجھے یہ حکم دیا کہ بچھونے کی پائینتی کی طرف بیٹھ جاؤں جب شفیع مجھے دیکھنے اور دروازے پر قفل لگانے آئے اور تجھ سے میرے بارے میں دریافت کرے تو کہنا وہ سو گیا۔

ابو لیلیٰ کوٹھڑی سے نکل کے فرش اور سامان کے بیچ میں چھپ گیا سامان اس سائبان میں تھا جس میں اس کوٹھڑی کا دروازہ تھا شفیع آیا تو اس نے بچھونا دیکھا لونڈی سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ سو گیا ہے، اس نے دروازے میں تالا ڈال دیا۔ سب لوگ سو گئے تو ابو لیلیٰ نے نکل کے شفیع کے بچھونے سے تلوار لی اور اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا غلام جو اس کے گرد سو رہے تھے گھبرا کر اٹھ بیٹھے ابو لیلیٰ ان سے ایک کنارے ہو کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ میں ابو لیلیٰ ہوں میں نے شفیع کو قتل کر دیا ہے تم میں سے کوئی میری طرف بڑھے گا تو اسے بھی قتل کر دوں گا تم لوگ امن میں ہو لہٰذا اس گھر سے نکل جاؤ تا کہ جو میں چاہتا ہوں وہ کروں انھوں نے قلعے کا دروازہ کھولا اور باہر چلے گئے وہ آ کے قلعے کے دروازے پر بیٹھ گیا وہ لوگ جو قلعے میں تھے جمع ہو گئے اس نے ان سے گفتگو کی احسان کا وعدہ کیا اور ان سے قسمیں لیں۔

صبح ہوئی تو ابو لیلیٰ قلعے سے اترا کردوں کو بلا بھیجا انھیں جمع کیا کچھ دیا اور حکومت کا مخالف ہو کر باہر نکل آیا۔

کہا گیا کہ خادم کو قتل کرنے کا واقعہ اسی ہفتے کی شب ۱۸ ذی القعدہ کو پیش آیا۔ اس نے خادم کو اس چھری سے ذبح کیا جسے اس کے پاس اس کے غلام نے پہنچایا تھا پھر خادم کے بستر کے نیچے سے تلوار لے لی اور اسے لے کے غلاموں کی طرف کھڑا ہو گیا۔

متفرقات

اس سال نجومیوں نے لوگوں کو اکثر براعظم کے غرق ہو جانے کا خوف دلایا کہ اقلیم بابل میں سے سوائے قلیل حصے کے کچھ نہ بچے گا، اور یہ سب بارش کے کثرت اور نہروں اور چشموں، اور کنوؤں میں پانی کے بڑھ جانے کی وجہ سے

ہوگا۔

مگر اس سال قحط پڑ گیا بہت تھوڑی بارش ہوئی چشموں، نہروں، اور کنوؤں کا پانی خشک ہو گیا یہاں تک کہ لوگوں کو نماز استسقاء کی ضرورت پڑھ گئی بغداد میں کئی مرتبہ نماز استسقاء پڑھی گئی

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۲۹ ذی الحجہ کو عیسیٰ نوشری اور ابولیلیٰ بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے درمیان جنگ ہوئی یہ جنگ اصفہان سے دو فرسخ اس طرف ہوئی، ابولیلیٰ کے حلق میں ایک تیر لگا جس نے اس کا حلق چھید دیا وہ اپنے گھوڑے سے گرا ساتھی بھاگ گئے اس کا سر لے لیا گیا اور اسے اصفہان روانہ کر دیا۔

اسی سال محمد بن عبداللہ بن داؤد الہاشمی عرف اترجہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۸۵ھ

متفرقات

صالح بن مدرک طائی نے طائیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ ۱۸ محرم بدھ کو حضر میں حجاج پر ڈاکہ ڈالا قافلہ سالار نے مقابلہ کیا اور بدوؤں کو قافلے پر فتح ہوئی جس قدر مال و اسباب تجارت تھا سب لوٹ لیا آزاد اور باندی عورتوں کی ایک بڑی تعداد کو بھی گرفتار کر لیا کہا گیا ہے کہ جو کچھ لوگوں سے لوٹا وہ بیس لاکھ دینار کا تھا۔

اسی سال ۲۳ محرم کو معتضد کے مکان میں خراسان کے حجاج کو ماوراء النہر پر کمینہ عمرو بن لیث کی اور اسماعیل بن احمد کی معزولی کے متعلق فرمان پڑھ کر سنایا گیا۔

اسی سال ۵ صفر کو جبل سے معتضد کے آزاد غلام بدر اور عبیداللہ بن سلیمان کی جانب سے وصیف کا سرداران لشکر کے ساتھ بغداد آیا اور حارث بن عبدالعزیز بن ابی دلف عرف ابولیلیٰ کا سر پیش کیا جسے معتضد کے محل میں اٹھا یا لے جایا گیا، اس کے بھائی نے اسر کو مانگا تو دے دیا گیا دفن کی اجازت چاہی تو اجازت بھی مل گئی اسی روز عمر بن عبدالعزیز اور آنے والے سرداروں کو خلعت پہنائی گئی۔

کوفہ و بصرہ میں آفتاب سماوی کا نزول

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال کوفے سے ڈاک کے افسر نے لکھا کہ ۲ ربیع الاول اتوار کی شب کو کوفے کے نواح میں ایک روز آندھی آئی جو مغرب تک رہی پھر سیاہی چھا گئی لوگ اللہ تعالیٰ سے گریہ زاری کرتے رہے اس کے بعد موسلہ دھار بارش ہوئی جس میں ہولناک گرج اور پے در پے بجلی کی چمک تھی۔

ایک گھنٹے کے بعد قصبہ احمد آباد اور اس کے نواح میں سیاہ سفید پتھر گرے جن کے رنگ مختلف تھے بیچ میں ایک تنگ نشان تھا جو عطر فروشوں کے پتھر کے مشابہ معلوم ہوتا تھا اس نے اس میں سے ایک پتھر روانہ بھی کیا تھا جو دفاتر میں اور لوگوں کے سامنے گشت کرایا گیا۔

اسی ماہ کی ۲۱ تاریخ کو ابن خشاد بغداد ان لوگوں کے ہمراہ طرسوس پر امیر بن کے روانہ ہوا جو وہاں سے یہ درخواست کرنے آئے تھے کہ ان پر کوئی گورنر مقرر کیا جائے، اسی روز بغداد سے معتضد کا آزاد غلام فاتک موصل اور دیار ربیعہ اور دیار مضر اور شامی سرحدوں اور جزیرے کے معاملات کی نگرانی اور ان مقامات میں ڈاک کے معاملات کی اصلاح پر غور کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال بصرے پہ خبر آئی کی وہاں بعد نماز جمعہ ۲۵ ربیع الاول کو ایک زرد آندھی اٹھی پھر سیاہ پھر لگاتار اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی اس کے بعد اتنے بڑے بڑے اولے پڑے کہ ایک اولے کا وزن ڈیڑھ سو درہم تھا اس آندھی نے نہر حسین کے پانچ سو کھجور کے درخت اکھاڑ دئیے اور نہر معقل کے سو درخت اکھڑ گئے۔

وفیات

اسی سال حلوان بن خلیل بن ریمال کی وفات ہوئی۔

۵ جمادی آخر کو خبر آئی کہ بکر بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی طبرستان میں کسی بیماری سے وفات ہو گئی اور وہیں دفن کر دیا گیا، جو شخص یہ خبر لایا تھا کہا جاتا ہے کہ اسے ایک ہزار دینار انعام دئے گئے۔

اسی سال معتضد نے محمد بن ابی ساج کو آذربائیجان اور آرمینیہ کا گورنر بنایا جس نے اس پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا اور مخالفت کی تھی اسے سواریاں اور خلعت بھیجی گئیں۔

جہاد روم

اسی سال ۲ شعبان کو موفق کے آزاد غلام راغب نے بحری جنگ کی اللہ نے اسے بہت سی کشتیوں پر اور جو رومی ان میں تھے ان پر فتح عطا فرمائی تین ہزار رومی جوان کشتیوں میں تھے سب کی گردن ماردی کشتیاں جلادیں رومیوں کے بہت سے قلعے فتح کر لئے اور مسلمان صحیح و سالم واپس آ گئے۔

آمد میں گڑبڑ

اسی سال ذی الحجہ میں احمد بن عیسیٰ بن شیخ کی وفات ہوئی اور اس کے بیٹے محمد بن احمد بن عیسیٰ کے آمد اس کی نواحی علاقوں پر جو اس کے باپ کے قبضے میں تھے غالب آ جانے کی خبر آئی۔

اسی سال ۱۹ ذی الحجہ کو معتضد بغداد سے نکلا اس کے ہمراہ اس کا بیٹا ابو محمد، سرار اور غلام بھی نکلے بغداد میں صالح امین دربان کو اپنے نائب بنایا مقدمات فوج داری اور دونوں ہلوں کے معاملات وغیرہ اس کے سپرد کئے۔

سفارت مصر و شام

اسی سال ہارون بن خمارویہ بن طولون اور اس کے ساتھ کے مصری سرداروں نے وصیف قاطرمیز کو معتضد کے پاس روانہ کر کے مصر و شام کا جو علاقہ ان کے قبضے میں تھا اس کو ٹھیکے کے طور پر دینے کی درخواست کی تھی اور ہارون اسی طور پر رکھا گیا تھا جس طور پر اس کا باپ تھا۔

وصیف بغداد آیا تو معتضد نے اسے واپس کیا اس کے ہمراہ عبداللہ بن الفتح کو بھی روانہ کیا کہ ان سے بالمشافہ گفتگو کرے اور ان سے شرائط طے کر لیں، وہ دونوں اس کام کے لئے اسی سال کیا آخر میں روانہ ہوئے۔

اسی سال ذی الحجہ میں ابن خشاد نے اہل طرسوس سے جنگ کی، سلندرتک پہنچ گیا جو فتح ہو گیا طرسوس میں اس کی واپسی ۲۸۶ھ میں ہوئی تھی۔

اسی سال محمد بن داؤد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۸۶ھ کے اہم واقعات

محمد بن ابی ساج نے اپنے بیٹے ابومسافر کواس اطاعت ووفاداری کا ضامن بنا کر بغداد روانہ کیا جس کا اس نے حکومت سے زمہ لیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ وہ اسی سال ۷ محرم بروز منگل کواس طرح بغداد آیا کہ اس کے ہمراہ گھوڑوں اور ساز وسامان وغیرہ کے تحفے بھی تھے المعتضد اس زمانے میں بغداد سے غائب تھا۔

معتضد کی مہم آمد

اسی سال ماہ ربیع الآخر میں یہ خبر آئی کہ معتضد باللہ آمد تک پہنچ گیا لشکر کو وہیں ٹھہرایا، محمد بن احمد بن عیسیٰ بن شیخ نے معتضد اوراس کے ساتھ کے سپاہیوں پر شہر کے دروازے بند کردئے معتضد نے لشکر کواس کے ارد گرد پھیلا کران کا محاصرہ کرلیا یہ واقعہ جب ہوا ربیع الاول کے چند دن باقی تھے اس کے بعد لڑائیاں ہونے لگیں، منجنیق نصب ہونے لگیں اہل آمد نے بھی اپنی فصیل پر منجنیق نصب کردیں اوران سے سنگ باری کی۔

۱۹ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ کو محمد بن احمد بن عیسیٰ نے معتضد کے پاس کسی کو بھیج کر اپنے اوراپنے گھر والوں اور اہل آمد کے لئے امان طلب کی۔ اسے قبول کرلیا، اسی روز محمد بن احمد بن عیسیٰ اوراس کے ہمراہی اور ساتھی نکل کر معتضد کے پاس پہنچ گئے اس نے اسے اوراس کے ساتھ آنے والے سرداروں کو خلعت سے نوازا وہ ان کے خیموں میں ٹھہرے جوان کے لئے لگائے گئے تھے جبکہ معتضد اپنے لشکر سے ابن عیسیٰ بن شیخ کے مکانات کی طرف منتقل ہوگیا اس نے اس واقع کے متعلق ۲۰ جمادی الاولیٰ اتوار کو بغداد خط لکھا۔

اسی سال ۲۵ جمادی الاولیٰ کو آمد کی فتح سے متعلق معتضد کا فرمان بغداد آیا جسے جامع مسجد کے منبر پر پڑھ کر سنایا گیا۔

مذاکرات مصروشام

اسی سال معتضد کے پاس جبکہ وہ آمد میں مقیم تھا ہارون بن خمارویہ کے نام کے خطوط کے جوابات لے کر عبدا للہ بن فتح واپس آیا معتضد کو بتایا کہ ہارون نے وعدہ کیا ہے کہ وہ قنسرین اور عواصم کے گورنروں کے سپرد کردے گا، وہ درخواست کرتا ہے کہ بیت المال میں ساڑھے چار لاکھ دینار سالانہ روانہ کرے گا وہ درخواست کرتا ہے کہ مصروشام پر اس کی حکومت کی تجدید کردی جائے اور معتضد اپنے خدام میں سے کسی کواس کے پاس روانہ کردے معتضد نے اس درخواست کو قبول کرلیا اوراس کے پاس بدر قدامی اور عبداللہ بن فتح کو پراونہ حکومت اور خلعت کے ساتھ روانہ کردیا وہ دونوں اسے لے کر آمد سے مصر کی طرف روانہ ہوئے معتضد کے حکام نے جمادی الاولیٰ میں ہارون کے ساتھیوں اسے قنسرین اورالعواصم کے معاملات کا جائزہ لے لیا۔

معتضد نے جمادی الاولیٰ کے بقیہ ایام جمادی الآخرہ کے ۲۳ دن تک آمد میں قیام کیا ۲۳ تاریخ ہفتہ کو رقہ کی جانب کوچ کیا اوراپنے فرزند علی کو ماتحت لشکر کے ساتھ وہاں کیا اور قنسرین، عواصم، دیار ربیعہ اور دیار مضر کے انتظام کے لئے چھوڑ دیا۔ اس زمانے میں علی بن معتضد کا کاتب حسین بن عمرو نصرانی تھا، ان علاقوں کے معاملات میں

غور اور اس کے حکام سے خط و خطابت حسین بن عمرو کے سپرد کی گئی، معتضد کے حکم سے آمد کی شہر پناہ منہدم کر دی گئی۔

اسی سال کمینہ عمرو بن لیث کا ہدیہ نیشا پور سے بغداد پہنچا چالیس لاکھ درہم، بیس گھوڑے، زین و جڑاؤ لگام اور ڈیڑھ سو گھوڑے مع کامدار جھولوں کے، کپڑے، خوشبو، باز اور شکرے بھیجے تھے۔ یہ واقعہ ۲۲ جمادی الآخرہ جمعرات کو ہوا۔

جنابی قرمطی کا ظہور

اسی سال بحرین میں قرامطہ میں ایک شخص ظاہر ہوا جس کا عرف ابو سعید جنابی تھا، اعراب اور قرامطہ کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی، بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کے شروع میں اس نے خروج کیا تھا، جمادی الآخرہ میں اس کے ساتھیوں کی کثرت ہو گئی اس کی حالت مضبوط ہو گئی اور اس نے اپنے گرد کے دیہات والوں کو قتل کر دیا اس کے بعد موضع قطیف گیا جس کے اور بصرہ کے درمیان چند منزلیں تھیں وہاں جو لوگ تھے انھیں بھی قتل کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ اس کا ارادہ بصرہ پر ارادے کا تھا احمد بن محمد بن یحییٰ واثقی نے جو اس وقت کا معاون بصرہ اور کور دجلہ کا حاکم تھا حکومت کو ان قرامطہ کا جو ارادہ اسے معلوم ہوا تھا لکھ دیا حکام نے اسے اور محمد بن ہشام کو جو وہاں کے صدقات اور خراج و جاگیر کے معاملات پر مامور تھا بصرے پر شہر پناہ بنانے کو لکھا اس کے خرچ کا اندازہ چودہ ہزار دینار کیا گیا چنانچہ اسی قدر خرچ سے شہر پناہ بنائی گئی۔

اعراب بنی شیبان کا خطرہ

اسی سال رجب میں بنی شیبان کے بدویوں کی ایک جماعت انبار گئی دیہات کو لوٹا جو لوگ مل گئے انھیں قتل کیا اور مویشی کو ہنکا کے لے گئے۔

احمد بن محمد ابن کشمرد جو وہاں کا معاون مامور تھا نکا مگران کے مقابلے کی طاقت نہ تھی عرضداشت بھیجی جس میں ان کے معاملات کی اطلاع دی تھی۔

مدینۃ الاسلام سے نفیس، مولدی، اور احمد بن محمد زنجی اور مظفر بن حاج کو اس کی مدد کے لئے تقریباً ایک ہزار آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا گیا۔

وہ بدویوں کے ٹھکانے تک پہنچ گئے انبار کے ایک گاؤں میں جو منقبہ کہلاتا تھا جنگ کی مگر اعراب نے انھیں شکست دے دی اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا ان میں سے اکثر فرات میں غرق ہو گئے یا منتشر ہو گئے۔

اس واقعے کی اور اعراب کے ان کو بھگا دینے کی خبر کے متعلق ابن حاج کا عریضہ ۲۴ رجب پیر کو آیا، اعراب ٹھہر کر اس علاقے میں فساد کرتے اور دیہات میں بغاوت کرتے رہے معتضد نے رقہ سے عباس بن عمرو غنوی، اور خفیف ذوتکینی اور سرداروں کی ایک جماعت کو ان سے جنگ کے لئے ان کی جانب روانہ کیا۔

یہ سردار اسی سال کے آخر شعبان میں پہنچے بدویوں کو ان کی خبر پہنچ گئی تو وہ اس مقام سے جو انبار کے دیہات میں تھا کوچ کر کے عین التمر کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں مقیم ہو گئے سردار انبار میں داخل ہو کر وہاں مقیم ہو گئے۔

اعراب نے عین التمر اور کوفے کے نواح میں ویسا ہی فساد کیا جیسا کہ انھوں نے انبار کے علاقے میں کیا تھا یہ واقعہ شعبان کے بقیہ ایام اور رمضان میں ہوا۔

راغب مولیٰ ابواحمد کی گرفتاری اور وفات

اسی سال معتضد نے ابواحمد کے آزاد غلام راغب کو جو طرسوس میں تھا کسی کو بھیج کر اپنے پاس رقہ میں آنے کا حکم دیا۔ وہ پہنچا تو اسے ایک روز تک اپنے لشکر میں رہنے دیا دوسرے روز اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور وہ سب چھین لیا جو اس کے ہمراہ تھا بغداد میں ۹ شعبان پیر کو اس کی خبر پہنچی چند روز کے بعد راغب مر گیا ۲۴ رجب یوم منگل کو طرسوس میں راغب کے غلام مکنون اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کا مال چھین لیا گیا ان کی گرفتاری پر ابن اخشاد کو مقرر کیا گیا تھا۔

اسی سال ۲۰ رمضان کو معتضد کوفے کے نواح اور عین التمر میں مونس خازن کو بدویوں کی جانب روانہ کیا سرداروں میں سے عباس بن عمرو اور خفیف ذکو تکینی وغیرہ کو اس کے ساتھ کر دیا مونس اور اس کے ساتھی روانہ ہو کے موضع نینویٰ پہنچے تو معلوم ہوا کہ اعراب اپنے مقام سے کوچ کر گئے ہیں بعض طریق مکہ (شاہراہ) کے بیابانوں میں اور بعض شام کے بیابانوں میں داخل ہو گئے پھر وہ چند روز تک ٹھہر کے مدینۃ الاسلام روانہ ہو گئے۔

دفتری اصلاحات

اسی سال شوال میں معتضد اور عبیداللہ بن سلیمان مشرقی دفتر محمد بن داؤد بن جراح کے سپرد کیا، احمد بن محمد بن فرات کو اس سے معزول کر دیا گیا دفتر مغرب علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح کے سپرد کیا اس سے ابن فرات کو معزول کر دیا گیا۔

واقعات ۲۸۷ھ

آل شیخ کی گرفتاری

معتضد نے محمد بن احمد بن عیسیٰ بن شیخ اور اس کے رشتہ داروں کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے انھیں بیڑیاں پہنا دیں اور ابن طاہر کے مکان میں قید کر دیا بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی قرابت دار عبیداللہ بن سلیمان کے پاس گیا اور اسے یہ اطلاع دی کہ محمد اپنے ساتھیوں اور عزیزوں کی ایک جماعت کے ہمراہ بھاگنے کی تیاریاں کر رہا ہے، عبیداللہ نے معتضد کو لکھا معتضد نے اسے ایک فرمان لکھا جس میں اس کو گرفتار کر لینے کا حکم تھا۔ اس نے اسی سال ۴ محرم بدھ کو ایسا کیا۔

بدویوں کی سرکوبی

اسی سال کے اسی مہینے میں بواغر کا ایک معروضہ آیا کہ قبیلہ طے والے جمع ہو کے آپس میں متفق ہو گئے ہیں ،جن بدویوں پر بس چلا ہے ان سے مدد مانگی، حاجیوں کے قافلے کو روکا حاجی مکے سے واپس ہوتے ہوئے معدن سے دس میل سے زیادہ آگے بڑھ گئے تو انھوں نے ان پر حملہ کر دیا اعراب کے پیادے و سوار نے اس طرح مقابلہ کیا کہ ہمراہ خیمہ اور عورتیں اور اونٹ بھی تھے پیادے تین ہزار سے زائد تھے جمعرات ۲۷ ذی الحجہ کو دن بھر جنگ ہوتی رہی، رات کو علیحدہ ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو جمعے کی صبح سے نصف النہار تک جنگ کی اللہ نے اپنے دوستوں پر مدد نازل کی ۔اعراب پشت پھیر کر بھاگ گیا اور پھر جمع نہیں ہوئے حاجی صحیح و سالم روانہ ہو گئے۔

اس نے اپنا معروضہ سعید منصر بن عبدالاعلیٰ کے ہمراہ روانہ کیا جو اس کے چچا کی اولاد اور معززین میں سے تھا، اور صالح بن مدرک کے گرفتار کرنیکے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

۲۷ محرم ہفتہ کو ابواغرا اس طرح مدینۃ الاسلام پہنچا کہ اس کے آگے صالح بن مدرک کا سر، جحش کا سر، صالح کے ایک حبشی غلام کا سر اور چچازاد بھائیوں میں سے چار قیدی تھے، وہ معتضد کے محل گیا تو اس نے خلعت بخشی اسے سونے کا طوق پہنایا گیا، سر جسر اعلیٰ کے سرے پر لٹکا دئے گئے اور قیدی قید خانے میں داخل کر دئے گئے۔

اسی سال ۲۶ صفر کو براز روز کے ایک دور دراز مقام سے معتضد بغداد میں داخل ہوا براز روز کے اس مقام پر جسے اس نے پسند کیا تھا ایک محل تعمیر کرنے کا حکم دیا وہاں وکلات روانہ کر دئے گئے اور اس کی تعمیر کی ابتدا کر دی گئی۔

قرامطہ کا زور

اسی ال کے ربیع الاول میں بحرین میں قرامطہ کا زور ہو گیا اور انھوں نے ہجر کے گرد نواح کو لوٹا بعض لوگ بصرہ کے قریب ہو گئے، احمد بن محمد بن یحییٰ واثقی نے مدد کی درخواست کی، اسی ماہ کے آخر میں اس کے پاس آٹھ کشتیاں روانہ کی گئیں جن میں تین سو آدمی تھے، معتضد نے ایک لشکر کے انتخاب کا حکم دیا تا کہ اسے بصرہ روانہ کیا جائے۔

دفتری اصلاحات

۱۰ ماہ ربیع الآخر اتوار کو معتضد کے آزاد غلام بدر نے محل میں اجلاس کیا امور خاصہ اور عامہ خراج وجاگیر ومعادن کے امور میں غور کیا گیا۔

۱۱ ماہ ربیع الآخر پیر کو محمد بن عبدالحمید وفات پا گیا جو زمام مشرق ومغرب کا والی تھا۔

اسی ماہ کی ۱۳ تاریخ یوم چارشنبہ کو جعفر بن محمد بن حفص اس دفتر پر والی بنایا گیا وہ اسی روز دفتر گیا اور اس میں اجلاس کیا۔

اسی سال ربیع الآخر میں معتضد نے عباس بن عمرو غنوی کو یمامہ بحرین پر اور ابوسعید الجنابی اور اس کے ہمراہ قرامطہ کی جنگ پر عہدہ دار بنایا تقریباً دو ہزار آدمی اس کے ساتھ روانہ کئے، عباس نے چند روز تک فرک میں پڑاؤ کیا ساتھی جمع ہو گئے تو بصرہ چلا گیا وہاں سے بحرین اور یمامہ روانہ ہوا۔

جہاد روم میں ابو ثابت کی گرفتاری

اسی سال دشمن (قیصر کا لشکر) طرسوس کے باب قلمیہ تک پہنچ گیا ابو ثابت جو ابن اخشاد کی موت کے بعد امیر طرسوس تھا روانہ ہو کے دشمن کی تلاش میں نہر ریحان تک پہنچ گیا مگر پھر ابو ثابت گرفتار ہو گیا اور اس کے ساتھ لوگوں پر مصیبت آ گئی۔

ابن قلوب درب السلامہ میں جنگ کر رہا تھا پھر جب وہ اپنی جنگ سے لوٹا تو باشندگان سرحد کے مشائخ کو جمع کیا کہ وہ کسی حاکم کا انتخاب کریں جو ان کے معاملات کا انتظام کرے، ان کی رائے علی بن الاعرابی پر متفق ہو گئی، انھوں نے ابو ثابت کے بیٹے کے اختلاف کے بعد اس کو اپنا والی بنا لیا۔

کہا جاتا ہے کہ اس کے باپ نے اسے نائب بنا دیا تھا، اس نے شہر والوں سے لڑنے کے لئے ایک جماعت جمع کر لی ابن قلوب کے بیچ بچاؤ سے ابو ثابت کا بیٹا راضی ہو گیا، یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر کو ہوا۔

نفیل اسی زمانے میں بلاد روم میں جنگ کر رہا تھا، وہ طرسوس واپس آیا۔ خبر آئی کہ ابن ثابت کو اور اس کے ہمراہ مسلمانوں کی ایک جماعت کو قونیہ کے قلعے سے قسطنطنیہ روانہ کر دیا گیا۔

ماہ ربیع الآخر میں اسحاق بن ایوب مر گیا جس کے سپرد دیار ربیعہ کے معاون تھے، جو کچھ اس کے سپرد تھا وہ عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن القمر کے سپرد کر دیا گیا۔

صفار کی گرفتاری

۲۵ جمادی الاولیٰ کو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ بارگاہ خلافت میں خط آیا کہ اسماعیل بن احمد نے کمینہ عمرو کو گرفتار کر کے اس کے لشکر کو تباہ کر دیا۔

اسماعیل وعمرو کا واقعہ ہے کہ عمرو نے خلافت سے درخوست کی تھی جس کی بنا پر اس کو ماروالنہر کا والی بنا دیا گیا، وہ نیشا پور میں ہی تھا کہ خلعت حکومت اور ماروالنہر کا پرچم حکمرانی پہنچا، عمرو وہاں سے اسماعیل بن احمد کی جنگ کے لئے نکلا اسماعیل بن احمد نے اسے لکھا کہ تو ایک کشادہ دنیا کا حکمران بنایا گیا ہے میرے قبضے میں صرف ماروالنہر ہے میں ایک سرحد میں ہوں لہٰذا جو کچھ تیرے قبضے میں ہے اس پر قناعت کر اور مجھے اس سرحد پر رہنے دے عمرو نے انکار کر دیا دریائے بلخ اور اس کے عبور کی دشواریوں کا حال بیان کیا گیا تو اس نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو مال کے توڑوں سے اس کا بند باندھوں اور عبور کروں میں ضرور کروں گا۔

جب اسماعیل مایوس ہو گیا تو اپنے ہمراہیوں کو وہاں کے رہنے والوں کو اور دہقانوں کو جمع کیا دریا عبور کر کے غربی جانب چلا گیا عمرو آ کے بلخ میں اتر گیا اسماعیل نے تمام اطراف کو اس پر بند کر دیا محاصرے کی سی حالت ہو گئی ،عمرو اپنے کردار پر شرمندہ ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اب اس نے اسماعیل سے جنگ سے باز رہنے کی خواہش کی مگر اسماعیل نے انکار کر دیا ان دونوں کے درمیان قتل عام ہوا عمرو کو شکست ہو گئی وہ پشت پھیر کر بھاگا۔ راستے میں ایسی جھاڑی میں گزرا جس کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ قریب تر ہے۔ اس نے اپنے عام ہمراہیوں سے کہا کہ تم لوگ کھلے راستے سے چلو خود ایک قلیل جماعت کے ہمراہ جھاڑی میں داخل ہوا تھا کہ اس کا گھوڑا دلدل میں پھنس کر گر پڑا اور عمرو کی جان بچنے کی کوئی تدبیر نہ رہی ساتھی اس طرح چلے گئے کہ اس کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ اسماعیل کے ساتھی آ گئے انھوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر لیا۔

جب اس کی خبر معتضد کو پہنچی تو بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اسماعیل کی تعریف اور عمرو کی مزمت کی۔

اسی سال ۲۹ جمادی الاولیٰ کو سلطان کے پاس یہ خبر آئی کہ ابن ابی ساج کا خادم وصیف برزعہ سے بھاگ کر اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر لمطیہ چلا گیا اور معتضد کو لکھا کہ اسے سرحدوں کا حاکم بنا دے ان کا انتظام کرے معتضد نے اسے ایک فرمان لکھا جس میں اسے اپنے پاس آنے کا حکم تھا۔ اس کے پاس رشیق حرمی کو روانہ کیا گیا۔

اسی سال رجب کو خمارویہ بن طولون کی بیٹی جو معتضد کی زوجہ تھی وفات پا گئی۔ اسے قصر رصافہ کے اندر دفن کیا گیا۔

۱۰ رجب کو تین آدمیوں کا ایک وفد آیا جن کو ابن ابی ساج کے خادم وصیف نے معتضد کے پاس بھیج کر یہ درخواست کی تھی کہ اسے سرحدوں کا حاکم بنادے اور اس کے پاس خلعت روانہ کرے۔

کہا جاتا ہے کہ معتضد نے پیامبروں سے اس سبب کے اقرار کرانے کا حکم دیا جس کی وجہ سے وصیف نے اپنے ساتھی ابن ابی ساج سے جدائی اختیار کی اور سرحدوں کا قصد کیا تشدد کے ذریعے ان سے اقرار کرایا گیا تو انھوں نے بیان کیا کہ اس نے باہم اس امر پر اتفاق ہونے کی وجہ سے جدائی اختیار کی کہ جب اس مقام پر جائے جہاں اب ہے تو اس کا ساتھی مل جائے۔ دونوں دیار مضر گئے اور زبردستی اس پر قبضہ کرلیا، یہ واقعہ لوگوں میں مشہور ہو گیا اور لوگ اس کے متعلق آپس میں بات چیت کرنے لگے۔

اسی سال ۱۱ رجب کو حامد بن عباس کو فارس میں خراج و جاگیر پر والی بنایا گیا جو عمرو بن لیث کے قبضے میں تھا اس کی

حکومت کے فرمان اس کے بھائی احمد بن عباس کو دے دیئے گئے۔ واسط اور کور دجلہ کا گورنر ہونے کے باعث حامد اس وقت واسط میں مقیم تھا عیسیٰ نوشری کو جو اصفہان میں تھا فارس کی ریاست پر والی بن کر وہاں جانے کے لئے لکھا گیا۔

قرامطہ سے مقابلہ

اسی سال عباس بن عمرو غنوی اس لشکر کے ہمراہ جو اس کے ساتھ گیا تھا اور بصرے کے رضا کار مجاہدین سمیت جو عجلت کے ساتھ اس کے ہمراہ ہوئے تھے ابوسعید جنابی اور اس کے ساتھی قرامطہ سے مقابلہ کے لئے چلے۔ ابوسعید کے مخبر ملے عباس نے اپنی جماعت کو چھوڑ دیا اور ان کی طرف روانہ ہوا وہ ابوسعید اور اس کے لشکر سے شام کے وقت ٹکرایا آپس میں جنگ کی، رات نے دونوں کو روک دیا ہر فریق اپنے اپنے مقام پر واپس ہوا۔

جب رات ہوگئی تو بنی ضبہ کے وہ بدوی جو عباس کے ہمراہ تھے بصرہ واپس ہوگئے وہ تقریباً تین سو افراد تھے ،بصرے کے رضا کاروں نے ان کی پیروی کی ،صبح ہوئی تو عباس نے سویرے ہی قرامطہ سے جنگ شروع کر دی قرامطہ نے اس کا سختی سے مقابلہ کیا۔

فتح قرامطہ

عباس کے میرہ کے سردار نے جو احمد بن عیسیٰ بن شیخ کا غلام نجاح تھا اپنے ساتھیوں کی تقریباً سو آدمیوں کی جماعت کے ہمراہ ابوسعید کے میمنہ پر حملہ کردیا، وہ ان میں گھس گئے تو وہ اور اس کے تمام ساتھی قتل کردئے گئے۔

جنابی اور اس کے ساتھیوں نے عباس کے ساتھیوں پر حملہ کیا تو انھیں شکست ہوئی عباس گرفتار ہو گیا اور اس کے ساتھیوں میں سے بھی تقریباً سات سو آدمی گرفتار ہوگئے ،عباس کے لشکر میں جو کچھ تھا اس پر جنابی نے قبضہ کرلیا۔

مسلمانوں کو آگ میں جلایا گیا

جنگ کے دوسرے دن عباس کے جو ساتھی گرفتار ہوئے تھے وہ جنابی کے پاس حاضر کئے گئے اس نے سب کو قتل کردیا پھر ایندھن لانے کا حکم دیا جو ان پر ڈالا گیا اور انھیں جلا دیا گیا یہ واقعہ رجب کے آخر میں ہوا اور اس کی خبر بغداد میں ۴ شعبان کو آئی۔

اسی سال جنابی ہجر کی طرف گیا وہاں داخل ہوا باشندوں کو امن دیا اور یہ واقعہ اس کے عباس کی جنگ سے

پلٹنے کے بعد ہوا۔

باقیماندگان کا انجام

عباس بن عمرو کے شکست خوردہ ساتھی بصرہ واپسی کے ارادے سے واپس ہوئے ان میں سے سوائے چند کے کوئی نہ بچا تھا۔ یہ لوگ بغیر زادراہ و آداب لباس کے تھے، بصرہ سے ایک جماعت تقریباً چار سو کجاوے کے ہمراہ جن کے ہمراہ کھانا پینا اور کپڑا تھا ان کی جانب آنے کے لئے نکلی۔ ان پر بنو اسد نے حملہ کیا اور ان کے کجاوں کو ان اشیاء سمیت جو ان میں تھیں چھین لیا اور ان کجاوں کے ہمراہ جو لوگ تھے ان میں سے ایک جماعت کو اور ابو عباس کے بچے ہوئے ساتھیوں میں ایک بڑی تعداد کو قتل کر دیا یہ واقعہ ماہ رمضان میں ہوا۔

اضطراب عام

بصرے میں اس سانحے کی وجہ سے شدید اضطراب ہوا لوگوں نے وہاں سے منتقل ہو جانے کا قصد کیا احمد بن محمد واثقی نے جو بصرہ کے معاون کا نگران تھا انھیں اس سے روکا انھیں اپنے اوپر قرامطہ کے حملے کا اندیشہ تھا اسی سال ۸ رمضان کو بارگاہ خلافت میں ابلہ سے عباس بن عمرو کے بارے میں بحری سواریوں میں سے ایک سواری پہنچنے کے متعلق ایک عریضہ آیا جس سے ابو سعید جنابی نے اسے اور اس کے خادم کو رہا کر دیا ہے۔

۱۱ رمضان کو عباس بن عمرو مدینۃ الاسلام پہنچا اور ثریا میں معتضد کے پاس باریاب ہوا، اس نے بیان کیا کہ جنگ کے بعد چند روز تک جنابی کے پاس رہا اس نے بلا کے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے رہا کر دوں میں نے کہا کہ ہاں، اس نے کہا کہ جا اور جو کچھ تو نے دیکھا وہ اس سے بیان کر دے جس نے تجھے میرے پاس روانہ کیا، پھر اسے کجاوں پر سوار کر کے اپنے آدمی اس کے ہمراہ کر دئے جس قدر زادراہ اور پانی کی انھیں حاجت تھی وہ ان کے ساتھ کر دیا۔ ان آدمیوں کو جنھیں اس کے ہمراہ روانہ کیا یہ حکم دیا کہ وہ اسے اس کیا من کے مقام تک پہنچا دیں، وہ اسے لے کے چلے یہاں تک کہ وہ کسی ساحل تک پہنچا اور وہاں ایک کشتی مل گئی وہ اس میں سوار ہو کے ابلہ روانہ ہو گیا معتضد نے اسے خلعت دے کے واپس کر دیا۔

۱۱ شوال جمعرات کو معتضد نے اپنے باب شماسیہ کے خیمے سے ابن ابی ساج کے خادم وصیف کی تلاش میں کوچ کیا اس کو پوشیدہ رکھا یا ظاہر کیا

قرامطہ کے مزید مظالم

اسی ماہ کی ۱۴ تاریخ یوم جمعہ کو یہ خبر آئی کہ قرامطہ نے اہل جنبلہ کے دیہات پر اور ان کے حاکم بدر غلام طائی پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کو جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے قتل کر دیا اور مکانوں میں آگ لگا دی۔

معتضد کی وصیف کے خلاف مہم جوئی

۱۴ ذی القعدہ کو معتضد وصیف خادم کی تلاش میں کنیسۃ السودا میں مقیم ہوا پیر منگل کو قیام کیا یہاں تک کہ

لوگ ملے اوراس نے مصیصہ کے راستے میں کوچ کرنے کا ارادہ کیا، جاسوس آئے کہ خادم عین زربہ جانے کا ارادہ کرتا ہے، سرحد والے اور باخبر لوگ ۱۷ذی القعدہ جمعرات کوالرقاضہ میں حاضر کیے گئے۔ان سے عین ضربہ کا متوسط ترین راستہ دریافت کیا توان لوگوں نے اسے جیحان کے راستے سے منع کیا۔

اس نے اپنے بیٹے علی اوراس کے ہمراہ حسن بن علی کو پہلے جعفر کواس کے پیچھے محمد بن کمشجور کو جعفر کے پیچھے اس کے پیچھے خاقان، مفلحی کو، پھر مونس خادم کو پھر مونس خازن کوروانہ کیا پھر حجر کے غلاموں کے ہمراہ ان لوگوں کے نشان قدم پر خود روانہ ہوا وہ عین زربہ سے گزرا،وہاں اس کے لئے ایک خیمہ نصب کیا گیا اس میں خفیف سمرقندی کواس کے گروہ سمیت چھوڑ دیا۔خودسرداروں کے نشان قدم پر خادم کے قصد سے روانہ ہوا۔

جب نماز عصر ہوگئی تو اس کے پاس خادم کی گرفتاری کی خوشخبریاں آئیں۔اس کوانھوں نے معتضد کے پاس پہنچادیا اس نے اسے مونس خادم کے سپرد کردیا جواس زمانے میں لشکر کی پولیس کا حاکم تھا۔اس نے خادم کے ساتھیوں کے لئے وعدہ امان اور لشکر میں اس شخص سے بری الذمہ ہونے کا اعلان کیا جس کے کجاوے میں خادم کے لشکر سے لوٹی ہوئی کوئی چیز پائی جائے وہ اسے اس کے ساتھیوں کے پاس نہ پہنچادے۔بہت سے آدمیوں کولوگوں نے وہ مال لوٹا دیا جوان کے لشکر سے لوٹا تھا،بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جنگ اور وصیف خادم کی گرفتاری ۱۷ذی القعدہ جمعرات کوہوئی۔

اس دن سے کہ جس دن معتضد نے اپنے باب شماسیہ کے خیمے سے کوچ کیا تھا خادم کی گرفتاری تک چھتیس دن ہوئے

تھے،جب معتضد نے خادم کوگرفتار کرلیا تو وہ عین زربہ واپس ہوا،وہاں اس نے دوروز قیام کیا۔

تیسرے دن کی صبح ہوئی تو عین زربہ کے باشندے اس کے پاس جمع ہوئے انھوں نے اپنے شہر میں غلے کی تنگی کی وجہ سے اس سے درخواست کی کہ وہ کوچ کر جائے اس نے تیسرے دن وہاں سے کوچ کیا اور سوائے ابن مبارک کے نائب ابواغر کے اپنے تمام لشکر کے ہمراہ مصیصہ میں اترا کیونکہ ابواغر کوروانہ کردیا تھا تاکہ وہ خادم کے راستے کو بند کردے اور وہ مرعش اور ملطیہ کے علاقے میں نہ جاسکے۔خادم نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے عیال کو مرعش روانہ کردیا تھا۔

خادم کے ساتھیوں کو جو بھاگ گئے تھے جب اس امان کی جس کا معتضد نے ان کے لئے وعدہ کیا تھا اوران کا سامان ان کو واپس کرنے کا حکم دیا تھا اطلاع پہنچی تو وہ لوگ اس کی امان میں داخل ہوکر معتضد کے لشکر میں مل گئے۔

کہا گیا ہے کہ معتضد کا نزول المصیصہ میں ۲۰ ذی القعدہ اتوار کو ہوا تھا وہ دوسرے اتوار تک وہاں مقیم رہا۔

اس نے معززین طرسوس کواپنے پاس آنے کولکھا جولوگ پاس آئے ان میں نغیل بھی تھا جواس سرحد کے سپہ سالاروں میں سے تھا،اس کا ایک بیٹا اور ایک اور شخص جس کا نام ابن مہندس تھا اوران کے ہمراہ ایک جماعت بھی تھی یہ لوگ دوسرے کے ہمراہ قید کیے گئے تاہم ان میں سے اکثر رہا کردیے گئے جن کوقید کیا تھا اپنے ہمراہ بغداد لے گیا اس نے کچھ ان کے خلاف پایا کیونکہ ان لوگوں نے وصیف خادم سے خط وخطابت کی تھی۔

سادگی اپنوں کی

معتضد نے ان تمام بحری سواریوں اوران کے آلات جلانے کا حکم دیا جن میں مسلمان جنگ کرتے تھے کہا جاتا ہے کہ دمیانے کا غلام یازمان ہی تھا جس نے اسے اس چیز کا مشورہ دیا کیونکہ ایک عرصے سے اہل طرسوس کے

خلاف اس کے دل میں تھی وہ سب جلا دیا گیا۔

ان بحری سواریوں میں تقریباً پچاس وہ قدیم کشتیاں بھی تھیں جن پر رقم کثیر صرف کی گئی تھی کہ ایسا بیڑہ اس وقت میں نہیں بن سکتا، یہ سب جلا دیں گئیں اس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ان کے بازوں کو توڑ دیا اس سے رومی طاقتور ہو گئے اور وہ بحری جنگ سے مطمئین ہو گئے۔

معتضد نے شامی سرحدوں کو انھی سرحد والوں کی متفقہ درخواست پر حسن بن علی کے سپرد کیا، معتضد نے مصیصہ سے ۲ ذی الحجہ کو فندق حسین میں اترا پھر اسکندریہ میں، پھر بغراس میں، پھر انطاکیہ میں وہاں قربانی کے دن ۱۰ ذی الحجہ تک قیام کیا وہاں سے دوسرے دن ۱۱ ذی الحجہ کی صبح کو کوچ کیا ارتاح میں اترا پھر الاثارب میں، پھر حلب میں، وہاں دو روز مقیم رہا، پھر الناحورہ کی طرف کوچ کیا پھر خساف اور صفین کی طرف وہاں کے جزیرے والی سمت میں اور دوسری جانب امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ کے بیت المال میں پھر ابس کی طرف، پھر دوسر کی طرف، پھر بطن داماں کی طرف، پھر رقہ پہنچا جہاں ۲۲ ذی الحج تک مقیم رہا۔

محمد بن زید علوی کا قتل

۲۵ شوال کو خبر آئی کی زید علوی کو قتل کر دیا مؤرخین کے مطابق جب محمد بن زید کو اسماعیل بن احمد کے عمرو بن لیث کو گرفتار کرنے کی اطلاع پہنچی تو وہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ خراسان کی جانب یہ گمان کر کے نکلے کہ اسماعیل بن احمد اپنے اسی علاقے سے آگے نہ بڑھے گا۔ جس میں پر وہ کمینہ زمانہ ولایت خراسان میں والی تھا۔ ضراسان میں کوئی مزاحمت کرنے والا نہیں

ہے، کیونکہ عمرو گرفتار ہو گیا ہے وہ ہاں سلطنت کی جانب سے کوئی عامل نہیں ہے، جرجان تک پہنچ کر وہاں مقیم ہو گئے۔

اسماعیل نے ان کو لکھ کر طبرستان جانے اور جرجان کو اپنے لئے چھوڑ جانے کی درخواست کی ابن زید نے انکار کیا اسماعیل نے ایک شخص کو جو رافع کی حکومت خراسان کے زمانے میں رافع بن ہرثمہ کا نائب تھا جس کو محمد بن ہارون پکارا جاتا تھا محمد بن زید کے خلاف جنگ کے لئے مقرر کیا اس نے اس کے لئے منظور کیا اس نے اپنے آدمیوں اور لشکر میں سے بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ کر دی اور اسے ابن زید کی جنگ کے لئے روانہ کر دیا۔

محمد بن ہارون جب ابن زید کی طرف روانہ ہوا تو دونوں کا باب جرجان پر مقابلہ ہوا، انھوں نے نہایت شدید قتال کیا محمد بن ہارون کے لشکر کو شکست ہوئی، دوبارہ پلٹا تو علوی کی صفیں ٹوٹ چکی تھیں اب محمد بن زید کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ پشت پھیر کے بھاگے ان میں سے بہت سے آدمی قتل ہوئے ابن زید کو بھی تلوار کے چند زخم لگے اور ان کے بیٹے زید گرفتار ہو گئے محمد بن ہارون نے لشکر اور جو کچھ اس میں تھا گھیر لیا، اس جنگ کے چند روز بعد محمد بن زید انھی زخموں سے چل بسے چنانچہ وہ باب جرجان پر دفن کئے گئے ان کے بیٹے زید کو اسماعیل بن احمد کے پاس روانہ کر دیا گیا اور محمد بن ہارون طبرستان روانہ ہو گیا

قرامطہ پر حملہ

۱۲ ذی القعدہ یوم شنبہ کو طائی کے غلام بدر نے رودھیان وغیرہ کے نواح میں قرامطہ پر ان کی غفلت کی

حالت میں حملہ کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ان میں قتل عام برپا کیا پھر دیہات کے ویران ہو جانے کے اندیشے سے چھوڑ دیا کیونکہ وہ لوگ اس کے کاشت کار اور پیشہ ورلوگ تھے ان کے سرداروں کو ان کے ٹھکانوں میں تلاش کیا اس میں سے جس پر قابو پایا اسے قتل کر دیا۔

اس سال محمد بن عبداللہ بن داؤد نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۸۸ھ

متفرقات

بیان کیا جاتا ہے کہ آزر بائیجان میں وبا پھیلنے کی خبر پہنچی جس سے کثیر تعداد میں عوام ہلاک ہوگئی یہاں تک کہ لوگوں کو کفن کے لئے کپڑا تک نہ مل سکا اور پہننے کے کپڑوں اور کمبلوں میں کفن دیا گیا، اس نوبت تک پہنچے کہ انھیں کوئی مردوں کے دفن کرنے والا نہیں ملتا تھا راستوں میں پڑا ہوا چھوڑ دیتے تھے۔

اسی سال طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کے ساتھی فارس میں داخل ہو گئے اور وہاں سے انھوں نے خلافت کے حکام کو نکال دیا یہ واقعہ اسی سال ۱۸ صفر کو پیش آیا۔

اسی سال آزر بائیجان میں محمد بن ابی ساج کی جس کا لقب افشین تھا وفات ہوئی اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت اور اس کے غلام جمع ہوئے دیوداد بن محمد کو اپنا امیر بنالیا، یوسف بن ابی ساج نے اختلاف کی وجہ سے انھیں چھوڑ دیا۔

۲۸ ماہ ربیع الآخر کو ہواز کے افسر ڈاک کا خط آیا جس میں اس نے یہ بیان کیا تھا کہ طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کے ساتھی ہواز پر قبضے کے ارادے سے سنبل تک پہنچ گئے ہیں۔

اوائل جمادی الاولی عبداللہ بن فتح نے جسے اسماعیل بن احمد کے پاس روانہ کیا تھا اور اسماعیل بن احمد کے غلام اشناس نے عمرو بن لیث کو بغداد میں داخل کیا مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ اسماعیل بن احمد نے اسے اپنے پاس اسیر ہو کر رہنے میں اور امیر المومنین کے دروازے پر روانہ کر دینے میں اختیار دیا تھا اس نے اپنی روانگی کو اختیار کیا تو اس نے روانہ کر دیا۔

طاہر بن محمد صفار کے خلاف جنگ کی تیاریاں

۲ جمادی الآخرہ کو ہواز کے ڈاک کے افسر کا خط آیا کہ طاہر بن محمد بن عمرو کے پاس اسماعیل بن احمد کا خط آیا ہے جس میں اس نے اطلاع دی ہے کہ خلافت نے بجستان کا والی بنا دیا ہے اور وہاں روانہ ہونے کا حکم دیا ہے طاہر کے پاس وہ فارس جانے والا ہے تاکہ اس پر حملہ کر کے بجستان کو واپس جائے طاہر نکلا اور اس نے اپنے چچازاد بھائی کو جوار جان میں اپ نے لشکر میں مقیم تھا ایک خط لکھا جس میں اسے اپنے ہمراہیوں سمیت اپنے پاس فارس کی جانب واپس آنے کا حکم دیا تھا۔

اسی سال معتضد نے اپنے آزاد غلام بدر کو فارس کا والی بنایا اور اسے طاہر بن محمد کے زبردستی قبضہ کر لینے کی وجہ سے وہاں جانے کا حکم دیا۔ ۹ جمادی الآخرہ کو خلعت سے نوازا سرداروں کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی۔ وہ فوج

اور غلاموں کے بڑے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔

اسی سال ۱۰ جمادی الآخرہ کو عبداللہ بن فتح اور اسماعیل کا غلام اشناس معتضد کی جانب سے اسماعیل بن احمد بن سامان کے پاس خلعت لے کے روانہ ہوئے زرہ، تاج اور تلوار جو سونے سے بنائے گئے تھے اور سب پر جواہر جڑے تھے نیز ہدایا اور تیس لاکھ درہم بھی تھے تا کہ خراسان کے اس لشکر میں تقسیم کرے جنھیں سجستان کی جانب طاہر بن محمد بن عمرو کے ساتھیوں سے جنگ کے لئے جو وہاں تھے روانہ کیا جائے گا۔

یہ بھی کہا گیا کہ وہ مال جس کو معتضد نے اس کے پاس روانہ کیا تھا وہ ایک کروڑ درہم تھے جن میں سے کچھ اس نے بغداد روانہ کیا اور باقی کے لئے الجبل کے حکام کو لکھ دیا اور انھیں حکم دیا کہ اسے پیامبروں کے حوالے کر دیں۔

اسی سال رجب میں معتضد کا مولیٰ بدر ارض فارس تک پہنچ گیا طاہر بن محمد بن عمرو کے ساتھی تھے وہ وہاں سے ہٹ گئے، بدر کے ساتھی داخل ہو گئے اور اس کے حکام نے وہاں سے خراج وصول کیا۔

صنعاء میں علوی کی شکست

اسی سال ۲ رمضان کو بیان کیا گیا کہ مکے کے عامل عج بن حاج کا خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ بنی جعفر نے ایک شخص پر جس نے زبردستی صنعاء پر قبضہ کر لیا تھا، مؤرخین کے مطابق وہ علوی تھا۔ ان لوگوں نے اسے شکست دے دی تو اس نے ایک بستی میں پناہ لے لی جسے اس نے محفوظ کر لیا تھا لوگ اس کے پاس گئے اس پر حملہ کیا اور اسے بھگا دیا اور اس کے ایک بیٹے کو گرفتار کر لیا مگر وہ تقریباً پچاس آدمیوں کے ہمراہ بچ گیا، بنو جعفر صنعاء میں داخل ہو گئے وہاں انھوں نے معتضد کے نام کا خطبہ پڑھا۔

یوسف بن ابی ساج کی فتح

اسی سال یوسف بن ابی ساج نے جو ایک قلیل جماعت کے ہمراہ تھا اپنے بھتیجے دیوداد بن محمد پر حملہ کیا حالانکہ اس کے ہمراہ اس کے باپ محمد بن ابی ساج کا لشکر تھا مگر وہ لشکر بھاگ گیا اور دیوداد ایک قلیل جماعت کے ہمراہ رہ گیا، یوسف نے اسے اپنے ہمراہ قیام کی درخواست کی، اس نے انکار کیا اور موصل کا راستہ اختیار کیا ۲۳ رمضان جمعرات کو اسی سال بغداد آیا، یہ جنگ انکے درمیان آذربائیجان میں ہوئی تھی۔

جہاد روم

اسی سال الحسن بن علی کورہ رے کے عامل نزار بن محمد نے سرمائی جہاد کیا، رومیوں کے بہت سے قلعے فتح کئے طرسوس میں سو کفار اور ساٹھ سے زیادہ کفار شرفاء پادری اور بہت سی صلیبیں اور ان کے جھنڈے چھین کے لے آئے پھر انھیں بغداد روانہ کر دیا۔

۱۲ ذی الحجہ کو رقہ سے تاجروں کے خطوط آئے کہ رومی بہت سی کشتیوں کے ساتھ آئے ان کی ایک فوج خشکی پر علاقہ کنسوم تک آ گئی وہ پندرہ ہزار سے زائد مسلمانوں کو ہنکا کے لے گئے جن میں مرد وعورت اور بچے بھی تھے، ایک جماعت ذمیوں کی بھی گرفتار کر لی۔

متفرقات

اسی سال ابوسعید جنابی کے ساتھی بصرے کے قریب ہو گئے، اہل بصرہ کی پریشانی بہت بڑھ گئی وہاں سے بھاگنے اور منتقل ہو جانے کا قصد کیا مگر گورنر نے روکا۔

اسی سال اواخر ذی الحجہ میں ابن ابی ساج کا خادم قتل کر دیا گیا اس کی لاش روانہ کر دی گئی جو مشرقی جانب لٹکا دی گئی یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ازخود مرا تھا قتل نہیں کیا گیا، جب وہ مرا تو اس کا سر کاٹ لیا گیا۔

اس سال ابوبکر ہارون بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۸۹ھ

قرامطہ کی سرکوبی

کوفے کے دیہات میں قرامطہ پھیل گئے ان کی جانب احمد بن محمد طائی کے غلام شبل کو روانہ کیا گیا اور اسے ان کی تلاش کا حکم دیا گیا اس نے جس پر قابو پایا اسے گرفتار کر کے باب خلافت روانہ کر دیا، ان کے ایک سردار پر قابو پایا گیا جس کا عرف ابن ابی فوارس تھا اسے بھی ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

معتضد نے اسے ۲۲ محرم کو بلایا تو اس نے بدزبانی کی خلیفہ کے حکم سے اس کی ڈاڑھیں اکھاڑ دی گئیں اس کے ایک ہاتھ کو صبح کے وقت مد (وزنی باٹ) سے بے کار کر دیا گیا اور دوسرے میں پتھر لٹکا دیا گیا۔ اسی حال میں نصف نہار سے مغرب تک چھوڑ دیا گیا، دوسرے روز اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیئے گئے اور گردن مار کر شرقی جانب لٹکا دیا گیا چند روز بعد اس کی لاش یاسریہ روانہ کر دی گئی، وہاں قرامطہ کے ساتھ لٹکا دیا گیا۔

سامان سو برس کا

۲ ربیع الاول کو باب شماسیہ میں جن لوگوں کے مکانات اور دکانیں تھیں انھیں اپنے مکان اور دکان سے نکال دیا گیا کہ اپنے گلے کے برتن لے لو اور نکل جاؤ، کیونکہ معتضد نے یہ سوچا تھا کہ وہاں پر وہ اپنے لئے ایک محل تعمیر کر کے سکونت اختیار کرے، شہر پناہ کی دیوار پر خط لگا دیا گیا اور بعض کا حصہ کھود دیا گیا دجلے کے کنارے سے ایک چبوطرہ بنانے کی ابتدا کی گئی جس کی تعمیر کا معتضد نے حکم دیا تھا تا کہ منتقل ہو کر محل کی تعمیر سے فراغت ہونے تک وہیں مقیم رہے۔

معتضد کی وفات

اسی سال ربیع الآخر پیر کی شب کو معتضد کی وفات ہوئی، صبح ہوئی تو یوسف ابن یعقوب اور ابوحازم عبدالحمید بن عبدالعزیز اور ابوعمر محمد بن یوسف بن یعقوب کو حاضر کیا گیا، نماز جنازہ میں قاسم بن عبداللہ بن سلیمان وزیر، ابوحازم، ابوعمر، گھر والے اور خاص لوگ حاضر ہوئے، اس نے یہ وصیت کی تھی کہ اسے محمد بن عبداللہ بن طاہر کے مکان میں دفن کیا جائے وہاں قبر کھودی گئی، قصر الحسنی سے رات کے وقت جنازہ اٹھایا اور وہیں اس کی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

اسی سال ۲۳ ربیع الآخر ۲۸۹ھ کو قصر الحسنی میں القاسم بن عبیداللہ بن سلیمان نے دربار کیا، اور لوگوں کو اجازت دی گئی سب نے معتضد کی تعزیت کی اور ملتفی کی نئی حکومت کی مبارکباد دی گئی، اس نے کاتبوں اور سرداروں کو

مکتفی باللہ کی تجدید بیعت کا حکم دیا، سب نے اسے قبول کیا۔

خلافت المکتفی باللہ

معتضد کی وفات ہوگئی تو قاسم بن عبیداللہ نے المکتفی کو اس حادثے کے بارے میں خطوط لکھے اور اسی وقت روانہ کر دیے، مکتفی رقہ میں مقیم تھا یہ خبر پہنچی تو اسی روز اپنے کاتب الحسین بن عمرو نصرانی کو ان لوگوں سے جو اس کے لشکر میں تھے بیعت لینے اور ان کے لئے تنخواہ مقرر کرنے کا حکم دیا، حسین نے یہی کیا، وہ رقہ سے روانہ ہو کر بغداد کی جانب نکلا، دیار ربیعہ اور دیار مضر اور مغرب کے علاقوں میں سے ایسے شخص کو رقہ کیا جو انھیں قابو میں رکھے۔

۸ جمادی الآخرہ منگل کو مکتفی قصر الحسینی میں داخل ہوا، ان قید خانوں کے منہدم کرنے کا حکم دیا جو اس کے باپ نے مجرموں کے لئے تیار کیے تھے اسی روز مکتفی نے اپنی زبان سے القاسم کی ابن عبداللہ کے لئے کنیت مقرر کی اور اسے خلعت دیا۔

اسی روز کمینہ عمرو بن للیث وفات پا گیا اور دوسرے روز قصر الحسینی کے قریب دفن کیا گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ معتضد نے اپنی موت کے قریب جب وہ بولنے سے قاصر ہو گیا تھا صافی الحرمی کو اشارہ سے عمرو بن للیث کے قتل کا حکم دیا تھا اس نے اپنا ہاتھ اپنی گردن اور اپنی آنکھوں پر رکھ کر الاعور (کانے عمرو بن للیث) کا ذبح مراد لیا تھا، مگر صافی نے معتضد کا حال معلوم ہونے اور اس کی وفات قریب ہونے کی وجہ سے یہ نہیں کیا اور اس نے عمرو کے قتل کو ناپسند کیا۔

المکتفی بغداد میں داخل ہوا تو جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ قاسم بن عبیداللہ سے عمرو کے بارے میں دریافت کیا کہ آیا وہ زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں مکتفی اس کی زندگی سے مسرور ہوا اور بیان کیا کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ احسان کرے عمرو نے اپنے زمانہ قیام رے میں مکتفی کو ہدیہ بھیجا کرتا تھا اور بکثرت اعزاز و اکرام کرتا تھا، اس نے اس کے عوض کا ارادہ کیا، کہا جاتا ہے کہ قاسم بن عبیداللہ نے اس کو ناپسند کیا مخفی طور پر کسی کو عمرو کے پاس بھیجا جس نے اسے قتل کر دیا۔

اسی سال ۲۶ رجب کو یہ خبر آئی کہ اہل رے کی ایک جماعت نے محمد بن ہارون سے خط و خطابت کی جس کو اسماعیل بن احمد حاکم خراسان نے محمد بن زید علوی کے قتل کے بعد طبرستان پر گورنر بنایا تھا محمد بن ہارون معزول کر دیا گیا، اہل رے نے اس درخواست کی کہ یہاں آئے اس لئے کہ اوکرتمش ترک نے جوان پر حاکم بنایا گیا تھا ان لوگوں کے ساتھ بدسلوکی کی تھی، اس نے جنگ کی پھر محمد بن ہارون نے شکست دی اسے اور اس کے دو بیٹوں کو شاہی سرداروں میں سے ایک سردار کو جس کا نام ابرون تھا اور وہ کیغلغ کا بھائی تھا قتل کر دیا محمد بن ہارون رے میں داخل ہو کر اس پر غالب آ گیا۔

اسی سال رجب میں بغداد میں زلزلہ آیا اور یہ زلزلہ بہت دنوں تک رہا

اسی سال معتضد کے غلام بدر کا قتل ہوا

بدر مولیٰ معتضد کے قتل کی تفصیلات

اسباب

سبب یہ ہوا کہ قاسم بن عبیداللہ نے معتضد کے بعد خلافت کو معتضد کی اولاد کے علاوہ اور کسی کے سپرد کرنے کا ارادہ کیا تھا اور اس معاملے میں بدر سے گفتگو کی تھی مگر بدر نے انکار کیا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ خلافت اپنے اس آقا کی اولاد سے پھیر دوں جو میرا اولی نعمت ہے، جب قاسم نے یہ دیکھا اور جان لیا کہ اسے بدر کی مخالفت کا کوئی راستہ حاصل نہیں ہے، کیونکہ بدر معتضد کے لشکر کا افسر اور معاملات پر غالب تھا اور جتنے خدام اور غلام تھے سب اس کی اطاعت کرتے تھے اس وجہ سے قاسم کو بدر سے کینہ ہو گیا۔

معتضد کی موت کا حادثہ اس وقت پیش آیا جب بدر فارس میں تھا قاسم نے مکتفی کے لئے خلافت کا انتظام کیا اور اسی وقت اس سے بیعت کر لی جب کہ وہ رقہ میں تھا۔

مکتفی اور بدر کے درمیان اس کے والد کے حیات میں ہی نفرت تھی جب مکتفی کے باپ کے غلاموں نے اس کی بیعت کر لی تو جو کچھ قاسم نے کیا وہ مکتفی کو لکھ دیا مکتفی بغداد آیا تو قاسم نے جو کچھ بدر سے بیان کیا تھا اس سے اپنی جان بچانے کے لئے بدر کے ہلاک کرنے کی کوشش کی کہ مبادا وہ مکتفی کے پاس آئے اور معتضد کی زندگی میں جو قاسم کا ارادہ تھا کہ خلافت سے اس کی موت کے بعد اس کی اولاد کو محروم کر دے بدر اس کی مکتفی کو اطلاع کر دے۔

مکتفی کی سازش

مکتفی نے محمد بن کمشجور اور ایک جماعت کے ذریعے سے ان سرداروں کو نامہ و پیام روانہ کئے جو بدر کے ساتھ تھے جس میں انھیں اپنے پاس آنے اور بدر سے جدا ہونے کا حکم تھا، سرداروں کو یہ خطوط خفیہ طور پر پہنچا دیئے گئے، موفق کے خادم یانس کو رقہ کیا گیا، اس کے ہمراہ ایک کروڑ درہم بھی تھے تا کہ وہ ان کو مکتفی کی بیعت کے لئے انعام میں صرف کرے۔

یانس انھیں لے کر نکلا اہواز پہنچا تو بدر نے اس کے پاس کسی ایسے شخص کو روانہ کیا جس نے اس سے مال چھین لیا، یانس مدینۃ الاسلام واپس آ گیا پھر جب مکتفی کے خطوط سرداروں کو پہنچے جو بدر کے ساتھ تھے تو ایک جماعت نے بدر کو چھوڑ دیا اور اس سے علیحدہ ہو کر مدینۃ الاسلام آ گئے ان میں عباس بن عمرو غنوی، خاقان مفلحی اور محمد بن اسحاق بن کنداج اور خفیف ذوکلینی اور کچھ لوگ ان کے علاوہ شامل تھے۔

جب وہ لوگ مدینۃ الاسلام پہنچ کے خلیفہ کے حضور میں باریاب ہوئے خلیفہ نے ان میں سے تیس سے زیادہ آدمیوں کو خلعت دیا سرداروں کی ایک جماعت کو فی کس ایک لاکھ درہم اور دوسروں کو اس سے کم انعام دیا بعض کو خلعت دی اور انعام کچھ نہ دیا۔

بدر جب میں واسط آنے کا ارادہ کر کے واپس ہوا مکتفی کو بدر کے واپس آنے کی خبر پہنچی تو اس نے بدر کے مکان پر پہرہ مقرر کر دیا اس کے سرداروں اور غلاموں کی ایک تعداد کو گرفتار کر لیا نحریر، الکبیر، عریب، جبلی، اور منصور بن افت عیسیٰ نوشیری قید کر دیئے گئے۔

ان سرداروں کو مکتفی نے اپنے پاس بلایا کہ میں تم پر کسی کو امیر نہیں بناؤں گا جسے کوئی حاجت ہو وزیر سے عرض کرے کیونکہ اسے تمہاری حوائج پوری کرنے کا حکم دیا گیا ہے ڈھالوں اور جھنڈوں سے بدر کا نام مٹانے کا حکم دیا گیا اس پر معتضد باللہ کا موٰلی ابوالنجم مقرر تھا۔

بدر نے مکتفی کو ایک عریضہ لکھا جسے اس نے زیدان سعیدی کو دیا اور اسے تیز دوڑنے والی سواریوں پر سوار کر کے بھیجا، جب یہ عریضہ مکتفی کو پہنچا تو اس نے لے لیا اور زیدان پر پہرہ مقرر کر دیا، حسن بن علی کورہ کو ایک لشکر کے ہمراہ واسط کی طرف روانہ کیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مکتفی نے اسے پہلے ہی بھیج دیا تھا۔

مزید غلط فہمیاں

اسی سال ۲۹ شعبان کو مغرب کے وقت محمد بن یوسف کو ایک پیغام کے ساتھ بدر کے پاس روانہ کیا مکتفی جس وقت فارس سے جدا ہوا تھا بدر کے پاس ایک پیغام بھیجا تھا کہ وہ جس علاقے کی حکومت چاہے منظور ہے خواہ اصفہان ہو یا رے یا جبال جہاں چاہے پیادہ وسواروں جن کو وہ چاہے لے جا سکتا ہے اس علاقے کا حاکم بن کر ان لوگوں کے ساتھ قیام کرے۔

بدر نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اپنے آقا کے دروازے پر جانا ضروری ہے، حاتم بن عبیداللہ کو اس کی شکایت لگانے کا موقع مل گیا، اس نے مکتفی سے کہا کہ امیر المؤمنین ہم نے اس کے سامنے یہ پیش کیا کہ وہ جس علاقہ میں جانا چاہے ہم وہاں کی حکومت اس کے سپرد کر دیں گے مگر اس نے سوائے تیرے دروازے پر آنے کے اور سب سے انکار کر دیا قاسم نے خلیفہ کو بدر کے کینے سے ڈرایا اور اس کی جنگ سے دہشت دلائی۔

بدر کو یہ خبر پہنچی کہ اس کے مکان پر پہرہ مقرر کر دیا گیا ہے اور اس کے غلاموں اور عزیزوں کو قید کر دیا گیا ہے تو اسے اپنے ساتھ برائی کا یقین ہو گیا، اس نے کسی کو روانہ کیا جو اس کے بیٹے کے لئے رہائی کی تدبیر کرے قاسم بن عبیداللہ کو اطلاع ہوئی تو اس کی حفاظت کا حکم دیا۔

ابوحازم قاضی شرقیہ کو بلایا اسے بدر کے پاس جانے اس سے ملنے اس کا دل خوش کرنے اس کو اور اس کی جان ومال واولاد کو امیر المؤمنین کی جانب سے امان دینے کا حکم دیا۔

کہا جاتا ہے کہ ابوحازم نے قاسم سے کہا کہ مجھے یہ بات امیر المؤمنین سے سننے کی ضرورت ہے تاکہ بدر کو امیر المؤمنین کا پیغام بالمشافہ پہنچا دوں، اس نے جوب دیا کہ تو واپس جا تاکہ میں اس معاملے میں تیرے لئے امیر المؤمنین سے اجازت لے لوں۔

بعد ازاں ابوعمر محمد بن یوسف کو بلایا اور اسے بھی وہی حکم دیا جو ابوحازم کو دیا تھا اس نے فوراً قبول کر لیا قاسم بن عبیداللہ نے مکتفی کی جانب سے ایک امان نامہ عمر کو دیا، وہ اسے بدر کے پاس لے گیا جب بدر واسط سے روانہ ہوا تو اس کے ساتھی اور اکثر غلام جدا ہو گئے جیسے عیسیٰ نوشری اور اس کا داماد یانس جس نے امن لے لیا تھا، احمد بن سمعان نحر الصغیر یہ لوگ امان لے کر مکتفی کے خیمے میں چلے گئے۔

اسی سال ۲ رمضان کو مکتفی بغداد سے اپنے خیمے کی طرف جو نہر دیالٰے میں نصب تھا نکلا اور اس کے ہمرکاب تمام لشکر بھی نکلا اس نے اسی مقام پر پڑاؤ کیا، اس جماعت کو جو اس کے خیمے میں آ گئی تھی جن کے میں نے نام لئے اور سرداروں اور اہل لشکر کی ایک جماعت کو خلعت سے نوازا۔ ایک جماعت پر پہرہ مقرر کر دیا، نو کے بیڑیاں ڈال دیں

اور انھیں بیڑیاں پہنے ہوئے نئے قید خانے میں روانہ کرنے کا حکم دیا،

قاضی ابوعمر کی بدر سے ملاقات اور امان کی یقین دھانی

بیان کیا ہے کہ ابوعمر محمد بن یوسف نے بدر سے واسط کے قریب ملاقات کی اور اسے امان نامہ دے دیا جو کچھ قاسم بن عبیداللہ نے کہا تھا اس کی خبر مکتفی کی جانب سے دی اس کے ہمراہ بدر حراقہ (آگ لگانے والی کشتی) میں سوار ہو گیا وہ اسے مشرقی جانب لے جا رہا تھا غلام جن کے ہاتھ میں چپو تھے لشکر کی ایک جماعت کے ہمراہ تھے اور کردوں کی مخلوق کثیر اور جبل کے باشندے اس کی رفتار کے ساتھ ساتھ دجلے کے کنارے پر چل رہے تھے۔

بدر اور ابوعمر کے درمیان یہ امر قرار پایا کہ بدر مطیع و فرمانبردار ہو کے بغداد کو چلے بدر نے دجلے کو عبور کیا اور نعمانیہ تک پہنچ گیا اس نے اپنے غلاموں اور ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ہتھیار اتار ڈالیں اور کسی سے جنگ نہ کریں جو امان نامہ ابوعمر اس کے پاس لایا تھا اس کی انھیں خبر دی۔

ابن کنداج کی فریب کاری

اس وقت جبکہ چل رہا تھا اس کے پاس محمد بن اسحاق بن کنداج ایک کشتی میں آیا اس کے ہمراہ غلاموں کی بھی ایک جماعت تھی وہ حراقہ (بدر کی کشتی) میں آ گیا اس سے بدر نے خبر دریافت کی اس نے اس کا دل خوش کرنے کے لئے دلپسند باتیں کیں حالانکہ ان تمام معاملات میں وہی سرگروہ بنا ہوا تھا قاسم بن عبداللہ نے اسے یہ حکم دے کے روانہ کیا تھا کہ جب تو بدر کے ساتھ اکٹھا ہو جائے اس کے ہمراہ کسی مقام تک جائے تو مجھے آگاہ کر دینا اس نے کسی کو بھیج کر اطلاع دے دی۔

لولو کی قتل کے لئے نامزدگی

قاسم بن عبیداللہ نے لولو کو بلایا جو خلیفہ کا غلام تھا اس سے کہا کہ میں نے تجھے ایک اہم کام پر تعینات کیا ہے اس نے کہا کہ بسر و چشم کہا تو جا ابن کنداج سے بدر کو بچا اور اس کا سر میرے پاس لے آ۔

وہ نہایت تیز رفتار کشتی میں روانہ ہو کے سیب بنی قوما اور اضطربد کے درمیان بدر اور اس کے ہمراہیوں کے سامنے آ گیا اپنی کشتی سے بدر کی کشتی میں منتقل ہو گیا بدر سے کہا کہ کھڑا ہو اس نے کہا کہ کیا خبر ہے، کہا تیرے لئے کوئی خوف نہیں ہے پھر اسے وہ اپنی کشتی میں لے کے جزیرے صافیہ تک گیا بدر کو جزیرے میں نکالا خود بھی نکلا تلوار مانگی اور اسے میان سے باہر کر لیا جب بدر کو قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے درخواست کی کہ اتنی مہلت دے دے کہ دو رکعت نماز ادا کر لے، یہ مہلت مل گئی اس نے دو رکعت پڑھیں پھر اس کے پاس آ گیا تو اس نے اس کی گردن مار دی۔

تدفین

یہ واقعہ ٦ رمضان یوم جمعہ کو زوال سے پہلے پیش آیا لولو بدر کا سر لے کے اپنی تیز رفتار کشتی (طیار) میں سوار ہو کے المکتفی کی چھاونی میں آیا جو نہر دیالے میں تھی بدر کا سر ہمراہ تھا لاش وہیں چھوڑ دی گئی تھی جو وہیں پڑی رہی اس کے اعزہ نے کسی کو بھیجا جس نے خفیہ طور پر لاش اٹھالی اور ایک صندوق میں رکھ لی حج کا زمانہ آیا تو چھپا کے مکے روانہ کر دی گئی کہا گیا ہے کہ بدر کی لاش مکے میں ہی مدفون ہوئی یہی اس نے وصیت بھی کی تھی اپنے قتل سے پہلے تمام غلاموں کو

آزاد کر دیا تھا قتل کے بعد حکومت نے بدر کی جائداد اور مکانات اور اس کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔

قتل کی خبر المکتفی کو اسی سال ۷ رمضان کو پہنچی تو اس نے واپسی کے لئے مدینۃ الاسلام کی طرف کوچ کیا جو لشکر ہمرکاب تھا وہ بھی چلا بدر کا سر اس کے پاس چھاؤنی سے کوچ کرنے سے پہلے پہنچا دیا گیا، اس نے حکم دیا تو صاف کیا گیا اور خزانے میں رکھ دیا گیا ابوعمر قاضی اپنی جلد بازی سے ملول و غمگین ہو کر اپنے مکان واپس آیا لوگوں نے اس کے بارے میں جو چرچے کئے کہ وہی بدر کے قتل کا سبب بنا ہے۔

قاضی ابوعمر پر شاعرانہ تنقید

اس باب میں متعدد نظمیں ہوئیں جو کچھ کہا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

مدینۃ المنصور کے قاضی سے کہہ دے کہ تو نے کس دلیل سے امیر کے سر لینے کو حلال کر دیا

حالانکہ پہلے ایک فرمان میں تو اس سے عہد و پیمان کر چکا تھا قسمیں کھا چکا تھا

تیری وہ قسمیں کہاں گئیں جن پر خدا گواہ ہے کہ وہ ایک بدکار کی قسم تھی

تیرے ہاتھ اس کے ہاتھ سے جدا نہ ہوتے تھے جب تک تو نے تخت کے بادشاہ کو نہیں دیکھا تھا

اے بے حیا اے سب سے زیادہ جھوٹے اور اے جھوٹی شہادت دینے والے

یہ قاضیوں سا کام نہیں ہے اس جسارت کو کون اچھا سمجھے گا؟

تو نے بہترین ماہ کے روشن جمعے میں کس فعل کا ارتکاب کیا

تو نے جس کو رمضان میں قتل کیا وہ تو سجدہ مغفرت کر کے روزے کی حالت میں چلا گیا

اے یوسف بن یعقوب کی اولاد اہل بغداد تم سے دھوکے میں رہے ہیں

اللہ تعالیٰ تمہارے گروہ کو ہلاک کرے اور مجھے اس وزیر کی زندگی میں ہی تمہاری ذلت دکھا دے۔

تاکہ وہ منکر نکیر کے بعد حاکم عادل کے روبرو جواب کے لئے تیار کیا جائے

تم سب کے سب ابوحازم پر قربان ہو جو تمام امور میں درست ہے

بدر کے ساتھیوں کے مصائب

۷ رمضان کو زیدان سعیدی جو بدر کی جانب سے قاصد بنا کے مکتفی کے پاس بھیجا گیا تھا بدر کے ان نو سرداروں کے ہمراہ جن کے بیڑیاں ڈالیں گئیں تھیں اور ان سات مصاحبوں کے ساتھ جو ان کے بعد اس کشتی میں گرفتار کئے گئے تھے جس میں پر وہ تھا وہ مقید کر کے بصرے روانہ کر دئے گئے وہاں کے قید خانوں میں بند کر دئے گئے۔

کہا جاتا ہے کہ لولو جو بدر کے قتل پر مقرر کیا گیا تھا وہ محمد بن ہارون کا وہی غلام تھا جو محمد بن زید کو طبرستان میں اور اکرتمش کو رے میں قتل کر کے محمد بن ہارون کے غلاموں کی ایک جماعت کے ہمراہ امان لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا تھا۔

عبدالواحد بن موفق کا قتل

اسی سال ۱۶ رمضان شب پیر کو عبدالواحد بن ابی احمد قتل کر دیا گیا۔

کہا گیا ہے کہ جب وہ گرفتار کیا گیا تو اس کی ماں نے اس کے ہمراہ ایک دایہ کو مونس کے گھر پر بھیج دیا تھا مگر

اسے اور دایہ کو جدا کر دیا گیا وہ دو یا تین دن رہی پھر اپنی مالکہ کے مکان پر واپسی کر دی گئی، عبدالواحد کی والدہ نے جب اس کا حال دریافت کیا تو کہہ دیا گیا کہ وہ مکتفی کے مکان میں بخیریت ہے وہ اس کی زندگی کی امیدوار رہی پھر جب مکتفی مر گیا تو مایوس ہوگئی اور اس کا ماتم کیا۔

۲۸۹ھ کے بقیہ حوادث جلیلہ

اسی سال کی ۲۱ شعبان کو اسماعیل بن احمد حاکم خراسان کی جانب سے اس جنگ سے متعلق دربار خلافت میں خط پہنچا جو طبرستان میں اس کے ساتھیوں اور ابن جستان ایلمی کے درمیان میں ہوئی تھی اس کے ساتھیوں نے ابن جستان کو شکست دی یہ عریضہ بغداد کی دونوں جامع مسجد میں پڑھ کر سنایا گیا۔

بدر قتل کر دیا گیا تو ایک شخص جس کا نام اسحاق فرغانی تھا اور وہ بدر کے ساتھیوں میں سے تھا وہ ایک جماعت کے ہمراہ حکومت کی مخالفت پر آمادہ ہو کے بادیہ کے نواح میں چلا گیا وہاں ابواغر سے جنگ ہوئی جس میں ابوالاغر نے شکست کھائی اور اس کے ساتھیوں اور سرداروں کی ایک بڑی تعداد قتل ہوئی۔ مونس خازن کو بہت بڑی جماعت کے ہمراہ اسحاق فرغانی سے جنگ کے لئے کوفے روانہ کیا گیا اختتام ذی القعدہ پر خاقان مفلحی کو خلعت دیا گیا اور اسے رے کی حکومت کا والی بنایا گیا پانچ ہزار آدمی اس کے ماتحت کیے گئے

شام میں قرامطہ کا خروج وفساد

اسی سال شام میں ایک شخص ظاہر ہوا جس نے بدویوں کی بہت بڑی جماعت جمع کر لی انھیں دمشق میں لایا جہاں ہارون بن خمارویہ بن احمد بن طولون کی جانب سے طغج بن جف کا گورنر تھا یہ اس سال کے آخر میں ہوا اس کے اور طغج کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں جس میں کہا جاتا ہے کہ کثیر تعداد میں عوام قتل ہوئی۔

شام میں کیوں ظلمت پھیلی

ذکرویہ کا خروج

ہم کہہ چکے ہیں کہ ذکرویہ بن مہرویہ ہی قرمطہ کا باعث تھا جب معتضد کی جانب سے کوفے کے دیہات میں جو قرامطہ تھے ان سے جنگ کے لئے پے در پے لشکروں کی روانگی ہونے لگی ان کی تلاش میں سرگرم بازاری ہوئی تو ذکرویہ نے دیکھا کہ کوفے کے دیہات میں کوئی قرامطہ مدافعت کرنے والا ہے نہ کوئی اطمنان کی صورت ہے، اس نے کوفے کے قریب کے اسد، وطے، وتمیم وغیرہم قبائل عرب کے ورغلانے کی کوشش کی اور انھیں اپنی دعوت دی یقین دلایا کہ دیہات میں جو قرامطہ ہیں سب شریک ہو جائیں گے بشرطیکہ عرب اسے رہبر مان لیں مگر ان لوگوں نے نہیں مانا۔

قبیلہ کلب کی حمایت کا حصول

قبیلہ کلب کی ایک جماعت جو سماوہ کے خشکی کے راستے کی حفاظت کرتی تھی جو کوفے اور دمشق کے درمیان وغیرہ کی سڑک پر واقع تھا۔ قاصدوں کو تاجروں کے مال کو اپنے اونٹوں پر لادا کرتی تھی ذکرویہ نے اپنی اولاد کا ان کے پاس بھیجا، ان لوگوں نے ان سے بیعت کر لی اور ان میں شامل ہوگئے۔

اس نے علیؓ ابن ابی طالب اور محمد بن اسماعیل بن جعفرؒ سے اپنے آپ کو منسوب کر لیا اور یہ کہا کہ انھیں حکومت کی جانب سے خوف ہے اور وہ ان کی پناہ لیں گے کلبیوں نے اس کو قبول کر لیا البتہ بنی علیص بن ضمضم بن عدی ابن جناب جو قبیلہ کلب ہی کا ایک خاندان تھا وہ لوگ اپنے غلاموں سمیت ذکرویہ کے ساتھ ہو گئے۔

جھوٹے نسب نامے کی اشاعت

اواخر ۲۸۹ھ میں سماوہ کے علاقے میں ابن ذکرویہ سے بیعت کر لی گئی جس کا نام یحییٰ اور کنیت ابوالقاسم تھی ان لوگوں نے اس مکر کی وجہ سے جس کا جال ان میں پھیلایا گیا تھا اسے شیخ کا لقب دیا تھا اس نے اپنے آپ کو یہی لقب دیا تھا اور یہ یقین دلایا تھا کہ وہ ابوعبداللہ ابن محمد، بن اسماعیل، بن جعفر بن محمد ہے۔

کہا جاتا یہ بھی یقین دلایا تھا کہ وہ محمدؒ بن عبداللہ بن یحییٰؒ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے یقین دلایا تھا کہ وہ محمدؒ بن عبداللہؒ بن محمدؒ بن اسماعیلؒ بن جعفرؒ بن محمد بن علیؓ بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد بن اسماعیل کا کوئی بیٹا نہ تھا جس کا نام عبداللہ ہو یقین دلایا کہ اس کا باپ عرف ابومحمود اس کا سبب ہے دیہات اور مشرق اور مغرب میں اس کا ایک لاکھ چشمے ہیں وہ جس اونٹنی پر سوار ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے مقرر کی گئی ہے جب لوگ اس کے پیچھے چلیں گے تو کامیاب ہوں گے۔

دام تزویر

کچھ غیب کی باتیں کہیں ان کے سامنے اپنا ایک ناقص بازو ظاہر کیا یہ والایت کا نشان ہے۔

بنی اصبغ کی ایک جماعت اس کی طرف مائل ہوگئی، اس کے ساتھ خلوص ظاہر کیا ان کا نام فاطمین رکھا گیا اور انھوں نے اس کا دین اختیار کر لیا،

معتضد باللہ کے آزاد غلام سبک دیلمی نے دیار مضر کی فرات کی جانب رصافہ کے علاقے میں ان پر حملہ کیا ،انھوں نے دھوکے سے اسے قتل کر دیا، رصافہ کی مسجد کو جلا دیا۔

دیہات میں جہاں گزرتے تھے چھیڑ چھاڑ کرتے تھے، رفتہ رفتہ شام کے علاقے تک پہنچ گئے جو ہارون بن خمارویہ کی جاگیر میں تھا اور اس نے اس کا انتظام طغج بن جف کے سپرد کر دیا تھا وہاں اس نے قیام کیا طغج کے ہر لشکر کو جس نے ان کا مقابلہ کیا شکست دی اسے اس کے شہر دمشق میں محصور کر دیا۔

سرغنہ کا قتل

مصریوں نے ابن طولون کے غلام بدر الکبیر کو مقابلے کے لئے روانہ کیا جو اس کی جنگ کے لئے طغج کے ساتھ ہو گیا اس نے دمشق کے قریب ان پر حملہ کیا اللہ نے اپنے دشمن یحییٰ بن ذکرویہ کو قتل کر دیا۔

قتل کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی بربری نے اسے چھوٹے نیزے سے مارا اور کسی آگ لگانے والے نے تعاقب کر کے اس پر آتشیں محلول پھینکا یہ اس وقت کی بات ہے کہ لڑائی زوروں پر تھی جنگ مصریوں تک پہنچ گئی تو وہ لوگ ہٹ گئے۔

چھوٹے بھائی کی جانشینی

بنی علیص ان کے آزاد غلاموں اور بنی اصبغ نے اتفاق کر کے شیخ کے بھائی حسین بن ذکرویہ کو سپہ سالار بنایا اس نے انھیں یقین دلایا کہ وہ احمد بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد ہے اس کی عمر بیس سے کچھ زیادہ تھی شیخ نے پہلے ہی بنعلیص کے موالی کو روانہ کر دیا تھا ،انھوں نے ایک جماعت کو قتل کر دیا اور انھیں ذلیل سمجھا حسین بن ذکرویہ سے جس کا نام احمد بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل بن جعفر رکھا گیا تھا اس کے بھائی کے بعد بیعت کر لی۔ اس نے اپنے چہرے میں ایک تل ظاہر کیا جس کو بیان کیا کہ یہ نشان ہے اور اس پر اس کے چچا کا بیٹا عیسیٰ بن مہرویہ جس کا نام عبداللہ ہے آ گیا ہے۔

یقین دلایا کہ وہ عبداللہ بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد ہے اس نے اسے مدثر کا لقب دیا اور اس سے عہد کیا اس نے بھی یہ بیان کیا کہ جس سورۃ میں مدثر کا ذکر ہے اس کے یہی معنی ہیں اور اس نے اپنے عزیزوں میں سے ایک لڑکے کا لقب مطوق رکھا مسلمان قیدیوں کے قتل کا کام اس کے سپرد کیا وہ مصریوں پر اور حمص اور شام کے لشکروں پر غالب آ گیا ان مقامات کے منبروں پر اس کا نام امیر المؤمنین لیا جاتا تھا یہ تمام واقعات ۲۸۹ھ میں اور ۲۹۰ھ میں ہوئے ،

متفرقات

اسی سال نوی ذی الحجہ کو بغداد میں لوگوں نے گرمی کے لباس میں عصر کی نماز پڑھی عصر کے وقت شمالی آندھی آئی جس سے ہوا اس قدر سرد ہو گئی کہ لوگوں کو سردی کی شدت کی وجہ سے آگ سے تاپنے کی اور روئی دار کپڑوں اور جبوں کے پہننے کی حاجت ہوئی ،سردی بڑھتی رہی یہاں تک کہ پانی جم گیا۔

اسی سال رے میں اسماعیل بن احمد اور محمد بن ہارون کے درمیان جنگ ہوئی ابن ہارون اس وقت تقریباً آٹھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ تھا مگر شکست کھا کے بھاگا اور اس کے ساتھی آگے چلے گئے تقریباً ایک ہزار پیچھے رہ گئے اور دیلم کی طرف چلے گئے وہاں وہ پناہ گزین ہو کر داخل ہو گیا اسماعیل بن احمد رے میں آ گیا۔ جو لوگ بھاگے تھے تقریباً ایک ہزار آدمی حکام کے دروازے پر چلے گئے۔

اسی سال ۴ جمادی الآخر کو جزیرے کی سرحدوں پر گرمائی جہاد کے لئے قاسم بن سیما کو مقرر کیا گیا اور اسے بتیس لاکھ دینار کا اختیار دیا گیا۔

اسی سال فضل بن کریم عبدالمالک ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۹۰ھ

قرامطہ کی پیش قدمی

۲محرم کو مکتفی نے اسماعیل بن احمد کے پاس خلعت اور حکومت رے کا فرمان ایک قاصد کے ساتھ بھیجا اور عبدا للہ بن فتح کے ہمراہ اس کے لئے تحفیر وانہ کئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی سال ۲۵ محرم کو رقہ سے علی بن عیسیٰ کا خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ ابن ذکرویہ قرمطی عرف شیخ ایک بڑے مجمع کے ساتھ رقہ میں آیا، سپاہ خلافت کی ایک جماعت نکلی جن کا سالار مکتفی کا غلام سبک تھا، اس پر انھوں نے حملہ کیا سبک مارا گیا سپاہی بھاگ گئے۔

۶ ربیع الآخر کو یہ خبر آئی کہ طغج بن جف نے دمشق سے قرمطی کے مقابلے کے لئے ایل لشکر بھیجا جن کا سپہ سالار بشیر نامی ایک غلام تھا، قرمطی نے اس سے جنگ کی لشکر کو شکست دی اور بشیر کو قتل کر دیا۔

۱۷ ماہ ربیع الآخر کو ابوالاغر کو خلعت دے کے شام کے نواح میں قرمطی سے جنگ کے لئے، روانہ کیا گیا وہ دس ہزار آدمیوں کے ساتھ حلب گیا۔

۱۹ ربیع الآخر کو ابوالعشائر بن نصر کو خلعت پہنائی گئی اور اسے طرسوس کا حاکم بنایا گیا اور مظفر بن حاج کو اہل سرحد کی شکایت کی وجہ سے وہاں سے معزول کر دیا گیا۔

قرامطہ کا زور وشور

اسی سال نصف جمادی الاولیٰ کو دمشق سے سوداگروں کے خطوط آئے جن پر ۲۲ ربیع الآخر کی تاریخ تھی انھوں نے خبر دی تھی کہ شیخ قرمطی نے طغج بن جف کو کئی مرتبہ شکست دی ہے سوائے چند کے اس کے تمام ساتھیوں کو قتل کر دیا، وہ قلیل جماعت کے ساتھ رہ گیا اور ان کے مقابلے میں نکلنے سے رک گیا ہے، صرف عام لوگ جمع ہو جاتے ہیں پھر لڑنے کے لئے نکلتے ہیں اور وہ بھی ہلاکت کے قریب ہیں،

اسی روز تاجروں کی ایک جماعت جمع ہوئی یوسف بن یعقوب کے پاس گئے اور خطوط سنائے اس سے وزیر کے پاس جانے کی درخواست کی تا کہ اہل دمشق کے حال کی خبر دے، اس نے وعدہ کیا۔

۲۳ جمادی الاولیٰ کو ابو حازم، یوسف اور اس کا بیٹا محمد ایوان حکومت میں حاضر کئے گئے، طاہر بن محمد بن عمرو بن للیث کا ساتھی بھی حاضر کیا گیا، اسے فارس کے مال کا ٹھیکا دار بنایا گیا، مکتفی نے طاہر کو اعمال فارس کا عہدہ دیا اس کے ساتھی کو خلعت سے نوازا خلعت اور فرمان تقرر اس کے پاس روانہ کر دئے گئے۔

جمادی الاولیٰ میں مدینۃ الاسلام سے امن لینے والا سردار جس کا عرف ابوسعید خوارزمی تھا بھاگ گیا اس نے موصل کا راستہ اختیار کیا تو عبداللہ عرف غلام نون کو جس کے سپرد تکریت کے معاون اور اس سے متصل علاقے سامرا اور موصل کی حد تک تھے اس کے روکنے اور گرفتار کرنے کے لئے لکھا گیا، انھوں نے یہ گمان کیا تھا کہ عبداللہ نے اسے روک لیا ہے ابوسعید نے اسے دھوکا دیا یہاں تک کہ دونوں جنگ کے بغیر جمع ہو گئے۔ ابوسعید نے اس پر اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا۔

ابوسعید شہرزور کی طرف چلا گیا اور ابن ابی ربیع کردی جمع ہوئے اس نے اسے داماد بنالیا دونوں کے دونوں حکومت کی نافرمانی پر متفق ہوگئے ابوسعید اس کے بعد قتل کر دیا گیا جو لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تھے سب منتشر ہو گئے۔

۱۰ جمادی الآخرہ کو ابوالعشائر اپنے طرسوس کی حکومت پر روانہ ہوا اس کے ہمراہ جہاد کے لئے مجاہدین کی ایک جماعت بھی تھی اور مکتفی کی جانب سے شاہ روم کے لئے ہدایا بھی تھے۔

۲۰ جمادی الآخرہ کو عصر کے بعد مکتفی سامرا منتقل ہونے کے لئے وہاں عمارت بنانے کے ارادے سے اس طرف نکلا

۲۵ جمادی الآخرہ یوم جمعرات کو سامرا میں داخل ہوا ان خیموں کی طرف لوٹا جو اس کے لئے جوسق (محل) میں لگائے گئے تھے القاسم بن عبیداللہ کو اور تعمیر کا تخمینہ کرنے والوں کو بلایا۔ ان لوگوں نے تعمیر کا اور اس پر خرچ کرنے کے لئے جتنے مال کی ضرورت ہوگی سب کا اندازہ کیا۔ بڑی موازنہ اور مدت تکمیل تعمیر طویل دکھائی۔۔ القاسم اس بارے میں خلیفہ کی رائے کو بدلنے اور خرچ کو بہت گراں بتانے لگا، تمام مصارف اندازے سے باہر نکلے اس نے اپنے آپ کو اس ارادے سے باز رکھا ناشتہ کیا اور سو گیا، جب اپنی نیند سے اٹھا تو سوار ہو کے ساحل کی طرف گیا ایک بادبان میں سوار ہوا اور القاسم بن عبیداللہ کو بھی کشتی میں روانہ ہونے کا حکم دیا، بہت سے لوگوں نے جب اوروں کو لوٹتا پایا تو وہ سامرا پہنچنے سے پہلے ہی راستے سے لوٹ گئے۔

۷ رجب کو القاسم بن عبیداللہ کے لڑکوں کو خلعت سے نوازا بڑے کو شہزادوں اور بیگمات کی جاگیر و تنخواہ کا والی بنایا، چھوٹے کو ابواحمد بن مکتفی کے منشیوں کا میر منشی بنایا گیا، یہ معاملات الحسین بن عمرو نصرانی کے سپرد تھے جو ان دونوں عہدوں سے معزول کر دیا گیا، القاسم بن عبیداللہ نے الحسن بن عمرو پر تہمت لگائی تھی کہ اس نے مکتفی سے اس کی چغلی کھائی ہے۔ الحسن بن عمرو نے مکتفی کے سامنے القاسم بن عبیداللہ سے صلح صفائی کر لی تھی۔ مگر قاسم اس کے خلاف تدبیر کرتا رہا اور مکتفی کے دل کو اس سے بیزار کرتا رہا یہاں تک کہ اپنا مقصود حاصل کر لیا۔

قتل ابن ذکرویہ

۱۶ شعبان یوم جمعہ کو مدینۃ الاسلام کی دونوں جامع مسجدوں میں یحییٰ بن ذکرویہ المقلب بالشیخ کے قتل کے متعلق دو خط پڑھ کر سنائے گئے کہ مصریوں نے باب دمشق ہرا سے قتل کر دیا۔

یہ جنگ اس کے اور اہل دمشق اور ان کے مصری مددگاروں کے درمیان برابر ہوتی رہی۔ اس نے قرمطی لشکروں کو شکست دے دی، ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔

یحییٰ بن ذکرویہ ایک کجاوہ دار اونٹ پر سوار ہوتا تھا، ڈھیلے کپڑے پہنتا تھا، بدوی طریقے کا عمامہ باندھتا تھا، اور ناک پر کپڑا باندھے رہتا تھا، اپنے ظاہر ہونے سے قتل ہونے تک کبھی گھوڑے پر سوار نہیں ہوا، ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ، اس وقت تک کسی سے جنگ نہ کریں، اگرچہ کوئی ان پر حملہ ہی کر دے، جب تک وہ اپنی جانب سے اپنے اونٹ کو نہ بھیجے اس کا کہنا تھا کہ جب تک تم ایسا کرو گے تو تمھیں شکست نہیں ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ جب وہ ان سمتوں میں سے کسی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا تھا جہاں اس سے جنگ کرنے والے ہوتے تھے تو اس طرف والوں کو شکست ہو جاتی تھی، اسی شعبدے سے اس نے بدویوں کو گمراہ کر دیا تھا۔

حسین بن ذکرویہ

جب وہ دن ہوا جب ذکرویہ المقلب با شیخ قتل کیا گیا اور لوگ اس کے بھائی حسین بن ذکرویہ کی طرف بھاگے تو اس نے اپنے بھائی شیخ کو مقتولین میں تلاش کیا، اسے پایا تو چھپا لیا، الحسین بن ذکرویہ نیا پنے آپ کو خود ہی سربراہ مقرر کر لیا، اپنا نام احمد بن عبداللہ رکھ لیا، کنیت ابوعباس رکھی ساتھیوں کو شیخ کے قتل کا علم ہوا تو لاش تلاش کی مگر نہ پائی الحسین بن ذکرویہ نے بھی ویسی ہی دعوت دی جیسی اس کے بھائی، نے دی تھی دیہاتیوں اور دوسرے لوگوں میں سے اکثر نے اسے مان لیا اور اس کی شان وشوکت بہت بڑھ گئی وہاں سے نکل کے دمشق کی طرف چلا گیا۔

دمشق اور حمص پر قبضہ

روایت ہے کہ دمشق کے باشندوں نے اُس سے خراج پر صلح کر لی جو ادا بھی کر دیا وہاں سے حمص کے نواح میں جا کر زبردستی قبضہ کر لیا۔ منبروں پر اس کا خطبہ پڑھا جانے لگا، اپنا نام المہدی رکھ لیا شہر حمص گیا تو باشندوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی، اس کے خوف سے شہر کا دروازہ کھول دیا وہ داخل ہو گیا۔

قتل عام

حماۃ اور معرۃ النعمان وغیرہ کے علاقوں میں گیا باشندوں کو، عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالا، بعلبک گیا اور وہاں کے اکثر باشندوں کو قتل کر دیا، ان میں سے سوائے چند کے کوئی باقی نہ رہا، سلیمہ گیا تو باشندوں نے جنگ کی اور اسے د اخل ہونے سے روکا، اس نے صلح کر لی اور انھیں امان دے دی تو دروازہ کھول دیا اور وہ داخل ہو گیا۔

وہاں جو بنی ہاشم تھے انھیں سے ابتدا کی، ان کی بڑی جماعت تھی ان سب کو اس نے قتل کر دیا، دوسرے درجے پر اہل سلیمہ کو لیا اور ان سب کو قتل کر دیا جانوروں اور کاتبوں کے بچوں کو بھی قتل کیا ، وہاں سے اس حالت میں نکلا کہ کوئی آنکھ دیکھنے والی زندہ نہ بچی تھی، گردونواح کے دیہات میں قتل کرتا، قید کرتا، آگ لگاتا تمام علاقے کو خوف دلاتا چلا گیا۔

قرامطہ کی ذہن سازی

باب المحول کے ایک طبیب جس کا نام ابوالحسن تھا روایت ہے کہ چہرے کے سیاہ نشان والے قرمطی اور اس کے ساتھیوں کے بغداد میں داخل کئے جانے کے بعد میرے پاس ایک عورت آئی اس نے مجھ سے کہا کہ میرے شانے میں کچھ ہو گیا ہے اس کا علاج کر دے، میں نے کہا کہ وہ کیا؟ اس نے کہا کہ زخم اس نے کہا کہ میں تو آنکھ کا معالج ہوں، یہاں ایک عورت ہے جو آنکھ کا علاج کرتی ہے اور زخموں کی بھی دوا دیتی ہے تو اس کے آنے کا انتظار کر ، وہ بیٹھ گئی،

میں نے اسے دردمند بیتاب اور گریاں دیکھا تو اس سے حال دریافت کیا کہ تیرے زخم کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ میرا قصہ طویل ہے، میں نے کہا کہ مجھ سے بیان کر اور سچ سچ بیان کر جو لوگ میرے پاس تھے وہ ایک طرف ہٹ گئے تھے، اس نے کہا کہ میرا ایک بیٹا تھا جو کھو گیا، اس کی جدائی طویل ہو گئی میرے پاس اپنے چھوٹے بھائیوں کو چھوڑ گیا، میں تنگ ہوئی، حاجتمند ہو گئی اور اس کے ملنے کو بے چین ہوئی، وہ رقہ کے نواح میں گیا تھا میں

موصل کے شہر ونواح میں، اور الرقہ کے اطراف میں تمام مقامات پر اسے تلاش کرتی ہوئی اور اس کو پوچھتی ہوئی نکلی مگر پتہ نہ لگ سکا۔

رقہ سے تلاش میں نکلی تو قرمطی کے لشکر میں گھومنے اور تلاش کرنے لگی یکا یک میں نے اسے دیکھا اور لپٹ گئی، میں نے کہا کہ میرے بیٹے اس نے کہا کہ میری ماں کہاں، اس نے کہا کہ میرے بھائی کیسے ہیں میں نے کہا کہ بخیریت ہیں، اس کے بعد جو تنگی ہمیں لاحق ہوئی تھی میں نے اس کی شکایت کی، مجھے وہ اپنے ٹھکانے پر لے گیا، میرے ساتھ بیٹھ گیا اور حالات دریافت کرنے لگا میں نے اسے اپنے حالات کی خبر دی۔ اس نے کہا کہ یہ باتیں چھوڑ مجھے یہ بتا کہ تیرا دین کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اے میرے بیٹے کیا تو مجھے پہچانتا نہیں ہے؟ اس نے کہا کہ بھلا میں تجھ کو کیسے نہیں پہچانوں گا؟ میں نے کہا کہ پھر کیوں میرا دین پوچھتا ہے؟ تو مجھے بھی جانتا ہے اور میرا دین بھی جانتا ہے اس نے کہا کہ ہم جس دین میں تھے وہ بالکل باطل ہے دین تو وہ ہے جس میں ہم لوگ اب ہیں۔

مجھے یہ گراں گزرا اور تعجب ہوا جب اس نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو نکلا اور چھوڑ گیا گوشت روٹی اور جو میرے لئے مناسب تھا بھیجا اور کہا کہ اسے لے لے۔ مگر میں نے اسے چھوا تک نہیں اس نے خود ہی پکایا اور اپنے مکان کی صفائی کی۔

کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، وہ نکل کر گیا، وہ شخص اسے کہہ رہا تھا کہ جو تیرے پاس آئی ہے کیا اچھا ہوتا اگر کچھ عورتوں کے معاملات کے قابل ہوتی، اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے کہا ہاں، اس نے کہا کہ میرے ہمراہ چل میں روانہ ہوئی تو اس نے مجھے ایک مکان میں داخل کیا۔

ایک ہاشمی شہزادی کی داستان الم

میں نے دیکھا کہ ایک عورت ہے جو درد زہ میں مبتلا ہے میں اس کے سامنے بیٹھ گئی اور اس سے باتیں کرنے لگی مگر وہ مجھ سے بات نہ کرتی تھی جو مجھے اس کے پاس لایا تھا اس نے کہا کہ اس سے باتیں کرنا تیرا فرض نہیں تو اس کی بیماری کی اصلاح کر اور گفتگو کو چھوڑ۔

میں ٹھہر گئی یہاں تک کہ اس کے لڑکا پیدا ہوا، میں نے اس کا حال درست کیا، باتیں کیں اس کے ساتھ مہربانی کرنے لگی اور اس سے کہنے لگی کہ اے عورت مجھ سے ناراض نہ ہو کیونکہ تجھ پر میرا حق واجب ہو گیا ہے، مجھے اپنے حال اور قصے سے آگاہ کر کہ اس بچے کا والد کون ہے، اس نے کہا کہ تو کس لئے اس کے باپ کو دریافت کرتی ہے تاکہ اس سے کچھ مطالبہ کرے؟ میں نے کہا نہیں البتہ میں یہ چاہتی ہوں کی تیرا حال معلوم کروں۔

اس نے بیان کیا کہ میں ایک ہاشمی عورت ہوں سر اٹھایا تو میں نے اس کے چہرے کو سب سے زیادہ حسین دیکھا، یہ قوم ہم لوگوں کے پاس آئی میرے ماں باپ بھائی شوہر سب کو ذبح کر دیا ان کے رئیس نے مجھے گرفتار کر لیا میں پانچ دن اس کے پاس رہی پھر اس نے مجھے نکال دیا اور اپنے ساتھیوں کے حوالے کر دیا کہ اس کو پاک کر دو۔

انھوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا تو میں روئی۔ اس کے سرداروں میں سے ایک شخص اس کے سامنے تھا اس نے کہا کہ اسے مجھے دے دے، اس نے کہا لے لے، اس نے مجھے لے لیا، سامنے اس کے ساتھیوں میں تین آدمی

کھڑے تھے،انھوں نے اپنی تلواریں میان سے باہر کرلیں کہ ہم لوگ اسے تیرے سپرد نہ کریں گے یا تو ہمیں دے دے ورنہ ہم اسے قتل کریں گے انھوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا اور شور مچایا۔

ان کے سردار نے انھیں بلایا اور واقعہ دریافت کیا،انھوں نے اسے خبر دی،اس نے کہا کہ وہ تم چاروں کی ہے ،انھوں نے مجھے لے لیا،میں اُن چاروں کے ساتھ مقیم ہوں اور بخدا میں نہیں جانتی کہ یہ لڑکا ان میں سے کس کا ہے۔

شام کے بعد ایک شخص آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ اسے مبارک باد دے میں نے اسے بچے کی مبارکباد دی اس نے مجھے ایک چاندی کا سکہ دیا،دوسرا اور تیسرا آیا میں ان میں سے ہر ایک کو مبارکباد دیتی رہی اور وہ مجھے چاندی کا سکہ دیتا رہا جب پچھلی رات ہوئی تو ایک شخص کے ہمراہ ایک جماعت آئی اس کے آگے آگے ایک شمع تھی ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھا جن میں سے مشک کی خوشبو آرہی تھی مجھ سے کہا اسے مبارکباد دے۔

میں اٹھی اور کہا کہ خدا تیرا چہرہ روشن کرے سب تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے تجھے یہ بیٹا عطا کیا ،میں نے اسے دعا دی تو اس نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں ایک ہزار درہم تھے،وہ شخص ایک کوٹھڑی میں سو گیا میں اس عورت کے ساتھ ایک کوٹھڑی میں سو گئی۔

جب صبح ہوئی تو میں نے اس عورت سے کہا کہ تجھ پر میرا حق واجب ہے لہذا میرے معاملے میں اللہ اللہ کر کے مجھے چھڑا دے۔اس نے کہا کہ تجھے کس سے چھڑا دوں میں نے اسے اپنے بیٹے کا حال بتایا کہ میں تو اس کے شوق میں تھی اور اس نے مجھ سے یہ باتیں کیں اس کی کوئی چیز میرے قبضے میں نہیں ہے میری کمزور بیٹیاں ہیں جنھیں بدحالی میں اپنے پیچھے چھوڑ آئی ہوں تو مجھے یہاں سے چھڑا دے۔اپنی بیٹیوں تک پہنچ جاؤں اس نے کہا کہ اس آدمی سے چمٹ جا جو اس جماعت کے آخر میں آیا تھا اور اس سے اس کی درخواست کر وہ تجھے چھڑا دے گا۔

ظالم بیٹا

دن بھر ٹھہری رہی یہاں تک کہ شام ہوگئی جب وہ واپس آیا تو میں اس کے آگے گئی ہاتھ اور پاؤں چومے اور کہا اے میرے سردار میرا حق تجھ پر واجب ہے اللہ نے مجھے تیرے ہاتھ سے جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے بے نیاز کر دیا ہے ،میری کمزور اور محتاج لڑکیاں ہیں اگر تو مجھے جانے کی اجازت دے دیگا تو میں تیرے پاس اپنی لڑکیوں کو بھی لے آؤں گی تا کہ وہ تیری خدمت کریں اور تیرے سامنے رہیں اس نے کہا کہ تو (ایسا) کرے گی؟ میں نے کہا کہ ہاں اس نے اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو بلایا اور اس سے کہا کہ اس کے ساتھ جاؤ یہاں تک کہ اسے فلاں فلاں مقام تک پہنچا دو پھر اسے چھوڑ کر واپس آ جاؤ،انھوں نے مجھے ایک گھوڑے پر سوار کیا اور لے چلے۔

ہم جا رہے تھے کہ یکا یک میں نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ چابک مارتا چلا آرہا ہے،اور مجھ سے کہا کہ او بدکار تیرا یہ خیال ہے کہ تو جائے گی اور اپنی لڑکیوں کو لائے گی اپنی تلوار میان سے نکال لی تا کہ مجھے مارے مگر جماعت نے روک لیا،پھر بھی تلوار کی نوک میرے شانے میں اتر گئی۔اس جماعت نے بھی اپنی تلواریں سونت لیں وہ میرے پاس سے ہٹ گیا،وہ مجھے لے چلے یہاں تک کہ مجھے اس مقام تک پہنچا دیا جو ان کے سردار نے طے کیا تھا۔وہاں تک پہنچانے کے بعد مجھے چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

اب میں یہاں آئی ہوں اور اپنے زخم کے علاج کے لئے پھری ہوں تو مجھ سے اسی مقام کا بیان کیا گیا ہے ،اس لئے میں یہاں آئی ہوں۔

یہ بھی کہا کہ جب امیر المؤمنین کے پاس قرمطی کو اور اس کے قیدی ساتھیوں کو لایا تو میں نکلی تا کہ انھیں دیکھوں میں نے ان میں اپنے بیٹے کو ایک اونٹ پر لمبی ٹوپی پہنے دیکھا وہ رو رہا ہے حالانکہ وہ ایک نوجوان آدمی تھا، میں نے اس سے کہا کہ خدا تیرے لئے آسانی نہ کرے اور نہ تجھے رہائی دے۔

طبیب نے کہا کہ جب علاج کرنے والی عورت آئی تو میں اس عورت کے ساتھ اس کی طرف جانے کو اٹھ کھڑا ہوا، اور اس کے لئے اسے نصیحت کی، اس نے اس کے زخم کا علاج کیا اور ایک مرہم دیا، میں نے علاج کرنے والی عورت سے اس عورت کے واپس جانے کے بعد دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھا اور اس سے کہا کہ سانس لے اس نے سانس لی تو میرے ہاتھ کے نیچے زخم سے ہوا نکلی، میں نہیں سمجھتی کہ وہ اس سے صحتمند ہو جائے گی ،وہ چلی گئی اور پلٹ کر ہمارے پاس نہیں آئی۔

حسین بن عمرو کی گرفتاری

اسی سال ۱۹ شوال کو القاسم بن عبیداللہ نے الحسین بن عمرو نصرانی کیا اور اسے قید کر دیا۔ وہ اس کے معاملے میں برابر المکتفی سے چغلی کھاتا رہا تھا اور اس کی برائی کرتا رہا تھا یہاں تک کہ گرفتاری کی اجازت لے لی گئی جس وقت حسین گرفتار کیا گیا تو اس کا کاتب شیرازی بھاگ گیا، اسے تلاش کیا گیا، اس کے پڑوسیوں کے مکان بند کر دیئے گئے اور یہ اعلان کیا گیا کہ جو شخص اسے پائے گا اسے اتنا انعام ملے گا مگر وہ نہیں ملا۔

اسی ماہ کی ۲۳ کو حسین بن عمرو کو اس شرط پر اس کے گھر پر واپس کیا گیا کہ وہ بغداد سے نکل جائے گا اس جمعے کے بعد جس میں الحسین بن عمرو نکلا اور بطور جلاوطنی علاقہ واسط کی طرف روانہ ہوا اس کا کاتب شیرازی ۳ ذی القعدہ کو مل گیا۔

متفرقات

اسی سال ۲ رمضان کو مکتفی نے لشکر کو تنخواہیں دینے اور علاقہ شام میں قرمطی سے جنگ کے لئے روانگی کی تیاری کا حکم دیا ایک ہی دفعہ لشکر کے لئے ایک لاکھ دینار نکالے گئے۔

یہ اس لئے ہوا کہ اہل مصر نے مکتفی کو لکھ کر ابن ذکرویہ عرف صاحب الشامہ سے جو انھوں نے مقابلہ کیا تھا اس کی شکایت کی کہ اس نے شہروں کو ویران کر دیا، لوگوں کو قتل کر دیا اس سے قبل اس کے بھائی کا مقابلہ کیا تھا تو اس وقت بھی یہی مصیبت نازل ہوئی تھی کہ ان میں سے سوائے قلیل تعداد کے کوئی نہ بچا۔

۵ رمضان کو مکتفی کے خیمے نکالے گئے اور باب الشماسیہ میں لگا دیئے گئے، ۷ تاریخ کی پچھلی شب کو مکتفی باب الشماسیہ کے خیمے کی جانب نکلا اس کے ہمراہ سردار اور غلام اور لشکر بھی تھے۔ ۱۲ رمضان کو مکتفی سحر کے وقت باب الشماسیہ سے نکل کے موصل کے راستے پر روانہ ہوا۔

ابوالاغر کی قرامطہ سے جنگ اور لشکر کی تباہی

اسی سال نصف رمضان کو ابوالاغر حلب روانہ ہوا، حلب کے قریب وادی بطنان میں اترا، ساتھ ہی اس کے

تمام ساتھی ٹھہرے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے کپڑے اتار دیئے اور جنگل میں داخل ہو کر اس کے پانی سے ٹھنڈک حاصل کرنے لگے، وہ دن شدید گرمی کا تھا۔

اسی حالت میں تھے کہ یکا یک قرمطی عرف صاحب الشامہ کا لشکر آ گیا، وہ شخص جس کا عرف مطوق تھا ان کی طرف بڑھا اور اسی حالت میں ان پر حملہ کر دیا اس نے کثیر تعداد میں عوام کو قتل کر دیا، لشکر کو لوٹ لیا ابواغر اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ بچ گیا اور حلب میں داخل ہو گیا اس کے ہمراہ ایک ہزار آدمی بچ گئے۔ حالانکہ وہ دس ہزار پیادہ وسوار کے ہمراہ تھا اور فرغانی سرداروں اور سپاہیوں کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ تھی جو باب خلافت پر تعینات تھے، ان میں سے سوائے چند کے کوئی نہ بچا۔

قرمطی کے ساتھی باب حلب کی طرف گئے تو ان سے ابواغر نے اور اس کے بقیہ ساتھیوں نے اور شہر والوں نے جنگ کی، انھوں نے ان لوگوں سے وہ مال، اسباب، اسلحہ اور سامان جو قرامطہ نے چھین لیا تھا ایک جنگ کے بعد واپس لے لیا۔

مکتفی ہمراہی لشکر کے ساتھ روانہ ہو کے الرقہ پہنچ گیا اور اتر گیا لشکروں کو قرمطی کی جانب یکے بعد دیگرے روانہ کیا۔

قرامطہ کو شکست

۲ شوال کو مدینۃ الاسلام میں قاسم بن عبید اللہ کی جانب سے ایک خط آیا جس میں یہ خبر تھی کہ اس کے پاس دمشق سے ابن طولون کے ساتھی بدر حمامی کا ایک خط آیا ہے جس میں یہ خبر دی ہے کہ اس نے قرمطی صاحب الشامہ پر حملہ کیا، اسے شکست دی اور اس کے ساتھیوں پر تلوار چلا دی، ان میں سے جو بچ گیا وہ عبادیہ کی طرف چلا گیا۔ امیر المؤمنین نے اس کے پیچھے سرداروں میں سے الحسین بن حمدان بن حمدون وغیرہ کو روانہ کیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی زمانے میں بحرین سے اس کے امیر ابن بانوا کی جانب سے ایک خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اس نے قرامطہ کے ایک قلعے پر حملہ کیا جو لوگ اس میں تھے اس نے ان پر فتح پائی۔

اسی سال ۱۳ ذی القعدہ کو بحرین سے ابن بانوا کا دوسرا خط آیا اس نے ابو سعید الجنابی کے قرابت داروں اور اس کے ولی عہد پر حملہ کر کے شکست دی۔

اس شکست خوردہ کا مقام قطیف میں تھا ساتھیوں کی شکست کے بعد وہ بھی مقتول پا گیا، پھر اس کا سر کاٹ لیا گیا۔ ابن بانوا قطیف میں داخل ہو گیا اور اسے فتح کر لیا۔ ذیل میں ایک خط پیش کیا جا رہا ہے جو صاحب الشامہ کا اپنے کسی عامل کے نام ہے۔

قرمطی کا خط ایک عامل کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عبداللہ احمد بن عبداللہ مہدی منصور کی جانب سے جو اللہ کے دین کا مددگار ہے اللہ کے کام کو قائم کرنے والا ہے اللہ کا حکم دینے والا اور اللہ کی اس کتاب کی دعوت دینے والا ہے جو اللہ کے محترم امور کی حفاظت کرنے والی ہے، رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں پسندیدہ شخص ہے، مسلمانوں کا امیر اور مؤمنین کا امام ہے، منافقین کو ذلیل کرنے والا، تمام عالم پر اللہ کا خلیفہ ہے، ظالموں کی جڑ کاٹنے والا، حد سے

بڑھنے والوں کا سر توڑنے والا ملحدوں کو برباد کرنے والا ،خلاف حق چلنے والوں کا قاتل ،فساد کرنے والوں کو ہلاک کرنے والا ،اہل بصیرت کا چراغ ،طالبان نور کی روشنی اور مخالفین کو پراگندہ کرنے والا ،سید المرسلین کی کی سنت کا انتظام کرنے والا ،خیر الوصیین ﷺ اہل جبیتہ الطیبین وسلم کثیرا کا بیٹا ہے۔اس کی جانب سے جعفر بن حمید الکردی کے نام۔

سلام علیک ۔میں اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس سے درخواست کرتا ہوں کی وہ میرے نانا ﷺ پر رحمت نازل کرے۔

امابعد۔اللہ کے کافر دشمنوں کی جو خبریں تیری جانب ظاہر ہوئیں اور تیرے علاقے میں جو انھوں نے ظلم کیا اور تباہی اور زمین میں فساد کیا اس کی مجھے خبر دی گئی ہے ہمیں یہ بہت گراں گزرا اور ہم نے مناسب سمجھا کہ وہاں اپنے ان لشکروں کو روانہ کریں جو اللہ کے ظالم دشمنوں سے انتقام لیں جو کہ زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں ،ہم نے اپنے قائم مقام عطیر کو اور مؤمنین کی ایک جماعت کو شہر حمص کی جانب روانہ کر دیا اور لشکروں سے ان کی امداد کی ،ہم لوگ بھی ان کے پیچھے ہیں ،ہم نے اللہ کے دشمنوں کی تلاش میں خواہ وہ کہیں ہوں انھیں تیرے علاقے میں جانے کا مشورہ دیا ہے ،امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح اچھے نتائج نکالے گا۔

مناسب یہ ہے کہ تو اپنا دل اور اپنے ہمراہیوں کا دل جو ہمارے دوست ہیں ،مضبوط رکھ اور اللہ پر اور اس کی مدد پر بھروسہ رکھ اللہ ہر اس شخص کے بارے میں جو اس کی اطاعت سے پھر گیا اور ایمان سے ہٹ گیا بار بار ہمارے پاس مدد بھیجتا رہا ہے ۔اس علاقے کے حالات اور وہاں جو نئی بات ہو اس کی ہمیں جلد اطلاع دے اور اس کے حالات میں سے ہم سے کچھ پوشیدہ نہ رکھ انشاءاللہ۔

اے اللہ تو ہی ہر عیب سے بالکل پاک ہے۔وہاں ان کی دعا سلامتی ہے ہماری آخری دعوت یہ ہے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ میرے نانا محمد رسول ﷺ پر درود بھیجے، ﷺ کثیرا۔

عامل نے قرمطی کو مندرجہ ذیل خط لکھا

عامل کا خط قرمطی کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔عبداللہ احمد امام مہدی کے لئے جس کی اللہ کی طرف سے تائید کی گئی ہے۔

(اس کے بعد پورا خطاب خط کے القاب کے طور پر ہے جو اس کے عامل کے نام ہے اور جس کو ہم نے ابھی ابھی خط سابق میں نقل کیا ہے)

خیر الوصیین ﷺ وعلیٰ بیتہ الطیبین وسلم کثیراً کے بیٹے کے نام ہے۔

عامر بن عیسیٰ العقائی کی جانب سے امیر المؤمنین پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

امابعد۔اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کی عمر دراز کرے اللہ اس کی عزت و تائید و سلامت و کرامت و نعمت و سعادت کو ہمیشہ قائم رکھے۔اس پر اپنی نعمتیں نازل کرے اس پر اپنے احسان اور زیادہ کرے۔اپنی بارگاہ میں اس کی فضیلت کو بڑھائے۔

میرے پاس میرے سردار امیر المؤمنین کا فرمان پہنچا اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے جس میں اس نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ اس نے اپنا لشکر منصورا اپنے کسی سردار کے ہمراہ ہمارے علاقے میں اللہ کے دشمن بنی القیص اور

خائن ابن دحیم سے جہاد خواہ وہ کہیں بھی ہوں ان کی تلاش اور ان کے متعلقین، اور ان کی جائداد پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا ہے مجھے اسنے اپنے فرمان میں (خدا ہمیشہ مجھے اس کی عزت دکھائے) اپنے عزیزوں اور ساتھیوں میں سے اس شخص کے ساتھ جس پر میں قادر ہوں ان کے مقابلے کے لئے اور لشکر کی مدد کرنے کے لئے اور قوت پہنچانے اور ان کے ساتھ ساتھ چلنے اور ہر اس بات کا قصد کرنے کا حکم دیا تھا جس کا وہ لوگ مشورہ دیں اور حکم دیں میں عیہ سب کچھ سمجھ لیا ، امیر المؤمنین کو اللہ عزت دے۔

یہ فرمان میرے پاس اسوقت پہنچا جب لشکر منصور پہنچ چکا تھا وہ ابن دحیم کے علاقے میں کسی قدر کامیاب ہوا وہ اس خط کو واپس لے گئے جو منصور بن احمد دعیۃ کی جانب سے ان کے پاس آیا تھا کہ وہ شہر افامیہ میں اس کا اعلان کریں میرے پاس اسی خط کی تہ میں جس کے مضمون کا تذکرہ میں نے اپنے اسی خط کے شروع میں کیا ہے منصور بن احمد کا خط آیا جس میں اس نے مجھے، تمام ساتھیوں اور قبیلوں کو جو تیار ہوں، جمع کر کے روانہ کرنے کا حکم دیا تھا اور مخالفت سے ڈرایا تھا۔

اس کا خط میرے پاس ایسے وقت آیا کہ ہمیں وثوق کے ساتھ بے دین مفلح کے غلام سبک کے تقریباً ایک ہزار سوار اور پیادہ فوج کے ہمراہ شہر عرقہ پہنچنے کی خبر ملی، وہ ہمارے شہر کے قریب ہو گیا اور اس نے ہمارے علاقے میں خون ریزی کی۔

امیر المؤمنین اطال اللہ بقادہ کے غلام احمد بن ولید نے میرے پاس اپنے تمام ساتھیوں کو بھیج دیا میں نے بھی اپنے سب ساتھیوں کو بلا بھیجا ہم نے ان سب کو اپنے پاس جمع کر لیا، مخبروں کو عرقہ کے نواح میں روانہ کیا تا کہ ہمیں اس خائن کے حالات معلوم ہوں کہ اس کا کہاں کا قصد ہے تو ہمارا بھی قصد اسی طرف ہو ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر فتح دے گا اور اپنی قدرت اور احسان سے اس پر قابو عطا فرمائے گا۔

اگر یہ حادثہ اور اس بے دین کی اس نواح میں آمد اور اس کا ہمارے شہر کے نزدیک آنا نہ ہوتا تو میں اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ہمراہ افامیہ روانہ ہونے میں کبھی تاخیر نہ کرتا اور میرا ہاتھ ان سرداروں کے ساتھ ہوتا جو وہاں ان لوگوں سے جہاد کے لئے مقیم ہیں جو اس علاقے میں ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیتا اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

میں نے اپنے سردار امیر المؤمنین اطال اللہ بقادہ کو مسرور بن احمد سے اپنے پیچھے رہنے کا سبب بتا دیا تا کہ وہ اس کے علم میں رہے پھر بھی اگر مجھے افامیہ کی روانگی کا حکم ملے گا تو میری روانگی اس کی رائے سے ہوگی اور انشاء اللہ میں اس پر عمل کروں گا جو مجھے حکم دے گا، اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین پر کامل انعام کرے، اس کی عزت اور سلامت کو ہمیشہ رکھے، اسے اعزاز عطا کرے، عافیت و مغفرت کا لباس پہنائے۔

والسلام علی امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد النبی وعلی اہل بیتہ الطاہرین الاخیار۔

متفرقات

اس سال قاسم بن عبید اللہ نے لشکروں کو صاحب الشامہ قرمطی کی جانب روانہ کیا، اس سے جنگ کا افسر محمد بن سلیمان کو بنایا، جس کے سپرد دفتر فوج تھا تمام سرداروں کو اس کے ساتھ کر دیا اور انھیں اس کی اطاعت اور فرمابرداری

کا حکم دیا وہ رقہ سے ایک بڑے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا جو سردار اس سے پہلے جا چکے تھے انھیں بھی اس کی فرمابرداری کے لئے لکھ دیا۔

اسی سال شاہ روم کے دو قاصد آئے جن میں ایک خادم تھا اور دوسرا نوجوان، اس نے ان مسلمانوں کا فدیہ طلب کیا تھا جو وہاں قید تھے ان دونوں کے ہمراہ شاہ روم کی جانب سے تحفے تھے اور کچھ مسلمان قیدی تھے جن کو اس نے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا تھا ان دونوں کا ہر مطالبہ قبول کر لیا گیا اور خلعت سے نوازہ گیا۔

اس سال الفضل بن عبدالملک بن عبداللہ بن عباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۹۱ھ

اس سال کا ایک خاص واقعہ یہ ہے کہ لشکر خلافت اور صاحب الشامہ کے درمیان جنگ ہوئی۔

اسلام اور قرمطیت کی لڑائی

مکتفی مدینۃ الاسلام بغداد سے صاحب الشامہ کے خلاف جنگ کے لئے الرقہ روانگی اور اپنے لشکر کو حلب اور حمص کے درمیان پھیلانے اور صاحب الشامہ سے جنگ پر محمد بن سلیمان کاتب کو سالار بنانے اور لشکر اور سرداروں کا معاملہ اس کے سپرد کرنے کے متعلق میرا تفصیلی بیان گزر چکا ہے جب یہ سال آیا تو وزیر القاسم بن عبیداللہ نے محمد بن سلیمان اور دوسرے سرداروں کو لکھا کہ صاحب الشامہ اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کریں، وہ لوگ جانب روانہ ہو کے ایسے مقام تک پہنچے کہ وہاں سے حماۃ کا فاصلہ بارہ میل تھا اس مقام پر چھ محرم بروز منگل کو قرمطی کے ساتھیوں سے مقابلہ ہوا، قرمطی نے اپنے ساتھیوں کو آگے کر دیا تھا اور خود ایک جماعت کے ہمراہ پیچھے رہ گیا تھا، اس کے ساتھ وہ مال بھی تھا جو اس نے جمع کیا تھا اس نے گاؤں کو اپنے پیچھے کر لیا تھا۔

اسلام غالب آ گیا

جنگ شروع ہو گئی اور خوب گھمسان کا رن ہوئی، قرمطی کے ساتھیوں کو شکست ہوئی وہ قتل کئے گئے اور بکثرت گرفتار کئے گئے، باقی لوگ جنگلات میں منتشر ہو گئے، خلافت کے سپاہیوں نے شب ۷ محرم بدھ کو ان کا تعاقب کیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب قرمطی نے وہ سراسیمگی وشکست دیکھی جو اس کے ساتھیوں میں پیدا ہو چکی تھی اس نے اپنے ایک بھائی پر جس کی کنیت ابوالفضل تھی مال کو لاد دیا اور اسے یہ حکم دیا کہ جنگلوں میں چلا جائے اور جب وہ خود کسی مقام میں ظاہر ہو تو اس کے پاس آ جائے۔

وہ خود اس کا چچا زاد بھائی المدثر، اور اس کا ساتھی مطوق اور اس کا ایک رومی غلام سوار ہو گئے، اس نے ایک رہبر لے لیا اور جنگل میں گزرتا ہوا کوفے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ ایک مقام تک پہنچا جو الدالیہ کے نام سے مشہور تھا شاہراہ فرات کے علاقوں میں سے تھا اور اس پر راہ فرات کے حاکم و گورنر کی حکومت تھی۔

دشمن اسلام کی گرفتاری

ان کے ہمراہ جو کچھ رسد و چارہ تھا وہ سب ختم ہو گیا۔ اپنے ہمراہیوں میں سے کسی کو بھیجا کہ ضروری اشیاء حاصل کرے۔ وہ الیہ میں جو دالیہ ابن طوق کے نام سے مشہور تھا ضروریات کی خریداری کے لئے داخل ہوا تو لوگوں کو اس کی شکل اجنبی معلوم ہوئی، کچھ پوچھا تو وہ صاف نہ بول سکا، اس علاقے کے اسلحہ خانے کے افسر کو اس کا حال بتایا گیا جس کا عرف ابی خمزہ تھا وہ امیر المؤمنین مکتفی کے الرحبہ و طریق فرات احمد بن محمد بن کشمرد کا نائب تھا، وہ ایک فوج کے ہمراہ سوار ہو کے آیا، اس شخص سے اس کا حال دریافت کیا اس نے خبر دی کہ صاحب الشامہ ایک ٹیلے کے پیچھے تین آدمیو کے ہمراہ موجود ہے۔

وہ ان کی طرف روانہ ہوا اور انھیں گرفتار کر کے ابو خمزہ اور ابن کشمرد نے مکتفی کے پاس رقہ روانہ کر دیا، قرمطی کے دستوں اور گروہوں میں جن پر اہل لشکر قابو پا سکے انھیں قتل اور قید کرنے کے بعد تلاش کرنے سے لوٹ آئے۔

فتح نامہ

محمد بن سلیمان نے وزیر کو فتح کے متعلق یہ خط لکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میرے وہ خطوط جو قرمطی اور اس کے گروہوں کی خبر کے بارے میں وزیر کے پاس، اللہ اسے عزت دے پہلے بھیجے گئے تھے، امید ہے کہ انشاء اللہ پہنچ گئے ہوں گے جب ۶ محرم منگل کا دن ہوا تو میں نے وفاداروں کے تمام لشکر کے ہمراہ قصبہ قروانہ سے علیانہ کی طرف کوچ کیا ہم نے اپنے سپاہیوں کو ان کے مراتب کے مطابق قلب، میمنے، اور میسرے وغیرہ میں مرتب کیا تھا میں دور نہ ہوا تھا کہ یہ خبر آئی کہ کافر قرمطی نے اسماعیل بن نعمان کے بھائی کے بیٹے نعمان کو جو اس کے مبلغین میں سے ہے، تین ہزار سواروں اور کچھ پیادوں کے ہمراہ روانہ کیا جو موضع تمغ میں جو کہ حماۃ سے بارہ میل کے فاصلے پر ہے، اترا ہے اس کے پاس وہ تمام سوار و پیادہ جو شہر نعمان اور فصیصی کے نواح اور بقیہ اطراف میں تھے جمع ہو گئے ہیں۔

اس خبر کو میں نے تمام لوگوں اور سرداروں سے چھپایا اور اسے ظاہر نہیں کیا اس رہبر سے جو میرے ہمراہ تھا قصبہ کا حال دریافت کیا کہ ہمارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے، اس نے بیان کیا کہ چھ میل، میں نے اللہ عز و جل پر بھروسہ کیا اور رہبر کو چلنے کا حکم دیا۔

ہم روانہ ہوئے میں کافروں کے پاس پہنچا تو انھیں تیاری کی حالت میں پایا، ہم نے ان کے مخبروں کو دیکھا جب انھوں نے ہمیں آتا دیکھا تو وہ بھی ہماری طرف بڑھے اور ہم ان کی طرف چلے، وہ چھ دستوں میں منتشر ہو گئے اور قیدیوں نے بتایا کہ انھوں نے اپنے سرداروں میں سے مسرور علیصی، ابو حمل، اور ہارون علیصی، کے غلام، ابو العذاب، رجاء، صافی اور ابو یعلی علوی کو پندرہ سو سواروں کے ہمراہ اپنے میسرے پر تعینات کیا۔ ہمارے میمنے کے مقابل اپنے میسرے کے پیچھے چار سو سواروں کے ہمراہ ایک لشکر کو کمین گاہ میں بٹھایا، قلب میں نعمان علیصی، ابو حطی، حماری اور اپنے بہادروں کی ایک جماعت کو چودہ سو سواروں کے ہمراہ مقرر کیا اور دو سو سواروں کو کمین بنایا۔

چھ سو سوار خاک اور خون میں لت پت

وہ مسلسل ہماری طرف بڑھتے رہے ہم لوگ جدا جدا ہوئے بغیر اللہ عزوجل کے بھروسے پر ان کی طرف چلتے رہے، میں نے وفاداروں، غلاموں، ران کے علاوہ دوسرے لوگوں کو جوش دلایا اور انھیں ڈرایا، فریقین نے ایک دوسرے کو دیکھا تو اس لشکر کو جوان کے میسرے میں تھا تازیانے مار کر جوش وخروش دلایا اس نے حسین بن حمدان پر جو میمنے کے ساتھ حملہ آور تھا قصد کیا، الحسین نے خدا اس پر برکت کرے اور اسے جزائے خیر دے خود بھی اور اس دستے کے تمام ساتھیوں نے بھی اپنے نیزوں سے ان کا مقابلہ کیا تو انھوں نے تلواریں لے لیں اور منہ پر مار کر روک لیا، شروع جنگ میں ہی چھ سو سوار خاک وخون میں لت پت ہو گئے۔ الحسین کے ساتھیوں نے پانچ سو آدمی اور چار سو چاندی کے طوق قبضے میں لے لئے، وہ لوگ پشت پھیر کے شکست کھا کے پلٹے، الحسین نے ان کا تعاقب کیا تو اس پر پلٹ پڑے اور مسلسل حملے پر حملے کرتے رہے، اس دوران میں ان کی ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت قتل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے انھیں فنا کر دیا اور ان میں سے سوائے چند کے جو دو سو سے بھی کم تھے کوئی نہ بچا۔

اس لشکر نے جوان کے میمنے پر تھا قاسم بن سیما، یمن خادم اور بنی شیبان اور بنی تمیم کے جو لوگ ان دونوں کے ہمراہ تھے ان پر حملہ کیا، ان لوگوں نے نیزوں سے ان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ نیزے ان کے سینوں میں توڑ توڑ دیئے۔ سپاہی ایک دوسرے سے ٹکرا گئے فاجروں کی بہت بڑی تعداد قتل ہوئی۔

ان کے حملے کے وقت خلیفہ بن المبارک اور لولو نے ان پر حملہ کیا، میں نے اسے تین سو سواروں کے ہمراہ خلیفہ اور اس کے تمام ساتھیوں کا بازو بنا دیا تھا۔ حالانکہ وہ لوگ بنی شیبان اور بنی تمیم سے جنگ کر رہے تھے کفار میں قتل عام برپا کیا گیا، سپاہیوں نے انکا تعاقب کیا، بنی شیبان نے ان میں سے تین سو آدمیاور سو طوق گرفتار کئے، اور خلیفہ کے ساتھیوں نے بھی اسی قدر گرفتار کئے۔

نعمان اور جو اس کے ہمراہ قلب میں تھے وہ ہماری طرف بڑھے، میں نے اور میرے ساتھ والوں نے حملہ کیا میں قلب اور میمنے کے درمیان میں تھا، خاقان، نصر قشوری، اور محمد بن کمشجور نے اور جو لوگ میمنے میں ان کے ہمراہ تھے نیز وصیف موشکیر، محمد بن اسحاق بن کنداجیق، اور کیغلغ کے دونوں بیٹوں نیز مبارک القمی، ربعیہ بن محمد، مہاجرین طلیق، مظفر بن حاج، عبداللہ بن حمدان، جی الکبیر، وصیف البکتمری اور بشر بکتمر یا ور محمد بن قراطغان نے خوب حملے کئے وہ سب میمنے کے بازو میں تھے جنھوں نے ان لوگوں پر حملہ کیا جوان کے قلب میں تھے اور جوان لوگوں سے علیحدہ ہو گئے تھے جنھوں نے یمین ابن حمدان پر حملہ کیا تھا وہ کفار کے سوار و پیادہ سپاہیوں کو برابر قتل کرتے رہے یہاں تک کہ پانچ میل سے زیادہ تک انھیں قتل کیا۔

میں میدان جنگ سے نصف میل سے آگے بڑھ گیا تو یہ اندیشہ ہوا کہ کفار کی جانب سے ہمارے آدمیوں پر حیلہ اور مکر کیا گیا ہوگا چنانچہ میں رک گیا یہاں تک کہ وہ لوگ بھی مجھ سے مل گئے میں نے انھیں اور تمام لوگوں کو اپنے پاس جمع کر لیا، میرے آگے آگے امیر المومنین کا نیزہ مبارک تھا جسے میں نے اور سپاہیوں نے اول وقت میں اٹھایا تھا۔

عیسیٰ نوشری اپنے سوار و پیادہ لشکر کے ہمراہ جیسا کہ میں نے اس کے لئے مقرر کر دیا تھا ان کے پیچھے دیہات کی طرف سمید ان جنگ کو روکے رہا اور اپنے مقام سے نہیں ہٹا یہاں تک کہ سب لوگ ہر مقام سے میرے پاس واپس آ گئے میں نے اسی مقام میں اپنا خیمہ نصب کیا جہاں میں ٹھہرا تھا یہاں تک کہ سب لوگ پہنچ گئے اور میں ٹھہرا رہا، میں

نے نماز مغرب پڑھی لشکر میں سکون آ گیا مخبروں کو روانہ کیا میں نے اس پر اللہ کی بہت حمد کی کہ اس نے ہمارے لئے مدد مہیا فرمائی۔

امیر المؤمنین کے سرداروں اور اس کے غلاموں نے اور عجم وغیرہ نے اس سلطنت مبارک کی مدد کی اور اس کی خیر خواہی میں کوئی ایسا مرتبہ نہیں چھوڑا کہ جس پر وہ نہ پہنچے ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب پر برکت نازل کرے۔

جب لوگوں نے آرام کر لیا تو میں اور سردار نکلے تا کہ صبح تک ہم لشکر کے باہر قیام کریں کہ مبادا کفار کوئی چال نہ چلیں میں اللہ سے تمام نعمت اور توفیق کا شکر مانگتا ہوں اللہ میرے سردار وزیر کو عزت دے اب میں حماۃ کی جانب کوچ کرنے والا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سلیمہ روانہ ہوں گا کیونکہ ان کفار میں سے اس کافر کے جو ساتھی بچے ہیں وہ سلیمہ میں ہیں کیونکہ وہ کافر تین دن سے اسی طرف گیا ہے، میں اس بات کا بھی محتاج ہوں کہ وزیر تمام سرداروں اور تمام قبائل عرب کو بنی شیبان و تغلب و بنی تمیم کو حکمنامہ روانہ کردے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے کہ جس ہمت و جرات کا مظاہرہ ان سے اس جنگ میں ہوا ان میں سے کسی نے نہ چھوٹے نہ بڑے نے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔

اللہ کے لئے حمد ہے اس پر جو اس نے عطا فرمایا اور اسی میں سے تمام نعمت کی درخواست کرتا ہوں، جب میں نے سر جمع کرنے کا حکم دیا تو ابو حمل اور ابو عذاب اور ابو بغل کا سر بھی ملا اور کہا گیا ہے کہ نعمان بھی قتل کر دیا گیا میں نے اس کی تلاشی اور اس کا سر لینے کے لئے اور اسے سروں کے ساتھ امیر المؤمنین کی بارگاہ میں روانہ کرنے کا حکم دیا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ملحدوں کا انجام بد

۲۶ محرم پیر کو صاحب الشام کو رقہ کی طرف سے لوگوں کے سامنے ایک دوکوہانوالے اونٹ پر بٹھا کر نکالا گیا وہ حریر کی لمبی ٹوپی اور دیبا کی عبا پہنے تھا اس کے آگے آگے مدثر اور مطوق بھی دو اونٹوں پر تھے، مکتفی نے اپنے لشکروں کو محمد بن سلیمان کے ہمراہ چھوڑ دیا اور خود اپنے خاص غلاموں اور خادموں کے ساتھ روانہ ہو گیا قاسم بن عبید اللہ بھی اس کے ہمراہ رقہ سے بغداد روانہ ہوا، اس کے ساتھ قرمطی، مدثر، مطوق اور اس جنگ کے قیدیوں کی ایک جماعت بھی روانہ کی گئی۔ یہ واقعہ اسی سال کے اوائل سفر میں پیش آیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب بغداد پہنچا تو اس نے یہ قصد کیا کہ قرمطی کو دقل (کھجور کے تنے) پر پھانسی کر کے اور دقل کو ہاتھی کی پشت پر کر کے مدینۃ الاسلام میں داخل کرے، اس نے دروازوں کی ان محرابوں کے منہدم کرنے کا حکم دیا جن میں سے ہاتھی گزرے کیونکہ وہ کھجور کے تنے سے پست تھیں۔ جیسے باب الرصافہ اور باب الطاق وغیرہ۔

بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ نے اس کے اس فعل کو ناپسند کیا یا زمان کے غلام دمیانہ نے ایک کرسی بنائی اور یہ یہ کرسی ہاتھی کی پشت سے باندھ دی گئی، بیان کیا جاتا ہے کہ ہاتھی کی پشت سے اس کی بلندی ڈھائی گز تھی۔

مکتفی کی بغداد واپسی

۲ ماہ ربیع الاول یوم پیر صبح کے وقت مکتفی مدینۃ الاسلام میں داخل ہوا اور اس نے قیدیوں کو بیڑیاں پہنا کر اور مطوق کو اونٹوں پر اپنے آگے کیا، وہ حریر کی عبائیں اور حریر کی لمبی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان ایک لڑکا تھا جس کی ڈاڑھی نہیں نکلی تھی اس کے منہ میں ایک لکڑی کر دی گئی تھی اور وہ دہانے کے طور پر اس کی گدی سے باندھ دی گئی

تھی کیونکہ وہ رقہ میں داخل کیا گیا تو جب لوگ اس پر بدعا کرتے تھے تو وہ ان کو گالیاں دیتا تھا اور ان پر تھوکتا تھا اس کے ساتھ یہ کیا گیا کہ وہ کسی انسان کو گالی نہ دے۔

مکتفی نے مصلا سے عتیق کے شرقی جانب ایک چبوترہ بنانے حکم دیا ۲۰×۲۰ گز ہو جس کی بلندی تقریباً دس گز ہو، اس کے لئے سیڑھیاں بنائی گئیں جن سے ان پر چڑھا جاتا تھا۔

بچے کھچے باغیوں کی سرکوبی

مکتفی نے مدینۃ الاسلام واپس آتے ہوئے اپنے لشکروں کو محمد بن سلیمان کے ہمراہ رقہ میں چھوڑ دیا تھا محمد بن سلیمانؑ نے قرمطی کے ان سرداروں، قاضیوں اور پولیس والوں کو جو اس نواح میں تھے سمیٹ کر گرفتار کر لیا اور ان کے بیڑیاں ڈال دیں سرداراس کے ہمراہ رہ گئے تھے فرات کے راستے سے مدینۃ الاسلام روانہ ہوئے۔

جمعرات کی شب ۱۲ ربیع الاول کو باب الانبار پہنچا ہمراہ سرداروں کی ایک جماعت بھی تھی جن میں خاقان مفلحی اور محمد بن اسحاق بن کنداجیق وغیرہ شامل تھے ۔ان سرداروں کو جو بغداد میں تھے محمد بن سلیمان کے استقبال اور اس کے ہمراہ آنے کا حکم دیا گیا۔ وہ بغداد میں اس طرح داخل ہو کہ اس کے آگے آگے ستر سے زیادہ قیدی تھے، الثریا گیا تو اسے خلعت سے نوازا گیا سوانے کا طوق اور سونے کے دو کنگن پہنائے گئے، ساتھ آنے والے تمام سرداروں کو بھی خلعت دئے گئے طوق اور کنگن پہنا کے اپنے اپنے مکانوں کو واپس کئے گئے، قیدیوں کے لئے قید خانے کا حکم دیا گیا۔

قرمطی کا جوش لہو

صاحب الشامہ سے مذکور ہے کہ جب وہ مکتفی کی قید میں تھا تو اس نے اس دسترخوان سے جو اس کے پاس لایا جاتا تھا ایک پیالے کو توڑ ڈالا اور اس کی ایک کرچی لے لی اور اس سے اپنے جسم کی کوئی رگ کاٹ ڈالی جس سے بہت سا خون نکلا جسے اپنے ہاتھ سے بند کر دیا، جب وہ شخص اس سے واقف ہوا کہ اس کی خدمت کے لئے مقرر کیا گیا تھا تو اس نے دریافت کیا کہ یہ اس نے کیوں کیا، اس نے کہا تھا کہ میرے خون میں جوش پیدا ہو گیا تھا میں نے اسے نکال دیا پھر اس نے چھوڑ دیا یہاں تک کہ تندرست ہو گیا اور اس کی قوت واپس آ گئی۔

قرامطہ کیفر کردار تک

جب ۲۳ ربیع الاول کا دن ہوا تو مکتفی نے سرداروں اور غلاموں کو اس چبوترے پر حاضر کرنے کا حکم دیا جس کے بنانے کا اس نے حکم دیا تھا کثیر تعداد میں عوام حاضر ہونے کے لئے نکلی احمد بن محمد الواثقی جو اس زمانے میں مدینۃ الاسلام کی پولیس کا والی تھا اور محمد بن سلیمان کا کاتب لشکر چبوترے پر بیٹھ گئے۔ جن قیدیوں کو مکتفی اپنے ہمراہ رقہ سے لایا تھا اور جنھیں محمد بن سلیمان لایا تھا اور ان قرامطہ کو جو قید خانے میں تھے اور جو کوفے میں جمع کئے گئے تھے اسی طرح اہل بغداد کی ایک جماعت کو جو قرامطہ کے مذہب پر تھی۔ باقی شہروں کے بدمعاشوں کی ایک جماعت کو جو قرامطہ نہ تھے اور بہت تھوڑے تھے اونٹوں پر سوار کیا گیا اور چبوترے پر حاضر کئے گئے اپنے اونٹوں پر ہی لٹکائے گئے ان میں ہر شخص پر دو خادم مقرر کئے گئے کہا گیا ہے کہ وہ لوگ تین سو بیس سے کچھ زائد تھے اور کہا گیا ہے کہ وہ تین سو ساٹھ تھے۔

الحسین بن ذکرویہ قرمطی عرف صاحب الشامہ کو بھی لایا گیا اس کے ہمراہ اس کا چچازاد بھائی عرف مدثر بھی ایک خچر پر ایسے ھودج میں تھا جس پر پردہ لٹکا دیا گیا تھا ان کے ہمراہ پیادہ و سواروں کی ایک بڑی تعداد بھی تھی۔ ان دونوں

کو چبوترے پر چڑھایا گیا اور دونوں کو بٹھایا گیا۔

ان قیدیوں میں سے چونتیس آدمیوں کو آگے کیا گیا اور یکے بعد دیگرے اس طرح ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور گردنیں ماردی گئیں کہ آدمی پکڑا جاتا تھا پھر اسے منہ کے بل گرادیا جاتا تھا پھر اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جاتا تھا ،اور اسے نیچے پھینک دیا جاتا تھا پھر اسے بٹھایا جاتا تھا پھر اس کا سر کھینچا جاتا تھا اور اس کی گردن ماردی جاتی تھی۔ سر اور لاش کو نیچے پھینک دیا جاتا تھا۔ ان قیدیوں میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے تھے جو چلا رہے تھے ،فریاد کر رہے تھے اور قسم کھا رہے تھے کہ وہ قرامطہ میں سے نہیں ہیں۔

جب ان چونتیس آدمیوں کو قتل کر دیا گیا جو قرمطیوں کے معزز ساتھیوں اور ان کے بڑوں میں سے تھے تو مدثر کو آگے لایا گیا اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے گردن ماردی گئی۔

صاحب الشامہ قرمطی کا انجام

پھر قرمطی کو آگے کیا گیا اور اسے دوسو کوڑے مارے گئے پھر اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹے گئے اور داغا گیا پھر اسے بے حس کر دیا گیا، پھر ایک لکڑی لی گئی اور اس میں آگ لگائی گئی اور اسے اس کے دونوں کولہوں اور پیٹ پر رکھا گیا وہ اپنی دونوں آنکھیں کھولنے اور بند کرنے لگا، جب انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ مرجائے گا تو اس کی گردن ماردی گئی ،اس کا سر ایک لکڑی پر بلند کیا گیا جو لوگ چبوترے پر تھے انھوں نے تکبیر کہی اور باقی لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔

جب وہ قتل کر دیا گیا تو سردار اور وہ لوگ جو دیکھنے کے لئے آئے تھے کہ قرمطی کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے واپس ہو گئے ،اور واثقی اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ساتھ اسی مقام پر عشاء کے آخر وقت تک ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ باقی قیدیوں کی بھی گردنیں ماردی گئیں جو چبوترے پر حاضر کئے گئے تھے پھر وہ واپس ہوا۔

جب دوسرا دن ہوا تو مقتولین کے سر مصلّٰی سے جسر روانہ کئے گئے ،قرمطی کا بدن بغداد کے جسر الاعلیٰ کے ایک کنارے لٹکا دیا گیا بدھ کو مقتولین کی لاشوں کے لئے چبوترے کے کنارے کنویں کھودے گئے وہ اس میں ڈال دئے گئے اور کنویں پاٹ دئے گئے کچھ دن بعد چبوترہ حکماً منہدم کر دیا گیا۔

ایک امان یافتہ قرمطی

۱۴ ربیع الآخر کو قاسم بن سیما طریق الفرات کے انتظام سے واپس ہو کر بغداد آیا اس کے ہمراہ بنی علیص کا ایک شخص جو صاحب الشامہ قرمطی کے ساتھیوں میں سے تھا اور اس کے پاس امان میں داخل ہوا تھا وہ قرمطی کے مبلغین میں سے تھا اور اس کی کنیت ابو محمد تھی۔

اس کے امان میں داخل ہونے کا یہ سبب ہوا کہ حکومت نے اس کے پاس قصد بھیجا اور اس سے احسان کا وعدہ کیا بشرطیکہ وہ امان میں داخل ہو جائے کیونکہ شام کے نواح میں سرداران قرامطہ میں سے اس کے سواء کوئی باقی نہ رہا تھا اور وہ بنی علیص کے آزاد غلاموں میں سے تھا۔ جنگ نے اسے کسی دشوار علاقے میں چھپنے پر مجبور کر دیا تھا جس سے وہ بچ گیا ،اپنی جان کے خوف سے اسے امان اور اطاعت میں داخل ہونے کی خواہش ہوئی جو لوگ اس کے ساتھ تھے مدینۃ الاسلام پہنچے وہ ساٹھ سے زیادہ آدمی تھے انھیں امن دیا گیا احسان کیا گیا اور وہ مال دیا گیا جو ان کے پاس روانہ کیا گیا تھا۔ اسے اور اس کے ہمراہیوں کو القاسم بن سیما کے ہمراہ مالک بن طوق کے میدان کی طرف روانہ کر دیا گیا ان کے

لئے تنخواہیں جاری کی گئیں۔

بدعہدی کا انجام

جب قاسم بن سیما اپنے علاقے تک پہنچ گیا اور وہ لوگ بھی اس کے ہمراہ مدت تک رہے تو انھوں نے اس کے ساتھ بدعہدی کرنے پر اتفاق کرلیا اور اس کے متعلق آپس میں مشورہ کیا، قاسم ان کے ارادے سے واقف ہوگیا اس نے پہل کر کے تلوار چلادی اور انھیں ہلاک کر دیا اور ان کی بڑی تعداد کو گرفتار کرلیا جو بنی علیص باقی رہ گئے تھے وہ نکال دیے گئے اور ان کی عزت جاتی رہی۔

وہ ایک مدت تک عرض سماوہ اور اس کے نواح میں نظر بند کر دیے گئے یہاں تک کہ خبیث ذکرویہ نے ان سے خط و خطابت کی اور یہ لکھا کہ اس کے پاس یہ وحی آئی ہے کہ شیخ اور اس کا بھائی قتل کیے جائیں گے اور اس کا وہ امام جس پر وحی آتی ہے وہ ان دونوں کے بعد ظاہر ہوگا وہ فتح مند ہوگا۔

۹ جمادی الاولیٰ جمعرات کو مکتفی نے اپنے بیٹے محمد کا جس کی کنیت ابو احمد تھی بوالحسین القاسم بن عبیداللہ کی بیٹی سے ایک لاکھ دینار مہر پر نکاح کیا۔

اسی سال آخر ماہ جمادی الاول میں جبی کے علاقے سے ایک خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ جبی اور اس سے متصل علاقے میں کسی وادی (دامن کوہ) ہیں الجبل سے سیلاب آیا جس سے تقریباً تیس فرسخ علاقہ غرق ہوگیا جس میں مخلوق کثیر غرق ہوگئی مویشی اور غلے بھی غرق ہوگئے مکانات اور دیہات ویران ہوگئے ڈوبنے والوں میں سے بارہ سو آدمی نکالے گئے جو نا ملے ان کے علاوہ تھے۔

یکم رجب اتوار کو مکتفی نے کاتب لشکر محمد بن سلیمان کو اور بڑے بڑے سرداروں کی ایک جماعت کو خلعت سے نوازا جن میں محمد بن اسحاق بن کنداجیق، خلیفہ بن مبارک عرف ابوالاغرا، کیغلغ کے دونوں بیٹے بندقہ بن کمشجور اور دوسرے سردار بھی تھے انھیں محمد بن سلیمان کی فرماں برداری کا حکم دیا، محمد بن سلیمان خلعت پہن کر نکلا باب الشماسیہ میں اپنے خیمے میں پہنچا وہیں پڑاؤ کیا سرداروں کی جماعت نے بھی اس کے ہمراہ پڑاؤ کیا ان کی روانگی دمشق و مصر پر قبضہ کرنے کے لئے ہوئی تھی کیونکہ حکومت کو معلوم ہو چکا تھا کہ مصر کمزور ہوگیا ہے، اہل مصر قرمطی سے لڑنے آئے تھے مگر یا تو قتل ہوئے یا جان چرا کر چلے گئے محمد بن سلیمان اور اس کے ساتھی تقریباً دس ہزار آدمی تھے انھوں نے ۶ رجب کو باب شماسیہ سے کوچ کیا اس نے رفتار میں تیزی کا حکم دیا۔

جہاد ترکستان

۲۷ رجب کو مدینۃ الاسلام کی دونوں جامع مسجدوں میں وہ عریضہ پڑھ کر سنایا گیا جو خراسان سے اسماعیل بن احمد کی جانب سے آیا تھا جس میں یہ ذکر تھا کہ ترکوں نے بہت بڑے لشکر اور مخلوق کثیر کے ساتھ مسلمانوں کا قصد کیا۔ ان کے لشکر میں سات سو ترکی قبے تھے، قبہ ان کے سالاروں کے علاوہ کسی کے لئے نہیں ہوتا تھا، اس کے سرداروں میں ایک شخص کو لشکر کے ہمراہ اس کی طرف روانہ کیا گیا، لوگوں میں کوچ کا اعلان کیا گیا، تو رضا کار مجاہدین میں سے بہت سے لوگ نکلے، صاحب لشکر ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے ترکوں کی جانب روانہ ہوا، مسلمان ان کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ وہ لوگ غافل تھے، صبح ہوتے ہی ان پر حملہ کر دیا ان کی کثیر تعداد قتل کر دی گئی، اور باقی بھاگ گئے لشکر لوٹ لیا گیا، مسلمان اپنے مقام پر صحیح و سالم اور مال غنیمت لے کے واپس ہوئے۔

اسی سال شعبان میں یہ خبر آئی کہ شاہ روم نے دس صلیبین جن کے ہمراہ ایک لاکھ آدمی تھے سرحدوں کی جانب روانہ کیں، ان کی ایک جماعت نے الحدث پر حملہ کیا۔ لوٹا اور جن مسلمانوں پر قابو پالیا انھیں قید کیا اور شہر کو آگ لگادی۔

اسی سال کے رمضان میں قاسم بن سیما کو الرحبہ سے عریضہ آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ ان اعراب بنی علیص اور ان آزاد غلاموں نے جو قرمطی کے ساتھ تھے اب خلافت سے اور اس سے امن لے لیا تھا انھوں نے عہد توڑ دیا اور بے وفائی کی ان کا ارادہ تھا کہ عید الفطر کے دن لوگوں کے نماز عید میں مشغول ہونے کے وقت وہ الرحبہ پر حملہ کریں گے جس کو پائیں گے اسے قتل کریں گے آگ لگادیں گے اور لوٹ لیں گے، میں نے حیلے سے ان پر حملہ کر دیا کچھ قتل کر ڈالے اور ڈیڑھ سو کو گرفتار کرلیا جو دریائے فرات میں غرق ہونے والے فسادیوں کے علاوہ تھے میں قیدیوں کو لا رہا ہوں، ان میں ایک جماعت سرداروں کی بھی ہے اور جو قتل ہوئے ہیں ان کے سر بھی۔

رومیوں کے خلاف مسلمانوں کی عظیم الشان کامیابی

اسی سال آخر ماہ رمضان میں الرقہ سے ابو معدان کی جانب سے طرسوس سے خبر رسانی کے ذیل میں ایک مراسلہ آیا کہ اللہ نے ایک شخص غلام زرافہ کو اس جنگ میں ظاہر کیا جو اس وقت رومیوں نے شہر انطاکیہ میں کی، لوگوں کا گمان تھا کہ دریا کے ساحل پر قسطنطنیہ اور یہ شہر برابر ہیں، غلام زرافہ نے اسے زبردستی تلوار کے ذریعے سے فتح کرلیا، کہا گیا ہے کہ اس نے پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کردیا ،اور قریب قریب اتنے ہی قید کئے، مسلمان قیدیوں میں سے چار ہزار کو چھڑا لیا رومیوں کی ساٹھ کشتیاں چھین لیں جن میں گلام اور سونا چاندی اور مال و اسباب غنیمت لادا گیا اس جنگ میں حاضر ہر شخص کے حصے کا اندازہ کیا تو ایک ہزار دینار ہوا، مسلمان اس سے خوش ہوئے اور میں نے اس عریضے کے بھیجنے میں اس لئے عجلت کی تاکہ وزیر کو اس کی اطلاع ہو جائے، یہ عریضہ ۱۰ رمضان کو لکھا گیا۔

اسی ال الفضل بن عبدالملک بن عبداللہ بن عباس بن محمد نے لوگوں کے لئے حج کا انتظام کیا۔

واقعات ۲۹۲ھ

بغاوت کی ناکام کوشش

بصرہ سے نزار بن محمد نے حکومت کے حضور میں ایک شخص کو بغداد روانہ کیا جس کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بغاوت کرنے کا ارادہ کیا اور واسط گیا تھا، نزار نے اس کی تلاش میں کسی شخص کو روانہ کیا جس نے اسے واسط میں گرفتار کر کے بصرہ روانہ کردیا، بصرہ میں ایک جماعت کو گرفتار کرلیا جنھوں نے اس سے بیعت کی ہے۔ نزار نے ان سب کو ایک کشتی میں بغداد روانہ کردیا۔

وہ لوگ فرضۃ بصرمین (بصریوں کے گھاٹ) پر ٹھہرائے گئے۔ سرداروں کی ایک جماعت کو فرضۃ بصرمین روانہ کیا گیا اس کے آگے آگے اس کا بیٹا بھی جو بچہ تھا ایک اونٹ پر تھا، ہمراہ انتالیس آدمی بھی اونٹوں پر تھے ان کی ایک بڑی تعداد ریشم کی لمبی ٹوپیاں اور ریشم کی عبائیں پہنے تھی، ان میں سے اکثر فریاد کر رہے تھے، اور قسم کھا رہے تھے کہ وہ بری ہیں، وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ اس نے کس بات کا دعویٰ کیا۔ ان سب کو کھجور والوں اور باب کرخ اور خلد میں لے چلے یہاں تک کہ مکتفی کے محل میں پہنچادیا اس نے ان کو واپس کرنے اور نئے قید خانے میں قید کرنے کا

حکم دیا۔

اسی سال محرم میں اندرونقش الرومی نے مرعش اور اس کے نواح کو لوٹا اہل مصیصہ اور اہل طرسوس بھاگے۔ ابو الرجال بن ابی بکار پر مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مصیبت آگئی۔

بغداد کا مصر پر حملہ

اسی سال محرم میں محمد بن سلیمان، ہارون بن خمارویہ سے جنگ کے لئے حدود مصر کیجانب روانہ ہوا۔ مکتفی نے یازمان کے غلام ومیانہ کو بغداد سے روانہ کیا اور اسے دریا کے سفر اور مصر جانے اور نیل میں داخل ہونے اور مصر کے لشکر کی رسد بند کرنے کا حکم دیا، حسب حکم وہ گیا اور نیل میں داخل ہو کے جسر تک پہنچ گیا اور وہاں مقیم ہو گیا اس نے ان پر تنگی کی محمد بن سلیمان لشکروں کے ہمراہ ان لوگوں کی طرف خشکی کے راستے سے روانہ ہوا الفسطاط کے قریب پہنچا تو سرداران شہر نے اس سے خط وکتابت کی سب سے پہلے جو شخص نکلا وہ بدر حمامی تھا وہ ان لوگوں کا سردار تھا اس کے اس فعل نے ان لوگوں کے حوصلوں کو توڑ دیا، پھر تو ان مصری اور غیر مصری سرداروں کا تانتا بندھ گیا جو اس سے امان لے رہے تھے۔

ہارون بن خمارویہ کا اتفاقیہ قتل

جب ہارون نے اور اس کے ساتھ باقی لوگوں نے یہ دیکھا تو وہ محمد بن سلیمان کی طرف بڑھے بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے درمیان جنگ لڑائیاں ہوئیں بعض دنوں میں ہارون کے ساتھیوں میں جھگڑا ہو گیا، انھوں نے آپس میں جنگ کی تو ہارون نکلا کہ اس کو ٹھنڈا کرے اسے کسی مغربی نے ایک تیر مارا اور قتل کر دیا۔

مصر پر قبضہ

محمد بن سلیمان کو یہ خبر پہنچی تو وہ اور اس کے ساتھی الفسطاط میں داخل ہوئے طولون کے اہل وعیال وا گرہ کے مکانات پر قبضہ کر کے ان سب کو گرفتار کر لیا، وہ دس سے کچھ زائد تھے، انھیں بیڑیاں پہنا کے قید کر دیا تمام مال لے لیا اور فتح کی خبر لکھ دی۔ یہ واقعہ اسی سال کے صفر میں ہوا تھا۔

محمد بن سلیمان کو طولون کے اہل وعیال اور سرداروں کی روانگی کے متعلق لکھا گیا کہ ان میں سے وہ کسی کو نہ مصر میں چھوڑے اور نہ شام میں بلکہ سب کچھ بغداد روانہ کر دے، اس نے یہی کیا۔

ذکرویہ کی لاش کی تباہی

اسی سال ۳ ماہ ربیع الاول کو عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر کے مکان کی شرقی جانب کی دیوار جو پہلے پل کے سرے پر تھی الحسین بن ذکرویہ القرمطی پر گر پڑی جو اس دیوار کے قریب مصلوب لٹکا ہوا تھا اس نے اسے اس طرح پیس دیا پھر اس میں سے کچھ نہ ملا۔

خلیجی کا مصر پر قبضہ

اسی سال ماہ رمضان میں یہ خبر آئی کہ مصریوں کا ایک سردار جس کا عرف خلیجی اور نام ابراہیم تھا، حدود مصر کے آخر میں محمد بن سلیمان سے لشکر وغیرہ کی جماعت کے ہمراہ پیچھے رہ گیا جن کو اس نے اپنی طرف مائل کر لیا تھا، سلطنت کا مخالف بن کر مصر کی طرف روانہ ہو گیا راستے میں ایک جماعت جو فتنے کو پسند کرتی تھی ساتھ ہو گئی یہاں تک کہ مجمع بہت

ہو گیا۔

جب وہ مصر گیا تو عیسیٰ نوشری نے اس سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا عیسیٰ نوشری اس زمانے میں وہاں کی آمدنی کا حاکم تھا مگر وہ خلیجی کے ہمراہیوں کی کثرت کی وجہ سے عاجز رہا۔ وہ اس کے مقابلے سے بچ کر اسکندریہ چلا گیا اور مصر خالی کر دیا خلیجی داخل ہو گیا۔

اسی سال حکومت نے معتضد کے آزاد غلام فاتک کو مغرب کی حالت کی اصلاح اور خلیجی سے جنگ کے لئے متعین کر کے بدر حمامی کو اس کا مشیر مقرر کر کے بھیجا۔ سرداروں کی ایک جماعت اور بہت بڑا لشکر اس کے ہمراہ کیا۔ اسی سال سات شوال کو فاتک اور بدر حمامی کو ان دونوں کی روانگی مصر کی نامزدگی پر خلعت پہنائی گئی اور انھیں بہت جلد روانگی کا حکم دیا گیا اور ۱۲ شوال کو فاتک اور بدر حمامی روانہ ہوئے۔

اسی سال صف شوال کو رستم بن بردوا شہر طرسوس اور شامی سرحدوں پر والی بن کر داخل ہوا۔

اسی سال مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان فدیے کا معاملہ ہوا۔ اس کا پہلا دن اسی سال ۲۴ ذی القعدہ کو ہوا جن کو مسلمانوں کی طرف سے فدیے میں دیا گیا بیان کیا گیا ہے کہ ایک ہزار سے تقریباً دو سو زائد تھے۔ رومیوں نے بدعہدی کی اور پلٹ گئے، مسلمان بھی ان رومی قیدیوں کو لے کے جوان کے ساتھ باقی رہ گئے تھے واپس ہوئے۔ فدیے اور صلح کا عقد ابوالعشائر اور قاضی مکرم کی جانب سے ہوا تھا، جب اندرونقش سے مرعش کی لوٹ کا اور ابورجال وغیرہ کے قتل کا واقعہ سرزد ہوا تو ابوالعشائر معزول کر دیا گیا اور رستم کو والی بنایا گیا، پھر فدیہ اس کے ہاتھ پر ہوا جو شخص رومیوں کی جانب سے معاملہ فدیہ پر مقرر تھا اس کا نام اسطانہ تھا۔

اسی سال فضل بن عبدالملک بن عباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۹۳ھ

شاہی فوج پر خلیجی کی فتح

۲۵ صفر کو خبر آئی کہ خلیجی جس نے زبردستی مصر پر غلبہ کر لیا تھا اس نے احمد بن کیغلغ اور سرداروں کی ایک جماعت سے عرش کے قریب جنگ کی، اس نے انھیں بہت بری شکست دی اس جانب روانگی کے لئے ان سرداروں کی ایک جماعت مقرر کی گئی جو مدینۃ الاسلام میں مقیم تھے جن میں ابراہیم بن کیغلغ بھی شامل تھا وہ لوگ روانہ ہو گئے۔

اسی سال ۷ ربیع الاول کو طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث الصفار کا ایک سردار جس کا عرف ابوقابوس تھا سیستانی لشکر کو چھوڑ کر امان لے کر مدینۃ الاسلام میں آیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ طاہر بن محمد سیر و شکار میں مشغول ہو گیا اور شکار و تفریح کے لئے بجستان چلا گیا فارس کی حکومت پر لیث بن علی بن لیث اور عمرو بن لیث کے مولی سبکری نے غلبہ کر لیا اس نے طاہر کے اختیارات اور نام میں اپنے لئے تدبیر کی تو ان میں اور ابوقابوس میں اختلاف ہو گیا اس نے انھیں چھوڑ دیا اور حکومت کے دروازے پر چلا گیا حکومت نے اسے قبول کیا اسے اور اس کی ہمراہی جماعت کو خلعت سے نوازا خوش آمدید کہا اور اس کا اکرام کیا۔

طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث نے ابو قابوس کو اپنے پاس واپس کرنے کی درخواست کی کیونکہ اس نے اسے بعض معاملات فارس میں قائم سمجھا تھا اس نے مال وصول کیا اور اپنے ہمراہ لے گیا اگر اسے واپس نہ کیا جائے تو یہ درخواست ہے کہ وہ مال فارس جس کا اس سے مطالبہ کیا گیا ہے اور جسے وہ اپنے ہمراہ لے گیا ہے اس کا حساب کر لیا جائے مگر حکومت نے اس میں سے کسی بات کو قبول نہیں کیا۔

قرمطی کا بھائی اور ایک اور ظالم کا ظہور

اسی سال کے اسی مہینے میں یہ خبر آئی کہ حسین بن ذکرویہ عرف صاحب الشامہ کا ایک بھائی ایک جماعت کے ہمراہ فرات کے راستے سے دالیہ میں ظاہر ہوا اس کے پاس اعراب کیا ور چوروں کی ایک جماعت جمع ہو گئی ہے، وہ انھیں خشکی کے راستے سے دمشق کی طرف لے گیا اس علاقے میں فساد برپا کیا اور وہاں کے باشندوں سے جنگ کی،

اس سے مقابلے کے لئے الحسین بن حمدان بن حمدون کو نامزد کیا گیا جو لشکر کی جماعت کثیر کے ہمراہ نکلا قرمطی کی دمشق کی جانب روانگی اسی سال کے جمادی الاولی میں ہوئی تھی۔

پھر یہ خبر آئی کہ یہ قرمطی طبریہ گیا تو وہاں کے لوگ اس کے داخل ہونے میں مزاحم ہوئے اس نے جنگ کی اور داخل ہو گیا وہاں جو عورتیں اور مرد تھے ان میں اسے اکثر کو قتل کر دیا اور شہر کو لوٹ لیا اور بادیہ کی نواح میں لوٹ گیا۔

ماہ ربیع الآخر میں یہ خبر آئی کہ وہ داعی جو یمن کے نواح میں تھا وہ شہر صنعاء چلا گیا اس سے وہاں کے باشندوں نے جنگ کی جس میں وہ ان پر فتح یاب ہوا باشندوں کو قتل کر دیا ان مین سے سوائے چند کے کوئی نہ بچا اور وہ یمن کے تمام شہروں پر زبردستی قابض ہو گیا۔

برادر ابن ذکرویہ

محمد بن داؤد بنجراح سے مزکور ہے کہ اس نے کہا کہ ذکرویہ بن مہرویہ نے اپنے بیٹے صاحب الشامہ کیقتل کے بعد ایک شخص کو جو بچوں کو پڑھاتا تھا الزابوقہ نامی گاؤں روانہ کیا جو فلوجہ کے علاقے میں تھا، اس شخص کا نام عبداللہ بن سعید اور کنیت ابو غانم تھی مگر اس نے اپنے نام نصر رکھ لیا تا کہ اپنا حال پوشیدہ رکھے، قبائل کلب پر گھوم کر انھیں اپنے مذہب کی دعوت دینے لگا مگر کسی نے قبول نہ کیا، سوائے ایک شخص کے بنی زیاد میں سے تھا اور جس کا نام مقدام بن کیال تھا اس نے اس کے لئے ان اصبغیین کی چند جماعتوں کو جو فاطمیوں کی طرف منسوب تھے علیسین کے بے وقوفوں اور قبیہ کلب کی تمام شاخوں کے بدمعاشوں کو گمراہ کر دیا اور علاقہ شام پر قبضہ کا قصد کیا۔

دمشق اور الاردن پر احمد بن کیغلغ عامل تھا جو مصر میں ان ماابن خلیج سے جنگ کے لئے مقیم تھا جس نے محمد بن سلیمان کی مخالفت کی اور مصر کی طرف لوٹا اور اس پر غالب آ گیا۔

مصر و شام اور اردن میں خون ریزی و آتش زنی

عبداللہ بن سعید نے اس موقع کو غنیمت جانا اور بصرہ اور اذرعاط کی طرف چلا گیا جو حوران اور بشنیہ کے دیہات میں سے تھے اس نے وہاں کے باشندوں سے جنگ کی پھر انھیں امان دی پھر جب وہ مطیع ہو گئے تو جوانوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قید کر لیا اور مال واسباب کو لے لیا۔

دمشق کے قصد سے روانہ ہوا تو بالمقابل مصریوں کے وہ جماعت نکلی جو دمشق کی حفاظت کے لئے مامور تھی، احمد بن کیغلغ ان کو صالح بن فضل کے ساتھ چھوڑ گیا تھا قرمطی ان پر غالب آ گئے ان کی خون ریزی کی، امان کا وعدہ کر کے انھیں نے دھوکا دیا، صالح کو قتل کر دیا، اس کے لشکر کو توڑ دیا، شہر دمشق کا لالچ نہیں کیا حالانکہ وہ اسی کی طرف گئے تھے۔ انھوں نے طبریہ کی طرف شہر جنید، اردن کا قصد کیا، دمشق کے لشکر کی ایک خاصی تعداد جو فتنے میں مبتلا ہو گئی تھی ان سے مل گئی تھی، یوسف بن ابراہیم بن بغامروی نے جنگ کی جو اردن پر احمد بن کیغلغ کی جانب سے گورنر تھا اسے ان لوگوں نے شکست دی اور اسے امان دے کے بدعہدی کی اور قتل کر دیا، شہر اردن کو لوٹ لیا، عورتوں کو قید کر لیا اور باشندوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

حکومت نے الحسین بن حمدان کے ساتھ بڑے بڑے سرداروں کو ان کی تلاش میں روانہ کیا دمشق میں احمد بن حمدان ایسے وقت پہنچا جب اللہ کے دشمن طبریہ میں داخل ہو چکے تھے انھیں جب اس کی خبر پہنچی تو سماوہ کا رخ کیا حسین بیابان سماوہ میں ان کو تلاش کرتا ہوا ان کے پیچھے پیچھے گیا حالانکہ وہ لوگ ایک دریا سے دوسرے دریا کی طرف منتقل ہو رہے تھے اور اسے برباد کر رہے تھے یہاں تک کہ انھوں نے ان دونوں ندیوں کی پناہ لے لی جو رحبہ اور دمعانہ اور حالہ کے نام سے مشہور تھی الحسین پانی نہ ملنے کے باعث ان کے تعاقب سے رک گیا اور رحبہ لوٹ آیا۔

بستی ھیت کی تباہی

قرمطی اپنے گمراہ لیڈر کے ہمراہ جس نے اپنا نام نصر رکھا تھا بستی ھیت کی طرف روانہ ہوئے وہ اکیس شعبان کو صبح کو طلوع آفتاب کے ساتھ ہی اس حالت میں وہاں پہنچے کہ باشندے غافل تھے نصر نے بستی ھیت کو لوٹ لیا اور باشندوں میں سے جس پر قابو پایا قتل کر دیا، مکانوں کو جلا دیا اور ان کی کشتیوں کو لوٹ لیا کو دریائے فرات میں سفر کے لئے تیار تھیں کہا جاتا ہے کہ شہر کے باشندوں میں سے تقریباً دو سو آدمیوں کو قتل کیا جن میں مرد عورت اور بچے تھے جس مال واسباب پر قابو پایا سب کچھ لے لیا، کہا گیا ہے کہ تین ہزار کجاؤوں میں سے جو اس کے ہمراہ تھے تقریباً دو سو کپے گیہوں کے دونوں طرف برابر کر کے بھر لئے اور گیہوں اور عطر اور ردی سامان میں سے وہ تمام چیزیں جس کی حاجت تھی جمع کر لیں وہاں جس دن داخل ہوا تھا اس کے بقیہ حصے میں اور اس کے بعد والے دن میں بھی مقیم رہا وہاں سے مغرب کے بعد البریہ کی طرف کوچ کیا، یہ مصیبت جو اس نے پہنچائی یہ صرف اس شہر (ہیت) کے نواح کے مکانات کو پہنچائی، باشندے شہر پناہ کی وجہ سے محفوظ رہے۔

ابن کنداجیق کی روانگی

محمد بن اسحاق بن کنداجیق اس قرمطی سے نمٹنے کے لئے سرداروں کی ایک جماعت کے ہمراہ بہت بڑے لشکر کے ساتھ ہیت کی جانب روانہ ہوا، چند روز کے بعد مونس خازن نے اس کا تعاقب کیا۔

محمد بن داؤد سے روایت ہے کہ صبح کے وقت ہیت اس حالت میں پہنچے کہ وہاں کے باشندے غافل تھے مگر اللہ نے اس فصیل کے ذریعے سے ان کی اس سے حفاظت کی، حکومت نے تیزی کے ساتھ محمد بن اسحاق بن کنداجیق کو ان کی جانب روانہ کیا مگر وہ لوگ ان میں سے تین دن کے سوا نہیں ٹھہرے یہاں تک کہ جب محمد بن اسحاق ان سے قریب ہو گیا تو وہ ان سے الماۓن کی طرف بھاگے، محمد ان کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے انھیں اس حالت میں پایا کہ ان

لوگوں نے اس کے اور اپنے درمیان کے دریا تباہ کردیے تھے۔ دربار سے اس کے پاس اونٹ اور بہت ا پانی اور کھانا روانہ کیا گیا۔ حسین بن حمدان کو الرحبہ کی جانب سے ان کی طرف روانہ ہونے کے لئے لکھا گیا تا کہ وہ اور محمد بن اسحاق ان لوگوں پر حملہ کرنے میں اکٹھا ہو جائیں۔

نصر قرمطی کا قتل

جب کلبیوں کو معلوم ہوا کہ لشکر آرہا ہے تو انھوں نے اللہ کے دشمن جس نے اپنا نام نصر رکھا تھا اس کے بارے میں مشورہ کیا۔ انھوں نے اس پر حملہ کیا اور اسے یکا یک قتل کر دیا اور اس کا قاتل ان میں سے تنہا ایک شخص تھا جس کا نام الذئب بن القائم تھا جو کارنامہ اس سے صادر ہوا اس کے ذریعے تقرب حاصل کرنے اور بقیہ لوگوں کے لئے امان طلب کرنے کے لئے باب حکومت روانہ ہوا، اسے بہت انعام دیا گیا، تعریف کی گئی اور اس کی قوم کی تلاش کو روک دیا گیا، وہ چند روز ٹھہر کے بھاگ گیا۔

محمد بن اسحاق کے مخبر نصر کا سر لینے پر کامیاب ہو گئے، اسے کاٹ لیا اور مدینۃ الاسلام میں بھیج دیا گیا۔

قرامطہ کی باہمی خانہ جنگی

اس کے بعد قرامطہ نے آپس میں ایسی خون ریزی کی کہ خون کے دریا بہہ گئے، مقدام بن ایکال وہ تمام مال بچا کے جو اس کے پاس جمع کیا گیا تھا علاقے طے کی طرف چلا گیا، انھیں میں سے ایک گروہ جو ان امور کو ناپسند کرتا تھا بنی اسدف میں چلا گیا، جو عین التمر کے نواح میں مقیم تھے وہاں وہ ان کے پڑوسی بن گئے۔ انھوں نے حکومت کی خدمت میں ایک وفد روانہ کیا، جو جرم سرزد ہوا اس کی معزرت اور بنی اسد کے پڑوس میں رہنے کی درخواست کی، یہ درخواست قبول کر لی گئی، بقیہ فاسق جو دین قرامطہ میں بصیرت رکھنے والے تھے وہ الماغین پر پائے گئے، حکومت نے حسین بن حمدان کو ان کی بیخ کنی کے لئے لکھا۔

قرامطہ کا پھر سے ظہور

زکرویہ نے اپنا مبلغ ان کے پاس روانہ کیا جو سواد کے کسان، جو نہر تلحانہ کا دہکان قاسم بن احمد بن علی نام عرف ابو محمد تھا اس نے بتایا کہ الذئب ابن القائم کے فعل نے اسے بیزار کر دیا، ان سے ناراض کر دیا۔ وہ لوگ دین سے پھر گئے ہیں، اس کے ظہور کا وقت اب آ گیا ہے، کوفے میں چالیس ہزار آدمیوں نے اس سے بیعت کی ہے اور دیہات میں چار لاکھ آدمیوں نے۔ ان کے وعدے کا وہ دن ہے جس کا اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے حکیم موسیٰ ﷺ اور اپنے دشمن فرعون کی شان میں ذکر کیا ہے، کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ تمھارے وعدے کا دن یوم الزینۃ (میلے کا دن) ہے اور یہ وہ دن ہے جس دن لوگ دوپہر میں اٹھائے جائیں گے، زکرویہ انھیں یہ حکم دیتا ہے کہ اپنا حال چھپائیں شام کی جانب روانگی ظاہر کریں اور کوفے کی طرف جائیں یہاں تک کہ یوم النحر کو جو ۱۰ ذی الحجہ بروز جمعرات ۱۹۲ھ کو ہوگا صبح کے وقت وہاں پہنچیں تو روکے نہ جائیں گے اور ان کے لئے وہ وعدہ ظاہر اور پورا ہوگا جس کو اس کے رسول ان کے پاس لاتے رہے۔ وہ قاسم بن احمد کو بھی اپنے ہمراہ لے جائیں۔

کوفہ میں قتل وغارت

لوگوں نیا س کے حکم کی فرماں برداری کی، کوفے کے دروازے پر اس وقت پہنچے جب کہ اہل شہر اپنے حاکم اسحاق بن عمران کے ہمراہ عید گاہ سے واپس آچکے تھے جو لوگ اس روز کوفے کے دروازے پر پہنچے کم وبیش آٹھ سو سوار تھے جن کا سردار ذبلانی بن مہرویہ تھا، جو اہل الصواریا اور اہل جنبلا میں سے تھا، وہ لوگ زرہ وجوشن اور عمدہ آلات سے آراستہ تھے، ہمراہ ایک جماعت پیادہ بھی تھی جو کجادوں پر تھے، عوام میں سے جو ملا انھوں نے حملہ کر دیا، ایک جماعت کا مال واسباب چھین لیا، تقریباً بیس آدمیوں کو قتل کر دیا لوگ کوفے کی طرف دوڑے اور داخل ہو گئے، اور آپس میں ہتھیرا ہتھیار کی نداد ینے لگے۔

اسحاق بن عمران اپنے ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہوا، قرامطہ میں سے تقریباً ایک ہزار سوار باب کندہ میں سے شہر کوفہ میں داخل ہوئے، عوام اور سپاہ کی اچھی خاصی تعداد جمع ہوگئی، انھوں نے ان کو پتھر مارے، جنگ کی اور ان پر ڈھالیں ڈال دیں، جن سے ان کے تقریباً بیس آدمی قتل ہوئے، انھیں شہر سے نکال دیا، اسحاق بن عمران اور اس کے ساتھ کا لشکر نکلا، قرامطہ کے مقابلے میں جنگ کے لئے صف بستہ ہو گئے، اسحاق بن عمران نے اہل کوفہ کو پہرہ دینے کا حکم دیا، ایسا نہ ہو کہ قرامطہ کو غفلت میں موقع نہ ملے جس سے شہر میں داخل ہو جائیں،

قرامطہ کو ہزیمت کا سامنا

یوم النحر کو عصر کے وقت ان کی جنگ ہوتی رہی، قرامطہ القادسیہ کی طرف بھاگے، اہل کوفہ نے شہر پناہ اور خندق کو درست کر لیا، رات دن سپاہ کے ہمراہ کھڑے ہو کر اپنے شہر کی حفاظت کرتے رہے، اسحاق بن عمران نے حکومت کو لکھ کر مدد طلب کی، حکومت نے سرداروں کی ایک جماعت بھیجی جن میں طاہر بن علی بن وزیر، وصیف بن صوار تکین، فضل بن موسیٰ بن بغا، بشر بن خادم افشینی، رجنی الصفوانی، اور رائق الخزری تھے۔

الحجر کے غلاموں کی ایک جماعت کو ان کے ہمراہ کیا ان کا سب سے پہلا دستہ نصف ذی الحجہ منگل کے دن روانہ ہوا، ان میں کوئی سردار نہیں تھا۔ ہر ایک اپنے ساتھی پر سردار تھا، القاسم بن سیما وغیرہ روسائے عرب کو کوہستانی میدانوں کے اعراب کو دیار مضر اور طریق الحضرات اور دقوقا اور خانیجا وغیرہ نواح میں جمع کرنے کا حکم دیا گیا، کہ ان قرامطہ کی جانب روانہ ہوں کیونکہ سپاہی شام اور مصر کے علاقے میں پھیلے ہوئے تھے ان کے پاس خطوط گئے اور وہ حاضر ہوئے۔

خبر آئی کہ جو لوگ اسحاق بن عمران کی مدد کے لئے روانہ ہوئے تھے وہ اپنے آدمیوں کے ہمراہ زکرویہ کی جانب روانہ ہو گئے ہیں، اسحاق بن عمران اس کے ہمراہی آدمیوں کے ساتھ کوفے چھوڑ دیا کہ اس کی حفاظت کرے، ایک ایسے مقام تک گئے، جس کے اور قادسیہ کے درمیان چار میل کا فاصلہ اور صوار کے نام سے مشہور تھا، جو بیابان میں ایک پہاڑی میدان تھا، وہاں پر زکرویہ ان کے مقابلہ میں اترا، ۲۱ ذی الحجہ پیر کو اس کے مقابلے میں صف بستہ ہوئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جنگ ۲۰ ذی الحجہ کو ہوئی

شاہی لشکر کو شکست

سپاہیوں کی ترتیب اس طرح رکھی گئی کہ ان کے اور ان کی آبادی کے درمیان تقریباً ایک میل رہ گیا اور وہاں

سپاہیوں میں سے کسی کو نہ چھوڑا تاہم شدید جنگ ہوئی، دن کے شروع ہی میں قرمطی اور اس کے ساتھیوں کو ایسی شکست ہوتی ہوئی نظر آئی کہ قریب تھا کہ ان پر فتح حاصل ہو جائے۔

زکرویہ نے پیچھے ایک لشکر کو چھپا رکھا تھا جسے وہ نہیں جانتے تھے، جب نصف النہار ہوا تو پوشیدہ لشکر نکل آیا، بستی لوٹ لی، سپاہیوں نے اپنے پیچھے تلوار دیکھی تو بری طرح بھاگے قرمطی اور اس کے ساتھیوں نے تلوار چلائی ،اور جس طرح چاہا انھیں قتل کیا۔ البحر کے غلاموں کی ایک جماعت نے جو خزر اور فیرہ تھے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا وہ تقریباً سو غلام تھے ایسی جان فروشی کے ساتھ لڑے کے قرامطہ کو شدید زخمی کرنے کے بعد سب کے سب قتل کر دئے گئے ،قرامطہ نے بستی کو گھیر کر اس پر قبضہ کر لیا سوائے اس کے کوئی نہ بچا جو اپنے گھوڑے پر تھا چنانچہ وہ راستہ بھول گیا اور اسے بچا دیا یا جو بہت سخت زخمی ہو گیا اور اپنے آپ کو مقتولین میں ڈال دیا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد مشکل سے روانہ ہو کے کوفہ میں داخل ہو گیا تیز رفتار گدھے جن پر ہتھیار اور آلات تھے سپاہ کے ہمراہ روانہ کئے تھے ان میں سے تین سو گدھے اور خچروں میں سے پانچ سو خچر اس بستی میں چھین لئے گئے ۔مزکور ہے کہ جو سپاہی اس جنگ میں مقتول ہوئے ان کی تعداد پندرہ سو تھی جو ان کے غلاموں ،مزدوروں ،اور آبادی والوں کے علاوہ تھے۔

قرامطہ کے عزائم میں قوت

قرامطی اور اس کے ساتھیوں نے جو کچھ اس جنگ میں لیا اس سے وہ قوی ہو گئے وہ ان خرمنوں میں آئے جو اسکے ایک جانب تھے، چنانچہ اس میں سے اس نے غلہ اور جو لئے اور انھیں حکومت کے خچروں پر لاد کے اپنے لشکر لے گیا ۔مقام جنگ سے کوچ کر کے کوہی میدان میں تقریباً پانچ میل میں ایک ایسے مقام تک گیا جو نہر المثیہ کے قریب تھا کیونکہ مقتولین کی بدبو نے تکلیف پہنچا رکھی تھی۔

محمد بن داؤد بن جراح سے روایت ہے، جن کے پاس زکرویہ نے قاصد بھیجا تھا اس وقت کوفے کے دروازے پر پہنچے دیکھا کہ مسلمان اسحاق بن عمران کے ساتھ اپنی عیدگاہ سے واپس آ چکے تھے وہ لوگ دونوں جانب پھیل کے کوفے کے مکانات میں داخل ہو گئے ،قاسم بن احمد کے لئے جو زکرویہ کا مبلغ تھا ایک قبہ بنایا تھا کہتے تھے کہ، یہ ابن رسول اللہ ہے اور یہ نعرہ لگاتے تھے یال ثارات الحسین اس سے ان کی مراد حسین بن زکرویہ تھی جو مدینۃ الاسلام کے باب الجسر پر مصلوب تھا ان کا شعار یا احمد یا محمد تھا اس ان کی مراد زکرویہ کے دونوں بیٹے تھے جو قتل کر دئے گئے تھے۔

انھوں نے سفید جھنڈے ظاہر کئے اور ان کا اندازہ یہ تھا کہ وہ کوفی چرواہوں کو اس سے گمراہ کر دیں گے۔

کوفہ سے قرامطہ کی پسپائی

اسحاق بن ابراہیم اور اس کے ہمراہیوں نے سبقت کی اور انھیں پسپا کر دیا ان میں سے جو ثابت قدم رہا اسے قتل کر ڈالا ایک جماعت آل ابی طالب کی بھی آ گئی انھوں نے بھی اسحاق بن ابراہیم کی ہمراہی میں جنگ کی عوام کی بھی ایک جماعت آ گئی انھوں نے بھی جنگ کی قرامطہ نامراد ہو کے اسی روز ایک گاؤں چلے گئے جو شہر عشیرہ کہلاتا تھا جو کہ طسوج السالحین و نہر یوسف کے اس آخری علاقے میں تھا جو خشکی سے متصل ہے۔

اللہ کے دشمن زکرویہ بن مہرویہ کی جانب ایسے شخص کو روانہ کیا گیا جو قریہ الدریہ میں زمین کے اس گڑھے سے

اسے نکال دے جس میں وہ برسوں پوشیدہ رہا تھا قریہ صوار والے اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے اسے ولی اللہ کہتے تھے ، جب اسے دیکھا تو سجدہ کیا ، اس کے ہمراہ مبلغین اور مخصوصین کی ایک جماعت بھی حاضر ہوئی ۔ اس نے انھیں بتایا کہ قاسم بن احمد کا ان پر سب سے زیادہ احسان ہے اسی نے انھیں دین سے نکل جانے کے بعد اس کی طرف لوٹایا ہے ، وہ لوگ جب اس کا حکم مانیں گے تو انھیں اپنی عید کا یقین کر لینا چاہیے وہ انھیں ان کی مرادوں تک پہنچا دے گا کچھ خاص علامات مقرر کیں جن میں آیات قرآنیہ کو ان کی شان نزول سے بدل کر بیان کر دیا ۔

زکرویہ کی عقیدت میں اضافہ

زکرویہ کے لئے ان تمام عربی اور آزاد غلام اور منطقی اشخاص نے جن کے دلوں میں کفر کی محبت جم گئی تھی اس بات کا اقرار کر لیا کہ وہ ان کا سردار اعظم ملجا و ماوا ہے ۔ مدد ملنے اور کامیاب ہونے کا یقین کر لیا ، وہ انھیں اس طرح لے چلا کہ خود ان سے پوشیدہ تھا وہ سب اس کو سید پکارتے تھے اور اپنے لشکروں کے سامنے اسے ظاہر نہ کرتے تھے ۔ اس کے بعد قاسم تمام معاملات کا ذمہ دار تھا وہ انھیں فرات کے آبپاشی والے حصے کیا آخر تک جو کوفے کے علاقے میں تھا اپنی رائے سے چلاتا رہا ۔ انھیں یہ بتایا کہ مضافات کوفہ کے کل باشندے اس کے پاس آنے والے ہیں ۔ وہاں وہ بیس روز سے زائد ٹھہر کر اپنے قاصد کو باشندگان کوفہ کے پاس جنھیں وہ اپنی طرف منسوب کر چکا تھا بھیجتا رہا ، مگر باشندگان مضافات میں سے سوائے ان لوگوں کے جن کے شامل اعمال میں بدنصیبی تھی اور کوئی اس سے نہ ملا اور وہ بھی عورتیں اور بچوں کے ساتھ تقریباً پانچ سو آدمی تھے ۔

قرامطہ سے ایک اور جھڑپ

حکومت نے یکے بعد دیگرے لشکر اس کی جانب روانہ کئے ۔ جو لوگ انبار اور ہیت گئے تھے انھیں اس کے انتظام کے لئے اس خوف سے لکھا گیا کہ جو لشکر المائن میں مقیم تھے وہ کوفہ جاتے وقت دوبارہ اس پر حملہ نہ کر دیں ، سرداروں کی ایک جماعت عجلت کے ساتھ روانہ ہوئی جن میں بشر افشینی اور جنی صفوانی اور نحریر عمری اور امیر المومنین کا غلام رائق اور چھوٹے غلام تھے اور وہ الحجریہ کے نام سے مشہور تھے ، ان لوگوں نے قریہ الصوار کے قریب اللہ کے دشمنوں پر حملہ کیا ، ان کے پیادو اور سواروں کی ایک بڑی تعداد کو قتل کر دیا ، ان لوگوں نے اپنے مکانات ان لوگوں کے ہاتھ میں چھوڑ دئے تو یہ اس میں داخل ہو گئے اور اسی میں مشغول ہو گئے ، قرامطہ پھر پلٹ پڑے ۔ انھوں نے ان کو بھگا دیا ۔

زکرویہ کی داستان روپوشی

ایک شخص سے منقول ہے کہ وہ اس وقت محمد بن داؤد بن الجراح کی مجلس میں موجود تھا جب اس کے پاس قرامطہ کی ایک جماعت داخل کی گئی جن میں زکرویہ کا ہم زلف بھی تھا جو کچھ اس نے اس سے بیان کیا اس میں یہ بھی تھا کہ زکرویہ میرے مکان کے تہ خانے میں پوشیدہ تھا جس کا دروازہ لوہے کا تھا ، ہمارا ایک تندور تھا جسے ہم منتقل کیا کرتے تھے ۔ جب ہمارے پاس تلاش کی جماعت آئی تو ہم نے تنور کو تہ خانے کے دروازے پر رکھ دیا اور ایک عورت ٹھہر کر اسے گرم کرتی رہی ، وہ اسی طرح چار سال رہا ، یہ معتضد کے زمانے کا واقعہ ہے وہ کہا کرتا تھا کہ میں اس حالت میں نہ نکلوں گا کہ معتضد زندہ ہو پھر وہ میرے ہاں سے ایک ایسے مکان میں منتقل ہو گیا جس میں مکان کے دروازے کے پیچھے ایک کوٹھڑی اس طرح بنائی گئی تھی جب گھر کا دروازہ کھولا جاتا تھا تو وہ کوٹھڑی کے دروازے پر ڈھک جاتا تھا ، اندر آنے والا

اندر آتا تھا مگر وہ اس کوٹھڑی کے دروازے کو نہیں دیکھتا تھا جس میں وہ تھا یہی حال رہا یہاں تک کہ معتضد وفات پا گیا ۔اس وقت اس نے مبلغوں کو روانہ کیا اور نکلنے کی تیاری کی۔ جب اس جنگ کی خبر حکومت کو پہنچی جو الصوار میں قرمطی اور خلافت کے سپاہیوں کے درمیان ہوئی۔لوگوں نے اسے بہت سخت جانا تو ان سرداروں کی جماعت کو نفے کو روانگی کے لئے تعینات کی گئی جن کا میں نے ذکر کیا۔ سپہ سالاری محمد بن کنداج کو دی گئی، بنی شیبان والنمر کے بدویوں سے تقریباً دو ہزار آدمی اس کے ساتھ کئے گئے اور انھیں تنخواہیں دی گئیں، ۱۸ جمادی الاولیٰ کو مکے سے دس آدمیوں کی ایک جماعت آئی، وہ خلافت کے دروازے پر گئے اور اپنے شہر کی طرف لشکر بھیجنے کی درخواست کی کیونکہ انھیں علاقہ یمن میں جس شخص نے خروج کیا تھا اس سے یہ خوف تھا کہ وہ ان کے شہر کو کچل ڈالے گا کیونکہ ان کے خیال میں وہ اس کے قریب آ گیا تھا۔

یمن میں باغی کی سرکوبی

۱۲ رجب یوم جمعہ کو بغداد کے منبر پر وہ خطبہ پڑھ کر سنایا گیا جو حکومت کے پاس آیا تھا کہ صنعا اور یمن کے اور شہروں کے باشندے اس خارجی کے مقابلے پر جمع ہوئے جو زبردستی ان شہروں پر غالب آ گیا تھا انھوں نے اس سے جنگ کی اور اسے شکست دی، اس کے گمراہوں کو بھگا دیا وہ نواح یمن کے کسی علاقے میں چلا گیا، ۳ شوال کو حکومت یمظفر بن حاج کو خلعت دے کے اسے یمن کا عہدہ دار بنایا، ۵ ذی القعدہ کو ابن حاج نکلا وہ اپنے عہدہ یمن کی طرف روانہ ہوا اپنی موت تک وہیں مقیم رہا۔

اسی سال ۲۲ رجب کو مکتفی کا خیمہ نکالا گیا اور اس بنا پر اسے باب شماسیہ میں نصب کیا گیا کہ وہ ابن خلیج سے نمٹنے کے لئے شام کی طرف روانہ ہوگا۔

خلیجی کی گرفتاری

اسی ماہ کی ۲۴ تاریخ کو مصر سے فائق کا ایک مکتوب جس میں یہ ذکر تھا کہ وہ اور سردار خلیجی کی طرف بڑھے اور ان کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر جنگ میں اس کے بہت سے ساتھی قتل کر دیئے گئے، بقیہ لوگ بھاگے تو انھوں نے بھاگنے والوں کو قابو کر لیا ان کی چھاؤنی کو گھیر لیا، خلیجی بھاگ کے الفسطاط میں داخل ہو گیا، اور وہیں کسی کے پاس چھپ گیا۔

وفاداران خلافت فسطاط میں داخل ہوئے جب ٹھہر گئے تو خلیجی اور اس شخص کے بارے میں بتا دیا گیا جس کے ساتھ وہ پوشیدہ تھا اور جو اس کے پیروکاروں میں سے تھا۔اس نے انھیں گرفتار کر کے اپنے پاس قید کر لیا۔ فائق کو خلیجی اور جو اس کے ساتھ گرفتار ہوئے تھے، مدینۃ الاسلام بھیجنے کا حکم لکھا گیا۔ المکتفی کے وہ خیمے واپس کئے گئے جو باب شماسیہ تک روانہ کئے گئے تھے اس کے خزانوں کو واپس کرنے کے لئے کسی کو بھیجا گیا اور وہ بھی واپس کئے گئے وہ تکریت سے آگے بڑھ گئے تھے۔

فائق نے خلیجی کو اور اس جماعت کو جو اس کے ساتھ گرفتار کی گئی تھی محمد بن ابی ساج کے آزاد غلام بشر کے ہمراہ مصر سے مدینۃ الاسلام روانہ کر دیا۔

جب اسی سال میں نصف رمضان کو جمعرات کا دن ہوا تو وہ باب شماسیہ سے مدینۃ الاسلام میں داخل کیا گیا ۔اس کے آگے آگے اکیس آدمی تھے جو اونٹوں پر تھے لمبی ٹوپیاں ریشم کی عبائیں پہنے تھے جیسا کہ کہا گیا کہ جنگ کے

دولڑکے تھے۔ ابن اشکال بھی تھا جو کمینہ عمرو کے لشکر سے یہاں امان لے کر آیا تھا۔ ایک حبشی غلام "صندل المزاحمی" بھی تھا۔ مکتفی کے پاس خلیجی پہنچا تو اس نے اس کی طرف دیکھا اور دارالخلافت میں اسے قید کرنے کا حکم دیا اور دوسرے لوگوں کو جدید قید خانے میں قید کرنے کا حکم دیا، انھیں ابن عمرویہ کے پاس روانہ کر دیا گیا جس کے سپرد بغداد کی پولیس تھی مکتفی نے اپنے وزیر عباس بن الحسن کو اس کی حسن وتدبیر جو اس فتح میں ہوئی خلعت سے نوازا البشر الافشینی کو بھی خلعت دی۔

متفرقات

۵ شوال کو نصر قرمطی کا سر ایک نیزے پر نصب کر کے بغداد میں داخل کیا گیا جس نے ہیت کو لوٹا تھا۔

۷ شوال کو مدینۃ الاسلام میں یہ خبر آئی کہ رومیوں نے قورس پر دھاوا بو، باشندوں نے ان سے قتال کیا۔ انھوں نے ان کو شکست دی اور ان کے اکثر آدمیوں کو قتل کر دیا۔ بنی تمیم کے سرداروں کو قتل کر دیا بستی میں داخل ہو گئے، مسجد کو جلا دیا اور جس قدر باشندے بچ گئے تھے سب کو بھگا دیا۔

اسی سال فضل بن عبدالملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۹۴ھ

جہاد روم

اول محرم میں ابن کیغلغ غازی بن کرطرسوس میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ رستم بھی روانہ ہوا۔ یہ رستم کی دوسری جنگ تھی، وہ سلندو پہنچے، اللہ نے انھیں فتح دی آلس گئے ان کے قبضے میں تقریباً پانچ ہزار سر آئے۔ رومیوں کا قتل عام کیا اور صحیح وسالم واپس ہوئے۔

قرمطی کی حرکت

۱۲ محرم مدینۃ الاسلام بغداد میں یہ خبر آئی کہ زکرویہ بن مہرویہ قرمطی حاجیوں پر حملے کے ارادے سے نہر مثنیہ سے کوچ کر کے ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا ہے کہ اس کے اور قصبے کے درمیان چار میل کا فاصلہ رہتا ہے۔

محمد بن داؤد سے روایت ہے کہ وہ لوگ خشکی میں مشرقی جانب روانہ ہو کے سلیمان پہنچے۔ ان کے اور بستی کے درمیان ایک بے آب صحرا رہ گیا، وہ اسی مقام پر حاجیوں پر حملے کے ارادے سے ٹھہر کے پہلے قافلے کا انتظار کر رہا تھا، قافلہ ۶ یا ۷ محرم کو واقصہ پہنچا، اہل منزل نے ڈرا دیا اور خبر دی کہ ان کے اور دشمن کے درمیان چار میل کا فاصلہ ہے، اگر کوچ کیا اور نہیں ٹھہرے تو بچ گئے۔ اس قافلے میں حسن بن موسیٰ الربعی اور سیما ابراہیمی بھی تھے۔ جب قافلہ بالکل روانہ ہو گیا تو قرمطی واقصہ گیا قافلے کا حال پوچھا تو انھوں نے اسے بتایا کہ وہ واقصہ میں نہیں ٹھہرا اس نے ان پر الزام لگایا کہ تم لوگوں نے ہی ان کو ڈرایا ہو گا وہاں کچھ گھاس فروشوں کو قتل کر دیا اور گھاس جلا دی، باشندے اپنے قلعے میں محفوظ ہو گئے۔ وہ وہاں چند روز رہ کر زبالہ کی طرف کوچ کر گیا۔

محمد بن داؤد سے روایت ہے کہ یہ لوگ لشکر زکرویہ کی تلاش میں حیون طف کی طرف گئے، جب انھیں اس

کے سلمان میں قیام کا علم ہوا تو وہاں سے واپس ہوئے۔علان بن کشمر وتنہا سواروں کے دستے کے ہمراہ مکے کے سیدھے راستے پر زکرویہ کی جانب روانہ ہوا،سیال میں پہنچ کے واقصہ کا رخ کیا پہلے قافلے کے گزرنے کے بعد وہاں اترا ،زکرویہ اپنے راستے میں بنی اسد کے گروہوں پر گزرا،اس نے انھیں اپنے ساتھ لے کے مکے سے واپس آنے والے حاجیوں کو لوٹنے کے ارادے سے براہ راست ان کی جانب چلا۔

حاجیوں پر حملہ

اسی سال ۱۶ محرم کو کوفہ سے یہ منحوس خبر آئی کہ زکرویہ نے ۱۱ محرم بروز اتوار کو خراسانی قافلے کو مکے کے راستے میں عقبہ میں روکا۔ان لوگوں نے اس سے شدید جنگ کی ،اس نے بڑی بدسلوکی کے ساتھ پوچھا کہ آیا تم سرکاری جماعت ہو؟انھوں نے جواب دیا کہ نہیں،ہم تو حاجی ہیں یہ سن کے کہا کہ اچھا تم جاؤ میں تم لوگوں پر حملہ نہیں کرتا'' جب قافلہ روانہ ہوا تو اس نے تعاقب کر کے اس پر حملہ کیا،اس کے ساتھی اونٹوں کے نیزے گھونپتے اور تلواروں سے ان کے پیٹ چاک کرنے لگے ،اونٹ بھڑک گئے اور قافلہ رل گیا ،اس خبیث کے ساتھی حاجیوں پر ٹوٹ پڑے اور اندھا دھند قتل کرنے لگے۔مردوں اور عورتوں کو قتل کیا جن عورتوں کو چاہا گرفتار کرلیا اور جو کچھ قافلے میں تھا سب پر قابض ہو گئے۔

قافلے میں جو شخص بچ گیا تھا وہ علان بن کشمرد سے ملا تھا۔اس نے خیریت دریافت کی تو اس نے خراسانی قافلے پر جو مصیبت نازل ہوئی اس کا اسے بتایا'' کہ تیرے اور اور ان لوگوں کے درمیان تھوڑا ہی فاصلہ ہے''۔آج رات کو یا کل دوسرا قافلہ پہنچے گا۔اگر وہ شاہی جھنڈا دیکھیں گے تو ان کے دل مضبوط ہو جائیں گے اور ان کے بارے میں اللہ ہی اللہ ہے'' علان اسی وقت لوٹ گیا اور اپنے ہمراہیوں کو بھی واپسی کا حکم دیا کہ میں آدمیوں کو قتل کے لئے پیش نہیں کروں گا۔

اللہ والوں پر کیا گزری

زکرویہ مکے کی طرف چلا ،دوسرا قافلہ بھی اس کے پاس پہنچ گیا ،حکام نے دوسرے اور تیسرے قافلے کے سربراہوں اور ان دونوں کے سرداروں اور کاتبوں کو جن کے ساتھ قاصدوں کا وہ گروپ تھا جو سیدھے راستے سے ہٹ آئے تھے،فاسق کا حال اور حاجیوں کے ساتھ اس کا برتاؤ لکھ دیا تھا اور انھیں اس سے بچ کے سیدھے راستے سے واسط یا بصرے کی طرف واپس جانے یا فدیہ مدینے کی طرف لوٹنے کا حکم دیا تھا کہ لشکر خلافت پہنچ جائے تو پھر بڑھیں،یہ احکام ان کے پاس پہنچ گئے،مگر انھوں نے نہ سنا اور نہ قیام کیا اور نہ ٹھہرے۔

ابو عقبہ کا امان دینا

دوسرے قافلے والے آگے روانہ ہوئے جس میں مبارک القمی اور احمد بن نصر عقیلی اور احمد بن علی بن حسین ہمدانی بھی تھے ،یہ لوگ ان فاجروں کے پاس پہنچ گئے جو واقصہ سے کوچ کر چکے تھے،وہاں کے پانی تباہ کر دئے تھے ،حوضوں اور کنوؤں کو ان اونٹوں اور گھوڑوں کی لاشوں سے پاٹ دیا تھا جو پیٹ پھٹے ہوئے ان کے ہمراہ تھے منزل عقبہ میں ۱۲ محرم پیر کو پہنچے تو ان سے دوسرے قافلے والوں نے جنگ کی ،ابوالعشائر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قافلے کے شروع

میں تھا مبارک القمی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ تھا۔ باہم سخت لڑائی ہوئی، حاجیوں نے ان کو بھگا دیا فتح قریب تھی کہ فاجروں نے ان کے درمیانی حصے میں غفلت پائی تو اس جانب سے ان پر حملہ آور ہوئے۔ اپنے نیزے اونٹوں کی پسلیوں اور پیٹوں میں رکھ دیئے، اونٹوں نے حاجیوں کو کچل ڈالا قرمطی ان پر قابو پا گئے، خوب تلوار چلائی آخر تک سب کو قتل کرڈالا، سوائے اس کے جسے انھوں نے غلام بنالیا۔ عقبہ کے چند میل اس طرف سواروں کو روانہ کیا جوان کے لوگوں سے لڑے جو تلوار سے بچ گئے تھے ان کو امان دی وہ لوٹے تو سب کو قتل کر دیا اور جن عورتوں کو پسند کیا ان کو قید کر لیا، مال واسباب لے گئے، المبارک القمی اور اس کا بیٹا المظفر قتل کر دیا گیا۔ ابوالعشائر قید کر لیا گیا۔ مقتولین کو جمع کر کے ایک دوسرے پر رکھا گیا یہاں تک کہ وہ بہت بڑے ٹیلے کے مانند ہو گئے۔ ابوالعشائر کے دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کاٹے گئے اور اس کی گردن ماردی گئی۔ وہ عورتیں رہا کر دی گئیں جن کی انھیں خواہش نہ تھی۔

زخمیوں کی وہ جماعت بچ گئی جو مقتولین کے درمیان پڑے رہ گئے تھے، وہ رات میں بدقت تمام کھسکے اور چلے گئے ان میں سے کچھ مر گئے کچھ بچ گئے جو بہت کم تھے۔ قرامطہ کی عورتیں اپنے بچوں کے ساتھ مقتولین میں گھومتی تھیں جوان پر پانی پیش کرتے تھے ان سے جو بات کرتا تھا اسے وہ اجازت دیتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ قافلے میں تقریباً بیس ہزار حاجی تھے جو سب کے سب قتل کر دیئے گئے سوائے ان چند آدمیوں کے جو دشمن پر غالب آکر بغیر زادراہ کے بچ گئے یا زخمی ہو کر مقتولین میں پڑ گئے اور بعد مین بچ نکلے۔ یا جس کو انھوں نے اپنی خدمت کے لئے غلام بنالیا بیان کیا جاتا ہے کہ جو مال اور قیمتی اسباب ان لوگوں نے اس قافلے سے چھینا اس کی قیمت بیس لاکھ دینار تھی۔

بعض سکہ ڈھالنے والوں کا کہنا ہے کہ ہمارے پاس مصر کے سکے ڈھالنے والوں کے خطوط آئے کہ تم لوگ مالدار بن جاؤ گے کیونکہ ابن طولون کے اعزاء واقارب اور ان مصری سرداروں نے جو مدینۃ الاسلام روانہ کردیئے گئے اور جوان کی طرح مالدار تھے انھوں نے اپنے مصری مال کو مدینۃ الاسلام منگا بھیجا تھا اور انھوں نے مال لے جانے کے لئے سونے چاندی کے برتن اور زیور ڈھلوا لئے تھے اور وہ مکے بھیجا گیا تھا تا کہ حاجیوں کے ساتھ راستے مدینۃ الاسلام لے جائیں۔ وہ مدینۃ الاسلام جانے والے قافلوں کے ساتھ روانہ کیا گیا پھر وہ سب جاتا رہا۔

مؤرخین کے مطابق جس وقت پیر کو قرامطہ اس قافلے کو قتل کر رہے تھے اور لوٹ رہے تھے تو یکا یک خراسانی قافلہ آ گیا۔ قرامطہ کی ایک جماعت ان کی جانب نکلی اور ان پر حملہ کر دیا کیونکہ ان لوگوں کا راستہ بھی یہی تھا، جب زکرویہ حاجیوں کے دوسرے قافلے سے فارغ ہو گیا۔ ان کے مال لے لئے۔ ان کی عورتوں کو تباہ کر چکا، تو حوضوں اور کنوؤں کو آدمیوں اور جانوروں کی لاشوں سے پاٹنے کے بعد اسی وقت عقبہ روانہ ہو گیا۔

دوسرے قافلے پر اس کی رہزنی کی خبر مدینۃ الاسلام میں ۱۶ محرم یوم جمعہ کو عشاء کے وقت پہنچی تھی۔ یہ واقعہ تمام لوگوں پر اور سلطان پر بہت گراں گزرا۔ عباس بن حسن بن ایوب وزیر نے محمد بن جراح کاتب کو جو دفتر خراج، دفتر ضیاع مشرق اور دفتر لشکر کا افسر تھا کوفہ روانہ ہونے اور قرمطی کے مقابلے کے لئے اور وہاں قیام کرنے کے لئے نامزد کیا۔ وہ بغداد سے ۱۹ محرم کو نکلا اور اپنے ہمراہ لشکر کو دینے کے لئے بہت سا مال لے گیا۔

زکرویہ زبالا چلا گیا اور وہاں اتر گیا قادسیہ میں مقیم سپاہ کے خوف سے کہیں وہ اسے پکڑ لیں اپنے آگے پیچھے مخبر روانہ کئے اس تیسرے قافلے کی امید تھی جس میں مال اور سوداگر تھے ثعلبیہ سے شقوق، شقوق اور بطان کے درمیان

رمل کے کنارے طلیح نامی گاؤں میں ٹھہر کر تیسرے قافلے کا انتظار کرنے لگا اس قافلے کے سرداروں میں نفیس مولدی اور صالح سوبھی تھے اور اس کے ہمراہ شمسہ دخزانہ بھی تھا شمسہ وہ تھا جس میں معتضد نے نہایت عمدہ جواہر لگائے تھے اسی قافلے میں ابراہیم بن ابی اشعث بھی تھا جس کے سپرد مکہ اور مدینہ کا محکمہ قضاء اور شاہراہ مکہ کا کام اور اس کی اصلاح کے اخراجات، میمون بن ابراہیم کاتب بھی تھا جس کے سپرد خراج و جائداد کی ذمہ داری تھی، ان کے علاوہ احمد بن محمد بن احمد عرف ابن ہزلج، فرات بن احمد ابن محمد بن فرات، حسن بن اسماعیل جو عباس بن حسن کا عزیز تھا اور حرمین کے ڈاک کا متولی تھا اور علی بن عباس النہیکی بھی تھے۔

جب اس قافلے والے فید تک پہنچے تو انھیں خبیث زکرویہ اور اس کے ساتھیوں کی غارت گیری کی خبر ملی وہ لوگ فید میں حکومت کی جانب سے قوت پہنچائے جانے کے انتظار میں چند روز ٹھہرے حالانکہ ابن کشمر دان لشکروں کے ساتھ جنھیں حکومت نے اس کے ہمراہ اور اس سے بیشتر اور بعد میں بھیجے تھے راستے سے قادسیہ لوٹ گیا تھا۔

زکرویہ فید گیا وہاں کے حاکم کا نام حامد بن فیروز تھا حامد نے دو قلعوں میں سے ایک میں تقریباً ان سو آدمیوں کے ہمراہ جو اس کے ساتھ مسجد میں تھے پناہ لے لی دوسرے قلعے کو آدمیوں سے بھر دیا زکرویہ اہل فید سے خط وکتابت کر کے یہ درخواست کرنے لگا کہ وہ لوگ اپنے حاکم اور وہاں کے لشکر کو اس کے سپرد کر دیں اگر وہ ایسا کریں گے تو میں انھیں پناہ دے دوں گا مگر ان لوگوں نے اس کی درخواست کو منظور نہیں کیا جب انھوں نے قبول نہ کیا تو اس نے جنگ کی مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔

جب اس نے دیکھا کہ اس کے پاس باشندوں سے مقابلے کی طاقت نہیں تو پسپا ہوا پھر حفیر ابی موسیٰ اشعری کی طرف روانہ ہوا۔

بغداد سے لشکر کی روانگی اور جنگ

ماہ ربیع الاول کے شروع میں مکتفی نے وصیف بن صوار تکین کو روانہ کیا اس کے ہمراہ ایک جماعت سرداروں کی بھی تھی وہ قادسیہ سے خفان کے راستے پر روانہ ہوئے وصیف نے ۲۲ ربیع الاول کو اس سے مقابلہ کیا دن بھر خون ریزی ہوئی رات ان کے درمیان میں حائل ہو گئی ان لوگوں نے پہرے کی حالت میں رات بسر کی صبح کو جنگ دوبارہ چھڑی لشکر نے ان کا قتل عام کیا وہ اللہ کے دشمن زکرویہ تک پہنچ گئے۔

زکرویہ کا انجام

وہ پشت پھیرے ہوئے تھا کہ کسی لشکری نے اس کی گدی پر تلوار کی ایک ضرب ماری جو اس کے دماغ تک پہنچ گئی، وہ، اس کا نائب، اور اس کے خاص رشتہ داروں کی ایک بڑی تعداد کو جن میں اس کا بیٹا، اس کا کاتب، اس کی بیوی بھی تھی گرفتار کر لیا گیا لشکر شاہی نے جو کچھ اس لشکر میں تھا سب پر قبضہ کر لیا زکرویہ پانچ دن زندہ رہا پھر اس کا پیٹ چاک کر کے اسی ہیئت میں اسے روانہ کر دیا گیا حاجی قیدیوں کو جو اس کے قبضے میں زندہ بچ گئے تھے واپس کر دیا گیا۔

جہاد روم

اسی سال ابن کیغلغ نے طرسوس میں ان رومیوں سے جہاد کیا مال غنیمت میں اسے دشمن کے چار ہزار قیدی، بہت سے گھوڑے، اور اسباب، مویشی، ایک بطریق اس کے امان میں داخل ہوا اور اسلام لے آیا طرسوس سے اس کی

روانگی بغرض جہاد اسی سال اوئل محرم میں ہوئی اسی سال اندرونقس پادری نے خلافت سے امان طلب کرنے کے لئے خطو وکتابت کی وہ پادشاہ روم کی جانب سے سرحد والوں سے جنگ پر مامور تھا اس کی درخواست قبول ہوئی وہ خود بھی نکلا اور اس نے اپنے ہمراہ ان دوسو مسلمانوں کو بھی نکال لیا جو اس قلعے میں قید تھے۔

پادشاہ روم نے کسی ایسے شخص کو روانہ کیا تھا جو اسے گرفتار کرے اس نے ان مسلمانوں کو جو ان قلعوں میں قید تھے ہتھیار دے دئے انکے ساتھ اپنے ایک بیٹے کو بھی نکال لیا ان لوگوں نے اس بطریق پر رات کے وقت حملہ کر دیا جو اس کے گرفتار کرنے کے لئے روانہ کئے گئے تھے اس کے ہمراہیوں میں سے کثیر تعداد میں لوگوں کو قتل کر دیا گیا اور جو کچھ ان کے لشکر میں تھا وہ سب غنیمت میں چھین لیا۔

جمادی الاولی میں رستم سرحد والوں کے ہمراہ اندرونقس کے ارادے سے نکلا تھا تا کہ اسے رہا کرائے، چنانچہ اس جنگ کے بعد رستم کونیہ پہنچا۔ پادریوں کو مسلمانوں کے ان کی طرف جانے کا علم ہوا تو وہ واپس ہو گئے۔ اندرونقس نے اپنے بیٹے کو رستم کے پاس روانہ کیا، رستم نے اپنے کاتب کو اور بحرین کی ایک جماعت کو روانہ کیا۔ یہ لوگ قلعے میں سوئے، جب صبح ہوئی تو اندرونقس اور وہ تمام مسلمان قیدی جو اس کے ہمراہ تھے اور جو ان مین سے ان کے پاس چلے گئے تھے اور جن نصاریٰ نے اس کی رائے سے موافقت کر لی تھی سب نکلے۔ اس نے اپنا مال واسباب بھی نکال کر مسلمانوں کی چھاونی میں پہنچا دیا۔ مسلمانوں نے قونیہ کو تباہ کر دیا۔ وہ لوگ، اندرونقس، اور مسلمان قیدی اور وہ نصاریٰ جو ابدرونقس کے ہمراہ تھے طرسوس کی طرف لوٹے۔

اسی سال جمادی الآخری میں حسین بن حمدان بن حمدون کے ساتھیوں اور زکرویہ کے ساتھیوں کے اس گروہ کے درمیان جنگ ہوئی جو اس جنگ میں بھاگ گئے تھے جس میں اس پر جو مصیبت آنا تھی وہ آئی۔ انھوں نے شام جانے کے ارادے سے فرات کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اس نے ان پر ایسا حملہ کیا جس میں ان کی ایک بڑی تعداد کو قتل کر دیا۔ عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔

اسی سال بادشاہ روم کے قاصد جن میں سے ایک اس کے بیٹے الیون کا ماموں تھا، بسیل خادم اور ان کے ہمراہ ایک جماعت تھی بادشاہ کی جانب سے مکتفی کے نام ایک منصوبے کے باب شماسیہ پہنچے جس میں اس نے اپنے شہر کے مسلمانوں سے بلاد اسلام کے رومیوں سے تبادلے کی درخواست کی تھی، کہ مکتفی اپنا ایک قاصد بلاد روم روانہ کرے تا کہ ان مسلمان قیدیوں کو جمع کرے جو اس ملک میں ہیں اور وہ اکے ساتھ کسی ایسے فیصلے پر مجتمع ہو جائے، جس پر دونوں اتفاق کر لیں لبیل خادم طرسوس میں رہے تا کہ اس کے پاس وہ رومی قیدی جمع ہو جائیں جو سرحدوں میں ہیں اور انھیں مقام فدیہ وتبادلہ لے جائے۔

وہ لوگ چندروز باب شماسیہ میں مقیم رہے پھر بغداد میں داخل کئے گئے، ان کے ہمراہ بادشاہ روم کی جانب سے ہدیہ اور دس مسلمان قیدی بھی تھے اس کا ہدیہ قبول کیا گیا اور بادشاہ روم کی درخواست قبول کی گئی۔

متفرقات

اسی سال شام میں اس خیال سے ایک شخص گرفتار کیا گیا کہ وہ سفیانی ہے، اسے اور اس کے ہمراہ ایک جماعت کو شام کے حاکم کے دروازے پر روانہ کر دیا گیا پھر کہا گیا کہ وہ مجنون ہے۔

اسی سال مکے کے راستے میں بدوؤں نے دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا جن میں سے ایک جا عرف حداد اور دوسرے

کا نام منتقم تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ان میں سے جو منتقم تھا وہ زکرویہ کا سالا تھا ان دونوں کو انھوں نے کوفے میں نزار کے حوالے کر دیا۔ نزار نے انھیں حکام کے پاس روانہ کر دیا۔ اعراب سے مذکور ہے کہ یہ دونوں ان کے پاس جا کر انھیں بغاوت کی دعوت دیتے تھے۔

اسی سال حسین بن حمدان نے شام کے راستے سے ایک شخص کو جس کا عرف کیال تھا ساٹھ آدمیوں سمیت جو اس کے ساتھیوں میں سے تھے حکام کے پاس روانہ کر دیا جنھوں نے اس سے امان لی تھی جو زکرویہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔

اسی سال اندرونقس بطریق بغداد پہنچا۔

اسی سال حسین بن حمدان اور کلب اور نمر اور اسد وغیرہ کے بدوں کے درمیان جنگ ہوئی جو اسی سال ماہ رمضان میں اس کی مخالفت پر متحد ہو گئے تھے۔ انھوں نے اسے شکست دی اور باب حلب تک پہنچا دیا۔

اسی سال قبیلہ طے نے فید میں وصیف بن صوارتکین کا محاصرہ کر لیا، وہ امیر حج بنا کے روانہ کیا گیا تھا، تین دن تک اس کا محاصرہ جاری رہا۔ پھر وہ نکلا اور ان سے جنگ کی۔ کچھ بدویوں کو قتل کیا، اعراب بھاگ گئے۔ وصیف فید سے اپنے ہمراہی حاجیوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

اسی سال فضل بن عبدالملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۵ھ کے اہم واقعات

عبداللہ بن ابراہیم مسمعی نے شہر اصفہان سے کسی گاؤں پر خروج کیا جو چند فرسخ کے فاصلے پر تھا، مؤرخین کے مطابق تقریباً دس ہزار کاشتکار شامل ہو گئے، بدر حمامی کو اس کی طرف جانے کا حکم دیا گیا، اس کے ہمراہ سرداروں کی ایک جماعت اور تقریباً پانچ ہزار لشکری بھیجے گئے،

اسی سال حسین بن ماسیٰ کا ان اعراب طے پر ان کی غفلت کی حالت میں حملہ ہوا، جنھوں نے وصیف بن صوارتکین سے جنگ کی تھی، کہا جاتا ہے کہ اس نے ستر بدویوں کو قتل کیا، اور سواروں کی ایک جماعت کو قید کیا،

اسی سال ۱۴ صفر گورنر خراسان و ماوراءالنہر ابو ابراہیم اسماعیل کی وفات ہوئی اس کا بیٹا احمد بن اسماعیل بن احمد اس کا قائم مقام اور اپنے باپ کے علاقوں کا گورنر بنایا گیا، مذکور ہے کہ ۱۴ ماہ ربیع الآخر کو دربار کیا، اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے کے طاہر بن علی بن وزیر کو دیا، اسے خلعت سے نوازا گیا، اور جھنڈا لے کے احمد بن اسماعیل کے پاس جانے کا حکم دیا گیا۔

اسی سال منصور بن عبداللہ بن منصور کاتب کو عبداللہ بن ابراہیم مسمعی کے پاس روانہ کیا گیا، مخالفت کے انجام سے خوف دلایا گیا وہ اس کے پاس روانہ ہو گیا۔ جب پہنچا تو اس سے گفتگو کی، وہ فرمانبرداری میں واپس آ گیا اور اپنے غلاموں کی ایک جماعت کے ہمراہ روانہ ہو کے اپنے عمل اصبہان پر کسی کو نائب بنا دیا۔ اس کے ہمراہ منصور بن عبداللہ بھی تھا یہاں تک کہ باب خلافت تک پہنچ گیا، مکتفی اس سے راضی ہو گیا انعام دیا اور اسے اور اس کے بیٹے کو خلعت سے سرفراز کیا۔

اسی سال حسین بن موسیٰ نے کردی پر حملہ کیا جو زبردستی نواح موصل پر قابض ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھیوں پر فتحیاب ہوا، اس کے لشکر کو تباہ کر دیا کردی بچ گیا پہاڑوں میں پناہ لے لی اور اس کا پتہ نہ لگا۔

اسی سال مظفر بن حاج کو یمن کے اس حصے پر جس پر بعض خارجی قابض ہو گئے تھے فتح ہوئی۔ اس نے ان کے سردار کو جس کا عرف حکیمی تھا گرفتار کر لیا۔

اسی سال ۱۷ جمادی الآخرہ کو خاقان المفلحی کو یوسف بن ابی ساج کی جنگ کے لئے آزربائیجان کی طرف روانگی کا حکم دیا، لشکر کے تقریباً چار ہزار آدمی اس کے ساتھ کئے گئے، ۱۷ رمضان کو ابو معتز زیادۃ اللہ بن اغلب کا قاصد بغداد میں داخل ہوا اس کے ہمراہ فتح مجمی بھی تھا، وہ تحائف بھی تھے جو مکتفی کو بھیجے گئے تھے۔

اسی سال ذی القعدہ میں مسلمان اور رومیوں کے درمیان تبادلہ وفدیہ کا معاملہ مکمل ہوا۔ جن عورتوں اور مردوں کا فدیہ دیا گیا وہ تین ہزار تھے۔

مکتفی کی رحلت

۱۲ ذی القعدہ کو مکتفی باللہ کی وفات ہوئی جس روز اس کی وفات ہوئی اس دن وہ بتیس سال کا تھا۔ ۲۶۴ھ میں پیدا ہوا تھا کنیت ابو محمد تھی اس کی ماں ایک ترکی ام ولد تھی جس کا نام جیجک تھا۔ متوسط اندام، خوش رنگ تھا، خوبصورت بال سر پر زلفیں تھیں جبکہ بھری ہوئی ڈاڑھی تھی۔

خلافت مقتدر باللہ

جعفر بن معتضد باللہ سے بیعت کی گئی بیعت کے بعد اسے مقتدر باللہ کا خطاب دیا گیا اس روز اس کی عمر ۱۳ برس ۲۱ دن تھی اس کی ولادت ۲۲ رمضان شب جمعہ کو ۲۸۲ھ میں ہوئی تھی کنیت ابو الفضل تھی اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام شغب تھا۔

روایت ہے کہ جس روز اس سے بیعت کی گئی اس روز بیت المال میں ڈیڑھ کروڑ دینار تھے جب مقتدر کی بیعت مکمل ہو گئی تو مکتفی کو غسل دیا گیا نماز جنازہ ادا کی گئی اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کے مکان میں ایک مقام پر دفن کر دیا گیا۔

جنگ ایام منیٰ

اسی سال عج بن حاج اور لشکر کے درمیان ایام منیٰ میں دوسرے روز (۱۱ ذی الحجہ) کو مقتدر کی بیعت کا انعام طلب کرنے کے سلسلے میں ایسی جنگ ہوئی جس میں کافی تعداد مقتول ہوئی اور کافی لوگ زخمی ہو گئے جو لوگ منیٰ میں تھے وہ بستان ابن عامر میں بھاگ گئے، لشکر میں منیٰ میں ابی عدنان ربیعہ بن محمد کا خیمہ لوٹ لیا جو قافلوں کے مراء میں سے تھا۔

حاجیوں کی تکالیف

مکے سے واپس ہونے والوں کو راستے میں رہزنی اور پیاس کی ایسی شدید تکلیف پہنچی کہ کافی تعداد پیاس سے مر گئی، میں نے بعض لوگوں سے سنا جو یہ بیان کرتے ہیں کہ آدمی اپنے ہاتھ میں پیشاب کرتا تھا پھر اسے پی لیتا تھا۔

اس سال فضل بن عبدالملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

۲۹۶ھ کے اہم واقعات

مقتدر کی معزولی کی کوششیں

سرداروں کاتبوں اور قاضیوں کے ایک گروہ نے مقتدر کی معزولی پر اتفاق کر کے مشورہ کیا کہ اس کے بجائے کس کو منتخب کیا جائے، اتفاق رائے عبداللہ بن معتز کے نام پر ہوا، انھوں نے اس معاملے میں اس گفتگو کی تو اس نے اس شرط پر منظور کیا کہ خونریزی و جنگ نہ ہو، انھوں نے اسے یہ کہا کہ حکومت بخوشی اس کے سپرد کر دی جائے گی، تمام سردار، لشکر اور کاتب جوان کے پیچھے ہیں سب اس پر راضی ہیں آخر اسی شرط پر بیعت کر لی گئی۔

اس معاملے میں سر گروہ محمد بن داؤد بن جراح اور قاضی ابوالمثنی احمد بن یعقوب تھے، محمد بن داؤد الجراح نے سرداروں کی ایک جماعت سے مقتدر کے ناگہانی قتل اور عبداللہ بن معتز کی بیعت کا منصوبہ کیا تھا، عباس بن حسن کی رائے بھی یہی تھی جب عباس نے یہ دیکھا کہ اس کا معاملہ مقتدر ہی کے ساتھ قابل اعتماد ہے تو اس کی رائے بدل گئی، اس وقت دوسروں نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا جو لوگ اس کے قتل کے لئے تعینات کیے گئے تھے وہ بدر عجمی، حسین بن حمدان اور وصیف بن صوار تکین تھے۔

اتوار کا دن تھا جب مقتدر کو سرداروں، کاتبوں، اور بغداد کے قاضیوں نے معزول کر دیا عبداللہ بن معتز سے بیعت کر لی گئی، اور اسے الراضی باللہ کا خطاب دیا، وہ شخص جس نے سرداروں سے اس کی بیعت لی اور انھیں حلف دینے اور ان کے نام پکارنے پر مقرر ہوا وہ کاتب لشکر محمد بن سعید رزق تھا

اسی روز الحسین بن حمدان اور دارالخلافت کے غلاموں کے درمیان صبح سے نصف نہار تک شدید جنگ ہوئی،

اسی روز وہ فوجیں جنھیں محمد بن داؤد نے ابن معتز کی بیعت کے لئے جمع کیا تھا، اس کے پاس سے منتشر ہو گئیں کیوں کہ وہ خادم مونس کہلاتا تھا، اس نے دارالخلافت کے کچھ غلاموں کو کشتیوں میں سوار کیا اور ان کشتیوں کو جن میں وہ سوار ہوئے تھے، دریائے دجلہ میں لے گیا، جب وہ لوگ اس مکان کے سامنے پہنچے جس میں ابن معتز اور محمد بن داؤد تھے تو وہ ان پر چلائے اور انھیں تیر مارے وہ منتشر ہو گئے۔

جو لشکر اور کاتب اور سردار اس مکان میں تھے وہ بھاگے، ابن معتز بھی بھاگا، بعض لوگ جنھوں نے ابن معتز سے بیعت کی تھی وہ اب مقتدر سے مل گئے، اور انھوں نے یہ عذر کیا کہ انھیں اس کے پاس جانے سے روکا گیا، بعض چھپ گئے، جو بعد میں گرفتار کر کے قتل کر دئے گئے، عام لوگوں نے ابن داؤد اور عباس بن حسن کے مکانات لوٹ لیے، جو گرفتار ہوئے ان میں ابن معتز بھی شامل تھا۔

اسی سال ۲۶ ربیع الاول یوم شنبہ کو بغداد میں صبح سے نماز عصر تک برف گری یہاں تک کہ مکانوں اور چھتوں پر تقریباً چار انگل ہوئی، بیان کیا گیا ہے کہ ایسی برف بغداد میں کبھی نہیں دیکھی گئی،

اسی سال ۲۸ ربیع الاول پیر کو محمد بن یوسف قاضی، محمد ابن عمرویہ، ابوالمثنی، ابن الجصاص رزق کاتب لشکر کو ایک گروہ کے ساتھ مونس خازن کے سپرد کیا گیا، ابوالمثنی کو اس نے باب حکومت میں چھوڑ دیا اور دوسروں کو اپنے مکان پر لے گیا، بعض نے اپنا فدیہ دے دیا، بعض قتل کر دیے گئے اور چند لوگوں کی سفارش کی گئی تو رہا کر دئے گئے۔

اسی سال طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث اور عمرو بن لیث کے غلام سبکری کے درمیان جنگ ہوئی، سبکری نے

طاہر کو گرفتار کرلیا اور اسے اس کے بھائی یعقوب بن محمد کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں روانہ کیا،

اسی سال ابو قاسم بن سیما کو سرداروں اور لشکر کی ایک جماعت کے ہمراہ حسین بن حمدان بن حمدون کی تلاش میں روانہ کیا، وہ اس کام کے لئے قرقیسیا اور رحبہ، الیہ گیا، حسین کے بھائی عبداللہ بن حمدان بن حمدون کو اپنے بھائی کی تلاش کے لئے لکھا، اس نے اور اس کے بھائی نے ایک مقام پر جو ٹمی کے نام سے مشہور تھا اور دجلے کی غربی جانب تکریت اور سودقافیہ کے درمیان تھا مقابلہ کیا عبداللہ بھاگ گیا حسین نے کسی کو بھیج کر امان طلب کی جو مل گئی۔

اسی سال ۲۳ جمادی الآخر کو حسین بن حمدان بغداد پہنچا اور باب حرب میں اترا، دوسرے روز اسے خلعت عطا کی گئی، قم اور قاشان کا گورنر بنایا گیا، ۲۴ جمادی الآخر کو یوسف بن ابی ساج کے کاتب اور اس کے قاصد ابن دلیل نصرانی کو خلعت عطا کی گئی، یوسف بن ابی ساج کو مراغہ، آذر بائیجان کا والی بنایا گیا، خلعت روانہ کیے گئے اور اپنے کام کی طرف جانے کا حکم دیا گیا۔

اسی سال نصف شعبان کو مونس خادم کو خلعت سے سرفراز کیا گیا اور اسے سرمائی جہاد کے لئے طرسوس جانے کا حکم دیا گیا۔ وہ اس کے لئے روانہ ہوا، وہ بہت بڑے لشکر، سرداروں کی ایک جماعت اور حجر کے غلاموں کے ساتھ نکلا،

اسی سال فضل بن عبدالملک ہاشمی نے لوگون کو حج کرایا۔

واقعات ۲۹۷ھ

جہاد روم

مونس خادم بہت بڑے لشکر کے ہمراہ سلطنت روم میں ملطیہ کی سرحد سے سرمائی جہاد کے لئے چلا۔ اس کے ہمراہ ابوالاغر سلمی بھی تھا وہ روم پر فتحیاب ہوا، اور آخر ۲۹۷ھ میں کفرا کو گرفتار کرلیا اس کی اطلاع ۶ محرم کو ہوئی۔

لیث بن عمرو کی سرکوبی

اسی سال نافرمان لیث بن علی بن لیث ایک لشکر کے ہمراہ فارس گیا اور زبردستی اس پر قابض ہو کے وہاں سے سبکری کو نکال دیا طاہر بن محمد کو گرفتار کر کے سلطان کے پاس بھیجنے کے بعد حکومت نے سبکری کو حاکم بنا دیا تھا مقتدر نے لیث بن علی کی جنگ کے لئے مونس خادم کو فارس کی طرف روانگی کا حکم دیا، وہ اسی سال رمضان میں اس کی طرف روانہ ہوا

اسی سال شوال مین مقتدر نے قاسم بن سیما کو بڑے لشکر کے ہمراہ روم میں سرمائی جہاد کے لئے روانہ کیا۔

اسی سال مونس خادم اور لیث بن علی بن لیث کے درمیان جنگ ہوئی جس میں لیث کو شکست ہوئی، اس کے ساتھیوں کی بہت بڑی تعداد گرفتار اور قتل کی گئی، ایک بڑی تعداد مونس کی پناہ میں آ گئی، شاہی سپاہی نوبندجان میں داخل ہو گئے جس لیث نے زبردستی قبضہ کرلیا تھا،

اس سال فضل بن عبدالملک بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن محمد نے لوگوں کے حج کا انتظام کیا۔

واقعات ۲۹۸ھ

قاسم بن سیما نے روم میں سرمائی جہاد کیا۔

اسی سال مقتدر نے عمرو بن لیث کے غلام سبکری سے جنگ کے لئے وصیف کامہ دیلمی کو لشکر اور سرداروں کی ایک جماعت کے ہمراہ روانہ کیا۔ اسی سال سبکری اور وصیف کامہ کے درمیان وہ جنگ ہوئی جس میں وصیف کامہ نے

اسے شکست دے کے فارس سے نکال دیا وصیف اور اسکے ہمراہی فارس میں داخل ہو گئے، سبکری کے ساتھیوں کی بہت بڑی جماعت امان میں آگئی، سالار لشکر قتال گرفتار کرلیا گیا، سبکری اپنے مال و ذخیرہ سمیت بھاگ کر احمد بن اسماعیل بن احمد کے پاس گیا اس نے جو کچھ اس کے ساتھ تھا چھین لیا اور اسے قید کر دیا۔

اسی سال بست اور رخج کے نواح میں احمد بن اسماعیل بن احمد اور محمد بن علی بن لیث کے درمیان جنگ ہوئی جس میں احمد بن اسماعیل نے اسے گرفتار کرلیا،

[اس سال فضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۲۹۹ھ

طرسوس کے نواح میں رستم بن بردوا نے سرمائی جہاد کیا جو بنی نفیس کی طرف سرحدوں کا حاکم تھا۔ اسی سال احمد بن اسماعیل بن احمد درخواست لے کے آیا جس میں یہ خبر تھی کہ اس نے سجستان فتح کرلیا اور اس کے ساتھی اس میں داخل ہو گئے اور انھوں نے نافرمان ساتھیوں کو نکال دیا، معدل بن علی بن لیث مع اپنے ان ساتھیوں کے جو اس کے ہمراہ تھے اس کی امام میں چلا گیا، اس روز معدل زرنج میں مقیم تھا، ابن اسماعیل نے اسے اس کے عیال اور اس کے ہمراہیوں کو ہراۃ روانہ کیا سجستان، بست اور رخج کے درمیان ساٹھ فرسخ کا فاصلہ تھا، ۱۰ صفر یوم دوشنبہ کو اس کے متعلق عریضہ آیا۔

اسی سال زکرویہ کا ساتھی عطیر امان لے کر بغداد پہنچا اس کے ہمراہ اغر بھی تھا، وہ بھی زکرویہ کے سرداروں میں سے تھا۔

اسی سال ذی الحجہ میں ۴ تاریخ کو علی بن محمد بن فرات پر خلیفہ کا عتاب ہوا۔ اسے قید کیا گیا اور اس کے اور اس کے اہل وعیال کے مکانات پر پہرہ لگا دیا گیا، جو کچھ ملا سب چھین لیا گیا، اس کے، اس کے بھائی کے بیٹوں کے اور ان کے اہل وعیال کے مکانات لوٹ لیے گئے۔

محمد بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو وزیر بنایا گیا۔

اسی سال فضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا

واقعات ۳۰۰ھ

گورنر برقہ کا قاصد بغداد میں اس خارجی کی خبر لایا جس نے بغاوت کر دی تھی برقہ مصر سے چار فرسخ پیچھے تھا اس کے بعد صوبہ مغرب تھا اسے اس کت لشکر پر فتح ہوئی بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس کے ہمراہ مقتولین کے ناک کان کا ہار اور خارجی کے کچھ جھنڈے بھی تھے۔

اسی سال بغداد میں امراض کی کثرت ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ جنگل کے کتے اور بھیڑیے اس وبا میں بدحواس ہو گئے، وہ انسانوں، گھوڑوں، اور جانوروں کو تلاش کرتے تھے جب کسی انسان کو کاٹ لیتے تھے تو اسے ہلاک کر دیتے تھے۔

اس سال فضل بن عبدالملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۳۰۱ھ

المقتدر نے محمد بن عبیداللہ کو وزارت سے معزول کر کے اسے اس کے بیٹوں عبداللہ الواحد سمیت قید کر دیا علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح کو اپنا وزیر بنایا۔

اس سال بھی بغداد میں وباؤں کی کثرت ہوئی تھی جس کا نام لوگوں نے حنین رکھا، ایک قسم وہ تھی جس کا نام ماسرا رکھا، حنین میں جان بچ جاتی تھی جبکہ ماسرا ہلاک کرنے والا طاعون تھا

حسین بن منصور حلاج

اسی سال علی بن عیسیٰ وزیر کے مکان پر ایک شخص کو پیش کیا گیا، جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے اس کی عرفیت الحلاج اور کینت ابو محمد مشعوذ ہے اس کے ہمراہ اس کا ایک ساتھی بھی تھا میں نے لوگوں کی ایک جماعت سے سنا جن کا یہ کہنا تھا، کہ وہ رب • پروردگار) ہونے کا مدعی ہے اسے اور اس کے ساتھی کو تین دن تک ہر روز صبح نصف النہار سولی پر لٹکایا گیا ان دونوں کو اتارا جاتا تھا اور ان کے قید کرنے کا حکم دیا جاتا تھا، حلاج طویل مدت تک قید رکھا گیا، کچھ لوگ اس سے فتنے میں مبتلا ہو گئے جن میں نصر قشوری وغیرہ بھی تھے، یہاں تک کہ جو اس کی برائی کرتا تھا، لوگ اسے بددعا دیتے تھے، اور اس کے خلاف شور وغل مچاتے تھے، اس کا مسئلہ پھیل گیا تھا، اور وہ قید سے نکالا گیا، اس کے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹے گئے پھر اس کی گردن ماری گئی، پھر اسے آگ میں جلایا گیا۔

اس سال الحسین بن حمدان بن حمدون نے سرمائی جہاد کیا طرسوس سے ایک خط آیا جس میں یہ ذکر تھا کہ اس نے بہت قلعے فتح کیے اور رومیوں کی کثیر تعداد کو قتل کیا۔

گورنر خراسان وماوراء النہر کا قتل

اسی سال احمد بن اسماعیل ابن احمد جو خراسان وماوراء النہر کا حاکم تھا قتل کیا گیا اسے ایک ایسے ترک غلام نے قتل کیا جو اس کا خاص غلام تھا، وہ اور اس کے ساتھ دو غلاموں نے جو اس کے خیمے میں گھس گئے اور اسے ذبح کر دیا پھر اس طرح بھاگے کہ ان کا پتا نہ لگا۔

واقعات سمرقند و بخارا

اسی سال نصر بن احمد بن اسماعیل ابن احمد اور اس کے باپ کے چچا اسحاق بن احمد کے درمیان اختلاف ہوا، نصر بن احمد کے ساتھ اس کے باپ کے غلام، اس کے کاتب، اور اسکے سرداروں کی ایک جماعت، مال واسباب، اور ہتھیار تھے وہ اپنے باپ کے قتل کے بعد بخارا چلا گیا، اسحاق سمرقند نقرس کی بیماری میں علیل تھا، اس نے سمرقند کے لوگوں سے خواہش کی کہ اسے اپنا سردار بنالیں، ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے لئے اسماعیل بن احمد کی حکومت کی درخواست کی، بیان کیا گیا ہے کہ اسحاق نے اپنے خطوط عمران مرزبانی کو روانہ کیے تا کہ وہ انھیں پہنچا دیے، نصر بن احمد بن اسماعیل نے حماد بن احمد کو بھیجے۔

اسی سال ۱۶ شعبان کو نصر بن احمد بن اسماعیل اور اس کے بخارا والے ساتھیوں اور اس کے باپ کے چچا اسحاق بن احمد اور اور اس کے سمرقند والے ساتھیوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں نصر اور اس کے ساتھیوں نے اسحاق، اہل سمرقند اور ان کو جو اس نواح کے باشندوں میں سے اس کے ساتھ ہو گئے تھے شکست دی، اور وہ سب بھاگ کر اس سے علیحدہ ہو گئے یہ جنگ ان کے درمیان باب بخارا پر ہوئی تھی۔

اسی سال اہل بخارا نے اسحاق بن احمد اور اس کے حامیوں کو شکست دینے کے بعد اہل سمرقند پر دھاوا بول

دیا، ان کے درمیان یہ دوسری جنگ تھی جس میں اہل بخارا کو اہل سمرقند پر فتح ہوئی۔ انھوں نے سمرقندیوں کو پسپا کر دیا، انھیں تلوار کے گھاٹ اتارا اور زبردستی سمرقند میں داخل ہو گئے، اسحاق بن احمد گرفتار کر لیا گیا، اور جو کام اس کے سپرد تھا اس پر عمرو بن نصر بن احمد کے ایک بیٹے کو والی بنا دیا۔

ابن بصری کا فتنہ

اسی سال بصری کے ساتھی جو اہل مغرب میں سے تھے برقہ میں داخل ہوئے وہاں سے انھوں نے حاکم کو نکال دیا، ابوبکر بن محمد بن علی بن احمد بن ابی زنبور ماذرائی کو صوبجات مصر اور اس کے خراج کا والی بنایا گیا۔

اسی سال ابوسعید جنابی کو قتل کیا گیا جس نے نواح بحرین میں بغاوت کی تھی کہا گیا ہے کہ اس کا خادم اس کے قتل کا مرتکب ہوا،

اسی سال بغداد میں بیماریوں کی کثرت ہوئی، باشندوں میں موت پھیل گئی، حربیہ اور شہر کر بیرونی مکانات کے باشندوں میں اس کی کثرت تھی،

اسی سال ابن بصری کا ایک سردار بربریوں اور مغربیوں کے ہمراہ اسکندریہ پہنچا۔

اسی سال گورنر تکین کا مصر سے عریضہ آیا جس میں اس نے مدد کی درخواست کی تھی۔

اس سال فضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۳۰۲ھ

علی بن عیسیٰ وزیر نے ابن عبدالباقی کو اسی سال دو ہزار سواروں کے ہمراہ گرمائی جہاد میں ابن ابی ساج کے خادم بشر کی مدد کے لئے جو طرطوس کا گورنر تھا طرطوس روانہ کیا، انھیں گرمائی جہاد کا موقع نہ ملا تو انھوں نے سخت سردی و برف زمستانی جہاد کیا۔

اطروش کا ظہور

اسی سال حسن بن علی اطروش طبرستان پر غالب آنے کے بعد آمل سے ہٹ کے سالوس جا کر مقیم ہو گئے، حاکم صعلوک نے لشکر بھیجا مگر اس کا لشکر وہاں ٹھہر نہ سکا، حسن بن علی وہاں پلٹ آئے، لوگوں نے طروش کا سا عدل اور اس کی حسن سیرت اور اس جیسا حق قائم کرتا نہیں دیکھا۔

ابن بصری کا فتنہ

اسی سال ابن بصری کا ساتھی حباسہ اسکندریہ میں داخل ہو کے اس پر غالب آ گیا بیان کیا گیا ہے کہ وہ دو سو بحری کشتیوں کے ساتھ وہاں وارد ہوا اسی سال ابن بصری کا ساتھی حباسہ ایک مقام پر پہنچا جو فسطاط مصر اور اسکندریہ کے درمیان تھی۔

اسی سال مونس خادم حباسہ کی جنگ کے لئے مصر روانہ ہوا اسے آدمیوں اور ہتھیار اور مال سے قوت دی گئی۔

حسین کی گرفتاری

اسی سال ۲۳ جمادی الاولیٰ کو حسین بن عبداللہ عرف ابن بصاص اور اس کے دونوں بیٹوں کو گرفتار کر لیا گیا۔
ان کی تمام اشیاء چھین لی گئیں اسے قید کیا گیا اور بیڑیاں پہنا دی گئیں۔

اسی سال ۲۴ جمادی الاولیٰ کو مصر میں سپاہیوں حباسہ اور اس کے ساتھیوں کے درمیان جنگ ہوئی، جس میں فریقین کی ایک بڑی تعداد مقتول ہوئی، اور ایک جماعت زخمی ہوئی، ایک دن بعد دوسری جنگ ہوئی۔ جو ویسی ہی ہوئی جیسی اس دن ہوئی تھی، اس کے بعد تیسری جنگ اسی سال جمادی الآخر میں ہوئی، اسی سال ۱۶ جمادی الآخر کو اس جنگ کے متعلق خط آیا جو ان کے درمیان ہوئی تھی جس میں سپاہیوں نے مغربیوں کو شکست دی۔

عاملِ طرسوس کا کامیابی کا مژدہ

اسی سال گورنر طرسوس کا یک عریضہ آیا جس میں اس نے جہاد روم کا حال لکھا تھا، اور جتنے وہاں قلعے فتح کیے اور جو مال غنیمت پایا اور گرفتاریاں کیں اس کا ذکر تھا، اس نے ڈیڑھ سو بطریق گرفتار کیے، گرفتار قیدیوں کی تعداد دو ہزار تھی۔

حباسہ کی اسکندریہ سے واپسی

۱۹ رجب کو مصر سے یہ خبر آئی کہ سپاہیوں نے حباسہ اور ان مغربی لوگوں کا مقابلہ کیا جو قتل و غارت کرتے تھے، مغربیوں کو شکست ہوئی، انھوں نے ان کے سات ہزار آدمیوں کو قتل اور قید کیا، باقی ہزیمت اٹھا کے بھاگ گئے یہ جنگ جمعرات جمادی الآخری کو ہوئی۔ اسی سال حباسہ اور اس کے مغربی ساتھی اسکندریہ سے مغرب کا رخ کر کے واپس ہوئے، مؤرخین کے مطابق حباسہ نے گورنر مصر سے امان میں داخل ہونے کی گفتگو کی تھی، اور اس بارے میں ان دونوں کے درمیان خط و کتابت ہوئی تھی اس کی واپسی اس اختلاف کی وجہ سے ہوئی جو اس کے ساتھیوں میں اس مقام پر پیدا ہوا جہاں سے وہ روانہ ہوا۔

مونس کا عربوں پر حملہ

اس سال مونس خادم نے وادی زناب کے اطراف ونواح میں وہاں کے عربوں پر حملہ کیا اس نے ان کا قتل عام کیا مذکور ہے کہ ان کے سات ہزار آدمی قتل کیے، ان کے مکانات لوٹ لیے، مکانات میں تاجروں کو وہ مال واسباب ملا جس کو انھوں نے رہزنی کر کے جمع کیا تھا، جس کی کثرت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ ۶ ذی الحجہ کو مامون کی آزاد کردہ باندی وفات پا گئی

سانحہ حاجر

اس سال الفضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال ۲۲ ذی الحجہ بدویوں نے حاجر سے تین فرسخ کے فاصلے پر البر سے متصل مکے سے واپس آنے والے حاجیوں پر خروج کیا اور رہزنی کر کے ان کے ساتھ کو جو مال تھا لے لیا ان کے اونٹ جس قدر جی چاہا ہنکا لے گئے۔ کہا گیا ہے کہ دوسو اسی آزاد عورتیں گرفتار کر لیں یہ عورتیں باندیوں کے علاوہ تھیں جو انھوں نے لی تھیں۔

تمت

خواتین کے لئے دلچسپ معلوماتی اور مستند اسلامی کتب

تحفہ زوجین			حضرت تھانویؒ
بہشتی زیور	اردو	انگریزی	〃
اصلاح خواتین			〃
اسلامی شادی			〃
پردہ اور حقوق زوجین			〃
اسلام کا نظام عفت و عصمت	〃	〃	مفتی ظفیر الدین
حیلۂ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح			حضرت تھانویؒ
خواتین کے لئے شرعی احکام	〃	〃	اہلیہ ظریف تھانوی
سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات	〃	〃	سید سلیمان ندوی
چھ گناہ گار عورتیں	〃	〃	مفتی عبد الرؤف صاحب
خواتین کا حج	〃	〃	〃
خواتین کا طریقہ نماز	〃	〃	〃
ازواج مطہرات			ڈاکٹر حقانی میاں
ازواج الانبیاء			احمد خلیل جمعہ
ازواج صحابہ کرام			عبد العزیز شناوی
پیارے نبیؐ کی پیاری صاحبزادیاں			ڈاکٹر حقانی میاں
نیک بیبیاں			حضرت میاں اصغر حسین صاحبؒ
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین			احمد خلیل جمعہ
دور نبوت کی برگزیدہ خواتین			〃
دور تابعین کی نامور خواتین			〃
تحفہ خواتین	〃	〃	مولانا عاشق الٰہی بلند شہری
مسلم خواتین کے لئے بیس سبق	〃	〃	〃
زبان کی حفاظت			〃
شرعی پردہ			
میاں بیوی کے حقوق	〃	〃	مفتی عبد الغنی صاحب
مسلمان بیوی			مولانا ادریس صاحب
خواتین کی اسلامی زندگی کے سائنسی حقائق			حکیم طارق محمود
خواتین اسلام کا مثالی کردار			نذیر محمد مکتبی
خواتین کی دلچسپ معلومات و نصائح			قاسم عاشور
امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں خواتین کی ذمہ داریاں			نذیر محمد مکتبی
قصص الانبیاء	مستند ترین	〃	امام ابن کثیرؒ
اعمال قرآنی	عملیات و وظائف	〃	مولانا اشرف علی تھانویؒ
آئینہ عملیات	〃	〃	صوفی عزیز الرحمٰن
اسلامی وظائف	قرآن و حدیث سے ماخوذ وظائف کا مجموعہ		

فہرست کتب مفت طلب فرمائیے!!

ملنے کا پتہ: دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۲۶۳۱۸۶۱ - ۲۲۱۳۷۶۸